تاریخ ہندوستان

حصہ سوم



عہد سلطنت انگلشیہ

جلد چہارم

لارڈ کیننگ کے عہد سلطنت سے لارڈ نارتھ بروک کے عہد تک

مؤلفہ

منشی محمد ذکاء اللہ صاحب

پروفیسر ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

دہلی

تقوی مین باہتمام حافظ محمد عزیز الدین کے منطبع ہوا

سنہ ۱۸۸۰ء



فہرست مضامین تاریخ ہندوستان حصہ سوم

باب اول لارڈ کیننگ کا عہد سلطنت صفحہ ۱ سے ۵۶ تک

صفحہ	مضمون

نمبر و شمار	مضمون	
	باب دوازدہم - لارڈ نارتھ بروک کا عہد سلطنت صفحہ ۲۷۳ سے ۳۶۱ تک	
۱	گورنر جنرل ہند کا مقرر ہونا ۔	۲۷۳
۲	آگرہ کا دربار ۔	۲۷۴
۳	میور کالج کی بنیاد ۔	۲۷۵
۴	خیوا پر روسیوں کی مہم اور خان خیوا کی درخواست امداد برٹش گورنمنٹ سے ۔	۲۹۲
۵	سفر شاہ ایران ولایت میں ۔	۳۰۰
۶	یارقند کو سفیر کا جانا ۔	۳۰۰
۷	قحط ملک بنگال ۔	۳۰۰
۸	قحط اضلاع شمالی و مغربی ۔	۳۲۳
۹	سر ولیم میور و سر جارج کیمبل ۔	۳۴۲
۱۰	بڑودہ کمیشن ۔ معزولی مہاراجہ بڑودہ	۳۴۹
۱۱	مصنوعی نانا راؤ باغی کی گرفتاری ۔	۳۵۳
۱۲	ناگا کی مہم ۔	۳۵۴
۱۳	سویز کی نہر ۔	۳۵۵
۱۴	مسٹر مارگری صاحب کا قتل ہونا ۔ کرنیل برون کے گروہ پر حملہ ۔	۳۵۶
۱۵	روسیوں کی ممالک متوسطہ ایشیا میں ۔	۳۵۸ تک
	باب سیزدہم عالیجناب البرٹ ایڈورڈ پرنس و یلز ولیعہد سلطنت کی سیر ہندوستان صفحہ ۳۶۱ سے ۴۵۷	
۱	تمہید ۔	۳۶۱
۲	لندن سے برنڈزی تک ۔	۳۶۸
۳	برنڈزی سے جہاز میں سوار ہوا ۔	۳۶۹
۴	پائیرس سے قاہرہ عظیم تک ۔	۳۷۰
۵	سویز سے عدن تک	۳۷۳
۶	بمبئی میں ولیعہد کا آنا ۔	۳۷۶

باب چہاردہم۔ لارڈ نارتھ بروک کا عہد سلطنت صفحہ ۴۵۴ سے ۴۶۳

تمام شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب اول

لارڈ کیننگ کا عہد سلطنت سنہ ۱۸۵۸ع سے سنہ ۱۸۶۲ع تک

(۱) مین نے تین جلدون کے اندر پندرہ سو صفحون مین ایسٹ انڈیا کمپنی کی تاریخ لکھی ہے
اوسمین ابتدا سے اوسکا حال تحریر کیا ہے کہ وہ کیونکر جماعت تجار بنی اور پھر کس طرح سے بازار تجارت سے
نکل کر بتدریج سارے ہندوستان کی شہریار ہوئی۔ اِس جماعت کی یہی تاریخ دنیا کی تواریخ
مین ہمیشہ عجیب و غریب اور حیرت افزا اشتہار ہوگی اور یادگار روزگار رہیگی کہ انگلستان کے
سوداگرون نے ایک ایسی عظیم الشان سلطنت مشرق مین پیدا کرلی کہ روم کی سلطنت کے ہم پلہ تھی
اور اوس شان و شکوہ اور کروفر سے اوسمین حکمرانی کی کہ کبھی اکبر کے دادا کو بھی نصیب نہوئی جس وقت وہ
کامگاری اور کامرانی کے ساتھ اپنے تخت فرمانروائی پر جلوہ آرا تھی کہ اوسکی سیاہ فام سپاہ کی بغاوت
کی کالی کالی گھٹا اس زور و شور سے اوٹھی کہ اوسکو چارون طرف سے گھیر لیا اندھیر الگھپ کر دیا۔ کہ نہ اوسکی سر پر
تاج نظر آتا تھا نہ پیرون کے تلے تخت دکھائی دیتا تھا اور وہ طوفان مچایا کہ اِس سرکار عالیشان کو اپنے
پایۂ بلند سے گرا کر ایسا پائمال کیا کہ اوسکو سوداگر بنکر بھی رہنا دشوار ہو گیا ہم سارے واقعات کو سوا ے
انتقال سلطنت کے جو اس غم نخواہ ہر دم آزار حادثہ سے متعلق ہین اونکو مطلق نہین بیان کرینگے اونکو جدا

ایک جلد مین پر قلم لائینگے اور نہ کچھ اسباب بغاوت سے بحث کرینگے۔ بلکہ ہم اپنی تاریخ اوس مبارک دن سے شروع کرتے ہین کہ جناب **ملکہ معظمہ وکٹوریا** بفضل خدا مملکت گریٹ برٹن اور آئرلینڈ اور آبادیہائے اور مضافات واقعہ یورپ اور ایشیا اور افریقہ اور امریکا اور سنٹرل ایشیا کی ملکہ اور ظہیر المذہب نے آنریبل **سرکار کمپنی** کے ہاتھ سے عنانِ سلطنت کشور ہند لیکر اپنے دست مبارک مین لی۔ اور خاندان **تیمور لنگ** کی جانشین ہوئین۔

(۲) جسوقت اس سانحہ ہولناک اور واقعہ دہشتناک کی خبر **انگلستان** مین پہنچی ہے تو اہل انگلستان نے بتدریج چند مہینون مین اپنے کئی رنگ بدلے۔ اول خوف اور دہشت اور غم و رنج نے اونکے چہرونکا رنگ زرد کیا پھر جوش انتقام نے اونکے چہرونکو سرخ بنایا اور اونکی آتش غیظ و غضب غیرہ کو بھڑکایا اور ہندستانیون کے خون کا پیاسا بنایا۔ اور آخر کو سارا غصہ اونھون نے اپنا اوس زبردست اور صاحب قدرت خاندان پر نکالا جو لنڈن ہال اسٹریٹ مین اورنگ نشین سلطنت تھا (یعنی سرکار کمپنی) چارون طرف سے یہی صدا آنے لگی کہ **سرکار کمپنی** سے ملکی اختیارات اور انتظام ملکی لے لیا جاے۔ اونہین کچھ اس سے بحث نہتی کہ کیا قصور اس ہنگامۂ غدر مین اوس سے سرزد ہوا۔ عوام نے اپنی ردِ بلا کے لیئے سرکار ہی کو صدقہ تجویز کیا۔ اور سارے گناہ اوسکی سر پر رکھکر اوسکو قربانی پر چڑھانا چاہا۔ سیکڑون مباحثے اور مناظرے (خواہ وہ تحریری ہون یا تقریری) آخر کو اس نتیجے پر ختم ہوتے تہے کہ بادشاہ انگلنڈ اور رعایاے ہند کے درمیان جو یہ ناحق کی آڑ اور دہوکے کی ٹٹی اس سرکار کی لگی ہوئی ہے اوسے اوڑا دینا چاہیئے۔ اس سے کچھ غرض نتھی کہ اسباب بغاوت انہین سے کوئی تھا یا نتھا کہ سرکار کمپنی نے اپنی سلطنت وسیع پر حکمرانی اچھی طرح کی یا نہین۔ اوسکے عیسائی مذہب نے بالکل **ہندوستان** مین خلوت خاموشی و مسکینی اختیار کی یا اوسکی افسرون اور مشنریون نے ناحق اورون کے مذہب مین مداخلت کی۔ بورڈ کنٹرول نے کورٹ آف ڈائرکٹرز کو نیکی کے لیئے یا بدی کے واسطے اچھی طرح یا بری طرح روکا۔ مسلمان مفسد تھے یا ہندو ناراض تھے۔ سپاہ ایسی بیباک اور لاابالی تھی کہ وہ سر پر چڑھکر گردن کاٹنے لگی یا ایسی آزردہ خاطر اور رنجیدہ تھی کہ اپنے آقا کے خون کی پیاسی ہوگئی۔ بہت سی ہندوستانی سلطنتین بالکل برباد ہوگئی تہین اور ہمیشہ ہندوستانیون کے اعتقادات اور رسم و راہ

سرکار کمپنی [illegible] ۱۸۵۸ء

کی بیچلنی ہوتی تہی۔ یہ نہین سے کوئی سبب ہو۔ اسپر سب کا اتفاق تھا کہ جناب ملکہ معظمہ بالقابہا عنان سلطنت کو اپنے ہاتھہ مین لے لین۔ اور ابتک جو ہندوستان کی فرمانروائی ایک جماعت تجار سندیافتہ کا اصل حاکم کرتا ہی اوسکا نام باقی نرہے۔ اور نظم و نسق ملکی کی کتاب مین جو یہ ایک حرف غلط ہی وہ کزلک صحت سے حک ہو جاے

سرکار کمپنی کے زوال کے آثار ۱۸۵۸ء

(۳) ایام غدر کی شام نے سرکار کمپنی کو چراغ سحری بنا دیا بعض عمائد انگلستان اس بات کا دل سے یقین کرتے تہے کہ ناحق سرکار کے گلے پر چھری پھرتی ہی اور اوس بیگناہ پر ظلم اور ستم بیجا ہوتا ہے۔ قصور کسی کا ہی سزا کسی کو ہوتی ہی۔ وزراے سلطنت کی خطائین اوسکے سر تھوپی جاتی ہین جو کچھہ اوسکا اختیار سلطنت باقی رہا ہی اوسے چھین لینے مین برائیان اور خطرے بہت سے ہین اور بھلائیان تھوڑی ہین اس سرکار عالیشان کے کارہاے نمایان اور کارنامے اونکی آنکھون کے روبرو پھرتے تھے۔ سرکار کی بے نظیر دلیرانہ مہمات اور بیمثل مردانہ معرکے سلسلہ وار دلپر منقش تھے۔ مگر وہ بہی عوام کی راے اور خیال کی طغیانی مین اپنی جگہہ پر نہ ٹھہر سکے اور سمجھہ گئے کہ اس تلاطم مین ٹھہرنا ہماری سکت اور طاقت سے باہر ہی۔ آخر کو تو یہ انجام ہونیوالا ہی تھا کہ سرکار کے ہاتھہ سے سلطنت بادشاہ کے ہاتھہ مین منتقل ہوتی۔ گو اوسپر ہر دفعہ رائل چارٹر (سند شاہی) کے تبدل پر مباحثۂ عظیم ہوتے۔ اب اس ہنگامۂ غدر نے اوسکا محل باقی نہین چھوڑا۔ اصل حقیقت یہ ہی کہ جناب پیٹ صاحب وزیر اعظم نے جو یہ ایک امر ایجاد کیا تہا کہ انڈیا ہوس کی حکومت اور اختیارات کی نگرانی کے واسطے بورڈ کنٹرول مقرر کیا تھا وہ ہمیشہ سے اہل انگلستان کے دلمین کانٹے کی طرح چبھتا تھا وہ اس ملک کے نظم و نسق ملکی مین ایسی ایک نرالی اور انوکھی بات تہی جیسی کہ سیارون کے مدور مدارون مین مدار ستارونکا اسپر موقع اور وقت پر اہل انگلستان غل مچاتے تھے کہ اس جماعت تجار کے ہاتھہ سے اجارۂ حکومت نکال لینا چاہیے۔ بعض مدبران سلطنت خوب سمجھتے تھے کہ سرکار ستر برس سے بال مین بندہی ہوئی تلوار کے نیچے بیٹھی ہی۔ اب انڈیا ہوس کے لارڈ سمجھہ گئے کہ اونکا وقت آگیا کوئی اونکی تدبیر پیش نجائیگی اونکے حسن خدمات حال اور ماضی پر کوئی خیال نہین کریگا۔ اب ایسا صدمہ ہم پہنچیگا کہ آیندہ ہمارا نام صفحہ تاریخ سے مٹ جائیگا۔

کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی بنام لارڈ پامرسٹون اور سرکار کمپنی کا استغاثہ پارلیمنٹ کے روبرو ۱۸۵۸ء

(۴) دسمبر ۱۸۵۷ء کے آغاز مین انگلستان کے وزیر اعظم لارڈ پامرسٹون نے کورٹ ڈائرکٹرز کو

اطلاع دی کہ عنقریب پارلیمنٹ مین یہ مسودہ قانون پیش ہونیوالا ہی جسکا منشا یہ ہی کہ برٹش انڈیا کی
حکومت بالکل بادشاہ کے ہاتھ مین منتقل کیجاے۔ کورٹ ڈائرکٹرز کا اس بات کو سنکر بالکل چپکے بیٹھ رہنا
اقتضاے بشری سے بعید تھا اونہون نے اس سال کے آخر تاریخ کو ایک چٹھی لارڈ پامرسٹون کے پاس
بھیجی جسمین اونہون نے بیان کیا کہ ہمکو نہایت تعجب اور حیرت ہی کہ ایسا ایک امر عظیم اس شتابی اور جلدی سے
پارلیمنٹ مین اس سے پہلے پیش کیا جاے کہ اسباب بغاوت کی تحقیقات کامل ہو اور اسمین دریافت کیا جاے
کہ آیا ہمارا قصور ہی یا ہوم گورنمنٹ کی تدابیر کا نقص ہی ایسے حال مین کہ ہندوستان کے اندر
آتش فساد بالکل بجھی نہین ہی وزیر سلطنت ایسی سرکار کو مٹادے کہ جس نے گورنمنٹ انڈیا کو اس
اس خوبی اور عمدگی سے بنایا ہو کہ جسوقت سپاہ نے ناحق یہ غل مچایا کہ سرکار ہمارے مذہب مین مداخلت کرتی
ہی اور حرارت مذہبی ہی کو بنا ر فساد اور عناد ٹھہرایا ہو اوسوقت تمام ہندوستان مین ایک رئیس بھی
صاحب ملک سرکار کی اطاعت سے سرتاب نہوا ہو اور رعایا نے بھی سرکشی نہ اختیار کی ہو"

اس چٹھی کے بعد فروری ۱۸۵۸ء مین اونہون نے اپنا استغاثہ حسب ضابطہ پارلیمنٹ مین پیش کیا اول
اسمین اس امر کو بڑے شد و مد سے بیان کیا کہ اونکے زمانہ گذشتہ کے چال چلن کی تحقیقات کیجاے اور اسباب
بغاوت دریافت کیے جائین اور اسباب پر غور ہو کر فیصلہ کیا جاے کہ جن تدبیرون سے آتش بغاوت کو بجھایا ہے
وہ بری تہین یا نہین اور جو الزام اونپر لگایا جاے اوسمین یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر
عائد ہوتا ہی یا ہم پر۔ یہ خیال کرنا کہ ایک وزیر سلطنت بغیر کورٹ ڈائرکٹرز کے ہندوستان مین عمدہ
حکومت کریگا یہ فرض کرنا ہی کہ وزیر سلطنت کے ساتھ جب تجربہ کار اور آزمودہ کار معاون ہون تو اوسوقت
وہ کس طرح ہندوستان مین حکومت کریگا کیسی الٹی بات ہی کہ اغلاط اور خطاؤن کی درستی اور
صلاح کے واسطے اوس ادنی حصہ کو گورنمنٹ کے سزا دیجاتی ہی جو اعلی رتبہ کا ماتحت تہا اور کوئی کام
بغیر اوسکی مرضی کے نہ کرتا تھا جو کچھ ہوتا تھا یا نہ ہوتا تھا وہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ سے ہوتا تھا۔
دوسری بات جسپر اونہون نے اپنا بہت زور دکھایا وہ یہ تھی کہ اس انتقال سلطنت سے ہندوستانیون کو
بڑا خوف ہوگا کیونکہ وہ یہ سمجھینگے کہ اب اصول سلطنت تبدیل ہو جاینگے اور سرکار کمپنی کے ساتھ

جو ہمارے اقرار و مدار و عہود ہین وہ سب درہم برہم ہو جائینگے۔ جو آگ ابھی سلگ رہی ہے او سپر اور تیل پڑجائیگا
یہ تو ناحق کی دہمکیان تھین غرض مستغیثون کی یہ تھی کہ انتقال سلطنت کا معاملہ ایسی شتابی مین فیصل نہو اس
وقت جو اہل انگلستان کے دلمین جوش و خروش اوٹھ رہے ہین اوسکا ابال جسوقت ٹھنڈا ہو تو یہ
معاملہ سوچ سمجھکر تعمق اور تامل کے ساتھ فیصلہ پائے۔ باوجودیکہ اس استغاثہ پر بہت سے مباحثے ہوئے مگر آخر کو
لارڈ پامرسٹون کا بل ہندوستان کے باب مین پارلیمنٹ مین پیش ہوا۔

(۵) اس بل کی غرض یہ تھی کہ آئندہ ملک ہند کا انتظام بہتر کس طرح ہو۔ اول اوسمین یہ
دفعات تھین کہ جملہ انتظام اور اختیارات و حقوق قلمرو ہند مین جو سرکار کمپنی کو بالفعل حاصل ہین وہ سب
جناب ملکہ معظمہ کو سپرد ہونگے اور سارے ملک کا انتظام ملکہ معظمہ کے ذریعے سے اور اونکے نام سے ہوگا
اور وہی سارے ہندوستان کی بادشاہ سمجھی جائینگی اور اونکی طرف سے کشور ہند کے معاملات کے
فیصلے کا اختیار ایک پریزیڈنٹ اور اوسکی کونسل کو دیا جائیگا اس پریزیڈنٹ کا عہدہ ایسا ہی ہوگا
جیسا کہ سکرٹری آف اسٹیٹ کا منصب ہے تاہم اکثر معاملات ہند مین اوسکی رائے نافذ اور حکم ناطق ہوگا
اس کونسل کا جو شخص ممبر مقرر ہوگا ضرور ہے کہ اوسنے ہندوستان مین بکر دس برس بادشاہی یا سرکار کمپنی
کی ملازمت کی ہو یا وہ پندرہ برس ہندوستان مین رہا ہو۔ غرض بورڈ کنٹرول اور کورٹ ڈائرکٹرز کو
جو حکومت اور اختیارات ہندوستان کی حکومت مین تھے وہ اب ایک نئے سانچے مین ڈہل کر اس کونسل ہند
اور پریزیڈنٹ یعنی سکرٹری آف اسٹیٹ کی صورتین نمودار ہونے کو تھے۔

(۶) جناب لارڈ پامرسٹون نے تو اس بل مین یہ خوبی بیان کی کہ جہان سارے اقتدار
اور اختیار کا مرکز ہے وہین اوسکی جوابدہی کا مدار ہے جناب سر جان رسل نے فرمایا کہ اب
ہندوستان مین گورون کی سپاہ کثیر رہیگی اور اس سپاہ کا بہم پہنچانا جناب ملکہ معظمہ کا کام ہوگا اسلیے
بہتر ہے کہ جسکے ہاتھ مین سپہ جنگی اختیار ہو اوسیکے ہاتھ مین ملکی اقتدار ہو۔ تاکہ یہ دونون تیغ و قلم ایک
ہی ہاتھ مین ہون ایک دوسرے کے حامی رہین۔ جناب سر ہنری رالنسن صاحب نے بہی ارشاد
فرمایا کہ اس انتقال سلطنت مین بہت خوبیان اور نیکیان ہین اچھا ہوا کہ دوہری گورنمنٹ موقوف ہوئی

[illegible] ۱۸۵۸ء

[illegible] ۱۸۵۸ء

اور فقط جناب ملکہ معظمہ اوسکی اہلی فرمانروا نہین بہت سی وجوہات ایسی تہین کہ جنسے ہندوستانیون کے
دل سرکار کمپنی کی عملداری سے کہٹے ہوکر پھر گئیے ہین اب وہ انتقال سلطنت سے راضی ہو جائینگے اور اپنی آیندہ
بہبودی اور فلاح وصلاح اپنے نئے خاندان شاہی کی رعایا بننے مین سمجہینگے۔ اس بل کے خلاف جناب
ڈی بیرنگ صاحب نے بہت کچہہ فرمایا کہ اس انتقال سلطنت کا یہ وقت نہایت نامناسب ہی ایسے دن
ہندوستانیونکا دل چونک پڑیگا۔ سرکار کمپنی کا جبتک کوئی قصور اور گناہ ثابت نہو اوسکو یہ سزا دینی
بہی انصاف سے بعید ہی۔ انگریزی وزرا کے ہاتھہ مین اس اختیار کا آنا زبون نتیجے دکہائے گا۔ اول تحقیقات
اسباب بغاوت کی بابت ہونی چاہیئے تہی پہر اوسکا فیصلہ کرنا چاہیئے تہا۔ دوہری گورنمنٹ ایسے وزرا کی شخصی
حکومت سے بہتر ہی۔

غرض جو اعتراض اس بل پر ہوا اوسکا اثر ذرہ کے برابر بہی کچہہ نہوا۔ جناب کورن وال لوئیس نے
ان اعتراضون کے جواب مین بڑی گرمجوشی اور فصاحت اور بلاغت سے تقریر فرمائی کہ مشرق کی یہی سلطنت
کلایو اور ہسٹنگز گورنر جنرلون نے قائم کی ہی یہہ سب کس نے مقرر کیئے تھے؟ بادشاہ انگلستان نے۔
یہہ ساری فتوحات انڈیا ہوس کی مرضی کے خلاف ہوئین جو سرکار کمپنی کا اپنا انتظام ہندوستان
مین تہا وہ سراسر ظلم اور ستم تہا۔ سنہ ۱۷۸۴ء مین جب سے بادشاہ کی جانب سے انڈیا ہوس کی نگرانی کے واسطے
اور قلمرو ہند کے معاملات عظیم کے انفصال کے واسطے بورڈ کنٹرول مقرر ہوا ہی تب سے حسن انتظام نے
مُنہہ دکہایا ہی۔ صاحب ممدوح کی طلاقت لسانی کچہہ برک صاحب کی سحر بیانی سے کم نتہی جو کچہہ اونہون
نے کہا وہ سچ تہا کہ حقیقت مین ہندوستان مین ہندوستانکی حکومت کمپنی کے ہاتھہ مین نہ بالکل تہی اور
نہ وہ بالکل جاتی رہی تہی۔ ہندوستان کے معاملات حکومت مین جو غلطیان تھین وہ بادشاہی وزرا اور
منتظمون کی غلطیان تہین خواہ وہ انگلستان مین ہون یا ہندوستان مین۔ سرکار کمپنی کی حکومت تو ستر برس پہلے مر چکی
تہی مگر دفن نہین ہوئی تہی۔ اوسکی کہال ایسے ڈہب سے رکہی گئی تہی کہ اوسمین جان معدوم ہوتی تہی
ابہی تک اوسی کے نام سے سب کام ہندوستان مین ہوتے تہے سب احکام انگلستان سے اوسی کی آواز سے
یہان سنے جاتے تہے۔ مگر نفس الامر مین صرف برائے نام اوسکی قوت اور حکومت تہی شاید دوہری گورنمنٹ

یا ڈبل گورنمنٹ کی معنی لوگ نہ سمجھین اسلیئے اوسکی تشریح ضرور ہی۔ دوہری گورنمنٹ کے معنی دو گورنمنٹون
کے ہین ایک **ہوم گورنمنٹ** دوسرے **لوکل گورنمنٹ** ہوم گورنمنٹ وہ گورنمنٹ
ہی جو ہندوستان کے معاملات کے لیئے انگلستان مین ہی اور لوکل گورنمنٹ وہ ہی جو یہان ہندوستان مین
گورنمنٹ ہی۔ گو اس دوہری گورنمنٹ کی برائیان برابر بیان ہوتی رہین مگر وہ جیسی پہلے قائم تھی ویسی
ہی اب قائم ہی اور وہ ایک ضروری امر ہی کہ ہندوستان کی ایک گورنمنٹ انگلستان مین رہے دوسرے ہندوستان
مین مگر اسوقت دوہری گورنمنٹ کی یہ معنی تھے کہ ایک وہ گورنمنٹ جو **ہندوستان** کا وزیر یعنی بورڈ
آف کنٹرول کین رو کے اجلاس مین کرتا تھا۔ دوسرے وہ حکومت جو کورٹ آف ڈائرکٹرز لیڈن ہال اسٹریٹ
کے اجلاس مین کرتی تھی۔

جو صورت گورنمنٹ کی تھی اوس سے یہ بیان کیا گیا کہ ہندوستان سے انگلستان کا زیادہ نقصان ہوا ہی
ہندوستان کے تمام معاملات کے صحیح سمجھنے مین وہ ایک سنگین رکاوٹ تھی **سر جارج لوئیس** صاحب نے خوب
فرمایا کہ اوس نے حکومت کی جگہہ تاریکی کو پھیلایا ہی بلکہ اندھیر مچایا ہی اور بڑا نقصان پہنچایا ہی یعنی
ہندوستان کی گورنمنٹ کے اختیار کو کمزور کر دیا ہی اوس نے بادشاہ اور پارلیمنٹ اور تمام رعایا کو خود اپنی
جوابدہی ہونے پر اور ناحق اور غلط اوروں کو برے الزام دینے پر مائل اور آمادہ کیا اگر کوئی الزام گورنمنٹ پر
لگایا جاتا تو وہ خود انھین کے ذمے عائد ہوتا خواہ سیدھے طور پر یا کچھہ اولٹ پھیر کھا کر اون لوگون کی
معرفت سے جو اونکی حکومت کے نائب اور اونکے مختار تھے۔ مگر یہ کورٹ ڈائرکٹرز کی کمبختی تھی کہ اپنے حق مین
اون خوبیونکا دعوی کرتے تھے جو فی الحقیقت اوس وزیر کی تھین جسکے وہ مطیع تھے یا جناب گورنر جنرل کی
تھین جو اپنے کام مین اوسکا مطیع نہتھا یا اوس رعایا انگلستان کی رائے کی تھین جو آہستہ آہستہ ایک پائداری
اور استقلال کے ساتھہ پارلیمنٹ کی معرفت ہندوستانی معاملات کے انصرام مین کرتے تھے۔ غرض اونکی طرف
خوبیونکا منسوب کرنا یا برائیونکا منسوب کرنا دونون دھوکی باتین تھین مگر یہ معلوم نہین کہ ان دونون دھوکون
مین بڑا دہوکا کون تھا۔

(۴) **لارڈ پامرسٹون** کا بل جو اول دفعہ پڑھا گیا تو وہ قانون نہین بنگیا۔ ۱۸ فروری

اوسکے دوبارہ پہنچنے کو مقرر ہوئی اور لارڈ ڈزریلی اور لارڈ سٹینلی نے اوسکی ترمیم کی اور کونسل کے ممبرون کی تعداد اور طور انتخاب مین بہت کچھہ ردوبدل ہوئی۔ کونسل کے ممبرون کی تعداد قرار دینے مین یہ رائے عمدہ تھی کہ وہ اسقدر وسیع ہو کہ جس سے کام آسانی اور آرام سے چل سکے۔

اسوقت ارباب مذہب جو اپنے ملت کے دیوانے اور عاشق تھے خاموش رہے اور اپنی حماقت کا وعظ نہایت فصاحت اور بلاغت سے فرماتے ہی رہے۔ کینٹربیوری کے بشپ کی یہ رائے تھی کہ اس نئے بل مین دفعات قانونی ایسی ہونی چاہیئن کہ جس سے ہندوستان مین عیسائی مذہب کی اشاعت ہو اونھون نے یہ تحریک کی کہ آئندہ گورنمنٹ ذات کا لحاظ اور پاس نکرے جن عقلمندون نے ہنگامہ غدر آنکھون سے دیکھا ہوگا اونکو بشپ صاحب کی بھولی بھولی استدعا پر کیسی ہنسی آتی ہوگی۔ ہندوستان کے مذہبی معاملات کا فیصلہ کرنا حقیقت مین دنیا دار مدبران ملکی کا کام ہے۔ خدانخواستہ دینداروں کے ہاتھہ مین اگر وہ پڑجاے تو اورون کو تو کیا اپنے دین مین لائین شاید اپنے ہی دین کو کھو بیٹھین ہندوستان مین مداخلت مذہبی سے زیادہ کوئی بات مضر گورنمنٹ کے لیئے نہین بعض ارباب مذہب یہ درخواست کرتے تھے کہ گورنمنٹ کے تمام کالجون اور اسکولون مین انجیل مقدس بھی کتب خواندگی مین داخل ہو جاے ہندوستانی بت پرستون پر کچھہ مہربانی نہ کیجاے جتنے معابد اور اونکے جاتریون اور مجاورون کے خرچ کے لیئے زمینین اور جاگیرین معاف ہین وہ چھین لی جائین ذات کی قید بالکل اوٹھا دیجاے۔ ہندوستانی عیسائی تمام خدمات سرکاری پر مامور ہون ہندوستانیونکو اونکے تہوارون کی تعطیلین نہ دیجائین وہ اپنے میلون مین جمع نہونے پائین جب یون وہ دق ہونگے تو آپ سچے عیسائی مذہب کو اختیار کرینگے۔ گرنتھہ اور قرآن و بید پران کو پھینک کر انجیل ہاتھہ مین لے لینگے۔ غرض مدبران مملکت اور منتظمان سلطنت کے دماغ مین حرارت مذہبی نے ایسا سرسام نہ پیدا کیا تھا کہ وہ ہذیان مین آنکر مذہبی امور مین کچھہ بھی مداخلت کرتے اسلیئے خیر رہی۔ مذہب والے یون ہی بک بک کرتے رہے کسی نے کچھہ نہ سنا۔ مباحثون مین ایک بحث یہ بھی آنکر پڑی کہ اس قانون مین انجنیر اور توپخانون کی ملازمت امتحان پر موقوف نرکھی جاے اور اوسمین سب یکسان تسلیم کیے جائین۔ لارڈ ڈربی نے فرمایا کہ مین اس بات کو نہین گوارا کرسکتا کہ کوئی ہونہار نوجوان اسواسطے ملازمت سرکار سے محروم کیا جاے کہ اوسکی ولادت کا اتفاق کسی درزی یا پنساری یا پنسار کے یہان ہوا ہے لارڈ ایلنبرا نے

اسبات پر بہت ناک بھون چڑہائی مگر کچھہ اونکی چلی نہین آخر کو دوسری اگست ۱۸۵۸ء کو یہ ایکٹ جسکا
منشا یہہ تھا کہ آیندہ ہندوستان مین کس طرح بہتر انتظام ہو پاس ہوا۔ اس قانون کا پورا ترجمہ گورنمنٹ
گزٹ ممالک مغربی مورخہ ۳۔ نومبر ۱۸۵۸ء مین چھپا ہی جس سے تمام حال انتقال سلطنت کا معلوم ہوسکتا ہی
کہ بورڈ کنٹرول موقوف ہوا اوسکی جگہہ سکرٹری اوف اسٹیٹ مقرر ہوا۔ کورٹ ڈائرکٹرز موقوف ہوئے اوسکی عوض
کونسل ہند ولایت مقرر ہوئی اور جو کونسل ہند ہندوستان مین کہلاتی ہی اوسکا نام کونسل گورنر
جنرل ہند رکھا گیا۔ انگلستان کی کونسل ہند مین ۱۵ ممبر مقرر ہوئے اور اونمین کورٹ ڈائرکٹرز مین
سات ممبر اوسکے مقرر ہوئے اور ۸ ممبر کونسل کے جناب ملکہ معظمہ کیطرف سے تجویز ہوئے۔ ہر ممبر کی تنخواہ
محاصل ہند سے ہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوئے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کو سوائے اسکے کچھہ ہندوستان سے تعلق
نہین رہا کہ جو کچھہ اونکے مالکون کا روپیہ تھا اوسکا سود لے لین۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے آخری کام سنہ ۱۸۵۸ء

(۸) جس روز سے یہہ قانون جاری ہوا ایسٹ انڈیا کمپنی کو کچھہ تعلق معاملات ملکی سے نرہا لیکن یکم ستمبر ۱۸۵۸ء کو
کورٹ ڈائرکٹرز نے انڈیا ہوس مین جسکی بنیاد ۱۷۲۶ء مین پڑی تھی آخری اجلاس فرمایا۔ اوس سے دو روز
پہلے کورٹ پروپرائٹرز نے جلوس کیا۔ اور آخر بارہ مہینے کے عرصے مین جو بےنظیر خدمات سر جان لارنس کے
ظہور مین آئی تھین اونکو شکریہ مین ۲۰ ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کی۔ ان دونون جلوسون مین اونھون نے
اپنے ملازمون کی حسن خدمات کا شکریہ ادا کیا اور حکم شاہی کی اطاعت مین مسرت ظاہر کی۔ غرض اوس
پرانے تاجرون کی کمپنی کا خاتمہ ہوا۔

انتقال سلطنت سے بہت تھوڑا تغیر ہوا سنہ ۱۸۵۸ء

(۹) جسوقت ایسٹ انڈیا کمپنی کا انتقال ہوا تو اوسکے واسطے انگلستان مین نہ ہندوستان مین بہت رونا
پیٹنا نہین پڑا بہت تھوڑے آدمی تھے جنھون نے اوسکی قبر پر بیٹھکر آنسو ٹپکائے ہون۔ پرانے ملازمونکو
تاجرون کی کمپنی کی ملازمت سے بادشاہ کے نوکر ہوجانے سے خوشی تھی نوجوان امیدواران ملازمت کو
بہی انبساط اور نشاط تھی کہ آیندہ ہمارے دل کی اومنگین اس تغیر سے پوری ہونگی۔ کیا ایک کمپنی کے نوکر
ہونے یا اب بادشاہ کے نوکر ہونگے۔ غرض ہر ایک انگریز اس خوشی کے مارے پھولا نہ سماتا تھا کہ اب مین جناب
ملکہ معظمہ کا ملازم کہلاونگا۔ اس انتقال سلطنت نے کوئی بڑا تغیر اور تبدیل نہین پیدا کیا۔ اوسکی بعینہ ایسی

مثال تھی جیسی کوئی پرانا دوست خط بنواکر اور ریش ترشواکر اور بال کٹواکر اپنے چہرہ کو آراستہ کرکے کہانے
- یا کسی پرانے کارخانے کا مشہور نام موقوف ہوجاے اور کوئی نیا نام رکھا جاے - گورنمنٹ کی کل کے
پرزے سب بدستور رہے فقط اوسکا تعلق ایک خاص پہیہ سے بدلگیا - جتنے پرانے کارخانے اور سررشتے تھے
اونکے ملازم بدستور قائم رہے - کونسل کے ممبر بہی پرانے ڈائرکٹر اور قدیمی ملازم مقرر ہوئے - غرض سب
کچھ وہی تھا جو تھا مگر ایسٹ انڈیا کمپنی کا نام نتھا وہ ایک فسانہ ہوگیا - خواہ اس تغیر سلطنت کو ایک
اصلاح گورنمنٹ عاقلانہ کہیئے یا اوسکو ایک انقلاب عظیم کہیئے - اوس سے بے اختیار دل سرکار کے لیئے کڑہتا ہے -
وہ پرانی سرکار کمپنی جسکا راس المال سوائے تجارت کے کارخانے کے نتھا - اوسنے سو برس کے عرصے مین
محنت اور جانکاہی سے بارہ بڑے بڑے عالی خاندانونکا نام ونشان مٹا کر ایسے آباد ملک پر سلطنت حاصل
کی ہو جسمین پندرہ کروڑ آدمی رہتے ہون جسکی حفاظت کے واسطے پانچ لاکھ سپاہ رکھی ہو اور سارے ملک کا
عمدہ انتظام چند ہزار انگریزون سے کرتی ہو اور اوسکی بیس گنی سپاہ اور پولیس کو اونکے ماتحت کہتی ہو - کیسے
افسوس کی بات ہی کہ اوسکا صرف ایک افسانہ ہی باقی رہے -

(۱۰) کیا خدا کی قدرت نظر آتی ہی کہ ایک ننا سا پردیسی پودا سرزمین ہند مین لگایا گیا اوسکو یہان
کی آب وہوا ایسی موافق آئی کہ تھوڑے عرصے مین وہ ایک ہرا بھرا پھولا پھلا تنومند وبرومند درخت بنگیا
جن اسباب سے اوسکا اسقدر جلد نشوونما ہوا تھا اونھون ہی نے اوسکو بہت جلد سکھا کر مٹی مین ملادیا جس
کمپنی کی یہ حقیقت ہو کہ ملکہ ایلزبتھ نے اپنے اخیر عہد سلطنت مین تجارت کرنیکا اجارہ ہندوستان
مین دیا ہو اور چارلس دوم بادشاہ انگلستان نے اپنی پرتگیزی بیوی کا جہیز جزیرہ بمبئی عطا کیا ہو
جسکے ملازم ہونا کی بلیک ہول مین دانون کیطرح چکی مین پسے ہون اور تلون کیطرح کولھو مین پلے
ہون اور کوئی اونمین سے اتفاق سے ثابت زندہ نکلا ہو تو وہ ہزار درجہ مردہ سے بدتر ہو - بھلا اوسکو خواب
مین بہی یہ خیال آسکتا تھا کہ یہ امارت یہ ثروت یہ سلطنت یہ ملکیت حاصل ہوجائیگی - اور لنڈن ہال کے
کے لارڈ اس طرح گرگر چند سال کے عرصے مین یہ بلند مرتبگی اور شان وشکوہ اور عظمت وشوکت حاصل کرینگے
جس وقت سے کہ جنگ پلاسی مین کلکتہ کے ستمدیدہ وظلم رسیدہ قیدیون کے عوض مین انتقام لیا گیا تو

سرکار کمپنی کی عظیم الشان سلطنت کا حاصل ہونا عجیب اتفاقات سے سنہ ۱۸۵۸ء -

باب دولت اور سلطنت سرکار کمپنی پر کھل گیا اور فتح پے در پے ہوتی گئین۔ لارڈ کلائیو کے بعد ہسٹنگز چلے۔ لارڈ ولزلی ہسٹنگز کے قدمون پر چلے۔ سرکار کمپنی کے جانی دشمن ٹیپو علی للی حیدر علی سلطان ٹیپو بنے۔ ان دشمنون کی فتح اور شکست دونون اور ہندوستانی رئیسون کی دوستی اور دشمنی اور قوت اور ضعف یہ سب سرکار دولتمدار کی ترقی مرتبت اور اضافہ مدارج کے نردبان کے زینے بن گئے جن پر وہ بآسانی چڑہکر منظر سلطنت کو بڑہاتے گئے باوجودیکہ اونکے خود حاکم اعلی للکارتے اور دہمکاتے رہے کہ خبردار آگے نہ بڑہنا اپنے ہمسایون کے ملک پر نظر نہ ڈالنا اونکے حقوق مین دست اندازی نکرنا۔ ہر گورنر جنرل نے اپنی مرضی اور اپنے وعدون کے خلاف گو اپنی رائے کے خلاف نہین تازے میوون کے گچھے کے گچھے ہندوستان کے باغ سے توڑے گو کورٹ ڈائرکٹرز کہتے رہے کہ ہرگز اونکو ہاتھ مت لگانا۔ مگر وہ سولہ ہزار میل کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے اونکی یہ آواز یہانتک کب پہنچتی تھی اور وہ لیڈن ہال سٹریٹ مین بیٹھے ہوئے کیا جانتے تھے کہ ہر روز یہان کیا معاملات پیش آتے ہین اور اونکے لیئے کیا تدابیر کرنی چاہیئے۔ لارڈ ہسٹنگز۔ امہرسٹ آک لینڈ۔ ایلنبرا۔ ہارڈنج۔ ڈلہاوزی اور نفس کش لارڈ بنٹنگ مستقل ارادے کر کے ہندوستان مین آئے کہ ہم ایک چپہ بھر زمین اپنی سلطنت پر زیادہ نکرینگے مگر مجبوری سے اونکو سوائے سلطنت بڑہانے کے اور کوئی چارہ ہی نتھا اپنی حفاظت اور بچاؤ کے واسطے لڑائیان ہوتی تہین اور اونکے سبب سے صلحنامے اور عہدنامے لکہے جاتے تھے۔ اور پھر عہد و پیمان کے ٹوٹنے سے تازی لڑائیان ہوتی تھین اور اون سے برٹش انڈیا کے نقشہ کا رنگ سرخ ہوتا جاتا تھا (سرخ رنگ نقشو مین انگریزی عملداری کا نشان ہے) ہندوستانی رؤسا کی اول سرکار ایک غریب مسکین بیوپاری بنی بعد اوسکے ایک مطیع اور فرمانبردار سپاہ کی عہدہ داربنی اس سے پیچھے حسب قدرت فوجدار اور دیوان خاندان تیمور کے تخت سلطنت کی بنی ان سب مدارج کو طے کر کے پھر ہندوستان کی خود تاجدار تاج بخش بنی۔ کیا شان کبریائی ہے کہ جس حکمرانی اور سطوت سلطانی کی جانب سرکار آنکھ نہ دوڑاتی تھی اور قدم نہین اوٹھاتی تھی اور اوس سے ہمیشہ خدا کی پناہ مانگتی تھی۔ اوسی کو زمانے کے انقلابات اپنے قوی ہاتھون پر اوٹھائے ہوئے کس بلندی پر لیگئے ہین اور اوس معراج

سلطنت پر پہنچا دیا کہ جہان کبھی بابر نے بھی قدم نہ رکھا تھا - پہلا قدم آگے اوٹھانا ہی انجام کو نزدیک
پہنچانے کی خبر دیتا تھا جس وقت کوئی ملک سلطنت مین شامل کیا جاتا تو سیکڑون وجوہات اور دلائل
اوسکے عذر مین اور انصاف کے موافق ہونے مین پیش ہوتے - جب ممالک کی وسعت دیجاتی تھی تو اوسکی وجہ یہ
بیان کیجاتی تھی کہ دستورالعمل سلطنت - عدالت - عزت - رحم و رافت اپنی حفاظت - انمین سے کسی نہ
کسی کا وہ اقتضا ہی - اگر کسی جنگ مین مغالطہ ہوتا تھا جیسے کہ جنگ افغانستان مین ہوا یا کوئی فتح
درحقیقت معصیت ہوتی تھی جیسی کہ سندہ کی فتح اونکے لیے بھی اوپر ہی کی وجوہات بیان ہوتی تھین ہندوستان
کی سلطنت مین سب سے اعلی درجہ پر پہنچنے مین جنکو خوف یا رجا تھی اون سب کی آنکھ مین ایک جگہ ٹھہر
رہنا اور لٹا چلنا تھا - افغانستان کی ناکامی نے سندہ کو اور آخر پنجاب کو فتح کرایا - سرنگ پٹم
کے حملہ نے مرہٹون کی قدرت اور قوت کو خاک مین ملوایا - اہل برہما کی گستاخی اور شوخ چشمی نے اونسے
وہ قلعے چھینوائے جو خلیج بنگال کے حواشی اور دریاے ایراوتی کے مخرج و منبع ہین - نظام حیدرآباد
جب قرض سرکار کو نہ ادا کرسکا تو اوسکی عوض مین ملک برار کا لینا عدالت اور انسانیت کا اقتضا تھا -
ناگپور کے راجہ نے جب کوئی اپنے خاندان مین اولاد ذکور نہ چھوڑی تو اوسکی لاوارثی ریاست کا وارث بننا
سرکار کا ایک فرض تھا - اودہ مین جب بادشاہ نے اپنی رعایا کے حال تباہ کی خبر نہ لی اور اون بیچاری
رعایا کی چھاتی پر مونگ دلے جانے لگے اور سر اوسکا اوکھلی مین دیا گیا تو رعایا پروری اور غریب نوازی کا
مقتضا اوس ملک کا ضبط کرنا تھا - خلاصہ یہ ہے کہ سرکار کمپنی کی ملک ستانی کا درخت گو سطرح برگ و بار
لایا اور بظاہر بہت خوبصورت معلوم ہوتا تھا مگر اوسکے اندر گھن لگ رہا تھا - ہوا چارون طرف سے
پھیلتی کہ دفعتہ ایک آندہی اوٹھی جسنے اس درخت کی اصل کو وکھلا دیا کہ وہ کیسا ضعیف تھا - اور سرکار کمپنی
کی ساری قلعی ملکی معاملات مین کھل گئی - اس طوفان مین ایک ایسا زبردست زلزلہ آیا کہ جسنے اس سلطنت
کے کاخ بلند کی بنیاد کو ایک دفعہ ہلا دیا - اس زلزلے سے یہ عمارات سلطنت تو تہ و بالا نہوئی مگر اوسکے
بنانے والے زمین مین دفن ہوگئے اور مالک اوسکے اور بیچ پلٹے - نمکحرام اور باغی سپاہیون کے خونخوار ہونے
نے وہ کام کر دکھایا کہ جو ستر برس پہلے فوکس اور برک کی ہزار کوشش اور ملک کی سعی نہ ہوا تھا -

(یعنی ہندوستان مین بادشاہی سلطنت کا جانا) - پٹ صاحب نے پردہ کے اندر پردہ لگاکر ایک اور ہی
آہنگ مین سرود سرائی کی کہ کورٹ ڈائرکٹرز کو ایک بورڈ کنٹرول کے ماتحت رکھا جسقدر سرکار کی عملداری
بڑہتی گئی اوسیقدر اونکی حکومت کے اختیار اور اقتدار گھٹتے گئے جب اونکا چارٹر (سند) بدلا جاتا جتنی جگہ
اونکے مرقد کے لیئے کچھہ مٹی نکالی جاتی تہی اور تابوت مین تختے جڑے جاتے تھے اونکے رقیب اور حریف انگلستان
مین روز بروز زیادہ ہوتے گئے - اونکے خود اپنے ہی ملازم اون سے لڑنے کو کھڑے ہوگئے - اونکی مرضی کے خلاف
لارڈ مٹکاف نے پریس کو سارے ہندوستان مین آزاد کر دیا - لارڈ بن ٹنک نے ستی ہونے کو
موقوف کر دیا - اخبار نویسونکو جلاوطنی کا خوف جاتا رہا - اونھون نے حاکمون کے ہاتھہ مین شایستگی اور
ترقی اخلاق کے لیئے ایک انجیل جدید مطالعہ کرنے کو دیدی اور کمپنی کے ملازمون کے بہت سے دوست
پریس مین ملکون کی ضبطی کے اور نئی فتوحات کے وجوہ بیان کرنے کے لیئے ہاتھہ لگ گیئے - سرکار کمپنی نے
کفایت خرچ کی نظر سے اور اپنی سیہ بختی سے ہندوستانی سپاہ سیاہ فام کو بڑھایا - گورون کی سپاہ کا خرچ
کثیر نہ اوٹھایا - اسلیئے اوسکو یہ روز سیاہ پیش آیا - اور اس سپاہ نے اپنے تئین خاک مین ملایا - اودہر بہادر شاہ کو
تخت تیمور سے اوتار کر جلاوطن کیا - رنگون مین مرنے کے لیئے لیجا - ادہر سرکار کمپنی کو بھی اپنی حکومت سے
ہاتھہ دہونے کا حکم دیا - آپ تو ڈوبے ہین صنم تجھے بھی لے ڈوبینگے - خوب ہوا کہ نحوست کی شب ختم ہوئی اور
صبح سعادت نمودار ہوئی کہ جناب ملکہ معظمہ اس ملک کی سلطنت آرا ملکہ اور تاج بخش ہوئین*

(۱۲) سپاہ کی بغاوت کی جو چنگاریان جلتی ہوئی باقی رہ گئی تہین اونکا بجھانا اور ہندوستان کی
سلطنت کے جو تار ٹوٹ گیئے تھے اونکو درست کرکے ہم ساز بناکر گوکنا اور نغمہ فرحت فزا نکالنا جناب لارڈ
کیننگ اور اونکے ماتحت افسرونکا کام تھا - پہلی نوامبر ۱۸۵۸ء کو جسوقت برسات کی گرمی سرد ہوئی
اور سردی گرم ہوئی - موسم خزان شروع ہوا تو یہ دن عجب بہار اور لطف کا آیا کہ تمام برٹش انڈیا کے
بڑے بڑے مقامات مین جناب ملکہ معظمہ کا وہ اشتہار مشتہر ہوا کہ جسکی یہ نقل ہم بعینہ گورنمنٹ گزٹ ممالک مغربی [illegible]

اشتہار

ملکہ معظمہ با جلاس کونسل بنام والیان سرداران و جمہور انام ہند

ملکہ معظمہ وکٹوریا بفضل خدا مملکت گریٹ برٹن اور آیرلینڈ اور آبادیہائے اور مضافات واقعہ یوروپ
اور ایشیا اور افریقہ اور امریکا اور آسٹریلیشیا کی ملکہ اور ظہیر المذہب کیطرف سے خاص و عام مین حسب تفصیل
ذیل مشتہر کیا جاتا ہی۔

واضح ہو کہ بوجوہ کاملہ ہمارے اس ارادے کو ہم نے بصلاح اور اتفاق رائے امرائے ملتی اور ملکی کے اور مختاران
عوام جو پارلیمنٹ مین فراہم ہوئے مصمم کیا ہی کہ ممالک ہند کا انتظام جسکا انصرام آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو
آج تک امانتہً مفوض رہا ہی اپنے اہتمام مین لاوین*

پس اس قرطاس کی رو سے ہم اطلاع دیتے اور اعلان فرماتے ہین کہ بصلاح اور اتفاق رائے مذکورہ بالا کے
ہمنے ملک مزبور کا انتظام اپنے اہتمام مین لیا اور ہم اس قرطاس کی رو سے ہماری جمیع رعایا کو جو قلمرو مذکور
مین موجود ہین تاکیداً فرماتے ہین کہ ہماری اور ہمارے ورثا اور جانشینونکی وفاداری اور اطاعت کرین اور جس
کسی کو ہمارے نام اور ہماری طرف سے ملک کے انتظام کرنیکے لیئے وقت بوقت آیندہ مقرر کرنا مناسب سمجھین
اوسکی فرمانبرداری کیا کرین۔

اور جو فرزند ارجمند معزز اور معتمد علیہ مشیر خاص نواب چارلس جان وایکونٹ کیننگ صاحب کی وفاداری
اور قابلیت اور فہم اور فراست کی نسبت ہمکو اطمینان اور خاطر جمعی کلی حاصل ہی اس لیئے صاحب موصوف یعنی
وایکونٹ کیننگ صاحب کو ممالک مذکور کے انتظام ہماری طرف اور نام سے کرنیکے لیئے اور بجا آوری ان
قوانین اور آئین کے جو ہمارے وزیر الممالک کے ذریعے سے اوسکے پاس وقت بوقت پہنچین عمل کرنیکے لیئے ہمارا
قائم مقام اول اور ممالک مذکور کا گورنر جنرل مقرر کیا۔

اور جو کوئی بالفعل کسی عہدہ پر کیا ملکی کیا فوجی سرکار آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کی نوکری مین مامور ہی ہم اس
قرطاس کی رو سے سب کسی کو اپنے اپنے عہدے پر بحال اور قائم فرماتے ہین مگر ہماری مرضی آیندہ مشروط
رہے اور وہ سب اونہین آئین و قوانین کی رعایت کرتے رہین جو آیندہ نافذ کیئے جاوینگے۔

اور والیان ہند کو اطلاع دیتے ہین کہ جس کسم عہد و پیمان کو خود آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے ظہور مین
لایا یا اونکی اجازت سے انعقاد پایا ان سبکو ہم پذیرا اور قبول کرتے ہین اور اونکی ایفا بعینہ کرتے رہینگے۔

اور حسبِ یادداشت ہی کہ والیون کی طرف سے بھی اسی طرح تعمیل ہوتی رہیگی +

جو ملک بالفعل ہمارے قبضے مین ہی اوسکا ازدیاد نہین چاہتے ہین ہمکو گوارا نہوگا کہ کوئی شخص ہماری مملکت یا حقوق مین دخل بجبر کرے اور انتقام نپاوے اور علیٰ ہذا القیاس پیش قدمی کسی کی بہ نسبت مملکت یا حقوق اورون کے ہماری جانب سے منظور نہوگی والیان ہند کے حقوق اور منزلت اور عزت مثل اپنے حقوق اور منزلت اور عزت کے عزیز سمجھینگے اور ہمکو آرزو ہی کہ والیان ہند کو اور ہماری رعایا کو بھی ایسی سعادت اور رفقِ اخلاق کی ترقی جو کہ ملک کی صلح اور نیک انتظام سے پیدا ہوتی ہی حاصل ہوتی رہے۔

جو لوازم بہ نسبت اپنی دوسری رعایا کے ہمارے اوپر عائد ہی اونھین لوازم کو بہ نسبت رعایا ممالک ہند کے ہم اپنے ذمہ واجب جانتے ہین اور خدا کے فضل سے وفاداری اور راستی سے ساتھ لوازم مذکور کی تعمیل کرینگے۔

اگرچہ ہمکو مذہب عیسائی کے صدق کی نسبت یقین کلی حاصل اور تسلی خاطر جو اوس سے ہوا کرتی ہی ہمکو ساتھ شکر گذاری کے اعتراف ہی تو بھی ہمکو نہ منصب ہی نہ آرزو کہ کسی رعیت سے خواہ مخواہ اپنے عقیدے کو قبول کراوین ہمارا حکم شاہانہ اور مرضی ہی کہ کسی ایک مذہب کو کسی دوسرے مذہب پر ترجیح دی نجاوے اور کسی شخص کو بوجہ اعتقاد یا رسمیات مذہبی کے ایذا نہ پہنچاوے اور سب رعیت کو قانون کی رو سے بغیر طرفداری کے محافظت ہوتی رہے اور ہماری طرف سے تاکید ہوتی ہی کہ کوئی متنفس جو ہماری نوکری مین ملک ہند کے انتظام کے لئے مقرر ہو کسی رعیت کے اعتقاد اور عبادت مذہبی کی نسبت دست اندازی نکرے ورنہ ہمارا غضب ہوگا۔

اور یہ بھی ہمارا حکم ہی کہ جہان تک ممکن ہو ہماری سب رعیت کسی قوم یا مذہب کی ہون بلا تعرض اور طرفداری کے ہماری نوکری مین ایسے عہدے پر مقرر کیئے جاوین جسکی خدمت کو بلحاظ تربیت اور قابلیت اور دیانت کے بخوبی انجام دے سکین۔

ہمکو بخوبی معلوم ہی کہ اہل ہند اون اراضی کو جو اونکے بزرگون سے وراثۃً پہنچی ہی بہت عزیز جانتے ہین اور اونکی اس سمجھ پر ہم نظر التفات رکھینگے اور حقوق اونکے جو کہ اراضی سے متعلق ہین بشرط ادا کرنے مطالبہ سرکار کے محفوظ رکھنا منظور ہی اور ہمارا حکم ہی کہ قانون کی تجویز اور بھی قانون کے نفاذ مین عموماً

حقوق قدیمی اور ملک ہند کی رسم و رواج اور دستوروں پر لحاظ ہوتا رہے۔

بعض مفسد لوگونے کلام دروغ پھیلا کے ہموطنون کو ورغلانا اور اون سے بغاوت فاش کروائی اور ملک ہند پر بلا اور آفت ڑپی اور یہ حال سنکے ہمکو نہایت افسوس ہوا سو ہماری قدرت اور اقتدار اس طرح ظاہر ہوا ہی کہ معرکہ کے میدان میں بغاوت باغیون کی دفع کی گئی اب ہماری مرضی ہی کہ اون شخصون کی نسبت جو دہوکا کھائے اور پھر اطاعت میں آنے چاہے اونکی تقصیرات کے معاف کرنے سے اپنے ترحم کو ظاہر کرین +

اس نیت سے کہ زیادہ خونریزی ہونے نپاوے اور ہمارے ممالک ہند میں جلد امن چین ہووے ہمارے قائم مقام اور گورنر جنرل نے ایک خط مین یہ امید دلائی ہی کہ منجملہ ان اشخاص کے جو غدر مکروہ کے ایام میں جرم مضر سرکار کے مرتکب ہوئے اکثر کی تقصیرات بشرط بعض شرائط مخصوص کے معاف کیئے جاوینگے اور جو سزا اون لوگونپر عائد ہوگی جنکی تقصیرات لئے احاطۂ ترحم سے اونکو باہر کیا ہی اسکا بھی اعلان کرا یا ہی چنانچہ ہمارے قائم مقام اور گورنر جنرل کے عمل مذکور کو ہم پذیرا اور قبول کرتے ہین علاوہ اسکے حسب ذیل اعلان فرماتے ہین یعنی

سوائے اون لوگون کے جنکی نسبت ثابت ہوا ہو یا آیندہ ثابت ہو کہ وے رعیت سرکار انگریز کے قتل مین بذاتہ شریک ہوئے دوسرون کی نسبت ترحم ظاہر کیا جائیگا مگر بہ نسبت شرکا قتل کے انصاف مقتضی اسبات کا ہی کہ اونپر ترحم نہو۔

جن لوگون نے جان بوجھہ کے قاتلون کو پناہ دی ہو یا جو لوگ باغیون کے سردار ہوئے ہون یا ترغیب دینے والے ہوئے ہون اونکی نسبت صرف یہی وعدہ ہو سکتا ہی کہ اونکی جان بخشی ہووے لیکن ایسے لوگونکی سزا کی تجویز مین اون سب احوال پر جنکے اعتبار سے وے اپنی اطاعت سے پھر گئے غور کیا جائیگا اور اون لوگونکی نسبت جو بے سوچے مفسدونکی جھوٹی باتونپر اعتماد کرکے مجرم ہوئے بڑی عنایت ظاہر کیجائیگی +

دوسرے اور سبھون کو جو سرکار کی مخالفت مین ہتھیار بند ہین وعدہ ہوتا ہی کہ اونکی تقصیر سرکار کی نسبت اور ہماری سلطنت اور منزلت کی نسبت بلا شرط معاف اور عفو اور فراموش کیجائیگی مگر وے اپنے اپنے گھرونمین جائین اور اپنے اپنے پیشہ صلح و سداد مین ہاتھہ لگائین۔

ہماری یہ بہی مرضی شاہانہ ہی کہ رحم اور عفو کی یہ شرائط ان سبھون سے متعلق ہونگے جو قبل تاریخ پہلی جنوری سنہ ۱۸۵۹ع کی شرائط مذکور کے مطابق عمل کرین۔

جب ملک مین خدا کے فضل سے پھر امن چین ہو تو بدل و جان ہماری آرزو ہی کہ ملک ہند مین صنعتکاری کی تقویت ہووے اور افادہ خلائق کے لیئے کار ہائے شائستہ طیاری سڑک و نہر وغیرہ مرتب ہووین اور ملک کا انتظام بنظر افادہ ہماری رعایا باشندہ ملک مذکور کے ہوتا رہے رعیت کی فراغبالی سے ہماری اقتدار اور اونکی قناعت سے ہماری بیخطری حاصل اور اونکی شکرگذاری ہمارے لیئے پورا صلہ ہی اور خدا قادر ہمکو اور ہمارے حکام ماتحت کو ایسی قدرت دیوے کہ افادہ خلائق کیواسطے انہین ہماری مرادون کو اتمام مین پہنچا دین +

(۱۲) یکم نومبر سنہ ۱۸۵۸ع بھی کیا روز فرحت آموز گذرا ہی کہ جسکے حال سے ہمیشہ تاریخ ہند کے صفحے زیب پایا کرینگے۔ یہ پہلا ہی روز میمنت اندوز تھا کہ جناب **ملکہ معظمہ ہندوستان** کے تخت سلطنت اور اورنگ خلافت پر جلوہ افروز ہوئین سب طرف سے مبارکباد کی آواز آرہی تھی چپ و راست سے دعاؤن کی نوا اور تسلیم و رضا کی صدا اوٹھہ رہی تھی تمام ہندوستان مین کوئی بڑا شہر اور مقام نتھا کہ جہان گھر اندر باہر سے آراستہ اور پیراستہ نہوا ہو اور کوچہ و بازار کی آئین بندی نہوئی ہو۔ شہر چراغون کی روشنی سے نور کا دریا بنا ہوا وہ روشنی ہوئی کہ رات دن ہوگیا آتشبازی بازی وہ چھوٹی کہ ہر بازار گلزار ہوگیا۔ انگریزونکی کوٹھیان وہ سجائی گئین کہ فردوس برین کی بہار دکہانے لگین ستھرے کمرے بیشمار رنگون کے لیمپون کی روشنی سے چمک رہے تھے۔ صاف میزون پر جام شراب سے لبریز چھلک رہے تھے۔ وفور سرور مین انگریزون کی ٹوپیان سرون سے جدا رکہی ہوئی تہین شراب کا دور چل رہا تھا طرح طرح کے باجے نغمہ سرائیان کر رہے تھے۔ چہاونیون مین توپون کی شلک کا ہونا اور رنجکون کا اوڑنا برق اور رعد کو مات کرتا تھا۔ پریڈون پر سپاہیون کے پرے کے پرے صف بصف کھڑے ہوئے تھے۔ تماشائیونکا ازدحام اونکے گرد تھا اونکی باجونکا بجنا اور بندوقون کی سلامی کا اوترنا دور دور خوشی و خوشدلی اور خرمی کا غلغلہ پہنچاتا تھا۔ بندرگاہون مین بمبئی کا بندر پہاڑونکا پٹکا کمر مین باندہے ہوئے۔ کراچی کا بندر سر اوٹھائے ہوئے۔ ہگلی سینہ پر فرینب (?) ابھار اور اراوتی کی گہرے لہرین جابجا ہزارون جہازون کے پھریرے ہوا مین لہرا رہے تھے۔ اور ہولکے

یکم نومبر سنہ ۱۸۵۸ع

اور انگلستان کا تماشا دکھا رہے تھے۔ غرض ہر جا ایک نیا تماشا تھا۔ انگریز کیا اور ہندوستانی کیا ہر ایک کی زبان
حسب مقدور عیش کا سامان مہیا تھا۔ عورتون کے جلسے ہوم دہام سے ہو رہے تھے۔ انگریزون کی کوٹھیون کا
احاطہ ہندوستانیونکی بگھیون سے بالکل اصطبل بن رہا تھا۔ جب یہ اشتہار بیس بانون مین ترجمہ ہوکر ہندوستان
مین اس سرے سے اوس سرے تک امن و امان اور آسایش و آرام کی بشارت عظمی جناب ملکہ معظمہ کی طرف سے
دے گیا تو ہندوستانیون کیطرف سے بھی اس نئی سلطنت کی مسرت مین سیکڑون تہنیت نامے جنپر لاکھون دستخط تھے اور
جنکے مضامین سے خیر خواہی ٹپکی پڑتی تھی بھیجے گئے شاعرون نے قصیدون کا طومار باندھا خواہ اونکو کسی نے پڑھا یا نہ پڑھا
سنا یا نہ سنا ہندوستانی اخبارون مین بھی اور ہندوستانی مجلسون مین بھی اس نوید عام کا بہت چرچا ہوا۔ اور
جو بے اعتباریان کہ برٹش گورنمنٹ پر مذہب کے باب مین تھین وہ بالکل رفع ہوئین اور اصول
گورنمنٹ سے ممتع ہونے کی زیادہ امیدین ہوئین۔

(۱۳) اس اشتہار مین یہ عجیب خوبی تہی کہ وہ کل جدید لذیذ سبکو معلوم ہوتا تھا۔ مگر اوسمین وہی
گورنمنٹ کے پرانے نیک طریقے تھے گو گورنمنٹ جدید نے عیسائی مذہب کا اظہار شد و مد کے ساتھ نکیا مگر اوس کا نام
کارخانے اور سررشتے اور دستور اپنے ملازمون کے لیئے وہی رکھے جو کورٹ ڈائرکٹرز نے رکھی تھے۔ یہ ہندوستان کی
بڑی خوش نصیبی تھی کہ اوسمین کوئی ایک نیا خیال بہی نتھا۔ ایک بات بھی اوسمین ایسی نتھی جو پہلی سرکار کمپنی
کی عملداری مین نہ تھی۔ مگر یہ اشتہار شاہی اون آنکھونکو نیا معلوم ہوتا تھا کہ جنہون نے یہ نہین دیکھا تھا کہ میلی
کچیلی چاندی پھر ملمع ہونے سے چمک دمک پیدا کر لیتی ہے۔ اصل مین وہی ہستی ہے کچھ بدلتی نہین۔ اوس عایا کو
جسکو اصلی اور خیالی خوف سہما رہے تھے حاکمونکا تغیر اپنی بہبودی کے لیئے بے سر و پا امیدین پیدا کرتا جب
رات بڑی مصیبت مین کٹتی ہے تو فقط دن کے ہونے کی خوشی ہوتی ہے خواہ وہ تھوڑی ہی دیر کیون نہ رہے۔
جب اندھیری آندھی چلی جاتی ہے اور اپنا غبار چھوڑ جاتی ہے تو اونہین مین یہ امید ہوتی
ہے کہ روشنی خوب چمکیگی گو آیندہ کا حال خدا کو معلوم ہے کہ کیا ہوگا۔ ہندوستانی تمام سرکار کمپنی کی عملداری سے
ڈرے ہوئے بیٹھے تھے۔ پھانسی کی رسی اور لوہے کی زنجیرین اور کالا پانی اونکے بدنمین خون خشک
کر رہا تھا۔ ایسے زمانے مین یہ اشتہار جو اونکے تمام خوفونکو دور کرتا تھا۔ ایک ہی بشارت تھا در مژدہ امن و امان

[حاشیہ: اشتہار کا اثر اور اوس زمانہ کے ارباب عقل کی رائے ۔ سنہ ۱۸۵۸ء]

آزادی انصاف رعایا پروری کا تھا اسلیئے سارے ہندو مسلمان شاد و شادمان ہوگیے۔

اب بعض دانشمند اسمین بہت گفتگو کرتے ہین کہ جس حال مین کہ ہندوستان کے انتظام کے باب مین کوئی اصول نہین تبدیل ہوا تو ایک ایسے اشتہار کا پادشاہ کی طرف سے جاری ہونا جس سے یہ معلوم ہو کہ کوئی نئی گورنمنٹ قائم ہوئی ہی کچھہ مناسب نتھا۔ اوسمین گورنمنٹ نے جو ہندوستانیون کے مذہب کے باب مین اقرار کیا وہ وہی اقرار تھا جو ہمیشہ سے چلا آتا تھا۔ اشتہار مین اس اقرار کے اظہار سے ہندوستانی اپنی کج فہمی سے اوسکے طرح طرح سے معنی لگا کر بہت سی بیجا امیدین پیدا کر سکتے ہین جناب لارڈ کیننگ صاحب نے خود ایک معاملے کے اندر لکھا ہی کہ ہمکو یقین ہی کہ ہندوستانیون کے دلون مین رعب اور سیاست شاہانہ بٹھانے کا نہایت یقینی اور بے خطر طریقہ یہ نہین ہی کہ اشتہار ونمین جاری کیا جاے۔ ایک ہی سال کے تجربے نے دکھا دیا کہ سرکار کے دشمن اس اشتہار کے کیا کیا غلط معنی لگا کر اوسکے اصلی مقاصد کی تحریف کرتے ہین۔

اس اشتہار کی عبارت مباحثے مین بطور سلاح کے استعمال کیجاتی ہی۔ اور بعض [illegible] کہا جاتا ہی کہ وہ اوسکی مطابق ہین یا غیر مطابق مثلاً اشتہار مین لکھا ہی کہ "ہماری طرف سے تاکید ہوتی ہی کہ کوئی متنفس جو ہماری نوکری ملک ہند کے انتظام کے لیئے مقرر ہی کسی رعیت کے اعتقاد اور عبادت مذہبی کی نسبت دست اندازی نکرے والا ہمارا غضب نازل ہوگا"۔ اب کیا اس سے ستی ہونا۔ یا دین کے بدلنے سے خاندانی وراثت کا ملنا یا ہندؤن کی بیواؤنکی شادی کا مباح ہونا یا مشنری اسکولونکی گرینٹ اینڈ (اعانت زر) سب باتین موقوف ہوگئی ہین۔ اور بہت سی باتین ایسی ہی ہین ہندوستانیون کے طرز تمدن اور تہذیب اور شایستگی کی ترقی اون قاعدون کی بندش سے ضرور اونکو نکالیگی جنہین مذہب کی وحشت نے اونکو جکڑا ہی۔ ایسی باتونمین ہندوستانیو کی مخالفت روز زیادہ ہوتی جائیگی لیکن ابتک اوس ترقی کے ہر ایک قدم پر عدالت اور حکمت کے اصول پر مباحثہ ہوسکتا تھا لیکن اب ایسے مباحثونکی بنا اس اشتہار شاہانہ کی اوس عبارت پر مبنی ہوا کریگی جسکے معنی محدود نہین ہوسکتی۔ ایسا عہد و پیمان تحریری بادشاہ کی طرف سے ایک خطرناک امر ہی اور بادشاہ کے ذاتی اختیار کو انتظام ملکی کے جھگڑونمین مقید کرتا ہی۔ یہ بہتر ہوتا کہ بادشاہی گورنمنٹ اپنے قدیمی وعدے و ضمانت پر جنکو اوسنے کبھی نہین چھوڑا قائم رہتی اور یہ فضول اشتہار نہ دیتی۔ اس اشتہار سے جو امیدین کہ انگریزون اور ہندوستانیون کے دلونمین پیدا ہوئین

وہ حسب مراد اونکے پوری ہوئین۔ یہ اشتہار بھی اپنی بہار نسیم و زوال کیطرح دکہا گیا جسکی تفصیل آگے آتی ہے
(۱۴) سرکار کمپنی کی سپاہ خواہ وہ کسی رنگ کی ہو معلوم نہین کیا سیہ بختی کے دن آئے تھے کہ کبھی کالے بگڑے
کبھی گورے۔ غرض گوری کا جوبن چھیڑ چنگیون ہی مین گیا۔ سپاہ سپاہ نہ رہی سپاہ ہندی نژاد کی آتش سرکشی جو
بجھ گئی تھی مگر ہنوز اوسکی خاکستر گرم تھی کہ سپاہ انگلستان نژاد نے اوسپر اپنی سرکشی کا الاؤ جلانا چاہا۔ گیا
خود سرکشی کی گردن کاٹ رہی تھی یا خود گردنکش ہو گئی۔ سارے ہندوستانیون مین یہ چرچا تھا کہ یہ گورے
کالے سپاہی پہلے ایک دوسرے کو بھائی کہتے تھے جب کالے بھائی سرکش ہوئے تو گورے بھائی کیون نہ گذشتہ ہم
حق برادری ادا کرتے۔ گو دونون بھائی ایک باپ کی اولاد نتھی مگر خواجہ تاش تو تھے۔ یہ خیال ہندوستانیونکا
بالکل غلط نتھا اوسکی اصل تھی جسوقت سارے کارخانے سرکار کمپنی کے جناب ملکہ معظمہ کے ہاتھ مین منتقل
ہوئے تو یہ گورے کی سپاہ ۲۴ ہزار کے قریب حوالہ کی گئی۔ یہ سپاہ گورہ مختص بہ ہند تھی لندنکی مدارات نے
آقا نے عجب بے پروائی سے کی کہ انصاف اور حق شناسی و قدردانی اور عقلمندی سے بعید تھی۔ اون سے یہ پوچھا بھی نہین
کہ تمکو نئے آقا کی نوکری منظور اور پسند ہے یا نہین۔ اس بہادر و دلیر و جوانمرد سپاہ کو جسنے میدان جنگ مین
کبھی دشمن کے سامنے منہہ نہ پھیرا ہو اور اس کشتی کے مٹانے مین اپنی پہلی ناموری اور نیکنامی کو دوچند بلند کیا ہو
اونکو ایک آقا نے دوسرے آقا کو اس طرح حوالہ کر دیا جیسے کہ گھوڑون گدہون کو ایک مالک دوسرے مالک کو دیتا ہے
یا جیسے اور گولہ بارود اور اسلحہ حوالہ ہوئے تھے اونہیں کی طرح یہ بھی حوالہ کر دیئے گئے۔ اس سپاہ کے اخلاق نے
بلکہ اونکے استحقاق نے اس معاملہ مین جب اونکی زبان کو بلایا تو چند شاہی قانون کی اصطلاحات نے اونکے سارے
حقوق کا خون کیا۔ لارڈ پامرسٹون وزیر اعظم انگلستان نے پارلیمنٹ مین بیٹھکر کہدیا کہ جنکو جناب ملکہ معظمہ کی
خدمت کرنی منظور نہین ہے وہ موقوف ہونے کے مستحق ہین۔ اس بات پر خیال کرکے سپاہیون نے نہایت رنج آمیز
ناراضی ظاہر کی مگر وہ اوس بغاوت سے خالی تھی جو دغابازی اور بے ایمانی اور بیوفائی کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ بات
نتھی کہ ان سپاہیون کی یہ آرزو تھی کہ ہم نئی ملازمت نکرین بلکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ ہمکو یا نوکری چھوڑنے کا
اختیار دیا جاوے یا ہمارا نام بادشاہی سپاہ کی فہرست مین موافق دستور بادشاہی سپاہ کے لکھا جاوے۔ بادشاہی
سپاہ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب کسی رجمنٹ کی مدت ملازمت منقضی ہو جاتی تھی تو دوسری رجمنٹ مین جن سپاہیونکے جی

[illegible] ۱۸۵۹ء

نام لکھے جاتے تھے اونکو کچھہ روپیہ ملا کرتا تھا وہی یہ سپاہی چاہتے تھے کہ کچھہ روپیہ ہمکو بھی ملے ہم خدمت
کرنے کو راضی ہین۔

(۱۵) اگر عین وقت پر ہر سپاہی کو بیس تیس روپے دیدیئے جاتے تو سپاہ گورہ جو مختص بہ ہند تھی بدستور
قائم رہتی لیکن لارڈ کیننگ نے ٹھیک کام ٹھیک وقت مین نہین کیا۔ یہان بھی انگلستان مین قانونی
کی پابندی کی ایسی لاطائل دلائل پیش ہوئین کہ گورنمنٹ نے اپنا فضل و کرم اس سپاہ جگر خستہ پر نہ کیا۔
اس سے وہ برہم ہوکر زیادہ شورش برپا کرنے پر آمادہ ہوئی۔ اور کہین کہین کھلی ہندوں چال حکمی بھی اختیار
کی۔ لارڈ کلائیڈ کمانڈر انچیف مآل کار کو سمجھے کہ وہ بڑا خوفناک ہے اور سپاہ کی رنجش بیوجہ نہین ہے اونکو
یقین تھا کہ انگریزی سپاہی ایسے نہین ہین کہ فساد پر آمادہ ناحق ہوجائین۔ کوئی سبب حق ہے جسپر یہ شورش ہے
کورٹ اس تحقیقات کے واسطے مقرر ہوئی کہ وہ اصل سبب اس رنجش اور شورش کا دریافت کرے تحقیقات کا
نتیجہ یہ تھا کہ لارڈ کیننگ کو پھر اپنے فیصلہ کو دیکھنا پڑا لیکن آخر کو ساری اس تحقیق اور تفتیش کا یہ نتیجہ پیدا ہوا
کہ ۲۰ جون ۱۸۵۹ء کو جنرل آرڈر (حکم گشتی) جاری ہوا کہ جو سپاہی سرکار کمپنی کا پہلا ملازم ہو اور اسکی اگر
مرضی ہو تو وہ اپنا نام کٹاوے اور انگلستان کو چلا جاوے خرچ اور زاد راہ اوسکو گورنمنٹ کی طرف سے ملے گا۔ جو سپاہی
کہ اس طرح موقوف کیئے جاوینگے وہ دوبارہ کسی رجمنٹ مین خواہ وہ مختص بہ ہند ہو یا بادشاہی سپاہ ہو آئندہ
پھر نہین بھرتی ہونگے۔ یہ فیصلہ عقلمند گورنمنٹ کی دانشمندی سے بعید تھا۔ اس حکم سے سپاہیونکا دل بھر آیا۔ اور
دس ہزار سپاہیون نے اپنا نام کٹوا لیا۔ اوسمین بوڑھے اور جوان پیدل و سوار گولہ انداز سب ہی قسم کے سپاہی
تھے۔ غرض یون اس گوری سپاہ کے تین پانچوین ہندوستان سے غائب ہوگئے۔ اور بعضون نے اپنی ساری امیدون سے
ہاتھہ اوٹھایا۔ اور اس انتظار مین چشم براہ ہو بیٹھے کہ کب جہاز جلد ہاتھہ آئے کہ انگلستان اپنے گھر کو جائین
یہ دس ہزار سپاہی جسقدر روپیہ مانگتے تھے اوس سے دس گنا روپیہ گورنمنٹ کا ان سپاہیون کے انگلستان مین
پہنچانے مین اور اونکی جگہہ نئے سپاہیونکے بھرتی کرنے مین ہوا اور ۔ گنا اندیا بھیلی ہی تھا اور سوائے اس زیان کے
جو اور گورنمنٹ کے نقصان ہوئے اونکے بیان کرنے کی ضرورت نہین۔

(۱۶) ایک گروہ کی بدفعالی اور بغاوت کی نوبت وہانتک پہنچگئی تھی کہ وہ اپنی زشت کرداری کی

جوابدہی کے لیے روکی گئی ۵ پلٹن بنگال گورہ کی **براہام پور** مین مقیم تھی۔ یہ پلٹن نئی بھرتی کی تھی اور کھلی بغاوت اختیار کی اور نصف رجمنٹ سے زیادہ نے پریٹ پر قواعد کرنے سے انکار کیا اور قسم کھالی کہ کوئی حکم اپنے افسرونکا نمانینگے ۔ ہر چند افسرون نے اونکی منت سماجت کی کہ اس بیہودہ حرکت سے باز آوین مگر اونکو تو سرکشی کا نشہ چڑہا ہوا تھا وہ کب سنتے تھے ۔ ناچار اور سپاہ برہامپور مین بھیجی گئی اور یہ وقت سر پر کھڑا ہوا معلوم ہوتا تھا کہ انگریز بھی انگریزونپر گولی چلائین اور جسطرح گورے کالے باغیونکو مارتے پھرتے تھے اوسطرح کالے گورے باغیونکو مارنا شروع کرین ۔ مگر ع رسیدہ بود بلائی ولے بخیر گذشت + تمام باغیون نے سوائے چالیس سپاہیون کے اطاعت قبول کرلی وہ مقید ہوکر بند کیئے گئے ۔ مگر جناب گورنر جنرل نے اپنے رحم و فضل سے اونکا قصور معاف کردیا ۔ اسطرح برہام پور کی سپاہ مین سے سات سو سپاہیونکا نام کٹ گیا ان ہزارون سپاہیون مین سے جو ملازمت سے برخاست کیئے گئے پچاس ساٹھ سپاہی بطور والنٹیر کے چین کی مہم مین شریک ہوئے ۔ غرض ایک تھوڑی بات پر ہٹ کرنے سے وہ سپاہ جو اس ملک سے خصوصیت رکہتی تھی امتداد سکونت نے اونکا خمیر یہین کا بنا دیا تھا یہانکی آب ہوا اوسکے مزاج کے موافق ہوگئی تھی یہان کی لڑائیون کے طرز اور روش سے واقف تھی ۔ برباد ہوگئی بہت سے انگریزون نے تو لارڈ کیننگ کے اس کام پر برا بھلا کہا ۔ مگر **سر چارلس وڈ** وزیر اعظم ہند نے اونکی نہایت ستایش کی ۔

(۱۷) جسوقت ہنگامہ غدر کا طوفان فرو ہوا تو **انگلستان** مین انتظام ہند کے باب مین بڑے بڑے معاملات پیش ہوئے اونمین سے ایک معاملہ یہ تھا کہ گورون کی سپاہ کسقدر **ہندوستان** مین مقرر کیجاے ۔ غرض جولائی ۱۸۵۸ء مین بادشاہی کمیشن جسمین ممبر بادشاہی اور سرکار کمپنی افسر دونون اور تین ممبر وزیرون مین سے بھی قائم ہوا ۔ اونکو بارہ مقدمے سپرد کیئے گیے وہ سب اسی افزایش سپاہ سے متعلق تھے ان مین سب سے بڑا مقدمہ یہ تھا کہ ہندوستان مین ہندوستانیون اور انگلستانیون کی سپاہ مین کیا نسبت پیدلون اور سوارون اور توپخانون مین ہونی چاہیئے اور آیا انگلستانی سپاہ جو ہندوستان مین مقیم ہو وہ بالکل یا بالجز **ملکہ معظمہ** کے لشکر آئینی مین سے ہو ۔ پہلا مقدمہ تو جلد فیصل ہوگیا کہ اسّی ہزار سپاہ گورہ مقرر کیجاے ہندوستانیونکا توپخانہ بالکل نرہے اور ہندوستانی سپاہ اور گورون کی سپاہ مین

یہ نسبت ہو کہ بنگال مین دو ہندوستانی اور ایک گورہ اور باقی احاطون مین تین ہندوستانی اور ایک گورہ۔ اسمین سب مدبران ملکی کا اتفاق تھا کہ ہندوستان مین ہماری سلامتی یعنی افزایش سپاہ انگلستان کی ممکن نہین مگر اب بڑا مباحثہ اسمین آن کر پڑا اور اختلاف آرا رہا کہ یہ افزایش کس طرح کیجاے کیا ملکہ معظمہ کی جنگی پلٹنونکی تعداد جو ہندوستان مین متعین ہے زیادہ کرنی چاہیئے یا خاص سپاہ ایسی رکھنی چاہیئے کہ جسکی خدمات مخصوص ہندوستان ہی کے ساتھ ہون اور وہ مختص بہ ہند کہلائین جیسی کہ سرکار کمپنی کی تھوڑی سپاہ تھی جو سپاہ مختص بہ ہند کی تجویز کے طرفدار تھے اونکی اغراض تو اسمین شامل تھین کہ اگر بادشاہی سپاہ کی تعداد زیادہ ہوگی تو اونہین کے افسر شیر کا سا حصہ ملکی اور لشکری خدمات مین لینگے اور اوس سے وہ امتیاز جو ابتک سرکار کمپنی اور بادشاہی حکومت مین تھا مٹ جایگا کہ ہندوستان کی خدمات عظیم پر وہی افسر مقرر ہوتے تھے جو یہان سے خصوصیت رکھتے تھے۔ اسلیئے وہ اپنی حق تلفی اس شاہی سپاہ کے بڑہنے کو سمجھتے تھے۔ اور ہندوستان کے برتاو اور اغراض کے برخلاف جانتے تھے۔ اب اوسکی مخالف جو گروہ بادشاہی گورنمنٹ کا تھا وہ اس تجویز پر اشتباہ رکھتا تھا۔ وہ ہندوستان کو ساری سلطنت انگریزی کا ایک جزو عام فائدون کے لیئے ٹھہرانا چاہتا تھا۔

غرض ان دونون فریق مین اس بات پر بڑا مباحثہ ہوتا رہا۔

(۱۸) ہنوز یہ مباحثہ ختم نہوا تھا کہ یہ گورون کی بغاوت جسکا اوپر بیان ہوا شروع ہوئی۔ اوسکی بہت سی لائن جو سرکار کمپنی کی گورہ کی سپاہ مختص بہ ہند کے موقوف کرنے کی تہین نہایت مستحکم معلوم ہونے لگین آخر کو یہ ہوا کہ ۱۸۶۰ء مین قانون ان دونون سپاہ کے شامل کرنے کو جاری ہوا اور ۱۸۶۱ء مین وہ شامل ہوگئین۔ جو نو پلٹنین گورون کی سرکار کمپنی کی باقی رہی تہین وہ بھی بادشاہی سپاہ مین داخل ہوگئین اور پہلے شاہی ۲۲ پلٹنین گورونکی یہان تھین اب اونکی جگہہ باون پلٹنین متعلق کی گیئن۔ اور سوارونکی رجمنٹین زیادہ ہوئین پہلے یہان چار رہتی تھین اب گیارہ مقرر ہوئین۔ توپخانون مین تغیر عظیم ہوا جو ہندوستانی توپخانے تھے اونکی جگہہ گورون کے توپخانے مقرر ہوئے۔ یہان کی رجمنٹون مین بھی بادشاہی توپخانے شامل ہوئے۔ ان شاہی توپخانون کے چودہ برگیڈ زیادہ ہوئے اور ہر برگیڈ مین چار سے سات تک توپخانے تھے۔ لیکن سپاہی و سوار جتنے پہلے برگیڈ اور رجمنٹ مین تھے اوتنے نتھے۔ غرض جتنے گورے ۱۸۵۷ء مین ہندوستان مین تھے اب سے

کمپنی اور بادشاہی فوجون کا ملنا سنہ ۱۸۶۱ء مین

سولہ ہزار زیادہ ہوگئی - سرکار کمپنی کی سپاہ بحری جو پولیس کا کام بحر ہند مین دیتی تہی موقوف کی گئی
اور اوسکی خدمات اور کام بادشاہی بحری سپاہ کے حوالے ہوئے -
جسقدر ان گورونکی سپاہ مین افزایش ہوئی ہندوستانی سپاہ مین کاہش ہوئی بنگال کی سپاہ تو باغی
ہوکر خود گھٹ گئی - جو کچھ تھوڑی سی سپاہ خیرخواہ اور وفادار رہی اوسمین اور نئی بھرتی کی سپاہ جو اس زمانے
مین ہوئی تہی شامل کیگئی - مدراس کی سپاہ مین سے بارہ رجمنٹ پیادون کی اور چار سوارون کی کم کی
گیئن - بمبی کی سپاہ مین بھی بہت تخفیف ہوئی - کنٹنجنٹ اور لوکل رجمنٹون مین جو باغی ہوئین اونکی
جگہہ نئی سپاہ نہین بھرتی کی گئی - ہندوستانی سپاہ کی یہ تفصیل ہے -

نام احاطہ	پیدلونکی پلٹنین	سوارونکی رجمنٹین
بنگال	۴۹	۱۹
مدراس	۴۰	۴
بمبئی	۳۰	۷
پنجاب کی سپاہ	۱۲	۶
حیدرآباد کنٹنجنٹ	۶	۴
	۱۳۷	۴۰

ممالک متوسطہ مین دو رجمنٹین سوارون اور پانچ پیدلون کی لوکل ہین اور وہ پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ
کے ماتحت ہین اس سپاہ مین سے پنجاب کی سپاہ جسمین پانچ ہندوستانی توپخانے بھی ہین کمانڈر انچیف
کے ماتحت نہین ہین حیدرآباد کا کنٹنجنٹ بھی کمانڈر انچیف کے ماتحت نہین ہے اوسکو گورنمنٹ انڈیا
کے پاس سے احکام آتے ہین سوارونکی رجمنٹون مین ہر رجمنٹ مین ۵۰۰ سوار - اور پیدلونکی ہر پلٹن مین
۷۰۰ پیدل ہین اسواسطے کل سپاہ ایک لاکھ بیس ہزار ہے - اور یہ سپاہ ۱۸۵۶ع کی سپاہ سے تعداد مین
نصف ہے - لارڈ کورنوالس کے عہد سے اسقدر کم ہندوستانی سپاہ ہندوستان مین نہین ہوئی -
اس تخفیف سپاہ کا ایک بڑا سبب یہ بھی ہے کہ بہت سے کام جو پہلے یہ سپاہ کیا کرتی تہی اب وہ پولیس کی
پلٹنون کے حوالہ کیے گئے ہین مثلاً خزانہ کا ایک جگہہ سے دوسری جگہہ لیجانا اور ہر ضلع مین اوسکی حفاظت کرنی

شاید دنیا مین کوئی ملک ایسا نہو گا کہ جسمین آبادی اور سپاہ مین ایسی کم نسبت ہو جو یہان **ہندوستان**
مین ہی بڑے بڑے شہرون مین حفاظت کے واسطے اسقدر سپاہی نہین جسقدر کہ **انگلستان** مین ہوتے ہین۔

(۱۹) بڑے بڑے تغیر اس ایام غدر کے سبب سے لوکل گورنمنٹون مین بھی ہوئے۔ اضلاع **دہلی** جمنا کے
داہنے کنارے تک جسمین شہر دہلی بھی داخل ہی ممالک مغربی سے جدا ہو کر **پنجاب** مین شامل ہوئے۔ اور اس
صوبے کا انتظام پنجاب کے چیف کمشنر کے حوالہ ہوا اور اس چیف کمشنر کا درجہ لفٹننٹ گورنر کے مرتبہ پہنچا۔
سر جان لارنس اول لفٹننٹ گورنر مقرر ہوئے۔ اور جب وہ ولایت چلے گئے تو انکی جگہہ **سر رابرٹ**
مونٹگومری مقرر ہوئے۔ اور ۱۸۶۱ع مین ایک چیف کمشنری ممالک متوسطہ مین قایم ہوئی۔ اور
ممالک مغربی سے **ساگر** اور **نربدا** کے اضلاع خارج ہو کر اوسمین شامل ہوئے اور **ناگپور** اوسکا صدر مقام مقرر
ہوا۔ اسی سال مین جو ملک **اوا** کے دربار سے ۱۸۲۵ع اور ۱۸۵۳ع مین ہاتھ لگا تھا یعنی **اراکان** جو
گورنمنٹ **بنگال** کے ماتحت تھا اور ضلع **پیگو** اور بحری اضلاع **تناسرم** اور **مرتبان** جو مختلف
کمشنرونکے ماتحت تھے وہ سب شامل ہو کر ایک چیف کمشنر کے ماتحت کیے گئے۔ ۱۸۵۳ع مین جو ملک **نظام**
نے **برار** کا بعوض خرچ سپاہ دیا تھا ۱۸۶۰ع مین اوسکی حدود مین بھی تغیر ہوا۔ وہان بھی ایک کمشنر مقرر ہوا
جو رزیڈنٹ حیدرآباد کے ماتحت رہے۔

(۲۰) سول سروس کے ملازمون کے واسطے بھی قاعدہ امتحان کا جاری ہوا جسمین کچھہ شرط ہیلی بری کالج کے
پڑھنے کی جو سابق مین تھی نرہی پہلے جو انتخاب ان ملازمونکا طرفداری سے ہوتا تھا اور لیاقت پر کچھہ اوسکا
انحصار نتھا۔ اب وہ امتحان پر موقوف ہو گیا ہیلی بری کالج بھی برباد ہو گیا۔ ۱۸۶۱ع مین سول سروس کے امتحان کا
قانون پاس ہوا۔ اور اوس سے اب نہایت لائق اور عمدہ قابلیت کے انگریز ان عہدون پر مقرر ہوتے ہین اب احتمال
نہین رہا کہ کوئی احمق یہ عہدے پاوے پہلے جو سوپریم اور صدر دیوانی عدالتین تھین وہ بھی دور ہوئین اور اونکی جگہہ
پریسیڈنسی مین ہائی کورٹ قائم ہوا۔ ہر یک ہائی کورٹ مین ایک چیف جسٹس مقرر ہوا جسکے ساتھہ اور کئی
جج شامل کیے گئے جنمین سے ایک تہائی بیرسٹر ہون جنہونے پانچ برس بیرسٹری کا کام کیا ہو اور ایک تہائی
سول جج جنہونے دس برس سول کا کام کیا ہو اور اوسمین تین برس جج رہے ہون۔ ہندوستانی بھی

ہائی کورٹ کے جج ہوسکتے ہین -

لارڈ **مکالی** نے ۱۸۳۳ء مین قانون جنایات ہند لکھا تھا - وہ بیس برس تک ایک کمیشن سے دوسرے کمیشن پاس مارا مارا پھرا اور آخر کو ترمیم ہوکر ۱۸۶۰ء مین وہ قانون بنا - اب اوسکے جاری ہونے کے واسطے کوئی عذر نہین تا وہ لارڈ **ولیم بن ٹنک** کے عہد مین تیار ہوا اور لارڈ **کیننگ** کے عہد کے آخر ہفتے مین جاری ہوا - اور ایک نیا ضابطہ فوجداری جس سے پہلے بہت سے تکلیف سان قاعدے موقوف ہوئے اسی سنہ مین جاری ہوا - اور ایک ضابطہ دیوانی بہی جاری ہوا جس سے عدالت کی بہت سی پرانی مشکلات مین آسانی ہوگئی -

(۲۱) روز بروز ہر سررشتہ اور محکمہ کی اصلاح ہوتی جاتی تہی - پرانی لیجس لیٹف کونسل جس کو لارڈ **ڈلہاوزی** نے مرتب کیا تھا اوسکو لارڈ کیننگ اور سر چارلس وڈ وزیر ہند ناپسند کرتے تھے - اب ۱۸۶۱ء کی پارلیمنٹ مین اوسکی اصلاح ہوئی جسمین وہ بڑہگئی اور آزادی مین گھٹ گئی - گورنر جنرل کے ہاتھ مین تمام اختیارات اگزکیوٹو دیدیئے گئے - لیجس لیٹف اختیارات کے واسطے اونکی کونسل کے ممبرون کی تعداد زیادہ کی گئی - بارہ ۱۲ ممبر اوسکے مقرر ہوئے جسمین سے چھ ہندوستانی یا انگریزی غیر سرکاری ملازم ہون - مگر اونکو بہی آزادانہ کام کرنیکا اختیار ہندوستانی سرکار کے دربار سے زیادہ نہ تھا - اول غیر سرکاری جو ممبر کونسل گورنر جنرل کے مقرر ہوئے وہ مہاراجہ پٹیالہ اور مہاراجہ ڈنکر راؤ وزیر سابق مہاراجہ گوالیار اور مہاراجہ دیو نراین سنگہ راجہ بنارس تھے اور اس قسم کی کونسلین چھوٹی بمبئی اور مدراس مین مقرر ہوئی -

(۲۲) غدر کے سبب جب گورون کی سپاہ کثیر رکہنے کی تجویز ہوئی تو اوسکے ساتھ اوسکے خرچ کی بہی تجویز ہونی چاہیے تہی اسلیئے ضرور ہوا کہ یہ مقدمہ پیش کیا جاے کہ ہندوستان مین زر مالگذاری اور محاصل کی کیا تدبیرین ہونی چاہیئن - غدر کی تاثیر ملک کی آمد و خرچ پر جو ہوئی اوسکا مختصر بیان یہہ ہے کہ اوس سے ایک سال پہلے ملک کی آمدنی اور خرچ تقریباً مساوات کا درجہ رکہتی تہی ۱۸۵۸ء ۱۸۵۹ء اور ۱۸۶۰ء مین کمی تین کروڑ کی واقع ہوئی ۱۸۵۷ء مین اصل زر قرضہ سرکار ساڑہے اٹھ کروڑ تھا - فروری ۱۸۶۱ء مین نوے ۹۰ کروڑ سے زیادہ ہوگیا اس تاریخ تک غدر نے ہندوستان مین اور قرضہ تینتیس ۳۳ کروڑ سے زائد کا بڑہا دیا - اور آگے بڑہتا ہی جاتا تھا - قریب ایک ارب کے نوبت پہنچگئی مگر اس قرض کا سبب ظاہر تھا اور اوسکا علاج سہل -

یہ ساری زیرباری خرچ سپاہ کی کثرت کے سبب سے تھی اوسکا علاج اس لشکر کے کم کرنے سے ہونا چاہیئے تھا
سنہ ۱۸۵۵ و ۱۸۵۶ء مین کل خرچ سپاہ ساڑھے گیارہ کروڑ کے اندر اندر تھا سنہ ۱۸۵۸ و ۱۸۵۹ء مین وہ اکیس کروڑ سے کچھہ
زیادہ ہوگیا نصف محاصل ہند تو تمام انگلستانی سپاہ کے خرچ و تنخواہ مین صرف ہوجاتا تھا۔ کل گورہ کی فوج
ایک لاکھہ بارہ ہزار تھی اور ہندوستانی سپاہ سب قسم کی تین لاکھہ دس ہزار اور یہ ہندوستانی فوج سنہ ۱۸۵۶ء
کی نسبت بقدر پچاس ہزار کے زیادہ تھی ہم اوپر لکھہ آئے ہین کہ جو معاملات سپاہ فیصل کرنیکے واسطے کمیشن
مقرر ہوا تھا اوسنے یہ فیصلہ کردیا کہ اسی ہزار گورے اور ایک لاکھہ اسی ہزار سے دو لاکھہ تک ہندوستانی سپاہی
رہیں۔ مگر اس فیصلہ پر عمل کرنا **ہوم گورنمنٹ** کو دشوار معلوم ہوتا تھا اس سے زیادہ دشوار یہ تھا کہ
کس طرح تخفیف کیجائے کہ خزانہ کا حال اعتدال پر رہے اور اوسکی صورت دوالہ کی نہو جائے دو کروڑ روپے کا
خرچ فقط سود کا تھا جسمین کسی طرح کمی ممکن نہین تھی۔ ملکی خرچ مین سالانہ اضافہ ہوچکا تھا۔ پس ایسی صورت
مین اگر جنگی سررشتے اوسی حالت مین رکھے جاتے جیسے کہ پہلے غدر کے تھے تو بھی یہ ممکن نتھا کہ ملک کی آمدنی
موجودہ اخراجات ملکی کو مکتفی ہوتی اور گورنمنٹ کو پریشان نہ کرتی۔

اگرچہ **ہندوستان** کی سلطنت کا تاج گورنمنٹ شاہی **انگلستان** نے اپنے سر پر رکھہ لیا مگر اوسکے
قرض کا بار اپنے دوش پر نہ لیا جب گورنمنٹ ہند کو نئے قرض کی ضرورت ہوئی تو پارلیمنٹ نے صاف انکار
کردیا۔ یہان کی گورنمنٹ نے بہت سی تخفیفین کین۔ قلی اور چپراسی موقوف ہوئے۔ محرروںکو حکم ہوا کہ قلم گھسر
سے لاکر لکھا کرین اور جو تحریر دو صفحوں مین ہوتی تھی وہ ایک صفحہ مین لکھی جایا کرے تاکہ کاغذ کم خرچ ہو۔
مگر ایسی تخفیفوں سے کچھہ کام چلتا تھا۔ ڈاڑھی مونڈنے سے کیا مردہ ہلکا ہوتا ہے۔ مگر ان سب خرابیوں کے دور
کرنے اور ان دشواریوں کے آسان کرنیکے لیئے سنہ ۱۸۵۹ء کے آخر مین ایک بڑے لائق فائق جناب **جیمس ولسن**
صاحب کونسل گورنر جنرل کے ممبر ہوئے اونکو مخارج اور مداخل ملکی کے حساب کتاب مین ید طولی تھا۔ وہ
خاص ہندوستان مین اسلیئے آئے کہ پانچ چھہ کروڑ روپے کی تخفیف خرچ مین کردین۔ اونھوں نے یہان آنکر تمام
روپے کی دشواریاں دور کرنیکے لیئے تین ٹکیس پیش کین۔ انکم ٹکس لیسنس ٹکیس تمباکو ٹکیس انگریزوں
نے ان ٹکیسوں کو قبول کرلیا گو اونکا دل بالکل اوس سے خوش نہین تھا مگر اوسکا کچھہ معاوضہ اونکو یون مل گیا تھا

اونکے ساتھ تخفیف محصول اون اشیا پر جو انگلستان مین بنتی تہین اور وہان کے کاریگرون اور
سوداگرون پر سخت تہین موقوف ہوگئین - ہندوستانیون مین ٹکیس کے لیے بڑا واویلا مچا - جو تاجر اور مہاجن اب تک
گورنمنٹ کی گرفت سے بچے ہوئے تھے وہ اون سے نہایت پریشان ہوئے - وہ جانتے تھے کہ یہ بُری راہ نکلی ہے
کہ اونکی سالانہ کثیر آمدنی مین سے سرکار کا ہاتھ پڑتا ہی بنے جو نکے کہ اب بات مین ہاتھ پڑا - وہ سمجھے کہ جو مال ہاتھ
اب تک زمیندارونکی جیب مین پڑتا تھا وہ اب ہماری جیب کترتا ہی - خدا خیر رکھے - اس انکم ٹیکس نہ لگنے پر
جناب سر چارلس ٹریویلین صاحب نے بہت کوشش کی اونہون نے بجٹ یعنی مداخل اور مخارج
ملک کا حساب بنا کر پیش کیا جسمین اونہون نے دکہا دیا کہ بغیر انکم ٹیکس کے گورنمنٹ کے خزانے کا حال عمدہ
ہو جائیگا اور آمدنی اور خرچ برابر ہو جائیگا - اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ جناب ولسن صاحب نے جو یہ پہلا ہتھیار محصل
ملکی بڑہانیکا تیار کیا تھا وہ سال حال مین بیکار رہا اور سال آیندہ مین یکم اگست ١٨٦١ع کو جاری ہوا
اور یہ اشتہار جاری ہوا کہ اب تک محاصل سرکاری اکثر اراضی سے حاصل ہوتے تھے - اور جو لوگ کہ تجارت اور
دوسرے کار بار اور پیشے کرتے تھے اور اون سے منافع اوٹھاتے ہین وہ سرکاری حفاظت مین رہتے ہین مگر اخراجات سرکار
مین بالکل مددگار نہین ہوتے ہین - بلوہ جسپر دو برس کا عرصہ گذرا ہی اور سبکو یاد ہوگا خیر خواہ اور بدخواہ دونون
نے نقصان اوٹھایا خیر خواہون نے بدخواہون کی زشت اعمالی سے اور بدخواہون نے اپنی بد فعالی سے -
اس بلوہ کے رفع کرنے مین اور پھر امن و امان قائم کرنے مین سرکار کا زر کثیر صرف ہوا - اور قرض لینا پڑا - اسسرکار
کی آمدنی خرچ سے کم ہی - اور خرچ اور آمد کا برابر کرنا منظور ہی اسواسطے سرکار کو مجبوری رعایا سے بقدر اونکی
حیثیت کے مدد مانگنی پڑی - جس شخص کی آمدنی خواہ کسی قسم کی ہو دو سو اور پانچسو روپے کے درمیان ہو
او سے دو روپیہ سیکڑا دینا پڑیگا - اور جنکی آمدنی پانچسو سے زائد ہو اونکو تین روپے سیکڑا اسال تو اخراجات
سرکاری کے واسطے اور ایک روپیہ سیکڑا التعمیر نہر و سڑک وغیرہ کارہا مفید رعایا کل چار روپے سیکڑا دینا ہوگا
اسی اثنا مین جب آمدنی اور خرچ کے صیغونکی خوب چہان بین ہوئی اور اس تحقیقات کے نتیجے سال آیندہ
تک ظہور مین آئے - سر چارلس ٹریویلین کو جو اندیشہ تھا کہ پھر ہنگامہ بغاوت برپا ہوگا وہ غلط ثابت ہوا
اور انکم ٹیکس خاطر خواہ وصول ہوا اور ڈیڑہ کروڑ روپیہ سالانہ وصول ہونے لگا -

لینگ صاحب کی تقرر خزانہ کے باب مین

(۲۴۳) ۱۱- اگست سنہ ۱۸۶۰ء کو جناب ولسن صاحب کو محاسبات انتظامی اس دنیا کے حسابون سے نجات دی اور اونکے جانشین انگلستان سے مقرر ہوکر جناب لینگ صاحب آئے۔ وہ اس کام کے لیے سب طرح سے لائق تھے۔ اونھون نے جناب ولسن صاحب کے سارے منصوبونکو خوش اسلوبی سے انجام دیا اور ہندوستان کے مخفی خزانونکو اپنی تحقیق سے دریافت کرلیا۔ خرچ سپاہ کی حد سے زیادہ تخفیف کردی۔ نمک پر محصول برباد خاص پیداوارونکا محصول کم کردیا۔ جناب ولسن صاحب نے جو کاغذ زر کے جاری کرنے کی تجویز کی تھی اوسکی ترمیم کرکے ایسی صورت بنائی جو عمل مین بہی آئی اسلیئے کلکتہ مین تو اوسکا رواج پہلے سے تھا مگر اوسکے باہر بہی یہ کاغذ سونے چاندی کا کام دینے لگا۔ روپے اور اشرفی کی جگہہ کام آنے لگا۔ اور ایک جگہہ سے دوسری جگہہ روپے لیجانے مین جو روپیونکی تھیلیونکا بوجھہ ہندوستانیونکو کندہے پر اوٹھانا پڑتا تھا اوس سے کندہا ہلکا ہوگیا۔ جب وہ اول اول جاری ہوا تو رعایا کو بڑی وحشت ہوئی اور اوسکو وہ ظالم بادشاہون کی سی حرکت سمجھی جنھون نے چمڑے کا روپیہ چلایا تھا چنانچہ دام کے چام مشہور ہین۔ اگر یہہ وحشت جاتی رہی ہے اور سمجھنے لگے ہین کہ اوسکا رواج بادشاہ کی طرف سے ہونا حقیقت مین رعایا کا دولتمند کرنا ہے مثلاً گورنمنٹ کو پانچ کروڑ روپے قرض لینے کی ضرورت ہے اگر وہ پانچ روپیہ سیکڑا کا قرض لے تو سود کے بیس لاکھہ روپے کا خرچ رعایا کے ذمہ پڑیگا۔ لیکن اگر وہ اس قرض کی جگہہ پانچ کروڑ روپے کا کاغذ زر پہیلادے تو وہ رعایا کو سود کے بار سے بچاتی ہے۔ یا گورنمنٹ کو منظور ہو کہ حوائج ملکی کے واسطے پانچ کروڑ روپیہ خزانون مین نقد رکہے تو وہ اس زر کو خزانہ مین رکھکر بیتھہ بناتی ہے۔ لیکن اگر پانچ کروڑ روپے کا کاغذ زر اوسکی جگہہ رعایا مین پھیلاوے اور روپے کو کسی فائدہ مند کام مین لائے تو اوسکی سود کا فائدہ گورنمنٹ کو ہوگا۔ اس زمانے مین ایک بڑا کارخانہ تعمیر عمارات کا شروع ہوا۔ لارڈ کننگ نے حکم ویران زمینون کے نیلام کرنیکا جاری کیا۔ اور زیادہ بولنے والے کے نام پر ایک دو تین کا حکم دیا۔ اور زمین کے محصول معاف کرنیکے قاعدے بعض شرائط کے ساتھہ جاری ہوئے۔ اور جو قاعدہ پہلے سنہ ۱۸۳۳ء مین مقرر ہوا تھا کہ کسی اہل انگلستان کو زمین نہ بیچا جائیگی جبتک کہ وہ اوسپر بود و باش رکھنے اور میعاد معینہ کے اندر خود تردد کرنیکا وعدہ نکرے قاعدہ منسوخ ہوا۔ اب تو ملکیت اراضی کا رکھنا بے قید ہوگیا صرف اوسکے ساتھہ یہہ شرط رہی کہ جہان وہ

گورنمنٹ کا ملازم ہو وہان وہ حقیقت نہ رکھنے پاوے۔ اسمین یہ فائدہ سوچا گیا کہ زمین ہند کی قدر بڑہانے مین دولت اور ہنرمندی اہل انگلستان خرچ کرین۔

(۲۴) **ہندوستان** کی عادت مین نہ تھا کہ وہ تلوار کو میان مین رہنے دے اور توپونکی ہولون سے اپنے تئین سنسان کرے۔ اب اسکی کیفیت سنو۔

جزیرہ نما **کاٹھیاوار** کی جانب مغرب مین ایک ضلع اوسکا **اوکھا منڈل** ہے وہ تین طرف سے پانی سے گھرا ہوا ہے اور چوتھی طرف اوسکے رن سترہ میل لنبی ہے جو خلیج کچھ سے جنوب کی طرف پھیلتی ہے اور بحر ہند سے کئی سو گز ورے ختم ہوتی ہے حقیقت مین یہ جزیرہ نما اس ملک کاٹھیاوار مین ایسا ہی اور ملکون سے جدا واقع ہے جیسا کہ ہندوستان مین خود جزیرہ نماے کاٹھیاوار اپنے ہمسایہ کے ملکون سے علٰحدہ واقع ہے۔ اس بنجر اور خشک جنگلی ضلع کے باشندے واگر کہاتے ہین اونکی پچاس دیہات ہونگے اور اوسمین ۱۳ ہزار باشندے بستے ہونگے۔ اونکے مشہور مقامات **دوارکا** اور **بیت** تہے۔ آریا قومین دوارکا ایسا متبرک ہے جیسا کہ یہودیون مین بیت المقدس تھا۔ وہ سری کرشن کا بسایا ہوا مشہور تھا **بیت** بھی اس تقدس سے خالی نہ تھا بیت الصنم تھا۔ ان دونون مقامونمین خوب مستحکم اور استوار حصار تھی واگرونکا مختصر حال یہ ہے کہ جب یہ ملک ۱۸۱۶ء مین **برٹش گورنمنٹ** نے فتح کیا تو ان دونون مقامات کو بتحقیقت سمجھکر گایکوار کو ۱۸۱۷ء مین دیدیا۔ گایکوار کو ایسے مقدس معبدون پر قبضہ رکھنے مین بڑا افتخار تھا وہ جانتا تھا کہ اس سے ہندوون کی نظر مین اوسکا وقار بڑہیگا۔ وہ اپنے نائبونکی معرفت انتظام کرتا رہا۔ مگر یہ بندوبست اوسکا ایسا سست تھا کہ ۱۸۲۰ء مین کرنیل **سٹین ہوپ** کو ان واگرونکی سرکشی دبانے کے واسطے لشکر کشی کرنی پڑی۔ اگرچہ یہ آگ ظاہر مین تو بجھی معلوم ہوتی تہی مگر وہ خاکستر کے اندر ہی اندر سلگ رہی تھی۔ ۱۸۵۸ء مین اوسکے اندر سے شعلے اوٹھنے شروع ہوئے اسسال کے آخر مین پھر اونکی لگی آگ سے سیدہی کی گئی۔ مگر جون ۱۸۵۹ء مین اونہون نے سخت نقصان پہنچانا شروع کیا اور آخر کو گورنمنٹ سے صبر نہو سکا گایکوار کو بار بار انتظام کے لیے تاکید کیگئی مگر جب اوس سے یہ کام نہو سکا تو مجبوری یہ کہا گیا کہ اوکھا منڈل گورنمنٹ کے حوالہ کرے۔

واگرون کو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ اب ہم گایکواڑ کے ہاتھہ سے برٹش گورنمنٹ کے پالے پڑے
گورنمنٹ نے چند شرائط اونکو پیش کین کہ وہ اونپر اپنے تئین حوالہ کردین۔ یہ شرائط رزیڈنٹ بڑودہ نے
لکھی تھین اگرچہ وہ بضرورت کچھہ سخت تھین مگر واگرون کو مہلت دیگئی کہ وہ اونکو خوب غور سے سوچلین
اونہون نے اون شرائط کو قبول نہین کیا۔ اور جیسے وہ گایکواڑ کے برخلاف تلوار چلارہے تھے اب
اونہون نے سپریم گورنمنٹ انگریزی پہ ہاتھہ چلانے شروع کیے اور کھلی بغاوت اختیار کی اکتوبر
سے پہلے سپاہ بری اور بحری اوکھامنڈل مین بھیجدیگئی تھی سپاہ انگریزی نے بیت پر حملہ کیا مگر
وہان سے بے نیل مرام سخت نقصان اوٹھاکر ہزیمت پائی پچاس برس کے عرصہ مین تیسری دفعہ تھی کہ یہان
انگریزی لشکر کو شکست ہوئی تھی ۱۸۰۳ء و ۱۸۵۹ء مین پہلے وہ نیچا اوسکی اونچی دیوارون کے نیچے دیکھہ چکے تھے
مگر ان واگرون نے رات کو یہ مقام خالی کردیا صبح انگریزی لشکر وہان داخل ہوا۔ اور اوسکو خوب لوٹا
اور اوسکی عمدہ عمارتونکو مسمار کردیا اگرچہ یہ عمارتین ہنود کے صنم خانے تھے۔ مگر انگریزی لشکر کے لیئے تو وہ
قلعے تھے جنکی دیوارون پر اونکے سر پر گولیان سر ہوئین تھین اور دشمن اونکی بدولت فتحیاب ہوا تھا اوسکا
استیصال کرنا اونپر واجب تھا۔ اب واگر بھاگ کر دوارکا مین دوڑے گئے سپاہ انگریزی بھی سایہ کی طرح اونکے
پیچھے ہوئی۔ اور اونکو وہان جاکر گھیر لیا۔ نوامبر کی ایک اندھیری رات مین واگرون نے سپاہ انگریزی پر حملہ کیا
اور ۲۸ پیدل شاہی پلٹن کے بلٹون کے درمیان سے وہ کاٹھیاواڑ کو مع اپنے مال اور اہل و عیال کے
رن سے پار چلے گئے۔ اور کوہستان برڈا مین اونہون نے پناہ لی۔ وہان ایک پہاڑی پر قلعہ تھا
جسمین پانی کا آرام تھا۔ اوسکو اونہون نے اپنی ایسی پناہ گاہ سمجھا کہ مدتون تک انگریزی سپاہ کو وہان اپنے
پاس نہ آنے دین۔ مگر اب اونکا نصیب پلٹ گیا تھا۔ کرانچی سے ایک سپاہ جدید پوربندر مین اوتری
تھی۔ کرنیل ہونر نے اس دشوار گذار مقام پر حملہ کیا اور تین سو ۳۰ واگر کو گرفتار کیا اور بہت کو شکار کیا
گویا سرکشی کا سر کاٹ دیا۔ اور ۱۸۶۰ء کے آخر ہونے تک واگرونکا کام تمام ہوگیا کہین وہ ظاہر مین ایک درجن
بھی اکھٹے نظر نہ آتے تھے۔
جنوری ۱۸۶۰ء مین کولی قوم نے جنکے باپ کہرکڑے ہی نتھے چیرہ کے پہاڑون مین اپنے ہمسایہ کے

ذہات پر ہاتھ مارا اور بہت سے بیگناہون کا خون سر پر لیا۔ اونکے جسم عریان کا بہی آتش تیغ سے اوتو
کیا گیا۔ حبشیتی یورپ مین قوم کہاسہ نے بہی اپریل کے مہینے مین سر اوٹھایا اور اونکی خارش نہ مٹی
جب تک کہ اوسکا علاج جوتی سے نہین کیا گیا۔

(۲۵) اسی زمانے مین سرحد کابل پر خیل وزیری نے کپتان میسحم صاحب کو مار ڈالا۔ اور پہلے سے بہی
اونہون نے دنگہ فساد مچا رکھا تھا اسلیئے اب گورنمنٹ کا عزم مصمم ہوا کہ اوسکو سزا دیجاے۔ چنانچہ پانچہزار
تین سو سپاہ زیر حکم برگیڈر جنرل چمبرلین صاحب کے روانہ ہوئی۔ اسقدر سپاہ کا ہجوم اس سبب سے تھا
کہ نہیں معلوم تھا کہ کسقدر دشمنون سے لڑنا پڑیگا۔ اور ان وحشیونکو یہ سمجہانا تھا کہ ایک انگریز کے خونبہا مین اونکو
کیا کیا دینا پڑتا ہے۔ اور اوسکے ادا کرنے مین کیا کیا مصیبتین اوٹھانی پڑتی ہین اس قوم کے ساتھہ اور
کوئی قوم شریک نہین ہوئی۔ دو چار جگہہ اونہون نے انگریزی سپاہ کا نہایت خفیف مقابلہ کیا اور پہر جگہہ
اپنی مویشی اور خیمے چھوڑ آئے۔ انگریزی سپاہ کے بہی دو چار آدمی مارے گئے ہونگے اور دس پندرہ زخمی۔ وزیری
ادہر کے اودہر چوہو نکو لئے مارے مارے پھرے۔ وحشی قومونمین تلوار کے سوا کچھ حق ہوتے ہین اور ان مین
سوا ے خود غرضی کے کوئی قانون نہین ہوتا اسلیئے جب اونہون نے دیکہا کہ سیکڑون گھر انکے ہمارے ویران
ہو جاینگے وہ صلح پر راضی ہو گئے اور لشکر بخیریت تمام واپس کوہاٹ کی چہاونی مین آ گیا۔ راہ مین
سپاہ کو بڑی سختی اوٹھانی پڑی کوہستانی راستونکی سختی سے جوتیون کے تلے اوڑ گئے۔ مگر جوانمردون نے
ننگے پانوون سے پتھریلی اور خاردار راہون کے کاٹنے مین پامردی کو نہین چہوڑا۔

(۲۶) اسی سال مین ہندوستان سے سر ہوپ گرینٹ کے ماتحت اکثر سکھونکی پلٹنین
چین کو روانہ ہوئین اور اونہون نے چینیون پر فتوحات عظیم حاصل کین اور ایسی بہادری سے لڑین کہ اہل
فرانس اور انگلستان کو اونکی بہادری پر تعجب ہوتا تھا۔ ٹاکو کے قلعے اونہون نے حملہ کر کے تسخیر کیئے۔
یہ وہ قلعے تھے جہان پہلے سال مین گورے پیادونکا بہت نقصان ہوا تھا۔ ٹین سن کے پرے جو لڑائیان
ہوئین اونمین وہ شریک تھے۔ شہنشاہ چین کا وہ محل جو موسم بہار مین اوسکی سیرگاہ تھا اوسکی سیر اونہون
نے کی۔ اور پیکن کے مقدس شہر مین سفید رنگ کے وحشیون کے ساتھہ وہ ہمراہ تھے۔ ۹۔ نوامبر ۱۸۶۰ع کو یہ

وزیری قوم پر جنرل چمبرلین [illegible] سنہ ۱۸۶۰ء

[illegible] چین پر [illegible] جانا سنہ ۱۸۶۰ء

فتحیاب سپاہ ٹین سن کو واپس آئی - یہ مقام انگریزون اور فرانسیسون کی سپاہ کا قرار گاہ اسلیئے قرار پایا کہ آئیندہ شہنشاہ چین اپنے عہد و پیمان سے انحراف نکر سکے - سوا ے میدان جنگ کے کارزارون کے اس سپاہ نے اور بہت سے کام جو اس مہم مین نہایت سخت و مشکل تھے انجام دیئے - جاسوسی کرکے دشمنونکی خبرین لائی - ڈاک رسانی ایک مہینے تک ٹین سن اور پیکن کے درمیان کی جسمین ۸۵ میل کا فاصلہ تھا اس راہ مین سر پر گولیان ہرتی تہین - مدراس کے توپخانے اور سیپر مانیر کی کمپنیون نے بھی اچھی طرح کام کیا - غرض چینیون کے ساتھہ صلح ہوجانے کے سبب سے یہ سپاہ پھر ہندوستان مین واپس آئی -

لڑائی سکم ۱۸۶۰ء

(۲۷) سکم کے راجہ نے بھی سرمہری اپنی برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ دکھائی اور اوسکی رعایا پر دست درازی کی - گوشمالی کے واسطے ڈاکٹر کیمبل کے ماتحت کچھہ سپاہ دارجیلنگ سے روانہ ہوئی اور پھر ایک لشکر کثیر کرنیل گاولر کے ماتحت روانہ ہوا جنہون نے وہان کے راجہ کو بلند پہاڑون پر بہت نیچا دکہا دیا - اور ڈاکٹر کیمبل نے جو اس ملک کے شامل کرلینے کا کام شروع کیا تھا اوسکو تمام و کمال انجام کو پہنچا دیا - اسکا مفصل حال آگے لکہینگے

قحط سالی ممالک مغربی ۱۸۶۰ء

(۲۸) یون لڑائیون کے بادل گو ادہر اودہر اوٹھتے تھے اور غائب ہوتے تھے - مگر اب قحط کی کالی گھٹا اوٹھی اوسنے جمنا اور ستلج کے درمیان اپنا ایسا جماؤ جمایا کہ تمام ملک کو آفتاب کی حرارت نے سکھا دیا - کہین سبزے کا نام نچھوڑا - اور ابر باران کو نہ آنے دیا - لڑائیونکا اثر پہلے سے کچھہ باقی تھا - نہر گنگ کے کام مین بھی حرج ہو رہا تھا غرض یہ سب اسباب ایسے جمع ہوئے کہ غلہ نہایت گران ہوگیا اگرچہ اس گرانی کا اثر ان دریاون کے پیچے بھی تھا بلکہ گنگا پار بھی تھا - مگر اوسکا سارا زور دہلی - آگرہ - انبالہ کے اضلاع مین تھا - اوسکی ساری تباہی اور غارتگری کا مرکز یہی ملک تھا - سنہ ۱۸۶۱ء مین کئی مہینے تک لاکھون غریب آدمی بھوک کے مارے بھیک مانگتے ادہر اودہر پڑے پھرتے تھے اونکے استخوان و پوست کے درمیان کہین گوشت کا نام نتھا - سڑکون اور کوچہ بازارون مین اونکی لاشون کے ڈہیر لگتے تھے اسوقت جناب سر روبرٹ منٹگومری لفٹننٹ گورنر پنجاب و جناب ایڈمنسٹن صاحب لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی اور کرنیل بیرڈ سمتھہ نے شب و روز اس کام کی طرف توجہ کی اور

ان قحط زدہ غربا کی مدد رسانی کے واسطے تمام کمشنرون اور کلکٹرون کو تاکید کی گئی اور یہ قواعد مقرر
ہوئے کہ خلق اللہ سے خیرات کے لیئے روپے کی درخواست کیجاے جسقدر روپیہ کہ چندہ کا ہندوستانیون
اور انگریزون سے وصول ہو اوسی قدر روپیہ سرکار سے لیا جاے اور وہ ایسے غریبونکو دیا جاے جو کسی طرح سے
کام نہین کر سکتے۔ اور جو آدمی ایسے ہین کہ وہ کام کر سکتے ہین تو اون سے سڑکون نہرون اور عمارات کے
کام مین کام لیا جاے اور مزدوری دیجاے۔ اور جو اشراف اور بھلے مانس ایسے ہین کہ وہ قحط خانون مین
نہین شریک ہو سکتے اونکو خشک اناج دیا جاے اور جو عورتین پردہ نشین ہین اونکو سوت کاتنے کے واسطے
اور کام جو اونکے لائق ہو دیا جاے۔ غرض ہر ضلع مین کمیٹی مقرر ہوئی صدر ضلع اور تحصیلون اور مقامات
مختلف مین قحط خانے مقرر تھے اور جا بجا کام جاری تھے۔ گو گورنمنٹ نے یہ سب کچھہ کیا۔ اور ہندوستانی
رئیسون نے بھی امداد کی اور انگلستان سے بھی روپیہ آیا۔ اسپر بھی پانچ لاکھہ آدمی اس آفت سے نہ بچ سکے۔
کئی مہینے تک خوب دلیری اور جوانمردی سے انسانون نے اس آسمانی قحط سے میدان جنگ گرم کیا۔ مگر دشمن
ایسا قوی تھا کہ اوسپر کامیابی نہین حاصل ہو سکتی تھی۔ وہ ہمیشہ ہمکو ستایا کرتا ہے اور ستائیگا خواہ ہم سڑک
ریلوے اور آبپاشی کا انتظام کامل کیسا ہی کر لین اس قسم کا قحط ٹراونکور مین بھی پڑا اور وہان بھی
خاطر خواہ اوس نے دست درازی کرکے لوگونکو خستہ حال بنایا آخر کو جون مین بارش کثرت سے شروع ہوئی
اور آیندہ قحط کا خوف جاتا رہا مگر اس قحط کی جگہہ اب دریاؤنکی طغیانی اور ہیضہ شروع ہوا۔ یک نشد
دو شد۔ ایک بلا ابھی ٹلی تھی کہ دوسری آموجود ہوئی۔ قحط سے جو لوگ بچ رہے تھے اونمین ہزارون
ہیضہ کی نذر ہوئے۔ اس قحط کا صدمہ تو بیچارے غریب بھوکے ہندوستانیون ہی پر تھا۔ مگر ہیضہ کا اثر
سب امیر و غریب گورے اور کالے پر برابر تھا۔ میانمیر کی چھاونی مین صرف چارسو انگریز اور میمین اور
بچے مر گئے۔ دریائے گنگا کی طغیانی سے اس ضلع مین بھی بیماری کی فراوانی ہوئی۔ خیر مرنے کو تو
سیکڑون مرے۔ مگر ان سب مین کرنل بیرڈ سمتھہ کا مرنا بڑا غضب ہوا۔ اون اکیلے کی موت ہزارون کے
مرنے سے زیادہ افسوسناک اور درد انگیز تھی۔ اونہونے ایام قحط سالی مین قحط زدون کی خدمت مین
وہ محنت کی کہ نہ دن کو دن جانا نہ رات کو رات اونکی رفع تکلیف کے لیئے اپنی راحت اور آرام کو حرام سمجھا

اسباب قحط کی تحقیقات مین شب و روز سرگرم رہے اور متواتر رپورٹین ایسی تحقیق کے ساتھہ لکھین کہ آج تک دانشمندون سے درس لیتے ہین اِس محنت اور مشقت سے جب تن بدن فرسودہ ہوا اور علالت کے آثار نمودار ہونے لگے تو وہ وطن کو جہاز مین بیٹھکر روانہ ہوئے۔ دو چار ہی روز یہ سفر کیا ہوگا کہ سفر آخرت اونکو پیش آگیا اور وہ ایسی عمر مین مرے کہ اونکی قوم نے یہ مصرعہ پڑہا۔ ع این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد + اگر وہ ہندوستانی ہوتے تو اونکے اہل وطن اِس مصرعہ کو پڑہنا ناموزون جانتے۔

(۲۹) سنہ ۱۸۶۰ع مین ایک اور شگوفہ کھلا۔ نیل نے اپنا عجیب رنگ دکھایا۔ اضلاع زیرین بنگال مین انگریز آباد تھے۔ برسون سے وہان کے کسانون سے نیل کی زراعت کرایا کرتے تھے۔ ایک برس پہلے کچھہ اون مین اور کسانون مین اَن بَن ہوگئی اور فساد شروع ہوا۔ کاشتکار یہان اکثر مفلس ہوتے ہین۔ اونکو اپنے عمدہ پیداوار کے لیئے اور مایحتاج کے لیئے قرض کی ضرورت ہوتی ہی۔ سرمایہ دار اپنا روپیہ بلکہ کبہی تخم بہی اِس شرط پر قرض دیتے ہین کہ کسی قدر اراضی معین کی پیداوار اونکو اوس قیمت پر دیا جاے جو اوس وقت ٹھہر جاے یا اوس شرح سے ہو جو بعد حسب نرخ بازار ایک موسم قرار یافتہ پر ٹھہرے۔ چنانچہ اِس قاعدے کے بموجب ان انگریزون سے کسان روپیہ پیشگی لیتے رہے۔ مگر تجارت کا تو اصول سارا خود غرضی پر مبنی ہوتا ہی۔ ان انگریزون نے اپنے اس تجارت کے اصول پر عمل کیا۔ اور اوسمین ایسا تشدد کیا کہ جبتک کاشتکارون نے یہ جانا کہ اون سے مقابلہ کرنے مین فایدہ نہین ہوگا تو قہر درویش بر جان درویش ستم اوٹھاتے رہے۔ پہلے عدالت کے لیئے جابجا کچہریان نہ تہین کہ وہان جاکر داد فریاد کرتے۔ مگر جب یہ حال ہوا کہ جہان کوئی انگریز نہین بیٹھ سکتا تھا وہان اب عدالت کے صدر مقام مقرر ہوئے اگرچہ بعض نیل کے انگریزون نے گورنمنٹ سے یہ درخواست کی کہ ہمارا نیل کا کارخانہ اور یہ عدالتین ایک مقام مین نہین رہ سکتین۔ مگر گورنمنٹ نے اس بیجا درخواست پر التفات نکیا۔ جب یہ عدالتین کاشتکارون کے گھر پر آئین تو اب اونہون نے دیکہا کہ قانون کی حکومت مین کیون غلام کی طرح کام کیجیئے اور قید بندگی سے آزاد نہو جیئے۔ قاعدہ کلیہ یہ ہی کہ سرمایہ دار اور مزدور مین معاہدہ جب ہی تک قائم رہتا ہی کہ فریقین کو اوس سے فائدہ ہو۔ مگر جب کسی ایک فریق کو نقصان ہوتا ہی تو وہ پھر معاہدہ نہین رہسکتا خواہ کاشتکارون نے اپنی دولت کو بڑہانا چاہا ہو یا نیل کے انگریزون نے اصول تجارت کے موافق اپنی دولت

جائز اور ناجائز طور سے بڑہانا چاہا ہو۔ غرض دونون فریق کے معاملون سے انجیل مقدس کی اس آیت کے معنی
خوب سمجھہ مین آتے ہین کہ "دولت تمام برائیونکی جڑ ہے"۔ ادہر کاشتکارون نے نیل کی کاشت سے ہاتھہ اوٹھایا۔
اودہر انگریزون نے اونکو دبایا۔ ہر گروہ مین کم سے کم پہلے سب ہی قسم کے آدمی ہوتے ہین بعض اونمین سے ایسے شریر
اور بدنفس تھے کہ اونھون نے اپنے گھرون مین کاشتکارونکو قید رکھا۔ اور طرح طرح کے ظلم کیئے کسانون کی
عورتون کے ساتھہ جو کام نکرنے کے تھے وہ کیئے۔ مگر ضلالت کے کام ہمیشہ اندہیرے مین ہوتے ہین اسلیئے وہ ایسے
روشن نہین ہوتے کہ صاف صاف معلوم ہون۔ یہ انگریزی ظلم تو اونکی جان پر تھا مگر اونکے ہندوستانی
عملہ کا ظلم و ستم اور اوسپر طرہ تھا۔ دو روپے بیگہہ نیل کی کاشت کا دیا جاتا جو عمدہ زمین وہ بیچارے کسان نیشکر۔
چاول کے لیئے تیار کرتے اونکو یہہ ہندوستانی عملے دلے جاتے اور زبردستی اوسمین نیل کی کاشت کراتے جس سے
کسانونکو سراسر نقصان ہوتا۔ غرض ہر سال فریقین کے لیئے اس معاملہ مین دشواری پر دشواری بڑہتی گئی۔ دفعتہً
ایک وحشیانہ یقین سارے کسانونمین پھیل گیا کہ گورنمنٹ کا منشا نہین ہے کہ ہم نیل کی کاشت کرین اسلیئے اب
اونکا نیل ایسا بگڑا کہ کسی شرائط پر نیل بونے پر راضی نہین ہوتے تھے۔ وہ اور چیزونکی کاشت کی نسبت نیل
کی زراعت مین اپنا بڑا نقصان سمجھتے تھے۔ اسوقت **سر جان گرینٹ** لفٹننٹ گورنر تھے۔ اونہون نے
بعض جگہہ تقریر مین اور بعض تحریر مین بھی ایسی رائے ظاہر کی جس سے رعیت کو معلوم ہوا کہ زراعت نیل کے مخالف
گورنمنٹ ہے۔ اسلیئے اونھون نے اپنے معاہدونکے پورا کرنے سے انکار کر دیا۔ کچھہ دیر کے لیئے گورنمنٹ اپنے ہمقومون
کی طرفداری پر آئی۔ مارچ ۱۸۶۰ء مین ایک قانون جاری کیا کہ جو شخص آئندہ چھہ مہینے مین اپنے معاہدے کو
پورا نکریگا وہ مجرم فوجداری ٹھہریگا اور سزا پاویگا۔ یہ قانون بھی عجیب تھا۔ فریقین اوس سے ناراض تھے۔
ہمقوم تو یہ روتے تھے کہ جو برسون کے لیئے فریقین مین معاہدے ہون گورنمنٹ اونکو مستحکم چھہ مہینے کے لیئے
کیون سمجھے۔ رعیت اس قانونکو اپنے اوپر ظلم و ستم سمجھتی تھے اور اوس سے اونکو بالکل اپنی دادرسی سے مایوسی ہو گئی پھر
وہ فساد برپا کرنے پر آمادہ ہوئے۔ کوٹھیونکو جلانا اور لوٹنا شروع کیا بعض پر حملہ کیا بعض افسرونکو مار ڈالا
غرض دونون طرف سے خونریزی ہوئی۔ ادہر رعیت مین سے سیکڑون جیلخانون مین پڑے گھر بار ویران
ہو گئے۔ جو رہے بے تقصیر سے اودہر بہت سے نیل کے کارخانے بگڑے۔ بعض دولتمندون کے دوالے نکلے۔ جائدادین نیلام

ہوگئین آخر کو فساد یون مٹا کہ چار انگریز اور ایک ہندوستانی ممبرونکا کمیشن مقرر ہوا کہ وہ سارے معاملات
کی تحقیقات کرکے گورنمنٹ مین رپورٹ پیش کرے۔

آیندہ موسم سرما مین اس پرانے جھگڑے نے اور نیا لباس پہنا۔ نیل کے انگریزون نے اضافہ لگان کیا
رعیت نے اوسکے دینے سے بالکل انکار کیا۔ فریقین کے طرفدارون نے گورنمنٹ پر لعنت ملامت شروع کی۔
سر جان گرنیٹ اور اونکی بعض ماتحت افسرونکو اونکی ہمقوم غصے ہو ہو کر دشنام دیتے تھے اور یہ کہتے
تھے کہ رعایا کی ناحق رعایت کرنے سے ہمارا ستیاناس گورنمنٹ ملاتی ہے۔ ادہر مشنری اور پادری رعیت
کے طرفدار اپنی انسانیت اور ہمدردی کے جوش مین آکر ہوگئے۔ غرض طرفین سے خطاے فاش پر خطاے فاش
ہوتی چلی گئی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگریزون کے ان گروہون مین عنقریب جوتی پیزار ہونے کو ہے۔ ایک
اور لطیفہ سنو "نیل درپن" ایک ناٹک کا رسالہ بنگالی زبان مین چھپا تھا۔ اوسمین نیل کے انگریزون
اور دو اخبار نویسونکی نہایت ہجو لکھی گئی تھی اور اوسمین دو نیل کے انگریزون کی تصویرین ایسے رنگون
سے بھری ہوئی تھین جو اونکے طریقۂ معاشرت کو ایسا بتلاتی تھین جیسے کہ کوئی بچہ پہلی دفعہ حرفونکی اصل
کرنیکے اپنی کاپی کے حرفون کو بتلاتا ہے۔ مترجم اسکے ایک نامور پادری **لونگ** صاحب تھے۔ اونھون نے
سکرٹری گورنمنٹ کے حکم سے اس مضحکہ آمیز رسالہ کا ترجمہ کیا۔ پھر یہ ترجمہ گورنمنٹ کے خرچ سے اور اوسکی
طرف سے منطبع ہوا۔ مگر پادری صاحب نے بہت تھوڑی کاپیان تو یہان گورنمنٹ مین بھیجین اور سیکڑون نسخے
انگلستان مین بھیجدیے۔ اسمین سکرٹری گورنمنٹ اور پادری صاحب دونون کی غلطیان تھین۔ نیل کے
انگریزون اور دو اخبار نویسون کیطرف سے ہتک عزت کی نالش دائر ہوئی جیوری کے نزدیک پادری صاحب
مجرم ٹھہرے جج صاحب نے بھی حسنانہ یہ فیصلہ کیا کہ اس پاک منش پادری کو ایک مہینے کی سخت قید ہو اور
عام ہندوستانیون کے جیلخانے مین بھیجدیا جاوے۔ اور ایکہزار روپیہ جرمانہ ہو۔ یہ جرمانہ تو ایک متمول ہندوستانی
نے ادا کردیا۔ مگر پادری صاحب کو قید کا بھگتنا پڑا۔ ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + اس قید سے
اونکی عزت مین کچھ فرق نہین آیا۔ بلکہ اور زیادہ اعزاز اونکا ہوگیا۔ جب پادری صاحب **روس** مین گئے
تو زار روس نے اون سے کہا کہ مینے رشین سرف (جو ایک قسم کی غلامی تھی) سے بندگان خدا کو

آزاد کرایا۔ آپنے نیل کے انگریزون کی غلامی سے رعایاے بنگال کو چھٹایا۔ اس اعتبار سے آپ ہندوستان کے محسن ہیں۔ غرض اسوقت مشنریون کے دیندار گروہ نے دکھا دیا کہ ہم دنیا کے معاملون مین بھی کتنا زور رکھتے ہین اور کیسا ہمارا دل انسان کی ہمدردی مین جوش مین آتا ہے ہندوستانیونکی طرح ہمارا دل ایسا سخت اور مردہ نہین ہے کہ ہمسایے کی مصیبت کا اثر اوسپر ذرا سا بھی نہو اور اوسکی تکلیف دور کرنیکے لیے تھوڑی سی بھی تکلیف اپنے اوپر گوارا نہو۔ ایک کمیشن نے ہزارون صفحے نیل کے معاملہ مین سیاہ رنگے اور آخر کو یہ فیصلہ کیا کہ جو رعایا مین سے اپنے اقرارنامہ کے موافق ایفاے معاہدہ نکرے وہ مجرم فوجداری سمجھا جاے۔ اور اوسکے موافق سزا پائے جناب لارڈ کیننگ نے بھی اس راے کو تسلیم کرلیا۔ مگر جسوقت یہ مقدمہ جناب سر چارلس وڈ وزیر اعظم ہند کے حضور مین پیش ہوا تو اوس بیدار مغز عالی منش غریب پرور نے اس تجویز کو منسوخ کردیا اور فرمایا کہ جو معاہدہ سول کے طور پر رعایا نے کیا ہو اوسکا ایفا نکرنا مجرم فوجداری نہین بنا سکتا۔ یہ فیصلہ وزیر ہند کا ہندوستانی رعایا کے حق ایک مبارکباد تھی جو اوسکو تخت سلطنت کے ماتحت ہوجانے سے حاصل ہوئی۔ وہ بشارت دیتا تھا کہ اگر ہم اس تاج و تخت کے آداب غلامی جانفشانی سے بجا لاوینگے تو ایک نہ ایک دن آزاد ہوجاینگے۔ سرکار کمپنی کی عملداری مین یہ توقع کبھی نہین ہوسکتی تھی۔ اوسکو حقوق رعایا پر ہرگز ایسا خیال نہوتا تھا جو اب ہوا۔

اس نیل کے معاملہ مین بہت سی تحریرات دلچسپ لکھی گئی ہین۔ دو گروہ کھڑے ہوگئے ایک نیل کے انگریزون کا طرفدار دوسرا رعیت کا طرفدار۔ فریقین مین تعصب طرفداری پیدا ہوگئی۔ سداقت اور صداقت ایک جانب مین بھی نہی۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ نیل غیر ملک کا پیداوار ہے اوسکو اس ملک مین انگریز لائے اور یہان کے اعلیٰ درجہ کے پیداوار کو خاک مین ملاکر اوسکو سرسبز کیا۔ اور رعیت پر اوسکی کاشت کرانے مین اپنا جبر اور زور دکھایا۔ اور اس سے ایک قسم کی غلامی کا کام لیا۔ اور وہ ظلم و ستم کیے کہ جنکی تحریر سے دل کانپتا ہے اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ اگر ایک کسان نے دس روپے کسی نیل کے انگریز سے پیشگی تقاوی نیل کے ستھہ لکھکر لیے تو عمر بھر اس قرض کے پھندے سے نہ نکلا جب مرا تو پانچ روپیہ کا اسباب سارے گھر مین چھوڑا اور ساٹھہ روپیہ کا قرض صاحب بہادر کے بہی کھاتہ مین۔ اس قرض کے ادا کرنے کے واسطے

بیٹا بھی مجبور کیا گیا۔ اوس سے بھی عمر بھر نہ ادا ہوا وہ مر گیا اور اوسکا بیٹا دادا کے قرض مین پکڑا گیا غرض
دس روپے مین دادا باپ بیٹا تینون عمر بھر کے لیے بک گئے۔ تین روپیہ ۵ ر ۲ پائی فی نفر کے حساب سے کل نسل
فروخت ہوگئی لیکن جن زمینداروں نے رعیت کو اس عذاب سے نکالا اونھون نے ویسا ہی کام کیا جیسا کہ انگلستان
مین غلامون کے آزاد کرنے مین کیا گیا۔ گورنمنٹ ہند نے اول سے آخر تک اپنی ہمقومونکی طرفداری ہی کی۔
اب اونکا مخالف گروہ یہ کہتا ہی کہ حضرت مسیح کی ولادت سے ایکسو برس پہلے ہندوستانی نیل کے درختون سے
نیل نکالنا اور اوسکا رنگ بنانا اور اوسکی زراعت اور تجارت سے دولت کمانا جانتے تھے۔ انگریزون نے فقط
اوسکے اندر صفائی اپنی صنعت اور ہنرمندی سے پیدا کردی تھی۔ رعیت پر اوسکی کاشت کرانے مین کوئی جبر نہین
کیا گیا بلکہ اوسکی زراعت اور تجارت سے ہندوستانیونکو مالامال کردیا۔ جن کاشتکارون نے اس کام کو اختیار کیا
اونکا حال اور اجناس کے مزارعین سے بہتر ہوگیا۔ نیل کے انگریزون نے کچھ ظلم وستم رعایا پر نہین کیا اگر وہ
کرتے تو ایام غدر مین اونکی کوٹھیون مین جہان نہ سپاہ نہ اور اسباب بناہ حفاظت کے واسطے موجود تھا کیسے
اس رعیت کے ہاتھ سے بچ جاتے۔ وہ مع اپنے اہل وعیال کے تنہا محفوظ رہے یہ ایک قطعی ثبوت ہی کہ وہ رعایا
کے ساتھ بدسلوک نہ تھے۔ جو کچھی جھگڑے کھڑے ہوئے وہ فقط گورنمنٹ بنگال کے قوانین نے اوٹھائے جنگ
پلاسی سے آج تک جسقدر گورنمنٹ ہند نے قانون جاری کیے وہ ایسے ہی تھے کہ جس سے اہل انگلستان کو
نفرت ہندوستان کی بود وباش سے ہو۔ سوائے لارڈ بین ٹنگ کے کسی نے اسبات کو دل سے نہین چاہا کہ
ہندوستان مین انگریز آنکر بسین اور اپنی دولت وصنعت وتجارت سے خود فائدہ اوٹھائین اور یہان کے
آدمیون کو فائدہ پہنچائین انتظام گیتی خدا کی طرف سے ایسا ہی کہ ایک انسان دوسرے انسان کی خدمت
کرتا ہی خواہ انسانون کے اغراض کیسے ہی آپس مین متضاد اور متناقض ہون مگر وہ سب انسان کے لیے فائدہ مند
ہوتے ہین جب کوئی انسان دولتمند ہوگا تو اوس سے اور انسانونکو ضرور فائدہ پہنچیگا۔ نیل کے انگریزون نے
خواہ کچھہ ہی کیا ہو مگر اونکی دولت اور ہنر اور تجارت سے ضرور ہندیون کو نفع پہنچا۔ اونکے اخلاق اور عادات
ایسے ہی تھے جیسے کہ انگریزون کے ہوتے ہین۔ ہر گروہ مین دو چار برے بھی ہوتے ہین۔ مگر اونکے برے ہونے سے
وہ گروہ برا نہین ہوجاتا اگر ایسا ہو تو کوئی گروہ نیک نسمجھا جاے۔ مگر قاعدہ ہی کہ انسان کی نیکیان اوسکی ساتھ

قبر مین دفن ہوجاتی ہین اور برائیان یادرہتی ہین ۔ اس گروہ مین جو خوبیان تھین وہ سب خاک مین مل گئین اور دو چار شریر بدنفسون سے جو حرکات ناسزا سرزد ہوئین وہ یاد رہین ۔ بیت جو از قومے یکے بیدانشی کرد نہ کہرا منزلت ماند نہ مہ را + غرض ان تمام اختلاف آرار کو دیکھکر بشپ ویٹلی کا قول یاد آتا ہی کہ انسان اپنے کاموں مین دہوکے معالطے اس سبب سے کہاتا ہی کہ وہ اصول منطق نہین جانتا اور مقدمات کو صحت کے ساتھہ مرتب کر کے صحیح نتیجہ نکالنا نہین جانتا ۔ اب اس قول کی تصدیق نیل کے معاملے مین ہوتی ہی کہ نیل کے انگریز اسبات کا اقرار کرتے تھے کہ نیل کی کاشت سے رعیت کو فائدہ نہین ہوتا اور کسی وجوہ کے سبب سے رعیت اوسکی زراعت پر راضی نہین بلکہ اس سے متنفر ہی مقدمات تو اونکے یہ تھے اور نتیجہ یہ نکالتے تھے کہ اگر زمیندار دوست اور مجسٹریٹ بے تعصب ہو تو نیل کی زراعت مین کچھہ دقت نہین نہایت آسانی سے ہوسکتی ہی ۔ اب اونکی مجسٹریٹ بے تعصب سے کیا یہ مراد تھی کہ وہ رعایا کو نیل کی زراعت پر مجبور کر کے نیل کے انگریزون کی کوٹھی پر بھیجوا دے ۔ یا وہ نیل کے انگریز خود جو جبر کا طریقہ اختیار کرین تو وہ صبر و تحمل سے اوسے بیٹھا دیکھا کرے اور زمیندار کے دوست ہونے سے یہ مطلب تھا کہ وہ اپنی رعیت سے اسبات کی پرواہ نکرے کہ وہ اپنے اقرار نامے پورے نکرے اور آیندہ مفلس ہو کر اوسکے لگان کو معرض خطر مین ڈالے ۔ یہ معنی تو کسی طرح بے تعصب مجسٹریٹ اور دوست زمیندار کے ہو نہین سکتے ۔ اب اونکو نتیجہ صحیح مقدمات مذکور سے یہ نکالنا چاہیئے تھا کہ زراعت نیل رعیت کو آسودہ حال اور دولتمند نہین کرتی اور وہ اوسکی زراعت سے نفرت کرتی ہی ۔ تو اس علت کے دور کرنیکی یہ سہل دوا تھی کہ رعیت کو اوسکے مال کا مول زیادہ دینا چاہیئے تھا اور اوسکو اسقدر دینا چاہیئے تھا کہ جس سے اوسکو یہ یقین ہوتا کہ یہ زراعت ہمارے ہی نفع کے واسطے ہی ۔ رعیت کی خود منفعت پر نظر کرنی چاہیئے تھی نہ مجسٹریٹون کے ہان اپیل کی نہ رنج آمیز مقدمات عدالت مین دائر کرنے کی حاجت تھی نہ رعیت کی سخت گیری کی نہ زمیندارونکی منت و سماجت کرنے کی اور نہ تحفہ تحائف اور رشوت پیش کرنے کی ضرورت تھی ۔

(۳۰) قاعدہ ہی کہ فرمانروا اپنے فرمان بردارونکو عمدہ عمدہ خدمات کا صلہ دیا کرتے ہین اور خطاب القاب و جاہ و منصب اور مدارج اعزاز سے ممتاز کیا کرتے ہین تاکہ اور ونکو خدمات عالی کی بجا آوری مین ترغیب ہو اور اس سے رعایا پر بادشاہ کی شفقت اور عاطفت کا ثبوت ہوتا ہی اور بادشاہ پر رعیت کی نیکخواہی اور جانبازی

ستارۂ ہند کا خطاب

اعتبار ہوا۔ اسلیئے فرمان واجب الاذعان حضور معدلت ظہور جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا فرمان
فرماے ممالک مجموع گریٹ برٹن اور آئرلینڈ جامی برن ۲ ام ملکہا کا ۲۰ جولائی ۱۸۶۱ع کو صادر ہوا
جسکا خلاصہ یہ تھا "کہ مابدولت نے اپنی مرضی خاص اور علم کامل اور عزم مبارک سے ایک رتبہ جدید
بہادری جو آج سے دوام کے لیئے خطاب "موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا" موسوم ہو کر
مشہور اور معروف ہوگا تجویز اور ایجاد کیا ہے اور مابدولت کا ارشاد ہوتا ہے کہ رتبہ مذکور میں ایک شخص سوورین یعنی
سردار اعلی اور ایک گرینڈ ماسٹر یعنی سردار اور پچیس نیٹ یعنی بہادر شریک ہیں اور ہند کے والیان اور
سرداران ہندوستانی اور ہماری رعایا میں سے وہ اشخاص جو اس قسم کی لیاقت رکھتے ہوں وہ اس رتبہ عالی
سے محروم نکیئے جائیں مابدولت کی تجویز اقدس سے مابدولت کا عزیز معزز لارڈ اور شیر اکبر چارلس جان
ارل کیننگ بہادر نیٹ گرینڈ کراس موسٹ آنربل آرڈر آف دی باتھ یعنی جناب امیر الامرا
نائب الملکہ معظمہ گورنر جنرل بہادر ہند اس رتبہ موسومہ موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا کا
اول سردار مقرر ہوا اور یہ مقتضاے دانشمندی اور مصلحت ہے کہ رتبہ مذکور کا سردار ایسے اشخاص کو جو وقتاً فوقتاً
مابدولت کی تجویز اقدس سے نامزد ہو کر اس رتبے کے بہادر مقرر کیئے جائیں عہدہ موسومہ نیٹ ہیچلر کا عطا
کرنیکا مجاز ہے۔ اسلیئے مابدولت اقتدار اور اختیار بخشتی ہیں کہ ویسرائے موصوف مابدولت کے نام اور طرف سے
خطاب اور مرتبہ اور اعزاز نیٹ ہیچلر کا اون اشخاص کو عطا کرتے ہیں جو مابدولت کی تجویز سے رتبہ مذکور
کے بہادر مقرر ہوئے۔" اب اس کام کے واسطے جناب لارڈ کیننگ نے ایک دربار شاہانہ الہ آباد میں پہلی
نومبر ۱۸۶۱ع کو منعقد فرمایا۔ اور تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ ایک جانب میں اونکے سرہو روز نمانڈر انچیف
اور مہاراجہ گوالیار و مہاراجہ پٹیالہ اور بیگم بھوپال اور نواب رامپور رونق افروز تھے۔
جب جمیع اہالی جلسہ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ یہ چاروں ہندوستانی رئیس محاذی تخت شاہی
کے تشریف لے گئے۔ اور ویسرائے نے اپنے دست مبارک سے اس رتبے کے تمغا عطا فرمائے اور
بعد ازاں کھڑے ہو کر زبان فیض ترجمان سے یہ فرمایا۔
اے مہاراجہ سیندھیا و مہاراجہ پٹیالہ و بیگم صاحبہ بھوپال و نواب رامپور ہمنے آپ صاحبوں کو رتبہ اور

اور تمغاے موسومہ اسٹار آف انڈیا عطا کرکے جناب ملکہ معظمہ زاد شوکتہا کی حکم کی تعمیل کی اب ہم آپ کو
اس امر کی مبارکباد پہنچاتے ہین کہ آپ اس رتبہ جلیل القدر کے بھائی بندون مین شامل ہوئے اور یہ وہ رتبہ
ہی جو حسب ارشاد مبارک حضرت ممدوحہ اس غرض سے مقرر ہوا ہی کہ مملکت ہند کے والیون اور سردارون
اور باشندونکو جناب ممدوحہ کی شفقت کا ثبوت کامل علانیہ حاصل ہووے اور ملکہ معظمہ کی رضا خاطر دربابے
متعلق کرلینے انتظام قلمرو انگریزی واقعہ ہند ساتہ بندگان خاص حضور پرنور کے ہمیشہ منقوش خاطر عاطر رہی
(کہ اس مضمونکا ازرولیوشن تین برس ہوئے اسی روز اسی مقام سے تمام اطراف ہند مین مشتہر کیا گیا تہا) اور حسب
طریقہ سلاطین کے ملکہ ممدوحہ کو ایسے اشخاص کے انعام سے ممتاز فرمانیکا موقع ملے جو بدرجہ اعلی خیرخواہ اور
کارگذار رہے ہون حضرت ممدوحہ اپنی خواہش ظاہر کر چکی ہین کہ جناب موصوفہ کے احکام کی تعمیل مین کوئی
رسم تواضع اور تکریم کی جس سے محبت اور شفقت ملکہ معظمہ کی نسبت ذات آپکی واضح ہوا ہی جسسے کہ آپ
نے کمال خیرخواہی اور ثابت قدمی اور خدمات عمدہ سے جناب ممدوحہ کی عاطفت کا استحقاق پیدا کیا ہی یا
کوئی ایسا امر جس سے اس رتبہ اعظم مقررہ ملکہ معظمہ کی عظمت اور اجلال ہو فروگذاشت نہووے-
ہمکو یقین ہی کہ آپ صاحبونکی طرف سے ہمیشہ اس رتبہ اعظم کی حق شناسی اور قدردانی ہوگی اور بوجہ اسکے
کہ یہ رتبہ سب سے پہلے آپ صاحبونکو عطا ہوا ہی امید ہی کہ آپ ہند کے باشندونمین ایسا طریقہ اختیار کرینگے
کہ آپکا عمل دیکھنے سے ہند کے سرداران باجگذار کو ملکہ معظمہ زاد حشمتہا کے ساتھ محبت دلی اور اتحاد قلبی پیدا
ہوگا- بعد اس تقریر کے دربار برخاست ہوا- اسی روز ولایت مین بھی ونڈسر مین جناب ملکہ معظمہ نے
سرجان لارنس- لارڈ کلائیڈ- لارڈ ہیرس- اور انگریزونکو یہ اعزاز بخشا کسی ہفتے کے بعد
سرہیوروز کو بھی یہ رتبہ حاصل ہوا- اور اسی تاریخ کو مہاراجہ اندور اور گایکوار بڑودہ اور کچہ
دنون بعد نظام کو اور والی کاشمیر کو یہ تمغا رزیڈنٹون کے ہاتھ اونکے اپنے دار السلطنتونمین عطا
کیا گیا- سوا اس اعزاز کے اور انعام بھی خیرخواہ رئیسونکو دیئے گئے- نظام کو وہ تین ضلعے واپس دیئے
گئے جو پہلے قرض اور خرچ سپاہ کے عوض مین لیئے گئے تھے- اور ضلع شوراپور- وہان کے وزیر سالار جنگ کو
بھی نہایت عمدہ انعام دیا- اور بہت سے خیرخواہ رئیسونکو پنشن اور انعام اور جاگیرین دی گئین- عزت کے

نظام اور تمغاے ستارۂ ہند۔

(۳۱) نظام حیدرآباد کو جسوقت رزیڈنٹ حیدرآباد نے تمغہ ستارہ ہند پیش کیا۔ اوس نے ہاتھہ مین اوسکو لیکر مسند کے نیچے رکہدیا اور اوسپر چڑہکر ہو بیٹھا۔ اوسکا اخبارون مین کچہہ دنون خوب چرچا رہا۔ مشرقی ممالک مین بادشاہ کی طرف سے خطاب و القاب ملنے کو رئیس اپنا بڑا اعزاز سمجھتے ہین۔ یہ بات تو سمجھہ مین نہین آتی کہ اوس نے یہ حرکت گستاخی اور بے ادبی کے سبب سے کی ہو۔ ہندوستانی رئیسون سے جنکی سرشت مین بادشاہ کا ادب ہوتا ہی ویسی حرکات کا صادر ہونا نادرات سے ہی۔ مگر نظام کی عقل سے یہ بعید نہین کہ وہ اس تمغہ کو یہ نہ سمجھا ہو کہ یہ پہننے کی کوئی چیز ہی۔ اس لاعلمی سے اوس نے اپنی گدی کے نیچے رکہدیا اور چوتڑون کے تلے دباکر بیٹھا۔ بعض یہ کہتے ہین کہ تمغہ مین جناب ملکہ معظمہ کی تصویر تہی اور اہل اسلام اپنے پاس تصویر رکہنے کو حرام سمجھتے ہین۔ اس نظر سے نظام نے اوسکو گلے مین نہ ڈالا اصل حال تو معلوم نہین ہوا مگر اخبار نویسونکو ایک اچہا مشغلہ ہاتھہ لگ گیا۔ کسی نے یہ بہی چہاپ دیا کہ گورنمنٹ نے یہ ارادہ مصمم کرلیا تہا کہ اگر نظام اوسکی پوری تعظیم نہین کرتا تو مسند ریاست سے اتار دیا جاتا۔

آنریری مجسٹریٹ۔

(۳۲) ستارہ ہند کا اعزاز تو اعلی درجہ کا تہا۔ وہ تو بڑے بڑونکے ساتھہ مخصوص تہا۔ وہ چند ہی آدمیونکو حاصل ہوسکتا تہا۔ اسلیئے بادشاہی گورنمنٹ نے اپنے مکرمت شاہانہ سے چہوٹے چہوٹے معزز ہندوستانیون کے لیئے یہ ایک اور طریقہ اعزاز ایجاد کیا کہ اونکو عہدہ آنریری مجسٹریٹ کا عطا کیا۔ لارڈ کیننگ نے یونی ورسٹی کلکتہ مین طلبہ کو اسناد دینے کے وقت یہ ارشاد فرمایا کہ گورنمنٹ نے جو تعلیم کا خرچ گرانبار اپنے ذمہ لے رکہا ہی فقط اوسکا سبب یہ ہی کہ وہ ہندوستانیونکو اپنے اوپر آپ حکومت اور سلطنت کرنے کے آئین اور دستور سکہائے۔ اس قول کی تصدیق اونریری مجسٹریٹون کے ہونے سے ہوگئی۔ وہ گویا کتاب فرمانروائی کی ا۔ ب ت ث ہندوستانیونکے لیئے تہی مگر افسوس ہی کہ ان عہدونکی بہت آرزومند فقط اپنی عزت و آبرو کے لیئے ہوتے ہین مگر حکومت کی آئین آموزی کے لیئے نہین اکثر اونمین سے اپنے کام کو اچہی طرح کرتے ہین اور ضلعے کے مجسٹریٹونکا کام بٹاتے ہین اور اونکو محنت کے بوجہ سے سبکدوش کرتے ہین مگر بعض اوقات ایسے سنگدل اور خودغرض اونریری مجسٹریٹ ہوجاتے ہین کہ اون سے اورونکا نقصان ہوتا ہی۔ اسلیئے ظریف اونریری کے لفظ کو بگاڑکر

آنریری مجسٹریٹ کہا کرتے ہین۔ وہ کچہریونکے عملونمین ہاہوشیاری سے روپیہ خرچ کرتے ہین حکام ضلع کے خوش کرنیکے لیئے جس طرف اونکی توجہ خاطر دیکہتے ہین خود بہی متوجہ ہوجاتے ہین اونکے کہنے سے چندون مین بہت سا روپیہ دیدیتے ہین۔ غرض کچہہ روپے کی فیاضی اور کچہہ زبان کی تیزی اور طراری دکہاکر وہ حکام ضلع سے اپنے آنریری مجسٹریٹ ہونے کی گورنمنٹ مین رپورٹ بہجواکر منظور کرالیتے ہین بیشک ایسے اشخاص بہی صلہ کے مستحق ہین مگر اس عہدہ مجسٹریٹی کے نہین۔ اس سبب سے کہ نہ اونکی نہ اونکے خاندان کی عزت ہندوستانیونمین ہوتی ہی نہ اونکا رعب داب کچہہ ہوتا ہی اس عہدہ پر ممتاز ہونے سے اونکا اعزاز ایسا نہین ہوتا جیسی کہ اس عہدہ کی تذلیل ہوتی ہی اس سے نہ وہ خود کوئی عزت حاصل کرتے ہین نہ گورنمنٹ کی آبرو بڑہاتے ہین۔

اب سوا اسکے میونسپل کا سررشتہ بمبئی۔ مدراس۔ کلکتہ مین قائم ہوا اور پہر اوسکی توسیع سارے ہند مین ہوئی جس سے ہندوستانیون کو اور موقع ملا کہ وہ حکام ضلع کے ساتھ شریک ہوکر بعض کامونکا اہتمام کیا کرین۔

(۳۴) اگرچہ ایام غدر نے ریلوے کی چلتی گاڑی مین روڑا لگا دیا تہا۔ اور نہرون اور سڑکون کے کامونکو بند کردیا تہا۔ مگر اوسکا پہر اجرا لارڈ کیننگ کے عہد سلطنت کے ختم ہونے سے پہلے شروع ہوگیا۔ سنہ ۱۸۶۲ع کے آغاز مین ایسٹ انڈیا ریلوے کلکتہ سے دہلی کیطرف چہہ سو میل جاری ہوگئی تہی اور چار سو میل کے قریب بمبئی سے جبل پور کیطرف ریل جاری تہی۔ کئی مہینے پیشتر کراچی بندر اور کوٹھری کے درمیان یہ سڑک جاری ہوگئی تہی (کوٹھری دریاے سندہ پر واقع ہی) مارچ سنہ ۱۸۶۲ع مین ناگاپٹم اور ترچناپلی کے درمیان اسی میل لمبی ریل مدراس کے گورنر جناب ولیم ڈینی سن نے اپنے دست مبارک سے جاری کی۔ یہ سب آہنی سڑکین اور دو چار جگہہ اور سارے ہندوستان مین ۱۳۶۰ میل قبل روانگی جناب لارڈ کیننگ کے جاری ہوگئی تہین۔ تین ہزار میل کی اور طیاری ہو رہی تہی۔ ان سڑکونمین ریل گاڑیون کے اندر سب قومون اور ذاتون کے آدمی سفر کرتے تہے۔ اس سے اون سب صاحبونکی رائین غلط ہوگئین جو یہ کہتے تہے

ریلوے کا اجرا سنہ ۱۸۶۱ع

ہندوستان مین ریل بنانے سے کچہہ فائدہ نہوگا ہندوستانی اونمین نہین سوار ہونگے - وہ ایسے مفلس ہین کہ اگر اونکا کوئی کام آٹھہ روز مین ہو اور اوسمین کچہہ کم خرچ ہو تو وہ اوسے اچھا اس سے جانتے ہین کہ آٹھہ گھنٹے مین وہ کام ہوجاے اور دوچند سہ چند خرچ ہو - وہ اپنے حق مین ریل بننے کو مضر جانینگے - ہزارون بیگھے اونکی زمین سو عمر برباد جائیگی اونکے ہزارون باغون کے درخت اوسکا ہیمہ بنینگے - وہ اوسکی تیز رفتاری کو ایسا ہی بیفائدہ جانینگے جیسے کہ زمین کی حرکت کو اگر حرکت ارضی ایک ہزار میل زیادہ ہوجاے تو اوس سے ہندوستانیونکو کیا فائدہ ہوگا - ایسے ہی اگر اونکی سواریان تیز رفتار ہوجائین تو کیا حاصل ہوگا سوائے اسکے کہ اونکی جیبونکو روپیون سے خالی کرین - مگر تیسرے درجہ کی گاڑیون کے لاکھون مسافرون نے اور اسباب تجارت کی گاڑیون نے ان سب خیالونکو دور کردیا - اور سب کی سمجھہ مین آگیا کہ یہ ریل ہندوستان کے واسطے ایک خضر نعمت ہے -

(۴۴) گورنمنٹ سڑکون اور نہرون اور فائدہ رسان عمارات کی تعمیر سے غافل نرہی کلکتہ سے پشاور تک سڑک کلان پندرہ سو میل طویل کنکر کی بالکل طیار ہوگئی - بمبئی - مدراس - بنگال اور بہت سی کنکر کی سڑکین طیار ہوگئین - دریائے سندہ کا پل نیچے زمین دوز بننا شروع ہوا کلکتہ اور آسام کے درمیان کنکر کی سڑک بننی شروع ہوئی - اور جو پہلے سڑکین اور نہرین تہین اونکی مرمت ہوئی - اور جن اضلاع مین قحط پڑا تھا اونمین نہرون اور سڑکونکی طیاری بہت تیزی کے ساتھہ ہوئی - اور روئی کی کاشت اور تجارت کے واسطے اچھے سامان اون سے مہیا ہوگئے - نہر گنگ کے بہت شعبے جاری ہوئے - باری دواب کی نہر کی آمدنی اسقدر بڑہگئی تہی کہ اوس سے آمدنی اون نہر کے کامون سے بہی ہونے لگی جو ابہی ناتمام تہین - اوس سے ملک کا پیداوار سہ چند اور سرکار کا زر مالگذاری دوچند ہوگیا - سر چارلس ٹرولین کا قول سچا ہوگیا کہ نہرونکا بنانا سونے کا بونا ہے - مدراس مین سرکار کے سوائے اور اشخاص بہی نہرون کے بنانے مین امداد کرتے تھے - اور خود نہرین بناکر جاری کرتے تھے جنکے سبب تجارت بحری کو ترقی ہوتی تہی محنت اور صنعت کی قدر و منزلت بڑہتی تہی - سوائے اسکے جا بجا چھاونیون مین سپاہ کی آسائش اور آرام کے لیئے بارکین طیار ہورہی تہین - کچہریون کے مکانات بڑی دہوم دہام سے تعمیر ہورہے تھے

جیولوجی کل سروینگ بھی شروع ہوا۔

(۳۵) ایام غدر کے سبب سے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ بازار تجارت ٹھنڈا ہوگا۔ مگر خلاف اوسکے اخیر چند سالون سے تجارت کو برٹش انڈیا مین ترقی ہوتی جاتی تھی۔ گورون کی سپاہ کی افزایش تھی اونکے حوائج اور ضروریات کے سبب سے بھی سوداگری چمک گئی۔ ایک بڑا سبب اوسکا یہ تھا کہ امریکہ مین اول جنگ کا بازار گرم ہوا اس لیئے روئی کا آنا وہان سے انگلستان مین کم ہوا۔ لورپول مین یہین سے روئی روانہ ہونے لگی۔ بڑے بڑے انگریز اس روئی کی تجارت مین مصروف ہوئے ہندوستان کے سارے بندرگاہ روئی کے انبارون سے پر ہوگئے۔ بمبئی مین ۱۸۶۱ء مین مال کی درآمد و برآمد اسباب تجارت کی بہ نسبت ۱۸۵۰ء کے دس کروڑ روپے کی زائد ہوئی۔ سارے ہندوستان مین سال گذشتہ مین تجارت کی نوبت اسی کروڑ روپے پر پہنچی۔ ۱۸۵۰ء مین ساٹھ کروڑ روپے کی تجارت ہوئی تھی۔ اور ۱۸۵۰ء مین ۲۲ کروڑ کی۔ دس سال کے اندر کلکتہ مین محصول اسباب تجارت سہ چند ہوگیا۔ اس طرح تجارت سے جو نئی زرریزی ہوئی اوسمین بہت تھوڑا سا حصہ ہندوستانیون کے بھی ہاتھہ لگا گجرات و بیگو و دکھن مین روئی بونے والون اور بنگال اور پنجاب کے جولاہون اور سارے ہندوستان کے مزارعین کو کچھہ کچھہ حاصل ہوگیا۔

(۳۶) اب لارڈ کیننگ کا عہد سلطنت ختم ہونے کو ہے اسلیئے اونکے دو بڑے کام اور ہم لکھتے ہین ایک ملک اودہ کا انتظام ہے۔ یہ صوبہ اونکا لاڈلا اور پیارا صوبہ کہلاتا تھا۔ اپنے تمام عہد حکومت مین اونکی بڑی توجہ اس صوبہ کی بہبودی اور صلاح اور فلاح پر مبذول رہی۔ دوسرا کام ہندو رئیسون کے متبنیٰ کرنے کے قاعدے صاف صاف مقرر کرنے۔

[illegible]

انتظام ملک اودہ

انتظام ملک اودہ

غدر کے حال سے تو کچھہ ہمین بحث نہین کہ ہم لکھین کہ ملک اودہ مین کیونکہ بغاوت مٹی اور کس طرح ۱۸۵۹ء کے شروع مین اوسمین سرکار انگریزی کا بالکل تسلط ہوگیا اور کہین کوئی دشمن باقی نہین رہا اسلیئے ہم اوس انتظام اور بندوبست کا بیان کرتے ہین جو لارڈ کیننگ نے

اپنی راے اور فرہنگ سے کیا - یہ انتظام بہی عجیب و غریب تھا - جناب ممدوح نے اپنی فطرت بلند اور
عقل ارجمند کے زور سے وہ اصلاح اور ترمیم گورنمنٹ کا بجز و ختار رہا یا کہ تمام سرشتونکی سرچشمے جو اپنے
پُرانے ڈگر مین چلکر بہ رہے تھے اونکا پانی اوبل کر باہر ہوگیا اور نیا پانی اونمین بھر گیا - یہ انتظام
گورنمنٹ بالکل گورنمنٹ ہند نے ایجاد کیا تھا اور اوسوقت تک اوسمین ایسی کامیابی ہوئی
کہ کبھی پہلے نہوئی تہی - بطور نمونہ مشتی از خروارے ؂ ہم بیان کرتے ہین -

ملک اودھ مین جو نئے مالک ہوئے اونھون نے اونکے ساتھہ نہایت فیاضانہ سلوک کیا - ایسی
فیاضی سے ہماری غرض فقط یہ نہین ہی کہ خیر خواہان سرکار کو بڑے بڑے انعام عطا فرمائے - اور سرکشونکو
سزائے خفیف ہوی - بلکہ یہ مطلب ہی کہ نظم و نسق ملکی مین جتنے امور اہم ہوتے ہین اونمین روشن ضمیری اور
دور اندیشی سے کام کیا گیا - زمین پر زر مالگذاری نہایت فیاضی سے گورنمنٹ نے مقرر کیا - اور اوسمین
اعلی درجہ کے زمینداروں کے ساتھہ نہایت مروت اور فتوت برتی - جیسا گورنمنٹ نے اون اعلی درجہ کے
ساتھہ نیک سلوک کیا ویسا ہی اون سے ادنی درجہ کے آدمیون کے ساتھہ سلوک کرایا اور اس خوبصورتی
سے اس کام کو سر انجام دلایا کہ اوسمین لوکل گورنمنٹ کو وہ مداخلت نہین کرنی پڑی جو اعلی طبقہ کے
آدمیونکو تلخ اور ناگوار گذرتی - اونکو گورنمنٹ نے خود عمل کرکے یہ سمجہایا کہ اعلی حاکم اپنے ادنی رعیت کی
بہبود کے لیئے ہوا کرتے ہین رعیت حکام کی بہبود کے لیئے نہین کہ وہ سارے دن اپنا خون پانی ایک
کرکے چار پیسے کمائے اور اونکو حاکم بیہودہ اپنے آرام و عیش مین اوڑائے -

اس تمام کامیابی مین ہمکو صرف ایک لفظ رعب داب کا یاد رکہنا چاہیئے جس نے یہ سب عمدہ کام
کر دیا ہی - اس رعب داب کے یہ معنی ہین کہ ایک انگریز کی صداقت اور عدالت و عزم جزم کی قوت کا
اثر اون لوگون پر ہوا جنکے توسل اور موافقت سے انگریز اپنا کام بنانا چاہتے تھے اور جنکی مخالفت سے
اونکے تمام پہلے کام بُرے معلوم ہوتے تھے - تمام اونکی نیک نیتی بدنیتی سے بدتر سمجھی جاتی سیاری اونکی
مہربانی کی کوشش اور سعیان بے اثر ہوتین ساری گرمجوشی اور جلدکاری اگرچہ بالکل اکارت نہوتی
تہی مگر بہت سا حصہ اوسکا ڈانواڈول رہتا - ہر افسر نے یہ سمجہا کہ جسقدر میری قدرت بھلائی کرنیکی

رعایا کو معلوم ہو گی اوسیقدر ہین گورنمنٹ کا عمدہ کام دار اہلکار سمجھا جاؤنگا۔ مجھے اپنے پاس سب کو آنے دینا
چاہیے اور جو مجھسے کوئی امداد کی استدعا کرے اوسکی استعانت کرنی چاہیے اور ایسے لوگون پر اپنا اثر
بٹھانا چاہیے اور انکی تالیف قلوب کرنی چاہیے کہ جسنے غریبونکا کام نکلے اور خود غریب اور امیر کے
درمیان اس طرح سپر بننا چاہیے کہ امیر کا ظلم غریب تک نہ پہنچے۔ اور غریب کوئی گزند امیر کو نہ پہنچا سکے
اپنے رعب داب مین اس خوبی سے کام لینا چاہیے کہ جس سے سب کے مصائب دور ہون نہ فقط حکومت
جتلانے سے کام نہین لینا چاہیے۔ اب ہم نے جو اوپر بالاجمال بیان کیا اوسکی تفصیل سناتے ہین۔

جب ۱۸۵۶ء مین ملک اودہ ضبط ہو کر انگریزی عملداری مین شامل ہوا تو چیف کمشنر کو گورنمنٹ
کی طرف سے یہ ہدایتین کی گئین کہ بندوبست اراضی گانؤ گانؤ کا جدا جدا کیا جاے اور اون لوگون
کے نام پر کیا جاے جو حقیقت مین اراضی پر قبضہ رکھتے ہین مگر کوئی حق مالکانہ اونکا نسمجھا جاے۔
گورنمنٹ کی ہرگز یہ نیت نہین ہے کہ اپنے اور زمیندارون کے درمیان تعلقہ دارونکو بیچ کا واسطہ بنائے
اگر تعلقہ دارونکا کوئی حق ہوگا تو وہ اوسکو آئندہ عدالت مین تحقیقات کرا کے پاینگے۔

گورنمنٹ انگریزی کی ابتدا ایسی پڑی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسے کامونکے واسطے قانون جلد بنا دیتی ہے
اور فقط اپنے خیالات اور قیاسات ہی کو لباس قانونی پہنا دیتی ہے۔ اوسکی تاریخ ایسی مثالون سے بھری
پڑی ہے کہ اوسنے قوانین بے تامل ایسے جاری کر دیے کہ جس سے بہت سی برائیان پیدا ہوئین۔
ابھی ملک اودہ کو اپنی عملداری مین زبردستی شامل کیا تھا اور یہ اوسکی سمجھ مین نہ آیا تھا کہ تعلقہ دار
کیا چیز ہین۔ فقط اونکو یہ سمجھکر کہ وہ زمیندار اور گورنمنٹ کے درمیان ایسے آدمی ہین کہ دونون کے
لوٹنے والے اور حق تلف کرنے والے ہین حالانکہ جناب اسٹریچی صاحب نے یہ لکھا ہے کہ تعلقہ دار
حقیت مالکانہ اور استحقاق مالکانہ تمام اراضی پر قدیم سے رکھتے ہین اور اوسمین کچھہ شک و شبہہ کو جگہہ نہین

اس غلطی فاش کی اصل دریافت کرنا کچھہ اون صاحب دماغون پر دشوار نہین ہے جو گورنمنٹ ہند
کے انتظام اندرونی کو خوب سمجھتے ہین۔

جو انگریز عہدہ دار ہندوستان مین رہتے ہین وہ بہت متاثر ہندوستانیون سے ہو جاتے ہین

اور اونکو علم اس اپنے تغیر حال پر نہین ہوتا۔ اس مشابہت سے ہمارا مطلب یہ نہین ہی کہ وہ ہندوستانیون
کے رسوم عادات اور طرز معاشرت اختیار کر لیتے ہین اور دہوتی پہنکر چوکا برتن کرنے لگتے ہین یا
غرارہ دار پایجامہ پہنکر سر پر پنڈاسا باندہتے ہین۔ نہین ان باتون مین اونکی بہت کم فرق آتا ہی
بڑا فرق یہ ہوجاتا ہی کہ اس ملک کی آب وہوا اونکے دماغ کو ایسی لگتی ہی کہ اپنے طرز خیالات کو بھول جاتے
ہین۔ اور دماغ اونکا اوُر ہی خیالات کا مخزن ہوجاتا ہی وہ واقعات اور مقدمات پر اوس طرز سے
خیال ہی نہین کرتے جو انگریزونکے ساتھ مخصوص ہی۔ جس صیغے اور رشتے مین وہ عہدے پاتے ہین اوسمین
جو رائین اور روایتین پہلے سے چلی آتی ہین اونکو وہ اپنا ایمان بناتے ہین۔ جیسے ہندو مسلمان اپنے
بزرگون کی احادیث اور روایات کے ماننے مین دیوانے ہوتے ہین اوسی طرح یہ عہدہ دار پہلی رایون
اور روایتون کے مقلد ہوجاتے ہین آزادانہ خیالات اور تحقیقات کے میدان مین جوانمردانہ قدم
نہین دہرتے۔ اور تقلید کے ادہار دہند سے نہین نکلتے۔ آنکھین کہول کر رستہ نہین چلتے۔ کولہو کے بیل کی
طرح آنکہون پر پٹی باندہے ایک دایرہ مین چکر کہاتے ہین۔ رات دن پہرتے ہین مگر جب دیکھو وہین کے
وہین ہین۔ ایک نئی بات کے پیدا کرنے کو بدعت جانتے ہین۔ غرض جو کچھ پہلے اس صیغے مین
تحقیقات کر گئے ہین اونہین پر صبر کیے بیٹھے رہتے ہین اور یہ نہین سمجھتے ہین کہ بالفعل جو معاملات کی صورت ہی
اوسمین خود تفتیش کرنی چاہیئے۔ اگر اوُنھون نے دیکھہ لیا کہ پہلے اس سے کوئی لکھہ گیا ہی کہ تعلقہ دار
ایک بیچ کا واسطہ دار رعایا اور گورنمنٹ کے درمیان ہی تو اب وہ اس تفحص مین تکلیف اپنے
اوپر گوارا نہین کرتے کہ پہلے افسر کا تجربہ ایک خاص ضلع کے ساتھہ مخصوص تھا۔ اوسوقت سلطنت کی
وسعت ایسی نہ تہی کہ اوسمین تجربہ کے لیئے میدان دوڑانے کے واسطے آگے ہوتا۔ اسکو دیکھیئے کہ سر جان شور
کے زمانہ سنہ ۱۷۸۸ع مین بعد تحقیقات کے یہ امر متحقق ہوا تھا کہ تعلقہ دار کا درجہ زمیندار سے کم ہی۔
مگر اوسکے خاص حقوق یہ ہین کہ وہ اپنا زر مالگذاری خود ہی خالصہ یعنی گورنمنٹ کے خزانہ مین داخل
کرتا ہی جب ملک اودہ سرکاری عملداری مین شامل ہوا تو بہی یہی تعلقہ دار کے معنی سمجھے گئے۔
اور اس بات پر کچھہ خیال نہین کیا کہ یہان تعلقہ دار دو تہائی زمین کے مالک ہین پہلے ہی سال

کہ بندوبست سرسری کا یہ نتیجہ تھا کہ جب ملک انگریزی عملداری مین آیا تو سال اول مین ۶۶ لاکھہ
روپیہ تعلقہ دارون نے خزانہ سرکار مین داخل کیا تھا اور ۲۳۵۰۰ دہات اون پاس تھے ۱۸۵۵ و ۱۸۵۶ع
کے بندوبست مین نصف زمین اونکے قبضہ سے نکل گئی۔ بعض صورتون مین نصف سے بھی زیادہ جائداد سے
بیدخل ہوئے۔ راجہ مان سنگہ پاس ۵۷۷ دہات تھے اور دو لاکھہ روپیہ مالگذاری کے وہ دیتے تھے۔
بندوبست ۱۸۵۵ و ۱۸۵۶ع مین اون پاس چہہ گانوٴ رہ گئے اور صرف ۲۹۰۰ روپے کے مالگذار رہ گئے۔
گیا دو لاکھہ روپے سال کی آمدنی تہی یا ۳ ہزار روپے کی رہگئی۔ جناب مسٹر بیچی لکھتے ہین کہ اگرچہ
سچ ہی کہ راجہ مان سنگہ اودہ کے پرانے خاندانی رئیسون مین کا نہ تھا مگر بہت قدیمی خاندان بھی اس
آفت سے نہین بچے۔ ایک خاندان پاس ۳۷۸ مواضع تھے جنمین سے ۲۶۶ چہن گئے۔ ایک دوسرے
خاندان پاس ۲۰۴ دہات تھے اونمین سے ۱۵۵ لے لیئے گئے۔ راجہ مہاونت سنگہ پاس ۳۲۲
دہات تھے ستر اسی ہزار روپیہ مالگذاری کا دیتے تھے وہ بہی دو سو دہات سے بیدخل ہوئے پشت ہا پشت
سے یہ گانوٴ اونکے قبضے مین چلے آتے تھے جب غدر ہوا تو افسران بندوبست اونہین کے مکانون مین
پناہ گزین ہوئے اونہون نے بچشم خود دیکھا کہ وہی زمیندار جنکے ساتھہ بندوبست کیا گیا تھا راجہ کے
ہاتھہ پانوٴ پڑنے آتے تھے۔

وہ بندوبست ارضی جسنے قدیمی حقوق کو اپنے ظلم سے برباد کیا تھا خود ۱۸۵۷ع کے طوفان مین ڈوب گیا
لکھنؤ مارچ ۱۸۵۸ع مین فتح ہوا۔ اور لارڈ کیننگ کا مشہور اشتہار مشتہر ہوا۔ اگرچہ وہ
مارچ ۱۸۵۸ع مین مشتہر ہوا مگر اپریل ۱۸۵۹ع کے گزٹ مین منطبع ہوا۔ اسکا خلاصہ یہ تھا کہ سوائے
درگ بجے سنگہ راجہ بلرامپور اور کلونت سنگہ راجہ پدہانہ اور راو ہر دیو بخش تعلقہ دار
کتھیار اور کاشی پرشاد ٹہاکر سیندی اور زبر سنگہ زمیندار گوپال کہیر کے
علاقونکے تمام زمین ملک اودہ کی ضبط ہوئی اور کسی کا حق واستحقاق اراضی باقی نہین رہا۔ جو
تعلقہ دار چیف کمشنر کو ہتھیار اپنے دیدینگے اور سرکشی کو چہوڑ دینگے اونکا قصور بشرطیکہ کسی انگریز کو قتل
نہ کیا ہو معاف کیا جائیگا اور اونکی عزت اور آبرو باقی رکہی جائیگی۔

سر روبرٹ مونٹ گومری چیف کمشنر نے (جون ۱۸۵۸ء کو) تعلقہ دارون اودہ کو لکھنؤ مین بلایا اور اونکو وہ شرائط بتلادین جنسے کہ وہ اوس اراضی پر قبضہ پاسکتے تھے جو عملداری انگریزی سے پہلے اون پاس تہین - بڑا عمدہ اثر اس اشتہار کا یہ تھا کہ بندوبست ۵۷-۱۸۵۶ء کو اوسنے باطل اور منسوخ کردیا - اس اشتہار کی نسبت جناب اسٹریچی صاحب لکھتے ہین کہ جب وہ جاری ہوا تو اسمین شک نہین کہ اوسسے غرض یہ تھی کہ سرکش تعلقہ دارونکو سزا دیجاوے - مارچ ۱۸۵۸ء مین ہرگز یہ امید نہین ہوتی تہی کہ تعلقہ دار اوسکو ایک سند عظیم اپنے حقوق کی سمجھینگے - ایام غدر مین تو ایک تعلقہ دار نے اور اون شخصون نے جنسے وہ متعلق تھا پڑہا تک بہی نہین اسلیئے وہ تھوڑی دنون تک ردی سمجھا گیا -

جب اس اشتہار کی نقل بورڈ کنٹرول کے پاس پہنچی تو وہان سے ہدایت ہوئی کہ قرقی عام کا اشتہار سواے چھہ آدمیون کی جائداد کے نامناسب معلوم ہوتا ہے - ملک اودہ کی جنگ کو بغاوت مین شمار کرنا نہین چاہیئے - بہتر ہوگا کہ اس قرقی اراضی کی باب مین جسقدر سختی کم ہوسکے کم کیجاوے اور نرمی اختیار کی جاوے - ملک اودہ ایسا سمجھا جاے جیسا کہ کوئی غیر ملک فتح ہوتا ہے - غرض اس اشتہار کا آخر کو یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ دو تہائی تعلقہ دار سرکار انگریزی کے تابع ہوگیے جو باون لاکھہ روپیے کے مالگذار تھے - گویا نصف ملک کی آمدنی اونہین کے ہاتھون گورنمنٹ کے خزانے مین داخل ہونے لگی - اور ان تعلقہ دارونکے ساتھہ مدارات وہ کی گئی جو مبارزین کے ساتھہ ہوتی ہے - باغیونکی سی سزائین اونکو نہین دی گئین - اس عرصہ مین سر روبرٹ مونٹ گومری پنجاب کے لفٹننٹ گورنر ہوگیے اور سر چارلس ونگ فیلڈ اونکی جگہہ چیف کمشنر مقرر ہوئے -

سول کا انتظام اس ملک مین بالکل پنجاب کا سا کیا گیا کہ ایک چیف کمشنر مقرر کیا گیا اور اوسکے ماتحت کمشنر اور ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر وغیرہ مقرر ہوئے - اور ان سبکو دیوانی فوجداری اور مال کے اختیارات دیئے گیے - ایک حاکم تینون عدالتونکا کام کرتا - سواے اسکے اور بہت سے کامونکی خبرگیری اوسکے ذمہ کی گئی - فقط ان حاکمونکا اقتدار اور اختیار ان عدالتونکے ہاتھہ مین ہونے سے نتھا بلکہ ایک جنگی پولیس اونکے ماتحت کیا گیا - پندرہ رجمینٹ جنمین سے ہر رجمنٹ مین آٹھہ سو جوان تھے پولیس مین

بھرتی ہوئین۔ اگر اوس رعایا پر جو ابھی تلوار کے زور سے مغلوب ہوئی تھی مگر رسی جلی تھی بل اوسکا نگیا تھا" وہی برقنداز قدیمی چپراس کا پٹا گلے مین ڈالے ہوئے حفاظت کے واسطے مقرر ہوتے تو ضرور وہ اونپر حملہ آور ہوتی اور اون سے کسی طرح نہین دبتی۔ مگر ان جنگی پولیس کے جوانونپر جو پوشاکی اور ہتھیارون سے اپنی سپاہیانہ شان دکھاتے تھے اونکا حوصلہ نہ پڑتا تھا کہ دست درازی کرین۔ اودہ رعایا مین اکثر آدمی ہتھیار بند تھے اور اونکو ہتھیار عزیز تھے یہ اس پولیس ہی کا کام تھا کہ ایک سال کے اندر رعایا ے اودہ سے بتفصیل ذیل ہتھیار چھینے گئے۔ ۱۵۶۹ قلعے اور گڑہیان مسمار کی گئین۔

توپین	۷۳۰
آتشی ہتھیار	۱۹۲۳۰۷
تلوارین	۵۷۹۵۵۴
اور مختلف ہتھیار	۶۹۴۰۶۰
	۱۴۶۶۶۴۱ ہتھیار

اور معلوم نہین کہ کونسا حصہ ان ہتھیارونکا کنوؤن اور گڑہیون اور تالابون مین پھینکا گیا ہو اور زمین مین دفن ہوا ہوگا۔ ان ہتھیارون کے دلانے مین تعلقہ دارون نے نہایت امداد اور اعانت کی۔ نہایت دانشمندی اور حکمت سے گورنمنٹ نے تعلقہ دارون اور رعایا مین ایک نیا علاقہ قائم کیا۔ پہلے تعلقہ دار تو اکثر اوس شخص کو کہتے تھے کہ وہ ہر شخص کا مخالف ہو اور ہر شخص اوسکا دشمن ہو۔ بادشاہی عاملونکا دشمن جان ہو۔ اپنے ہمسایون سے پرخاش رکہتا ہو اور اونکے لوٹنے اور قتل کرنیکا ارادہ رکہتا ہو۔ اپنی رعایا پر ظلم و ستم کرتا ہو۔ مگر اب تعلقہ دار اوسے کہتے تھے جو پانچہزار روپے یا اوس سے زیادہ کا مالگذار سرکار ہو اور تمام حقوق اپنی رعایا کے ادا کرتا ہو اور نہ کسی پر ظلم کرتا ہو۔ ایسے تعلقہ دارونکی تعداد تین سَو کے قریب ملک اودہ مین ہے۔ اونمین سے ۱۰۰ تعلقہ دار اوس دربار مین کہ گورنر جنرل نے فرمایا تھا موجود ہوگئے تھے۔ اوسوقت تک اونکو دربار شاہی مین جانا ایسا اجنبی معلوم ہوتا تھا کہ اونکو یہ اندیشہ تہا کہ کہین اونکو گدیون سے اکٹھا کرکے نہ اوڑا دین مگر جسوقت ۲۶۔ اکتوبر سنہ ۱۸۶۱ع کو یہ سب دربار مین حاضر ہوئے اور دربار شاہانہ کی شان دیکھی تو اونکو حیرت تھی بعض نے یہ کہ اونکو

خود گورنر جنرل نے فرمان ریاست عطا فرمائے۔ جناب سر روبرٹ مونٹ گومری صاحب
چیف کمشنر ملک اودھ نے یہ تحریک کی کہ بڑے بڑے تعلقہ دارونکو تھوڑے سے اختیارات مجسٹریٹی بھی
دینے چاہئین اور اسیمین جال سکے چیف کمشنر جناب ونگ فیلڈ صاحب نے اور بھی زور لگایا کہ بعض
عظیم الشان تعلقہ دارونکو اسسٹنٹ مجسٹریٹ اور کلکٹر کے اختیارات دینے چاہئین ایسے اختیارات پر
تھوڑے دنون تک چنانچہ چینن ہوتی رہی۔ آخر کار گورنمنٹ نے اس درخواست کو منظور کرلیا۔
اور چیف کمشنر نے تعلقہ دارون سے ایک دربار عالی شان مین چہہ تعلقہ دارونکو اختیارات مجسٹریٹی عطا
فرمائے اور اس منصوبہ مین ایسی کامیابی ہوئی کہ اودھ کے ریس مین ممالک مغربی اور شمالی مین
بھی آنریری مجسٹریٹ مقرر کیے گئے۔

پولیس کا انتظام تو ہوا ہی تھا چوکیدارہ کا بھی انتظام ہو گیا اب تک یہ چوکیدار گانو کے ملازم ہوا کرتے
تھے اور نہایت برے حال سے رہتے تھے مگر اب وہ گورنمنٹ کے ملازم ہو گئے اور اونکی عزت اور آبرو پہلے
سے بڑھ گئی۔ اور سررشتہ آبکاری کا بھی خوب انتظام ہوا۔ مقام صدر مین شراب بننے کا دستور لکھنو
سے شروع ہوا۔ غرض اودھ مین یہ اصول گورنمنٹ کا قرار پایا کہ ہندوستان مین سب سے اعلی درجہ کی حکومت
سرکار انگریزی کو بے شبہہ حاصل ہے اوسکو کوئی خوف بیرونی حملہ کا نہین ہے اگر خوف ہے تو یہین کے باشندونسے
گو ہندوستان مین سلطنت انگریزی کی بقا گورونکی سپاہ پر موقوف ہے مگر انگریزی سلطنت اس دنیا مین
ایسی پھیلی ہوئی ہے کہ انگلستان کی اسپاہ کی قوت سے بڑی تقویت ہندوستانکو انگلستان نہین دیسکتا۔
اسلیئے ضرور ہے کہ گورنمنٹ اون ہندوستانیون کے دلونمین اپنی محبت اور اخلاص پیدا کرے جو گورنمنٹ کے
بوجھونکو ہلکا کرین اور ضرورت کے وقت سب طرح سے مدد اوسکی کرسکین جتنے رقیب اور حریف برٹش گورنمنٹ
کے تھے وہ سب مٹ گئے۔ اب گورنمنٹ کو خود اپنی ہی رعایا کی دلداری اور خاطر جوئی ایسی کرنی چاہیئے کہ
وہ دل و جان سے فدا ہوجاے اوسکی بڑی حکمت یہ ہے کہ جو صاحب ثروت اور عزت اس ملک مین ہین
اونپر عنایت اور عاطفت و مہربانی کرنی چاہیئے ع شہنشہ زہر آنکو مہربان تر

(۲۳۷) ایک بڑا معاملہ جو لارڈ کیننگ کے عہد مین فیصل ہوا اور اوسکا اثر سرداران اور والیان ہند

کی ریاستونمین حق وراثت پر موثر ہوا۔ وہ ہندو رئیسون کے متبنیٰ کرنے کی اجازت کا تھا۔ جو کچھہ عملدرآمد
بموجب احکام آنریبل کورٹ دائرکٹرز کے وقوع مین آتے تھے وہ رعایا پروری اور فیاضی سے خالی نہ تھے۔
اور درحقیقت روسارہند کو بالفعل اپنی نسبت سلطان وقت کی نظر پرورش کا مطلق شبہہ اور خدشہ نہین تھا۔
مگر ظاہرا ہر ایک سردار اور رئیس کے دل مین اسباب کا اضطراب باقی تھا۔ کہ اگر مین کوئی وارث صلبی جو میرے
بعد گدی پر بیٹھے نہ چھوڑ مرون تو نہین معلوم گورنمنٹ میری ریاست کی نسبت کیا تجویز کریگی۔ اور
ہر ایک کے دل مین تردد تھا اور وہ تردد خالی از وجہ سے نہین تھا کہ ایسی صورت مین ریاست قائم رہیگی یا نہین۔
سبب اس تردد کا یہ تھا کہ درباب تبنیت کے گورنمنٹ ہند کے ضابطہ عمل مین صراحت اور صفائی
نہین تھی۔ یعنی اوس ضابطہ عمل مین نہ صرف اختلاف ہوا ہی بلکہ بعض اوقات باوصف تسلیم صحت تبنیت
کے ہند کے حکام مین مباحثہ ہوتا رہا اور حکم ناطق کے صادر کرنے سے پہلے گورنمنٹ ہند کو
انگلستان سے استفسار کرنا پڑا ہی اور بباعث اوس توقف کے اہالی ریاست کو شبہہ
ہوا ہی کہ شاید گورنمنٹ کو ہماری ریاست قائم رکھنی منظور نہین ہی۔
سنہ ۱۸۴۹ء سے سولہ سترہ مقدمات کے کاغذات سرکاری جنمین استحقاق وراثت یا رسم تبنیت کی
بابت نزاع پیدا ہوا تھا۔ پارلیمنٹ کیطرف سے آچکے ہین۔ اونکے مضامین سے ہندوستانی جنکی اغراض متعلق
نہین حرف بحرف واقف ہین۔ راج ستارا اور جہالنسی اور قرولی کے باب مین جو کاغذات
چھپے ہین اونمین اس ملک کے اعلیٰ اعلیٰ حکام اس امر وراثت اور تبنیت کی نسبت جسپر ریاستہاے ہندوستانی کا
مدار ہی کسقدر مختلف الآرا ہین۔ اراکین سابق سلطنت ہندوستان جناب لارڈ ڈلہاوزی بمقدمہ
ستارا اور جناب لوئیس صاحب بمقدمہ قرولی۔ اور جناب ویلبی صاحب بمقدمہ ستارا ارقام فرماتے
ہین کہ گورنمنٹ کے لیئے واجب ہی کہ جس صورت مین کسی والی خودمختار متوفی کا کوئی وارث نہو تو طفل
متبنیٰ کو اجازت گدی نشین کرنے کی نہ دیوین۔ اور اراضی اور آمدنی زائد حاصل کرانے کے مواقع مناسب ہاتھہ
سے نجانے دین بلکہ ایسی صورت مین مناسب ہی کہ گورنمنٹ ان خفیف ریاستونکو جو قلمرو انگریزی کے وسط
مین پڑتی ہین دور کرکے اپنے قلمرو کو مجتمع اور مضبوط کرے۔ اور مشیران گورنمنٹ جناب سر جی لٹلر

اور سلیپر ٹن صاحب اسکے خلاف رائے رکہتے تہے کہ خفیف خفیف ریاستہاے خودمختار کو جسکے
گرد نواح مین انگریزی علاقجات واقع ہون خواہ مخواہ انگریزی عملداری مین
ملانے سے انگریزی قوت نہین بڑہتی بلکہ اون سے گورنمنٹ کو ضعف پہنچتا ہی اور گورنمنٹ کو بہی کچہہ
فائدہ نہین پہنچتا ہی۔ جناب لارڈ ڈلہاوزی اور جناب ویلی صاحب لکہتے ہین کہ شک نہین ہی
کہ جب کوئی رئیس کسی طفل کو گود لیوے تو طفل متبنی اوسوقت تک ریاست کا وارث اور اختیارات
خودمختاری عمل مین لانے کا مجاز نہین ہوتا ہی کہ جبتک فرمانروایان وقت نے اوسکی تبنیت منظور نہکی ہو اور
سلطان وقت کو اختیار ہی کہ رئیسان خودمختار تک کو لڑکا گود لینے کی اجازت ندین اسکے برخلاف لارڈ
مٹکاف اور لارڈ آک لینڈ اور سر جارج کلارک کا یہ قول تہا کہ راجگان خودمختار قوم ہنود
مین جب راجہ کا کوئی پسر صلبی نہووے تو راجہ کو اختیار ہی کہ بہائی بہتیجون مین سے وارث تجویز کرکے طفل گود
لیوے اور گورنمنٹ انگریزی پر واجب اور فرض ہی کہ اس تبنیت کو تسلیم کرے بشرطیکہ وہ تبنیت خلاف ضابطہ
یا خلاف حکم شاستر کے نہو۔ اور یہ کہ اگرچہ ریاست تابع یا زیر حکومت عملداری وقت کے ہو لیکن تجویز تبنیت
مطابق شاستر کے عمل مین آئی ہو اوسکو گورنمنٹ فرمانروایان وقت مسترد نہین کرسکتی۔
ظاہر ہی کہ جبتک ایسا معاملہ عظیم جسکا اثر ہندوستان کی ہر ایک ریاست خودمختار اور تابع کو پہنچتا ہی
مشتبہہ اور غیر منفصل رہیگا تبتک روسا اور اونکی رعایا کے دلونمین سے تردد اور تشویش رفع نہوگی۔ اسلیے
گورنمنٹ ملکہ معظمہ مین لارڈ کیننگ نے درخواست کی کہ اسباب مین ایسا دستور العمل جو حاکم اور
محکوم سبکو مفید اور صاف اور صریح ہو تجویز کرکے نافذ کرین مگر یہ مناسب نہین ہی کہ احکام شاستر
جب وہ کارآمد نہون برطرف کیے جائین یا کہ اس عنایت اور پرورش مین جو ریاستہاے تابع کے حق مین
بادشاہان سلف سے ہوتی آئی ہی تخفیف ہو۔ بلکہ یہ مناسب ہی کہ ایک طرف پرورش اور رعایت کو ترقی
ترقی ہو اور دوسری طرف گورنمنٹ کے ضابطہ عمل مین صفائی ہو۔
غرض جو راے جناب لارڈ کیننگ نے اپنی ظاہر کی وہ گورنمنٹ ملکہ معظمہ نے منظور فرمائی اور یہ
قرار پایا کہ ہر ایک رئیس کے ساتہہ جو جاگیردار سے زیادہ رتبہ رکہتا ہو اور اپنے ملک مین خود حکومت کرتا ہو

بلا لحاظ اسکے کہ وہ کلان ہی یا خرد ہی یا اوسکی ریاست کہان واقع ہی یا اوسکو ابتدا مین کس سے ریاست
حاصل ہوئی تہی وعدہ واثق کیا جاے کہ گورنمنٹ وقت کو اوسکی ریاست کی بقا منظور ہی اور اگر اوسکی اولاد
صلبی نہے تو بحالت مقرر ہونے کسی وارث متبنی مطابق قواعد شاستر کے (بشرطیکہ وہ ہندو ہو) اور
مطابق رسم و رواج خاندان اپنے کے گورنمنٹ اوس تبنیت کو تسلیم کریگی اور جبتک اوسکا خاندان
ملکہ معظمہ کی فرمانبرداری مین ثابت قدم رہیگا۔ اور عہدناموں اور اسنادکی شرائط سے جسمین گورنمنٹ
کے استحقاق اور اوسکی ذمہ داریون کا بیان ہو انحراف نہین کریگا تب تک اوسکی ریاست مین نقصان
نہ پہنچیگا۔ اور ہر روساے اہل اسلام سے اسمضمونکا وعدہ کیا جاے کہ فرمانرواے وقت کو منظور ہی کہ اونکی ریاستین
برقرار اور قائم رہین اور بحالت مقرر ہونے کسی وارث مطابق شرع کے اوسکی گدی نشینی تسلیم کیجایگی۔
اور ان وعدون کی اسناد جدا جدا ہر رئیس خودمختار کو دی گئی۔ مفصل حال اسکا گورنمنٹ
گزٹ ممالک مغربی و شمالی مطبوعہ ۸ جنوری سنہ ۱۸۶۱ع مین دیکہو اوسمین لارڈ کے ننگ کا اصل
مراسلہ اور وزیر ہند کا جواب مع ترجمہ مطبوع ہوا ہی۔

(۳۸) نوامبر سنہ ۱۸۶۱ع کو دفعتہً عفت مآب جناب کونٹیس کے ننگ پاس پیغام اجل آپہنچا۔ اونسے
اونکے خاوند کی ساری فتحیابیونکی مسرت اور انبساط کو مٹی مین ملا دیا۔ جناب ممدوح نے اپنی بیوی کی
قبر پر کتابہ کندہ کرایا جسکا خلاصہ مطلب یہ ہی کہ جو اس عصمت مآب سے خوب واقف ہین اور اوسکو
زندگی کی حالت مین عزیز رکہتے تہے اور مرنے پر ہمیشہ اوسکی یاد کی پرورش دل سے کرینگے اونکا
یہ اعتقاد واثق ہی کہ قبر پر جو تعریفین اور رفو شکوہ کی باتین لکہی جائین وہ ایک بیفائدہ شان کہانی
ہی۔ مگر یان اوسکی سچی سخاوت و تواضع و فروتنی اور ایمان واثق اپنے شفیع پر جو صرف بطفیل شفیع
مقبول الٰہی ہوگا ایسی باتین ہین جو ابد الاباد تک اوسکی عزت کا سبب ہونگین اور اسکے نیچے یہ عبارت
اور کندہ ہی کہ۔
یہ اوپر کی عبارت ۲۲۔ نوامبر سنہ ۱۸۶۱ع کو ارل کے ننگ نے جو اپنی زوجہ کے وفات کے بعد ساتھ
مہینے زندہ رہے کندہ کرائی ہی۔ اونہون نے ۱۸۔ مارچ کو ہندوستان سے کوچ کیا اور ۱۷ جون کو

لندن مین اس دار فانی سے رحلت کی اور ۲۱ جون ۱۸۶۲ء کو ویسٹ منسٹر ایبی مین دفن ہوئے۔

باب دوم

لارڈ کے ننگ کا عہد سلطنت

اس باب مین ہم بعض اراکین برٹش گورنمنٹ کا حال اور بعض قوانین اور اون مقدمات عظیمہ کی کیفیت لکھتے ہین جو انگلستان مین وزیر ہند کے حضور مین پیش ہوتے ہین اور متفرقات کام۔

(۱) ۱۸۵۹ء مین جناب سر چارلس ٹرولین مدراس کی گورنری پر سرفراز ہوئے اور ولسن صاحب ہندوستان کی کونسل گورنر جنرل کے فینانشل ممبر مقرر ہوئے یہ دونون انگلستان مین خزانون کے کامون مین شریک اور مشیر باہم رہے تھے۔ جب ولسن صاحب ولایت سے آنکر کلکتہ مین آنے لگے تو راہ مین اپنے قدیمی رفیق و مشیر سے مدراس مین ملتے آئے اور اپنے سارے منصوبے انکم ٹیکس کے اونکے سامنے بیان کر گئے۔ مگر اونکا یہ ارادہ نہ تھا کہ ابھی اس ٹیکس کو جاری کرون۔ یہان پہلے اونکی تشریف آوری کے لارڈ کے ننگ نے لایسنس ٹیکس کے لگانیکا ارادہ کیا تہا مگر اوسکے خلاف ایسا غلبہ آرا ہوا کہ وہ نہ جاری ہو سکا۔ مگر اوس نے پہر انکم ٹیکس کی صورت مین جنم لیا۔ مگر اسپر بھی کونسل گورنر جنرل کو اتفاق نہ تھا کہ جناب ولسن صاحب تشریف لائے اور یہ ٹیکس اونہین کی ذات والاصفات کے ساتھ موسوم ہوا۔

ابتک ہندوستان کا بجٹ یعنی آمد و خرچ کا حساب سال آیندہ کے لیئے کبھی مطبوع نہین ہوا تہا۔ یہ ایجاد لارڈ کے ننگ ہی کا تہا کہ اونہون نے ۱۸۵۹ء مین اول دفعہ اوسکو مشتہر کیا۔ اوسمین پانچ کروڑ روپے کے خرچ کی افزایش آمدنی پر تہی۔ اس کمی کے پورا کرنے کے لیئے یہ تدبیرین ہوئین کہ ساڑھے پانچ روپے سیکڑے پر روپیہ قرض لیا جائے۔ اور مالوہ کی افیون پر محصول دوچند کیا جائے۔ اور نمک کا محصول آٹھ آنہ فی من بنگال اور ممالک مغربی مین بڑہایا جائے۔ اور سارے ہندوستان مین اسی افزایش محصول نمک کا ارادہ تہا کہ اوسکی مخالفت مین گورنمنٹ مدراس اور بمبئی نے

زبان ہلائی۔ اتنے مین جناب ولسن صاحب نے بجٹ کو ترمیم کرکے مشتہر کیا جسمین سنہ ۱۸۵۹ء کے آخر مین کمی ساڑھے نو کروڑ کی اور سنہ ۶۰-۱۸۵۹ء مین ساڑھے چھہ کروڑ روپے کی تھی۔ اس حساب مین کمی خرچ سپاہ اور افزایش آمدنی آبکاری اور پرمٹ خشکی خارج تہین۔

جناب ولسن صاحب کا بڑا کام انکم ٹیکس لگانیکا تہا۔ اس ٹیکس کو ہندوستانی نہین جانتے تھے اور اوس سے ایسے کانپتے تہے جیسے بکری قسائی کے سامنے۔ ہندوستانی آدمی پہلے ہی ٹیکس سے واقف تھے مگر اس قسم کے ٹیکس کا بار غریب اور امیر پر برابر پڑتا ہی اسلیئے موافق اصول سیاست مدن وہ وحشیانہ ٹیکس شمار ہوتی ہی۔ لایسنس ٹیکس کی بعض صورتون کو ہندوستانی سمجھتے تھے۔ مگر یہ انکم ٹیکس تو اونکے خواب مین بہی نہین گذرا تہا۔ غالباً جناب ولسن صاحب کو ہندوستانکا تجربہ ہوتا تو وہ اس انکم ٹیکس کو جب لگاتے کہ کسی اور تدبیر اور حکمت سے آمد و خرچ کا موازنہ نکرسکتے۔ یہ ٹیکس اس ملک کے مناسب حال نہین تھا۔ لیکن انگریزونکا تو قاعدہ ہی کہ کچھ اونکے پہلے ہی سے خیالات ہوتے ہین اور وہ اونہین کو عمل مین لانا چاہتے ہین۔ ولسن صاحب ولایت سے ذہن باندہ کے آئے کہ انکم ٹیکس ہی ایک ایسی ٹیکس ہی کہ جس سے اسوقت کی سب مشکلین آسان ہوتی ہین اسلیئے جب اونہون نے ہندوستان بالا مین تھوڑا سا دورہ کرکے ہندوستان اور ہندوستانیونکے حالات پر علم حاصل کیا اور بمبئی اور مدراس کی گورنمنٹ کی مخالفانہ تحریرین اونکی نظر سے گذرین تو اونکا کچھہ اثر اونکے دل پر نہوا۔ جو انکم ٹیکس کا منصوبہ پہلے ہی سے دل مین باندہکر انگلستان سے لائے تہے اوسمین کچھہ تغیر نہوا۔ سر چارلس ٹرویلین نے بڑی جوانمردی اور اولوالعزمی سے اس ٹیکس کی مخالفت اختیار کی۔ اور تحریرونکے طومار کے طومار باندہ دیئے۔ ۹۔ اپریل کو اونکی مخالفانہ تحریر پیش ہوئی اور ۱۲ کو اوسکا جواب جناب ولسن صاحب نے لکھا اور اسی تاریخ کو مسودہ قانون انکم ٹیکس دوبارہ پڑہا گیا۔

لارڈ الفنسٹن گورنر بمبئی نے بہی مدراس گورنمنٹ کی تائید کی اور انکم ٹیکس کی تردید کے درپے ہوئے۔ جب سر چارلس کی بات کو کسی نے نہ سنا تو اونہون نے اور مخالفت مین قدم آگے بڑہایا اور اپنی حد سے پرے پانو نکالا۔ اور انکم ٹیکس کے باب مین احکام شاہی پر عمل نکرنے کی

قسم کہائی - کوئی انگریز ہندوستان مین ایسا نہتا کہ جو انگم ٹکس کا ایسا مخالف ہوا ہو جیسے کہ یہ گورنر مدراس ہوئے - ایک تحریر اوسکی مخالفت مین اونہون نے اخبار مین بہی اپنے نام سے چہپوادی - اونہون نے اپنے تئین بالکل اس کام مین مطلق العنان بنا دیا اور بادشاہانہ احکام کی اطاعت سے بالکل سرتابی اختیار کی - یہ کام اونکا ایسا ہوم گورنمنٹ کو ناپسند آیا کہ وزیر ہند نے اونکو ولایت مین طلب فرمایا اور اونکی جگہہ سر ہنری وارڈ گورنر سیلون کو مقرر کر دیا - مگر وہ آئے ہی تھے کہ ہیضہ اونکو اس عہدہ جلیلہ پر نہ دیکہہ سکا اور اونکا کام تمام کیا -

(۲) اودہر ۱۸۶۰ع مین سر چارلس ولایت کو گئے اودہر لارڈ کلائیڈ کمانڈر انچیف نے اپنے وطن جانیکا قصد کیا - اور اونکی جگہہ سر ہیو روز مقرر ہوئے - لارڈ کلائیڈ ہندوستان مین خاص بغاوت کی آگ بجہانے کے لیئے آئے تہے سو اونہون نے اوسکو ایسا ٹہنڈا کیا کہ کوئی چنگاری نچہوڑی بلکہ اوسکی خاکستر تک مین بہی گرمی نرہنے دی - علم تاریخ کا یہ علوم متعارفہ ہے کہ ہر جرنیل کی فراست و دانائی کا اندازہ اوسکی فتحیابی اور کامیابی اور اون کامونکی نیک فرجامی سے ہوتا ہے جو اوسکو حوالہ کیئے جائین - اب دیکہنا چاہیئے کہ جو کام اونکے حوالہ کیا گیا اوسکو کس طور سے انجام دیا - اول تو اونکی اس اطاعت کو دیکہنا چاہیئے کہ جس روز وہ اپنے عہدہ جلیلہ پر ممتاز ہوئے اوسکے دوسرے دن وہ ہندوستان کو چل کہڑے ہوئے اگرچہ اونکے آنے سے پہلے بغاوت کا زور گہٹ گیا تہا - فقط ملک اودہ اور روہیلکہنڈ کا فتح کرنا باقی تہا - اونکے اس کام کے سرانجام دینے مین بڑے بڑے افسر تجربہ کار ہمراہ تہے جنکی صلاح اور مشورہ سے اونکو بہت فائدہ حاصل ہوا - ان دونون ملکون کے فتح کرنے مین اونکی ذہانت اور فراست اور دانائی اعلی درجہ کی ظاہر ہوئی - اور میدان جنگ مین کہین اونہون نے شکست نہین پائی - مگر ۱۸۵۷ع کے آخر سے مارچ ۱۸۵۸ع تک لڑائی کے اندر توقف کیا - جسکے سبب سے موسم گرما کی دہوپ نے سپاہ کو سینکا اور دشمنون کی توپ و تفنگ سے اتنے سپاہیونکا کام تمام نہوا جتنا کہ آفتاب کے گرم شعاعون سے - اس جوانمرد سپہ سالار کے کام ایسے ہین کہ ہزارون صفحون مین بہی ختم نہونگے اوسکا مختصر حال تاریخ بغاوت مین لکہینگے - اب فقط اتنا لکہتے ہین کہ احتیاط

وحزم وعزم وحزم اونپر ختم تہا۔ جو اونکے مشیر وصلاح کار تھے اونکی رائے کی وقعت اور عزت اونکے ذہن
مین تہی۔ کبہی کسی اپنے افسر کو برائی کے ساتھہ نہین یاد کیا۔ مہمات مین لشکر عظیم وہ اپنے زیر حکم رکھتے
تہے۔ اور افسرونکو جو خود مختار ہوکر مہمات پر جاتے تہے بڑے بڑے کامونکے سرانجام کے لیئے تہوڑا سا
سامان دیتے تہے۔ اسی سبب سے اونکی نسبت گمان کیا گیا ہی کہ وہ اپنے ماتحت افسرونکی کامیابی پر رشک
رکھتے تہے اور حسن ستایش اور صلے کے وہ مستحق ہوتے تھے اونکے ادا کرنے مین تنگدل تہے۔ وہ تہوڑے
دنون لشکر ہند کے سپہ سالار رہے اسلیئے اونکو موقع نہین ملا کہ وہ اصلاح سپاہ مین اپنی تدابیر وانتظام کو
دکہاتے۔ مگر اونکے جانشین جناب سر ہیو روز نے اس اصلاح مین اپنی ذہانت اور فراست کو دکہا دیا۔
جب اونکو میدان جنگ سے فرصت ملی تو اونہون نے اپنے تمام ظاہری اور باطنی قوا رکو ان کامون مین
صرف کیا کہ جنسے سپاہ کی حالت مین ترقی ہو۔ اونکے رہنے کے مکان آسایش اور آرام کے تیار ہون۔
اونکی خوراک عمدہ ہو وہ خالی بارکون مین نہ پڑے رہین اونکو پیشے اور کام ایسے سکہائے جائین جس سے
اونکے دل بہلین۔ اونکی لیاقت ذاتی   نردبان ترقی کی سیڑہیان بنین اوسی کے موافق اونکو صلے ملین
اپنے فرضونکے ادا کرنے مین افسرونکو سرگرمی اور جد کاری ہو۔ قواعد اور آئین کی پابند ہون۔ اپنے کامونکو
دل اور شوق سے سیکہین۔ اب تک گورنمنٹ کو اپنے پرانے دستورونپر چلنا بہلا معلوم ہوتا تہا ہر اصلاح
ایک بدعت سیئہ معلوم ہوتی تہی۔ اسلیئے ان نیک کامونکے کرنے مین بہی جناب ممدوح کے مخالف پیدا ہوگئے
مگر اونہون نے ان اصلاحون کے داخل کرنے مین نہایت صبر وتحمل کو کار فرمایا۔ ایک دسوار و نکو ساتھہ لیکر
خود بڑے بڑے فاصلون کو طی کیا اور ہر ایک قسم کے سپاہیون کو بچشم خود ملاحظہ کیا۔ کوئی گروہ لشکر کا
ایسا نہتا جو اونکی نظر سے نہ گذرا ہو۔ صبح سے شام تک اونکو یہی دھن لگی رہتی تہی کہ سپاہ مین سب طرح
کی خوبیان پیدا ہون۔ اونہون نے اشتہار دیدیا کہ جو شخص سپاہ کا لیاقت حاصل کریگا اوسکے حال پر ضرور
التفات کرونگا۔ فقط لیاقت ذاتی کی قدر کرونگا۔ دو برس تک یہ سپہ سالار سپاہیونکو نہ پسند آئے۔
مگر بعد اسکے اونکو اپنے سپہ سالار کی قدر ہوئی کہ اوسنے اونکی صلاح اور فلاح مین ایک اعجاز کرکے دکہا دیا
پہر تو اونکو جو برا ہی کہتے تہے وہ یہ تعریف کرنے لگے کہ کبہی ہندوستان مین ایسا سپہ سالار لائق اور

اور قابل نہین آیا۔

(۳) اگرچہ ہندوستان کی وسعت ایسی ہے کہ اوسمین انگریزونکی آبادی نہین معلوم ہوتی مگر وہ روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہین۔ ایام غدر سے پہلے کوئی نقشہ ایسا نہتا تہا جس سے آبادی انگریزونکی ٹہیک معلوم ہوسکتی۔ افسوس ہے کہ گورنمنٹ کو اوسوقت اس آبادی کی کثرت پر علم ہوا کہ مردون کی فہرست بنائی گئی کہ کیتنے مرد کتنی عورتین اور بچے باغیونکے ہاتھ سے تہ تیغ ہوئے۔ ملکی اور جنگی افسر تو بعد پنشن یہان بہت ہی تہوڑے سے رہتے ہین۔ مگر بہت سے کلرک اور چھوٹے چھوٹے اہلکار سرکار اور ریل کے ملازم یہین آباد ہوجاتے ہین۔ تہوڑے سے افسر بعد پنشن اور سوداگر کاشتکار انگریزی ہندوستان مین رہنا پسند کرتے ہین۔ انمین سے بہت سے انگریزونکو مقدور نہتا کہ وہ اپنی اولاد کو بہیجکر انگلستان مین تعلیم دلاتے اور اوسکے خرچ کے متحمل ہوتے۔ ان باپون کی بے دولتی سے اولاد دولت تعلیم و تربیت سے محروم رہتی تہی ہندوستان بالامین صرف لڑکون اور لڑکیونکی تعلیم کے واسطے مارٹینیر کے ادبستان تہے۔ اوسکے دو فرع تہین ایک کلکتہ مین دوسری لکھنؤ مین۔ جرنیل مارٹینیر جنہون نے اپنی فیاضی سے ان مدارس کو قائم کیا تہا ایک انگریزی جمنٹ مین باجا بجانے والے تہے۔ شاہ اودہ کی بدولت دولت سے مالامال ہوئے اور اپنی دریا دلی اور فیاضی سے اونہون نے اپنی قوم کے واسطے یہ دولت تعلیم حاصل کرنیکا سامان کیا۔ مرتے وقت بہت کچھہ دولت اسے فائدہ مند کامونمین خرچ کرنے کی وصیت کر گیے۔ مگر ایسے صدر مقامونمین دو مدرسے اون تمام خاندانون کی تعلیم کے واسطے جو سارے ہندوستان کے طول اور عرض مین پھیلے ہوئے ہون کافی نتہے۔ جناب ڈاکٹر کوٹن صاحب بشپ کلکتہ نے اس تعلیم کی طرف توجہ فرمائی اور جو تدابیر اونہون نے پیش کین وہ وزیر ہند صاحب نے بہی پسند فرمائین۔ اور اس کام کے واسطے ایک فنڈ جمع ہونے لگا۔ اور شملہ مین ایسے مدارس کے واسطے مقامات مقرر کیے گیے۔ گو ان مدارس کے قائم ہونے مین سب طرح کی خوبیان تہین مگر ایک سخت برائی اوسمین یہ تہی کہ جو انگریز ایسے تہے کہ کفایت شعاری کرکے اور نفس پروری نکرکے اتنی دولت بچا سکتے تہے کہ اپنی اولاد کو تعلیم اعلی درجہ کی انگلستان مین دلاتے وہ اب ان مدرسونکو دیکہکر ہندوستان ہی مین ادنی درجہ کی تعلیم پر بس کرینگے گاڑی کو دیکہکر پانو

جناب ڈاکٹر کاٹن صاحب بشپ کلکتہ

پھیلائینگے۔ یہان کی اور انگلستان کی تعلیم مین زمین آسمان کا فرق ہی وہان کی تعلیم کا پودا اس سرزمین
مین سرسبز نہین ہوسکتا خواہ یہان کیسے ہی تجربہ کار اُستاد جمع کیے جائین اور سامان تعلیم مہیا کیا جاے
مگر وہ کبھی انگلستان کے اسباب تعلیم کو نہین پہنچیگا۔ یہ ایک قانون قدرت ہی کہ انگلوسیکسن کی نسل کا
تنزل ہندوستان کی سکونت سے ہوتا ہی۔ اور وہ اپنی صفات اور خواص مین ارذل ہوجاتی ہی۔ یہان
کی آب وہوا کے موافق مزاج بنانا عقل بشری کی قدرت سے باہر ہی۔ جتنے دنون کوئی انگریز مشرقی ممالک
مین رہیگا روز بروز یہان کی آب وہوا کے مقابلہ مین اوسکو ٹھہرنا دشوار ہوتا جائیگا۔ اوسکا اثر فقط اوسکے
قوائے جسمانی ہی پر نہین ہوتا بلکہ اوسکے قوائے عقلیہ مین بھی فتور لاتا ہی۔ اوسکے لیے یہان وہ اسباب بھی مہیا
نہین کہ جنسے اوسکے قواے ظاہری اور باطنی کی تقویت اور صفائی اور تیزی زیادہ ہوتی رہے اور
شایستگی اور تہذیب کا سبق اوسکی طبیعت لیتی رہے۔ برخلاف اوسکے یہان بہت سے سامان ایسے موجود
ہین کہ وہ اوسکے یاد کیے کرائے سبق تہذیب کو بھلا دیتے ہین غرض لڑکے جو انگلستان کی تعلیم سے فرزانگی
اور مردانگی حاصل کرسکتے ہین وہ اونکو یہان نہین حاصل ہوسکتی خصائل اطفال کی آزمایش کا محک اونکی
بازیچہ گاہین ہوتی ہین۔ اب کوئی یہان کی اور وہان کی ایک ہی قسم کے مدرسونکی بازیچہ گاہ مین بیٹھکر
لڑکونکی گفتگو سنے تو کچھ یہان کے لڑکون اور وہان کے لڑکونکی زبانون مین زیادہ فرق نہ پائیگا۔ بلکہ
بڑا فرق وہ چستی اور چالاکی اور تازہ روئی اور سرگرمی مین دیکھے گا۔ وہان کے لڑکون کی ہر حرکت سے
بیباکی خیرہ سری اور نڈر جرأت و مردانگی اور فرزانگی پڑی ٹپکتی ہوگی۔ یہان اوسکے خلاف مکھیان بھنکتی
ہونگی۔ غرض بشپ صاحب کے مدراس سے یہ بُرائی پیدا ہوئی۔ مگر کوئی کام خیر محض تو ہو انہین کرتا۔
ع فکر معقول بفرما گل بیخار کجاست + اونہون نے اپنی نیک نیتی سے یہ کام ایسا فیض رسان کیا ہی
کہ جبتک اسپلنگ بک کو ہر بکہ لے بی سی لڑکے غل مچا کر یاد کرینگے اونکا نام بھی زمانہ اس
کار خیر کے ساتھ یاد رکھیگا۔

(۴) کرنیل بیرڈ سمتھ صاحب کا ذکر ہمنے قحط کے بیان مین پہلے کیا ہی۔ اب جو اونہون نے
ممالک مغربی کی رپورٹ قحط کی لکھی ہی اوس سے معلوم ہوتا ہی کہ سنہ ۱۸۶۰ع مین جو شروع ہوا اوسکا

اخیر سنہ ۱۸۶۱ء کے شروع تک رہا۔ اس قحط نے سارے پنجاب مین کم و بیش اور ممالک مغربی مین
ایک کروڑ بیس لاکھ آدمیون پر اثر کیا تھا۔ اور ۵ لاکھ آدمیونکو تو اوسنے بہت ہی تباہ اور خستہ حال
بنایا۔ ایک کروڑ ۲۵ لاکھ ایکر مزروعہ زمین مین سے ایک تہائی مین زراعت نہوئی۔ پانچ لاکھ آدمی اور
مقامات مین سرکاری عملداری سے باہر چلے گیے۔ اور چار فیصدی اس آبادی مین سے بھوک کے شکنجہ مین
پھنس کر مرگیے۔ اسّی ہزار آدمیونکو خوراک ہر روز مختلف قحط خانون مین سے ملی اور ۱۴۳۴۰۰ آدمیونکو
جو مزدوری کے قابل تھے روزانہ مزدوری عمارات سرکاری مین ملی۔ جسکے اندر ۲۵ لاکھ روپیہ صرف
ہوا۔ اور پچاس ہزار آدمی ریلوے اور نہرون کے کام مین لگائے گیے۔ چالیس لاکھ روپیہ سرکاری
مالگذاری کا زمیندارونکو معاف کیا گیا۔ ان اعداد سے قحط کی مصیبتونکا اندازہ نہین ہوسکتا۔ اس بلا سے
جو بلا کی آفتین ہم ہندوستانیون پر آئی ہین وہ آنکھون سے معلوم ہوتی ہین قلم کو کاغذ سے سیاہ کرنے
سے سمجھ مین نہین آتین۔ مسافر کو ایک کوس چلنے مین ہزارون مصیبت زدہ نظر کے سامنے آتے تھے۔ قحط خانون
کے دیکھنے سے سمجھ مین آتا تھا کہ مصیبت زدہ کے کیا معنی ہوا کرتے ہین اور آفت زدہ کی کیا صورت ہوتی
ہے۔ لکڑیونکے کٹہرون مین قحط زدہ بند رہتے تھے کہ خوراک کو دیکھکر سب کے سب گر نہ پڑین اور اسکو دیکھتا ہی چل
سے جان سے سیر نہو جائین۔ لاغری کا حال اونکی یہ تھا کہ اگر آنکھونکو خردبین بھی بنالے تو ایک آدمی
کام کرنے کے قابل نظر نہ آئے۔ باوجود اس تمام سامان و مصارف کثیر کے مصائب کا یہ حال تھا کہ سڑکون
اور شاہراہون پر لاشین پڑی ہوئی سڑتی تہین اور مردارخوارونکو موٹا کرتی تہین۔ دہلی مین سب
سے زیادہ غریب پرور قحط خانہ تھا۔ اوسمین سیکڑون جانین اوس ایک آدمی کی کوشش سے بچ
رہی تہین جو خود سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر مین ایک باغیونکے گروہ کے آگے سے جان بچاکر بھاگا تھا اور کئی
ہفتے تک جنگلون مین اہل و عیال سمیت آفت کا مارا مارا پھرتا تھا۔ اس قحط کے لاوارث بچون کو
دیکھکر ہمکو سکندرہ کے یتیم یاد آگیے اسلیے اونکا کچھہ حال لکھتے ہین۔

(۵) سنہ ۱۸۳۳ء مین انہین اضلاع مین یہ بلاے قحط نازل ہوئی۔ کچھہ نہ پوچھو کہ انسانون پر کیا گذری
ماباپ اپنی اولاد دربدر بیچتے پھرتے تھے۔ خریدار جو قیمت دیدیتا اوسکو غنیمت جانتے اور کچھہ تکرار نکرتے

اونکی غرض یہہ تھی کہ کسی طرح بچون کی پرورش ہو۔ وہ اپنے ننھے ننھے بچونکو شاہراہون اور سڑکون پر اسلیئے
لاتے تھے کہ اونپر راہگیرون کی نظر پڑے اور اونپر رحم کرین۔ جب اونکو قوت لایموت نملتا تھا تو وہ
خود موت کے لقمے بنتے تھے اور اپنے بے بس بیکس بیلیست اولاد کو اونہین سڑکونپر چھوڑ جاتے تھے۔ بعض
مان باپ انگریزونکے مکانون کے متصل اپنے بچونکو رکھہ جاتے کہ میم صاحبہ اور صاحب اونکو دیکھین اور اونپر
عاطفت کرین۔ جب اس طرح سے بچون کے سرون پر سے یگانے اوٹھہ گیئے تو خدا نے اونکو بیگانونکی
گود مین ڈالدیا۔ جنہون نے اونہین جابجا سے جمع کیا۔ اور آگرہ سے تین میل پر سکندرہ مین
اکبر کے مقبرہ کی بغل مین اونکو پالا پوسا۔ اونکے رہنے کے لیئے کچھہ مکان نیئے بنائے۔ کچھہ پرانی عمارتونکی
مرمت کی۔ اونکی پرورش کے واسطے روپیہ جمع کیا۔ تعلیم کے واسطے مدرسہ بنایا۔ پیشے اونہین سکھانے
کے لیئے اسباب مہیا کیا۔ عبادت کے واسطے گرجا بنایا جسکی آواز نے اونکو صبح اور شام یاد الٰہی کے لیئے
بلایا۔ سارا اہتمام اس کا ایک مشنری صاحب کے سپرد ہوا۔ جو پہلے ہی موت کے قریب ہوگیئے تھے وہ تو یہان
انگر قبر کی گود مین سوئے۔ مگر جو باقی زندہ سلامت رہے ان اجنبی مربیون کی تربیت سے چھوٹے سے
بڑے ہوئے اور شادی بیاہ کے لائق ہوئے صاحب اولاد ہوئے۔ اون سے ایک بستی آباد ہوئی جیسے
ریگستان مین مرغزار ایک عجیب چیز ہوتی ہے اسی طرح اس ہندوزار مین یہہ آبادی بھی غریب شئے تھی
مسجد کی اذانون اور مندرونکے سنکھہ کی آوازون اور گرجا کے گھنٹونکی صداؤن نے ملکر ایک نیا دلنواز
ستار بنایا جسکا راگ حقیقت آگاہون کو تثلیث مین توحید دکھاتا تھا۔ لیکن ۱۸۵۷ء کا غدر غارتگر
یہان ایسا آیا کہ سارے کارخانونکو اوس نے تباہ کیا۔ یہانکے عیسائیونکو چارون طرف ہوا مین اوڑادیا۔
مگر جب یہہ طوفان رفع دفع ہوا اور پھر بعد اوسکے قحط کی کالی گھٹا اوٹھی تو اوسنے یہان یتیمونکا مینہہ
برسایا اور اوجڑی ہوئی بستی کو بسایا۔ جیسے یہان کے عیسائی ایام غدر مین سرگردان اور حیران
ہوئے تھے ویسے ہی ہندو مسلمانون کے بچے پریشان اور حیران ہوکے سکندرہ مین پھر آباد ہوئے۔
پہلی ٹوٹی پھوٹی عمارتین آراستہ ہوئین۔ گرجا مین پھر گھنٹون کی آواز نے نوید انجیل کو معصومون
کے کانون مین پہنچایا۔ تین چار سو یہہ سب لڑکے لڑکیان ہوگئین۔ باپ مشنریونکے سایہ عاطفت مین

وہ تربیت اور تعلیم پاتے ہین کہ مان باپون کے زندہ رہنے کی حالت مین بہی نپاتے ۔ یہ ہندوستانی عیسائیونکی پستی بہی ایک خدا کی قدرت کا تماشا ہی ۔

(۶) ہتہیارونکے لے لینے کا قانون جو ۱۸۶۰ع مین جاری ہوا اگرچہ اوسکا بیان قوانین کی تاریخ سے علاقہ رکہتا ہی ۔ مگر ہم اوسکا ذکر اسلیئے بیان کرتے ہین کہ اوسکے سبب سے گورنمنٹ اور عیسائیون مین پہل منساہت کے ساتھہ لڑائی ہوئی ۔ پہلے جو لارڈ ڈلہاوزی کے عہد مین پنجاب مین یہ قانون جاری ہوا تہا تو اوسمین عیسائی مستثنی کیئے گیے تہے ۔ مگر ابکی دفعہ عیسائیونکی امید کے خلاف یہ قانون سب ہندو مسلمان عیسائیونکے لیئے ایکسان تہا ۔ قانون ایسا ہی عام ہونا چاہیئے کہ سب کے لیئے یکسان ہو ۔ قانون کی شان سے ہی یہ نہین ہی کہ وہ ایک جماعت پر اپنا اثر کرے اور دوسری پر نہین ۔ مگر ہندوستان کا ملک ایسا ہی کہ اوسکے مجموعہ قوانین کو دیکہیئے تو بہت سے قوانین مختص بالقوم اور مختص بالمقام موجود ہین ۔ قانون کے لیئے ضرور ہی کہ وہ جنکے لیئے بنایا جاے اونکو فائدہ پہنچائے اور ملک کے لیئے بہلا ہو ۔ اسلیئے عیسائیون نے اس اصول پر گورنمنٹ سے لڑائی باندہ دی کہ اوسکے جاری ہونے سے ہمارا نہایت نقصان ہی اور ملک کا زیان ہی ۔ تمام بڑے بڑے مقامون مین اپنے جلسے قائم کیئے اور اونمین اس معاملے کو پیش کیا اور بڑی دہائی مچائی کہ ایام غدر مین کوئی سرکار کا وفادار ہمسے زیادہ نتہا ۔ اوس زمانہ مین ہم پر جو مصیبت گذری وہ سبکو یاد ہی ۔ ابہی تین ہی برس گذرے ہین کہ ہم گورنمنٹ کے ہم مذہب ہندو مسلمان کے برابر ہو گیے ۔ ہم سے ہتہیار لینے کے یہ معنی ہین کہ ہم اون ہندوستانیونکو ہتہیار دیتے ہین جنکے ہتہیار سب چہین لیئے گیے ہین ۔ غرض یہ قانون نہ ہندوستانی نہ فرنگستانی نہ دوغلے عیسائیونکو پسند تہا ۔ مگر یہ غل شوران عیسائیونکا ناحق تہا ۔ اسلیئے اوسکی دفعہ ۲۷ مین یہ مرقوم تہا کہ لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہی کہ جن شخصون کو وہ چاہے اس قانون سے مستثنی کر دے ۔ چنانچہ جس وقت یہ قانون پنجاب مین پہنچا تو سر مونٹ گومری لفٹنٹ گورنر پنجاب نے پنجاب گزٹ مین جو اوسکو مشتہر کیا تو اوسمین عیسائیونکو مستثنی کر دیا ۔ اور لارڈ کےننگ نے عیسائیون کے لیئے یہ رعایت کی کہ حکم جاری کر دیا کہ جو والنٹیر کی پلٹن مین بہرتی ہون وہ اس قانون سے مستثنی

کیے جاوین اگرچہ والنٹیر بننے کے لیے اور خیر خواہ پارسی اور ہندو و مسلمانون نے درخواست کی۔ مگر وہ نامنظور ہوئی۔ یہ مخصوص عیسائیون ہی کے ساتھ رہی۔ مگر یہ والنٹیر کا کام ہندوستان مین سرسبز نہین ہوا۔

(۷) جو ضلع **دارجیلنگ** کہلاتا ہی وہ **سکم** کا ملک کہلاتا تہا۔ اور وہان ایک راجہ راج کرتا تہا ۱۸۱۶ء مین **نیپال** کی لڑائی مین وہ فتح ہوا۔ اور جب نیپالیون سے ۱۸۱۶ء مین صلح ہوئی تو وہ راجہ سکم کو دیدیا گیا۔ مگر جب یہ معلوم ہوا کہ دارجیلنگ ایسا مقام ہی کہ جہان کی آب و ہوا انگریزون کے دل و دماغ و جسم کو تر و تازہ کرتی ہی اور مریضونکو صحت بخشتی ہی اور ضعیفونکو تقویت دیتی ہی۔ تو وہ راجہ سکم سے ۱۸۳۵ء مین لے لیا گیا اور اوسکے عوض مین تین ہزار روپیہ حق مالکانہ دینا قرار پایا۔ ۱۸۴۹ء مین ڈاکٹر ہوکر جو علم نباتات کے بڑے عالم تہے ہمالیہ پہاڑ کی سیر کو تشریف لے گئے۔ تو لارڈ **ڈلہاوزی** نے ڈاکٹر **کیمبل** ایجنٹ گورنر جنرل سکم کی معرفت راجہ سکم سے درخواست کی کہ وہ ڈاکٹر ہوکر کو اپنے ملک مین نباتات کی تحقیقات کرنے دین۔ مگر ڈاکٹر صاحب کو سکم والون نے اجازت اس تحقیقات کی نہین دی۔ ڈاکٹر کیمبل صاحب گورنمنٹ کی اجازت سے ڈاکٹر ہوکر صاحب سے ملے۔ اور راجہ سے ملاقات کے لئے اوسکے دارالسلطنت مین اونکو لے گئے۔ مگر جب راجہ نے ملاقات سے انکار کیا تو وہ دارالسلطنت سے چل دیئے۔ مگر راہ مین پچاس مسلح سکم والون نے ان دونون ڈاکٹرون پر حملہ کیا اور ڈاکٹر کیمبل کے ہاتھ پیر باندہ لیئے گئے۔ اسکا سبب یہ تہا کہ ڈاکٹر صاحب سے راجہ کا دیوان ناراض ہو گیا تہا۔ کچھ دنون پہلے ایک نیپالی عورت کو ڈاکٹر صاحب نے اس دیوان کی غلامی سے آزاد کرایا تہا۔ دونون ڈاکٹر راجہ کے دارالسلطنت مین ایک مہینہ ۲۵۔ دسمبر تک قید رہے۔ اور وہان اونپر سخت تشدد رہا۔ جب انگریزی لشکر یہان سے گیا تو وہ رہا ہوئے۔ اس قصور کی سزا راجہ کو یہ دی گئی کہ وہ تین ہزار روپیہ سالانہ جو دارجیلنگ کے عوض مین حق مالکانہ دیا جاتا تہا موقوف کر دیا گیا اور سرکار نے اوسکو اپنی عملداری مین شامل کر لیا۔ ۱۸۶۰ء مین ڈاکٹر کیمبل نے لکہا کہ اہل سکم انگریزی عملداری کی رعایا مین سے آدمیونکو پکڑ کر لیجاتے ہین۔ اور تجارت کے مزاحم ہوتے ہین اور تاجرون کو لوٹتے ہین۔ اسپر گورنمنٹ کا حکم ڈاکٹر صاحب کو ہوا کہ سہ بندی سپاہ یکو

دارجیلنگ

جو خاص ہمین کے واسطے نوکر کیئے گئے تہے لیجا کر سکم کے ایک حصے پر قبضہ کرلین۔ غرض اس تہوڑے
سے لشکر نے ۳۰۔ نوامبر کو سفر کیا اور **دارجیلنگ** سے چالیس میل کے فاصلے پر ایک گانو کو لے لیا
ایک مہینے تک یہان یہ قلیل لشکر مقیم رہا۔ بعد اوسکے اوسپر دشمنون نے حملہ کیا۔ جسکے سبب سے یہ تھوڑی
سپاہ اپنی توپ مین آپ مینخ ٹھوک کر دارجیلنگ کو واپس چلی آئی۔ یہ مراجعت ایک ہزیمت تہی۔ راہ مین
پانچوان حصہ اس سپاہ کا غارت ہوگیا۔ اس فتح سے اہل سکم پھولے نسمائے اور اونہون نے دارجیلنگ پر
حملہ کرنیکا ارادہ کیا۔ یہان سے سپاہ کرنیل **گالر** کے ماتحت روانہ ہوئی اور ۹۔ مارچ سنہ ۱۸۶۱ع کو دار السلطنت
مین جا پہنچی۔ راہ مین کچھہ مقابلہ خفیف سا دشمنون نے کیا۔ آخر کو آنریبل **ایش لی ایڈن** کی
معرفت صلح ہوگئی۔ اور شرط صلح یہ ٹھہری کہ راجہ کے دار السلطنت مین ایک ریذیڈنٹ انگریزونکی طرف
سے رہیگا چنانچہ پہلا ایجنٹ گورنمنٹ کی طرف سے **چھیبو لاما** مقرر ہوا اس شخص کا حال بہت کچھہ ہم
بھوٹان کے حال مین لکہینگے پھر اس راجہ نے سر نہین اوٹھایا۔ اپنے زبردست ہمسایہ سے صلح
کے ساتھہ زیردست بنکر رہنا اختیار کیا۔

(۸) جس زمانے مین کہ مشرقی کرہ مین پھر قحط اور وبا اور طغیانی دریا سے بربادی کر رہا تھا اور آبادی
کی ویرانی بنا رہا تھا مغربی کرہ مین لڑائی اور جنگ عمدہ عمدہ سرزمینون کو اوجاڑ اور ویرانہ بنا رہی تہی
اور ہندوستان کو ایک عجیب طرح کا فائدہ پہنچا رہی تہی۔ اس اجمال کی تفصیل یہی کہ سنہ ۱۸۶۱ع مین
جب روئی کی آمد امریکہ سے **انگلستان** مین کم ہوئی تو وہان کے لوگون کی اسپر توجہ ہوئی کہ
ہندوستان مین اوسکے واسطے تدابیر کرنی چاہیئے۔ اور **منچسٹر** مین یہان کی روئی کے انبار لگانے
چاہیئین۔ یہ نسمجھنا چاہیئے کہ ہندوستان کی روئی کا خرچ انگلستان مین اس امریکہ کی لڑائی کے سبب
سے زیادہ ہوا تھا نہین بلکہ وہ بغیر اوسکے ساٹھہ برس کے عرصہ مین (سنہ ۱۷۸۵ع سے لیکر سنہ ۱۸۴۵ع تک)
ہر پندرہ برس کے اندر اوسکا سہ چند خرچ ہوتا جاتا تہا یعنی جو خرچ سنہ ۱۸۰۰ع مین تہا وہ سہ چند سنہ ۱۷۸۵ع
کے خرچ سے تہا۔ اور جو خرچ سنہ ۱۸۰۰ع مین تہا اوس سے سہ چند خرچ سنہ ۱۸۱۵ع مین تہا اور علی ہذا القیاس
سنہ ۱۸۴۵ع اور سنہ ۱۸۶۰ع کے درمیان مین بہی روئی کا صرف زیادہ ہوا مگر اسقدر نہین بڑہا جیسا کہ پہلے

بڑہا تہا۔ ۱۸۴۵ء و سنہ ۱۸۶۰ء کے درمیان روئی کی مانگ روز بروز زیادہ ہوتی گئی۔ اور اوسکے ساتھ
قیمت بہی بڑہتی گئی۔ جنوبی امریکہ مین باوجودیکہ غلامون سے کام لیا گیا تہا مگر پہر بہی مَینچیسٹر کی
مانگ کو پورا نکرسکے اسلیئے روئی کی تجارت کا اجارہ اوسکے ہاتھ سے نکل گیا بمبئی سے لورپول
مین روئی جانے لگی اور امریکہ کی لڑائی سے پہلے ہی اوسکی تجارت بہت بڑہ گئی۔ اب اس لڑائی نے
روئی کی قیمت کو اور بہی بڑہا دیا۔ اسلیئے مزارعین ہند کو اوسکی زراعت کی طرف رغبت ہوئی۔ مگر پہر
تجارت مین تشنج بہی ایسا آگیا کہ برسون کے بعد بہی اوسکے ہاتھ پیر سیدہے نہوئے۔ سنہ ۱۸۶۱ء مین روئی
کی قیمت چار روپے سے نو روپے ہو گئی۔ اور دس لاکھ گٹھریون کی مانگ معلوم ہوتی تہی کہ اس سال مین
ہوگی۔ مگر ابہی سال ختم نہین ہوا تہا کہ انگلستان اور شمالی ریاستہاے امریکہ مین آمادگی جنگ کی خبر آئی
اس سبب سے روئی کی تجارت کا کچہہ ٹہکانا نہین رہا۔ لوگونکو معلوم ہوا اوسمین اوتار چڑہاؤ ضرور ہوتا رہیگا
اس لڑائی کے سبب سے امید ہوتی تہی کہ جنوبی امریکہ سے روئی پہر آنے لگیگی۔ مگر یہ افواہ تہوڑے ہی دنون
رہی۔ بعد اوسکے کچہہ اصل اوسکی نہ نکلی اسلیئے کئی برس تک روئی کی تجارت مین خوب لوگونکے پو بارہ
ہوئے اور ایک ایک کے بیس بیس ہوئے۔ بمبئی مین ہُن برسنے لگی۔ روئی کی زراعت سے بعض اضلاع
کے زمینداروں کو وہ دولت ہاتھ لگی کہ اونہون نے اپنے چھکڑون کی ہالین چاندی کی بنائین۔ اور مکانون
مین سونے چاندی کی اینٹین لگالین۔ گورنمنٹ بہی ایسی غافل نتہی کہ ہندوستان کے لیئے روئی کو
پکی چاندی نہ بنا دے اور اپنی رعایا کو دولت سے مالامال نکر دے۔ مگر یہ ظاہر تہا کہ اوسکے اختیار مین جو
اسکے سوا کیا تہا کہ وہ روئی کی زراعت کو وسعت دے۔ مگر بڑا نقصان یہان یہ تہا کہ آمدورفت کے لیئے
سڑکین اچہی نہ تہین۔ جو اضلاع پنبہ خیز تہے اونمین ساحل بحر مین آمدورفت کی راہین خراب تہین اور کہین
کہین بالکل نہ تہین اسوقت ان آمدورفت کی راہون کی اور روئی کے دبانے اور ایک جگہہ سے
دوسری جگہہ اوسکے لیجانے کے بڑے سامان ہوسکتے تہے۔ اور یہ امید بہی ہوسکتی تہی کہ اگر اوس کے
بیج بہار۔ بنگال اور ممالک مغربی مین اور سی آئیلنڈ کے بیج سندربن اور خلیج بنگال کے
دونون طرف بوئے جائینگے تو یہان بہی روئی ایسی عمدہ پیدا ہوگی جیسی کہ مصر اور جنوبی امریکہ مین

ہوتی ہی۔ مگر ہندوستان تو ایسا ملک ہی کہ کسی اَور جگہہ کی چیز یہان کیسی ہی افضل آئے وہ ارذل ہوجاتی ہی۔ خواہ اوسمین آدمی ہو یا حیوان ہو گھوڑا ہو یا گدہا یا بھیڑ ہو یا کتا ہو۔ بہلا یہ نباتات یہان کلیہ قاعدہ سے مستثنیٰ ہوتی۔ یہ بیج بہی یہان کے کہیتونمین پڑکر نکہتر ون گئے ہو گئے۔

(۹) اب گورنمنٹ کا بڑا کام یہ تہا کہ ریلوے کے طول کو بڑہائے نئی سڑکین بنائے اور پرانی راہونکی مرمت کرائے۔ ان مطالب کے پورا کرنے کے واسطے جناب لارڈ کےننگ صاحب نے ۶۲-۱۸۶۱ع کے بجٹ تعمیر عمارات سرکاری کے لیئے پانچ کروڑ روپے درج کیئے اور ۴ - اپریل ۱۸۶۱ع مین کونسل کے روبرو اوسکو پیش کیا۔ اس روپے مین سے زیادہ تر روپیہ سڑکون کے بنانے کے واسطے تجویز کیا تہا۔ انہون نے بیان کیا کہ جو اضلاع پنبہ خیز ہین اونکے اندر ان سڑکون کے بنانے مین زیادہ تر روپیہ صرف کیا جائے تاکہ ہندوستان سے امریکہ کی روئی کے نقصان کا انگلستان مین پورا پڑ جائے۔ کسی کو اسمین شبہہ نہین ہو سکتا کہ ہندوستان اور انگلستان کے درمیان روئی کی تجارت کے وسعت پانے سے دونون ملکون کو منفعت اور سودمندی کثرت سے ہوگی۔ جنوبی امریکہ اور اوسکی شمالی ریاستونمین فقط لڑائی غلامونکی آزادی پر ہوئی تہی۔ غلامونکی آزادی وہ ہی جسکے لیئے ولبرفورس نے کیا کیا سعی اور کوششین کی اور اہل انگلستان نے اوسمین دولت نقد کا دریا بہا دیا۔ اور چاندی کو پانی سے کم قیمت اس کام مین جانا۔ اگر غلام جو امریکہ مین روئی پیدا کرتے ہین آزاد ہو گئے۔ اور مزدور اپنی مرضی کے موافق مزدوری لیکر روئی کی کاشت کرنے لگے۔ اور اس سے روئی اَور ارزان فروخت ہونے لگی تو جس بات کے لیئے غلامونکی آزادی چاہتے ہین وہ حاصل ہو گئی۔ پس ایک تو تجارت کا فائدہ اور دوسرا اخلاق کا فائدہ اسمین ہی۔ سوائے اسکے اونہون نے یہ بہی فرمایا کہ سڑکون کی آمد و رفت کے لیئے سہل وسائل پیدا کرنے کے واسطے ایسے قوانین معاہدہ ٹہیک ٹہیک بنائے جائین کہ جب کوئی اوسکو توڑے تو پورا عدالت سے اوسکا علاج کیا جائے۔ اور اون انگریزونکو کہ گورنمنٹ سے کچہہ علاقہ نہین رکہتے اونکو ان امور کے ساتھہ تعلقات پیدا کرنے کی ترغیب ہو اور کوئی ہندوستانیون کی بہی حق تلفی نہو اور انصاف اور عدالت مین بہی فرق نہ آئے۔

قانون معاہدہ

(۱۰) قانون معاہدہ کا ذکر اوپر آیا ہی اسلیئے ہمکو اوسکا ذکر کرنا ضرور ہوا۔ یہان کونسل گورنر جنرل نے ایک مسودہ قانون معاہدہ کا تیار کیا جسکا منشا یہ تہا کہ اگر اون مقدمات مین کہ دیوانی عدالت سے فیصل ہوتے ہین کوئی اپنے معاہدے کو توڑدے یا اوسمین دغا اور فریب کرے تو وہ مجرم فوجداری ٹھہرے۔ اور اسکے جاری کرنیکے لیئے سب ممبران کونسل سواے سر آر نیپیر (لارڈ نیپیر آف مگڈالا) کے متفق الراے تہے۔ یہ صاحب اس مضمون کو خوب سمجھتا تہا۔ اور ہندوستانیونکے دلون کا حال خوب جانتا تہا کہ وہ ایسے قانون معاہدہ کا نام قانون غلامی رکہینگے اور اونکے اس خیال کی زیادہ تقویت ہوگی کہ بعض قانین انگریزی مین مغلون کی حکومت شخصی سے بہی زیادہ سختی و جبر ہی معاہدہ کے لیئے جو اصول ساری شایستہ گورنمنٹوں مین قائم ہو چکے تہے اونکو ہندوستان کے لیئے توڑنا ستم تہا نیل کے انگریزون کے باب مین بہی اس قسم کے قانون معاہدہ کو سر چارلس وڈ وزیر اعظم نامنظور کر چکے تہے۔ ایکی دفعہ پھر بڑے بڑے یہانکے حاکمون اور افسرون نے کوشش کی کہ اوسکو وزیر ہند منظور کرلین۔ مگر اس فرزانہ عدالت پسند وزیر نے اوسکے مسودہ ہی کو نامنظور کیا۔ اگر یہان کی گورنمنٹ اوسکو ایکٹ بنا بہی دیتی تو اوسکو وہ منسوخ کردیتے۔ غرض اسوقت مغربی گورنمنٹ نے اپنی مشرقی رعایا کو دکہا دیا کہ وہ کیسی بردست حکومت ہندوستان کی گورنمنٹ پر رکہتی ہی اس سے ہندوستانیونکے دلونمین اوسکی وقعت اور عزت زیادہ ہوگئی۔ پہلے کبہی ہندوستانیونکو انگلستان کی گورنمنٹ کی ایسی بردستی اور گورنمنٹ ہندکی زیردستی نہین ظاہر ہوئی تہی۔

ویران زمینون کا فروخت ہونا

(۱۱) جب روئی کی تجارت کا بازار گرم ہوا تو جناب گورنر جنرل نے ۱۷۔ اکتوبر ۱۸۶۱ء کو ایک رزولیوشن درباب فروخت اراضی افتادہ اور ترک مالگذاری اراضی اس غرض سے جاری کیا کہ اگر انگلستان کے باشندے اون اضلاع مین آباد ہوجائین جو ویران پڑے ہین اور جہان کی زمین مین تردد نہین ہوتا اور وہان کی آب ہوا کی موافقت اونکی زیست بہی ممکن ہو اور کوئی ضرر بہی اونکی طبیعت پر وہان کاروبار اختیار کرنے سے نہو اور گرد نواح کے علاقون مین انگلستان کے زر اور ہنرمندی اور جرأت سے معاملات زراعت اور سبیل آمد و رفت اور تجارت مین ترقی اور افزایش ہوے تو ضرور اہالی ہند کے لیئے

نتایج احسن پیدا ہونگے اور امید قوی ہی کہ جب انگریز اقامت مستقل یہان اختیار کرینگے اور اقوام
وحوش سیرت سے جوان اضلاع ویران اور افتادہ مین یا اونکے قرب جوار مین بستی ہین ایسا ربطا اور اتحاد
پیدا ہوجائیگا کہ ملکہ معظمہ کی ہندوستانی رعایا کی بعض جماعت ہائے کثیر التعداد کو نہ صرف امور دنیوی مین
بلکہ دینی مین بہی اتنی ترقی حاصل ہوگی کہ حسب قیاس گورنمنٹ سرکار کے معمولی ذریعون سے حاصل
ہونی غیر ممکن ہی۔ اسلیئے یہ قاعدہ مقرر کیا گیا کہ جو شخص چاہے اراضی افتادہ خرید لے جنگل کی زمین
کے واسطے فی ایکڑ عہ اور جس زمین پر جنگل نہو اوسکی قیمت فی ایکڑ صہ اور یہ بہی حکم تہا کہ جو شخص
چاہے ترک مالگذاری کر لے اور اس امر کے واسطے بیس برس کی مالگذاری قرار پائی تہی یعنی جو آدمی
بیس برس کی مالگذاری یکمشت ادا کر دے پہر وہ زمین اوسکی ہوجاے۔ اور آیندہ سرکار مالگذاری کچہہ نہ لے
یہ بیس برس کی مالگذاری اسلیئے ٹھہری تہی کہ اس قیمت سے پانچ روپیہ سیکڑا کے سود سے سرکار کو
وہی آمدنی ہوتی تہی جو مالگذاری سے ہوتی۔ پس جو روپیہ اس طرح سرکار کو ہاتھہ لگتا وہ پانچ روپیہ سیکڑا
سود پر لگا دیا جاتا جس سے سرکار کو کچہہ نقصان نہوتا یعنی جو آمد مالگذاری کی بند ہوتی اوسکے عوض
مین سود کی آمدنی ہوتی۔ جو قرض سرکار پر پانچ روپیہ سیکڑا تہا وہ چکا دیا جاتا اور آیندہ سود دینا نہ پڑتا
یہ خرچ کی کفایت بہی آمد کے برابر ہوتی۔ مگر اسمین یہ قباحت تہی کہ اگر تمام زمین کی قیمت بیس برس
کی مالگذاری کے حساب سے سرکار مین داخل ہوجاتی تو اسقدر روپیہ خزانہ مین بافراط جمع ہوجاتا کہ
اوسکا صرف فائدہ کے ساتھہ ممکن نہ تہا۔ اسی واسطے دانشمند گورنمنٹ نے یہ قید لگا دی تہی کہ ہر ضلع
مین اسقدر زمین اس حساب سے دیجاے کہ اوس سب کی مالگذاری ضلع کی مالگذاری کے دسوین حصہ
سے زائد نہو ظاہر ہی کہ اہل ہند اس حساب پر زمین بہت کم لیتے کیونکہ وہ اپنے روپے کو بہت سے
روزگارون مین آٹھہ آنہ سیکڑے کے سود پر باسانی چلا سکتے ہین اور پانچ روپے سیکڑا سالانہ مین تو
ساڑہے چہہ آنہ کا سود بیٹھتا ہی۔ اور قحط سالی وغیرہ آفات ارضی وسماوی کی صورت مین اوتنا بہی پڑتا۔
سواے اسکے ہندوستانیون کے دلون مین برٹش گورنمنٹ کے استقلال حکومت پر اعتبار نہین
اور نہ وہ گورنمنٹ کے وعدون اور اقرارونکو سچ جانتے ہین۔ مگر یہ باتین انگریزون مین نہین اسلیئے کہ

اول تو انگلستان مین اکثر سود چار آنہ سیکڑا ہوتا ہی اسواسطے وہان کے اہل سرمایہ اراضی لینے پر زیادہ
راغب ہوتے۔ اور اسکے منشا اس رزولیوشن کا پورا ہوتا۔ مگر سر چارلس وڈ وزیر ہند نے
ان تدابیر کو ناپسند کیا۔ اور واقع مین وہ ناپسند ہونیکے قابل ہی تھین۔ فائدہ اوسمین تھوڑا اور نقصان
بہت تہا۔ اہل انگلستان کی رائے ہوئی کہ ہندوستانیون اور انگریزون مین تو ارتباط و اتفاق ہونا تو
ایک زمانہ دراز پر موقوف ہی بلکہ بالفعل اختلاف عادات اور اوضاع کے باعث نااتفاقیان سر دست موجود
ہوتین اگر انگریز سرمایہ دار یہانکے زمیندار بنجاتے تو ہندوستانیونکے ہاتھ سے شغل زراعت بہی جاتا رہے
فقط قلیون اور مزدورونکی طرح ان صاحبونکی خدمت کرکے پیٹ پالا کرین جس سے زمینداروں کے دل
مین گورنمنٹ کے ساتھ نہایت بغض اور عداوت پیدا ہوتی۔ گو گورنر جنرل کے رزولیوشن مین اس
بات پر بڑا خیال کیا گیا تہا کہ کسی کی حق تلفی ہو اور کاشتکارون کے حقوق باقی رہین۔ ایک نیا
رزولیوشن وزیر ہند کا ۸۔ جون ۱۸۶۲ء کو جاری ہوا۔ اوسمین یہ لکھا گیا کہ قطعات عظیم افتادہ زمینون کے
جدا جدا مقرر کیے جائین اور سوچکر گورنمنٹ پہلے اونکی قیمت کی تشخیص کرے اور پھر اوس سے زائد قیمت پر
وہ نیلام کیے جائین۔ اب ظاہر ہی کہ جب کسی قطعہ اراضی کی ایک خاص قیمت کا مقرر کرنا گورنمنٹ کے
اختیار مین ہوا کہ جن لوگون کی آبادی کو وہ اپنے حق مین مضر سمجھے اونکو زیادہ نہونے دے۔ ایسی قیمت
مقرر کرے کہ اوسکو وہ خریدار نہ خریدے۔ سو یہ امر بہی ہندوستان مین سہل نہین کہ کسی غیر آباد زمین
کی پیداوار صحیح تشخیص کرلے اور اوسکی پیمایش آسانی سے کرلے۔ غرض ایسی شرائط سے انگریزون
کے تو خود حوصلے پست ہوگئے۔ اونمین سے جنہون نے زمینین خریدین تہین مگر پوری تکمیل اوسکی نہین ہوئی
تہی اونہون نے یہ کہا کہ ہم نے دہوکا کہایا۔ غرض جو منشا گورنر جنرل کی کونسل کا تہا اوسمین کہنڈت
پڑگئی۔

(۱۲) ۱۸۵۸ء کا غدر بہی کیا طوفان تہا کہ سیکڑون بڑی چیزون کو اوڑا لے گیا اور بہت سے
پرانے دستورون کو ایسا جڑ پیڑ سے اوکہاڑکر پہینکدیا کہ کہین اونکا پتا نرہا۔ پرانے دستور کے موافق
گورنمنٹ کو اسمین ایسی دقت پڑتی تہی کہ وہ روپیہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرے۔ پہلے

خزانون مین کلکٹر کے ہان روپیہ جمع ہوتا تہا اور ایک ضلع کا کلکٹر دوسرے ضلع کے کلکٹر پاس نوکرون کی تنخواہ اور سرکاری کامون کے لیئے بل بہیجا کرتا تہا۔ اور جب ایک ضلع کے خزانے مین روپے کا توڑا ہوتا تو دوسرے ضلع کے خزانے سے روپیہ یون آتا تہا کہ ہندوستانی سپاہ کسی انگریزی افسر کے ماتحت اوسکی محافظ ہوتی تہی۔ سخت موسمون مین اس انگریزی افسر کی بڑی کمبختی ہوتی تہی۔ اور کیسی اوسکی جان پر آن بنتی تہی۔ مگر اب یہ ساری تکلیفین رفع ہوگئین۔ اور کاغذ زر سکہ رایج الوقت بنا۔ اور پرانے خزانونکی جگہہ کلکتہ۔ بمبی۔ مدراس مین بنک قائم ہوگیے اور وہی کاغذ زر کے ایجنٹ مقرر ہوگیے۔ اور اونہون نے اپنے سرکل (قسمتین) مقرر کین جنمین یہ کاغذ زر برابر بہاؤ پر بدلا جانے لگا۔ انگریز تو ان کاغذونکو بے تکلف کام مین لانے لگے۔ مگر ہندوستانی ابتک اپنی پرانی ہنڈیونکو ترجیح دیتے تہے۔ اور یہ سمجہتے تہے جو ہنڈوی کاغذ کا ٹکڑا ہی وہی یہ کاغذ ہے نہ سونا وہ ہی نہ یہ۔ سمجہہ کا پہیر ہی۔

(۱۴) سارے بنگال مین زراعت نیل نے ایک ہنگامۂ فساد برپا کر رکہا تہا۔ آخر کو رعیت نے اس بات پر اتفاق کر لیا تہا کہ زمیندارون کو خواہ وہ انگریز ہون یا ہندوستانی زر لگان نہ ادا کیجیے اور نیل کے انگریزون کی جو کوئی خدمت کرے اوسکو ذات سے خارج کر دیجیے۔ اسکی تحقیقات کے واسطے ایک کمیشن مقرر ہوا۔ جناب مورس صاحب اور مونٹ ریسر صاحب اوسکے ممبر مقرر ہوئے مگر اس کمیشن کی تحقیقات کا جو نتیجہ پہلے سے سوچا گیا تہا وہ ظہور مین نہ آیا۔ ان دونون ممبرون نے متفق ہوکر کام نہ کیا۔ ایک کمشنر نے ایک طرف کے اضلاع لیئے دوسرے کمشنر نے دوسری طرف کے لیئے ایک کی تحقیقات کچہہ تہی۔ دوسرے کی کچہہ۔ دونون کی تحقیقات کے مختلف و متضاد نتیجے پیدا ہوتے تہے۔ ایک کمشنر کی یہ تحقیقات تہی کہ رعیت کا چال چلن و رویہ نہایت نیک ہی اور وہ کچہہ نیل کے انگریزون کے ساتھہ دل مین غبار نہین رکہتی۔ دوسرے کمشنر کی تحقیقات کا یہ خلاصہ تہا کہ رعیت نہایت دغا اور فریب اور عہد شکنی اور سازش اور سرکشی کے کام کر رہی ہی۔ ظاہر ہی کہ ایسی تحقیقات کیا اعتبار اور میزان عدالت مین کیا وزن رکہہ سکتی ہی۔ رعیت نے نیل بونے کی قسم کہائی کہ

کبھی نہین بوئینگے۔ نیل کے انگریزون نے رعیت کو کہدیا کہ اگر نیل نہ بوؤگے تو زرلگان دوچند لیا جائیگا۔ مگر یہ علاج رعیت کا تو وہی انگریز کر سکتے تھے جو نیل بھی بواتے تھے اور خود زمیندار بھی تھے مگر جو زمیندار نہ تھے اونہون نے نیل سے ہاتھ کھینچکر چاولے کی کاشت شروع کی۔ موریس صاحب جو اضلاع سپرد ہوئے تھے وہان کے کاشتکارون نے زمیندارونکو لگان نہ ادا کیا اور یہانتک جھگڑے کی نوبت پہنچی کہ قانونی مداخلت کرنی پڑی۔ اب رعیت نے دیکھا کہ جن ہمارے سرگروہون نے سبز باغ دکہایا تہا وہ اونکو چھوڑکر علیحدہ ہوگئے۔ اور اونکو اپنی لڑائی آپ لڑنی پڑی۔ جو روپیہ نیل کی تقاوی کا ملا تہا اوسکو کھاپی کر ختم کیا اب احتیاج کے لیے محتاج ہوئے۔ "مرے پہ سودرے" چاولونکی فصل کو بہی طغیانی آب بہا کرلے گئی۔ جب پانی کی سیلاب خشک ہوئی تو وبائی بخار نے پیچہا اونکا لیا۔ غرض دونون فریق اس کشمکش مین برباد ہوگئے۔ اوس سے نیل کے کارخانہ پر ایسا صدمہ پہنچا کہ پھر وہ نہ پنپا۔

(۱۴۹) ہیر نگٹن صاحب نے ایکٹ محکمہ مطالبہ خفیفہ کا بنایا۔ جو اس سال مین بنگال کے سولہ ضلعون مین جاری ہوا۔ اسمین خفیف مقدار کے دعوؤن کا فیصلہ سرسری طور پر ہونے لگا۔ نمبری مقدمات کی مشکلون سے ایسے مقدمون مین لوگون کو نجات ہوئی۔ اور اونکا اپیل بہی نہین ہوتا تھا۔ پولیس کا جو نیا انتظام ہوا تہا وہ اس سال مین بنگال مین پہلے جاری ہوا۔

مدراس اور بمبئی کی پریسیڈنسی مین کوئی بات قابل لکھنے کے ظہور مین نہین آئی۔ سر ولیم ڈینیسن۔ آسٹریلیا سے مدراس کی گورنری پر آئے۔ اونکو یہان کے لوگ کم پسند کرتے تھے اونکی بڑی شکایت اس بات کی تہی کہ وہ کچہ کام نہین کرتے تھے۔ یہ شکایت نہین تہی کہ وہ برا کام کرتے ہین۔ یہی وہ عیب تھا جو اول اول لارڈ کے ننگ مین اونکے ہموطنون نے لگایا تہا۔ یہ خیال لوگون کے دلون مین پیدا ہوتا تہا وہ اونکی اپنی غلط فہمی سے پیدا ہوتا تہا۔ وہ یہ نہین سمجھتے تھے کہ یہ دونون دانشمند پہلے اس سے کہ کوئی اپنا انتظام شروع کرین اپنے عہدہ جلیلہ کے مشکل کامون کے رموز کو سمجھتے تھے اور سوچتے تھے۔ اور اپنے فرائض منصبی کے نکات کو سیکھتے تھے۔ او

ایسی توقع کرنی ہوگی تہی کہ وہ ایسے ایک ملک مین جو بالکل نیا اور اجنبی ہو آتے ہی بیدہڑک اپنی
تدابیر کو بغیر تامل اور غور کے کام مین لائین ۔ سر ولیم ڈینی سن کے روبرو جب قانون زمینداری پیش
ہوا تو اونہون نے اوسکو ملتوی کر دیا ۔ مگر ریلوے کی تیاری مین اونہون نے سرگرمی اور ثابت قدمی
ظاہر کی اور شیلگری کے پہاڑون مین سن پونا کی کاشت شروع کرائی ۔ لارڈ کیننگ کے
حکم جو غیر آباد زمینونکی فروخت کے باب مین تہا اوسکی تعمیل مین نہایت عرق ریزی کی ۔ وینا ڈ
مین یہ امید تہی کہ قہوہ کی پیداوار مین سیلون کا ہم پلہ ہو جائیگا اوسمین قہوہ کی کاشت شروع کرائی ۔
گورنمنٹ ہند سے جو اصلاحین گورنمنٹ کی ہوئین اون سے پورا فائدہ دونون احاطہ مدراس و
بمبئی نے اوٹہایا ۔ روئی کی تجارت کا بازار بڑا گرم ہوا ۔ مگر بمبئی مین اس تجارت کی کسر ہی خوب نکلی ۔
بڑے بڑے تاجرونکے دوالے نکلے ۔ ان تاجرون نے تجارت کو اس طرح شروع کر دیا تہا جیسے کوئی روپیہ قرض
لیکر قمار بازی شروع کرے ۔ جیت مین سب کچہ تہا ۔ ہار مین گہر کے گہر تہے ۔

باب سوم

سنہ ۱۸۶۲ع

(۱) ۱۸ ۔ جنوری سنہ ۱۸۶۲ع کو نئی کونسل نے جلوس فرمایا ۔ اسوقت کونسل کے کمرہ مین جیسے ایک لیڈی
میئر کی خوش لباسی زیب مکان تہی ایسے ہی ہندوستانی ممبرون کی زرانددوز پوشاک آرایش محفل
تہی ۔ مہاراجہ پٹیالہ جناب لارڈ کیننگ کے جانب راست مین کرسی نشین تہے ۔ وہ ایام غدر
کے ہنگامون مین دل و جان سے سرکار ذوی الاقتدار کے مددگار ہوئے تہے ۔ اور حقیقت مین وہ میدان جنگ
مین جیسے سرکار دولتمدار کے لائق معین تہے ایسے کونسل کے کمرہ مین وہ قابل مشیر نہ تہے ۔ مہر تنکر راؤ وزیر
مہاراجہ سیندہیا شریک مجلس تہے جنکی نسبت بعض کی یہ رائے ہی کہ اسی وزیر خوش تدبیر نے مہاراجہ کو
دولت انگلشیہ کی وفاداری کی راہ مستقیم سے نہین منحرف ہونے دیا ۔ بعض کا خیال اسکے برعکس ہی کہ مہاراجہ
سیندہیا ہی نے اس وزیر کو خیرخواہی کی راہ سے بیراہ نہونے دیا ۔ مہاراجہ بنارس ہی چپ چاپ بیٹہے تہے ۔

مہاراجہ پٹیالہ نے جو پہلے بھی کئی دفعہ کونسل کے جلسہ مین بیٹھہ چکے تھے۔ ارباب کونسل سے یہ اجازت چاہی
کہ ایک ایسے قانون کا مسودہ پیش کرین کہ جس سے **ہندوستان** مین گائے کا گوشت کہانے کے
لیئے فروخت ہونا موقوف کیا جاے۔ اگرچہ شایستہ گورنمنٹ کے اصول سے ایسے ایسا نہ قانون کا جاری
کرنا خلاف مصلحت ہے جس سے کوئی انسان کی بہبودی متصور نہو۔ مگر ہندوستان ایسا ملک ہے کہ اگر اوسمین
یہ قانون جاری ہو جاتا تو ہندوؤنکو **برٹش گورنمنٹ** بچہ کی مان سے زیادہ عزیز ہو جاتی۔ اور
مسلمان بھی کچھہ اوسکا تعرض نکرسکتے اور جو اپنی اس حدیث کو سمجھتے کہ لَحْمُهَا دَاءٌ وَلَبَنُهَا دَوَاءٌ
تو اس قانون سے دلمین بھی ناراض نہوتے۔

یہ کونسل موافق ایکٹ کونسل ۱۸۶۱ء کے مرتب ہوئی تھی۔ یہ ہنگامہ غدر کا صدقہ تھا کہ یہ تین ہندستانی
صورتین اس کونسل کے کمرہ مین دکھائی دین۔ ہندوستان کی حالت تو مدتہاے دراز سے اوس بیمار کی سی تھی
کہ جسکو ایسے امراض لاحق ہون کہ طبیب حاذق یہ تو کہتا ہو کہ ضرور اوسکے اعضاء رئیسہ مین کوئی مرض
مزمنہ ہے جسکے سبب سے اوسکے تمام اعضاء مضمحل ہو رہے ہین۔ مگر مرض کے ظاہری آثار ایسے نمودار نہین کہ
اوسکی بخوبی تشخیص ہو اور نسخہ کی تجویز ہو۔ مگر ہنگامہ غدر روز بحران اس مریض کا تھا کہ اوسمین مرض
کی ایسی شدت ہوئی۔ کہ وہ ظاہر معلوم ہونے لگا اور اوسکی تشخیص آسانی سے ہونے لگی اور ادویہ مجرب اور
معجونہاے زود اثر کے استعمال کیطرف توجہ ہوئی۔ غدر کی وبا مین تو اس مریض کا علاج توپ و تفنگ نے اپنی
گولیون سے کیا۔ اوس سے اس بیمار کو ذرا نیند آگئی۔ مگر پھر اوسکے خون مین دوران پیدا ہوا اور اس
چلکر کہانے سے پاک و صاف ہو گیا۔ اور چٹ پٹ وہ تندرست و تنومند ہو گیا اور اپنے رخسارون کو سرخ و
سفید کرکے دکہانے لگا۔ منجملہ امراض ہند کی معجونون مین سے ایک یہ کونسل بھی تھی۔ جو ہندوستانی اور انگریزی
ممبرونکے اجزا سے مرکب ہوئی۔ انگریزی ممبر تو وہ تھے جنکے دماغ عالی توضیع قوانین اور آئین اور
نظم و نسق ملکی کے اصول کلیہ سے پر تھے۔ اور ہندوستانی ممبر وہ تھے جو حالات ہند کے جزئیات اور
ہندوستانیون کے دلون سے واقف تھے۔ یہ لیجس لیٹیف کونسل کچھہ ویسراے اور اونکے اکزیکیوٹو کے
کونسل کی خود مختاری مین مداخلت نہین کرتی تھی۔ یہ بات تو ہر شخص پر ظاہر ہے کہ ہندوستان مین

ہندوستانیونکی خود مختار گورنمنٹ نہین ہوسکتی۔ بہت مدتین چاہیئین کہ ہندوستانی ایسی تعلیم و تربیت پائین کہ اونمین قابلیت یہ پیدا ہو کہ وہ اپنی پارلیمنٹ اور کومن ہوس بنائین۔ اسمین شک نہین کہ سارے ہندوستان مین کہین کہین دو چار ایسے دانشمند صاحب دل اور عقل نظر آجاتے ہین کہ وہ قوانین پر اصول قوانین کے مطابق مباحثہ کر سکتے ہین اور نظم و نسق ملکی مین عمدہ تدابیر اور رائے بتلا سکتے ہین۔ مگر اونسے کیا کام چل سکتا ہی۔ پس اگر **انگلستان** ہندوستانیونکی پارلیمنٹ بنادے تو ملک سے دست بردار ہو۔

انگلستان اور اوسکی نوآبادیون اور مضافات مین لیجسلیٹف کونسل کا مفہوم جو لوگون کے ذہن مین ہی وہ یہ ہی کہ ایک مجمع ایسا کہ جسمین آزادانہ مباحثے ہوتے ہون اور رایونکا آپسمین مبادلہ ہوتا ہو۔ اور تمام معاملات و مقدمات مین کونسل کو اوس سے زیادہ وثاقت و متانت حاصل ہوتی ہی جسکے وہ حقیقت مین مستحق ہین۔ وہ ایک ایسا ساز ہوتا ہی کہ جسمین سے عام پسند آوازین نکلتی ہین اور وہ پبلک اوپنین (رای عوام) کی آلاپ سے اور زیادہ سریلی اور سنجیدہ معلوم ہوتی ہین۔ افسوس کا مقام ہی کہ جس کونسل کا نام یہان بھی ہی مگر اوسکا کام کچھہ اور ہی ہو۔ اہل انگلستان تو اس نام سے وہی معنی سمجھتے ہونگے۔ جو لیجسلیٹف کونسل کا درحقیقت مفہوم ہی کہ ہندوستان مین قوانین پر آزادانہ مباحثے ہوتے ہین اور اونمین پبلک اوپنین کا خیال ہوتا ہوگا۔ اور ہندوستانی ممبرونکی معرفت عوام کے خیالات بہی اوسمین دخل رکھتے ہونگے۔ مگر برخلاف سارے کام اس کونسل کے فقط ایک خاص گروہ کے ہوتے ہین جنکے سارے کام کیے کرائے کو وئیسرائے کا حکم یا وزیر ہند کی رائے منسوخ اور باطل کردیتی ہی۔ اور جو اوسکے غیر ملازم سرکار ممبر گورنر جنرل نے مقرر کیے ہون اونکا حال کونسل مین وہ ہو جو ہندسون مین صفر کا حال ہی۔ اگر کوئی شاعر اونپر سانگ کی پتلا ہوا کی پہوکنی کی پہبتی کہے تو خوب اونپر پہبے۔ بجائے اسکے کہ اونکی زبان آزادانہ گفتگو کرے وہ ہونٹھونکے انزر نہ ہلے۔ کونسل کے کمرے مین نقش دیوار بنے بیٹھے ہون۔

سنہ ۱۸۳۳ء سے سنہ ۱۸۶۱ء تک گورنمنٹ بمبئی اور مدراس مین کوئی کونسل اونکی نہ تھی۔ جو کلکتہ مین قانون بنانیوالے ہوتے تھے وہی ان پریزیڈنسیون کے لیے قانون بناتے تھے۔ سنہ ۱۸۳۴ء مین ہر پریزیڈنسی کی طرف سے ایک ممبر زیادہ کیا گیا اور سنہ ۱۸۵۳ء مین ہر پریزیڈنسی اور لفٹنٹ گورنری سے

ایک حاکم متصدر زیادہ کیا گیا کہ وہ اپنے علاقون کی گورنمنٹ کا قائم مقام ہوکر کونسل مین بیٹھا کرے اور پھر اسی زمانے مین سوپریم کورٹ کے دوجج کونسل کے ممبر مقرر ہونے لگے۔ مگر اس نئے ایکٹ کے موافق ہر پریذیڈنسی مین کونسل مقرر ہوئی کہ وہ اپنے لیے قانون بنایا کرے۔ مگر سپاہ اور کسٹم اور قرض سرکاری یا اور جو معاملات شاہی ہون اونمین مداخلت نہ کیا کرین۔ بمبئی کی کونسل ۲۲ جنوری کو اور مدراس کی کونسل ۱۴ فروری کو جلوس فرما ہوئی۔ سر ولیم ڈینی سن نے تین ملازم ممبر اور اسی قدر غیر ملازم ممبر مقرر کیے جنمین ایک ہندوستانی ممبر بھی تھا۔ بمبئی مین سر جارج کلارک نے سات ممبر مقرر کیے جنمین سب غیر ملازم تھے اور اونمین تین ہندوستانی ممبر تھے انگریزی اور ہندوستانی ممبرون کی کونسل مین بیٹھنے سے ہم پہلے ہی لکھہ آئے کہ ایک عمدہ معجون امراض ملکی کے لیے مرکب ہوسکتی ہے۔ مگر یہان ان دو اجزا کا حال حقیقت مین یہ تھا کہ انگریزی ممبر غیر ملازم کو تو تجربہ ان صدر مقامونمین ہندوستان کا اسقدر حاصل ہوسکتا تھا جیسا کہ اور انگریزونکو لنڈن مین حاصل ہوسکتا ہے اور ہندوستانی ممبرونکی کیفیت یہ ہے کہ وہ تعلیم یافتہ ہونے سے ہندوستانیونکے ساتھہ انگریزون سے بھی کم اونکو ہمدردی اور مروت ہوتی ہے۔ جو نوجوان تعلیم یافتہ بنگال اور بمبئی مین ہین وہ ایک نیا ہی گروہ ہندوستانیون سے جدا پیدا ہوگیا ہے شاید اونکو ہندوستانیون کا حال بھی کچھہ زیادہ انگریزون سے نہین معلوم ہوتا ہے۔

(۲) اب ہم وہ معاملات بیان کرتے ہین جنمین وزیر ہند نے اس کونسل کے کامون مین دخل دیا خاندان میسور کے وظیفہ اور پنشن کے باب مین جو مداخلت سر چارلس وڈ نے کی وہ لارڈ کیننگ کو ازحد ناگوار خاطر ہوئی۔ جب سری رنگ پٹن فتح ہوا۔ تو سنہ ۱۷۹۹ء مین حیدر علی اور سلطان ٹیپو کا خاندان کلکتہ مین بھیجا گیا اور اوسکا وظیفہ مقرر کیا گیا۔ ہر سال اس خاندان کی اولاد مین افزایش ہوتی گئی اور اونمین ہر شخص نے فقط عیش و طرب کے ساتھہ زندگی بسر کرنی شروع کی اور کچھہ فکر معاش مین عرق ریزی نہ کی۔ لارڈ ڈلہاوزی نے ان اسباب مین فیصلہ کیا کہ اس خاندان کی پنشن چارنسل تک قائم رہے اور بعد اوسکے موقوف کیجائے۔ مگر گورنمنٹ ڈائرکٹرز نے

خاندان حیدر علی اور سلطان ٹیپو کا وظیفہ

اس خیال سے کہ اہل انگلستان اس حرکت کو ناپسند کرینگے یہ منظور نہ کیا کہ خاندان میسور بھی
حضرت آدم کی اس مصیبت مین شریک ہو کہ روٹی جب تک نہ ملیگی کہ پیشانی پسینے سے تر نہو۔ غرض جب
اس کورٹ نے اولاد آدم کی شرکت سے اس خاندان کو محروم کیا تو اونھون نے بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھکر
خیرات خوری پر کمر باندھی ۱۸۶۰ء مین اس نسل کے بائیس بچے اور تیرہ پڑپوتے تھے پھر اونکے ساتھ اور کنبے
کے آدمی اور ملازم اور وظیفہ خوار اور سیکڑون اور بھوکے ننگے فقیر ہوئے تھے۔ اب دو باتین تھین کیا
اس خاندان سے افزون اور اونکے دم چھلون کی پنشن اور وظیفہ دوام کے لیئے مقرر کرنے چاہیئے یا اونسے یہ
کہدینا چاہیئے کہ تم اپنے کہانے کمانے کی خود فکر کرو۔ لارڈ ڈلہاوزی کا فیصلہ تو ابھی اوپر بیان
ہوا کہ چوتھی نسل کے بعد پنشن بالکل موقوف۔ لارڈ کیننگ کی بھی رائے یہ تھی کہ اونکے گذارہ کے
واسطے کوئی معین اور مستقل رقم مقرر کردیجائے جو عقل اور عدل کے خلاف نہو۔ اس خاندان نے یہانکا
رنگ ڈھنگ دیکھکر ارادہ کرلیا کہ اب انگلستان مین جاکر قسمت آزمائی کیجیئے۔

سر چارلس وڈ وزیر ہند کو یہ امر پسند نہین تھا کہ اس طرح سے یہ شاہزادے کاہلی اور سستی
مین عمر گنوائین ایسی تدبیر کرنی چاہیئے تھی کہ جس سے یہ خاندان اور عوام مین مل جل جائے اور بالکل
گورنمنٹ ہی پر بوجھ اونکا نہ پڑے۔ وہ اوس سے بے تعلق ہو کر بسر اوقات کی کوئی راہ نکالین۔
اسلیئے اونھون نے یہ قرار دیا کہ اس خاندان کی مختلف شاخین کلکتہ سے نکل کر جہان اونکا جی چاہے
جاکر بس جائین۔ اور ہندوستان کے سرمایہ سے ایک فنڈ ایسا مقرر کردیا جائے کہ اوسکے سود سے
اونکی گذر اوقات ہو۔ اسواسطے ایک لاکھ ستر ہزار روپیہ سالانہ وظیفون اور پنشن کے لیئے اونکے
واسطے مقرر کیا۔ اور اسی قدر روپیہ اونکو مکانات خریدنیکے لیئے دینا ٹھہرایا۔ غرض کل یہ خرچ باون لاکھ
روپیہ کا اونھون نے تجویز کیا ہے۔ فروری ۱۸۶۱ء کو گورنر جنرل کو لکھ بھیجا کہ مین نے برٹش گورنمنٹ
اور خاندان حیدر علی اور سلطان ٹیپو کے درمیان میسور کے فتح ہونے کے بعد جو تعلقات
پیدا ہوئے اونپر غور کی اور عہدنامہ ۱۷۹۹ء کے موافق اوس ملک کی آمدنی کا حساب کیا جو اس
خاندان کی پرورش اور پنشن کے لیئے مقرر کیا گیا تھا۔ اور لارڈ ولزلی کی رائے و تحریر کو دیکھا

اور اوس سے منشا دلی اونکا دریافت کیا اور خصوصاً ڈیوک ولنگٹن کی اوس تحریر پر توجہ کی جو اس
امر کی تاکید مین اونہون نے لکہی تہی کہ اس عہدنامہ کی شرائط پر پوری تعمیل کیجاے - جو فنڈ امانت
مین خاص اس خاندان میسور کے لیے سرکار مین جمع ہی اوسکے حساب کو دیکہتا ہون اور سنہ ۱۸۰۶ء مین
برخلاف عہدنامہ کے بے ضرورت پنشن کے مطالبہ مین کمی کی گئی اوسپر نظر ڈالتا ہون تو روپیہ کی
بچت سرکار کو اوس سے زیادہ ہوئی ہی جو بالفعل مین میسور کے خاندان کو دیتا ہون اور جو روپیہ بالفعل
خاندان میسور کو دیا جاتا ہی وہ اوس روپیہ سے کم ہی جو موافق عہدنامہ کے دینا چاہیے اور بہت سے اس
خاندان مین ایسے بوڑہے ہین کہ اونکے مرنے پر جو ملک کہ خاص اس خاندان کی پرورش کے لیے
مقرر کیا گیا تہا وہ بالکل سرکار ہی کا ہو جائیگا اور کچہہ اوسمین سے دینا نہین پڑیگا - غرض جو سلوک فیاضانہ
اسوقت خاندان کے ساتہہ کیا جاتا ہی وہ عدالت اور انسانیت کا مقتضا رہتا -

یہ مراسلہ اوس زمانے مین لارڈ کیننگ کے پاس آیا کہ یہان ہر افسر اپنا خون پانی ایک اسلیے
کر رہا تہا کہ تخفیف خرچ ہو اور جہان سے کوڑی بہی بچ سکے وہان سے بچائی جاے - اس مراسلہ کا
جواب اگست سنہ ۱۸۶۰ء کو لارڈ کیننگ نے وزیر ہند کو یہ لکہا کہ جسکا خلاصہ یہ ہی -

یہ زمانہ ایسا ہی کہ مجہے یہ عذر کرنا پڑا کہ اس خرچ کا بڑا بہاری بوجہہ ملک پر پڑیگا - ہر شخص اسوقت
اس امر پر حد سے زیادہ کوشش کر رہا ہی کہ خرچ کی تخفیف ہو - رعایا پر نئے ٹیکس کے لگانے سے
گورنمنٹ جہگڑون مین پڑ رہی ہی اور اوس سے رعایا کے دلون مین نفرت پیدا کرتی ہی -

ہوم گورنمنٹ کی بخوبی سمجہہ مین نہین آ سکتا کہ سول کے مختلف صیغون مین نہایت ضروری
خرچون کی واجب درخواستین گورنر جنرل کے پاس آتی ہین مگر وہ سب نامنظور ہوتی ہین - ہوم گورنمنٹ کو
واجب ہی کہ وہ ہمارے حال سے واقف ہو کہ کیا گذر رہی ہی - اس خرچ کثیر کا رنج اور افسوس فقط
گورنمنٹ ہی کو نہین ہی بلکہ اون لوگون کو بہی ہی جنپر اب انکم ٹیکس پہلی دفعہ لگی ہی اور اونکی طرف
سے اس عطا گورنمنٹ پر اعتراض ہوتا ہی - دستور یہ تہا کہ ہوم گورنمنٹ کے سامنے جب کبہی
نظام اور خاندان اودہ کے معاملات عظیم پیش ہوتے تو وہ گورنمنٹ سے صلاح کرتی تہی کہ کیا کرنا چاہیے

اورخصوصاً ایسے معاملات مین جہان زرکثیر صرف ہوتا تہا۔ مگر ایکی دفعہ یہ انوکہی بات ہوئی کہ اس مقدمہ مین گورنر جنرل مع کونسل کو خبر ہی نہین ہوئی کہ ہوم گورنمنٹ نے اس طرح فیصلہ کرنا چاہا ہے۔ اگر اس امر کی اطلاع پہلے سے گورنر جنرل کو ہوتی تو وہ اوسکا فرض تہا کہ وہ اون باتون کو بتلاتا کہ جنپر ہوم گورنمنٹ نے بالکل خیال ہی نہین کیا ہے۔

اس وزیر ہند کے مراسلے نے ویسراے کے اختیارات پر بڑا صدمہ پہنچایا تہا اسلیئے گورنر جنرل نے یہ اور زیادہ اپنے مراسلے مین لکہا کہ

غالباً یون ہے کہ شاہزادہ غلام محمد کے انگلستان جانیکا حال جب اور اعلی درجہ کے ہندوستانیونکو معلوم ہوگا اور اونکو گورنمنٹ سے مکرمت اور مرحمت کی ضرورت ہوگی تو وہ بہی انگلستان کا قصد کرینگے۔ اب وزیر ہند کو یہ خیال کرنا ضرور ہے کہ آیا ان دعوون کا فیصلہ انگلستان مین بغیر اسکے کہ گورنر جنرل مع کونسل سے اوسکے باب مین صلاح اور مشورہ کیا جاے۔ یا موافق دستور سابق مستغیثونکو یہ ہدایت کیجاے کہ وہ گورنمنٹ ہند کے روبرو اپنے معاملہ کو پیش کرین یا اوسکی معرفت اپنے مقدمہ بہیجین انگلستان کی آمدورفت کی آسانی اور تاج سلطانی کی حکمرانی سے ہندوستانیونکی نگہین اپنے معاملات مین انگلستان کی طرف ہونگی۔ اگر اونکے معاملات کا انفصال وہین سے ہونے لگا تو گورنر جنرل مع کونسل کی حکومت کچہہ بہی باقی نہین رہیگی اسلیئے اوسکے اقتدار اور حکومت قائم رکہنے کے لیئے ضرور ہے کہ ہندوستانی خواہ کسی شان اور رتبے کا رئیس ہو اوسکو ہدایت ہونی چاہیئے کہ اوسکے کسی معاملہ اور مقدمہ کی شنوائی انگلستان مین بغیر گورنمنٹ ہند کے نہین ہوگی۔ غرض مناسب نہین ہے کہ شاہزادہ غلام محمد کی طرح ہندوستانیونکو کامیابی انگلستان مین بغیر گورنمنٹ ہند کی وساطت کے حاصل ہو۔ عاقلانہ اور دانشمندانہ دستورالعمل یہی ہونا چاہیئے کہ ہندوستانی رئیس خواہ وہ کسی رتبے اور شان کے ہون اونکو یقین اسبات کا ہو کہ ہمارے سارے معاملات اور مقدمات کی حق رسی کرنیوالے وہی ہین جو جناب ملکہ معظمہ کے قائم مقام ہندوستان مین ہین۔ گورنر جنرل مع کونسل کا اعتبار اور اعزاز اور رعب داب جہانتک ممکن ہے ہندوستانیونکے دلونمین پیدا کرنا چاہیئے۔

یہ امر نہایت نامناسب ہوا کہ ایک شاہزادہ **کلکتہ** سے **انگلستان** گیا جسنے اپنے مطلب اور مقصد دلی کو بالکل گورنمنٹ ہند سے نہان رکھا۔ اور گورنمنٹ **ملکہ معظمہ** انگلستان سے اوسکے خاندان کے وظیفون کا اضافہ ہوگیا جسکا حکم مراسلہ ۱۱ - جون کو آیا۔ اور ایک زر کثیر اونکو اداکرنا پڑا جسکی اطلاع چندروز پہلے ہوئی۔ اب خزانے کی حالت کو یہان دیکھکر ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ یہ کیسی اوسپر سختی اور درشتی ہے یہ بات ایسی ہے کہ جس سے گورنمنٹ ہند ساقط الاعتبار ہندوستانیون اور انگریزون دونونکی نگاہ مین ہوگئی ہے

(۳) **میسور** کے مقدمہ مین وزیر ہند کی مداخلت کا بیان اوپر کی دفعہ مین اور اراضی افتادہ کے باب مین جو تغیر و تبدل وزیر ہند نے کیا اوسکا حال پہلے پڑہ چکے ہو۔ اور یہہ پہلے پڑہ چکے ہو کہ مسودہ قانون معاہدہ جو اس نظر سے ممبران کونسل نے بڑی شد و مد سے بنایا تہا کہ ایفاء معاہدہ سے یہان کی خلائق کے اخلاق مین ترقی پیدا ہوگی اور ہندوستانیونمین سرمایہ اہالیان یورپ کا محفوظ رہیگا اور اسوجہ سے ہند کے اندرونی اضلاع مین اہالیان یورپ کو آباد ہونے کی ترغیب ہوگی۔ اس مسودہ ہی کو وزیر ہند نے مسترد کردیا اور یہ لکہا کہ معاملات تجارت مین قانوناً مداخلت کرنا اس نظر سے کہ کسی معاہدہ کے فریقین مین کسی پر جبر کیا جاے کسی فائدہ کا منتج ہوگا یا نہوگا معرض اشتباہ مین ہے۔ اراضی کی پیداوار کے معاہدہ مین انحراف معاہدہ مثل جرائم فوجداری مستوجب سزا سمجہنا اصول عامہ معاہدہ کے خلاف ہے۔

اسمین شک نہین کہ تجربہ یہ دیکہا چکا تہا کہ جو اضلاع کہ خستہ حالی مین تہے وہان جب اہالیان یورپ آباد ہوئے تو اونکو رونق تازہ حاصل ہوگئی۔ ویران افتادہ اراضی پر زراعت ہونے لگی۔ اوس ضلع کے بعید علاقون سے زیادہ تر شایستہ قصبون اور مقامون سے ربط و ضبط کی راہ کشادہ ہوگئی۔ انتظام کے نقص ظاہر کئے گئے اور اونکی اصلاح عمل مین آئی۔ اور ان نوآباد لوگونکی ترقی دولت اور غنا کے ساتہہ رعایا کی بہبود اور رفاہ نے بہی جلد افزایش پائی۔ اور ان خود مختار اہالیان یورپ نے سرکار کے ملازمین کی خوب اعانت کی۔ اونہون نے ہندوستان مین بسکر انتظام ملکی کے لئے وہ واقفیتین حاصل کین جو ملازمان سرکار سے مخفی تہین۔ مگر جو قانون معاہدہ بنایا گیا تہا وہ عدل اور انصاف کا مقتضا نہ تہا۔ معاہدہ کا یہ دستور نہین ہے کہ دینے کے وقت سے برسون پہلے اجناس کی قیمت ٹہرادیجائے۔ بلکہ جسوقت جنس دینے کے

واسطے تیار ہوا اوس زمانہ کے نرخ بازار کے موافق لیجاے۔ اس قاعدہ سے کوئی فریقین مین جھگڑا نہین ہوتا
اور معاہدے سے دونون فریق کو فائدہ پہنچتا ہی حقیقت مین یہ قانون جاری ہوتا تو بہت سے انگریزون کو
جنکی طبیعت مین انصاف نہوتا ایک آلہ ظلم و ستم کا دیتا تہا کہ تم خوب اوسکو کام مین لاؤ۔ یہ تو ایک جدا بات
ہی کہ قانون اچہا تہا یا برا۔ بڑا مباحثہ اسپر پیش ہوا کہ قانون کا مسودہ جو وزیر ہند نے مسترد کر دیا اوسکا اختیار
بہی یہ تہا یا نہ تہا۔ اگر آئندہ ایسا ہوگا تو اختیار توضیع قوانین ہند کا اس ملک سے انگلستان کو منتقل
ہو جائیگا حالانکہ پارلیمنٹ کا منشا ریہ نہین معلوم ہوتا۔ چنانچہ اختیار توضیع قانون کا از سر نو پریزیڈنسی ہا ے
ماتحت مین دینا اور احکام ایکٹ متعلقہ توضیع آئین اور قوانین کو فورٹ ولیم کی قسمت بنگالہ مین
توسیع دینا اور اراکین ممبر سرکاری اہل یورپ اور اہل ہند کو گورنمنٹ ہاے ماتحت کی کونسل مین اور نیز
گورنر جنرل کی کونسل مین بغرض توضیع قوانین عامہ مقرر کرنا یہ سب باتین اس امر پر دال معلوم ہوتے
ہین کہ منشاء پارلیمنٹ کا یہ تہا کہ کل اختیار توضیع قوانین کا ہندوستان مین رہے اور تجاویز قانونی یہین
سے پیدا ہوا کرین اور جو شخص کہ از روے واقفیت اور تجربہ ملک کے تدابیر مجوزہ کی مناسبت اور مطابقت کو
بخوبی جانچ سکتے ہین اونکو باختیار خود مباحثہ اور غور کرنے کی اجازت دیجاے۔ وزیر ہند کو یہ اختیار تہا کہ
وہ مسودہ قانون پر اعتراض مثل اور عوام کے کرتا اور اگر وہ قانون بنجاتا تو جناب ملکہ معظمہ کو اوسکے
منسوخ کرنیکا اختیار رہتا۔ مگر یہ مسودہ کا مسترد کرنا نیا مضمون تہا۔ غرض ایک عام نارضامندی وزیر ہند
سے یہان اونکے ہموطنون مین پیدا ہوگئی کہ اوسنے یہان کی گورنمنٹ کو ایسا ساقط الاختیار کر دیا کہ
بیس روپیہ کی پنشن بہی کسی ملازم کی جو ترک ملازمت کرتا بغیر منظوری وزیر ہند کے نہین مقرر
کر سکتے تہے۔

(۴) سنہ ۱۸۶۱ع مین شمالی ہند مین جو قحط پڑا تو کرنیل ٹنیل انجنیر نہر گنگ نے نہر گنگ کا یہ
تخمینہ کیا (اگرچہ ایسے تخمینے صحیح نہین ہوتے ہین اور ان تخمینون مین اختلاف بہت ہوتا ہی مگر پہر بہی وہ کام کے
سمجہے جاتے ہین) کہ اس نہر سے ۱۲۹۶۳۱۹۲۰ سیر اناج پیداوار سالانہ ہوتا ہی جو ۱۸۴۴۶۴۴ مردون اور
اسی قدر عورتون کی بخوبی پرورش سالانہ کر سکتا ہی اور اون تمام مویشیونکی جو ان اضلاع مین ہتے ہین

کہ جنمین نہر بنی ہی دانہ چارہ بہم پہنچا سکتا ہی۔ اور ۱۲۰۰۰۰۰۰ روپے کے لین دین کو پہیلاتا ہی۔ جب کہ
یہ کیفیت ہو تو وہ کیا بندوبست استمراری کے لیئے مہیا ہی؟ بنگال مین جسکے اندر زمین نہایت
سرسبز ہی۔ ایک ایکر سے ساڑہے تین آنے سرکار کو وصول ہوتے ہین۔ بمبئی اور مدراس مین ۲
فی ایکر۔ ایسا زمین کے خراجون کا مختلف ہونا بہی انتظام ہند مین عجائبات سے ہی۔

(۵) اس سال مین روئی کی کاشت مین برابر سعی ہوتی رہی اور اوسکو وسعت دی گئی۔ سر چارلس وڈ
نے حکم دیدیا کہ تعمیر عمارات مین جنسے آیندہ بڑے فائدے ہون تین کروڑ روپیہ صرف کیا جاے۔ روئی کی قیمت
برابر بڑہتی گئی۔ منچسٹر مین بڑی آفت اس روئی کی گرانی اور قحط کے سبب سے آئی۔ ہندوستان سے
وہان کے باشندونکی اعانت کے واسطے سات لاکھ روپیہ چندہ کیا گیا۔ مگر اس سے زیادہ خدمت یا پرورش
ہندوستان نے اوسکی یہ کی کہ ساڑہے بارہ لاکھ گٹھے روئی کے باندہ کے بہیجدیئے کہ بہائیو جتنا کپڑا
چاہو بنوا اور پیٹ پالو۔ یہ جہازونمین لدکر لورپول کو روانہ ہوئے۔ مدراس پریذیڈنسی مین
گوداوری پر تین لاکھ روپیہ ایسے کامونمین صرف ہوا کہ ممالک متوسطہ کے اضلاع پنبہ خیز مین روئی
کی آمدورفت کا سامان ایک جگہہ سے دوسری جگہہ اچہا ہو جاے۔ گوداوری مین جہازرانی کے لیئے تین
پہاڑیان سد راہ تہین ان تین جگہہ پر دریا کے آر پار نہین جا سکتے تہے۔ مدت سے گورنمنٹ مدراس
کی توجہ اس طرف تہی کہ راہ مین سے انکو اوٹہا دیجیئے۔ جو تین لاکھ روپیہ عمارت کے کامونکے واسطے دیا گیا
تو اوسمین ان پہاڑیونکے کاٹنے کا خرچ شامل نہین تہا۔ بمبئی احاطہ مین پونا سے میسور کی
سرحد تک دو لاکہہ ستتر ہزار روپیے مین سڑک تیار ہوئی۔ اسی قسم کے خرچونکے ممالک مغربی مین
ڈیڑہ لاکہہ روپیہ اور ناگپور مین ستر ہزار روپیہ اور برار مین ۲۵ ہزار روپیہ دیا گیا۔ اگرچہ ایسے
بڑے کامونکے واسطے اسقدر روپیہ اونٹ کے منہہ مین زیرہ تہا۔ مگر یہ روپیہ ایسے کامونکی ترقی کے
واسطے اون دنون مین دیا گیا کہ خزانہ سرکاری کا حال نہایت تنگ تہا اور اوسپر اس قدر روپیہ خرچ
کرنا بہی بار گران تہا اسلیئے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر ایک بڑے وسیع ملک مین پہیلا۔

(۶) بعض انگلستان کے انگریزونکی توجہ برسون سے اس طرف ہو رہی تہی کہ چاے آسام اور

ممالک مغربی اور پنجاب مین بوئی جاے - آسام مین تو چاے کی پود کا خود گھر تھا - مگر ہندوستان بالا مین اوسکا بیج چین کے دیس سے آیا - گورنمنٹ نے اون اضلاع مین اونکو باغون مین لگایا - اوسکی پیداوار کے امتحانون مین اپنے پاس سے صرف کیا - لورڈ اکٹر جیمیسن سپرنٹنڈنٹ باغات سہارنپور نے ممالک مغربی مین اوسکا امتحان کیا - اونکی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ چاے کی زراعت سے بہت امیدین برومند ہونیکی ہوسکتی ہین - بعض انگریزون نے جو اپنے بیج کے باغونمین اوسکی زراعت کی تو بہت کچھ فائدہ ہوا - غرض ایسا تجربہ کاشت چاے کا حاصل ہوگیا کہ اہل انگلستان کو اوسکے اندر اپنے سرمایہ لگانے پر جرأت ہوئی - ہندوستانیون نے اوسکی طرف رغبت نہین کی - جیسے اونکی زبان اوسکے مزہ سے ناآشنا تھی ایسا ہی اونکا دل اوسکی زراعت کی منفعت سے بیگانہ تھا - اون انگریزون نے جو سرکار کی ترک ملازمت کرچکے تھے اور ہمالیہ پہاڑ مین رہتے تھے زراعت چاے کی چاہ کی اور ہمہ تن اوسمین مصروف ہوئے جب اس زراعت کو سرسبزی اون ہاتھون سے ہوئی جنکو اوسکا کچھ تجربہ تھا تو بہت سی کمپنیان اوسکی کاشت کے واسطے بنین - اور چند برسون مین چاے بھی کچی چاندی ہوگئی - آسام کی چاے کے حصے کی قیمت پانچ یا دس روپے سے پانچسو روپے ہوگئی - سنہ ۱۸۶۳ع مین کانگڑہ و کماؤن و دارجیلنگ اور دیرہ دون مین زراعت اوسکی شروع ہوئی - آسام مین سیکڑون چاے بونے والے انگریز آباد ہوگئے - اور کچھار کی وادی مین جو چند برس پہلے ایک جنگل تھا وہان سو سے زیادہ چاے کے انگریز آباد ہوگئے - ممالک متوسط اور دکھن کی مرتفع زمینو پر نیلگری کے اندر چاے بونی شروع ہوئی - اور مدراس پریزیڈنسی مین کُرگ اور وینا ڈ کے اضلاع مین قہوہ کی زراعت مین مساعی جمیلہ کی گئین - غرض کیا چاندی سونا زمین کے اندر سے کانون کو کھود کر نکالا جاتا تھا یا اب چاے اور قہوہ اور روئی کے درختونکی شاخون سے وہ نکلنے لگا - اونکے گچھے سو طرح سے دولت کے پھولونکی بہار دکھاتے اور اونکے دانے خاک سے نکلکر سونے چاندی کے دفینے دیتے - غرض خوش نصیبون کے دامن جیب اس دولت سے مالامال ہوئے - سنہ ۶۳ و ۱۸۶۲ع مین یہ نہال دولت اپنے چار ہی برس کی عمر مین ایسا سرسبز و شاداب ہوا -

کہ بینکوں نے ہزاروں روپے پیشگی دینے شروع کیے اور وہ ایسا خوش نما معلوم ہونے لگا کہ سیکڑوں اوسپر شیدا اور شیفتہ ہو گیے۔ مگر دفعتہ ہوا کا رخ ادہر سے ادہر پھرا کہ بہار کی جگہہ خزان آگئی۔ انسان کی عادت مین داخل ہی کہ وہ اپنی منفعت کے حسابون مین زمانہ کی حالت یا انقلاب زمانہ کو محسوس نہین کرتا اب دہڑا دہڑ کمپنیون کے دوالے پر دوالے نکلنے شروع ہوئے اور ۱۸۶۶ء مین اونمین دو چار ہی باقی رہگئین افسوس اون افسرون کے حال پر ہی جنھون نے سرکار کی ترک ملازمت کرکے اپنی ساری عمر کی کمائی اس چاے کی زراعت مین لگائی جسپر یکایک پانی پھر گیا۔ نہ وہ اوس روپے سے اپنی اولاد کی تعلیم کر سکے اور نہ اپنی پیرانہ سالی کے ایام آسایش اور آرام سے بسر کر سکے۔ وہ اس چاے کی چاہ مین نکبت اور آفت کے چاہ مین ڈوب کر تباہ ہو گیے۔ بہیک مانگنے کی نوبت پہنچی۔

(۷) پولیس کے واسطے ایک کمیشن مقرر ہوا تھا۔ اوس نے سب معاملات طی کرکے رپورٹ گورنمنٹ کو بہیجدی۔ گورنمنٹ نے بہی اوسکا شکریہ ادا کیا۔ جسوقت اس کمیشن نے اس کام کو شروع کیا تھا تو تین کروڑ روپیہ سارے پولیس کا خرچ تھا۔ اونکی سعی سے اوسکی نوبت دو کروڑ روپے پر پہنچی۔ یہ مان لیا گیا کہ برٹش انڈیا کی آبادی ۱۳۴۷۵۰۱۶۸ آدمیونکی ۸۳۵۸۳۶ میل پر پہیلی ہوئی ہی۔ اونہون نے ہر ایک مربع میل کے لیے یا ایک ہزار باشندون کے واسطے ایک کانسٹبل تجویز کیا جسکا خرچ ایکسو بیس روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ اس سے سارے ہندوستان مین ڈیڑہ لاکہہ پولیس کے ملازم ہوئے اور اونکا خرچ ۱۹۴۹۵۳۲۰ روپیہ تھا۔ مدراس پریزیڈنسی مین پولیس کا انتظام کیا گیا۔ اور وہان اس انتظام مین نہایت کامیابی ہوئی مگر بنگال اور ممالک مغربی مین اس کمیٹی کو بڑی لڑائیان لڑنی پڑین۔ اس پولیس کے اصول وہی تہے جو سر چارلس نیپیر نے ۱۸۴۳ء مین ملک سندہ مین مقرر کیے تہے۔ اور اوسمین ایسی کامروائی اور کامیابی ہوئی کہ وہ سارے ہندوستان مین جاری ہو گیا۔

(۸) ۱۲۔ مارچ ۱۸۶۲ء کو اپنے عہدہ جلیلہ کا کام لارڈ کیننگ نے لارڈ ایلگن کے حوالے کیا۔ یہ آخر گورنر جنرل ایسٹ انڈیا کمپنی کا چہہ برس تک جن آفات ملکی مین گہرا رہا اونمین کوئی

دوسرا گورنر جنرل پہلے کبھی نہین گذرا۔ مورخین جب لارڈ کیننگ کے عہد حکومت ہند کو بیان
کرتے ہین تو ایام غدر سے پہلے اور پچھلے حالت مین اونکے انتظام کی بڑا فرق تعجب خیز پاتے ہین اخیر
عہد حکومت مین اونہون نے انتظام ملکی مین کارہاے نمایان کیے کہ اونسے اونکا نام اون گورنر جنرلون
کی فہرست مین داخل ہوا جنہون نے بڑے بڑے کام یہان کیے ہین۔ اسپر مباحثہ کرنا لاطائل معلوم ہوتا ہے
کہ اگر وہ پہلے ہی سے اپنے کام کو اوس انتظام اور لیاقت سے شروع کرتے جو آخر مین اختیار کیا تو
اونکے ہمقومون اور ہموطنون کے دلون مین اون سے نفرت نہ پیدا ہوتی۔ لارڈ کیننگ کی بڑی
بدنصیبی یہ تھی کہ اونکے مشیر کونسل مین اچھے نتھے۔ قاعدہ ہے کہ بڑے آدمیونکے مددگار بھی بڑے آدمی
ہوتے ہین۔ اسوقت کونسل مین سواے رچرڈ ٹیمپل کے کوئی بڑا عالی دماغ اس کونسل مین نتھا۔ وہ ابھی
نئے نئے ہندوستان مین آئے تھے۔ یہانکے ملکی انتظام کے دریا مین تو نہون نے اوپر تیرنے کے اونکے دن تھے
کہ دفعتہً وہ طوفان سر پر آیا کہ معاذ اللہ۔ اس دریا کے بڑے تیراک لارڈ ڈلہاوزی تھے وہ بھی اس
ورطہ مین آتے تو بڑی مشکل سے ہاتھ پانو مار کر باہر اوس سے نکلتے۔ جب ان بلاؤن کے طوفان کے آثار کو
اون ارباب کونسل نے نہین دیکھا جو اونکے گرد بیٹھے ہوئے برسون سے اس ملک کو دیکھ رہے تھے۔ تو اس نو وارد
عالی دماغ کو کیونکر نظر آتے۔ جبتک وہ ان مشیرون کی صلاح کے پھندے مین پھنسے رہے کوئی بڑا کام
اون سے ظہور مین نہ آیا۔ مگر جب سے ان بدصلاح مشیرونکے مشورہ سے ہاتھ اوٹھایا اور اپنے خود عقل اور
دماغ کا سارا زور معاملات ملکی مین لگایا اوسی وقت سے آزاد خیال اور ارباب راے اونکے کامون
کی تعریف کرنے لگے اور سب عوام کو بھی اونکی عقل اور دانش کی روشنی نظر آنے لگی۔ اسمین شک نہین
کہ اگر کوئی تیز فہم مدبر لارڈ ڈلہاوزی سا ہوتا تو ضرور جسوقت یہ طوفان اوٹھا تھا تو اوسمین سلطنت
کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھال لیتا۔ لارڈ کیننگ ایک راستباز عالی حوصلہ اور بلند ہمت اشراف
انگلشمین (انگریز) تھا۔ اونکی عادت تھی کہ معاملات نازک کے مقدمات اور جزئیات مین خوب خوض
کرتے۔ اونکی فکر گریبان سیر اور غور تامل خرام سے عوام گھبرا اوٹھتے تھے اور زبان درازیان کرنے لگتے۔
مگر اونکے مزاج مین استقلال اور متانت اور حلم بدرجہ غایت تھا۔ گو ایک بات کو دیر مین سمجھتے مگر جب

سمجھ لیتے اور اوسکے واسطے کوئی تدبیر اور منصوبہ اپنے ذہن مین ٹھہرا لیتے تو پھر اوسمین کبھی تغیر اور
تبدل کو راہ نہوتی جس راہ پر اونہون نے سمجھکر قدم رکھا اوس سے اونکو پھیر کر لانا کسی بشر کا کام
نتھا - تاریخ ہند مین کوئی نظیر اسکی نہین کہ کوئی گورنر جنرل سرکار کمپنی اپنی راستبازی اور صداقت
شعاری مین ایسے آفات کے زمانے مین قائم اور مستقل رہا ہو - ادہر سپاہ کی سرکشی چارون طرف سے
بندوقین اور توپین چلا رہی تہی اودہر اونکے ہموطن اور ہمقوم لعنت ملامت کی بوچہار اونپر مار رہے تہے
اور کہہ رہے تہے کہ اس گورنر جنرل مین کسی کام مین سرگرمی اور مستعدی نہین ہی - یہ اسی حلیم الطبع کا کام
تہا کہ اوس نے اپنے حلم سے وہ کام دشمنونپر کیا جو تلوار سے نہو سکتا تہا اور اپنی قوم کے دلون مین وہ اثر
کیا کہ اونکی زبان کیا کڑوی کڑوی باتین اونکو سناتی تہی یا شکر گذاری کے لیے میٹھی میٹھی باتین کرنے لگی -
جسوقت وہ جہاز پر **انگلستان** جانے کے لیے سوار ہوئے ہین تو ہر رنگ کے عمائد نے خواہ گورے
خواہ کالے اونکی مفارقت کے لیے نہایت رنج آمیز تحریرین پیش کین - ادہر ہر طرف اونکی رئیس پروری کی
واہ واہ ہو رہی تہی - اونکے رحم کی نگاہ اور عفو گناہ کی تعریف رعایا کی زبان پر تہی - اونکا یہان سے جانا
ایسا پر رنج و محن تھا کہ جس سے ثابت ہوتا تہا کہ اونکے وہ ہموطن کہ مدتون تک اونکی حقارت اور اہانت
کے درپے رہے اب دل سے اونکے ہوا خواہ و ثنا خوان ہوگئے تہے - انسانکو گو اس امر کی نہایت تمنا اور آرزو
رہتی ہی کہ گرامی منش اور لیاقت مند آدمیونکی ہنر شناسی اور قدردانی جلد تر ہوا کرے - لیکن اگر کمیاب
اور نادر نیکیان خاص و عام کی تعظیم اور تکریم جلد تر پائین تو وہ بیقدر ہو جائین - اگر لارڈ کیننگ کی
خوبیان جلد تسلیم ہو جاتین تو اونکی بہت سی خوبیونکی قدردانی نہوتی - نفس کشی تحمل و بردباری انسان
کے ایسے اوصاف ہین کہ وہ اپنی قدرت کے سامنے کسی اَور کو ٹھہرنے نہین دیتے - متحمل انسان کو جیسا کہ
وہ اصل مین ہی وہ آدمی نہین دیکھہ سکتے ہین جنکی فکر کا مد نظر صاف نہو اور اونکی فہم و عقل کی میزان
متعادل نہو - جن آدمیون کی خصلت اپنے سے اعلی ہو اونکے شکر کرنیکا شوق جسوقت ظاہر ہو بہت غنیمت
ہی - اونکے ابتدا عہد مین انگریزون پر غدر کا زخم پہنچا تہا اسلیئے وہ بہت کچھہ زبانی کو نچے اونپر لگاتے
تہے اور یہ نصیحت سمجھتے تہے کہ اس زخم کے پہنچانیوالے اونکے مشیر تہے - مگر آخر عہد کے کامون نے سارے پہلے

کاموں کے عیبوں کو مٹا دیتا۔ جب جناب ممدوح ولایت مین تشریف لیگئے تو کوئی اعزاز اور جاہ ایسا نہ تھا
کہ جسکو وہ چاہتے اور اونکے اہل ملک نہ دیتے۔ سب کی نظرین اونپر پڑتی تہین کہ وہ وزیر ہند مقرر ہونگے
مگر اسوقت مزاج کے حلم اور متانت نے کسی اعزاز کی خواہش پر طبیعت کو مائل نکیا۔ یہان کی چھہ برس
کی محنت شاقہ اور آب وہوا اور سخت دلگیری سے دل بہی افسردہ اور پژمردہ ہوگیا تہا۔ تہوڑے ہفتون
کے بعد یہ والا نژاد عالی تبار اس دار فانی سے عالم جاودانی کو سدہارا۔ انکی عمر پچاس سے بہی کم تہی
یہ ہندوستان ہی انکے اس ناوقت مرگ کا سبب ہوا۔ دنیا مین بہت تہوڑے آدمی ایسے پیدا ہوتے ہین
کہ ایسے خطرناک اور اندیشناک کامونکو جو اونہون نے چھہ برس مین نیک فرجامی کے ساتھہ انجام دیئے
اونسے آدہے کام بہی انجام دے سکین۔ خلاصہ یہ ہو کہ ایسے صاحبدل اور نیک طینت کا یہ کام تہا کہ
اوسنے انگریزونکی حکومت بحال کرنے مین اور اوسکو پہلے سے بہتر بنانے مین ایسے نازک اور خطرناک وقت
مین خصائل انگلشیہ کی بعض خوبیونکو ساری دنیا کو دکھادیا اور اپنا اور اپنی قوم کا نام سارے عالم
مین روشن کردیا۔

باب چہارم

سنہ ۱۸۶۳ء

لارڈ ایلگن اور سر ولیم ڈینی سن کا عہد حکومت

(۱) لارڈ ایلگن چین کی مہمات عظیم مین فتحیاب ہوئے اور ہندوستان کے گورنر جنرل مقرر ہوئے
۱۲۔ مارچ سنہ ۱۸۶۲ء کو کلکتہ مین آئے اور ۲۰۔ نومبر سنہ ۱۸۶۳ء کو دہرم شالہ مین مرگئے۔ یہ عہد حکومت ایسا
تہوڑے دنون رہا کہ اوسمین جناب ممدوح کی عقل اور ذہانت کا کچھہ اظہار اور امتحان ہوا۔ اونکے عہد
مین ہندوستانیونکی سازش ستانا مین دریائے سندہ سے پار افغانستانی سرحد پر شروع ہوئی
جسکا حال ہم جدا ایک دفعہ مین لکھینگے۔ اور اونکے عہد مین کوئی واقعہ قابل لکھنے کے نہین ہی۔ اونہون
نے ۵۔ فروری سنہ ۱۸۶۳ء سے دورہ شروع کیا۔ پٹنہ۔ بنارس۔ آگرہ مین معمولی دربار ہوئے اور

اونمین رسم اورآئین دربار ادا ہوئے۔ وہ آگرہ سے منزل بمنزل شملہ پر رونق افروز ہوے اور وہین
موسم گرما مین سیر فرمارہے۔ زمستان مین پہر دورہ شروع ہوا۔ لاہور مین ایک شاندار دربار فرمایا۔
پہر وہ سفر شروع ہوا جسنے آخر منزل پر ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیون پر پہنچا دیا۔ اول وہ کانگڑہ کے
پہاڑ دن مین جلوہ افروز ہوئے اور پٹہان کوٹ مین کیمپ اونکا مرتب ہوا تہا وہ اوسمین شامل ہوئے
جناب ممدوح نے راہ مین پہاڑون اور وادیونکی سیر و نمایشونمین اپنی بلند حوصلگی سے وہ مشقتین جوانانہ اٹہائین
کہ بڑہاپا اونکی برداشت نکر سکا۔ دل مین درد اوٹہا اور برے آثار مرض کے نمودار ہوگئے۔ دہرم سالہ مین اونکو
لے گیے۔ ہوش و حواس سب اونکے قائم تہے۔ اپنا وصیت نامہ اونہون نے لکہا اور اپنی تجہیز و تکفین کے لیے
ساری ہدایتین کین جب اونکی امید زیست منقطع ہوئی تو رورنڈ بالڈون صاحب لاہور سے
اس غرض سے بلائے گیے کہ اوس روح کو جو خدا کے پاس جانیکو ہو بہلائین۔ نزع کی حالت اتنے عرصہ
تک رہی کہ سارا سامان سفر آخرت کا تیار ہوگیا۔ کفن آگیا۔ قبر کی جگہہ لیڈی ایلگن نے خود تجویز کی۔
اوسکے پتہر ونکی عبارت کندہ ہونیکے لیے تصنیف ہوگئی۔ یہ سارے کام جو مرنے کے بعد واماندگان غمزدہ
کیا کرتے ہین خود مریض نے اسلیے کرلئے کہ لیڈی ایلگن کو ان کامون کے لیے تکلیف نہ اوٹہانی پڑے۔
اس نزع کی حالت مین محبت اور ہمدردی کا پاس چلا جاتا تہا۔ غرض ۲۰۔ نومبر کو اپنی رحلت سے ملک عدم کو
مشرف کیا۔ وہ ارل ایلگن کے بڑے بیٹے تہے۔ اونکے باپ انگلستان کے بڑے ناموروں مین سے تہے۔
وہ کنیڈا کے گورنر جنرل تہے۔ اور وہان عقد وحل ملکی کے بڑے بڑے مشکل عقدے کیے تہے۔ اور نظم و
نسق ملکی مین قابلیت دکہائی تہی۔ آغاز ہی عمر سے اونکو ہندوستان مین گورنر جنرل ہونیکا ارمان تہا۔
اگرچہ یہ تمنا اونکی برآئی مگر عمر نے وفا نہ کی کہ اوسکی بہار دیکہتے۔ اونکو جو تجربہ کنیڈا مین خودمختار گورنمنٹ
کے رکہنے سے ہوا تہا وہ ہندوستان مین کچہہ کام نہ آیا یہان اسقدر جلد اونکی موت آگئی کہ تجربہ حاصل
کرنے کے مہلت اور فرصت ہی نملی جس سے کہ وہ اس لائق ہوتے کہ کوئی نظم و نسق ملکی کا دستور العمل اپنی طرف
سے تجویز کرکے جاری کرتے۔ اسواسطے اس امر کا معلوم ہونا بہی ناممکن ہی اور تحقیق کرنا بہی عبث ہی کہ اونسے
جو توقعین اس منصب جلیلہ پر مقرر کرنے سے کی گئین وہ پوری ہوتین یا نہین اور اونکو یہان بہی کچہ کامیابی

[illegible]

حاصل ہوتی جو پہلے اپنے مناصب جلیل القدر مین حاصل ہوئی تھی۔

(۲) جسوقت کہ لارڈ ایلگن کا انتقال ہوا تو مدراس کے گورنر سر ولیم ڈینی سن کلکتہ مین مدراس سے آگئے اور تھوڑے دنون اس منصب عالی پر مشرف ہوئے۔ تعلیم اور ملک کی عام ترقی کے معاملون مین اونہون نے بہت توجہ کی اور انتظام ملکی کے اصول کا برتاؤ برتا۔ ولایتی آلات کاشتکاری کے رواج دینے کی تدابیر اونہون نے کین۔ اور یہ چاہا کہ یہان کے زمیندار اور کاشتکار باوا آدم کے وقت کے آلات کام مین نہ لائین اور جدید آلات انگلستانی کو وہ استعمال کرین۔ اگرچہ یہ تدابیر تو اچھی تھین اور ان آلات کا بہم پہنچانا بھی کچھہ مشکل نتھا مگر ہندوستانیون کو استعمال کی ترغیب دینی مشکل تھی۔ اونہین اپنے پرانے جھگڑے کی چون چرا پسند تھی۔ اور وہی ہل چلانا آتا تھا جس سے زمین اوپر سے چھلکر کچھہ پولی ہو جائے۔ یہ وہی قدیمی آلات چلے آتے تھے کہ جسوقت سے زمین پر فلاحت شروع ہوئی ہوگی۔ ہزارون برسون سے اونکے کسی پرزے مین فرق نہ آیا تھا۔ سارے ہندوستانی اپنی کلون سے خوش تھے وہ اور کلون کی فکر مین کیون بیکل ہوتے وہ تو اپنے باپ دادا کی لکیر کے فقیر تھے۔ کیون لیک پر غیرونکا جھگڑا چلاتے اور اونکے ہل سے اپنی زمین کے پیٹ پہاڑ کرکے آنتین نکالتے۔ جب عمارات سرکاری کے کارخانون مین ٹھیلے کا رواج ہوا۔ اور بیلدارون اور مزدورون پر تاکید ہوئی کہ اونکو ریل کر لیجائین تو جہان کسی انگریزی اوورسیر کی آنکھہ بچتی تو مزدور کیا کرتے کہ پہیونکو دوسر پر رکھتے اور ایک گاڑی کو سر پر اوٹھاتا یون مصالح معمارون پاس پہنچاتے۔ سر ولیم ڈینی سن کی یہ آرزو کہ ترقی فلاحت ولایتی آلات کاشتکاری سے جب پوری ہوتی کہ وہ انتظام ملکی مین ایسا تغیر تبدل کرتے کہ اہالیان انگلستان کے سرمایہ دارون کو ترغیب اور تحریص ہوتی کہ وہ یہانکے زمیندار اور مستاجر زمین بنتے۔ وہ اونکو دیکھتے کہ عمدہ آلات سے وہ کھیتی باڑی کرتے ہین اور سمجھتے کہ کیا کیا فائدے اون سے حاصل ہوتے ہین تو وہ خود ان آلات کو کام مین لاتے اور اس طرح فلاحت کی ترقی ہو جاتی۔ مثل مشہور ہے "صد گفتن بیک کردن نمی رسد"۔ کسی کام کے لیئے کہنے کا اثر ہندوستانیون پر تھوڑا ہوتا ہے مگر اوسکے کرکے دکھانے کا اثر بہت ہوتا ہے۔ اونکو اون باتون کا یقین ہوتا ہے جنکو وہ اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین۔ اورون کی آنکھون کے مشاہدہ کو کم باور کرتے ہین۔ شاید یہ ہندوستان کی بدنصیبی تھی

کہ نیل کے انگریزون نے اپنا رنگ ڈہنگ ایسا یہان دکہایا کہ جس سے وہ رعایا کے محبّ ٹھہرے۔ غرض
بعض مزاحمتین ایسی پیش آئین کہ سر ولیم کے منصوبے مین کسر پڑ گئی۔

(۳) **سر ولیم ڈینی سن** کے روبرو ایک معاملہ خطیر بڑے نازک وقت مین پیش آیا۔ اوسکے
سمجھنے کے لیے ضرور ہے کہ **امبیلا** کی لشکرکشی کا حال بالاجمال بیان کرین۔ بالتفصیل اوسکا بیان آگے
کرینگے۔ لشکر انگریزی ایک نہایت دشوارگزار مقام مین پہاڑون کے اندر دریاے سندہ سے پار پہنس گیا۔
جنرل **سر نیول چمبرلین** اور کرنیل **ٹیلر** کی تدابیر کے موافق لشکر کی حرکت ہوئی۔ کرنیل صاحب شمالی
مغربی سرحد کے اس حصہ کے سول افسر تہے۔ اول اس لشکر کے آگے قدرتی مزاحمتین پیش آئین پہر معاملات
کی دشواریان آگے آئین اوس سے یہ لشکر ایک کوہستانی درہ مین ایسا مخالف قومون مین گہر گیا کہ کچہہ نقل و حرکت نکر سکتا
تہا۔ باوجودیکہ نہایت جلد جلد اوسکی کمک مقامات خطر مین پہنچتی تہی۔ مگر ایسے جنگون سے اور بڑے بڑے نقصانون
سے لشکر کی قوت نہایت ضعیف ہو گئی اور اوسکا ضعیف قوی ہو گیا۔ تمام متصل کے قلعے اور چہاونیان سپاہ
سے اس کمک رسانی مین خالی ہو گئین۔ اخوند سوات نے جہاد کا ایسا وعظ کیا کہ ساری قومونکے دل مین حرارت
مذہبی نے جوش کیا اور اونمین سب مین اتفاق ہو گیا اور ساری سرحد پر اونکے حملونکا ارادہ ہو گیا۔ زیادہ تر
سپاہ انگریزی مین ہندوستانی سپاہ تہی اکثر سپاہی ہند اونہین قومون مین سے تہے جو اسوقت انگریزون پر ہتہیار
چلا رہی تہی۔ اگرچہ اسوقت تک اونکی خیرخواہی اور جان نثاری اور نمک حلالی قابل تعریف کے تہی مگر یہہ
عقل انسانی نے فتوی دے رکہا ہے کہ ایسی لشکری وفاداری عقیدتمندیکی ایک حد ہوتی ہے کہ اوس سے آگے وہ نہین
رہتی۔ ایسی حالت مین اونکی وفاداری پر اعتبار حزم و احتیاط نہین ہوسنے دیتی کہ اودہر اپنا یہ حال ہے
کہ لشکر آگے قدم نہ بڑہا سکے۔ گو وہ نہایت ثابت قدمی و جوانمردی سے دشمنونکے سامنے ایک جگہہ قائم ہے
اور جانب مخالف سے پیغام متواتر آتے ہیون کہ حمایت اسلام اور حمیت قومی کا یہ مقتضا نہین ہے کہ
کافرون کے ساتہہ ہو کر لڑو۔ **لارڈ ایلگن** اسوقت مرض الموت مین مبتلا تہے۔ ساری اس مہم کی جوابدہی
سر روبرٹ مونٹ گومری لفٹنٹ گورنر **پنجاب** کے ذمہ تہی۔ مقامات سرحدی سے افسرون
کے پاس سے یہ خبر برابر چلی آتی تہی کہ انگریزون سے لڑنے کے لئے قومون کا اتفاق ہو رہا ہے اب یہہ چاہئے

کہ اگر ان قوموں پر حملہ کے اندر خود پیش قدمی کیجاتی ہی تو مصارف کے واسطے ایک زر کثیر اور حملوں کے لیئے لشکر وافر چاہیئے۔ اور ایک اور مصیبت یہ آئی کہ جرنیل **چمبرلین** نہایت سخت زخمی ہوئے اور اس قابل نہین تھے کہ وہ کام کر سکین سامنے دشمن اکٹھے ہوتے جاتے تھے اور قوت مین بڑہتے جاتے تھے۔ اگر یہان سے کوئی شرارہ بلند ہوتا تو سارا ملک بھڑک اوٹھتا۔ سر **مونٹ گومری** نے جرنیل پاس تار برقی مین یہ کہدیا کہ میری طرف سے اجازت ہی کہ اگر مناسب ہو تو واپس چلے آؤ اور کچھ ملکی معاملات پر خیال نہ کرو۔ بس ساری جوابدہی اوس افسر کے سر آن پڑی جو سپاہ کا سپہ سالار رہتا اور زخموں سے جسم اوسکا زار اور بیکار تھا۔

جناب سر **ہیوروز** سوپریم گورنمنٹ کے ایک ممبر اور کمانڈر انچیف دونوں تہے اور لارڈ **ایلگن** کے ساتھ تھے وہ اون سے جدا ہو کر جلدی سے **لاہور** مین آگئے۔ اونکی رائے مین لشکر کا واپس آنا نہایت خطرناک تہا۔ اور ایسی تازی کمک کا بھیجنا عین مصلحت تہا کہ بہت جلد وہان پہنچ جائے اسوقت تخمینا پانچ چھ ہزار سپاہ موجود تھی۔ سر ولیم **ڈینی سن** اس نازک وقت مین **کلکتہ** مین گئے یہان ارباب کونسل کی خواہ وہ ملکی تھے خواہ جنگی یہ رائے ہو رہی تھی کہ لشکر کو واپس بلا لینا چاہیئے۔ مگر وہ اپنی رائے سلیم اور ذہن مستقیم سے سمجھ گئے کہ اگر سپاہ واپس آئیگی تو اوسکے کیا برے نتیجے پیدا ہونگے اسیلئے اونہون نے کونسل کے فیصلہ کو مسترد کر دیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ گورنمنٹ نے جو لفٹننٹ گورنر پنجاب کی درخواست کو ۲۶۔ نومبر کو منظور کر لیا تھا۔ کہ لشکر جسقدر جلد مراجعت کر سکے اولٹا چلا آئے بشرطیکہ کوئی مصیبت اور آفت اوسپر نہ پڑے اور اوس سے کوئی ہمارے نام کو داغ نہ لگے۔ لیکن میری پہلے رائے تہی اور اب بہی ہی کہ مراجعت سپاہ ایسے مقام سے جہان ہم اپنی حفاظت کے لیئے لڑائی لڑتے ہین کوہستانی قومون مین اپنی فتحیابی کا خیال پیدا کریگی۔ اور علاوہ اسکے مجھے اسمین بہی شبہہ ہی کہ لشکر کی مراجعت جو کھون سے خالی ہو اور وہ بخیر و عافیت مراجعت کر کے آسکے۔ اور سوائے اسکے یہ مراجعت ہماری خود سپاہ کے دلون مین بہی ہماری خفت و سبکی کا نقش جمائیگی۔ اور یہ بہی میری رائے تہی اور ہی کہ مراجعت سپاہ خزانہ پر بڑی آفت لائیگی جسکا بیان سر **چارلس ٹریولین** نے بہت توضیح کے ساتھ کر دیا ہی کیونکہ اس مراجعت کا یقینی یہ نتیجہ ہوگا کہ سرحد کی قومین اپنی اس کامیابی کے نشہ مین مست ہو کر

ہم پر حملہ آوری کے اندر پیشقدمی اختیار کرینگی جنکے دفع کرنے مین بہت کچھہ لڑنا پڑیگا۔ اور پھر اونپر حملہ کرنا
اس بات کے ثابت کرنےکے لیئے کرنا پڑیگا کہ ہم سبسے زیادہ صاحب قدرت اور سطوت وصولت ہین۔ یہ
ہندوستان کی بڑی خوش نصیبی تھی کہ ایسے خطرناک وقت مین سر ولیم **ڈینی سن** فرمانروائے
ہند ہوگئے اور اونکی رائے رزین سے نصف ہندوستان اوس حملہ سے بچ گیا جسکے مقابلے مین معلوم نہین
کیا کچھہ خرچ جان ومال کا ہوتا اور سوا اسکے ہندوستانی سپاہ کا اعتبار جاتا جس سے ایک دوسرا ہنگامہ
غدر برپا ہوجاتا (اب باقی حال اس مہم **امبیلا** کا آگے بیان کرینگے)۔ غرض اونہون نے ڈرپوک کونسل کی
ہمت بندہواکر **لاہور** کو تار برقی مین اطلاع دیدی کہ جناب سر **ہیوروز** کی رائے کے ساتھہ ہم اتفاق
کرتے ہین اور یہ چاہتے ہین کہ ہنگامہ کارزار نہایت سرگرمی اور استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھہ جاری رکہا
جاوے۔ مدراس **پریس** ہمیشہ واویلا مچاتا رہا کہ سر ولیم ڈینی سن اپنے کام مین بے پرواہ ہین اور اپنے
فرائض کے ادا کرنے مین سرگرم نہین ہین۔ ہان یہ سچ ہی کہ یہ دانشمند عالی دماغ اپنے آگے نقارہ اس طرح سے
بجاتا ہوا نہین آیا کہ سب کے کان گنگ کردیتا۔ اور کوئی اوسکی بات سمجھتا یا نہ سمجھتا واہ واہ کردیتا۔ لیکن جسوقت
چند ہفتے کے لیئے گورنر جنرل ہوا تو اوس نے اپنی عقل ودانش کا زور اوس معاملہ عظیم مین ایسا دکھا دیا کہ سارا ہندوستان
اونکا ممنون ہوا۔ اس عرصے مین اونہون نے تمام معاملات اور مقدمات مدراس کے جو ناتمام پڑے تھے کلکتہ مین
اونکا دنگا کر فیصلہ کردیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ گورنمنٹ مدراس کا اونکو کیسا خیال تھا۔

(۴) چندہی روز مین لارڈ **ایلگن** کے مرنے کی خبر ولایت مین پہنچی۔ سات برس کے عرصے سے دہشتناک
خبرین ولایت مین بڑے روزشور سے دریاشور پیہوتی ہوئی اہل انگلستان کے کانون مین پہنچتی تہین کبھی یہ
خبر پہنچی کہ ہندوستان کے خزانہ کا دوالہ ہی۔ کبھی یہ کہ قحط نے ہندوستانیون کا ناک مین دم کررہا ہی۔ اب یہ سرحد
کی خبرین پہنچین۔ اسی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی تہین اوسکی خبرین بڑے مبالغون کے ساتھہ پہنچی تہین۔
سرحد کی حالت سے وہان نہایت خوف ہورہا تھا۔ اور یہ کچھہ تحقیق نہ تھا کہ انجام کیا ہوگا۔ وہان گورنمنٹ یہ
سمجھتی تھی کہ بڑی بڑی بھاری سازشین **برٹش گورنمنٹ** کے برخلاف ہورہی ہین اسلیئے اوسکو
یہ تلاش ہوئی کہ اسوقت کوئی ایسا لائق عالی دماغ گورنر جنرل مقرر کرنا چاہیئے کہ جسوقت کوئی طوفان

سر جان لارنس کا عہدہ گورنر جنرل پر ولایت مین مقرر ہونا۔

برپا ہو تو وہ سلطنت کے جہاز کو سنبھال لے اور ڈوبتی ہوئی کشتی کا ناخدا بنجاے۔ ایسی صورت مین اونکو
سر جان لارنس سے زیادہ تر لائق کوئی منتظم سلطنت ہندوستان مین گورنر جنرل ہونیکے
قابل کون مل سکتا تہا۔ اونہین کو مقرر کردیا۔ تاریخ برٹش انڈیا مین یہ پہلی ہی دفعہ تہی کہ ہندوستان کا
حاکم متعہد گورنر جنرل ہند مقرر ہوا۔ سر جان لارنس کے تقرر پر جو اعلی درجہ کے عہدہ دار تہے اونہون نے
ناک بہون چڑہائی۔ خواہ اوسکا سبب حسد اور رشک ہو۔ یا یہ سبب ہو کہ اونکے معاصر اور اماثل پہلے ہی
سے یہ راے رکہتے تہے کہ ۱۲۷۵ھ و ۱۸۵۸ء کے بعد سر جان لارنس کی لیاقت کو اہل انگلستان اصل سے زیادہ
سمجھنے لگے ہین۔ وہان کے ارکین سلطنت یہ جانتے تہے کہ سر جان نے پنجاب کو بچایا اور پنجاب سے
تمام ہندوستان کو بچایا۔ ورنہ سارا ملک برٹش گورنمنٹ کے ہاتھ سے جا ہی چکا تہا۔ جو شخص
ایسے خطرناک وقت مین اپنے جوہر لیاقت کو دکہاوے وہ کیون نہ جوہر شناسون کی نظر سے فائز ہو۔
مگر یہان اونکے ہم پیشہ اونکو پرانا کلکٹر اور خوش نصیب کمشنر سمجہتے تہے اور یہ جانتے تہے کہ وہ اپنے بہائی
ہنری لارنس کی نیکنامی کی نردبان پر چڑہکر مدارج بلند پر پہنچا ہی۔ یہان اونپر یہ نگاہین پڑتی
تہین۔ وہان انگلستان مین اونپر اَور نظرین پڑتی تہین وہ یہ جانتے تہے کہ حکومت کے سارے انتظام
سواے پنجاب کے بالکل ناکامیاب ہوئے اور ناقص ٹہہرے۔ پس جس شخص نے کامیاب انتظام کو شروع کیا ہو
اوسکی وسعت دینے کے لیے مقرر کرنا بڑی خوش نصیبی سلطنت ہی۔ مگر یہان کے حاکم اس انتظام پنجاب کو
نزدیک سے دیکہہ رہے تہے اوسکے سارے عیب اونکو نظر آرہے تہے وہ انگلستان کے مدبران ملکی کو دور
ہونے کے سبب سے نہین دکہائی دیتے تہے۔ یہان یہ سمجہتے تہے کہ پنجاب نیا نیا ملک ہاتھہ لگا تہا اوسمین جو
کچہہ انتظام کیا وہ اوسکے مناسب حال تہا گو وہ اپنی ابتدائی حالت مین ایسے شخص کا محتاج تہا جو بڑا تیز ہوش ہو
اور عالی دماغ ہو۔ مگر اب اس انتظام کی حقیقت ایسی کہل گئی تہی کہ اوسکے جاری رکہنے کے واسطے بڑے
قابل اور لائق مدبر و منتظم ملکی کی ضرورت تہی۔ جسکو خوف تہا کہ کہین ہندوستان پنجابی نہو جاے۔ غرض
سر جان لارنس کے تقرر پر انگریزونکے مختلف خیال تہے۔ پرانے افسر تو اپنا سر اس تقرر پر ہلاتے تہے نوجوان
افسر اپنی راے ویسی ہی رکہتے تہے جیسی کہ اونکے اعلی افسر رکہتے تہے۔ ہندوستانیونمین اونکے مقرر ہونے سے

خوشی اس سبب سے تھی کہ وہ اونکا جانا ہوا جو گورنر جنرل تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ہمارے سب ڈھنگ وہ دردسے وہ واقف ہی۔ اور کوئی نیا گورنر جنرل مقرر ہوتا تو دو تین برس تو اوسکو معاملات ہند کے سبق پڑھنے مین لگتے جب وہ یہان کے علم مین استاد ہوتا۔

(۵) لارڈ ایلگن کے زمانہ کا یہ واقعہ بھی قابل یاد رکھنے کے ہی کہ برہما کے راجہ سے ۱۰ نومبر ۱۸۶۲ء کو ایک نیا عہدنامہ لکھا گیا۔ یہ صلحنامہ کرنیل فیری صاحب کی حسن تدبیر اور رائے سلیم سے ہوا۔ اسمین بڑی دانشمندی کرنیل صاحب کی یہ تھی کہ عہدنامہ لکھانے مین کوئی داب ناجائز نہین استعمال مین آیا۔ عہدنامہ کی بڑی شرطین یہ تھین کہ راجہ کی عملداری مین جہان چاہین اہالیان یورپ تجارت کرین کوئی اونکی مزاحمت اور تکلیف کے درپے نہو۔ ایک کونسل انگریز راجہ کے دربار مین رہے۔ جو اسباب چین کا ایراودی مین ہوکر خلیج بنگال مین آئے اوسکے ایک روپیہ سیکڑہ محصول مقرر کیا گیا۔

(۶) سرحد مغربی و شمالی وہ سرحد ہندوستان کی ہی جسکی سنگلاخ زمینون اور دشوار گزار پہاڑون سے کیسی کیسی مہیب صدائین گونجتی ہوئی ہمارے کانون مین پہنچتی ہین۔ کچھ نکچھ اوسکا ذکر اخبارون مین ہماری نظر سے گذرتا ہی اسلیئے ہم اوسکا مفصل حال بیان کرتے ہین جس سے معلوم ہو کہ وہان کا کیا حال ہی۔ اور گورنمنٹ انگلشیہ کا تعلق اوس سے کیا ہی۔ ایک اچھا نقشہ ہندوستان کا اوٹھا کر آنکھونکے روبرو لگاؤ تو تمکو یہ نظر آئیگا کہ یہ سرحد شمالی مغربی وادی خاکا کے سرے سے شروع ہوتی ہی اور ضلع ہزارہ کی شمالی مغربی سرحد سے اور دریاے سندھ کی ساحل چیپ لپٹی ہوئی تربیلا تک چلی گئی ہی اور یہانسے دریا پار ہوکر وادی پشاور کی شمالی اور مغربی سرحد سے چسپان ہوکر درہ خیبر تک پہنچتی ہی پھر اس درہ کو چھوڑکر آفریدی پہاڑون کے گرد ہوتی ہوئی کوہاٹ تک چلی گئی ہی اور اس ضلع کی مغربی سرحد پر ہوتی ہوئی وادی میرن زئی کی النگ پر گئی ہی۔ پھر وزیری پہاڑون کے گرد ہوتی ہوئی بنون سے کوہستان سلیمان کے سلسلہ کے سرے پر پہنچتی ہی۔ اور پھر اس پہاڑ کی قطارون کے نیچے نیچے ہوتی ہوئی سندھ اور قلات کی حدود پر ختم ہوتی ہی۔ اس سرحد کا طول ۸۰۰ میل ہی اور اوسکے پار آزاد منش جنگجو کینہ توز قومین بہت سی آباد ہین۔ اونمین ایک لاکھ

ستر ہزار آدمی سپاہی ہین۔

سرحد پشاور

اس سرحد پر بڑی بڑی قومین جنسے کہ برٹش گورنمنٹ کو سرو کار ہے یہ ہین یوسف زئی۔ جدون۔ مہمند۔ آفریدی۔ اورک زئی۔ زمیشت۔

یوسف زئی

اس قوم کی دو فرع ہین ایک مندن دوسری یوسف یہ دونون یکجا ہی ہین۔ پھر ہر ایک فرع کی بہت سی اور شاخین ہین جنکو زئی کہتے ہین اور ہر ایک زئی مین بہت سے خیل ہوتے ہین۔ یہ سب ہم نسل ہین مندن کی قوم یوسف زئی کے میدانون مین کچھ سرکار انگریزی کی عملداری کے اندر اور کچھ اوس سے باہر آباد ہے وہ آزاد ہی۔ اونکی آبادی ایک لاکھ چالیس ہزار آدمیون کی تخمینہ کی گئی ہی جسمین ۲۰ ہزار آدمی سپاہی لڑنیوالے ہین۔ ایک فرع اس قوم کی عثمان زئی۔ مہابن کے پہاڑون کی جنوبی ڈہلانون پر دریاے سندہ کے ساحل راست کی جانب آباد ہی اسکے خیل نہایت ضعیف ہین فقط بارہ سو آدمی ہین جنکے پاس چقماق دار بندوقین ہین کیبل اور کیمہ کے عثمان زئی خیلون نے سر سڈنی کوٹن کے لشکر کی امداد دل و جان سے کی تہی۔ یہ لشکر انگریزی ۱۸۵۸ع مین ستانا کے ہندوستانی مسلمانون کی سرزنش کے واسطے بہیجا گیا تہا۔ ستانا مین ہندوستانی مسلمان یون آباد ہوئے کہ مولوی سید احمد صاحب اور مولوی محمد اسمعیل صاحب نے ۱۸۲۳ع اور ۱۸۳۱ع کے درمیان سکہون پر جہاد اس خیال سے کیا کہ وہ مسلمانونکو حد سے زیادہ حیران اور دق کرتے تہے ۱۸۲۴ع مین وہ پشاور کی سرحد پر یوسف زئی قومون مین گئے اور اونہون نے سکہون پر جہاد کا اشتہار دیدیا۔

لیکن یہ مسلمان ہندوستان مین وہابی کہلاتے ہین اور انگریزی کتابون مین بہی اونکا نام وہابی لکہا جاتا ہی کوہستانی قومین سب حنفی مذہب رکہتی تہین اور بہ نسبت ہندوستان کے سارے مسلمانون کے اونکو اپنے مذہب کا عقیدہ زیادہ تر مستحکم اور استوار ہی اور وہ اون مسلمانون سے کہ اونکا عقیدہ نہین رکہتے ہین دوستانہ نہین پیش آتے۔ ان قومونکو مذہب ان وہابیون کا پسند نہ تہا نہ اونکے مسائل کو اچہا جانتے تہے مگر اس سبب سے

کہ وہ سکھون کے جور وستم سے نہایت تنگ وحیران تھے وہابیونکے اس منصوبہ مین شریک ہوگئے کہ سکھون پر
حملہ کیا جاے۔ اور اونہون نے ان قومون کی مدد سے پشاور کو فتح کرلیا اور بعد فتح کے دوست محمد خان
والی کابل کے بہائی سلطان محمد خان کو حوالہ کردیا۔ مگر سلطان محمد خان نے فریب سے تہوڑے عرصے
کے بعد پشاور کو گورنمنٹ سکہہ کے حوالہ کردیا۔ جب اس طرح ۱۸۲۹ع مین سکھون کے ہاتھہ پھر پشاور لگ گیا
اور پٹھانون مین آپسمین فساد عظیم برپا ہوا۔ اور ان وہابیونکے بہت ہمراہیونکو اونہون نے قتل کرڈالا۔ تو وہ
مجبور ہوکر ہزارہ کو چلے آئے۔ اسوقت سید احمد اور مولوی اسمعیل صاحب دونون کے دل چہوٹ گئے
اور اونکے پیروون کی ہمتین ٹوٹ گئین اونکو معلوم ہوگیا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے باعث سے ہم سے
دلی عداوت رکہتے ہین اب ہمکو اون سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکہنی چاہیئے۔ اور ہماری یہ قلیل جماعت
کسی طرح سکھونپر کامیاب نہین ہوسکتی اور اون سے مقابلہ نہین کرسکتی اسوجہ سے اونہون نے کہا کہ اب ہمارے
مذہب کے موافق جہاد جائز نہین رہا۔ پھر ہندوستانیون مین خود اختلاف آرا ہوگیا کہ آیا سید احمد صاحب
ہمارے امام ہونے کی قابلیت رکہتے ہین یا نہین؟ غرض آخر کو اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سکھونکی سپاہ جسکا سپہ سالار
شیر سنگہہ تہا لڑائی ہوئی اور سید احمد صاحب میدان جنگ مین کام آئے۔ اور اونکی جماعت ٹوٹ گئی اور
بہت سے مسلمان اپنے گہرونکو ہندوستان پھر واپس چلے آئے۔ اور کچہہ تہوڑے مسلمان پہاڑون مین جاکر
ستانا مین آباد ہوئے۔ یہ گانو سید اکبر شاہ کا تہا جو سید احمد صاحب کا مشیر اور خزانچی تہا۔ اور اخوند
سوات نے وادی پشاور کا حاکم بہی مقرر کیا تہا۔ انہین سے اکثر مسلمان پٹنہ اور دیگر اضلاع
بنگالہ کے رہنے والے تہے۔ مولوی عنایت علی اور ولایت علی اونکے سرگروہ تہے۔ یہ
دونون پٹنہ کے رہنے والے تہے۔ حسن زئی نے ۱۸۵۲ع مین نواب امب پر حملہ کیا۔ اس نواب کا
ملک دریاے سندہ کے دونون جانبون مین واقع ہی۔ وہ اوسکے پار کے ملک مین خود مختار رئیس ہے اور اس
طرف انگریزی عملداری مین کچہہ ملک کا جاگیردار اور کچہہ ملک کا زمیندار ہے۔ اس حملہ مین یہ وہابی حسن زئی
کے طرفدار ہوئے۔ مگر اسوقت خاص انسے انگریزی لشکر کا مقابلہ نہین ہوا۔ ۱۸۵۷ع کے غدر کے بعد بہت
سے باغی سخت سزا کے خوف سے ملکا اور ستانا مین جا بسے اونمین ہندو مسلمان دونون قسم کے آدمی تہے

اس گروہ نے سرحد پر شورش مچائی اور کئی دفعہ انگریزی لشکر پر حملہ کیا اور دیہات مین آگ لگا دی اور
انگریزی رعایا کو قتل کیا۔ اوسکی سرزنش کے واسطے ہندوستانی لشکر پانچہزار سر سڈنی کوٹن صاحب
کے زیر حکم روانہ ہوا۔ اوس نے ستانا اور پنج تار اور چنگلئی اور منگل تہانہ کے تمام
مکانات جلا کر مسمار کر دیئے اور آگ لگا دی۔ اور ستانا سے ہندوستانی خارج کر دیئے گئے۔ پھر یہ ہندوستانی
ملکا مین امازئی کے ملک مین آباد ہوئے۔ ملکا مہابن کے پہاڑون کے ڈہلانون پر واقع ہی اور سنہ ۱۸۶۱ع
کے شروع مین وہ سوری مین ہی جو ستانا کے ہمسایہ مین واقع ہی بس گئے۔ اور پھر اونہون نے برٹش
گورنمنٹ کی سرحد پر دست درازیان شروع کین۔ اسواسطے برٹش گورنمنٹ پر واجب ہوا کہ اونکا
تدارک کرے۔ اول عثمان زئی سے اس امر کی بازپرس کی گئی کہ اوس نے کیون ایسے آدمیونکو اپنے ملک
مین دوبارہ آباد او رگذر نے دیا جو انگریزی عملداری سے نکالے گئے تھے۔ غرض اس قوم کو ایسا زغہ مین ڈالا کہ
اوس نے لاچار ہوکر گورنمنٹ سے یہ درخواست کی کہ جن شرائط پر چاہیئے ہمکو اپنا مطیع بنا لے۔ اوسپر ایکہزار
روپیہ جرمانہ کیا گیا اور یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ملک مین ستانا کے متعصب مسلمانون اور اوَر راہزنونکو نہ داخل
ہونے دین۔ اور دریاے سندھ کے بالا اور زیر طرفونمین جو وہ سخت محصول تاجرون سے لیتے ہین اونکو
موقوف کردین۔

(۷) سنہ ۱۸۶۳ع مین ستانا کے متعصب مسلمانون اور ہندوستانیون نے سرکار کی رعایا کو لوٹنا اور ستانا شروع کیا
اور تجارت کی راہ بند کی جس سے پھر ضرورت گورنمنٹ کو پڑی کہ سر نیول چمبرلین کے ماتحت
ایک لشکر بھیجا گیا۔

قلعۂ اٹک سے ۴۰ میل شمال کو جہان راہ پشاور دریاے سندھ سے پار ہوتی ہے اس دریا کے
مغربی کنارہ پر ایک بڑا پہاڑ ہی جسکو مہابن کہتے ہین جسکا طول مشرق سے مغرب تک ۳۰ میل اور
بلندی ۸۰۰۰ فیٹ ہی۔ اوسکی بلندیونپر اکثر جنگل صنوبر کے درختون کے ہین اور جاڑے مین اوسپر خوب برف
گرتا ہی۔ لیکن اس پہاڑ کے پہلو درختون سے خالی ہین۔ لہذا اونکی ٹیڑہی میڑہی اونچی نیچی اور پھیر کی راہین ہین جنمین گھسنا
اور جہاڑیون سے نکلنا مسافرکو سرگردان کرتا ہی۔ اور اوسکی وادیونمین ایسے قطعات آجاتے ہین کہ جنمین کہتی

ہوتی ہی اور گانؤن آباد ہین اور اونمین سخت جفاکش قومین آباد ہین اور اونکے مکان بہی ہماکے گہونسلون سے
کم اونچے نہین ہین۔ اس پہاڑ کے شمالی جانب مین ایک غار کے اندر **ملکا** بہی چہپا ہوا واقع تہا۔ وہ
چارون طرف سے خوب مضبوط تہا۔ اوسکے دو رستے تہے ایک پہاڑون کے اوتار چڑہاو پر دوسرا اس پہاڑ
کے شمالی مغربی گوشہ سے پہاڑونکے نیچے نیچے جہان وادی **چملا** واقع ہی۔ اس وادی کے جانب جنوب
مین بالکل کوہستان مہابن کی شاخین ہین اور شمال مین **بنیر** کا ملک پر از نشیب و فراز واقع ہی۔ اس وادی
مین مغربی سمت سے داخل ہونیکی راہ درہ **امبیلا** مین سے ہی۔ امبیلا ایک چہوٹا سا گانؤ ہی جو اس درہ کے
منہہ پر واقع ہی۔ اور اس درہ کا مغربی سرا پہاڑونمین جنوب کی طرف سے داخل ہوتا ہی اور وادی پشاور
کے اوس حصہ کو جو یوسف زئی کے نام سے مشہور ہی اور **برٹش گورنمنٹ** کی سرحد مین واقع ہی۔
وادی چملا سے ملاتا ہی۔ **بنیر** سے شمال مغرب مین وادی **سوات** واقع ہی۔ نقشہ کے دیکہنے سے یہ
سب مقامات ذہن نشین ہوجاینگے اور یہ خوب سمجہہ مین آجائیگا کہ انگریزی لشکر کا ملکا کی تسخیر کے لیے جانا
یون ہی آسان تہا کہ درہ امبیلا سے گذر کر وادی چملا مین جاتا اور وہان سے دائین طرف مڑ کر ملکا کو لے لیتا
اس وادی مین ترین گو ریگستانی ہی مگر اوسمین زراعت ہوتی ہی اور اوسپر قبضہ کرنے کے لیے قومونکے آپسمین ہمیشہ
فساد ہوتے رہتے تہے اور یہ نہ معلوم ہوتا تہا کہ وہ کس قوم کے قبضہ مین ہی۔ جب ستانا کے بسنے والون کو
سر سڈنی کوٹن نے نکال دیا اور وہ ملکا مین وادی چملا کی جنوبی سرحد سے جن قومونمین آباد ہوئے وہ
اونکی دوست نہ تہین شاید چند دن قوم اونکے ساتہہ ہو مگر اس قوم مین نہ تو آدمیونکی کثرت تہی نہ اونکی کچہہ
قوت تہی۔ مولوی **عبد اللہ خان** ان ہندوستانیون کے سردار تہے اونکا کچہہ اخلاص اخوند سوات
کے ساتہہ نہ تہا۔ ان اخوند صاحب کو یہ قومین ایسا مانتی ہین جیسا کہ بعض عیسائیونکی قومین پوپ کو
مانتی ہین۔ اور اخلاص و محبت ہندوستانیون سے نہ ہونیکا سبب ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ اونکے مذہبی اعتقادات مین
باہم اختلاف تہا۔ ایام غدر مین اخوند سوات برٹش گورنمنٹ کا دوست تہا اور اس اتحاد ہی کا سبب تہا
کہ **سر ہربرٹ اڈورڈز** اور **سر جان لارنس** نے ہزارون آدمی جوان قومونمین سے
بہرتی کر کے ادہر ہندوستان مین بہیجدیا۔ اگر اسوقت اخوند صاحب کی زبان سے ایک لفظ بہی انگریزی گورنمنٹ

کی مخالفت مین نکلتا تو پہر کچہہ اور ہی صورت پنجاب مین ظہور پاتی۔ اور قومون کے سردارون سے بہی
برٹش گورنمنٹ سے مخالفت نہ تہی اس سبب سے برٹش گورنمنٹ کے دانشمندونکو یہ خیال تہا کہ ہندوستانیون
کے ساتہہ کوئی سردار اونکا حامی نہوگا بلکہ اونکے نیست ونابود ہونیکو غنیمت جانیگا کہ اونکے ملک سے ایک
وبال ٹل جائیگا۔ خس کم جہان پاک۔ مگر ان قومونکی کسی بات کا اعتبار نہین ہی اونکی رائے وخیال ہر وقت
بدلتے رہتے ہین۔ یہ قومین ہمیشہ سے قتل کرنیمین سفاک اور لوٹ مار مین بیباک چلی آتی ہین۔ جو قومین اونکے ہمسایہ
مین رہتی ہین خواہ وہ مسلمان ہون یا کافر کبہی اونکو چین سے نہین رہنے دیتین۔ نہ وہ کبہی مسلمان بادشاہونکے
مطیع ہوئین۔ غرض یہ مردم آزاری اونکی گھٹی مین پڑی ہی۔ اونکو یہ خیال کرنا کہ وہ انگریزون سے بہ خاص
کافر سمجہکر کرتے ہین محض غلط ہی وہ تو مسلمانون کے ساتہہ اور اپنے سارے ہمسایہ کی قومون سے اس طرح سے
پیش آتے ہین جبتک تلوار کے زور سے کوئی اونکو دبائے رکہے دبے رہتے ہین اورنہین تو پہر فساد برپا کرتے
ہین۔ غرض جسوقت سر نویل چمبرلین نے لشکر لیکر میدان جنگ کا ارادہ کیا تو اوسوقت ان قومون
کی سازش اور آمیزش ملکا کے ہندوستانیونکے ساتہہ نہتی۔ بنیر والون سے نہ کچہہ سرکار کی لڑائی تہی
نہ جہگڑا تہا نہ اون سے ارادہ لڑائی جہگڑا کرنے کا تہا۔ یہ تو ضرور تہا کہ جب وہ ادی چملا مین ہوکر ملکا کو لشکر
انگریزی جائیگا تو بنیر والون کے ملک مین ہوکر گذریگا۔ مگر اب تک جو خبرین سول افسرونکے پاس سے آئی تہین
اون سے یقین تہا کہ فقط تہوڑا سا لشکر انگریزی ایک دن بنیر والون کے ملک مین رہیگا۔ دوسرے دن وہ
اوس سے باہر سیدہا ملکا کو ہولیگا تو اوس سے کچہہ خوف نہین ہی کہ بنیر والے انگریزی لشکر کے سد راہ ہون
اور بڑا مطلب یہ تہا کہ ملکا مین دفعتہً جا پڑئے اور اونکو ذرا مہلت نہ لینے دیجئے۔ اب اگر بنیر والون سے درخواست
کیجاتی کہ ہمارے لشکر کو جانے دیجیے تو اوسمین دیر لگتی اور وہ منصوبہ جو تہا کہ دشمن کو جاکر دفعتہً بیخبر دبا لیجیے
وہ کہلجاتا۔ اور کچہہ غرض بنیر والون کے ملک سے تہی نہین فقط ہندوستانیونکو نیست ونابود کرکے چلا آنا تہا۔
اسلیئے بنیر والونکو کچہہ اپنے لشکر کے درہ امبیلا تک جانے کی خبر نہین کی اور یہ سمجہے کہ درہ امبیلا سے گذر کر
اوسی دن راتون رات سپاہ باہر کے گورائی مین پہنچ جائینگے جو غایت انتہا بنیر والون کے ہے اور دوسرے
روز ملکا مین پہنچ جائینگے اور جب اس ہمسایہ کی سرحد چہوڑنے کو ہونگے تو بنیر والون سے پوچہہ لینگے

اگر وہ مان لینگے تو خیر اور نہین مانینگے تو کچھ حرج نہوگا۔ یہ سوچ کر ایک اشتہار لکھا گیا کہ ہمکو خاص نسیر کے سرداروں کے ساتھہ مصالحت ہی اور اونکے معاملات مین جو اون سے خاص متعلق ہین کچھ جھگڑا نہین۔ غرض ملکا پر لشکر لیجانے کی لیے جتنی راہین تھین اونکے نشیب و فراز اور دشواریون پر خوب غور کی گئی اور آخر کو یہ بات ٹھہری کہ وہ درہ امبیلا پر سے لشکر جاوے۔ اس راہ کی راہ دشواریون پر کسی نے خیال نہین کیا کہ وادی چملا جسکو گورنمنٹ یہ سمجھتی تہی کہ کوئی اوسکا مالک نہین ہی۔ بنیر والے اپنا سمجھے ہوئے بیٹھے تہے اور خود درہ امبیلا پر دعوی رکھتے تہے۔ اونکو بغیر لیئے دیئے یا اون سے مصالحت کیئے بدون یہ سمجھے کہ اس درہ سے پار لشکر وادی چملا مین گذریگا اور ملکا پہنچیگا۔ اسوقت نقشون نے جو صرف اونہین قومون کی زبان کے اعتبار پر بنالئے گئے تہے بڑا دہوکا دیا۔ درہ درل سے بہی راہ اس وادی کی تہی مگر اوسکی دشواریونکو پہلے سر سڈنی کوٹن صاحب دیکہ چکے تہے۔ اور ایک اور تیسری راہ کانپور سے تہی لیکن اوس سے انگریز واقف نہ تہے۔ اگرچہ ان سرحدی اضلاع کے بعض حصے کوہ گورو کے نیچے تک نقشون مین سرخ بنے ہوئے تہے۔ مگر یہ بات مشہور تہی کہ اس سرحد پر کبہی کسی انگریز نے قدم نہین رکہا نہ دہانکی رعایا نے اطاعت کا اقرار کیا نہ خراج دیا۔ نہ کوئی اون سے اور معاہدہ ہوا فقط نقشون نے راہ کی آسانی کو درہ امبیلا کی دکہا دیا مگر یہ نہ بتلایا کہ یہان وہ قومین رہتی ہین کہ ایک ایک چپہ پر اپنی جان دیدینگی۔ بلکہ برخلاف اس وہم کے مین ڈالا کہ کوئی قوم برسر مقابلہ آنے ہی کی نہین۔

لشکر جو اس مہم مین روانہ ہوا اوسکی تفصیل یہ ہی کہ نصف توپخانہ شاہی اور تین توپین جنکو ہاتہی کہنچتے تہے اور ۷۱ وین ہائی لینڈرز ۱۰۱ وین شاہی بنگال فیوزی لر دو کمپنیان ہندوستانی سایپر مائنر (سفر مینا) اور ۲۰ وین اور ۳۲ وین ہندوستانی پلٹنین اور گیارہوان ہندوستانی رسالہ دو ہندوستانی گہوڑے کے توپخانے اور آٹہہ چہوٹی توپین جنکو خچر کہنچتے تہے۔ اور پہلی تیسری پانچوین چہبیسوین رجمنٹین پنجاب کے بے آئین پیادون کی پلٹنین اور پانچوین پلٹن گورکہا۔ یہ لشکر ۲۰۔ اکتوبر سنہ ۱۸۶۳ع کو درہ امبیلا کے اندر داخل ہوا۔ ایک دن پیشتر ہمسایہ کی قومون مین اشتہار جاری ہوا۔ کہ اس لشکرکشی کا فقط مقصد یہی ہی کہ مہابن مین داخل ہوکر ہندوستانیونکو سزا دے۔ اور قومونکے معاملہ کے اندر کسی قسم کی

مداخلت و دست اندازی کرنی منظور نہین ۔

کرنیل وائلڈ جو اس کوہستان کی لڑائیون مین بڑے تجربہ کار تہے رہنما بنے اور سب سے آگے بڑہے اور سر خادی مین ایک گھنٹہ ٹہر کر ڈپٹی کمشنر کو ہمراہ لیکر آگے بڑہے تو راستہ کے آثار اچہے نہین معلوم ہوئے راستہ نالے کے اندر تہا جسمین اونچے اونچے پہاڑ تہے اور دونون طرف بلند پہاڑون سے گھرے ہوئے تہے پہلوونکے ننگے تہے مگر چوٹیان درختونکی جہنڈون اور جہاڑیون کے سایہ مین تہین ۔ مقدمتہ الجیش نے آگے ابہی بہت قدم نہین بڑہائے تہے کہ سر پر سے دو گولیون نے آنکر مزاج شریف پوچہا اسلیئے ضرور ہوا کہ پہاڑونکے اوپر بہی لشکر محافظ مقرر ہو ۔ کچہہ لشکر اوپر گیا کچہہ نیچے چلا ۔ اس درہ کا طول نو میل تہا سات میل لشکر چلکر مقیم ہوا اسلیئے کہ بہیر بنگاہ اور اسباب جو ہمراہ تہا وہ یہان نہ پہنچا ۔ رات یہان لشکر کی بچہنی کہی ۔ زمین پر سب کا بستر تہا آسمان تلے بسیرا تہا ۔ کرنیل پروباکن کچہہ لشکر کے ساتہہ آگے اور دس میل بڑہکر کوری پر پہنچے ۔ راہ مین ساری قومین مطیع معلوم ہوئین ۔ وہ ہر طرح کی امداد کے لیئے موجود تہین اور انکو کسی کام کے کرنے مین عذر نتہا ۔ گو وہ راہ بتانے مین دریغ نہین کرتی تہین اور فریب نہین دیتی تہین مگر بڑا دہوکا اس سے ہوتا تہا کہ وہ اچہی راہ اوس راستے کو کہتے تہے کہ جسمین اونکا خچر یا ٹٹو یا جہہ اونٹ چلے جائین بہلا ایسی راہون مین توپخانون اور سامان لشکر کا گذر کیسے ہوتا ۔ اگر لشکر انگریزی دو میل اوس ورا اور سفر کر جاتا تو کوہستان سے نکلجاتا اور وادی چملا کے میدانون مین چلا جاتا ۔ مگر اسباب کے آنے مین چار روز لگے ۔ اور یہی مہلت نہیر والون کو جمع ہونیکے لیئے مل گئی ۔ وہ سامنے معلوم ہوتے تہے کہ جمع ہو رہے ہین ۔ اونہون نے جو سفر ۲۰ اکتوبر کو ختم ہوجاتا ۱۶ دسمبر تک دو مہینے تک نہ کرنے دیا ۔ یہ امر پیچہے تحقیق ہوا کہ جب لشکر انگریزی کی آمد کی خبر ہندوستانیون کو ہوئی تو اونہون نے قریب اور بعید کی قومون سے استمداد اور استعانت چاہی اور جہاد کا اشتہار دیا ۔ اخوند سوات سے درخواست کی کہ ہمکو کافرون سے بچاؤ یا ہمکو پناہ دو ۔ لشکر انگریزی عنقریب صلح کرکے یا اشتہار دیکر درہ امبیلا پر قبضہ کریگا اور یہ چاہیگا کہ ہمہا بن مین ہو کر جائے مگر تمہین یہ یاد رکہو کہ اگر تمنے یہ اجازت اونکو دیدی تو اپنا ملک بہی تم پاس نہین رہیگا ۔ یہ ان کافرونکی عادت ہے کہ وہ ملکو نہیں یون پہسلا کر دہوکے دیکے سے قبضہ کیا کرتے ہین ۔

یہ ہندوستانیونکا قیاس اشتہار کا کیسا ٹھیک ہوا کہ جب درہ امبیلا پر قبضہ ہونے کو تھا تو اشتہار دیا گیا۔ یہ درہ بنیر والونکی سرحد پر تھا اوس سے درہ بنیر پر آسانی سے رسائی ہو سکتی تھی اور یہ درہ ہی اونکے ملک کی کنجی تھی۔ پس اس سے اونکو یقین ہو گیا کہ انگریزون نے ہمارا ملک لے لینے کا قصد کیا۔ بدگمانی افغانونکی خصلت و طینت مین داخل ہے۔ فقط اس بدظنی سے اونہون نے اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے ہتھیار سنبھالے اور ہاتھ پیر نکالے۔ بس اب بنیر والے بھی ہندوستانیونکے ساتھ ہو گئے اور اخوند سوات سے بھی اونہون نے استعانت چاہی۔ غرض اصل لڑائی کی بنیر والونکے ساتھ یہ تھی کہ درہ امبیلا انگریزی لشکر نے قبضہ کیا۔ اسی سبب سے اونہون نے اس لشکر کا مقابلہ کیا اور اوسکو حصار نشین بنا دیا اور جو کچھ کہ ڈالدیا۔

اس مہم مین ایک بڑی بات یہ ہو گئی تھی جسنے لشکر کی راہ آگے بڑھنے کی روک دی کہ جسقدر ان قومون سے پہلے معاملات ہوئے تھے اونمین لشکر کے ہمراہ ایک ملکی حکمت بھی ساتھ چلتی تھی مگر وہ کوئی سازش نہتھی فقط یہ بات تھی کہ جب ان قومون میں سے کسی قوم کی سرزنش منظور ہوتی تھی تو ایک اور دوسری قوم کے ساتھ نرم کلامی کیجاتی یا سخت سہم دیجاتی جس سے کہ وہ اپنے ہمسایہ پر صدمہ پہنچانے کی راہ تیار کرکے بتلا دیتی۔ اس طرح سے اونہین کی جوتی اونہین کا سر ہو جاتا تھا۔ اور ایک قوم کے ہاتھ سے دوسری قوم پر صدمہ پہنچایا جاتا۔ ملکی افسرونکا کام جنگی افسرونکے ماتحت دیا گیا تھا۔ اسلیئے وہ حکمت نہ چلی۔ اگر اسوقت ایڈورڈز اور میکسن ہوتے تو اس مہم کا انصرام آسانی سے ہو جاتا۔ غرض یہ ایک غلطی شمار ہوتی ہے کہ اس مہم مین پہلے بنیر والون سے درہ امبیلا پر قبضہ کرنیکا فیصلہ نہین کر لیا اور اشتہار اوسوقت دیا کہ درہ پر قبضہ ہو گیا۔

اب لشکر کے پہلے دن کے سفر کا حال پڑھ چکے۔ کل ارادہ تھا کہ لشکر سفر کرکے درہ سے باہر چلا جائے مگر آج نہ اسباب آیا نہ کمسریٹ اسواسطے سفر کیسے ہو سکتا تھا۔ گورے اور افسر ادھر ادھر گشت کرتے پھرتے تھے۔ اور بڑے بڑے درختونکے تھونیر بسولونکو چلا رہے تھے اور اونکو جلا کر اپنے تئین گرم کر رہے تھے۔ ہندوستانی بھی بیچارے مردہ شاخون اور پتلی پتلی ٹہنیون کو توڑ رہے تھے۔

آج کرنیل پیدو بائن کچھ پیادے اور سوار لیکر راستہ دیکھنے اور درست کرنیکے لیئے آگے اور ساتھ میل

پڑ رہ گئے۔ کوئی گولی کی آواز لشکر مین نہین آئی جس سے معلوم ہوتا کہ کوئی اونکا مزاحم نہوا۔ ۲۳- اکتوبر کی شام کو
جب آفتاب غروب ہونے کو تہا گولیون کی آواز امبیلا کی طرف سے آنی شروع ہوئی اوسی وقت سوار
اور پیادے جو گئے تہے اولٹے لشکر مین آن ملے۔ رات کو لشکر پر حملہ ہوا۔

یہ معلوم ہوتا ہو کہ اگرچہ بنیر والون نے کرنیل پروبائن کو سات میل آگے بڑہنے دیا مگر اب اونکا
ارادہ یہ تہا کہ کرنیل کو اور درہ کے مُنہہ کے درمیان ہو بیٹہیے اور اونکو درہ کے اندر نہ داخل ہونے دیجیے مگر
کرنیل صاحب گولیان مار کر راہ مین نکل آئے۔

یہ بنیر والون کا حملہ رات کے وقت بہی ایک عجب تماشا تہا۔ ادہر اوس طرف سے تکبیر کا غل تہا ادہر
سے توپون اور بندوقون کا شور تہا جسوقت گولے چہوٹتے تہے یہ معلوم ہوتا تہا کہ ستارے ٹوٹتے ہین۔ دمن
سارا پہاڑ گولیون اور گولون کی آوازون سے گونج رہا تہا۔ توپونکی رنجکون کی روشنی دشمنونکو اپنا مقام
رات کی تاریکی مین بتلاتی ہتی۔ غرض اس غوغا مین دفعتہ ایک آواز قلب لشکر سے آئی کہ آتش فشانی موقوف
کیجاے۔ اتنے مین نوبت سنگین اور تلوار کی آن پہنچی۔ تہوڑی دیر کے بعد دشمن بہاگ گیے۔ رات کی
تاریکی مین یہ نمعلوم ہوا کہ وہ کتنے تہے اور کتنا اونکا نقصان ہوا۔ وہ اپنے زخمیون اور مردونکو ساتھہ
لے گیے۔ ادہر بہی چایمس صاحب افسر توپخانہ مقتول ہوئے اور کئی سپاہی خون مین نہائے۔ غرض اس خونریزی
سے معلوم ہوا کہ راہ مین لڑنا پڑیگا۔

آمبیلا کے قریب اب دشمنونکا جگہٹ شروع ہوا۔ وہ سامنے پہاڑون پر چڑہتے اوترتے نظر آتے تہے
جس سے معلوم ہوتا تہا کہ وہ لشکر انگریزی کی نقل و حرکت دیکہہ رہے ہین۔ ۲۵- تاریخ کی صبح کو میجر
کیس صاحب کو معلوم ہوا کہ دشمنونکا ارادہ ہی کہ کیمپ کے داہنی طرف حملہ آور ہون۔ وہ اونکے حملہ
کے منتظر نرہے بلکہ خود ہی پیشقدمی اختیار کی۔ توپونکو سپاہی ہاتہون پر گہسیٹ کر لے گیے۔ ان توپون نے
پہلے ہی گولے مین دشمنون کے علم کو سرنگون کردیا اور کئی سپاہیونکو اوڑادیا۔ اودہر کے نشانہ باز بہی بہت
جلد تیار ہوگیے۔ اور نشانہ بازی اونہون نے شروع کی۔ اونکی بندوقون کے دہوونکا بادل بتلاتا تہا کہ وہ
کہان ہین اور کتنے اونچے ہین اوسی پر ادہر کی بندوقون کا نشانہ مارا جاتا تہا۔

جب دشمنون کے پیر اوکھڑے تو کیس صاحب نے اونپر حملہ کیا اور ایک علم چھین لیا اور اونکو ایسا تتر بتر بہگایا کہ یہ اوسپر اور وہ اسپر تہا اور لال گاڑی تک اونکو بہگاتے اور مارتے چلے گئے ۔ پھر یہ لشکر اپنی اقامت گاہ مین چلا آیا ۔

اب دشمن پہاڑونکی بلندیون پر چڑھ بیٹھے اور ایسے بیٹھے کہ ہرگز نہ ٹلتے تھے ۔ اور سامنے میدان پر قبضہ کرکے آگے جانے کی راہ بند کردی اور پیچھے ہی رستہ اونہین آدمیونکے لیے چھوڑا جو مسلح ہون غرض پیش و پس کی راہین دشوار گذار ہوگئین ۔ اور آدمیون نے اپنی توڑیدار بندوقون سے انگریزون پر بے قاعدہ گولیان مارنی شروع کین جس سے بہیر بنگاہ مین کچھ آدمی ہلاک ہوئے ۔ غرض اسوقت سے یون کہنا چاہیے کہ انگریزی لشکر محصور ہوگیا ۔ پس اب ضرور ہوا کہ لشکر کی حفاظت کے لیے حصار باندہا جاوے اور اوس سے باہر دور کے مقامات استوار کیے جائین جس وادی کے حصے مین اس لشکر کی خیمہ گاہ تہی وہ ایک بیقاعدہ مثلثی صورت کا تہا جسکا راس کٹا ہوا تہا اور اوسکا عرض ۵۰ گز تہا اور کل ۴۵۰ گز سے ۵۰۰ گز تھا ۔ اور اوسکا قاعدہ ۲۰۹ گز تھا ۔ اسکا راس گویا درہ کی کلید تھا ۔ شمالی جانب مین اونچے نیچے پہاڑ اور جنوب مین ایک گھاٹی تہی جسکے ہر پہلو مین گہرے گہرے غار تھے اوسکی حفاظت ضرور تہی ۔ اوسکو خالی پتہرون کی دیوار سے بند کردیا اور ایک دروازہ رستہ کے لیے کہلا رکہا اور گھڑچڑہی توپین اوسکی حفاظت کے واسطے ہر وقت تیار رہتی ہین جنرل چیمبرلین اور کرنیل ٹیلر کمشنر کے ڈیرے خیمے تھے اور اونکے پاس ہی کرنیل پروبائن کا لشکر تھا ۔

اس مثلث کا قاعدہ پہاڑونکی شاخین تہین یہان بہی پتہرون کا ایک مورچہ بنایا گیا ۔ ہائی لینڈرز کی پلٹن یہین اوتری ہوئی تہی اور جنوبی شاخ پر ایک چوبیس پنی اور دو نو پنی توپین لگی ہوئی تہین کپتان گرفن اوسکے مہتمم تھے ۔ اور شمال مین کوہستانی توپخانہ لگا ہوا تہا اور کپتان ہیوز اوسکے افسر تھے ۔ قلب مین پکٹ ایک گورے کی پلٹن کی لگی ہوئی تہی وہ ایک دیوار سنگین کی آڑ مین دور تک پڑے تھے اوسکی حفاظت کرنیل ہوپ کے سپرد تہی ۔

اس لشکرگاہ سے باہر دو مقامات جنکے نام کریگ پکٹ اور ایگل نیسٹ رکہا گیا تہا مستحکم کیے گئے

اوراونمین یکبٹ بٹھائی گئی سپہلے مقام پر ۴۵ منٹ مین دوسرے مقام پر ایک گھنٹہ مین کمک لشکرگاہ سے پہنچ سکتی تھی ـ یہی دونون مقام لشکرگاہ کی کلید تھے اور دشمن اونکی خوبیون کو خوب سمجھتا تھا اسلیئے وہ بار بار اونپر حملہ آور ہوا ـ

ایسے مقامات مین حصاربندی اور مورچونکے واسطے جگہہ مقرر کرنی نہایت مشکل کام ہوتا ہی جس لشکر مین کہ توپخانے اور توپین اور سوار اور پیدل ہون اونکی حفاظت کے واسطے سامان مہیا کرنا ایسی جگہہ کہ اسباب کمیاب ہو نہایت دشوار ہی ـ مگر اسکی جوابدہی ساری سپہ سالار کے ذمہ ہوتی ہی ـ تھوڑے ہی مقامات ایسے ہوتے ہین جہان سپاہی کے سپاہی پن کا امتحان ایسا ہو جیسا کہ اپنی حفاظت کرنے کی لڑائی مین ہوتا ہی ـ اوسکو یہہ نہین معلوم ہوتا کہ مجھے کتنے دشمنون سے لڑنا پڑیگا ـ اوسکو یہ علم نہین ہوتا کہ دشمن مجھپر کس وقت آن پڑیگا مورچہ بندی اور حصاربندی کے جملہ فنون اور علوم کا حاصل یہ ہی کہ اونکے موافق حصار اور مورچے ایسے بنائے جائین کہ جہان تھوڑا لشکر ایک بڑے لشکر کا مقابلہ کرے اور اپنے تئین بچائے رکھے اور جسقدر ممکن ہو دشمنونپر آتش فشانی کرسکے اور اونکی آتش باری سے اپنے تئین بچا سکے اور اونکی چوٹ سے بچکر اوٹ مین آسکے اگر یہ باتین نہون تو ان علوم سے کچھ فائدہ نہین ـ بھوٹانی بانسونکے قلعے خوب بنا لیتے ہین ـ بر ہما والے غار کے گرد باڑہی خوب بناتے ہین ـ جب جاہل وحشی قومین اپنے وحشیانہ ہتھیارون چھرون اور تیر وکمان اور توڑیدار بندوقون سے تھوڑی دیر کے لیئے دشمنون مین کھلبلی ڈالدیتی ہین تو ان علوم کا یہ فائدہ ضرور ہونا چاہیئے کہ اونکے عالم ایک قلیل لشکر سے سپاہ کثیر کو ہزیمت دیدین یا اوس سے اپنی حفاظت کرین ـ مگر جب انسان کو اپنی قوت پر اور دشمن کے ضعف پر اعتماد کلی ہوتا ہی تو وہ ان علوم کے استعمال مین حزم واحتیاط کو کام مین نہین لاتا اور یہ جانتا ہی کہ تھوڑی سی روک دشمنونکے ہٹا دینے کے لیئے کافی ہوگی ـ رومیون کا قاعدہ تھا کہ وہ اپنے دشمنونکو ایسا ذلیل سمجھتے تھے کہ اپنے خیمے ڈیرونکا سامان رات بھر کا بھی اچھی طرح نہ لیجایا کرتے تھے یہی حال انگریزونکا ہی کہ اون کو اپنی قوت پر گھمنڈ ہوتا ہی اور دشمنون کی حقارت ایسی دل مین بیٹھی ہوتی ہی کہ وہ بہت احتیاط کو کام مین نہین لاتے ـ اور یہ نہین سمجھتے کہ تھوڑا سا غور کرنا بہت سی تکلیف و محنت سے بچاتا ہی یہ ہرگز مناسب نہین کہ دشمن خواہ کیسا ہی وحشی ہو اوسکو ذلیل اور حقیر ایسے حال مین جانین کہ نہ اوسکا

طریقہ جنگ معلوم ہو نہ اوسکی تعداد معلوم نہ اوسکے جوش مذہبی پر علم ہو۔ یہ حرارت و جوش مذہبی ایسی چیز ہے
کہ انسان کو چند لمحے مین ایسا بہادر بنا دیتی ہی کہ اوسکو اپنی جان و مال کی کچھہ پرواہ نہین ہوتی اور وہ اوس
قواعد دان سپاہ سے جو تنخواہ کے لیئے یا اپنی حفاظت کے واسطے لڑتی ہی جا کر برابر لڑائی کرتا ہی اور مر جاتا ہی
آب جو فنون جنگ سے ماہر ہین وہ اس لوشیلا کی مہم پر یہ الزام لگاتے ہین کہ اوسکے واسطے سامان بمقتضائے
علوم و فنون جنگ نہین کیا گیا۔ مورچے کہین اونچے ایسے تہے کہ اونپر چڑہکر سپاہیونکو کام کرنا دشوار تہا کہین
وہ نیچے ایسے تہے کہ اونکی دشمنونکے ہاتہہ سے حفاظت کرنی مشکل تہی جب دشمنون نے سپاہیونکو ہلاک کرنا
شروع کیا توان مورچونکی خرابیان معلوم ہوئین انجنیرون نے اصلاح کی۔ مگر مشکل تہا کہ دشمن سر پر کہڑا ہو
اور اوسکے سامنے پوری پوری اصلاح پہلی غلطیونکی ہوجاے۔ مقام انگل نیسٹ کو دشمنون نے کئی دفعہ چہین لیا
اور اوسمین نہایت عمدہ عمدہ افسر مجروح اور مقتول ہوئے۔ میجر برون لو نے دو دفعہ بڑی بہادری اور
جوانمردی سے دشمنونکا مقابلہ کیا۔ غرض انگل نیسٹ اور کریگ پکٹ پر کئی دفعہ لڑائیان ہوئین اور کبھی اونکے
دشمنون نے چہین لیا اور کبھی انگریزون نے اونکو پہر لے لیا۔ طرفین سے جانون کا نقصان ہوا۔ ان کوہستانیون
نے انگریزی لشکر کو نچلا نہ بیٹہنے دیا۔ ہر روز چہوٹی چہوٹی لڑائیان لڑین جنمین اکثر انگریزونکو فتح رہی اور
اونکے بڑے زبردست حملون کا مقابلہ کیا اور دشمنون کو ہزیمت دی ۔۱۶ اکتوبر کو دشمنونکی تعداد سوات والون
کے آن ملنے سے زیادہ ہوگئی۔ اور ملکا کے ہندوستانی بہی آکر شامل ہوئے۔ انگل نیسٹ پر سبنے ملکر ایک
سخت حملہ کیا۔ ۲۰ پنجابی پلٹن کا سخت نقصان ہوا لفٹننٹ رچمنڈ جو بہت دل عزیز تہے مارے گئے میجر
برون لو کے وہ ماتحت تہے۔ غرض اسّی آدمی مجروح اور مقتول ہوئے۔ اگرچہ دشمنونکا سخت نقصان ہوا مگر اوسی
کے بہاو مین نہ تہا۔ اونہون نے علم صلح دکہایا اور اپنے زخمیون اور مردونکو اوٹہا کر لے گئے۔ اونہون نے
انگریزون سے باتین دلیرانہ کین اور کہا جتنے مر گیے ہین اون سے زیادہ اور زندہ لڑنے کو موجود ہین غرض
سوائے لڑائی کے اور کچھہ مطلب اونکا نہ معلوم ہوا۔
ایک ہندوستانی رجمنٹ جو ایام غدر مین سرکش ہوئی تہی اوسکا بہی علم انگل نیسٹ سے ۱۵۰ قدم پر نصب
ہوا تہا انگریزی نشانہ بازون نے اوسے نشانہ بنایا۔ جو اوس پاس آیا اوسکو مجروح یا مقتول کیا پہر ری

لڑائی مین یہ علم کہین نظر پڑا شاید اونہون نے اس سبب سے نہ لگایا ہوگا کہ انگریزونکو اوسپر غصہ نہ آئے۔ اس لڑائی مین جسمانی قوت کا کام بہ نسبت آلات جنگ کے زیادہ پڑتا تھا۔ پہاڑونپر چڑہنا اول مشکل اور پھر وہان اپنی حفاظت کے واسطے سنگ گاہ بنانی اَور دشوار تہی۔ مگر جیسے پہاڑی دشمن سر پھوڑ اور اونکے پہاڑ سینہ توڑ تھے ایسے ہی انگریزی لشکر نے بہی اپنا سینہ لوہے کا اور کلیجہ پتھر کا بنا لیا تہا۔

۳۱۔ نوامبر کو سر چمبرلین نے لکھا کہ سندہ سے لیکر کابل تک ساری قومون نے اتفاق ہمسے لڑنے کے لیئے کر لیا ہی۔ اگرچہ یہ قومین آپسمین خود عناد اور فساد رکہتی ہین مگر سبنے اخوند سوات کے علم کے نیچے لڑنے پر عہد کر لیا ہی۔ اس اثنا مین انگریزی لشکر کی کمک کے لیئے چودہوین فیروزپور کی ہندوستانی پلٹن پیادہ اور چوتہی گورکہا اور دو میدانی توپین پنجابی توپخانے کی اور رسد میگزین اور کہانے پینے اور دوائون کی پہنچ گئی۔ کمک اور رسد رسانی کا انتظام ایسا عمدہ تہا کہ جلدی جلدی اوسسے لشکر کی جان مین جان افزائی زیادہ ہوتی رہتی تہی۔ تیرہ والے مردانہ صورت رکہتے ہین ڈہیلے کپڑے پہنتے ہین نیلی دستار سر پر رکہتے ہین تلوار اور سپر اور توڑہ دار بندوقین اور چہہ دن کی خوراک وہ اپنی پیٹھ پر رکہکر دشمنون سے لڑنے جاتے ہین۔ اخوند سوات اور مولوی عبد اللہ دو اونکے بڑے سرخیل تھے جنہون نے ان قومونکو اپنی سرسبز وادی اور اپنے ملک اور اپنی عزت اور سب سے زیادہ اپنے مذہب کے لیئے انگریزون کے ساتھ لڑنے کے لیئے آمادہ کر دیا۔ ۶۔ نوامبر کو جمعہ کے دن دشمنون نے انگریزونپر سخت حملہ کیا اور بڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ اور وہ کامیاب ہوئے۔ انگریزون سے اونہون نے میدان جنگ چہین لیا۔ کئی افسر انگریزی جوانمردانہ اور دلیرانہ مرکے تہ خاک ہوئے۔ اس فتح سے دشمنون کا دل اور بڑہا اور اونمین تین ہزار آدمی باجوڑ سے بہی آ کر شامل ہوئے۔ غرض یہ اجتماع اور پھر اونکے ساتھ ہندوستانی باغی سپاہیونکی قواعددانی شامل ہوئی۔ ان دشمنون نے ۱۲ نوامبر کو کریگ پکٹ پر شبخون مارنیکا ارادہ کیا۔ وہ جسقدر قریب آتے گئے اوسیقدر پہاڑون و درختون کی اوٹ سے نظرون سے چھپتے گئے اور شکاری جانورون کی طرح دبتے ہوئے اور گہات لگائے ہوئے چلے آئے اور صبح کو پکٹ پر حملہ کیا۔ پکٹ کے سپاہی ان ہزارون دشمنونکے مقابلہ مین نہ ٹھہر سکے اور پیچہے ہٹنے شروع ہوئے۔ ڈیوڈسن صاحب افسر اس پکٹ پر تہے۔ وہ اوسکو دشمنونکے ہاتھ سے نہ بچا سکے۔ اس پکٹ کا ہاتھ سے جاتا رہنا بڑا غضب لشکر کے لیئے تہا۔ سر نویل چمبرلین خود

لڑائی پر مستعد ہوئے۔ اور اونہون نے ارادہ کیا کہ خواہ کیسا ہی نقصان ہو مگر اس پکٹ کو دوبارہ لینا چاہیئے
کرنیل سیلسبری اور افسرون نے لشکر لیجا کر بنیر والون کو دوسری طرف پہاڑ کے بھگا دیا۔ اب چند روز
تک بنیر والے کچھ نبولے اس عرصے مین انگریزی لشکر کو اپنے مقامات کے درستی کے لیئے مہلت مل گئی۔
۱۹۔ نوامبر کو میجر جیمس کمشنر پشاور بہی جو ولایت کو رخصت پر گیئے تہے آن پہنچے۔ اسوقت اونکا آنا
بہت غنیمت ہوا۔ اونہون نے اون قومونکو جو برٹش گورنمنٹ کی وفاداری مین ڈہل مل ہو رہی
تہین تھام لیا۔

پھر بنیر والون نے ایک پکٹ پر جسکے لفٹننٹ موزلی صاحب مہتمم تہے حملہ کیا۔ اور لفٹننٹ نے سخت
دشمنونکا مقابلہ کیا مگر جب سارا میگزین ختم ہو گیا تو اونہون نے سنگینون سے لڑائی شروع کی۔ مگر دشمنون
کے ہاتھ سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیئے۔ اور افسر جو اونکی کمک کے لیئے دوڑے وہ بہی نہ بچ سکے۔ دشمنون نے
اونکو پسپا کر دیا۔ کئی افسر مارے گیئے۔ زخمیون اور مردونکو دشمنون نے نہین اوٹھانے دیا۔
۲۰۔ نوامبر جمعہ کے روز پھر ایک حملہ سخت کریگ پکٹ پر کیا اور پھر وہ کامیاب ہوئے کئی افسر اور ۲۶
سپاہی مارے گیئے۔ دشمنونکے ہان اس فتحیابی کے شادیانے بجے کہ تیسری دفعہ اس مقام کو اونہون نے لیا۔
مگر وہ اوسکو اپنے پاس رکھہ نسکے۔ کرنیل ہوپ نے اور افسرون اور جنرل چیمبرلین نے اوپر حملہ کیا۔
کرنیل ہوپ کے ہائی لینڈرز نے بنیر والونکی کمر توڑ دی۔ اور اونکو بھگا دیا۔ جنرل صاحب سخت زخمی اس
لڑائی مین ہوئے۔ دشمنون نے پہاڑون پر سے سنگریزی ہی کا فرونکے سنگسار کرنے مین کی مگر دیکھا نکل امید ایسا
بنیر والون کا حملہ اس مقصد سے کہ انگریزون کو اپنے ملک سے نکالدین ۲۰۔ نوامبر کو ختم ہو گیا پھر
اونکو حملہ کرنا نصیب نہوا۔ اس مہم کا خاتمہ میجر جیمس صاحب کی تدابیر پر وابستہ کے ساتھہ وابستہ تہا۔ اونکی
عقل اور حکمت کی پائمردی اور سپاہ کی جوانمردی نے اس مہم کو خاطر خواہ فیصلہ کرا دیا۔ اونکا رعب داب
ان قومون مین بہت تھا۔ اونہون نے اول چھوٹی چھوٹی قومون کو سمجھایا کہ تم کیون بنیر والون کے ساتھہ
مرتے ہو۔ اپنے گھر جاؤ اور چین و آرام سے رہو۔ مگر اسنے ہی دشمنونکی قوت کو ضعف نہوا۔ دھیرے سے
غزن خان چھہ ہزار آدمیون کے ساتھہ اخوند صاحب سے آن ملا۔ انگریزی لشکر کے قریب روز کمک پہنچ

چلی آتی تھی۔ جنرل چیمبرلین تو زخمونکے سبب سے کام نکر سکتے تھے اونکی جگہہ میجر جنرل گارووک کہ کوہستانی لڑائیوںمین تجربہ کار تھے آگئے تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ لارڈ ایلگن کی علالت کی حالت مین یہ منصوبہ ہوگیا تھا کہ سپاہ واپس چلی آئے۔ مگر لارڈ ڈینی سن نے اپنی روشن ضمیری اور دانشمندی سے برخلاف راے اپنی کونسل کے کام کیا اوسکا مفصل حال بیان ہوچکا ہے۔

اب جنگ کا یہ عمدہ انتظام ہوچکا کہ ایک برگیڈ ہوتی مردان مین جو پشاور اور امبیلا کے عین وسط مین ہے جمع کیا جاے اور کرنیل شب لی میر عسکر مقرر ہون۔ اور یہ لشکر سوات پر ایک اور درہ سے جسے لوندخوار کہتے ہین حملہ کرے۔ اس لشکر مین ساتوین پلٹن حصار اور ۱۰ اسپیر گائیڈ سوار اور پہاڑی کا توپخانہ اور کچہہ حصہ ساتوین شاہی فیوزی لیر پلٹن کا اور تین کمپنیان سکھہ کی تیسری پلٹن کی تہین۔ مگر میجر جیمس نے یہ صلاح دی کہ سوات پر حملہ نکیا جاے۔ اب امبیلا کی سپاہ کو خوب کمک آگئی۔ جنرل گارووک اوسکے سپہ سالار تھے اونہون نے اس لشکر کے دو برگیڈ بنا دیئے۔

۱۰۔ دسمبر کو صلح اور عہد و پیمان کی گفتگو کی یہانتک نوبت پہنچی کہ بنیر کے سردار انگریزی خیمہ گاہ پر آئے اور صاحب کمشنر سے ملاقات کی۔ دوسرے دن یہ عہد و پیمان کر کے چلے گئے کہ ہم لشکر انگریزی کے ساتھہ چلینگے اور دل سے اوسکی امداد کرینگے اور ملکا کے ہندوستانیون کو تہ خاک کرینگے۔ مگر نتیجہ اس صلح کی گفتگو کا آخر کو کچہہ نہ نکلا۔ اور اخوند سوات نے شرائط صلح کو نامنظور کردیا۔ ۱۵۔ دسمبر کو جنرل گارووک نے حملہ کرنیکے لیئے جنبش کی۔ کریگ پکٹ سے دو میل آگے لالو گاؤن تہا اور اوس سے کئی سو گز پر سامنے اوسکے ایک شاخ پہاڑ کی تہی جو وادی چملا سے آئی تہی اور ایک لمبی چوٹی پر ختم ہوتی تہی جہان سے تمام کوہستان کی نگہبانی ہوسکتی تہی یہان دشمن کے لشکر کا جماؤ تھا۔ یہ پہاڑ مخروطی تھا۔ غرض اس پہاڑ کو نہایت خوبصورتی اور لطف کے ساتھہ انگریزی لشکر نے جوانمردی اور بہادری سے لے لیا۔ دشمنونکو جو بیدل ہوگئے تہے سنگینون پر رکھہ لیا۔ اور اونکے زخمونکی چہینٹون مین گولیونکو چہپانا۔ کرنیل ٹرنر نے لالو کو جلا کر خاک سیاہ کیا اور کرنیل وائلڈ نے اس پہاڑ کو لے لیا۔ دوسرے روز صبح کو کرنیل وائلڈ امبیلا کی طرف آگے بڑہے۔ اور دشمنونکو آگے سے ہٹا دیا۔ اب اونکا ہجوم گورو کے پہاڑ و بنیر اور درہ بنیر کے

گرد تھا مگر اونکا حوصلہ ایسا پست ہوگیا تھا۔ کہ وہ لشکر انگریزی پر حملہ آور نہوتے تھے۔ اب انگریزی سواروں نے آگے بڑھکر اجیلا کے گانوٴمین آگ لگا دی۔

جب دشمن کو لشکر انگریزی نے بہت دبایا اور اوسکو پریشان کیا تو اوسکے ایک گروہ نے دل کرکے انگریزی لشکر کے ایک حصہ پر بڑی جوانمردی سے یکایک سخت حملہ کیا اور تھوڑی دیر کے لیے کھلبلی ڈالدی مگر انگریزی لشکر نے اپنے تئین سنبھال لیا اور دشمن کو مصیبت مین ڈالدیا اور کہین اوسکو چین نہ لینے دیا۔ اور اجیلا کے گانوٴ سے پیچھے ہٹا دیا۔ اور وادی چملا پر قبضہ کرلیا۔ مگر ابھی جو مقصد اصلی ملکا کے ہندوستانیونکو سزا دینے کا تھا وہ بہت دور تھا۔ اگر وہ پورا نکیا جاتا تو یہ فتح بھی شکست سے بدتر تھی۔ بنیر والون پر جب آفت آئی تو سواتی اور اخوند اور باجوڑ اور دہیر کے سردار اور قومین جو اونکی امداد اور اعانت کے لئے آئی تھین اپنے گھر کو روانہ ہوئین۔ جب بنیر والون نے اپنا یہ حال دیکھا تو پھر پیغام صلح اور عہد و پیمان بھیجا۔ اور یہ شرائط ٹھہرین۔

اول۔ سب قسم کی سپاہ کو درہ بنیر سے نکال دینگے۔

دوم۔ ملکا کے غارت کرنے کے واسطے سپاہ کافی دینگے۔

سوم۔ بنیر اور چملا اور امازئی سے ہندوستانیونکو خارج کردینگے۔

چہارم۔ اپنے تمام سرخیلون کو آول مین جبتک دینگے کہ اوپر کی شرائط کو منظور کرین۔

دوسرے دن شرط پوری کرنے کے واسطے دو ہزار بنیر والے اور دو اونکے سرخیل زاہد اسد خان اور احمد خان کرنیل ٹیلر کے ہمراہ گیئے۔

انگریزون نے بھی یہ سمجھا کہ بنیر والونکے ہاتھہ ملکا کا غارت کرنا گویا اپنے ہاتھون سے غارت کرنا ہی ملکا پر جب پہنچے تو وہ ایک نہایت مستحکم مقام نکلا۔ وہان سے آدمی سب بھاگ گیئے۔ ۲۲۔ دسمبر کو انگریزی افسرون کے سامنے اوسمین آگ لگائی گئی۔ اوسکے دھوئین نے انگریزی لشکر کو یہ مژدہ پہنچا دیا کہ مقصد حاصل ہوگیا۔ کچھہ تو مونکی آنکھونکو یہ دھوان کڑوا لگا وہ انگریزونکو اوس آتش افروزی کو دیکھکر برافروختہ خاطر ہوئین اور اس غصہ مین اونکے چہرے تمتمائے۔ مگر کرنیل ٹیلر اور بنیر کے سردارون نے

اونکو سمجھا دیا وہ چپ چاپ اپنے گھر چلی گئیں۔ انگریزی افسر واپس وادی چملا مین چلے آئے۔ اور بڑے
دن کے دن اس لشکر نے ان پہاڑیون کو چھوڑا اور وہ یوسف زئی کے میدانون مین آگئے۔ بنیر والون
نے بہی اپنے مورچے توڑ تاڑ برابر کیئے۔ غرض لڑائی سب طرح سے ختم ہوگئی۔ مگر اس لڑائی نے انگریزونکو
بہت ایسے سبق پڑہائے کہ جو آگے بہت کام آئے۔ اور اس غلطی پر متنبہ کیا کہ ان دشمنونکو حقیر اور ذلیل سمجھنا
چاہیئے۔ ۱۸۶۸ع مین **کوہ سیاہ** کی مہم مین اس لڑائی کا تجربہ بڑا کام آیا۔ **امبیلا** کی مہم کا اس خوبی
کے ساتھ انجام پانا سپاہ انگریزی کا بڑا کار نمایان تہا۔ انگریزی افسرون کی ہمت مردانہ اور استقلال جوانمردانہ کا
نتیجہ یہ تہا کہ دو سو برس گذرے ہونگے کہ اکبر کا لشکر ان سر پہوڑ سینہ توڑ پہاڑون مین سنگسار ہوکر فنا
ہوگیا تہا۔ دشمن بہادر اور مستقل تہا اوسکی ایسی حرارت مذہبی بہی سینہ مین روشن تہی اخوند سوات کی تحریک
بہی اوسپر پنکہا جہل رہی تہی۔ مگر جب دشمنون نے اس سپاہ انگریزی کے عزم جزم کو دیکہا اور ہزیمت پر ہزیمت
پائی اور بڑے بڑے سرخیل اونکے مردانہ وار میدان جنگ مین کام آئے ایک ہزار سے زائد سپاہی بہی
مرے اور آپسمین بہی اونکے پہوٹ پڑسی تو اونکو مجبور ہوکر کچہہ اوسکے سوائے اپنا چارہ معلوم ہوا کہ صلح
کی درخواست کرین۔ سرکار انگریزی کو بہی کچہہ اون سے جنگ و پیکار مقصود نہ تہی اونکی درخواستون کو
قبول کر لیا۔ بکٹ جو کئی دفعہ چہینی اور پہر لی گئی یہ کوہستانی قراولونکے دستور مین داخل ہے۔ بعض جانباز
اور جوانمرد افسرون نے معرکہ جنگ مین خود خلعت خونی پہنا اور اپنے دوستونکو ماتمی لباس پہنایا جس روز
کہ لشکر درہ امبیلا مین داخل ہوا۔ ۱۶۔ دسمبر تک تفصیل مجروحین و مقتولین کی یہہ کہ انگریزی افسر ۱۵ اور
سپاہی گورے ۴۴ اور ہندوستانی افسر ۴ اور سپاہی ۱۰۳ کل ۲۲۶ مقتول ہوئے۔ اور انگریزی افسر ۲۱
اور گورے سپاہی ۱۱۸ اور ہندوستانی افسر ۲۱ اور سپاہی ۴۶۰ کل ۶۲۰ مجروح ہوئے۔ غرض کل
مجروح و مقتول ۷۴۰ ہوئے۔

(۸) اس مہم امبیلا کو جو تعلق ہندوستانی سے تہا وہ تمکو اب معلوم ہوگیا ہوگا کہ **ستانا** مین ایک گروہ
وہابیون کا سید احمد صاحب کے شہید ہونیکے بعد جابسا تہا اور اونمین اکثر لوگ **بنگال** اور **پٹنہ** کے رہنے
والے تہے۔ اور مولوی **ولایت علی** اور **عنایت علی** بعد سید احمد کے اونکے سرگروہ تہے۔

ہندوستان سے اون پاس روپیہ جاتا تہا اور اوسکا حال برٹش گورنمنٹ کو خوب معلوم تھا جبتک
پنجاب مین سکھون کی عملداری رہی تو اس روپے اور آدمیون کے جانے مین کچہہ مزاحمت اور دست اندازی
گورنمنٹ نے نہین کی ۔ مگر جب وہان انگریزی عملداری ہوگئی تو مولوی عنایت علی اور
ولایت علی ۱۸۴۹ء مین ہندوستان کو چلے آئے ۔ اور ان دونون مولویون نے پٹنہ اور اوسکے
قرب وجوار مین اس بات کی ترغیب دینے مین ہرگز کوتاہی نہین کی کہ وہ جہاد مین شریک ہون اور اس
کام کے واسطے روپے جمع کرین چنانچہ وہ برابر بڑی سرگرمی سے کوشش کرتے رہے ۔ اور جس بات کا اتنک
انکو دل سے خیال تہا اوسکا اظہار اونہون نے ۱۸۵۱ء مین اس طرح پر کہ وہ پھر ہندوستان سے سرحد
کی جانب چلے گئے ۔ یہ نہین ثابت ہوتا ہی کہ اونکا ارادہ سرحد پر جاکر انگریزون پر حملہ کرنیکا ہوا بلکہ یہی اصلی
مقصود اونکا اون سکھون پر جہاد کرنا تہا جو جمبو مین رہتے تہے اور اونکے قدیمی دشمن تہے اور مسلمانون کو
ستاتے تہے ۔ وہ اپنے سب بال بچونکو ہندوستان ہی مین چہوڑ گئے تہے ۔ ایسی صورت مین مسلمانون کے
مذہب کے موافق انگریزون پر جہاد کرنا جائز نہ تہا ۔ اسمین شک نہین کہ مسلمانونکے پاس یہان سے سرحد پر اور
اخوند سوات پاس روپیہ جایا کرتا تہا جب ۱۸۵۷ء کا غدر ہوا تو بہت سے باغی سزا کے خوف سے
ان ہندوستانیون مین جا ملے اور اونمین ہندو مسلمان سب ہی تھے ۔ اس سبب سے ہندوستانیونکو اور ضرورت
روپیہ بہیجنے کی اپنے عزیزون پاس آگئی ۔ بعض وہابیون نے یہان اپنے کہانے کمانے کا پیشہ اس طرح روپیہ
حاصل کرنیکا بنا لیا تہا ۔ اور جاہلون کے بہکانے کے لیئے یہ مشہور کر دیا تہا کہ سید احمد صاحب شہید نہین
ہوئے بلکہ زندہ ہین ۔ اس آمدنی کے واسطے پٹنہ اونکا بڑا گودام اور ستانا چہوٹا گودام تہا ۔

۱۸۵۷ء نے برٹش گورنمنٹ کو خوب ہوشیار کر دیا تہا اور اب وہ ہر کھٹکے پر چوک پڑتی تہی ۔ او سنے
اس روپے کے جانے کو اور ہی نظر سے دیکہا ۔ وہ یہ سمجہتے تہے کہ گو سرحد پر مفسد اور پر کینہ قومین آباد ہین
مگر اون سے ہماری زبردست سلطنت کو صدمہ نہین پہنچ سکتا ۔ اونکی قدرت سے باہر ہی کہ وہ ہماری
سلطنت کو درہم برہم کر سکین اسلیئے اون سے کوئی خوف وخطر کا محل نہین ہی ۔ مگر ہندوستان ایسا
ملک ہی کہ اوسمین اتنے دنون مین ایک لڑکا جوان نہین ہوتا جتنے دنون مین ایک خفیف سا مفسد گروہ

ایک لشکر عظیم برپا ہو جاتا ہی اور ملک کی حالت مین انقلاب پیدا کر سکتا ہی جسنے پنڈاریون اور مرہٹون
کی تاریخ دیکھی ہوگی وہ اس امر کو یقین کریگا۔ اسلیئے وہ ہندوستان کے ایسے قلیل گروہ کی سازش کو بہی
ہنگامۂ غدر کا بچہ سمجہی۔

۱۸۵۷ء مین پٹنہ کے کمشنر ٹیلر صاحب تہے اونہون نے اس زمانے مین جو اس شہر مین وہابیون کے سرغنہ
رہتے تہے اونکو نظر بند کر لیا تہا۔ مگر یہ لوگ دولتمند بڑے تہے۔ جناب لفٹننٹ گورنر تک رسائی رکہتے تہے اسلیئے
وہ چہوٹ گیئے۔ اور ٹیلر صاحب خود آفت مین پہنس گیئے۔ مگر پیچہے جب ان وہابیون کا حال معلوم ہوا تو صاحب
ممدوح کی تعریف ہوئی کہ اونہون نے ان وہابیون کے قید کرنے سے بہار کو ہنگامۂ غدر سے بچایا۔ اس
پٹنہ کی سازش کا حال یہ ہی کہ غزن خان کرنال کا سرجنٹ پولیس کا تہا اور کپتان پارسنس
کے ماتحت تہا۔ وہ یوسف زئی کا رہنے والا تہا اور ستانا مین رہ چکا تہا۔ مئی ۱۸۶۳ء کو اوسنے چار مسافر
دیکہے اونکو اوسنے پہچان لیا کہ یہ ستانا کے آدمی ہین۔ اوسنے اونکو باتون ہی باتون مین ایسا پرچایا کہ سارا بہید اونکا
معلوم ہو گیا کہ وہ جاسوس ہین اور ہندوستان مین اس سبب سے آئے ہین کہ روپیہ اور آدمی لے جائین اور
برٹش گورنمنٹ پر جہاد کرین۔ یہ چارون آدمی گرفتار ہو کر مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیئے گیئے۔ صاحب
مجسٹریٹ نے اوسکو پولیس کی گھڑت اور بناوٹ سمجھکر چہوڑ دیا۔ اسپر غزن خان کو اپنی بات کے ہلکا ہونیکا
ایسا رنج ہوا کہ اوسنے اپنے اکلوتے بیٹے کو ستانا بہیجا کہ وہ اصل حال تحقیق کرے کہ یہ ستانا کے آدمی کیونکر
ہندوستان مین آئے ہین اور تہانیسر مین گیئے ہین۔ اس بیٹے نے تمام سازش کا حال دریافت کر لیا۔
کہ تہانیسر مین جعفر علی ایک شخص ہی جسکی معرفت آدمی اور روپیہ ستانا کو بہیجا جاتا ہی جب کپتان
پارسنس صاحب کو یہ کنجی ہاتھہ لگی تو اونہون نے سارے اسرار سازش کے صندوق کہول لیئے۔

کپتان صاحب نے جاتے ہی جعفر علی کی خانہ تلاشی لی اوسکے خطوط مین ایک خط محمد شفیع کے نام کا
بہی تہا۔ جعفر علی بہاگ گیا اوسکو دو سو میل ہٹکر علی گڑہ مین کپتان صاحب نے گرفتار کیا۔ شہادت سے
یہ ثابت ہوا تہا کہ پٹنہ صدر مقام اس سازش کا ہی۔ کپتان صاحب یہان آئے۔ یہان بہت سے وہابی
گرفتار کیئے۔ اور ان سب مین محمد شفیع بڑا مالدار تہا اوسکے باپ دادا وارن ہسٹنگز کے زمانہ سے

کمسریٹ کے ٹھیکہ دار چلے آتے تھے اور وہ خود بھی تمام چھاونیوں مین گوشت کا ٹھیکہ دار تہا۔ یہ وہابیون کو
بڑا اچھا دوست مل گیا تھا کہ جسکے سبب سے جگہ جگہ سے روپے جمع ہوکر سرحد پر پہنچ سکتا تہا۔ ہر جگہ اوسکے
ملازم اور نوکر موجود تھے۔ گیارہ آدمی ماخوذ ہوئے اور سر ہربرٹ ایڈورڈز صاحب کمشنر انبالہ نے
اس مقدمہ کو تئیس اجلاسون مین بڑی دہوم دہام سے فیصل کیا۔ اونہون نے تین سرغنہ کو پہانسی کا
حکم دیا۔ اور باقی کو بڑی بڑی سزائین تجویز کین۔ مگر یہ فیصلہ اونکا محکمہ علیا مین جاکر ترمیم ہوگیا۔ صاحب
ممدوح نہایت دانشمند اور عالی دماغ اور مدبر اور منتظم شجاع و دلیر تھے۔ مگر محبت قومی اور جوش بھی
اونکے مزاج مین ایسا تہا کہ جسوقت وہ اوٹھتا تہا تو وہ اپنے نفس کو روک نہین سکتے تھے۔ اونہون نے وہابیونکو
سزائین ہی سخت نہین تجویز کین بلکہ اوس انگریز بیرسٹر کو جو مجرمون کی طرف سے مقرر ہوا تہا یہ لعنت ملامت
کی کہ تو روپے کی طمع مین آنکر اون مجرمونکو بری الذمہ کرانیکے لیے کہڑا ہوا جو تیری قوم کے سر کاٹنے کی
تدبیرین کر رہے ہون۔ فیصلہ مین یہہ بھی ایک فقرہ تہا کہ مسلمانون کی ہستی ہندوستان مین فقط گورنمنٹ
کی عنایت کے سبب سے ہے۔ غرض اس وہابیونکی سازش نے بھی ایک دفعہ سارے ہندوستان مین ایسی کہلبلی
ڈالدی کہ جو مسلمان وہابیونکے نام سے مشہور تھے اونکا قافیہ تنگ تہا وہ یہ نہین جانتے تھے کہ آج دن کو
ہم اپنے گھر مین رہینگے یا کل جیلخانہ مین زنجیرون مین جکڑے جائینگے۔ اخبارون مین بھی اس باب مین طومار
کے طومار لکھے گیے۔ مخالف اور موافق دونون طرح کی تحریرین تہین ایسا کہتے تھے کہ انکو اونکو بھی اسبات پر
ہنسی آتی تہی کہ ایسے ذلیل گروہ پر یہ خیال کیاجاتا کہ وہ برٹش گورنمنٹ جیسی زبردست سلطنت کو درہم
کریگا۔ دوسرا گروہ کہتا تہا کہ وہابیونکے وہ اصول ہین جو اصل مسلمانونکے پیغمبر کے زمانے مین تھے۔ جیسا وہ
ایک قلیل گروہ ساری دنیا مین پہیل گیا اوسی قسم کا منصوبہ یہہ بھی تہا۔ کوئی گورنمنٹ کی ان حرکتون پر
قہقہہ مار رہا تہا کوئی واہ واہ کر رہا تہا کہ گورنمنٹ ۱۸۵۷ء سے کیسی ہوشیار ہوگئی ہے کہ وہ کسی سازش کو
چلنے ہی نہین دیتی۔ کوئی کہتا تہا کہ ہندوستان مین عملداری بڑی خطرناک ہے۔ اوس سے روپیہ دریا پار
انگلستان لیجانا ایسا ہی ہے جیسے اوس چڑیا کا خوراک پانا ہے جو مگر مچھ کے کہلے منہہ سے غذا کہاتی ہے
ایسی رائین کچہہ بھی ہوا کرین نتیجہ اوسکا یہ تہا کہ بہت سے بھرے گھر مسلمانون کے ویران ہوگئے اور ج

لکھپتی تھے وہ روپیون کو محتاج ہوگئے۔

باب پنجم

لارڈ لارنس کا عہد حکومت

سنہ ۱۸۶۴ع سے سنہ ۱۸۶۹ع تک

(۱)۔ ۱۲۔ جنوری سنہ ۱۸۶۴ع کو کلکتہ مین جناب لارڈ لارنس تشریف فرما ہوئے۔ اونکا استقبال بڑے کروفر و شان شکوہ سے ہوا۔ اونکے آنے کی خوشی کے مارے گھر گھر عید معلوم ہوتی تھی۔ یہ پہلی ہی دفعہ تاریخ ہند مین تھی کہ گورنر جنرل کی آمد کا اشتہار چھاونیون مین سپاہ کے روبرو پریڈ پر افسرون نے پڑھا اور اوسپر شادی کی دھوم مچائی۔ یہ سپاہ کیون نہ یون اظہار محبت مین شادیانے بجاتی۔ کیسی کیسی مہربانیان اور عنایتین جناب مغفور الیہ نے اونپر فرمائی تہین۔ خوراک مین اونکی اصلاح کی تہی۔ پوشاک اور مکانات اونکے لیئے درست کیئے۔ اونکی آسایش اور آرام کے اسباب مہیا کرنے مین دریا دلی سے دولت صرف کی۔ غرض وہ گورون کی سپاہ کے ہمدرد اور دلسوز دوست تھے اور اونہون نے بہت کچھ اونکی باطنی اور ظاہری ترقی مین اپنے مذہبی خیالات کی وجہ سے سعی فرمائی۔ یہ سپاہ ایسی تھی کہ اس ملک کی آبہوا کا اثر فقط اوسکے جسم کے لیئے مضر نہ تھا بلکہ اوسکے اخلاق کے حق مین بھی زہر تھا۔ گورنمنٹ کا حساب تو یہ ہے کہ ساٹھ فی ہزار ہر سال اونمین سے مرجاتے تھے۔ اور محققین کا یہ حساب ہے کہ اس سپاہ مین سے چار چھٹے حصے کو اس سرزمین کا دیکھنا نہ نصیب ہوتا تھا جسمین وہ پیدا ہوئی تھی۔ سپاہی ایسی کم عمری مین سپاہ مین بھرتی ہوتے تھے کہ نہ تو مذہبی خیالات ایسے پختہ ہوتے کہ اونکو نفس امارہ کی شامتون سے بچاتے اور نہ تعلیم اونکی ایسی ہوتی تھی کہ وہ اپنے شہوات نفسانی کی باگ ہاتھ مین رکھہ سکتے۔ یہان کی گرمی وہ بلا کی ہے کہ جیسے بڑے بڑے دن ادن انگریزون کو کوٹھیون مین بند کرکے تولا دیتے ہین جو گھر کے اندر سیکڑون مشغلے رکھتے تھے۔ بہرحال اس سپاہ کے جنکو سوا لیٹے کچھ کام نتھا کہ بارکون کے کمرون مین سارے دن پڑے رہین اور چت پٹ پی پی کر دہوون کے چھلون سے بادل بنایا کرین۔ اور سفیدی پھری ہوئی دیوارون کے اندر گپین آپسمین اڑایا کرین۔ اور چند معمولی باتین

آپسمین کیا کرین جنمین نہ کچھ لطف ہو نہ مزہ۔ اونکی گفتگو کیون نہ پھیکی اور بیمزہ ہو۔ اون بیچارون کو نہ خلوت
نصیب ہوتی کہ تنہائی مین کسی مضمونکو سوچین نہ جلوت مین کچھ نئے تماشے دیکھتے کہ دل مین مضامین
پیدا ہوتے۔ اونکی رات و دن کی دل لگی شراب سے تھی وہ اونکی گھٹی مین پڑی تھی۔ سوائے معمولی
شراب کے جو اونکو ملتی ہی تمنے دیکھا ہوگا کہ قلیون کے لونڈے اونکو کس کس حکمتون سے باوجود سخت
ممانعت کے برانڈی کی بوتلین پہنچاتے ہین اور چلمون مین اونکو کہان کہان لیجاتے ہین۔ لال ہو یا ت
اونکو کس چاؤ سے بلاتی ہین۔ غرض ان سببون سے ہندوستان مین اونکے اعضا کی ترکیب جلد اپنی
نظم سے گر جاتی ہی۔ امراض اونکو پریشان کر دیتے ہین گو طبیبان حاذق اونکو سنبھالتے ہین۔ مگر ان
امراض کا علاج فقط دواؤن سے نہین ہو سکتا۔ لارڈ لارنس نے اول اونکے امراض باطنی
اور ظاہری کا علاج یہ سوچا کہ سپاہیونمین دس فیصدی زیادہ شادی ہوا کرے۔ یہ مطلب ایسا اہم تھا کہ ضرور
پارلیمنٹ اوسپر توجہ کرنے مین دریغ نکریگی۔ سر ہیو روز کمانڈر انچیف نے جو شب و روز سپاہ کی
اصلاح اور فلاح کی طرف توجہ فرماتے تھے اسبات پر توجہ کی کہ اگر سپاہ مین زیادہ سپاہیون کی شادیان
ہونگی تو عملًا اونمین کیا فائدے حاصل ہونگے۔ اونکی رائے تھی کہ تھوڑی سی سپاہ جو تندرست ہو اوس بہت
سی سپاہ سے بہتر ہی کہ جنکے نام تو فہرست سپاہ مین ہون مگر وہ میدان جنگ کے اندر اپنے ضعف کے سبب سے
نجا سکین۔ سچ ہی کہ جو سپاہی آتشک اور سوزاک مین مبتلا ہون وہ دشمنون کی سوزش آتش کے روبرو کب
ٹھہر سکتے ہین۔ سوائے اسکے اونہون نے سپاہیونکو بارک کے محبس سے چھٹانے کے واسطے صنعت کے کارخانے
جاری کیے اور باغ لگائے کہ جنکی خوشی ہو اونمین صناعی اور باغبانی کے کام سیکھین۔ سپاہ کا یہ دستور تھا
کہ فقط اتوار ہی کو گرجا مین نماز پڑھنے صف بندی کے ساتھہ جایا کرتی تھی اور سوا اس روز کے کوئی اور
روز اونکی لیئے عبادت کا مقرر نتھا۔ نہ کوئی عبادتخانہ ایسا کہ جسمین کوئی خلوتمین بیٹھکر اپنے خالق کا خیال
کرتا اور خدا سے اپنی لو لگاتا۔ اس برائی کے دور کرنے کے واسطے سر جان لارنس نے یہ تجویز فرمائی کہ جہان
بارک بنے اوسمین ایک کمرہ ایسا بھی تعمیر ہو کہ فیض خانہ الٰہی ہو اور اوسمین سپاہیونکو اپنے خالق کے دھیان
کرنے کے لیئے خلوت حاصل ہو سکے۔ سر ہیو روز نے اپنے سارے عہد سپہ سالاری مین اس بات پر توجہ کی

سپاہیون کو کسی طرح سے سرد پہاڑون کی آب و ہوا سے فرحت پہنچانی چاہیئے۔ پچھلے چھ سالون سے گورنمنٹ نے کڑوڑون روپے گورہ بارکون مین صرف کر رہی تہی۔ اور دو منزلی و سہ منزلی بارکین بناتی تہی۔ ابتک گورنمنٹ کو یہ معلوم ہی نہین ہوا تہا کہ دو منزلی بارکون کے بنانے مین کیا کیا فائدے صحت جسمانی کے لیے حاصل ہوتے۔ سیکڑون گورونکی جانین فقط ایک منزلے مکانونکے بنانے کے سبب سے ضائع ہو گئین۔ اب ریل کے جاری ہونے سے یہ ضرورت نہین رہی کہ ہر جگہہ گورونکی سپاہ سکونت رکہے اور یہ ضرورت جسقدر ریل زیادہ بنتی جاتی ہی کم ہوتی جاتی ہی۔ اب ایک یہ رائے تہی کہ بڑے بڑے شہرون کے اندر گورون کی چہاونیون سے یہ فائدے ہین کہ اونکے خوف سے ہندوستانی دشمنون کے حوصلے پست رہتے ہین۔ اگرچہ یہ سچ ہی مگر یہ مطلب تو یون ہی حاصل ہو سکتا ہی کہ پہاڑون کے نیچے تک ریل بنائی جاوے اور اونکی بلندیون پر بارکین بنائی جائین جسمین سپاہی انگلستان کے اٹھہرے رہا کرین اور پہاڑ کی آب و ہوا سے وہ تندرست اور تنومند و قوی رہین۔ اور جہان کہین فساد برپا ہو یا کسی سبب سے ضرورت ہو تو اس ریل مین ایک دو روز کے اندر وہان ایک سپاہ لڑنے مین پہنچ جائین۔ جب یہ سامان سپاہیونکے لیئے تیار ہو جائین تو اونکو زیادہ تر بیاہ کرنے کی اجازت دینی چاہیئے جس سے وہ اون بلاؤن سے نجات پائین جنمین وہ ابتک مجرد ہونیکے سبب سے مبتلا ہوتے ہین۔

(۲) **سر جان لارنس** ۱۲ جنوری ۱۸۶۴ء کو یہان تشریف لائے۔ وہان **امبیلا** کی مہم کا خاتمہ بڑے دن کو ہو چکا تہا۔ کچہ سپاہ وہان دشمنونکے مقامات چہونکنے جلانیکے لیئے رہ گئی تہی۔ مگر **ہندوستان** تو عجب تماشا گہ ہی۔ ادہر ایک سوانگ پر پردہ ڈالتا ہی اودہر دوسرے سوانگ کے لیئے پردہ اوٹہاتا ہی۔ ابہی آتش جنگ کا بازار گرم کر رکہا تہا ہنوز وہ سرد ہونے نہ پایا تہا کہ نمایشگاہون کی بساط کہولکر ہو بیٹہا۔ **پنجاب** کود کہانے لگا کہ آؤ دیکہو گورنمنٹ کے سایہ مین اس میرے بچے نے تہوڑے دنون پرورش پا کر کیا صنعت تجارت زراعت مین ترقی کی ہی کہ کایا پلٹ ہو گیا ہی۔ لندن کی اوس نمایشگاہ کی نقل اوتارتا ہی جو **پرنس البرٹ** (شوہر جناب ملکہ معظمہ) کے نام کے ساتھہ منسوب ہی۔ کوئی پیداوار اور صنعت کا کام پنجاب کا نہ تھا کہ جو اس نمایشگاہ مین موجود نہ تھا۔ نباتات۔ معدنیات۔ نمونہ عمارات۔ کشمیر کے شال دوشالے۔ اور بہت سی اشیا ء رنگین زیب و زینت

کے ساتھ اپنا اپنا رنگ دکھا رہی تھین - جناب **سر ربرٹ مونٹ گومری** صاحب بہادر
لفٹننٹ گورنر **پنجاب** میر مجلس تھے - جناب کی تقریر کے بھی یہ دو فقرے یاد رکھنے کے قابل ہین کہ
"آج اس نمایشگاہ پر لارڈ **ایلگن** کی وفات ایسا ہی غم کا سایہ ڈال رہی ہے جیسی پرنس اف ویلز
کی موت نے لندن کی نمایشگاہ پر غم و الم کی گھٹا چھائی تھی" - یہ سچ ہے کہ **گریٹ برٹن** جیسی یہان
صنعت کی چیزین نہ وہان کی سی تصویرین اور مورتین ہین نہ موسیقی کے ساز اور باجے ہین - غرض کوئی
شئی ایسی نہین کہ وہ ایجاد بشری کی قدرت اور صنعت انسانی کی طاقت کو دکھائے - مگر وہان انسان
کی قدرت کا تماشا ہے یہان خدا کی قدرت کا تماشا ہے کہ اوس نے کیا کیا عجیب اور غریب اشیا اس ملک کو
عطا کی ہین - پہاڑ و نیز درخت اور اونکے گھنے گھنے جنگل - میدانون مین دریا کیسے روان - کوئی دنیا کے
پردہ پر ایسی عمدہ چیز نہین ہے کہ یہان نہ پیدا ہو سکے فقط اوسکے پیدا کرنیکے لیئے نہرون کے بنانے مین
ہاتھ پیر ہلانے کی ضرورت ہے - **بنارس** مین بھی جانورون کی نمایشگاہ بنی - اونھون نے اپنے قد و قامت
کی خردی اور کلانی سے اور رنگون کی رنگا رنگی سے عجیب نیرنگ دکھایا بعض جانورون نے تو اہل تماشا کو
ایسا ہنسی کے مارے زمین پر لٹایا کہ بھچڑے بھانڈ کیا کسی اہل مجلس کو ہنسائینگے - **کلکتہ** مین بنارس سے
بھی زیادہ حیوانات جمع ہوئے آلات کاشتکاری کا بھی باغ لگایا گیا - موٹے موٹے سانڈ چھوٹے چھوٹے ٹٹو
جنمین ایک **نیو فونڈ لینڈ** کے کتے سے بھی چھوٹا بھینسین ہاتی کے پاٹھونکے برابر - ٹھوڑے سے عرب
گھوڑے موجود تھے - سب سے زیادہ لطف یہ تھا کہ جناب ویسرائے رونق افروز تھے - انگریزی لیڈیان
اپنے لباس اور گلگشت سے رقص طاؤسی کا تماشا دکھاتی تھین - ہندوستانی اپنی زرق برق کی پوشاک سے
جگمگاتے تھے - انگریز اور ہندوستانیونکا ملاپ جلاپ آب و روغن کے اوس ملاپ کو بتلاتا تھا جو ایک
بوتل مین دونون کو بند کرکے ہلانے سے ہوتا ہے - توپون کی شلکین اور باجونکی سُریلی آوازین بھی ان
جلسون کی جان تھین - ان نمایشگاہونکا پورا حال لکھنا تاریخ کا کام نہین ہے وہ تو اخبارون کے
صفحونکا کام ہے کہ اونکی تصویر بناکر ایسی دکھائین کہ سب خط و خال اونکے نظر آئین -

(۴) اگرچہ **برٹش گورنمنٹ** کے ماتحت ہندوستان مین سواے اودھ کے پنجاب اور صوبون سے

پیچھے تہا۔ مگر وہ انگریزی شایستگی اور تہذیب کی ترقی مین سب سے آگے بڑہ گیا نئے نئے خیالات نے اوسکا حال نیا کر دیا۔ دفعتہً اخبار نویسون نے ایسا غل مچایا جس سے یہ معلوم ہوتا تہا کہ سارا **پنجاب** ہی عیسائی ہوا چاہتا ہی۔ مگر آخر کو یہ امر بے اصل ثابت ہوا۔ ایسا خیال کرنا بعض آدمیونکے دماغ کا خبط تہا اور وہ ابتک چلا جاتا ہی مگر اوسکی صورت بدل گئی۔ وہ یہ رای رکہتے ہین کہ اگر کسی قطعہ ہند مین عیسائی مذہب ایک قومی مذہب بنے گا تو وہ ملک پنجاب ہوگا۔

بعض آدمیون کی یہ رای ہی کہ پنجاب مین جو شایستگی اور تہذیب اور انگریزی پن کی ترقی بہ نسبت پرانے صوبونکے زیادہ تر ہوگئی اور **اودہ** مین نہوئی تو اسکا سبب یہ تہا کہ پنجاب مین گورنمنٹ اچہی تہی اور اودہ مین بری۔ یہ رای ٹہیک صواب نہین انتظام تو دونون ملکون کا ایک ہی سا تہا۔ بلکہ اصل بات یہ ہی کہ شمالی ہندوستان کے باشندے کندۂ ناتراش ہوتے ہین اونکو جس صورت کا چاہو چہیل چہال اور تراش کر بنالو۔ اور ان ملکون کے آدمی اپنی تہذیب اپنی شایستگی اپنے علم و ہنر رکہتے ہین وہ اونکو عزیز ہین اونکی خاطر مین انگریزی خیالات اور خوبیان مشکل سے آتی ہین۔ سوا اسکے پنجاب مین جیسے اتفاق سے عالی دماغ راستی کیش عدالت گستر محنت شعار۔ جلد کار۔ اپنے پرائے پر مہربانی کرنیوالے۔ ہر قوم و ملت سے شیر و شکر کی طرح ملنے والے جمع ہوئے کہ کبہی اور کسی صوبے مین جمع نہین ہوئے۔ ان نامی گرامی حاکمون کے نام یہ ہین۔ ہنری لارنس۔ جان لارنس۔ سر روبرٹ ایڈورڈ۔ کرنیل لیک۔ کرنیل ٹیلر۔ کرنیل نکلسن جیمس کوک۔ اور بہت سے لائق افسر۔ ان سب کے سرپرست اور استاد ہنری لارنس تہے۔ اونہون نے ہندوستان کی فرمانروائی کا ایسا گر شاگردونکو بتایا جس سے یہ بگڑا ہوا ملک سنور گیا۔ غرض جو کچہہ پنجاب مین خوبیان پیدا ہوئین وہ ان بزرگان سلطنت کے کرشمے تہے جسکے پنجابی صید ہوگئے۔

(۴) جناب سر **جان اسٹریچی** صاحب جو پہلے ممالک متوسطہ ہندوستان کے جوڈیشل کمشنر اور پہر اودہ کے چیف کمشنر ہوئے تہے ممبر کونسل گورنر جنرل تہے وہ سنیٹری کمیشن اسر رشتہ حفظان صحت کے افسر اعلی اس سنہ مین مقرر ہوئے اور اونکے اہتمام مین اس سر رشتہ نے بڑی رونق پائی۔ سوا اس سنیٹری کمیشن کے جسکو بورڈ ہائے ہیلتہ (صحت کے مہتمم کہنا چاہیئے) اور خاص کمیشن مقرر ہوئے

ایک کمیشن بر حکم کمانڈر انچیف سر ہیو روز کے تہا کہ کسریٹ کے انتظام کی تحقیقات کرتا تہا کہ
وہ کیونکر چل رہا ہی۔ دوسرا کمیشن ہیضہ کی تحقیقات کا تہا وہ یہ دریافت کرتا تہا کہ کتنے آدمی دہائی ہیضہ
سے دیوار فنا کے نیچے خفتہ ہوئے اور کس طرح ہیضہ کی ترقی ہوئی اور کیا اوسکے علاج ہوئے اور کیا اونکی
تاثیر ہوئی۔ ان سب باتونکی تحقیقات کرکے وہ اپنی راے لکھتا تہا۔ پریزیڈنٹ اس کمیشن کے ہمراہ اونکے سکرٹری
اور ممبرونکے ساتھ مختلف مقامات مین ان امور کی تحقیقات کے واسطے تشریف لے گئے۔ اس کمیشن کی
رپورٹ مفصل مدت تک منطبع ہوکر مشتہر نہین ہوئی۔ اس التوا کے دو سبب تہے۔ ایک یہ کہ آپسمین ممبرون
کی راے مین اختلاف ہوا۔ ایک ہی اسباب سے ایک ممبر کچھہ نتیجہ نکالتا تہا اور دوسرا کچھہ۔ دوسرا سبب
یہ تہا کہ بہت سی غفلتین چہاؤنیونکے افسرون سے ایسی ہوئی تہین کہ اونکے ظاہر کرنے مین بھی شرم آتی
تہی۔ مُردون کی تعداد اون حماقتونکا اندازہ نہین بتلاتی تہی۔ ہیضہ کا بڑا علاج یہ تجویز ہوا کہ جسوقت
وہ شروع ہو لشکر کا کوچ چہاونی سے کیا جاے۔ اور سپاہی خیمون مین جاکر اوترین۔ ہیضہ اکثر برسات مین
آیا کرتا تہا۔ ظاہر ہی کہ اس موسم مین خیمون کے اندر رہنا رات کو نم آلود زمین پر سونا اور دن کو آفتاب
کی گرمی سے تپنا سپاہیونکو کیسی تکلیف دیتا ہوگا۔ غضب یہ تہا کہ اس موسم کے مناسب بستر بہی خیمون
کے بچہانے کے لیئے تیار نہوئے تہی۔ جتنی پہلی زمینون پر یہ خیمے کہڑے ہوتے تہے جنکے کیچڑ مین پیر تخنون تک
غرپ ہوتے تہے۔ میانمیر جو لاہور سے ۵ میل پر چہاونی ہی اوسنے تو سپاہیونکی اتنی جانین
لین کہ کوئی بڑا میدان کارزار بہی اوتنی نہ لیتا۔ دار الشفا جتنے بیمارونکے لیئے بنی تہی اوس سے
دوگنے بیمار اوسمین گہسائے گیئے ایک کی جگہہ دو تہے۔ برامدونکے گرد بیمارونکا ہجوم اتنا رہتا کہ اندر کے بیمار
پاس ہوا کے جانیکا بہی مقدور نہتا۔ ایسے ہی دار الشفاؤنمین ہیضہ کے مارے ہوئے بہی داخل کیئے جاتے
تہے۔ یہان آنا اونکا قبر مین دفن ہونیکے برابر تہا۔ غرض دار الشفا دار الفنا تہا۔ دہلی اور
مرار کی بہی چہاونیان میان میر سے کچہہ کم نہ تہین۔ کچہہ ڈاکٹرون کی غفلت سپاہیونکے نقصان صحت
مین نہ تہی کیونکہ ڈاکٹرون کا اختیار ایسا محدود ہوتا ہی کہ وہ اپنی راے کے موافق انتظام صحت نہین
کرسکتے۔ جو تدبیرین وہ بتلاتے ہین اونکی تعمیل جب تک نہین ہوتی کہ پانچ چار مرتبہ اونکی منظوری اوسکے

لیئے نہ حاصل ہو۔ تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود کا نقشہ تھا۔

طوفان ۱۸۶۴ء

(۵) ۵ - اکتوبر سنہ ۱۸۶۴ع ۱۰ بجے دن کے طوفان خیزی باد و آب شروع ہوئی اور وہ ساڑہے دس بجے تک قائم رہی اور ایک گھنٹہ کا توقف ہوا۔ پھر آندہی اوٹھی اور دو بجے بالکل ختم ہوئی۔ اوسکا اثر اسقدر زمین پر ہوا جسکا قطر سو میل تھا۔ قلم سے اس طوفان کا بیان نہین ہو سکتا جنہون نے دیکھا ہی وہی اوسکو خوب سمجھہ سکتے ہین کہ کیا پانی کا شور اور ہوا کا زور تھا۔ ہگلی کا دریا زور طغیانی مین آکر غضبناک سمندر کی طرح وہ اپنے کنارون سے اوبل کر بہا اور جو چیز سامنے آئی اوسکو فنا کر دیا۔ بڑے بڑے درخت جڑ سے اوکہڑ گئے مکانونکے گرنے اور درختون کے ٹوٹنے کی آوازین گھنٹون تک متواتر ایسی آتی رہین کہ یہ معلوم ہوتا کہ خود نیچر چیخین مار مار کر انسانونکے حال زار پر رو رہا ہی ۱۹۵ جہاز ہگلی کے کنارے پر لنگر انداز تھے۔ یہ سب تباہ اور خستہ ہو گئے نہ کسی ناخدا کی ملاحی اور نہ کسی ملاح کی ناخدائی کام آئی۔ ۹۰ جہاز شکستہ ہوکر پاش پاش ہو گئے اور ۳۰ کا کہین پتا نہ لگا۔ وہ ہوا کے ساتھہ ہوا ہو گئے۔ ۳۹ ایسے شکستہ ہوئے کہ مرمت اونکی ہو سکتی تھی۔ اس تباہی اور غارتی مین خیال کرنا چاہیئے کہ کتنی جانین تلف ہوئی ہونگی ہگلی کے دہانہ کے پاس آدمیونکی آبادی کا حال یکسان نہین رہتا کبھی کچھہ کبھی کچھہ اسلیئے یہ امر انسان کے مقدور سے باہر ہی کہ وہ ٹہیک تعداد بتلاوے کہ کتنے بنہائی بندہ اس حادثہ ہولناک سے غارت ہوئے۔ ساگر کے جزیرہ مین چھہ ہزار آدمی بستے تھے اونمین ایکہزار چار سو اٹھاسی باقی زندہ رہے۔ غرض ایسے اسباب موجود نہین ہین کہ یقینی معلوم ہو جاوے کہ کتنے آدمیونکی جانین تلف ہوئین۔

دربار لاہور ۱۸۶۴ء

(۶) سر جان لارنس نے موسم گرما شملہ کی ٹھنڈی ہواؤن مین بسر کیا۔ آغاز موسم سرما مین لاہور کے اندر ایک بڑا بھاری دربار کیا۔ لاہور وہ جگہہ تھی جہان بیس برس کا عرصہ گذرا کہ سر جان نے اپنے نردبان عروج کی پہلی سیڑہی پر قدم رکھا تھا۔ اور بلند ہوتے ہوتے اپنی معراج پر پہنچ گئے تھے اگرچہ یہ دربار بڑی شان و شوکت کا نہ تھا اور معمولی رسم و آئین کے موافق مرتب ہوا۔ مگر ایک خوبی جو اسمین تھی وہ ہمیشہ تاریخ مین یادگار رہیگی کہ ویسرائے نے اپنی زبان فیض ترجمان سے ارباب دربار کے روبرو اونکی زبان مین تقریر فرمائی اور اوسمین مروت اور فتوت ظاہر کی جو سر جان ہی کے ساتھہ مخصوص تھی۔

اے مہاراجہ اور راجہ اور سردار میری باتون کو سنو مین تم سے جدا ہوکر چھ برس بعد
پھر تمھارے پاس آیا ہون جس تواضع اور تکریم سے آپ پیش آئے ہین مین اوسکا شکر ادا کرتا ہون۔
قدیمی دوستونکے ملنے کی مجھے خوشی ہی اور اون احباب کا افسوس ہی جو اس دنیا سے اوٹھہ گئے اور آج
نہین دکھائی دیتے۔ اس سے میرا دل بڑا راضی ہوتا ہی کہ چھ سو صاحب اس دربار مین میرے اردگرد
کرسی نشین ہین۔ مین اپنے پرانے دوستون مہاراجہ کشمیر و پٹیالہ کے فرزندون کی صورت پہچانتا ہون مالوہ
کے سکھہ سردارونکو اور چنبہ اور کوہستانی راجپوت سردارون اور پشاور اور کوہاٹ کے مسلمان ملکون کو
اور ڈیرہ جات اور ہزارہ اور دہلی کے سردارون سے مین آشنا ہون۔ یہ سب اپنے پرانے حاکم کی اعزاز کے لیئے
تشریف فرما ہوئے ہین۔

میرے دوستو ہماری جلیل القدر **ملکہ معظمہ انگلستان** تم صاحبونکی بہبودی اور چین
وآرام اور تسلی اور تسکین اور رضامندی کی ساری باتونمین اپنا دل نہایت لگاتی ہین۔ مین آپ کو اطلاع
دیتا ہون کہ جب مین اپنے وطن انگلستان کو گیا اور جناب ملکہ معظمہ کی ملازمت سے شرف اندوز ہوا تو
مین بیان نہین کرسکتا کہ کس شفقت اور مہربانی سے اونہون نے اپنی مشرقی رعایا کی خیر و عافیت کا حال
دریافت فرمایا جسوقت مجھے ہندوستان کا گورنر جنرل مقرر کیا تو بہت سی تاکید اس امر کی کی کہ یہان کی
رعایا کی صلاح اور فلاح کے لیئے نہایت کوشش اور سعی کرون۔ اونکے شوہر عالیقدر **پرنس البرٹ**
جنکی نیکیان اور خوبیان ایک عالم مین مشہور ہین وہ اس ملک کے تمام معاملات سے خوب واقف تھے۔ اور
یہان کی رعایا کی خوشحالی اور فارغبالی کی دل سے آرزو رکھتے تھے۔

میرے دوستو۔ اٹھارہ سال ہوئے کہ مین نے لاہور کو اول دفعہ دیکھا تھا۔ پنجاب مین تیرہ برس
رہا۔ بہت دنون تک مین اور میرے بھائی **ہنری لارنس** اس ملک کے فرمانروا رہے۔ آپ صاحب
میرے بھائی کو جانتے ہین۔ اونکی یاد کبھی آپکے دل سے جدا نہ ہوگی۔ وہ ایسے حاکم تھے جو حقیقت مین رعایا
کے نیک خواہ اور دولت خواہ تھے۔ مین سچ کہتا ہون کہ جس دن سے ہم نے اس ملک پر حکومت کرنی
شروع کی ہمنے اپنے کام و فرض کے پورا سرانجام دینے مین وقت کے صرف کرنے مین بخل کیا نہ محنت مین

کوتاہی کی نہ اپنی صحت کا کچہہ خیال کیا۔ ہر قوم اور ملت اور گروہ و فرقے کی رسم رواج اور ظاہری باطنی حال دریافت کیا اور اوسمین کوشش کی کہ اوسکی ترقی ہو۔ اس صوبے کے بہت تھوڑے ضلعے ایسے ہونگے جہان مین نہ گیا ہونگا اور وہان اپنے جانے سے کچہہ بہتری اوسکی نہ کی ہو گی جب سے انگریزی عملداری ہوائی سب قسم کی ٹیکس مین تخفیف ہو گئی ہے۔ شہرین سڑکین بنائی گئین تعلیم کے مدرسے قائم ہوئے۔ ادنی اعلی سب راضی ہین اور اپنی گورنمنٹ کے خیرخواہ ہین جب ۱۸۵۷ء کا غدر برپا ہوا تو یہان کی رعایا نے اپنے حاکمون کی خوب طرح اوسکے فرد کرنے مین امداد کی۔ سردارون نے اپنی سپاہ سرکار کو دی جسنے نہایت وفاداری سے اپنی خدمات کو انجام دیا۔ ہزارون پنجابی سپاہ ہمارے علمونکے نیچے جمع ہو گئی اور اونھون نے برٹش سپاہ کی شان و شکوہ مین سے بہی اور سخت جفاکشی اور محنت مین سے بہی حصہ لیا۔

اے شاہزادو اور اشرافو۔ اگر کسی ملک کے حاکمون کے دانشمندی مین یہ امر داخل ہو کہ وہ اپنی رعایا کی زبان جانین اور اپنی رعایا کے دلی حالتون کو ایسا پہچانین کہ اونکو تکلیف نہو تو رعایا پر بہی یہ واجب ہے کہ وہ اپنے حاکمونکے حال پر علم حاصل کرین۔ یہی ایک صورت ہے جسمین ہم دونون گروہ حاکم و محکوم خوش و خرم رہ سکتے ہین۔ اس مطلب کے حاصل کرنیکے واسطے مین آپ کو نصیحت کرتا ہون کہ اپنے لڑکون اور لڑکیون کی تعلیم کیجیئے۔ انگریزی عملداری سے جو لازوال فائدے آپنے حاصل کیئے ہین اونمین سے ایک یہ اور بیان کرتا ہون کہ اس ملک مین نہایت عمدہ عمدہ منتظم اور مدبر حاکم مقرر ہوئے ہین۔ میرے ہموطنونمین سے جو سب سے زیادہ لائق اور رحمدل افسر تھے اونمین سے بعض یہان کے حاکم مقرر ہوئے۔ تمہارے حاکم ایسے ایسے لائق فائق مقرر ہوئے جیسے سر رابرٹ منٹگومری۔ ڈونلڈ میکلوڈ۔ سر ہربرٹ ایڈورڈز۔ کرنیل لیک۔ کرنیل جان نیکلسن۔ ان افسرون نے بالکل اپنے تئین تمہاری خدمت گزاری کے حوالہ کر دیا ہے۔ مین اب اوس خدا سے دعا مانگتا ہون جو اس دنیا کی ساری قومون اور آدمیون کا مالک ہے کہ وہ تمکو اپنے حفظ و امان مین رکھے۔ اور تمہارے دل مین عدالت اور صداقت سے رغبت ظلم و ستم سے نفرت پیدا کرے۔ اور ہر ایک کے دل مین یہ بات پیدا کرے کہ جسقدر مجھسے نیکی ہو سکے وہ مین کرون۔ وہ تمکو وہ چیزین دے جو تمہارے لیئے فائدہ مند ہون۔ جبتک مین زندہ رہونگا مین اون سالون کو نہین بھولونگا

جنھین پنجاب مین رہکر اپنے دوست اور یار پیدا کیے ہین -

(۷) کشور ہند کی عین وسط کی مرتفع زمینین جو ۱۸ اور ۲۵ درجہ عرض بلد اور ۷۰ اور ۸۵ طول بلد کے درمیان واقع ہین اونکو اضلاع متوسطہ ہند (سنٹرل انڈیا) کہتے ہین - اوسمین وہ قومین آباد ہین جو یہان آریا سے پہلے بستی تہین - اونکی صورت شکل چہرہ مُہرہ - مذہب - رسم ورواج طریقہ تمدن - عمارات اور عبادتخانے قدیم تاریخ ہند کے تاریک زمانہ مین کچہ روشنی کی جہلک محققین تاریخ کو دکہاتے ہین - لارڈ کیننگ نے ان اضلاع کو جدا کرکے ایک چیف کمشنری علٰحدہ مقرر کی تہی - کرنیل الیٹ اول اس عہدہ پر ممتاز ہوئے - بعد اونکے سر رچرڈ ٹمپل سرفراز ہوئے - اس دانشمند عالی دماغ نے اپنے حسن تدبیر وانتظام سے اس ملک کو وہ رونق دیدی جو کبہی اوسکو نصیب نہوئی تہی - سارے ملک مین کوئی مشہور جگہہ نتہی جو اونکے فیض قدم سے محروم رہی ہو - کوئی نامور رئیس نہ تہا کہ اونکی ملاقات سے مشرف نہوا ہو نصف قطر زمین کے برابر چار ہزار میل دورہ کیا - جناب اسٹرپچی صاحب لکہتے ہین کہ سر رچرڈ نے اسقدر مسافت طے کی کہ اوسمین راس کماری سے کشمیر تک جاتے اور پہر آتے - اس سفر پر تکلیف سفر اور مزید تہی - راس کماری سے کشمیر تک آنے جانے مین جسقدر آسانی ہے اوس سے اس ملک کے اندر چلنے مین وہ چند دشواری ہے - کبہی وہ اس سفر مین پیدل چلے کبہی گہوڑے پر چڑہے کبہی دریا مین تیرے کبہی کشتی مین بیٹہے - اونہون نے اس بات کو بتلادیا کہ اس ملک کے حاکم اعلٰی پر یہ فرض ہے کہ وہ اپنی آنکہون سے جاکر اس ملک مین مشاہدہ کرے کہ نیچر (قدرت خدا) اور حالات موجودہ نے اس ملک کے طول وعرض مین ہر قطعہ زمین کی جدا کیفیت پیدا کردی ہے - ساری چیزین توجہ کے قابل ایک جگہہ نہین جمع کین کہین معاملات ملکی - کہین اراضی کا لگان کہین دریاؤن مین مرکب رانی کہین حفاظت کے اسباب - کہین آمدورفت کی راہین قابل توجہ ہین - ایسے ویران ملک مین جو زراعت اور تجارت اور طرز تمدن وتعلیم کی ترقی ہوئی وہ عمدہ گورنمنٹ کا نتیجہ تہا - اور عمدہ گورنمنٹ کا انتظام اس ملک مین قائم کرنا سر رچرڈ کا کام تہا - اونہون نے دورہ کرکے سوپریم گورنمنٹ کے سامنے اس ملک کو آئینہ بناکر رکہدیا جسمین صاف نظر آتا تہا کہ کونسی بات کونسی جگہہ کرنی چاہیئے کہان سڑک بنانی چاہیئے کہان ریل کہان نہر کہان جہاز رانی کی تیاری

مالک متوسط ہند

کہان کانون کی کاوشین شروع ہونی چاہیئے اوہنون نے اس ملک کے نظم مخفیہ کی کنجی گورنمنٹ کے ہاتھہ مین دیدی۔ وہ انداز اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے کا اختیار کیا کہ وہ خود بخود ہمارے ماتحت حکام مین ایسا اثر کر گیا جیسا کہ درخت کی جڑ کا رس تمام اوسکی شاخون اور پتیون مین پھیل کر اثر کرتا ہے اور آیندہ حکام اعلی کے لیئے راہ بنادی کہ وہ اوس پر چلین۔ ہر صیغے اور سررشتے مین ایسے اصول مقرر کیئے کہ جنکا نتیجہ بہت جلد ظہور مین آیا۔ سنہ ۱۸۶۶و۶۷ء مین بندوبست اراضی ختم ہوگیا۔ تمام حقوق اراضی تحقیق ہوگیئے۔ اونکی تنقیح دفترون مین تحریر ہوگئی۔ بیس یا تیس برس کے لیئے پابندی ٹیکس اعتدال کے ساتھہ مقرر ہوئی۔ زمین سے کوئی شخص تعلق نرکھتا تہا کہ وہ اپنے حق کو نسمجھتا ہو کہ میرا کیا ہے۔ جاگیردار اور بڑی ریاستونکے رئیس اور متوسط اور ادنی درجہ کے زمیندار اور کاشتکارونمین سے ہر ایک یہ خوب سمجھتا تہا کہ میرے حقوق اور ونیز اور اوروںکے حقوق مجھپر کیا ہین۔ اس سے ان حقوق کی تنقیح ہوگئی ہے کہ جب پکا بندوبست ہوا تو نہایت آسانی سے چون ۵۴ لاکھہ سے اٹھاون لاکھہ روپیہ لینڈ ٹیکس (خراج اراضی) ہوگیا۔ بہت سے ویران قطعات زمین کی وارث زمیندار قرار دیئے گئے۔ بیس ۲۰ ہزار مربع میل زمین لاوارث ثابت ہوکر خاص سرکار کی ملک ٹھہری۔ ایسی ہی ترقی انتظام فوجداری اور پولیس مین ہوئی۔ اور بہت سے آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوگئے جس سے ایک پانچوان حصہ کام کا ملازم حاکمون کے ذمہ سے کم ہوگیا۔ ان رئیسون نے اس کام کو ایسی اچھی طرح انجام دیا کہ گورنمنٹ کو بھی خوش رکھا اور رعایا کو بھی راضی کیا۔

علم سیاست مدن کا یہ اصول ہے کہ عدالت مین نالشون کی اوتنی ہی کثرت ہوتی ہے جتنی کہ رعایا کی عافیت و آسودگی اور توانگری اور تہذیب و شایستگی زیادہ ہوتی ہے اور وہ تجارت اور زراعت مین مصروف ہوتی ہے۔ جب یہ سب باتین یکجا ہوتی ہین سرمایہ اور مال پر مختلف آدمی اپنا حق سمجھتے ہین اونکے انفصال کے دو ہی طریقے ہین کیا تلوار کے حوالہ کرین یا عدالت کے جبتک ملک کے چال چلن وحشیانہ رہے تب تک کام تلوار کے حوالہ رہے جسکی تیغ اوسکی دیغ رہی۔ مگر جب شایستگی پہیلی تو گانوکے میدانون مین جو تلوار برچھی سے فیصلے ہوتے تہے وہ اب کچہریون کے مکانون مین ہونے لگے۔

سنہ ۱۸۶۲ء مین اونیس ۱۹ ہزار نالشین دائر ہوئین تہین اور سنہ ۱۸۶۶و۶۷ء مین چون ۵۴ ہزار نالشین دائر ہوئین

اس سے خیال کرلینا چاہیئے کہ کیا ملک کی ترقی ہوئی ہوگی۔ اور سررشتون مین بھی اس سے ترقی ہوئی۔ سنہ ۱۸۶۲ع مین سولہ دارالشفا تھے۔ یا سنہ ۱۸۶۷ع مین چھیاسٹھ ہو گیے جنمین ڈیڑہ لاکھ بیمارون کا علاج سالانہ ہوتا تھا۔ ٹیکا لگانے والے بھی بہت سے مقرر ہوئے جنھون نے ہزارون بچون کو ماتا جی کی شفقت سے بچا کر موت کی گود سے لے لیا۔ وبائی ہیضہ مین بھی تخفیف ہوئی۔ سڑکین بھی جابجا بن گئین۔ جنگلون کے بسنے سے لاکھ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہوگئی۔ نمک کے محصول کی ترقی نو لاکھ روپیہ سے اٹھارہ لاکھ روپیہ ہوگئی۔ کیا یہان کے باشندے سرکار کو سنہ ۱۸۶۲ع مین ۸۲۰۰۰۰ روپیہ دیتے تھے۔ یا اب ۱۲۱۰۰۰۰ روپیے دینے لگے۔

سر رچرڈ ٹیمپل سنہ ۱۸۶۶ع مین اپنے عہدہ سے دست بردار ہوئے۔ اور جناب مورس اونکی جگہہ مقرر ہوگئے۔ انگریزونکی نو آبادیون جو ترقیان انگلستان زاد میونین ہوئین وہ سر رچرڈ ٹیمپل نے فقط اپنی عقل ملک آرا کی تدابیر سے ہندوستانیون کے ہاتھو نسے ایک ایسے ویران ملک مین کرادین۔

باب ششم

سنہ ۱۸۶۵ع

(۱) سر جان لارنس کے عہد حکومت کا سال دوم میمنت اغاز اور نیک فرجام شروع ہوا۔ معاملات بھوٹان مین چھوٹی چھوٹی ناکامیان اور ناامیدیان متواتر متنبہ کررہی تھین کہ ایک ایسے وحشی ہمسایہ سے لڑائی مین پھنسنا اچھا نہین ہے کہ جس تک رسائی مشکل ہو۔ اگر رسائی ہو تو پھر اوسکو صلح یا جنگ کیے ہاتھہ بنتی تھا ایسا قابو سے باہر ہو جیسا کہ ارنے بھینسے کا۔ غرض فائدہ سے نقصان زیادہ ہو۔ قاعدہ ہے جب کوئی بات ہوجاتی ہے تو آسانی سے اوسکے اسباب اور نتائج نکالنے مین لوگ اپنی عقل و دانش کا اظہار کرتے ہین۔ جب جنگ بھوٹان ختم ہوئی تو بہت سے ارباب دانش جو پہلے سے ہونٹھہ سیے بیٹھے تھے اپنی دانشمندیان ظاہر کرنے لگے کہ یہ کرنا چاہیئے تھا یہ نکرنا چاہیئے تھا۔ سر جان لارنس کے آنے سے پہلے جنگ بھوٹان کا آغاز ہوا تھا۔ اسلیئے اوسکی برائی بھلائی اونکے ذمہ نہین ہے۔

ہم اس ساری مہم کا حال ایک جا لکہتے ہین گو وہ سنہ کے حساب سے ۱۸۶۵ء آگے سے باہر ہو جائے

ملک بہوٹان ایک کوہستانی ملک خاص بنگال مین واقع ہی جسکے جنوب مین آسام ہی شمال مین تبت مغرب مین ملک نیپال اور سکم اور پھر مشرق مین تبت ہی۔ اوسکو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ ملک تبت کا ایک ٹکڑا کٹ کر جدا ہو گیا ہی۔ ڈاکٹر رینی صاحب کی تحقیقات کے موافق وہ کبہی سلطنت تبت کا محکوم تھا۔ مگر اہل تبت کو یہان کے باشندون کو مطیع رکہنا دشوار تہا۔ اور اونسے قطع تعلق آسان اسلیئے وہ آپ آزاد ہو گیا۔

سرکار انگریزی کی جنگ وپیکار وعناد وفساد سرحدی قومونکے ساتھہ ہمیشہ ایک پرکار کی گردش دائرہ کے اندر ہی کہ جہان سے چلتی ہی وہین پھر آجاتی ہی۔ تمام سرحدی وحشی قومین ہمیشہ سرکار کی عملداری مین دست درازی کے اندر پیشقدمی کرتی ہین۔ گورنمنٹ کے ساتھہ گستاخانہ اور بے ادبانہ پیش آتی ہین۔ جو اونچے اونچے پہاڑ کہ شمال مغرب ومشرق کی سرحد پر ہین اونکے پانوءکے نیچے نہایت سیراب اور زرخیز وادی ہین اور اون مین جابجا گانوءآباد ہین جنکے باشندے اکثر کوہستانی قومونسے تاراج ہوتے رہتے ہین۔ مگر اونکی طبیعت جنگ وپیکار کی نسبت کشت وکار وامن وامان کیجانب بہت مائل وراغب ہے۔ جو اون سے اوپر کے پہاڑون پر رہتے ہین وہ اونکے خرمن کہیتی۔ مویشی۔ عورتون۔ بچون پر گہات لگائے ہوئے بیٹھے رہتے ہین جب وہ اونکو غافل پاتے تو نیچے اوترتے جو کچھ ہاتھہ آتا لیکر جہپٹ بنئے اور پہر اپنے سنگین مقامات مین جا گزین ہوتے۔ یہ جو لٹتے روتے پیٹتے انگریزی حاکمون پاس آتے اور اپنی بپتا کہانی سناتے کہ یون ہم لٹے یون ہمارے گھر کے گھر غارت ہوئے یون جورو بچے کہوئے گئے یون مارے گئے۔ برٹش گورنمنٹ سپاہ کو روانہ کرتی کہ ان غارتگرونکی گردن کاٹے اور اونسے جہانتک ہوسکے لوٹ کا مال واپس لے۔ اس مطلب ومقصد کا حاصل ہونا ایسا ہی تہا جیسا کہ اندہے کے ہاتھہ بٹیر کا لگنا۔ جب بہت سا روپیہ بے سود صرف ہوتا۔ جانین ہلاک ہوتین۔ تو کبہی ہرا اودہوری ہو جاتی۔ یہ پہاڑی سپاہ انگریزی کو سرگردان کرتے۔ اور اونکی صورت دیکہتے تو اپنے کمین گاہون مین فرار ہو جاتے اور پھر گہاتین لگاکر لشکر کی رسد اور بہیر بنگاہ کو لوٹتے اور آخر کو ایسی بلندیون پر

چڑھ بیٹھتے کہ وہان سے میدانون کی خوب دیدبانی کرسکتے۔ جو دشمن سامنے آتا اوسکا سر تھا اور انکا پتھر۔ یا بندوق کی گولی۔

سپاہ قواعددان کا نقصان ہمیشہ اون وحشیون سے لڑنے مین ہوا کرتا ہی جو قواعد اور آئین سپاہ نہین جانتے اسلیے کہ وہ کبھی جمع ہوکر برسر مقابلہ نہین آتے کہ اوسکی پوری مار او نپر پڑے۔ سپاہ قواعددان کو ناگزیر یہ کرنا پڑتا ہی کہ جہان جاے وہان وحشیون کے گانوون کو جلاے۔ اور توپ و تفنگ کی آگ سے اونکو خاک مین ملاے۔ اگر اتفاق سے کہین آمنے سامنے مٹ بھیڑ ہو جاے تو ہزارون جانون کے وارے نیارے ہو جائین

ان وحشیونکے ہرانے اور حیران کرنے کے لیے ایک اور ترکیب بھی ہی کہ وحشی کوہستانی اضلاع پر رہتے ہین اونکے کھانے پینے کی چیزین اور مویشی اور اناج نیچے کے میدانی ملکون سے جایا کرتا ہی پس جن راہون سے اونکو یہ آذوقہ پہنچتا ہی اونکو بند کردیتے ہین جب اس طور سے مایحتاج نہ پہنچتا تو وہ عاجز اور محتاج ہو جاتے ہین۔ اس حکمت سے سب جگہہ کامیابی اور فتحیابی ہوتی ہی۔ مگر جہان پہاڑیون کے پاس کھانے پینے کا سامان جمع ہو جاتا ہی وہان یہ ترکیب نہین چل سکتی۔ ایسی قومون کے واسطے مہمات جنگی ضروری ہین مگر اونمین سفیر بھیجنا اور اوسکے ساتھ اسباب جنگ نکرنا نہایت حماقت ہی۔ اول تو اونکا ملک ایسا دشوار گذار ہوتا ہی کہ اونمین سفیر کو سفر کرنا اور منزل مقصود پر پہنچنا مشکل ہوتا ہی اور اگر پہنچ بھی گیا تو یہ تو مین کسی قانون اور آئین کی پابند نہین ہوتین۔ اونکے عہد و پیمان بے ثبات اور بے اعتبار ہوتے ہین جبتک تلوار اونکو دبائے رکھے دبے رہتے ہین۔ وہ تو صرف تلوار ہی کو سمجھتی ہین کہ سارے جھگڑون اور فسادون کی فیصل کرنیوالی ہی۔ اونکے نزدیک عہدنامہ ایک فرد باطل ہی غرض اونکے پاس سفیر بھیجنے سے کبھی نیک نتیجہ نہین نکلتا۔ اگر اونکے ساتھ عہد و پیمان کیا جاے اور صلحنامہ لکھا جاے تو وہ اوسکی پابند اوسوقت تک رہینگے کہ اوسکو اپنے حق مین مفید دیکھینگے۔ درحقیقت اون سے عہد پیمان کرنا اپنے تئین مقید کرنا ہی اونکو پابند کرنا نہین ہی۔ ایسے وحشیون کو تو تجارت کے جال مین پھنسانا چاہیے کچھہ اون سے جنسین خریدے کچھہ چیزین اونکے ہاتھہ بیچے۔ اون سے اجناس کا مبادلہ کرنا چاہیے

فقط تجارت ہی کا اثر وحشیون پر ہو سکتا ہی کہ اونمین تہذیب اور شایستگی پھیلائے۔ جسوقت تک یہ
اونکو ایسا شایستہ اور مہذب نہ بنائے کہ وہ جاننے لگین کہ امن و عافیت مین اونکو زیادہ منفعت ہی۔ اور
نہ رہزنی و پیکار سے زیادہ فائدہ سوداگری اور تجارت مین ہی۔ اونمین سفیر بھیجنا خالی اندیشہ سے نہین۔
مشکل ہی کہ وہ خیر و عافیت سے پہنچ جاے اور اپنا کام آزادانہ بجا لائے۔ ضرور ہی کہ سرحد پر سپاہ کثیر متعین رہے
کہ جسوقت کوئی قوم اونمین سے حملہ آوری مین پیشقدمی کرے تو اوسکو پسپا کیا جاے۔ ہمیشہ ان
پہاڑیونکو ایسا اپدیش دینا چاہیے کہ جس سے اونکو میدانون مین آباد ہونے کی اور اپنے ملک مین زراعت
کرنے کی ترغیب و تحریص ہو۔ اونکو ہمیشہ بتدریج ایسی تعلیم دینی چاہیے کہ وہ اپنے آپس کے جھگڑون کا
فیصلہ تلوار کے حوالہ نہ کیا کرین بلکہ پنچون کو سپرد کیا کرین۔ یہی ایک دستور العمل ہی جس سے خیر و عافیت
کے ساتھ ان قومون سے اچھی طرح معاملہ ہو سکتا ہی۔ جس حالت مین کہ بھوٹان مین ایسی بدنظمی
پھیل رہی تھی کہ وہان کوئی حاکم مستقل نہ تھا۔ اگر خود بھوٹانیون سے پوچھا جاے کہ تمھارا کون حاکم ہی تو
وہ خاموش ہو رہین آنریبل ایشلی ایڈن کا سفیر بنا کر بھوٹان مین بھیجنا دور اندیشی سے
بعید اور کوتاہ خردی سے قریب تھا جسوقت سے اس سفارت نے سفر مین قدم رکھا۔ ہر قدم پر مزاحمت
کہتی تھی کہ آگے نہ بڑھو۔

قاعدہ کلیہ سے بھوٹان مستثنی نہ تھا۔ بلند پہاڑیون کے رہنے والون کی بسر اوقات نیچے کی زمینون
کے پیداوار پر تھی۔ ان سب زمینون مین سے ایک قطعہ زمین نہایت سرسبز و شاداب جو پائین کوہستان
مین تھا اوسپر اونکا دعوی تھا۔ اس سرسبز زمین کا عرض دس میل سے تیس میل تک تھا۔ اور نہایت
طول اوسکا مغرب سے مشرق تک ایکسو بیس[۱۲۰] میل۔ پہاڑون سے جو زمین کے متصل ہوتے ہین وہ
قدرت سے بے ڈھنگے اور پست و بلند ہوتے ہین اونکے جنگلون کی ہر زبانی دد و دام کرتے ہین۔ بعد اسکے
سیاہ زمین زرخیز ہوتی ہی جسمین ہر چیز کا پیداوار ہوتا ہی۔ روئی تو ایسی پیدا ہوتی ہی کہ کاہیکو کہین اور
ہوتی ہی۔ بھوٹان مین اس زمین کا نام دوار تھا۔ ہندی زبان مین دوار دہلیز کو کہتے ہین۔ شاید یہی
وجہ تسمیہ تھی جو اون وادیون کو دوار کہتے تھے کہ جنکے اندر یہ گھاٹیان تھین آٹھارہ دوار تھے گیارہ

دونین سے بنگال دوار کہلاتے تہے۔ کیونکہ وہ بنگال کی سرحد پر واقع تھے۔ اور سات کو آسام دوار کہتے تہے کیونکہ وہ آسام کی سرحد کے متصل تہے۔ بنگال دوار مین پانچ گہاٹیان تہین ہر ایک گہاٹی مین ایک بہوٹانی افسر حکمرانی کرتا تہا۔ اس افسر کو جنگ پین کہتے تہے۔ گہاٹیون کے متصل جو زمین ہوتی تہی اوسکا وہ پاسبان ہوتا تہا۔ جن بنگال کے ہی پانچ دوار کی گہاٹیون پر انگریزی سپاہ نے حملہ کیئے اونکے نام بالترتیب مغربی کنارہ سے یہ ہین۔ دہلم کوٹ۔ چامورچہ۔ بلا۔ بکسا۔ پوسا کہا۔ بشن سنگہ۔ انہین نامون کے قلعے یہان بنے ہوئے ہین بشن سنگہ کی مشرق کی طرف دیوانگری کی گہاٹی تہی جو جنگ بھوٹان مین سب سے زیادہ مشہور ہوئی۔ لشکر انگریزی نے اوسپر ایک دفعہ قبضہ کیا پھر وہان سے وہ نکال دیا گیا۔ اور پھر دوبارہ اوسکو لے لیا اور اوسکو غارت و تباہ کر دیا۔

(۲) برٹش گورنمنٹ کا تعلق بھوٹانیون سے یون پیدا ہوا تھا کہ ملک آسام برٹش گورنمنٹ مین داخل ہوا۔ آسام کے پہلے حاکمون نے سات دوار آسام کے بھوٹانیون کو اس شرط سے دیئے تہے کہ خراج مین یاک (ایک قسم کی گائے ہوتی ہی) و مشک۔ سونے کی خاک۔ ٹٹو کمل۔ چاقو۔ دیا کرین۔ برٹش گورنمنٹ نے ان شرائط کو قائم رکہا۔ ان سب چیزون کی مالیت کی رقم مقرر تہی۔ کہ وہ اشیا کی نیلام سے وصول کیجاتی تہی۔ مگر ہمیشہ اوس سے وہ رقم جو بندہی ہوئی تہی نہین حاصل ہوتی تہی۔ جب اس کمی کی بقایا کا دعوی برٹش گورنمنٹ نے بھوٹانیون سے کیا تو اونہون سے اوسکے ادا کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ تمنے اجناس مذکور ارزان فروخت کر دی ہین۔ ہمین ہمارا کیا اختیار رہا۔ اسی سلسلے مین بہوٹانیون نے انگریزی عملداری پر دست درازی شروع کی اور اوسکی رعایا کے جورو بچے پکڑ پکڑ لیجانے شروع کیئے۔ یہ کیفیت سنہ ۱۸۳۸ع مین تہی کہ کپتان پمبرٹن سفیر بنا کر راجہ بہوٹان پاس بہیجے گیے۔ مگر اوس سے کچھ فائدہ نہوا۔ اسلیئے برٹش گورنمنٹ نے آسام دوار کو اپنی عملداری مین داخل کرنا چاہا۔ سرکار کمپنی نے بہوٹانیون کو اس ملک کے عوض مین دس ہزار روپیہ سالانہ دینے کا اقرار کر لیا۔ سنہ ۱۸۴۱ع مین اس عہدنامہ کی تعمیل ہوئی۔ اور آسام دوار بہوٹانیون کی تاخت و تاراج سے محفوظ ہوئے۔

آسام دوار کی مغرب مین اوس سے ۱۳۰ میل پر تیستا ندی اور دھا ندی کے درمیان
بنگال خاص کی سرحد پر ایک قطعہ زمین ہی جسکو انباری بلہ کوٹا کہتے ہین سنہ ۱۷۸۴ع مین اس
ضلع پر سرکار کمپنی نے قبضہ کرکے بھوٹانیون کو حوالہ کیا تھا چونکہ اوسکے بیس میل سرکار کی
حد مین واقع تھے اسلیئے بھوٹانیون سے ہمیشہ تکلیف پہنچتی رہتی تھی۔ جب آسام دوار کا معاملہ ہوا تو بھوٹانیون
نے یہ درخواست برٹش گورنمنٹ سے کی کہ وہ اس ضلعے کو بھی خود اپنی حکومت مین لے لے اور
اوسکے عوض ہمکو نقد روپیہ دیدیا کرے۔ یہ درخواست اونکی منظور ہوئی اور سنہ ۱۸۴۲ع مین وہ عمل مین بھی
آئی۔ مگر ایسی سرحد پر نہ کوئی عہد پیمان ہوئی ملکی تدبیر و حکمت خواہ وہ کیسی ہی انصاف اور عدالت کے
ساتھ ہون امن و امان نہین قائم کرسکتی ہین جسقدر پائین کوہ مین برٹش گورنمنٹ کی حمایت اور
حفاظت سے میدانون مین زراعت کی ترقی ہوئی اور دہقانین کی دولت زیادہ ہوئی۔ مویشی و اناج
کی کثرت ہوئی۔ اوتنا ہی ان پہاڑیونکے دندان طمع تیز ہوئے۔ اس سبب سے ہمیشہ گورنمنٹ کو چھوٹی
چھوٹی لڑائیان سنہ ۱۸۲۸ع سے سنہ ۱۸۶۱ع تک اون سے لڑنی پڑین جنمین لوٹ کا مال واپس لیا جاتا
اور بہت سزا اونکو دیجاتی۔ اونکا مفصل حال لکھنا طالب علمونکو تھکا دیگا۔ اسلیئے اونکو نہین لکھتے۔ یہ
تکلیفین برٹش گورنمنٹ کو اون سے رہتی تھین ایک بڑی تکلیف یہ تھی کہ اون اضلاع کی آب و ہوا ایسی
ہلاکت انگیز تھی کہ وہان سپاہ قواعد دان کا استقلال کے ساتھ قیام پذیر ہونا ناممکن تھا۔ اسلیئے جسوقت
سپاہ اونکو سزا دیکے پیٹھ موڑتی اوسی وقت سے پھر غارتگری شروع ہوجاتی۔ آسام دوار کی حالت
بہ نسبت بنگال دوار کے اچھی تھی۔ یہان تو متواتر حملے ہوتے تھے۔ آخرکار لاچار ہوکر ان وحشیون کے
سمجھانے کے واسطے حق مالکانہ جو انباری کا دیا جاتا تھا وہ موقوف کردیا گیا۔ بھوٹانیون کو اطلاع دیگئی
کہ یہ روپیہ اونکو جب دیا جائیگا کہ وہ اون شرائط کو قبول کرین جو گورنمنٹ پیش کرے۔ اور خاص
رعایائے سرکار جو وہ گرفتار کرکے لیگئے ہین اونکو واپس کرے۔ اس سے کچھ نیک نتیجہ نہ پیدا ہوا۔ برٹش
گورنمنٹ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہمارا پیغام اور احکام راجہ بھوٹان تک نہین پہنچتے اسلیئے سفیر بھیجنا چاہیے
تاکہ وہ تمام عہد و پیمان راجہ بھوٹان سے طے کرے۔ اب بھوٹانیون کی سرکاری ملک پر دست درازی

روز بروز زیادہ ہوتی جاتی تھی اور اسکی نوبت یہانتک پہنچی کہ اونھون نے **دارجیلنگ** پر حملہ کرنیکا
ارادہ کیا۔ اسکی صحیح خبر گورنمنٹ کے کانون تک پہنچی اور اوسکی تصدیق زیادہ تر اس سے ہوئی کہ
بہت سے بھوٹانی مسلح **تیستا** ندی کے کنارے جمع ہوئے۔ اور دریا سے پار اوترنے کا ارادہ کیا مگر
انگریزی لشکر نے اوسکو روک دیا اور آگے نہ بڑھنے دیا۔ **دالم کوٹ** کے **جنگ پن** نے اسبار
کے ضلع کی بقایا حق مالکانہ کا تقاضا گورنمنٹ سے بے ادبی کے ساتھہ شروع کیا سنہ ۱۸۶۰ء مین ضلع
شامل ہوا تھا جب سے اوسکا حق مالکانہ کچھہ نہین دیا گیا تھا۔

(۳) **بھوٹان** کے راج کی یہ صورت تھی کہ اوسمین دو نام کے راجہ ہوتے ہین۔ ایک کو دیوراجہ
اور دوسرے کو دہرم راجہ کہتے ہین۔ ایک دنیا کے کامونکو سرانجام دیتا ہے دوسرا دین کے کاروبار کا منصرم
ہوتا ہے۔ مگر ان راجاؤن کی حکومت فقط برائے نام ہوتی ہے۔ سارا اختیار اور اقتدار اون سردارون
کے ہاتھہ مین ہوتا ہے جنکو جنگ پن کہتے ہین۔ وہ ان راجاؤن کے احکام کو کچھہ نہین مانتے۔ دہرم
اور دیوراجاؤن کے مشیر اور وزیر بھی ہوتے ہین۔ وہ معاملات ملکی کے فیصلہ مین اونکی استعانت کرتے
ہین اور اڑے وقت کی مشکلون کو آسان کرتے ہین۔ اور تین اونکی کونسل کے ممبر زائد بھی ہوتے ہین
جب کوئی الجھیڑے کا کام آتا ہے تو وہ اوسکو سلجھاتے ہین۔ وہ حاکم مغربی و مشرقی اور وسط کے حصون
کے ہوتے ہین اور اونکو **پن لو** کہتے ہین اور اونکے جداجدا نام پارو پن لو۔ ٹونگ سو پن لو۔ اور
ڈاکا پن لو ہین۔

(۴) سنہ ۱۸۶۲ء مین **دیوراج** کے پاس آسام سے ایک دیسی سفیر بھیجا گیا اور اوسکے ہاتھہ خط
گورنر جنرل کا روانہ کیا۔ جسکا مضمون یہ تھا کہ برٹش گورنمنٹ کا ارادہ ہے کہ سفیر انگریزی دارالسلطنت
بھوٹان مین بھیجے۔ راجہ صاحب براہ ہ بتلائین کہ وہ کس طرف سے آئے۔ اس سفیر کو راہ کے افسرون نے
بہت روکا کہ وہ دسمبر کے مہینے مین پھر کر آیا کسی نے اوسکی قدر و منزلت بھوٹان مین نہین کی اور
کسی نے نہ پوچھا کہ تو کس باغ کا بتھوا ہے۔ اور چٹھی کا جواب راجہ نے جو دیا وہ بھی ایسا نہ تھا جس کے
سفارت کا سامان اور زیادہ کیا جاتا۔ خط مین اس بات کا اقرار کیا کہ میرے پاس خبر اس امر کی پہنچی

[illegible]

[illegible]

کہ انگریزی افسر یہ فریاد کرتے ہین کہ انگریزی عملداری کی سرحد پر رعایا کو میری رعایا ستاتی ہے مگر
یہ معاملات ایسے اہم نہین ہین کہ مین دہرم راجہ کے روبرو پیش کرون۔ برٹش گورنمنٹ دونون
باتین نہ سنے رعایا کو آپسمین لڑنے جھگڑنے دے۔ سفارت کے جوش کو یون ٹھنڈا کرنا چاہا کہ اوسنے لکھا
کہ سفیر انگریزی کو بڑی سرگردانی راہونکے ایچ پیچ کے سبب سے ہوگی۔ دہرم راجہ انگریزی سفیر سے
ملاقات کرنی نہین چاہتا۔ مگر یہ اقرار کیا کہ وہ اپنے افسر جنکو جنکاپ کہتے ہین تمام معاملات فیصل
کرنے کے لیے بھیجے گا۔ مگر یہ وعدہ کبھی پورا نہوا۔ برٹش گورنمنٹ نے اونکا انتظار دیکھکر
آنریبل ایشلی ایڈن کو ۱۰۰ آدمیونکے ساتھ جنمین نصف سکھ تھے اور نصف سہ بندی کے
سپاہی روانہ کیا۔ اور چیبو لاما جسکا درجہ سفیر کے بعد تھا ترجمان بھوٹانی زبان کا مقرر ہوا وہ سکم کا
رہنے والا تھا۔ اور پردھانی کا کام کرتا تھا اور دارجیلنگ مین بھی راجہ سکم کی طرف سے وکیل بنکر
رہتا تھا۔ ۱۰ ستمبر کو بنگال گورنمنٹ نے راجہ بھوٹان ایک اور چٹھی لکھی جسکا مضمون یہ تھا کہ سفیر
یہان سے روانہ ہوا تم اپنے افسرون کو اوسکے استقبال کے لیے بتستا ندی کے کنارہ پر بھیجو کہ وہ
اوسکو اپنے ہمراہ دار السلطنت پوناکھا کو لیجائین اس چٹھی کا کچھہ جواب نہ آیا۔ ۱۰ نومبر کو ایڈن
صاحب نے خود راجہ کو چٹھی لکھی کہ دیالمکوٹ کے جنگپن کو ہمارے پاس بھیجو وہ سب سے زیادہ قریب
سرحد انگریزی کے ہے اگر وہ نہ آویگا تو گورنمنٹ کو مین یہ رپورٹ کرونگا کہ کوئی انتظام راجہ کی طرف
سے سفارت کے لیے نہین کیا گیا جس سے معلوم ہوگا کہ راجہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اتحاد اور
وداد نہین رکھتا۔

(۵) اسوقت بھوٹان مین آپسمین فساد ہو رہا تھا۔ دیو راجہ گدی سے اوتار دیا گیا تھا۔ وہ اپنے موسم
بہار کے محل مین محصور ہو رہا تھا۔ پانی اوسکا یہانتک بند کیا کہ اوسنے اپنے تئین حوالہ کر دیا۔ اور اوسکو
اجازت دیگئی کہ کسی مندر مین جا بیٹھے۔ سرکشون کا سرگروہ مشرقی بھوٹان کا حاکم تانگسہ پن لو
تھا۔ اور سوائے مغربی بھوٹان کے حاکم پارو پن لو کے اور پوناکھا دار السلطنت سرباہی کے حاکم سب کے سب
ارکین سلطنت اس بغاوت مین شامل تھے۔ بھوٹانیونکے دار السلطنت دو تھے ایک جاڑے کا دوسرا

گرمی کا۔ اس بغاوت نے انگریزی سرحد پر اور معاملات ملکی کو پیچیدار بنا دیا۔ دہالم کوٹ کے جنگ پن کو ایڈن صاحب نے بلایا تہا کہ وہ اونکو دارالسلطنت تک پہنچا دے۔ وہ بہی ایک سرغنہ بغاوت کا پیرو تہا مگر وہ ماتحت مغربی بہوٹان کے اوس حاکم کا تہا جو اپنے راجہ کا خیر خواہ رہا تہا۔ مغربی بہوٹان کے حاکم نے یہان کے جنگ پن کو بلا لیا اور اوسکا قائم مقام ایک اور شخص کو مقرر کر دیا۔ مگر اوسنے اس حکم سے سرتابی کی۔ ایک سپاہ نے اوسکا محاصرہ کیا۔ مگر جسوقت ایڈن صاحب کے آنے کی خبر ہوئی تو محاصرہ اوٹھا لیا گیا۔ ظاہر ہے کہ ایسی حالت مین کہ کسی شایستہ ملک مین غدر ہو رہا ہو سفیر کا بہیجنا حزم و احتیاط سے بعید ہے۔ چہ جائیکہ اس نیم وحشی ملک مین سفارت کا بہیجنا ایسے ہنگامہ شورش و فساد مین عقل و اندیشہ سے بعید تہا۔

جب ایڈن صاحب کی اس شہرت نے کہ وہ بڑے لاؤ لشکر کے ساتہہ آتے ہین دہالم کوٹ کے جنگ پن کو محاصرہ کی آفت سے بچایا تو اوس نے سوچا کہ یہ ایک امداد غیبی آئی ہے اوسکی استعانت سے کام خوب بنجائیگا۔ اسلیے ایڈن صاحب کو خط پر خط لکہنے شروع کیے اور پہلے خط کے جواب نہ لکہنے کی معذرت کی۔ اور درخواست کی کہ چہیبو لاما کو میری ملاقات کے لیے بہیج دیجیے۔ جب چہیبو لاما وہان پہنچے تو کئی روز تک ملاقات رہی اور جنگ پن نے وعدہ کیا کہ گو مجہسے میرے راجہ کے آدمی ناراض ہون مگر جہانتک ممکن ہے سفارت انگریزی کی مدد دل و جان سے کرونگا۔ اسوقت سر ولیم ڈینی سن قائم مقام گورنر جنرل کو ایڈن صاحب نے لکہا کہ غالبًا بہوٹان مین باغیونکو فتحیابی ہوگی اور جو نیا دیو راجہ بنیگا وہ برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ اتحاد پیدا کرنے کو اپنے حق مین غنیمت جانیگا۔ اور اپنی تقویت سلطنت کے لیے اوسکو اکسیر اعظم سمجہے گا۔

(۶) اسوقت بہی گورنمنٹ کی سمجہہ مین یہ نہ آیا کہ ایک ایسے پر فساد ملک مین فقط ایک رئیس کے اعتماد پر جسکی خود راجہ سے بگڑ رہی ہو سفیر کا جانا کیسا اندیشناک ہے۔ سر ولیم ڈینی سن نے ایڈن صاحب کو لکہہ بہیجا کہ آگے چلو۔ ایڈن صاحب نے دہالم کوٹ کے رئیس کو لکہہ بہیجا کہ وہ ہمارے استقبال کے واسطے اپنے ہنگا ندی کے کنارہ پر بہیجدے۔ اب سفیر نے سفر کرنے کی راہ ایسی اختیار کی کہ جسمین اسباب

لیجانی کی کوئی اور صورت ہی سوا اسکے نہ تھی کہ قلیون کے کندھون اور سرون پر جاے۔ اگر وہ دوسری
راہ سے جاتے تو خچر ٹٹو اسباب پہنچاتے۔ کئی دفعہ ان قلیون کے بھاگنے سے سخت تکلیف اوٹھانی
پڑی اور اونکا انتظار دیکھنا پڑا دہرم سونگ پر پہنچے تو وہان کے رئیس نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا
اور سفیر کو نہ آنے دیا۔ غرض جب دھالم کوٹ کے قریب پہنچے تو ایک دن پہلے جنگ پن نے گدہے
اور ٹٹو اور خچر بھیجے۔ اور جب امبوک پر سفیر نے قدم رکھے تو اونکے آنے کی خوشی مین بندوقون کی فیر ہوئی
اس رئیس کی دوستی فقط اسی قدر کام آئی کہ یہہ اوسنے سفیر کے آنے مین خالی دھوم دھام مچادی۔ جب
اوس سے سامان رسد کے لئے کہا گیا کہ حسب عدہ پورا کرو تو اوسنے یہہ کہا کہ سات روپیہ مین کے
حساب سے چاولون کی قیمت بھیجدو اور چاول لے لو۔ انکی زیادہ ستانی کو دیکھو کہ بازار مین دس
آنے من چاول بک رہے تھے جسکے سات روپیہ مانگے۔

(۷) ۱۴ جون کو رئیس دھالم کوٹ خود سفیر کے خیمہ پر تشریف لائے۔ شاید وہ اس خیمہ کو
میکدہ سمجھے تھے کہ آتے ہی کچھ اور بات نہین کی۔ شراب کے لئے دھائی تھی کہ گلاس پر گلاس پلائے
اور بوتل پر بوتل شراب کی لائے۔ آخر کو اس مبہوت کو سفیر صاحب نے کہا کہ رخصت۔ مگر وہ
تو شراب کے نشہ مین بدمست تھا کسکی سنتا تھا۔ چار پانچ گھنٹے کے بعد آخر کو نوبت یہانتک پہنچی کہ
اوسکے نوکر پکڑ کر سفیر کے خیمے سے باہر لیگئے۔ وہ یہان سے نکلکر چیبو لاما ترجمان کے خیمے مین جا گھسا۔ دن
بھر تک یہان بھی شراب پیا کیا۔ جب خیمے سے جانے لگا تو اوسنے چند قلیون کو دیکھا کہ کوڑے اس قصور پر
پٹ رہے تھے کہ مزدوری پیشگی لیکر بھاگ گئے تھے۔ دوبارہ پکڑے آئے تھے۔ اوسنے یہہ چاہا کہ یہہ قلی
چھوڑ دیے جائین۔ جب افسر انگریزی نے اس سفارش کو نہ سنا تو اوسنے چھرا نکال کر اسسٹنٹ کمشنر کو
دھمکایا۔ غرض سرکاری اور اوسکے آدمیون مین مٹ بھیڑ ہونے کو تھی کہ سامنے سے ایڈن صاحب آگئے
جنگ پن اونکو دیکھکر کانپنے لگا اور اونکے پیرون پر گر پڑا۔ صاحب موصوف نے اوسکو حکم دیا کہ وہ انکے
خیمہ گاہ سے باہر چلا جاے۔ وہ گرتا پڑتا حد سے زیادہ ذلیل ہو کر قلعہ مین چلا گیا۔ پھر ملاقات سفیر نے
اوس سے جب تک نہین کی کہ اوسنے ایک معذرت نامہ حسب الطلب اپنے تقصیرات کا نہ لکھکر بھیجا یہہ

سفارت بھی عجب تماشے کی تھی کہ ود سفیر جسکو گورنر جنرل ہند نے مقرر کیا ہو وہ قلیونکو فرار ہونے پر تازیانہ زنی کرے اور ایک وحشی شرابی کو اپنے خیمہ مین بلاکر برانڈی کی بوتلین پلایا کرے اور پھر اوس سے معذرت تحریری کا طالب ہو۔ کپتان اسٹن کھانے پینے کا سامان جلپی گوری مین جو انگریزی عملداری مین تھا خریدنے گئے تھے اونکے انتظار مین چندروز قیام رہا۔ جب وہ آگئے تو آگے بڑھنے کی تیاری ہوئی قلی پھر بھاگ گئے اور دقت پیش آئی۔ ایڈن صاحب نصف اسباب و نصف ہمراہیون کو یہین چھوڑ گئے اور نصف سامان کے ساتھ آگے بڑھے اور اس اصول کلیہ کو بھول گئے کہ وحشی ملک مین جیسا بھوٹان تھا ہمیشہ باشندون پر بڑا اثر ظاہری کر و فر اور شان و شکوہ سے ہوتا ہی جب وہ کسی کو ذلیل حال مین دیکھتے ہین تو اس سے بے ادبی کرنے لگتے ہین۔ دہالم کوٹ مین جو قلی بمشکل پکڑے تھے اونھون نے یہہ اقرار کرلیا کہ ہم سب پچو مین پہنچا دینگے۔ ایڈن صاحب یہہ سمجھے کہ یہہ قصبہ آباد ہے اور یہین قلیون کے ملنے مین کچھہ دشواری نہوگی۔ پھر جب وہ یکم فروری کو یہان پہنچے تو اپنے غلط خیال سے مطلع ہوئے کہ اس گانو مین فقط پانچ گھر آباد تھے۔ حاکم سے امداد کے واسطے کہا تو اوسنے انکار کر دیا کہ میرے پاس کوئی حکم نہین آیا کہ مین آپ کے لئے سامان سفر تیار کرون۔ پانچ چار ہفتہ قیام فرمائے تو مین البتہ اپنے راجہ سے پوچھہ سکتا ہون کہ کیا مجھی کرنا چاہئے۔ اب ایڈن صاحب نے پھر وہی غلطی کی جو پہلے کر چکے تھے کہ سارا بھاری اسباب اور پوَر صاحب کو یہین چھوڑا فقط پندرہ سکھون اور دس سپیر کو ساتھہ لے آگے بڑھے۔ ۳ کو ایک گھاٹی مین پہنچے جہان برف بہت سا پڑا تھا۔ یہان قلی بہت سے بھاگ گئے اور باقی رہے وہ اس سبب سے کہ اونکو اُلٹے جانے مین خوف تھا آگے بڑھنے سے انکار کرتے تھے۔

۵ کو سانگ پی مین سفیر خیمہ زن ہوا۔ یہان کے جنگ پن نے سفیر سے کہا کہ بھوٹان کی گورنمنٹ کا حکم نہین ہے کہ کوئی اس قلعہ کے پار جاسکے۔ مگر اوسمین سفیر کے مقابلہ کی تاب تھی اس لئے وہ زیادہ مزاحم ہوا مگر بار برداری کے لئے قلیونکو نہین بلادیا سفارت کے آدمیون کو برف سے تکلیف پہنچی۔ مگر ایڈن صاحب نے یہہ بڑی دانائی کی کہ اپنے سب آدمیون کے لئے بوٹ ساتھہ لیتے گئے تھے یہ دیکھکر کہ کوئی تدبیر ایسی

نہین ہوسکتی کہ سارا اسباب جو پور صاحب کے ماتحت سب چو مین چھوڑا تھا وہ یہان آسکے
اس لئے اونہون نے صاحب ممدوح کو لکھ بھیجا کہ وہ الٹے داجیلنگ کو چلے جائین اور سارا اسباب تا دستہ سپاہ جو دھالم کوٹ مین چھوڑا تھا ساتھ لیتے جائین۔ مگر پور صاحب سب چو مین ایک
انبار چاولون کا اور اون تمام تحائف کا جو گورنر جنرل نے راجہ بھوٹان کو بھیجے تھے چھوڑ گئے۔
پھر آگے منزلون مین قاصدون کے پاس خطوط راجہ دھالم کوٹ کے نام نکلے۔ بھوٹان کی رسم کے موافق ایسی خطوط مین دو متضاد مضمون لکھا کرتے ہین۔ ایک مین دھالم کوٹ کے حاکم کے نام حکم تھا کہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ اپنا نہایت خلوص جتلاوے اور اخلاص پیدا کرے اور سرحد کے فیصلہ مین سفیر کی مرضی کے موافق کام کرے۔ اسمین ایک لفظ بھی نہ تھا کہ سفیر کو الٹا پھیر دے۔
دوسرے خط مین جو مخفی خط اس حاکم کے نام تھا اوسمین جو راجہ کا اصل منشا تھا وہ لکھا تھا کہ اگر سفیر کو تو سرحد سے آگے بڑہنے دیگا تو تیری گردن اڑائی جائیگی۔ تو بڑا کاہل ورنا لائق ہی اسلئے ستر روپیہ قاصد کو تو بطور جرمانہ کے ادا کر۔ مگر تو کسی طرح سفیر کو ناخوش مراجعت نہ کرنے دے۔ اول اوسکو سرحد کے پار جانے سے خوف دلادی اور اگر وہ کسی طرح نہ مانے تو اوسکو ایک اور راہ سے روانہ کرے اور اوسکی سامان رسد کی خبر گیری کر کے اوسکو پہنچاتا رہے۔
معلوم نہین ایڈن صاحب نے اسمین کیا صلاح سوچی تھی کہ جب اونکو مزاحمتین پیش آئین تو وہ بار بار ان چھوٹے چھوٹے حاکمون سے اس طرح گفتگو کرتے تھے کہ گویا اونکو دار السلطنت تک پہنچا دینا اوسکا فرض تھا۔ وہ اوس سے یہہ کہتے تھے کہ اگر تم میرے آگے بڑہنے کے حارج و مزاحم ہوتے ہو تو مین اولٹا چلا جاتا ہون۔ مگر تم کو اپنی سرکار مین اسکی جوابدہی کرنی مشکل پڑیگی۔ چھوٹی امت کے افسرن سے ایسی باتون کے کہنے سے سفیر کی کسر شان ہوتی اور جب وہ دار السلطنت مین پہنچے تو کسی کو یقین نہین آتا تھا کہ وہ گورنر جنرل کا بھیجا ہوا سفیر ہے۔ جن قاصدون سے خط ہاتھ لگے اونکو جنکاب کہتے ہین اونہون نے خط پڑہ کر ایڈن صاحب سے کہا کہ کیا تو وہ اولٹے چلے جائین یا سمچی کی سڑک پر جائین اسی سڑک کا نام اس خط مین لکھا ہوا تھا۔ غرض سفیر اور ان قاصدون کے درمیان ایک مباحثہ شروع ہوا

اور اسپر خاتمہ اسکا ہوا کہ کونسل بھوٹان کی حماقت یہہ ہے کہ اوسنے صاف حکم نہین دیا کہ کسطور سے
اس سفارت کے ساتھہ مدارات کی جاے - اب ایڈن صاحب کو اختیار ہو کہ جس راہ سے چاہین
جائین - برف کے سبب سے کچھہ راہ مین قیام ہوا - جنکی طبیعت علم حکمت سے لگاو رکھتی تھی اونہون نے
اپنے مشاہدات کو لکھنا شروع کیا - ۱۹ - فروری کو ایک جنگ پن سفیر سے درپے جنگ ہوا کہ آگے قدم
نرکھو - گورنمنٹ بھوٹان کا حکم ہو کہ آگے نہ بڑہنے دو - جب اوس سے کہا کہ حکم دکھاؤ تو کوئی اوس
پاس حکم نہتا فقط سفیر کو اسلیئے اڑ کے ہاتھون لیا تھا کہ کچھہ حاصل ہو چنانچہ بطور تحفہ کے سفیر نے کچھہ اس عہدہ پر
دیدیا کہ وہ راہبر رہنمائی کے لیئے اور سپاہی حفاظت کے واسطے بھیجدے - آگے ایک بڑی کڑی منزل
پیش آئی - برف سے جدا تکلیف ہوئی اور سارے دن سب فاقے سے جدا رہے - یہان قاصدون نے
دیوراج کی طرف سے ایک خط ایڈن صاحب کو دیا جسمین ایک جگہہ یہ لکھا تھا کہ سفیر اوٹا نہ جاے مین نے
کبھی سفیر کے آنے کو منع نہین کیا - دوسری جگہہ یہ لکھا تھا کہ سرحد کی بابت جو جھگڑے ہین وہ وہین فیصل
ہون اور ضلع امباری کے محصول کی بقایا ادا کیجاے - ان قاصدون نے یہہ بھی کہا کہ ہمکو زبانی
ہدایت ہوئی ہو کہ آپ ہمارے ساتھہ چلکر سرحد کا فیصلہ کرلیجیے اور آسام دوا ہمکو حوالہ کر دیجیے - ایڈن
صاحب نے اون آدمیون سے جو چپراسیون سے زیادہ درجہ نرکہتے تھے کچھہ مباحثہ نہین کیا اور یہہ اونسے پوچھا کہ
مین اوٹنا دار جیلنگ کو چلا جاؤن یا دار السلطنت بھوٹان کو چلون اسپر اوُنھون نے جواب دیا کہ
آپ اولٹے نہ جایے آپ دار السلطنت کو چلیے ہم آپکے استقبال کا سامان تیار کر رہے ہین -

اب سفیر پارو پہنچا جہان مغربی بھوٹان کا حاکم رہتا تھا اور وہ اپنے دیوراج کے ساتھہ ہنگامہ
بغاوت مین خیر خواہ رہا تھا اور دہالم کوٹ کا حاکم اوسکے ماتحت تھا جسکو عدول حکمی کی سزا دینے کے
لیئے لشکر بھیجا گیا - امید تھی کہ وہ سفیر کی خاطر داری کریگا مگر اوس نے بہت سی جھتون کے بعد خیمے گاڑنے
کی اجازت دی - فقط سفارت کی ذلت اسی پر ختم نہین ہوئی بلکہ خیمونکو بھوٹان کے سپاہیون نے
گھیر لیا اور چوریان کرنی شروع کین - اور قلیون اور خیمہ بردارون کو چھریون سے ڈرایا کہ اگر تم کسی
طرح سفیر کی استعانت کروگے تو تم ہوگے اور یہہ چھرے - جو بھوٹانی کہ غلہ ادرا خباس سفیر کے خیمہ گاہ مین

بہیجتے تہے وہ سزا پاتے تہے ۔ سردار یہان کا جب چیبو لا ماترجان سے ملا تو اوسنے کہا کہ اوسکے
پاس احکام آئے ہین کہ سفیر کو آگے نہ بڑہنے دے ۔ اگر چار روز یہان مقیم رہین تو مین اونکے پایہ تخت
دار السلطنت سے جواب منگا لونگا ۔ غرض ہر منزل پر اہل سفارت کو ایسی خفیف خفیف خفتین ہوتی تہین
کہ اگر سب یکجا جمع کیجائین تو بڑی بہاری فلت بن جاے ۔ دار السلطنت سے جواب دو روز مین آسکتا تہا
مگر ایڈن صاحب سولہ دن تک جواب کے منتظر رہے اور کچہہ جواب نہ آیا ۔ اب یہہ معلوم ہوا کہ زبانی حکم
یہان کے افسر کے نام آیا ہی کہ چیبو لا ماترجان کو پکڑ لو اور باقی سب کو اولٹا پہیر دو ۔ مگر یہان کے
حاکم نے کہا کہ مین زبانی حکم کی تعمیل جبتک کوئی تحریری حکم نہ آیگا نکرونگا ۔ اب ایڈن صاحب سے
اوسنے کہدیا کہ آپ آگے چلے جائے اسوقت بہوٹان کے راج کا حال اچہا نہین ہے کہ وہ جواب
ٹہیک ٹہیک دے دیتا ۔ اب سفیر آگے بڑہے تو قاصد راج کے احکام لیے آموجود ہوئے کہ دیو راجہ کا
حکم ہی کہ پارو کو سفیر اولٹا جاے ۔ وہان بڑے بڑے سردار معاملات متنازعہ فیہ کے فیصلے کے لیے
بہیجدیے جائینگے ۔ اب یہان پہر وہی معمولی گفتگو شروع ہوئی کہ ایڈن صاحب نے اونسے کہا کہ کیا تو
تم مجہسے یہہ کہو کہ مین اولٹا دارجیلنگ کو چلا جاؤن یا مجہے آگے دار السلطنت مین پہنچنے دو ۔ قاصدون
نے کہا کہ ہم آپ کے اولٹے جانے کی جوابدہی اپنے ذمے نہین لے سکتے اسلیے بہتر ہی کہ آپ دار السلطنت
مین چلیے ۔ جب ایڈن صاحب نے دار السلطنت کی طرف قدم بڑہایا تو قاصدون نے اونکے ساتھہ
چلنے سے انکار کیا اور یہہ کہا کہ ہم پارو جاتے ہین کہ وہان کے حاکم سے اس جرم کا جرمانہ وصول کرین
کہ اوسنے کیون سفیر کو آگے بڑہنے دیا ۔

(۸) غرض یہہ سفیر راہ مین ساری مزاحمتین اوٹہاتا اور آفتونکو جہیلتا اور دقتونکو سہتا دار السلطنت
پوناکہا مین پہنچا ۔ جہان ذلت پر ذلت ہوئی جسوقت وہ داخل ہوا تو اہل سفارت کو شاہراہ پر سے
دور لیجا کر ایک اور راہ اونچی نیچی پہاڑی پر سے بتلائی ۔ یہہ رہنمائی اسبات کو بتلاتی تہی کہ سفیر
آپہنچا ہی تہوڑی دیر بعد یہہ درخواست کی گئی ۔ کہ دو شخص رعایا سرکار انگریزی کے جنکو بہوٹانی
پکڑ لائے ہین اور اب وہ انگریزی خیمون مین چلے گئے ہین واپس بہیجدیے جائین ۔ ایڈن صاحب نے

سفیر بہوٹان

ان دونوں آدمیون کو اس شرط پر حوالہ کر دیا کہ وہ بعد تحقیقات یہان پہنچا دیئے جائین مگر وہ جاتے ہی غلامون مین
حلقہ بگوش بنائے گئے۔ ایڈن صاحب نے اونکو طلب کیا تو صاف جواب دیا کہ وہ واپس نہین بھیجے جاینگے
دارالسلطنت مین دو روز قیام کے بعد سفیر کو بلایا کہ وہ کونسل بھوٹان کے روبرو مقدمات کو پیش کرے
جب وہ گیے تو بھوٹانیون کا اونکے گرد ہجوم تھا۔ بعض دنیرا اونکے آدمیون پر پتھر پھینکتے تھے جب
وہ کونسل کے کمرہ کے قریب پہنچے تو اہل سفارت کو باہر کھڑا رہنا پڑا۔ اور بعد دیر کے وہ کمرہ مین بلا کر سیدہان
بیٹھائے گئے۔ اور سفیر کی کوئی تعظیم و تکریم حسب دستور نہوئی۔ نہ وہان راجہ تھے نہ کوئی بات کونسل
اور ایڈن صاحب کے درمیان ہوئی۔ نہ وہ اونکی بولی سمجھتے تھے نہ وہ اونکی زبان جانتے تھے آخر کو کونسل
بھوٹان نے یہہ کہا کہ عہد و پیمان کا تمام مدار چیبولا ماترجمان پر ہے یہہ ایک بات کم عقل کونسل بھوٹان
نے وہ کہی کہ جو گورنر جنرل کے کونسل کے ذہن مین نہ آئی کہ فقط چیبولا ماکو سفیر بنا کر بھیجدیتے جسکی سبب سے
اس سفارت انگریزی کی یہہ تحقیر اور تذلیل نہوتی نہ بے فائدہ جنگ ہوتی جسمین نہ مصارف کرنے پڑتے
نہ مصائب اوٹھانے پڑتے۔

پانچ روز کے قیام کے بعد ایڈن صاحب اور راجاؤن کی ملاقات ٹھہری۔ ۲۰۔ کو وہ بلائے گیے
اس دن کوئی بات سفیر کی تذلیل کی بھوٹانیون نے اوٹھا نہین رکھی۔ اہل سفارت کے جسم کو دہوپ مین
جلایا۔ لعنت ملامت کے تیرون سے کلیجہ چھیدا۔ اونکو اپنی کرسیون پر بیٹھنے دیا۔ بوریون پر دہوپ مین بٹھایا۔
خیمہ کے اندر بھوٹان کے امیر بیٹھے پھر اہل سفارت ایک اور خیمہ مین دیو راجہ کے روبرو گیے۔ وہان
دہوپ مین راجہ کے سامنے کھڑے رہے۔ ایک قلی نے گورنر جنرل کی چٹھی لاکر راجہ کو دیدی۔ وہ یکایک
خیمہ سے باہر چلا گیا۔ اوسکے آدمیون نے اہل سفارت کو پرے ہٹا کر اوسکے واسطے رستہ خالی کیا۔ تھوڑی
تھوڑی دیر بعد دہرم راجہ کے خیمہ مین اہل سفارت بلائے گیے وہان بھی اونپر وہی گذرا جو پہلے گذر چکی
تھی ایڈن صاحب نے کہا کہ ہم دہوپ مین چلے جاتے ہین ہمکو جانے کی اجازت ہو۔ اوسپر یہہ جواب ملا کہ
صبر کرو ابھی کونسل کے روبرو پیش ہونا باقی ہے۔ دونون راجہ شہر کو چلے گیے کونسل کے روبرو
ایڈن صاحب آئے۔ آسام دوار کے چھوڑنے کی اور بقایا حق مالکانہ کے ادا کرنے کی درخواست کونسل

نے سفیر سے کی اور کہا کہ بھوٹانیون کو برٹش گورنمنٹ سے اپنے نقصانون و ضررون پہنچنے کی شکایت
کرنی چاہیئے۔ برٹش گورنمنٹ کو کچھ بھوٹانیون کی طرف سے مضرت پہنچنے کی فریاد نہونی چاہیئے۔
ٹانگ سوپن لو کی ملاقات پر ملاقاتون کا خاتمہ تہا۔ مسودہ عہدنامہ کا اوسکے ہاتھ مین تھا اور
وہ غل مچا رہا تہا کہ لڑائی ہوگی۔ تم کوئی نہین ہو۔ تم گورنر جنرل کی طرف سے سفیر نہین ہو ہم اعتبار
نہین چاہتے۔ ایک چپراسی جاکر اس جھگڑے کو فیصل کر سکتا تہا۔ اب مجھکو تمسے کچھ سروکار نہین تم جاؤ۔
جب ایڈن صاحب پھر کر آئے تو اونہون نے رخصت چاہی مگر ابھی اونکی ذلت کا پیالہ لبریز
نہین ہوا تہا۔ قاصد آئے اور اونہون نے سفیر سے کہا کہ آپ کونسل کے ممبرون سے ملیے۔ پہلی بے اعتنائی
اور لاپروائی کی یہ معذرت کی کہ کونسل مین ٹانگ سوپن لو موجود تہا جو ساری حکومت اپنے ہاتھ مین
رکھنا چاہتا ہی۔ ایڈن صاحب نے کراہیت سے اس درخواست کو ان شرائط کے ساتھ قبول کیا کہ راہ
مین لوگ اونپر آوازے نہ پھینکین اور کونسل مین ٹونگ سوپن لو نہو۔ مگر ان شرطون مین سے کوئی پوری
نہوئی۔ جو پہلے ہوا تہا وہی پھر ہوا۔ ٹونگ سوپن لو کونسل مین ڈٹا رہے تہے۔ آخر کو عہدنامے کی
اسپلین ٹھہر گئین اور ایڈن صاحب نے مان لیا کہ نہ بھوٹان مین رزیڈنٹ نہ انگریزی تاجر سکونت پذیر
ہونگے" یہی دو شرطین تہین جسپر بھوٹانی بڑی تکرار کرتے تہے۔ بعد اسکے ایڈن صاحب مع اپنے ہمراہیون
کے اپنے خیمے پر چلے آئے۔
۲۴۔ مارچ کو عہدنامہ تیار ہوگیا تو دستخط کرنے کے واسطے سفیر کونسل مین بلایا گیا۔ پہلی دفعہ کونسل کے
اندر عہدنامہ لکہنے کے وقت کچھ مباحثہ آسام دوار کے باب مین نہین پیش ہوا تہا۔ مگر ابکی دفعہ
ٹونگ سوپن لو نے آسام دوار کا حوالہ کردینا عہدنامہ کی ایک شرط ٹھہرائی۔ جب ادہر سے انکار ہوا
تو وہ اہل سفارت کو ایک بڑے خیمے مین لیگئے۔ تاکہ عوام کو معلوم ہو کہ کیا کیا تماشا اونکا بنایا گیا۔
ٹونگ سوپن لو نے بٹنے کی لگدی لیکر ایڈن صاحب کے مُنہہ پر ملی اور اونکے بال کہینچے اور پیٹ کو خوب
تہپکا۔ اور یہ کہا کہ یہ سب دوستانہ بے تکلفیان ہین۔ پھر ایک ممبر کونسل نے ڈاکٹر سمپسن صاحب
سے کہا کہ میرے مُنہہ کا پان چبایا ہوا آپ مُنہہ مین لین جب اونہون نے نہین لیا تو اوسنے اپنے

منھہ کو اوگال سے اونکو سرخرو بنا دیا۔ پھر چھیبو لاما ترجمان کی گھڑی زبردستی چھین لی اور اوسکو ایک سردار نے چھپا دیا۔ تماشائیونکی نظرون سے معلوم ہوتا تھا کہ اہل سفارت کا کیا تماشا وہ خوش ہو ہوکر دیکھہ رہے ہین۔ مگر یہہ بہت غنیمت تھا کہ ان نیم وحشیون نے بعد ان وحشیانہ حرکتون کے کچھہ اور نہین کیا۔ ورنہ یہہ دستور ہی کہ نیم وحشی ملکونمین یون ذلیل کرکے آخر کو اہل سفارت کو قتل کرڈالتے ہین۔ تھوڑی دیر کے بعد چھیبو لاما کی گھڑی واپس دیدی۔ ڈاکٹر صاحب سے بھی کہا کہ آپ اپنے منھہ سے اوگال کو پونچھہ لین۔ غرض اور کچھہ بھوٹانیون نے نہین کیا۔ اہل سفارت اپنے خیمونمین زندہ سلامت چلے آئے۔ دوسرے روز چھیبو لاما کو ٹونگ سوپن لو نے بلایا اور صاف کہدیا کہ تمام اہل سفارت قید اور قتل ہوجائینگے اگر ایڈن صاحب اس کاغذ پر دستخط نکرینگے کہ آسام دوار پھر گورنمنٹ بھوٹان کو دیدے گی۔ ایڈن صاحب نے ہرچند معذرت کی کہ مجھکو گورنر جنرل نے ایسے اختیار نہین دیئے کہ مین ایسے عہدنامہ پر دستخط کرون اور اگر دستخط کربھی دونگا تو وہ برٹش گورنمنٹ کے نزدیک پایہ اعتبار سے ساقط ہوگا اس اثنا مین اہل سفارت کے خیمونکے گرد پہرے بیٹھہ گئے اور آمد و رفت اونکی بند کردیگئی۔ ایڈن صاحب نے اور اپنے ہمراہیونکو بلاکر مجلس شوری منعقد کی۔ اوسمین تین امور پیش ہوئے کہ کیا تو ایڈن صاحب اور چھیبو لاما اپنے تئین بھوٹانیون کو اس شرط پر حوالہ کرین کہ وہ باقی سب کو واپس جانے دین۔ یا رات کو بھاگ چلین۔ یا عہدنامہ پر دستخط کردین۔ جان انسان کو نہایت عزیز ہوتی ہی۔ اہل سفارت کے نزدیک یہی مصلحت ٹھہری کہ عہدنامہ پر دستخط کردیجیے۔ ایڈن صاحب سمجھے کہ جان ہی تو جہان ہی۔ عہدنامہ پر دستخط کیجیے اور پیچھا چھڑا لیجے۔ غرض عہدنامہ پر دستخط کردیئے اور انگریزی مین اوسپر یہہ لکھدیا کہ بجبر یہہ دستخط کرائے گئے ہین۔ مگر اوسکو ٹونگ سوپن لو نہین سمجھا کہ کیا اوسپر لکھا گیا ہی۔ چھیبو لاما گو مترجم عہدنامہ تھے مگر وہ ایسے کہان کے بیدھڑک تھے کہ اس فقرہ کا بھی ترجمہ کرتے۔ غرض یون اہل سفارت نے دستخط کرنے سے اپنی جانون کو بچایا اور تیرہ[۱۳] دن مین انگریزی عملداری مین بخیریت آگئے۔ اب اسبات پر کہ آسام دوار کے دینے کا عہدوپیمان بھوٹانیونسے سفیر کر آیا تھا انگریزونکو بہت غصہ آیا جبتک اونکو اصل حال نمعلوم ہوا اونھون نے یہہ جانا کہ بنگال گورنمنٹ کے کہنے سے ایڈن

صاحب نے اس ملک کو بھوٹانیوں کو لینے دینے کا وعدہ کیا ہی اور گورنمنٹ نے اوسپر کچھہ خیال نہین کیا کہ آسام مین چاے بونے والے انگریزون پر کیا گذرےگی اور اونکا کیسا نقصان ہوگا۔ اب جابجا ایڈن صاحب کے ہمصورت بھائی بند ونکین چرچا تھا کہ انگریزی قوم اور گورنمنٹ پر جو اس سفارت کی ذلت کا داغ لگا ہی وہ کیونکر مٹایا جاے اور عہدنامہ جو ہوا ہی وہ کس عنوان سے باطل کیا جاے کہ جس سے قومی عزت پر بٹا نہ آئے۔ بڑے بڑے مباحثے ان باتوں پر ہوئے۔

(۹) برٹش گورنمنٹ نے اول ارادہ جنگ کا نہین کیا۔ بلکہ ضلع امباری کو انگریزی گورنمنٹ مین شامل کرنیکا اور آسام دوار کا محصول نہ دینے کا عزم جزم کیا۔ اور بھوٹانیون سے درخواست کی گئی کہ جسقدر قیدی اونکے پاس انگریزی عملداری سے ہین اونکو واپس بھیجدین نہین تو بنگال دوار بھی انگریزی عملداری مین شامل کر لیے جاینگے۔ غرض ان شرائط کو بھوٹانیون نے نہین منظور کیا۔

سنہ ۱۸۶۴ع مین اشتہار جنگ دیا گیا اور سامان حرب کی تیاری بڑے زور شور سے شروع ہوئی۔

یہ تمکو یاد ہوگا کہ بنگال دوار مین پانچ قلعے بجانب مغرب ہین ڈہالم کوٹ پھر چامورچہ پھر بلا پھر بکسا اور سب سے آخر بشن سنگھ تھا۔ ان پانچون مقامونمین بھوٹانیونکے افسر رہتے تھے اور سارے ملک کی حفاظت کرتے تھے۔ تجویز یہ ٹھہری کہ ان پانچون مقامون پر قبضہ کر لینا چاہیے۔ برگیڈیر جنرل مل کیسٹر صاحب اور برگیڈیر جنرل ڈنس فورڈ صاحب سپاہ کو لیکر روانہ ہوئے۔ اول قدم لڑائی کا یہ تھا کہ ڈہالم کوٹ کے قلعہ پر قبضہ کیا جاے۔ میجر گف دو چار پہاڑیون پر قبضہ کرتے ہوئے ڈہالم کوٹ کے قریب پہنچے۔ راہ مین اونسے کسی نے مقابلہ نہین کیا۔ یہان لفٹننٹ کرنیل ہاٹن صاحب پولٹکل افسر کے اور قلعہ دار کے درمیان پیغام سلام ہوئے۔ مگر اوسکا نتیجہ کوئی ظہور مین نہ آیا۔ آخر کو توپونکے لگانے کی ضرورت پڑی۔ مگر یہ ملک اس قسم کا تھا کہ وہان میگزین کے رکھنے کی کوئی جگہہ محفوظ نہین مل سکتی۔ جہان توپین لگائی تھین وہین ایک پہاڑی کے نیچے میگزین رکھدیا گیا۔ جب سپاہ انگریزی نے قلعہ کی جانب رخ کیا تو دشمن نے پتھرون اور تیرون کی بوچھار ماری کچھہ بندوقونکی گولیان سر کین۔ سپاہ دونے ایک آڑ کی جگہہ پر قبضہ کر کے اوسی بلندی کے نیچے پہنچے جسپر سے اوس قلعہ کو

جاتی تھی۔ پھر دشمنون نے تیرون اور پتھرونکی بوچھار ماری اور بندوقین چھوڑین۔ تین انگریزی افسر زخمی ہوئے۔ توپون سے گولے قلعہ مین پھینکے جاتے تھے کہ دفعتہ انگریزی میگزین اوڑگیا جسمین تین انگریزی افسر اور چار توپچی اوڑ گئے اور بعض کی ایسی شکلین مسخ ہوگئین کہ وہ پہچانے نجاتے تھے کہ کون ہین اور ایک انگریزی افسر اور اکثر توپچی زخمی ہوئے۔ یہ ایسا آنًا فانًا حادثہ خطرناک واقع ہوا کہ کسی کی نظر مین نہ پڑا کہ کس کی آگ سے پیدا ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ گولہ کے پھٹنے سے یہ آفت برپا ہوئی۔ کوئی بیان کرتا کہ سپاہی بارود کی پیٹی پر بیٹھا ہوا نَے پی رہا تھا۔ اوسکی اس بیباکانہ حرکت سے یہ بلا نازل ہوئی۔ کوئی امر تحقیق نہین۔ کون سی بلا آگ لگا کے دو گھڑی ہوئی۔

شام کو دیالم کوٹ کے قلعہ پر قبضہ ہو گیا قلعہ مین ایک دراڑ پڑگئی جسمین سے پنجابی پلٹنین اندر گھس گئین بھوٹانی ان سپاہیونکی صورت دیکھکر بھاگ گئے۔ چند مکان اور ایک بت خانہ توپون سے غارت ہو گئے تھے۔

اس قلعہ کے فتح ہونے سے اوسکے مضافات پر قبضہ ہو گیا اور کسی نے مقابلہ نہین کیا۔ ڈنس فورڈ صاحب آگے قلعہ چاموردیہ کی طرف چلے۔ راہ مین بھوٹانیون نے بہت کچھ مقابلہ تیرون اور پتھرون اور بندوقون سے کیا مگر قلعہ کی حفاظت کا سامان کچھ نہین کیا۔ میجر کاٹن نے اوسکو جا کر لے لیا قلعہ والے بھاگ گئے۔ سو آدمی کپتان کیمپس لیکر ان بھگوڑونکے پیچھے اونکے مارنے کے لیئے گئے۔ مگر وہ اپنے کام مین کامیاب نہوئے۔ صرف انگریزی لشکر مین دو آدمی مارے گئے اور تین مجروح ہوئے۔ تیرہ بھوٹانی کھیت رہے اور وہ اپنے زخمیونکو ساتھ لیگئے۔ متصل کے قلعہ بکسا اور بالا کپتان وٹسن نے لیئے کسی نے مقابلہ نہین کیا۔

اسی زمانے مین مشرق مین دیوان گرہی پر لڑائیان ہوئین کومری کٹا سے (جو دیوان گرہی سے بارہ میل پر ہے) کرنیل کیمبل اور بریگیڈیر جنرل مل کلیسٹر دونون بڑی شان و شکوہ سے سپاہ کو لیکر لڑنے چلے۔ ۹۔ دسمبر کو چھ میل کی منزل کی اور نزدیک کے پہاڑونپر خیمہ زن ہوئے۔ دوسرے روز کپتان میک ڈونلڈ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ ایک آدمی مارا گیا اور پانچ زخمی ہوئے قلعہ والون

نے فقط کئی دفعہ پتھر اور تیر انگریزی لشکر پر پھینکے اور ایک توپ کا گولا بھی مارا۔

پس اب لشتن ستنگمہ کا قلعہ باقی تہا وہ بھی اسی طور سے ہاتھ لگ گیا۔ غرض تمام بھوٹان کے کوہستانی قلعے اس آسانی سے فتح ہوگئے۔ جنکے واسطے دو ہزار سپاہ جرار اور ڈیڑہ سو بانی بہیجے گئے تھے۔ جب سب دوار اور قلعے ہاتھ آگئے تو لام لوٹنے کو تہا کہ خبر آئی کہ بھوٹانی اپنے ملک کے ایسے سیر حاصل اور شاداب حصے کو ایسا آسانی سے ہاتھ سے نجانے دینگے اوسکے دوبارہ لینے کا قصد رکہتے ہین۔ مگر اسبات پر انگریزون نے کچھہ توجہ نہ کی۔ اس اثنا مین ٹونگ سو پن لو کا خط دیوانگری مین آیا۔ مگر اوسکا کوئی پڑہنے والا نہ تہا اسلیئے وہ دوسو میل پر دارجیلنگ مین بھیجا گیا کہ پڑہوا کر اوسکا ترجمہ کر کے بہیجین یہ بات تاریخ مین یاد رکہنے کے قابل ہے کہ جس ملک مین لڑنے جائین اوس سے ایسے بیگانہ اور اجنبی ہون کہ دشمن کا خط جو آئے وہ دوسو میل پر ترجمہ کے لیئے جائے۔ اس خط نے دیوان گری مین انگریزی لشکر کے افسر کو متنبہ کر دیا کہ اگر تم اوسکو خالی نکروگے تو تم پر حملہ ہوگا چنانچہ ۲۹ جنوری ۱۸۶۵ع کو بہت سویرے بھوٹانیون کا لشکر ٹانگ سو پن لو کے ماتحت آن پہنچا اور انگریزی لشکر پر اندہیرے مین حملہ کیا۔ اوسوقت بڑی گھبراہٹ انگریزی لشکر مین پڑی۔ دشمن اندہیرے مین جہان معلوم ہوتے تہے وہین گولیان ماری جاتین جسوقت دن ہوا تو کرنیل کیمبل نے دشمن کو مار کر پرے ہٹا دیا۔ ایک انگریزی افسر اور چار سپاہی قتل ہوئے۔ اور ایک افسر انگریز اور ۱۳ سپاہی زخمی ہوئے۔ دشمن کا نقصان ساٹھہ آدمیونکا ہوا۔ مگر اس شکست سے بھوٹانی کچھہ دل شکستہ نہین ہوئے۔ اب اونہون نے اور حکمت سوچی کہ انگریزی لشکر مین ڈیڑہ میل کے فاصلہ سے پانی بانسونکے نلون کے اندر جاتا تہا سوائے اسکے کہین اور سے پانی نہ جا سکتا تہا۔ اور اونہون نے نلون کو توڑ تار ڈبرابر کیا۔ اور اپنے دشمنون کا پانی بند کر دیا۔ اور قلعہ اور اوس سپاہ انگریزی کے درمیان ایک درہ مین مورچے جما دیئے جو قلعہ کی سپاہ کی معاونت کے لیئے میدان مین خیمہ زن تہی۔ کرنیل کیمبل نے برگیڈیر جنرل مل کیسٹر سے کمک کی درخواست کی اور لکہا کہ میرے پاس اسقدر سپاہ نہین ہے کہ بھوٹانیون کو نکال کے باہر کر دون اور پانی کے چشمون پر قبضہ کر سکون۔ مگر برگیڈیر جنرل نے

اونکے اس کہنے کو نہ سنا۔ مگر آخر کو کچھہ گولہ بارود روانہ کیا۔ اوسکی ضرورت بہی پانی کی ضرورت سے
کچھہ ہی کم تہی۔ مگر راہ مین تو بہوٹانیون نے روک رکہے تہے۔ کل ۴۲ سپاہی اس میگزین کے ساتہہ تہے وہ
دشمن سے مقابلہ بہی نہین کرسکتے تہے اسلیئے اولٹے چلے آئے۔

اس مہم مین جو بات تہی وہ اول ہی سے انوکہی اور نرالی تہی۔ اول تو سفارت ہی بہیجنے کی کچھہ ضرورت
نہتی۔ مگر جب وہ روانہ ہوگئی تو ایڈن صاحب نے جو کام کرنے تہے وہ نہ کیئے اور جو نکرنے تہے وہ
کیئے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو چند خالی قلعون کے لیئے جسکے واسطے تہوڑے پولیس کے سپاہی کافی ہوتے
ایک بڑا لاؤ لشکر بہیجا گیا جب خط اس مضمون کا آیا کہ بہوٹانی لڑنے کا ارادہ رکہتے ہین تو وہ دو سو
میل پر ترچہہ کے واسطے گیا جب دشمن نے اوسکی سب سے زیادہ مستحکم پناہ گاہ چہین لی تو پانی لشکر کے
لیئے بند ہوگیا۔ جنرل صاحب نے جو میگزین قلعہ مین کمک کے لیئے بہیجا تو وہان پہنچ نہ سکا اوسکے جانے کا
دروازہ دشمن نے بند کردیا۔ میگزین کے ساتہہ ۴۲ آدمی تہے جو اس ورد سے دشمن کو سرکا نہ سکتے تہے

انسان خواہ کیسا ہی جری اور بہادر ہو مگر بن پانی تو جی نہین سکتا۔ جب کرنیل کیمبل صاحب نے
دیکہا کہ لشکر جان بلب کی معاونت کو کوئی نہ آیا تو اونہون نے دیوان گری کو ۵۔ فروری کو ایک
بجے خالی کردیا۔ دوسو پچاس آدمیون کی حفاظت مین بیمار اور زخمی روانہ ہوئے۔ ۵۰ سپاہی
توپون کے کہینچنے کے لیئے مقرر کیئے فقط دوسو آدمی لڑنے کے لیئے رہگئے۔ مشہور بات ہے کہ تمام سپاہیانہ
کامون مین مراجعت سپاہ نہایت مشکل کام ہے اور رات کو اس کام کا انجام دینا اور بہی دشوار تر ہے۔
سپاہ کا بڑا حصہ راہ بہولا۔ اندہیرے مین معلوم نہوتا تہا کہ کدہر جائین۔ غرض ایسی پریشانی لشکر
مین پہیلی کہ توپین وہین چہوڑ دین اور سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ تہی کہ زخمی اور بیمار بہی چہوڑ دیئے
جنکی تعداد نہین معلوم تہی۔ غرض یہ مراجعت نتہی بلکہ فرار ہوتا تہا۔ جب کپتان کوک برن نے
اپنے سپاہیونکو منع کیا کہ توپین مت کہینچو تو پہر توپون کا آگے بڑہنا پہاڑ ہوگیا اسلیئے اونکو غارون
مین پہینکدیا کہ وہ بہوٹانیونکے نہ ہاتہہ لگین مگر بہوٹانی اونکو نکال لائے اور اوسکو اپنی فتح اور
ظفر کی نشانی سمجہی۔

غرض یہ سپاہ خستہ حال آخر کو کومری کٹا مین پہنچی۔ کوئی چیز سوائے بدن کے کپڑون اور اون چیزون کے جو انہون نے خود اپنے سامنے لیلی تہین اون پاس باقی نہ رہی۔ بہوٹانیونکو قلعہ کے خالی ہونے کا حال دو گہنٹہ بعد معلوم ہوا وہ قلعہ کے اندر داخل ہوکر لوٹ پر پڑگئے دشمن مفرور کے پیچہے نہ پڑے۔

ٹونگ سوین لو نے نہایت انسانیت کا یہ کام کیا کہ اوسنے بیمارون اور زخمیون پر بڑی شفقت اور عنایت کی بلکہ اوسنے ایک خط کومری کٹا مین بہیجا۔ انگریزی خیمہ گاہ مین بہوٹانی قیدی تہے اونکا حال دریافت کیا۔ اور یہ بہی اطلاع دی کہ انگریزی قیدی میرے پاس بخیریت ہین۔

جس طرح دیوان گرہی پر حملہ ہوا تہا اوسی طرح اور قلعون پر بہی چار مورچہ کے قلعہ تک ہوا تہا۔ اونکا مفصل حال بیان کرنا تو تطویل سے خالی نہین فقط اتنا لکہنا کافی ہے کہ دشمنون کو سوائے دیوان گرہی کے کہین فتح نصیب نہین ہوئی۔

اب گورنمنٹ نے بہت سا لشکر کمک کے لیئے بہیجا۔ برگیڈر جنرل مل کیسٹر صاحب کی جگہہ کپتان گرگٹ جنرل کو مب کو اور برگیڈر جنرل ڈنس فورڈ کی جگہہ برگیڈر جنرل ٹیلر کو روانہ کیا۔

غرض لشکر جرار نے آسانی سے دیوان گرہی کو دوبارہ لے لیا اور جہان جہان قلعون کے قریب بہوٹانیون نے باڑے بنائے تہے اونکو برباد کردیا۔ دیوان گرہی کے لینے مین فقط ڈیڈن صاحب افسر پولیس مارے گیئے اور ایک افسر تہر سے زخمی ہوا اور ۴۲ سپاہی زخمی ہوئے جسوقت یہ حملہ ہو رہا تہا تو دو ایلچی انگریزی قیدیونکی خیر و عافیت دریافت ٹونگ سوین لو پاس بہیجے گیئے۔ اوسنے ان ایلچیونکی تکریم و تواضع کی اور پر تکلف دعوت کہلائی اور پہر اونکو بہیجدیا۔ اور یہ نہایت تعجب کی بات ہے کہ نیم وحشی بہوٹانیون نے تو زخمیون اور بیمارونکے حال پر ملاطفت کی اور انگریزون کی شائستہ قوم نے جسوقت دیوان گرہی کو تسخیر کیا تو ۱۲۰ بہوٹانی اوسکے اندر تہے جنمین بہت سے زخمی تہے اون سبکو مار ڈالا۔

بس اب بہوٹانیونکی لڑائی ختم ہوئی۔ اصل حقیقت اوسکی یہ ہے کہ وہ جہالت سے پیدا ہوئی۔ بدنظمی مین پرورش پائی۔ رفتہ رفتہ ہائی پنے پر ختم ہوئی۔ اس لڑائی مین میدان جنگ مین سپاہیون

اور افسرون کی جانونکا کچھہ نقصان نہین ہوا مگر بہوٹان کی آب ہوا نے اونکو خوب ہلاک کیا یہان کا
بخار دباتی اور جگہہ کے بخارون سے بہت برا ہوتا ہے۔ بھوٹانیون کی عادت مین داخل ہے کہ وہ غلیظ
و نجلی رہتے ہین صفائی کے سایہ سے بہاگتے ہین دہالم کوٹ جب انگریزون کے قبضہ مین آیا تو وہین
غلاظت اور کوڑا کرکٹ ایک فٹ سے زیادہ چڑہا ہوا تہا۔ وہ جب صاف کیا گیا تو انسانون کی بود و
باش کے قابل ہوا مگر اس غلاظت کا ہٹانا غضب ہوا۔ اوسکے نیچے بخار دباتین دفن ہوئی پڑی تہین
جب یہہ مٹی سر پر سے ہٹی تو اونہون نے پیر پہیلائے اور سپاہیون کے گلی کا ہار ہوئین۔ اگرچہ یہہ ملک نہایت
سرسبز ہے مگر اوسمین ترکاریان کہانی کی کم یاب ہین۔ ہرچند افسرون نے بار بار درخواست کی کہ سپاہ کے
کہانے کے لئے ترکاریون کی رسد کا سامان کیا جاے۔ مگر جب تک بہت سے سپاہی زیر خاک نہوئے آدہی
سڑی گلی ترکاریان سپاہ کے پاس پہنچین۔

(۱۰) میدان جنگ مین انگریزون کو فتح و ظفر حاصل ہوئی۔ دوار پر قبضہ ہوگیا۔ کوہستانی قلعے سب ہاتھہ آئے
مگر جب تک سارا ملک دشمن ہو تو ان مقامات پر قبضہ رکھنے کے واسطے ایک سپاہ کثیر کی ضرورت تہی
جسمین معلوم نہین بخار دباتی نے کتنے آدمیون کو ہلاک کرنا۔ اسلئے ۱۸۶۵ء کے اخیر مین اور ۱۸۶۶ء کے شروع مین گورنمنٹ
نے یہہ ارادہ کیا کہ سات ہزار سپاہ بہیجکر کل ملک پر قبضہ کرنا چاہتی۔ مگر یہہ منصوبہ دل کا دل ہی مین رہا
صلح ان شرائط پر ہوگئی کہ دلیو راج اور ٹونگ سو پین لو دونو توپین جو انگریزون کی بہوٹانیونکے
ہاتھہ لگی تہین واپس کرین اور آیندہ بہوٹانی کسی طرح کی دست اندازی رعایا انگریزی پر نکرین اور برٹش
گورنمنٹ بہی آیندہ دشمنی بہوٹانیون سے نرکہے اور بنگال دوار کا محصول پچیس ہزار سالانہ بہوٹانیون کو
دیدیا کرے اور اگر بہوٹانی ان شرائط عہدنامہ پر ثابت قدم رہے تو یہہ پچیس ہزار روپیہ بتدریج دو چند کردیا جاے
اکثر مورخ اس مہم کا الزام گورنمنٹ بنگال کے سر پر تہوپتے ہین مگر ایڈن صاحب کی سفارت کی
عہدنامہ ۱۸۶۶ء تک جو کام اس مہم مین ہوے وہ سب سپریم گورنمنٹ کی صلاح سے ہوے اسلئے اونکی
جوابدہی اوسیکی سر ہے یہہ بہی ناانصافی ہے کہ جو برائیان اس مہم مین پیدا ہوئین اوسکا الزام سر جان
لارنس کے سر دہرا جاے۔ آغاز اوسکا پہلے اونکی تشریف آوری سے ہوگیا تہا۔ اگرچہ یہہ بہتر ہوتا کہ وہ

ایڈن صاحب کو واپس بلا لیتے اور پھر آگے اس کام مین چھیڑ چھاڑ نہ کرتے۔ مگر جو انتظام مہم کہ اونسے پہلے گورنر جنرل نے سوچ بچار کے کیا تھا اوسکو وہ کسطرح بے دہڑک منسوخ اور باطل نہین کرسکتے تھے۔

(۱۱) تم کو یاد ہوگا کہ سر چارلس ٹرولین مدراس کے گورنر یہان سے ولایت مین اسلئے بلائے گئے تھے کہ اونہون نے انکم ٹکس لگنے پر بہت سے اعتراض کئے تھے مگر جب وہ ولایت مین تشریف فرما ہوئے اور سر چارلس وڈ وزیر ہند سے اس معاملہ مین باتین چیتین ہوئین تو وزیر ہند کے نزدیک اس ٹکس پر اونکے اعتراض معقول و درست ٹھہرے گو طریقہ اعتراض کرنیکا نادرست اور برا تھا۔ اسلئے وہ پھر فینانشل ممبر گورنر جنرل کی کونسل کے تھے اور تین برس سے دیکھ رہے تھے کہ اونکا دشمن انکم ٹکس اونکے روبرو موجود تھا۔ اونہون نے یہہ چاہا کہ اب مین ولایت جاتا ہون اس دشمن کو اپنے پیچھے زندہ نہ چھوڑ جاؤن۔ مگر ملک کا آمد و خرچ برابر نہ تھا۔ کمی ۵۱۵۵۰۰ روپیہ کی تھی گو سر جان لارنس کی مرضی تھی کہ انکم ٹکس پھر لگایا جاے۔ مگر پھر سر چارلس نے اوسکی مزاحمت کی اور اس سبب سے وہ تو موقوف ہوتی۔ اور یہہ تجویز ہوئی کہ ایک کروڑ بیس لاکھ روپیہ تعمیر عمارات کے واسطے جس سے کہ آیندہ فائدہ ہو قرض لیا جاے اور باہر سے جو اشیاء تجارت ہندوستان مین آتی ہین اونپر محصول کا اضافہ کیا جاے مگر کونسل نے ان تجویزات کو پسند نہین کیا۔ سر جان لارنس کو گو اختیار تھا۔ مگر اونہون نے انکی بحث کو نامنظور کر کے اپنے ذمہ جوابدہی اوسکی نہ لی۔ باہر تو اوسپر ایک غل و واویلا مچ گیا۔ اسلئے کہ مال جو باہر سے اندر آتا ہے اور اندر سے جو باہر جاتا ہے اوسپر افزایش محصول کا اثر دوہر ولایت تک پہنچتا تھا۔ لورپول اور مینچسٹر کے سوداگرون کی جیب سے وہ روپیہ نکلتا۔ اوسکا بڑا غل بمبئی اور کلکتہ مین مچا۔ ولایت کے سوداگرون کی تو وزیر ہند کا بھی دم بند ہوتا تھا۔ غرض یہہ بحث وزیر ہند نے ناپسند کر کے واپس بھیجدیا اور اونہون نے اس امر کو ترجیح دی کہ کمی کا پورا یون ڈالا جاے کہ روپیہ قرض لیا جاے اور خام پیداوار پر محصول زیادہ کیا جاے۔ سر چارلس ٹرولین دشمنون کے لئے میدان چھوڑ کر ولایت تشریف لیگئے اور مسٹر میسی صاحب اونکی جگہ مقرر ہوئے۔ انکم ٹکس خزانہ کی کل بہت مضبوط مگر ناقص بنی ہوئی الماری کے خانہ مین بند کر کے رکھی ہوئی تھی جسکے کیل کانٹے اور پرزے سب درست تھے۔ ضرورت کے وقت وہ خوب کام

دیکھ سکتی تھی۔ مگر اس کل کو پھر کسی فنانشل ممبر نے نہین چلایا گو اوسکو کئی دفعہ اوٹھا کر دیکھا بہالا مگر جہان وہ رکھی ہوئی تھی پھر وہین اوسکو رکھدیا۔

ولایت کو سر ہربرٹ ایڈورڈ کا تشریف لیجانا۔

(۱۲) شروع سال مین جناب سر ہربرٹ ایڈورڈ ورز جو مدتون تک پنجاب اور انبالہ کے کمشنر رہے تھے ولایت مین تشریف فرما ہوئے۔ اونکا جانا بھی ہندوستان کی بدنصیبی تھی۔ وہ سر جان منٹگومری کے بعد لفٹننٹ گورنر پنجاب ضرور ہوتے اونکے کارہائے نمایان سب پر روشن ہین اور وہ ہمنے مختلف مقامات مین بیان کردیئے ہین۔ بعد اوسکے جناب سر ہیو روز۔ سر ولیم مینس فیلڈ کو سپہ سالاری ہند کا کام سپرد کرکے ولایت تشریف لے گئے۔ اور مدراس کے کمانڈر انچیف سر ہوپ گرینٹ صاحب بھی چلے گئے۔ غرض اس سال مین مجھے بڑے بڑے دانشمند عالی دماغ ہندوستان سے چلے گئے۔

متعصب مسلمانون کا انگریزونکو قتل کرنا۔

(۱۳) اس سال مین بہت ہی تھوڑے واقعات عظیم واقع ہوئے سخت حادثات اس سال کے یہ تھے کہ میجر آڈھم ڈپٹی کمشنر پشاور کو ایک متعصب مسلمان نے دفعۃً حملہ کرکے شہر کے دروازہ پر مار ڈالا۔ اور لفٹننٹ اومنی کو تھوڑی دیر کے بعد چہرون سے قتل کرڈالا۔ قاتل کو میجر میکناب صاحب نے وہین پھانسی دی جہان اونسے قتل کیا اور لاش کو جلاکر خاک کردیا۔

ان وحشی قومونکا یہ یقین ہے کہ جس مسلمان کی لاش جلائی جاتی ہے وہ بہشت مین نہین جاتا۔ اسلیئے پھانسی کا لگنا جیسا ان وحشیونکو یہ امید دلاتا ہے کہ تختہ نیچے گرا نہین کہ کافر کا قاتل بہشت مین گیا نہین ایسا ہی لاش کا جلنا یقین دلاتا ہے کہ وہ بہشت کی ساری نعمتون سے محروم ہوگیا۔ اس خوف دلانے کے سبب سے لاش کا جلانا اختیار کیا گیا ہے۔ پہر کرنیل میکسن جو کمشنر پشاور سنہ ۱۸۵۳ء مین تھے اپنے برآمدے مین کچھ سرکاری کاغذات پڑھ رہے تھے کہ ایک افغان نے چھرا بھونک کر کام تمام کیا اوسکو بھی پھانسی دیگئی اور لاش جلائی گئی۔ اس لاش جلانیکا اثر ان وحشیونپر نسبت پھانسی دینے کے زیادہ ہوا

... توپخانے والونکا بلوا کرنا۔

(۱۴) ایک اور واقعہ ہولناک ممالک مغربی مین یہ واقع ہوا کہ مسو مین ایک توپخانہ گوردن کا تہا اوسکے توڑنے کا گورنمنٹ سے حکم ہوا اور اوسکی آدمیونکے لیئے یہ تجویز ہوئی کہ وہ دوسرے توپخانے مین تبدیل ہوجائین۔ اس صورت مین کچھ ضرورت تھی کہ توپخانے والے بیسے موسم مین سفر کرینا کم

ہوا آتش فشان تہی۔ لوؤنکی لپٹون سے بدن کوئلہ ہوا جاتا تہا۔ راہ مین جو دہات پڑتے تے اونمین ہیضہ پہیلا ہوا تہا۔ غرض جب اس موسم ہلاکت انگیز مین توپخانہ کے گوردن نے سفر کیا تو ہوا کی آتش فشانی نے چند گہنٹو نمین سے اونیس عورتون اور بچون اور مردونکو فنا کرکے خاک مین ملا یا۔ افسر سپاہ نے پہر مراجعت اپنے مقام پر کی۔ مردونکو جنگل مین چہوڑا۔ بیمار اور جان بلب نذونکو ساتھ لایا۔ غرض اس سفر ورت سفر جان تیسکن کی تحقیقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل گرین جنکے حکم سے یہ سفر ہوا تہا اپنے عہدے سے معزول ہوئے

(۱۵) جناب سر ہیو روز صاحب کمانڈر انچیف ہند نے طامسن سول انجنیرنگ کالج کا یہ نیا انتظام کیا کہ اوسکے اندر سپاہ کے افسر اور نیک چلن سپاہی تعلیم پانے جایا کرین اور انجنیر کا کام سیکہین اور جب کالج کا سارٹیفکٹ بعد امتحان کے حاصل ہوجاے تو وہ صیغہ تعمیرات سرکاری مین ملازم ہون۔ اس کالج کی تعلیم ہی اونکی میعاد ملازمت مین داخل ہو۔ اس انتظام سے سپاہ کو بہی فائدہ ہوا اور ملک کو بہی نفع ہوا۔ پہلے اوسمین وہ طالب علم پڑہتے تہے جو سپاہ سے کچہہ تعلق نہ رکہتے تہے۔ مگر اس انتظام سے اوس سے استفاضہ و استفادہ عام ہوگیا۔ ہر ملک مین ایسے انجنیر مشکل سے بہم پہنچتے ہین کہ وہ اوسکے دریاؤن کی خاصیتون سے اور زمین کے چشمون و مخزنون سے واقف ہون اور اونکو تجربہ ایسا حاصل ہو کہ وہ سارے کام اوسکے مناسب حال کرسکین۔ اسلیئے رڑکی کالج سے بہتر اس ملک کے لیئے انجنیر بہم پہنچانے کے واسطے کوئی اور عمدہ تدبیر نتہی۔ اونکا تجربہ ملک ہند ہی کے ساتھ مخصوص تہا اگر کہین اور سے انجنیر بلائے جاتے تو اونکو تجربہ حاصل کرنے مین جسقدر ناکامیابی ہوتی ہے اوتنی کامیابی نہین ہوتی۔ اسلیئے بہت سا روپیہ یون ہی اکارت جاتا تو مقصد حاصل ہوتا۔

(۱۶) ۱۸۶۵ء مین جناب سر بارٹل فریر نے دو دفعہ دربار فرمایا۔ ایک دفعہ اپنے احاطہ کی جانب شمال مین دوسری دفعہ جانب جنوب مین اوسمین سرداران دکن اور مرہٹونکے سردار موجود تہے اونکو جناب ممدوح نے یہ خیال فرماکر کہ باپ دادا اونکے بڑے جوانمرد سپاہی اور جنگجو تہے اور اونکو بہی سپاہی پن پسند ہے اول اونکے آبا و اجداد کی جلادت اور شجاعت و شہامت کی تعریف کی اور میدان جنگ کے کارنامونکا حال سنایا۔ پہر زمانہ حال اور زمانہ ماضی کا فرق بتلایا کہ پہلا زمانہ جنگ و پیکار کا تہا اور اب زمانہ حال

صلح اور امن کا ہے۔ پھر یہ دو باتین کیا عمدہ فرمائین کہ ہر رئیس کو چاہئیے کہ وہ دل پر لکھ لے کہ وہی استعداد
اور قابلیت اور قوت اور سرگرمی جو میدان رزم مین فتح اور ظفر حاصل کرتی ہین اگر اونکو درست اور
صحیح طور پر امن و امان کے میدان مین کام مین لاؤ تو وہ فیروزی و بہروزی حاصل ہوتی ہے کہ میدان جنگ
کی فتح سے کم نہین ہوتی۔ اب اسکی کچھ ضرورت نہین ہے کہ اپنے پرانے زمانہ کی پانڈوون کی جوانمردی
کی طرح قلعے بناؤ اور بڑے بڑے پہاڑون کو کاٹ کر راستے تیار کرو اور جن دریاؤن پر عبور پایاب
نہین ہو سکتا اونپر پل تعمیر کراؤ۔ دوسرے اسکو کہا بنا چاہو تو یون بن سکتے ہو کہ نہرین بناؤ مسافرون
کے لیئے ایسے سامان بہم پہنچاؤ جنمین اونکو آرام ہو بیمارونکے لیئے دار الشفائین محتاجونکے واسطے محتاج خانے
تیار کرواں کامون سے تمہارا نام آیندہ زمانہ مین احسانمندی کے ساتھ ہمیشہ جبتک خلق یاد کیا کریگی
کہ پہلے زمانے کے تمام نامور سردارونکے کارنامے میدان جنگ کے بھول جاینگی۔ بس ان فقرونپر ہم
بھی سنہ ۱۸۶۳ء کی تاریخ کو ختم کرتے ہین۔

باب ہفتم

عہد حکومت لارڈ لارنس

سنہ ۱۸۶۴ء

(۱) قحط کی بلاؤن اور آفتون کا علاج صرف نہرونکی آبپاشی سے ہو سکتا ہے۔ دس برس کی تاریخ کو
دیکھیئے تو تین دفعہ یہ آفت ہندوستانیونکے سر پر آئی سنہ ۱۸۶۰ و ۶۱ء کے قحط کا حال پڑھ چکے ہو سنہ ۱۸۶۶ء
اور سنہ ۱۸۶۹ء کے قحطونکا حال پڑھوگے۔ قحط کی آفت سے زیادہ کوئی اور مصیبت ہندوستان پر نہین آتی
جن ملکونمین بڑے بڑے زلزلے آئے ہین اور اونسے آبادیان تہ خاک ہوگئی ہین اونمین بھی اتنی جانین ہلاک
نہین ہوئین جسقدر کہ ایک قحط سالی مین ہندوستان کے اندر انسانونکی جانین شکنجہ گرسنگی مین پھنسکر
فنا ہو جاتی ہین۔ اول تو یہ زلزلے سو برس مین ایک دو دفعہ آتے ہین بخلاف قحط کے کہ وہ ہر پانچ
سال مین کہین نہ کہین ہندوستان مین موجود ہے۔ تاریخ مین بڑے زلزلے اٹلی اوک اور لسبن

قحط اور زلزلے

اور پیرو کے مشہور ہین۔ اینٹی اوک کے زلزلے مین دو لاکہہ ساٹھہ ہزار آدمی مرے تہے لسبن
مین ساٹھہ ہزار۔ پیرو مین بیس ہزار۔ ہمیشہ یہ قاعدہ ہی کہ ان مردونکی تعداد کا تخمینہ زمانہ کے ساتھہ زیادہ
ہوتا جاتا ہی۔ جتنا زمانہ ایسے حالات پر گذرتا ہی اوتنا ہی مورخون کا خیال اس تخمینہ مین مبالغہ کرتا جاتا ہی۔
اسلیئے یہ سمجہانے کی لیئے کافی ہوگا کہ ہم یہ خیال کرلین کہ اینٹی اوک کے زلزلے مین لسبن سے دو چند
آدمی مرے تہے۔ اب یہ فرض کرو کہ یہ تینون زلزلے ایک ہی ملک مین دس برس کے عرصہ مین واقع
ہوئے۔ اور یہ بہی مان لو کہ علوم حکمیہ سے ایسی تدبیرین معلوم ہو سکتی نہین کہ جس سے اس آفت کو
ہم اپنے اوپر سے ٹال سکتے تہے اور اوسکو اپنے اوپر نہین آنے دیتے تو اب فرمایئے کہ اوس ملک کے آدمیون
اور گورنمنٹ کو کیا کرنا چاہیئے کہ وہ اس آفت کے دفع رفع کے لیئے جو بار بار اونکو ستاتی ہی کچہہ تدبیرین کرین
جب زمین اپنا منہہ کہولتی ہی اور عورتون بچون مردون کے گروہ کے گروہ وہ نگل جاتی ہی سمندر جوش
مین آکر اوبلتا ہی اور ہزارون انسانونکو بہا کر لیجاتا ہی۔ عمارتین گرتی ہین اور سیکڑون آدمیونکو جو
اونکی چہتون اور دیوارون کے سایہ مین بیٹھتے ہین کچلتی ہی اور اونکا مدفن بناتی ہی۔ ان سب آفتون مین
مردونکے حال سے زندونکے دل مین وہ خوف اور دہشت نہین پیدا ہوتی ہی جو بہوک کے قحط زدون کے
مرنے کی حالتین دیکہنے سے پیدا ہوتی ہی۔ بہوک کی وہ تکلیف ہوتی ہی کہ خدا دشمن کو بہی نہ دکہائے انسان
ہرگز اوسکو نہین دیکہہ سکتا۔ پہر اسیطرح یہ ہی کہ قحط جاتا نہین کہ وبائی بخار یا ہیضہ آن موجود ہوتے ہین۔
زلزلون اور لڑائیون مین تو موتون کا شمار ہزارون سے ہوتا ہی مگر قحط مین ہندوستان کے اندر اوسکی
گنتی لاکہون سے ہوتی ہی۔ غرض یہ تازیانہ موت اگر اوسکے روکنے کا علاج نکیا جائے انسان کے واسطے
وبا۔ لڑائی۔ زلزلے۔ اور سب مصیبتون سے زیادہ بڑہکر ہی۔

(۳) کلکتہ کے جنوب مین بنگالا و مدراس کے درمیان ایک بڑا ملک چارسو میل لنبا اور بحساب
اوسط اسّی میل چوڑا ہی۔ اوسکے مشرقی کنارہ پر خلیج بنگال ہے۔ اوسکے لئے دو مخزن آب ہین
ایک بارش آسمانی جو ہر سال بحساب اوسط ۴۲ انچ ہوتی ہے۔ دوسرے دریا جو تمام ممالک متوسط
پانی اکٹہا کرکے لاتے ہین۔ زمانہ حال کے تجربہ نے یہہ ثابت کر دیا ہی کہ جیسا چاول اور ریشم مین

پیدا ہوتا ہی ویسا ۳۵ انچ بارش مین خشک ملکو نمین پیدا ہو جاتا ہی ۳۵ ½ انچ کی بارش چاولونکی
فصل پیدا کرنیکے لیئے یہان کافی ہی۔ اس ملک مین کمی بارش سے ایسا اندیشہ نہین ہے جیسا کہ دریاؤن
کی طغیانی سے۔ بالاسور کے ضلع مین ۱۸۳۶ء و ۱۸۳۹ء و ۱۸۴۰ء مین کمی بارش ہوئی تو اوس سے
چاولون کی ایسی گرانی نہین ہوئی جیسی کہ دریاؤن کی طغیانی کی بربادی سے ایک سال مین
ہوئی۔ ہان اگر بالکل بارش نہ ہو تو فقط قحط ہی یہان کے باشندونکو دریاؤن کی طغیانی سے بھی
زیادہ خستہ حال اور تباہ کرتا ہی۔

تین بڑے دریا ہین جنمین ۴۵ ہزار مربع میل کا پانی جمع ہوتا ہے وہ سب ساحل کیطرف سمٹتے ہوے
چلے آتے ہین اور سارے پانی کو تیس میل کے اندر ضلع کٹک کے ویران پٹکتے ہین۔ اندرونی مرتفع
زمینون کے اوپر چلنے سے پانی کی رفتار تیز ہو جاتی ہے اور دفعتاً اس ملک کی ہموار زمین پر
آکر رک جاتی ہی اور پھر اس صدمہ سے اوسکے ہزارون شاخین ہو جاتی ہین اس تماشے کو تم یون دیکھ
سکتے ہو۔ پانی کو ہموار زمین پر پٹکو اور دیکھو کہ کیا ہوتا ہی کیونکر پانی بکھرتا ہی اور کتنی طرف جاتا ہے
یہی حال ان دریاؤن کا ہوتا ہی کہ وہ سیکڑون بل اور مروڑین کھاتے ہوئے ساحل کیطرف
جاتے ہین اور ایک جال بنا بچھاتے ہین اور جب وہ سمندر کے پاس جاتے ہین تو سب آپسمین ملجاتے ہین
نقشہ کو دیکھو تو سمجھ جاؤگے کہ کیا ہوتا ہی۔ ان دریاؤن کی طغیانی کے روکنے کے واسطے گورنمنٹ
نے ۱۸۶۳ء سے ۱۸۶۹ء تک پشتہ بندی کی تعمیر و درست مین ۳۱،۸۴۴۷۹ روپیہ خرچ کیا اور طغیانی دریا
کے سبب سے مالگذاری کا روپیہ ۱،۵۵۳۶۰ معاف کیا۔ غرض خشک سالی سے تو قحط سب جگہ پڑا
کرتا ہی یہان اکال یعنی پانی کی کثرت سے قحط ہوتا ہی۔ الغرض دریاؤن کے طوفان اندرونیہ کو
تہ سنگ لاکے اونکے سرون پر ایسے چڑھتے ہین کہ پھر سر نہین اوٹھانے دیتے۔ یہ ملک بھی کبھی
ہندوستان کے بڑے سرسبز و شاداب ملکون مین تصور کیا جاتا تھا اکبر بادشاہ کے عہد مین وہ
اپنی ترقی کی معراج پر پہنچا ہوا تھا مہاندی کا کنارہ بھی دوسرا گنگا کا کنارہ تھا جسکے ساحل پر
خوشنما مندر اور عبادت خانے عظیم الشان۔ باغ آراستہ پیراستہ عمارات عالیشان سب کچھ

موجود تھا۔ اب اوسکے کھنڈر رہگئے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ از نقش و نگار در و دیوار شکستہ آثار پدید است
صنادید عجم را۔ جس ملک کے اندر مسلمانون کے عہد مین یہ رونق تھی اوسکو مرہٹون کی لوٹ مار نے بالکل
برباد کردیا۔ اب آخر صدی مین اوسکا حال سب طرح سے برا ہوگیا۔ باشندے سست و کاہل۔ اور توہمات
باطلہ کی بندشون مین جکڑے ہوئے ہین غرض ایسے پچاس لاکھ باشندے اس وسیع ملک مین آباد ہین کہ انگلستان
اور ویلز کے برابر ہی برٹش گورنمنٹ نے اوسکو آفات جنگ اور بیگار سے تو بچا دیا مگر آسمانی
آفات سے وہ نہ بچا سکی۔ اب اوسکے اندر ایک ہی سال مین اول خشک سالی ہوئی جس سے زمین مین کچھ
نہ پیدا ہوا پھر تھوڑے دنون کے بعد دریاؤن کی وہ طغیانی ہوئی کہ جو کچھ قحط نے چھوڑا تھا اوسپر اس پانی
نے ہاتھ پھیرا۔ اسکی تفصیل آگے آتی ہی۔

اب یہان اخبار نویسون اور پبلک کو ایک مشغلہ ہاتھ لگا اور اونہون نے یہ تثلیث بنائی کہ کوئی کہتا تھا
کہ اس کام کا سارا الزام جناب گورنر جنرل پر ہی کوئی کہتا نہین بنگال کے لفٹنٹ گورنر جناب سی ایل
بیڈن صاحب پر ہی۔ کوئی کہتا نہین ان دنون پر نہین کلکتہ بورڈ ریفینیو پر ہی کبھی کوئی جھنڈا لعنت ملامت کا
خاص ملک اڑیسہ کے حکام پر بھی مار دیا جاتا تھا جناب گورنر جنرل نے اپنے مراسلہ مورخہ ۴ اپریل
سنہ ۱۸۶۶ع مین تحریر فرمایا کہ میرے نزدیک اس کام مین احتیاط گزینی اور پیش بینی اور دور اندیشی نہین
کی گئی۔ اور عین وقت پر تدابیر کے کرنے مین غفلت اور کاہلی ہوئی۔ سبب اوسکا یہ معلوم ہوتا ہی کہ گورنمنٹ
بنگال کے پاس ایسے افسر نہ تھے جو کچھ بھی تجربہ قحط کے کام کا رکھتے ہوتے اسلیئے وہ اس قحط کی آفت کو
پہلے ہی سے نہین سمجھ سکے۔ اگرچہ عذر بدتر از گناہ ہی کہ سپریم گورنمنٹ نہ بہری تھی نہ اندہی تھی نہ گونگی تھی کہ نہ
وہ اخبارونکو پڑہ سکتی تھی نہ وہ اوس دہائی کو سن سکتی تھی جو ہر جگہہ مچ رہی تھی۔ اگر ایک آفت عظیم کے لیئے
تدابیر لوکل گورنمنٹ نہین کرسکتی تھی تو کیا سپریم گورنمنٹ کے کسی نے ہاتھ پیر باندہ رکھے تھے کہ وہ خود
اوسکا تدارک اور علاج نکرتی۔

غرض سرکاری تحریرونکے طومار بندہ گئے۔ اور گورنمنٹ اس دہوکے مین رہی کہ ملک مین غلہ و
خوراک آیندہ برسات تک موجود ہی۔ اپریل مین سپریم گورنمنٹ شملہ کی ٹھنڈی ہوائین کھانیکو

چلی گئی اور جناب ہیڈن صاحب دارجیلنگ مین تفریح کے لیئے چلے گئے ملک اڑیسہ مین ہزارون کیا لاکھون بہوکے مرگئے۔ ملک اڑیسہ کا جسقدر حصہ اس احاطہ مین واقع تہا اوسمین وردہ دہانکے گورنر لارڈ نیپیر نے مئی کے مہینے مین فرمایا۔ اور عمدہ عمدہ افسر جو اونکو بہم پہنچے وہ اس قحط کے انجام کے لیئے اونہون نے بہیجے سال بہر تک قحط کا زور شور رہا ہزارون بچے یتیم ہوگیئے جو کلکتہ مین بہیجدیئے گیئے اور جنکی پرورش کا ذمہ فقط اس شہر کی خیرات پر تہا۔

(۳) اس سال مین دو بڑے معاملے معرض بحث مین آئے اول یہ کہ آبپاشی کے کام خود گورنمنٹ اپنے ذمہ لے یا غیر سرکاری کمپنیون کے حوالہ کردے جیسا کہ ملک اڑیسہ مین گورنمنٹ نے کیا۔ دوسرا معاملہ کرنسی (سکہ رائج الوقت) ہوم گورنمنٹ اور ہندوستان کی گورنمنٹ کے درمیان پہلے معاملے مین بڑے بڑے مباحثے طول طویل مدت سے ہورہی تہی اور انگریزی اخبار نویس بہی اپنی رائے کی چہچہ زنی کرتے تہے ع کس نشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم۔ اس سال مین اس عقدہ کی مشکل کشائی ایک کمیٹی کے سپرد ہوئی جسمین اکثر حکام عالی دماغ شریک تہے۔ اگرچہ اونہون نے اپنی روزانہ کارروائی کا حال مشتہر نہین کیا۔ مگر آخر سال مین اپنی تمام تحقیقات کی رپورٹ منطبع کی جسکی خاک خوب اخبار نویسون نے اوڑائی اب آبپاشی کے کامونکے باب مین اختلاف آرا تہا کوئی کہتا تہا کہ آبپاشی کے کام کا اہتمام گورنمنٹ ہی کا حق ہے کوئی کہتا تہا نہین اوسکو غیر سرکاری کمپنیون کے حوالہ کرنا چاہیئے۔ لارڈ کیننگ کی یہ رائے تہی کہ آبپاشی کے کامونکو غیر سرکاری کمپنیونکو دیدینا چاہیے۔ ملک اڑیسہ مین اسی کمپنی نے تمام مہاندی کے ڈلٹا اور اوسکے مضافات مین آبپاشی کرنے کا انتظام کیا ہے۔

اس کمپنی نے اپنا کام نومبر سنہ ۱۸۶۳ء مین شروع کیا تہا اور قحط سالی کے سال مین اونہون نے اسکا کام کو تمام کیا ہوتا کچہہ تہوڑا ہی سا کام باقی تہا کہ اونکی نہرون سے آبپاشی شروع ہوجاتی۔ قحط کا جب زور ہوا تو جنوری مین دس ہزار ایکڑ مین آبپاشی نہرون سے ہوسکتی تہی چہہ مہینے کے اندر اونہون نے نہرون کو اس قابل کردیا کہ ۳۰ ہزار ایکڑ مین اونسے آبپاشی ہوسکتی مگر بندوبست جدید ہونے والا تہا اور جناب ہیڈن صاحب لفٹنٹ گورنر نے فرمادیا تہا کہ اس نہر کی آبپاشی سے خراج الارضی مین ہی افزایش

آبپاشی [illegible]

ہوگی اسلیئے زمیندار از فزایش جمع کے خوف سے نہرون سے اراضی مین آبپاشی نہین کرتے تھے جب کمشنر
اڑلیسہ نے اشتہار دیا کہ ان نہرون کی آبپاشی کے سبب کچھہ زمین پر جمع سرکاری کا اضافہ نہین ہوگا تو
زمیندار یہ سمجھے کہ جناب لفٹننٹ گورنر کہہ چکے ہین اوسکے خلاف کمشنر صاحب کا کہنا پایۂ اعتبار سے ساقط ہی اور
اونکی حد اختیار سے باہر ہے۔ لارڈ سٹینلی کی بھی یہ رائے تھی کہ آبپاشی کے کام غیر سرکاری کمپنیونکو
دیا جاوے۔ مدراس کی آرریگیشن کمپنی (نہرونکی کمپنی) کو ایک کروڑ روپیہ اس کام مین لگانے کی
اجازت دیجاوے پچیس برس تک اوسپر پانچ روپیہ سیکڑا سود دلانے کی سرکار ذمہ دار ہی۔ یہ کمپنی ۱۸۶۴ع
مین اوسوقت کہ تجارت کے سودے مین بمبئی کے اندر تاجر سودائی ہورہے تھے مدراس مین قائم ہوئی
تھی جب یہ کمپنی اپنا ایک کروڑ روپیہ اس کام مین صرف کرچکی تو اپنے کام کو آگے نچلا سکی ہوم گورنمنٹ
سے اوسکو چہہ کروڑ روپیہ پیشگی ملنے کی اجازت دیگئی۔ مگر اس روپیہ دینے کے ساتھہ یہ شرط ٹھہری کہ
کہ اگر ۱۸۷۱ع تک نہر نہ جاری ہوئی تو گورنمنٹ اس کام کو اپنے ہاتھہ مین خود لیلے گی۔ سر چارلس وڈ
اور اونکی کونسل اس معاملہ مین تذبذب کی حالت مین رہی اور اونکو یہ تحقیق نہین معلوم ہوتا تھا کہ آبپاشی کا
درست اور صحیح انتظام یہی ہی کہ وہ غیر سرکاری کمپنیونکے ہاتھہ مین دیدیا جاوے ۱۸۶۳ع مین اس معاملہ کے اندر
لوکل گورنمنٹ کے افسران اعلی سے رائے اس معاملہ مین پوچھی۔ انمین سے بعض کی یہ رائے تھی کہ اس
قسم کے کامونکا کرنا فقط گورنمنٹ ہی کا کام ہی وہ ہرگز کسی غیر کو نہین دینا چاہیئے۔ بعض کی رائے یہ تھی
کہ غیر سرکاری کمپنیونکو بعض قیود اور شرائط کے ساتھہ اس کام کو دیدینا سرکار کی ایک عمدہ استعانت اور
معاونت ہی جناب ملین صاحب نے فرمایا کہ اس قسم کے معاملہ پر کبھی یورپ مین بحث نہین ہوئی کیونکہ
یہ اصول عامہ قرار پایا ہی جسکو سب تسلیم کرتے ہین کہ ہوا اور روشنی کی طرح پانی بھی کسی خاص شخص کی
ملکیت نہونا چاہیئے۔ سر جان لارنس نے یہ فرمایا کہ اس کام کو غیر سرکاری کمپنیونکو سپرد کردینے
کے یہ معنی ہین کہ ہم رعایا کو سرمایہ مشترک کی کمپنیونکے اختیار اور اقتدار مین دیتے ہین۔ اسواسطے کہ جب
مزارعین کی زراعت کی آبپاشی ان کمپنیون کے اختیار مین ہوئی تو وہ اپنے اسباب احتیاج کے لیئے
محتاج ان نہرونکے مالکونکے ہونگے۔ غرض اسی حیص بیص مین نہرونکا کام جھمیلے مین پڑگیا۔ بڑے بڑے

دور بین اسباب شناس عاقلون مین مباحثہ اوسپر شروع ہوگیا جبتک کہ گورنمنٹ اوسکا فیصلہ کرے کہ نہرونکو کون تعمیر کرے بیچاری رعایا قحطون سے جان جوکہون مین پڑ رہی تہی - عیسی صاحب نے سنہ ۱۸۶۶و۶۷ء مین آمد و خرچ کے تخمینہ مین یہ فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ نہرونکا گورنمنٹ اور غیر سرکاری کمپنیان ملکر دونون کرین - اور جناب گورنر جنرل کی رائے کی یون تردید کی کہ غیر سرکاری کمپنیون کے ہاتہہ مین ہندوستانیون کا حوالہ کرنا کچہہ خطرناک نہین ہے - سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی جسکی عملداری ہندوستان مین رہی وہ ایک سرمایہ مشترک کی کمپنی تہی - اسبات پر بحث نہین ہونی چاہیئے کہ کون فائدہ اوٹھائیگا بلکہ اس امر پر خیال زیادہ تر کرنا چاہیئے کہ کس طرح انسانونکی جانین بچینگی - گورنمنٹ کی جہنجہٹ فائدہ کے باب مین ایسی حالت مین نامناسب اور انسانیت سے بعید تہی -

مدت گذری کہ سنہ ۱۸۶۱ء مین جناب لَینگ صاحب نے کونسل مین فرمایا تہا کہ کرنیل کوٹن کی یہ رائے ہے کہ ہندوستان مین پانی سونا ہے بلکہ سونے سے بہی بڑہکر ہے اسلیئے کہ وہ زندگی ہے - غرض نہرون کا کام بند پڑا رہا سکرٹری اسٹیٹ اور گورنرون اور کونسل کے ممبرون کے درمیان باہم پرسش و پاسخ و گذارش سے اس معاملہ مین چلہیٹ کی جلدین تحریر ہوکر ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کین - دو غیر سرکاری کمپنیون نے جو کام اپنا شروع کیا وہ اچہی طرح سرانجام نہوا - مدراس نے ایک کروڑ روپے کام اپنا شروع کیا اور پہلے ہی سال کے آخر مین چہہ کروڑ روپیہ کے لیئے گورنمنٹ سے درخواست کرنی پڑی اور آخرکو یہ ہوا کہ شرائط کے موافق گورنمنٹ ہی کو یہ سارا کام حوالہ کرنا پڑا - ایسٹ انڈیا کمپنی آبپاشی نے اڑیسہ مین اپنا کام شروع کیا اور گورنمنٹ کے آگے ہاتھ پہیلایا کہ کچہہ داد و تو آگے ہمارا کام چلتا نہین ہاتھہ پر ہاتہہ دیئے بیٹہے ہین - آخرکو مجبور ہوکر اوسکو یہ کرنا پڑا کہ اپنا کام ناتمام اور سرمایہ اور جو داجو لگایا تہا وہ سب گورنمنٹ کے حوالہ کیا -

(۴) اب یہ بحث تو ہتی کہ کون اس کام کو کرے دوسری بحث یہ شروع ہوئی کہ اس کام کی تعمیر کس طرح ہو - انجنیرون کے باہم اختلاف رائے تہا - ایک انجنیر کو مدراس مین تجربہ حاصل ہوا تہا اور انجنیرونکو بنگال مین - ان دونون ملکونمین دریاؤن کی عادات جدا جدا ہین اسلیئے گو انجنیرنگ کے تمام

طرز تعمیر

دنیا کے لیئے ایک ہی ہین مگران دریاؤن کی صفات مختلف ہونے سے لونکے استعمال مین اختلاف آرا انجنیرون
مین واقع ہوا ۱۸۶۶ء مین جناب عیسی صاحب نے یہ فرمایا کہ بڑے بڑے عالی دماغ انجنیرونکی راے مین
اختلاف ہی کہ کس طریقہ سے نہرین بنائی جایئن۔ دو مختلف فرقون کے انجنیرون مین اختلاف راے کے
سبب سے آپسمین مباحثے درپیش ہین گورنمنٹ کو جو خود اس کام مین بہرہ منداور ہنر مند نہین ہی مشکل ہی کہ وہ
ایک راے کو صحیح کہدے۔ مگر ایسی تدبیرین کی گئی ہین کہ یہ انجنیرون کی باہم اختلاف آرا اوٹھ جاے۔
اور اونکی سرگرمی اور محنت اور ذکاوت آخر کو ایسی ایک بات پر فیصلہ کرادے کہ اوس سے کام روائی شروع ہو
اور وہ ملک کے لیئے فائدہ مند ہو اور اوسمین اونکی ہی ناموری ہو اور گورنمنٹ کو بھی اوسپر اطمینان ہو۔

نہرون کا بنانا ایک ضروری امر تھا۔ دس برس کے عرصہ مین تین قحطونکے اندر چالیس لاکھ
آدمیونکی جانین تلف ہو چکی تہین۔ اگر اسوقت نہرین بنی ہوتین تو یہ جانین بچ جاتین۔ یہ بھی ثابت
ہو چکا تہا کہ نہرون کی تعمیر کرنے سے کچھ نقصان زر نہین ہوتا۔ بلکہ یقینی نفع ہوتا ہی۔ مگر یہ کام شروع
نہوا۔ مباحثونکا باب کھل گیا۔ ایک دوسرے کی راے پر پانی پھیرتا تہا۔ اس سے رعایا کا حال پانی پانی
ہوا جاتا تہا۔ ان مباحثونمین رعایا کا حال ایسا ہوا جیسے کوئی مریض ہو جسکے بدن سے خون جاری اور دو
ڈاکٹر اوسکے علاج کے لئے کھڑے ہون اور وہ آپسمین اسپر بحث شروع کردین کہ پٹی کس قسم کی مریض کے
بدن پر باندہنی چاہیئے۔ اور اوسکا طول اتنا کھنچ جاے کہ انکی بحث ختم نہو مگر مریض کے بدن کا خون سارا
نکلجاے اور اوسکا خاتمہ ہو جاے۔

(۵) آخر کار گورنمنٹ اس کام کے واسطے بیدار ہوئی اور جناب کرنیل اسٹریچی صاحب سپرنٹنڈنٹ نہرون کے
کامون کے مقرر ہوئے اور تدبیرین ایسی کیگئین کہ جس سے نہرونکا سلسلہ چل نکلا۔

نہرون کے کام کا شروع ہونا

۱۸۶۹ء مین اسم تاریخ کو کونسل مین جناب گورنر جنرل نے تمہیداً اول یہہ بیان کیا کہ بہت سے اقطاع ہندمین
نہرون سے وہ فائدے ہرگز نہین حاصل ہوسکتے جو بیان کیئے گئے ہین اور گو گورنمنٹ نہرون کے بنانیکی فکر مند رہتی ہی
اور یہہ اصول بھی قائم ہو گیا ہی کہ روپیہ قرض لیکر ایسے کام جس سے کہ آیندہ فائدہ ہو تعمیر کیا کرے مثل نہرون
وغیرہ کے۔ مگر پھر بھی نہایت حزم اندوزی اور احتیاط گزینی ضرور ہی کہ ایسے بڑے ارادے نہ کئے جاوین کہ جنکا

سرانجام کرنا بالفعل کی کفایت شعاری اور انتظام صحیح سے باہر ہے۔ سوم اس سبب سے کہ نہرون کے بنانی کے لیئے تجربہ کار اور ماہر مہندس انجینیر دستیاب نہین ہوتے اس لیئے اس کام کے بیرونی مین بڑی بڑی ہوتی ہے اور پھر یہہ فرمایا کہ سب پر یہہ ظاہر ہو جائیگا کہ سال آخر مین کیا کیا تدبیرین اس کام مین ہوئین ہر صوبہ کا بیان مختصر کیا جاتا ہے۔

پنجاب سے مین شروع کرتا ہون۔ ستلج سے نہر نکالنے کی تجویز ہوئی ڈیڑھ کروڑ روپیہ اوسکا تخمینہ ہوا ہے اس لیئے اوسکے واسطے حکم ہونیوالا ہے کہ اوسکی داغ بیل مین پر لگائی جاوے اور نقشے اور اسٹمٹ مفصل تیار کیئے جائین۔ موسم آیندہ مین امید ہے کہ کام شروع ہو جائیگا۔

دوم باری دواب کی نہر کیلیئے ایسی نئی تجویز کی گئی ہے کہ اوس سے دریاے بیاس کا پانی آبپاشی کے اندر زیادہ کام مین آیا کرے۔ مغربی جمنا نہر کی ترقی کے لیئے بہت کچھہ کیا گیا ہے کہ اوس سے سرسہ کے قریب خشک اضلاع سیراب ہون۔

ستلج سے نہرون کے نکالنے کے لیئے پیمایش کی گئی ہے تاکہ ملتان و فیروزپور کے اضلاع مین آبپاشی ہو۔ اور دریاے سندہ کی داہنی طرف بھی نہرون کے لیئے پیمایش ہوتی ہے۔ اگرچہ ان پیمایشون کے واسطے افسرون کے بہم پہنچانے مین نہایت دقت اور دشواری ہوئی ہے مگر کام خاطر خواہ چل رہا ہے۔

ممالک مغربی مین ایک نئی تجویز یہہ ہے کہ جمنا سے دہلی کے نیچے سے ایک نہر بنائی جاے جو آگرہ و متھرا کے ضلعون مین آبپاشی کرے۔ پچاس لاکھہ روپیہ اوسکی لاگت کا تخمینہ ہوا ہے۔ اور اوسکی تعمیر کے حکم کا مسودہ ہو گیا ہے اور اوسکی داغ بیل بھی بن گئی ہے۔

گنگا کی نہر مین یہہ اصلاح ہو رہی ہے کہ اوسکے سارے طول مین مرکب رانی ہو سکے اور اوسکے بعض حصون مین یہہ کام شروع بھی ہو گیا ہے۔ جب یہہ اور جو اور مرکب رانی کے لیئے لینے تیار کرنے کی تدبیرین ہین تمام و کمال ہو جاینگی تو تری پر آمدورفت لاہور۔ دہلی۔ آگرہ اور دوآبہ۔ اور اودہ کے درمیان جاری ہو جاینگی۔

گنگا کے شمال مین روہیلکھنڈ مین بہی نہرون کی بڑی وسعت کے ساتھہ تیاری ہورہی ہے جسمین دونون آبپاشی اور پانی کی نکاسون کی تجویزین درپیش ہین-

بندیلکھنڈ مین بہی انجنیر اس کام مین خوب مصروف ہین کہ اس صوبے مین جو تین بڑے دریا بہتے ہین اونکے پانے سے کسطور سے آبپاشی کیجائے- ان کامون کے ساتھہ یہہ بہی دیکھا جاتا ہے کہ جمنا کے حصہ زیرین سے اوپر کیطرف الہ آباد مین بہی آبپاشی کسی طریقہ سے ہوسکتی ہے-

اودہ مین بہی پیمایش سردا سے اس کام کے واسطے برسر ترقی ہے- یہہ کام بہی کچہہ نہر گنگ سے عظمت اور وسعت مین کم نہین ہے- غالباً دو کروڑ روپیہ اوسمین خرچ ہوگا-

بنگال کے شمال مین ترہت مین کام اسلیئے ہورہا ہے کہ دریاے گنڈک سے آبپاشی کا فائدہ حاصل ہو ندیا مین بہی پیمایش شروع ہوئی جس سے ایک نہر ایسی بنائی جائیگی کہ گنگا سے راج محل تک شاید کلکتہ کے نیچے تک جاے- دامودہ سے بہی نہر بنانے کا منصوبہ ہے کہ اوس سے آبپاشی بہی ہو اور اوسمین مرکب رانی بہی ہو- اور کوئلے کی ضلاع رانی گنج اور ہگلی کے درمیان ترسیل آمدورفت ہوجاے بنگال کے اس جانب کے دریاؤنکے لیئے بہی منصوبے ہورہے ہین-

ایسٹ انڈیا اررگیشن کمپنی (آبپاشی) نے جو سون ندی سے نہر نکالی ہے وہ غالباً گورنمنٹ کے ہاتہہ مین حوالہ کیجائیگی کہ وہ اوسکو تمام کرے اور جسوقت کہ عہد وپیمان جو گورنمنٹ اور اس کمپنی کے درمیان ہین اس کام کی اجازت دینگے تو وہ شروع ہونگے- اڑیسہ مین اس کمپنی کا کام بہی ترقی پر ہے-

ممالک متوسطہ مین بہی مدراس سے ایک افسر بہیجا گیا ہے کہ وہ وہان آبپاشی کے کامونکی تجویز کرے اور وہان وہ منصوبے آبپاشی سے جنسے آئندہ فائدے کی امید ہے تجویز ہوئے ہین وہ ایک دو مہینے مین گورنمنٹ انڈیا کے روبرو منظوری کے لیئے پیش ہونگے-

مدراس مین انجنیرون کی بڑی توجہ یہ تہی کہ گوداوری اور کرشنا کے درمیان جو کام اونہون نے شروع کیا تہا اوسکو ختم کرین- ایک کام کے حصہ کی منظوری گورنمنٹ سے ہوچکی ہے اور باقی کام کی منظوری عنقریب ہونے والی ہے- خود مدراس کے قریب دو بڑے تالاب کہودے

جارہے ہین اور دریاے **پینار** سے **نیلور** کے ضلع مین ایک بڑا منصوبہ آبپاشی کے کام کو وسعت دینے کا شروع ہوا۔ **ٹراونکور** کے پہاڑون کے بلند سلسلہ مین دریا بہتا ہے اوسکے پانی کو نہر کے کام مین لانیکے لیئے جس سے کہ **مدورا** کے ضلع مین آبپاشی ہو پیمایش شروع ہو رہی ہے۔ اس تدبیر کی کاروائی مین بڑی بڑی دقتین اور دشواریان پیش آئین مگر یہ امید ہے کہ خاطر خواہ وہ دور ہو جائینگی پدر اس مین اَور تدابیر بھی اس کام کے لیئے بڑی سرگرمی سے ہو رہی ہین اور دریاے **کاویری** کے کامون مین بھی ترقی کا خیال ہو رہا ہے۔

بمبئی احاطہ مین ملک **سندہ** کے اندر پھر کام شروع ہو رہا ہے۔ دریاے سندہ سے ایک نہر نکالنے کا ارادہ ہے جس سے پہلے **حیدرآباد** کے ضلع مین آبپاشی ہوگی اور جو نہرین بالفعل اوس صوبے مین ہین اونکی اصلاح اور درستی کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔

گجرات مین بھی ایک نہر نکالنے کی تجویز دریاے **تاپتی** سے ہے اوسکی منظوری کے واسطے گورنمنٹ **انڈیا** کو لکھا گیا ہے اور وہان ایک اَور بڑے کام کے واسطے تدبیر ہو رہی ہے۔

خاندیس مین ایک بڑا کام بن رہا ہے اور انجنیر اوسکی وسعت دینے مین ہمہ تن مصروف ہین دکن مین بھی بہت سی اسی قسم کے کامونکی تدبیرین ہو رہی ہین۔ پُرانے کامونکی اصلاح اور درستی ہو رہی ہے اور نئے کامونکی تجویزین ہو رہی ہین جنکی منظوری عنقریب منگائی جائیگی۔

میسور مین بھی نہرونکے کامونکو تقویت دیگئی ہے علاوہ معمولی سالانہ منظوری کے جو انکامونکے واسطے ہوا کرتی ہے اور ان کامون مین بہت روپیہ خرچ کرنیکی اجازت زر مجتمع مین سے جو خراج ملک سے بچا ہے دی گئی ہے۔ نئے کامونمین جو انجنیر مقرر ہوئے تھے کہ وہ فوراً کام کو شروع کرین اوسکے واسطے یہان گورنمنٹ کی درخواست پر وزیر ہند نے ولایت سے تین انجنیر تجربہ کار بھیجے تاکہ گورنمنٹ کے ہاتھ اونکی معاونت سے اس کام مین قوی ہو جائین۔ وہ لوکل گورنمنٹونکو سپرد کیئے گیئے ہین تا وہان اونکے کامونکی بڑی ضرورت تھی۔ اور سال آیندہ مین نوجوان انجنیر بھی وزیر ہند مقرر کرینگے جس سے وہ تکلیف نہ رہیگی جو ان کامونکے واسطے لائق کارکنون کے لیئے ہوتی تھی۔ گورنمنٹ نے نہرونکے

کامونکے واسطے اپنی سرگرمی مین کسی بات کو اوٹھا نہین رکہا - ہر صوبے مین نہر کا سررشتہ ہی جدا مقرر کر دیا ہی اور اوسکو اور تعمیرات سرکار کے صیغہ سے نکال دیا ہی اور جو تدبیر کہ اس سررشتے کی ترقی اور درستی کے واسطے گورنمنٹ مین پیش کیجائیگی اوسپر وہ بہت توجہ کریگی - یہ گورنمنٹ انڈیا کا خاص فرض ہی کہ وہ قرض کے روپے کو جلدی جلدی یا بیفائدہ ان نئے کامونمین نہ خرچ ہونے دے اور جسقدر ضرورت روپے کی ان کامونکے واسطے ہو جنسے کہ یقینی فائدہ ہو مہیا کرے - یہ یقین ہی کہ اس زمانے تک یہ مقدمہ کبھی نہین پیش ہوا کہ کسطور سے ان فرائض کا انصرام گورنمنٹ کرے - خلاصہ یہ ہی کہ اس کام مین چارون طرف رونق کارکے طلبگار موجود ہین -

(۶) سر ارسکن پیری نے ایک جگہہ لکہا ہی کہ گورنمنٹ بعض اوقات قیاسات بے سروپا کو خلعت قانونی سراپا ایسا چست پہنادیتی ہی کہ اوسکی سبب سے ہندوستان مین بہت سی تشویشین پیش آجاتی ہین - اگر اسی طرح یہ کہا جائے کہ پولٹیکل اکونومی (علم سیاست مدن) کے اصول عامہ کو ایسی بے تمیزی سے وہ استعمال مین لاتی ہی کہ اوسکے سبب سے ناکامیان ہوتی ہین تو بیجا نہین - گو یہ اصول یورپ مین بالکل تسلیم کیے جاتے ہین اور علوم متعارفہ مین شمار ہوتے ہین اگر ہندوستان کی حالت یورپ سے ایسی مختلف ہی کہ اونکے استعمال کی شرائط یہان نہین پائی جاتین - چنانچہ جناب سر چارلس وڈ اور جناب ولسن صاحب اور جناب ٹریولین صاحب جنکو کہ سکون کو رائج الوقت بنانے مین بڑا ملکہ تہا اور بہت کچھہ تجربہ یورپ مین حاصل ہوچکا تہا جب اونہون نے وہان کے اصول کے موافق یہان یہ نیا کام شروع کیا تو ناکامیاب ہوئے اور نتیجہ اوسکا یہ ہوا کہ کئی دفعہ سونا اور سکہاے طلائی او لٹے انگلستان کو جہاز وغیرہ پر لادکے لے جانے پڑے - اسکا سبب صرف یہ تہا کہ اونکا تجربہ جو مخصوص بمخصوص انگلستان کے ساتھہ تہا وہ یہان ہندوستان مین مستعمل ہوا - جب سورن (سکہ طلائی) انگلستان سے یہان بہیجی گئین اور گورنمنٹ کے حکم سے وہ سکہ طلائی رائج الوقت قرار دیا گیا اوسکی قیمت دس روپیہ قرار دیگئی - مگر جسقدر کلکتہ سے دور چلے جاؤ اوسی قدر اس سورن پر بادیا بڑہتا جاتا تہا اسلیئے وہ سکہ رائج الوقت نہین بن سکا - جب جناب ولسن صاحب یہان آئے تو سوا روپے کے تانبے کا سکہ

اور سونے کی مہرین مروج تہین۔ مگر ان مہرونکو سکہ رائج الوقت بے تکلف کہہ سکتے ہین کیونکہ اونکا بہاؤ بدلتا رہتا
تھا اور ۱۸۳۵ع سے گورنمنٹ کی طرف سے ممانعت ہوگئی تھی کہ وہ زر مالگذاری کی جگہہ خزانون مین لیئے
جائین۔ ہندوستانی اشرفیونکا بہاؤ ہمیشہ گھٹتا بڑھتا رہتا تھا۔ سواے اسکے کلکتہ۔ مدراس۔ بمبئی
کے نوٹ بھی ان شہرونمین رائج تھے۔ ان بینکون کی حصہ دار گورنمنٹ بھی تھی۔ اور گورنمنٹ ہی کے
افسر اوسکے بورڈ ڈائرکٹرز تھے۔ اس معاملہ مین جناب ولسن صاحب سر چارلس وڈ سے
سبق پڑھکر آئے تھے اوسی کے موافق اونھون نے ایک یادداشت اسباب مین لکھی کہ جو بینک کے نوٹ جاری
ہین وہ موقوف کیئے جائین اور اوسکی جگہہ کلکتہ۔ مدراس۔ بمبئی مین گورنمنٹ کے نوٹ جاری کیئے جائین
اور باقی ملک کے اندر قسمتین مقرر کیجائین اور اونکے اندر نوٹ جاری کیئے جائین اور اونکی حدود مقرر ہوجائین
اور سنٹرل ٹریزری اور پریزیڈنسی شہرونمین جسوقت حامل اونکا روپیہ طلب کرے وہ ادا کیا جاے۔
اور زر و سیم غیر مضروبہ یا سکہ مضروبہ نقد بقدر ایک تہائی ان نوٹونکے خزانے مین رہے اور باقی دو تہائی
کی کفیل اور ضامن گورنمنٹ رہے۔ جناب ولسن صاحب تو اس منصوبے کو پورا نکرنے پائے کہ اونکی
حیات کے دن پورے ہوگیئے اور لینگ صاحب اونکے قائم مقام کے عہد مین کرنسی بل (سکہ رائج الوقت کا
قانون) جاری ہوا اور اوسمین سر چارلس وڈ کی رائے سے اتنا اختلاف ہوا کہ نوٹونکی جاری کرنے والے
اور بدلنے والے پریزیڈنسی کے شہرون کے بینک نرہے اور اونکے اس نقصان کا جبر اونکے نوٹونکے بند
کرنے سے ہوا گورنمنٹ نے یون کردیا کہ اونکو اپنا خزانچی بنادیا اور اپنے سارے قرض کا اہتمام اونکے
ہاتھہ مین دیدیا۔ اب سکہ طلائی کے رائج الوقت کرنے مین یہ دشواریان پیش آئین کہ سرکاری لون اور
تمام سرکاری معاہدے اور تاجرانہ معاملے ہندوستان مین سکہ سیمی کے موافق ہوئے تھے۔ تو اب یہ ناممکن تھا
کہ دو طرح کے سکے رائج کیئے جاتے۔ ایک چاندی کا ہوتا دوسرا سونے کا۔ اور سکہ طلائی کے رواج دینے
سے چاندی کی قیمت مین فرق آتا تو اوسکا جاری کرنا ایک انتشار قرضدار اور قرضخواہونکے درمیان
پیدا کرتا۔ جناب ولسن صاحب نے تو سکہ طلائی کے رواج دینے کی کچھہ قدر نہین کی اونکی رائے مین تو
کاغذی زر ہندوستان کے واسطے کافی تھا۔ مگر تجربہ نے یہ جلد بتلا دیا کہ یہ کاغذی زر ویسی ہی بود ہے

گو اوسکی اصول سیاست مین آبیاری کرین ۔ مگر مشکل سے اوسکی اصل مستحکم ہوگی اور مدتون مین وہ نہال ہوگا
سنہ ۱۸۶۴ء مین پریزیڈنسی شہرونکے چیمبر اوف کمیرس (تجار) نے گورنمنٹ مین درخواست بہیجی کہ سکہ
طلائی رائج کیا جاوے ۔ اسپر بہت مباحثہ ہوا اور آخر کو یہ ٹہرا کہ برٹش اور آسٹریلیا کی سورن اور
ہاف سورن ہندوستان مین رائج ہون ۔ مگر سر چارلس ووڈ نہانکی گورنمنٹ سے زیادہ اس معاملہ
کی تہ پر پہنچے ۔ اونہون نے لکہا کہ جب سورن کی قیمت دس روپے سے زیادہ ہی تو اوسکے بہاؤ کو قانونًا
گہٹا کر سکہ بنانا بے سود ہی ۔ مگر اسکا تجربہ کیا جاوے ۔ اس تجربہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ سورن اولٹی جہازون مین لدکر
پہر انگلستان کی ہوا کہانے گئین ۔ اسی زمانے مین گورنمنٹ نے ۱۳ ۔ نوامبر سنہ ۱۸۶۴ء کو اشتہار دیا کہ
انگلش اور آسٹریلیا کی سورن اور ہاف سورن تمام گورنمنٹ کے خزانون مین دس روپے اور پانچ روپے
کے برابر داخل ہو سکتی ہین ۔ یہ حکم ۳۱ ۔ اکتوبر سنہ ۱۸۶۹ء کو منسوخ کیا گیا اور یہ اشتہار دیا گیا کہ سورن
اور ہاف سورن دس روپیہ چار آنہ اور پانچ روپیہ دو آنہ کے بہاؤ سے خزانون مین لیجاینگی ۔ اور اگر خزانون
مین وہ ہونگی تو اسی بہاؤ سے دیجاینگی ۔ مگر بازار مین تو بہاؤ ان سکونکا دس روپے دس آنے اور پانچ روپے
پانچ آنے تہا خزانون مین کون کم بہاؤ پر داخل کرتا ۔

آخر کو یہ ہوا کہ سنہ ۱۸۶۶ء مین کرنسی کمیشن مقرر ہوا (سکہ رائج الوقت کے فیصلہ کرنیکے لئے کمیشن)
جو اس کمیشن سے توقع کی گئی تہی وہ پوری نہوئی ۔ اونہون نے معاملات عظیم کو فیصل نکیا مگر چہوٹی چہوٹی
باتونکے لیئے یہ تجویزین کین کہ کرنسی کمشنر کا ایک جدا عہدہ مقرر ہو ۔ اور ٹکسال کی ماسٹر شپ جدا ہوجائے
اکونٹنٹ جنرل روپے کے دینے مین پرخاش نکرے ۔ سکہ طلائی کے باب مین یہ باتین لکہین اول یہ سبب یہ
ظاہر ہی کہ طلائی سکے اکثر برابر اور بادے پہ پریزیڈنسی شہرون مین اور مفصل مین رہتے ہین ۔ دوم ہر
اضلاع کے اندر اونکی سوداگرون اور صرافون کو تلاش رہتی ہی ۔ اکثر آدمی اپنی جمع مین انہین سکون کو
رکہتے ہین ۔ سوم جب سونے کا بہاؤ گہٹ جاتا ہی تو اوسکے دو سبب ہوتے ہین کیا تو آدمی ایسے غریب ہوتے
ہین کہ اوسکی خواہش نہین کرتے یا عملاً اوسکو نہین چاہتے ۔ چہارم سکہ طلائی کی خواہش سب اضلاع مین
یکسان ہی ۔ پنجم سکے طلائی قیمتی ۱۵ و ۱۰ و ۵ روپیہ کو لوگ زیادہ بہ نسبت ان قیمتونکے نوٹونکے پسند کرینگے ۔

ان طلائی سکونکے داخل کرنے سے کرنسی نوٹ کے کارخانونمین بہی آسانی ہوگی اور باہر کے خزانون مین بہی
اون سے نوٹونکے مبادلہ مین معاونت ہوگی۔ششم سب کی یہ رائے ہی کہ سکہ رائج الوقت کاغذی و سیمی و
طلائی تینون ہون۔ آخر کو کمیشن نے یہ لکہا کہ ۱۸۶۱ع مین جو قانون کاغذ زر کے رواج دینے کا انتہا تا نہایت
احتیاط اور حزم سے جاری کیا گیا تہا اور اوسمین اب ہی چندان کامیابی نہین ہوئی تو اسکا سبب یہ ہی کہ یہ عرصہ
ایسا تہوڑا ہی کہ وہ اس تجربہ کے لیئے کافی نہین ہی۔ امید ہی کہ آیندہ زمانے مین اوسمین پوری کامیابی ہوگی۔
گورنمنٹ کے تمام معاہد اور قرض کے وعدے سکہ سیمی کے موافق کیئے گیے تہے اسلیئے ناممکن تہا اگر زبردستی
سکے کاغذی اور طلائی اوسکے قائم مقام ہوجاتے۔ ہندوستان مین ایک نئی بات کا رواج دینا نہایت مشکل ہی
خواہ اونکو کیسے ہی فائدے کاغذی اور طلائی سکونکے سمجہائے جائین مگر وہ ہرگز نہین سمجہینگے۔ قانون کا کام
نہین ہی کہ انسانونکے خصائل اور طبیعتونکو بدل دے یہ قدرت تو تعلیم ہی کو حاصل ہی۔ یہ گورنمنٹ کو جو دشواریان
اور دقتین معاملات ملکی اور مقدمات تجارت اور خزانے کے اندر پیش آتی ہین وہ صرف اس سبب سے ہی کہ ملک
مین تعلیم کی اشاعت نہین ہی۔ ایک دن وہ آئیگا کہ مدرسونکے معلم اون سب مشکلون کو دور کر دینگے جو
نہ قانون کی قدرت اور نہ سپاہ کی طاقت دور کر سکتی ہی۔ غرض آیندہ نسل مین لوگ دیکہہ لینگے کہ جو سکہ
سب سے زیادہ رائج ہوگا وہ یہ کاغذی کا ہوگا جو شبہات اسپر پیدا ہورہے ہین اونکا سراغ ڈہونڈہ نکالینگے۔

(۷) ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ مدراس پریزیڈنسی مین وناد کا درجہ بعد نیلگری کے ہی
جسمین اہالیان یورپ اپنے سرمایہ کو لگا کر دولت پیدا کر رہے ہین۔ یہ جگہہ سطح سمندر سے تین ہزار فیٹ
اونچی ہی ۱۸۴۰ع مین وہ قہوہ کی کاشت کے واسطے منتخب ہوئی تہی۔ لارڈ نیپیر گورنر مدراس جب
یہان تشریف لائے تہے تو دوسو اہالیان انگلستان یہان اس کام مین مصروف تہے۔ اون سبنے اپنی
مجلس قائم کی اور جن باتونکی تکلیف تہی اونپر مباحثہ کرکے استغاثہ لارڈ نیپیر کے روبرو پیش کیا۔ سب سے
زیادہ فریاد یہ تہی کہ سڑکین نہین۔ قہوہ قلیون کے کندہون یا بیلون پر جاتا ہی۔ ۳۵ ہزار مزدور یہان
زراعت قہوہ مین لگے رہتے ہین اونکے کہانیکے واسطے بہی اسی طرح اناج آتا ہی۔ لارڈ نیپیر نے سڑکون کے
بنا دینے کا وعدہ کر لیا۔ اور جو اور فریادین اور شکایتین اونکی حق ناحق تہین اونمین بہی اونکے آنسو پونچہہ دیئے

سر بارٹل فریر اپنے عہدہ جلیلہ کا کام رائٹ آنریبل سی مور فٹز جرلیلڈ کو سونپ کر ولایت کو تشریف لیگئے اور تھوڑے دنونکے بعد وہانکی کونسل کے ممبر مقرر ہو گئے - وہ بہی ناموری اور نیکنامی مین کسی اپنے ہمعصر سے کم نتھے - وہ اول ملک سندہ مین چیف کمشنر مقرر ہوئے تھے ۱۸۵۹ء مین انکے عمدہ انتظام نے نیکنام کیا پھر وہ بمبئی کے گورنر مقرر ہوئے - جہان اونکو سب قسم کے اعلی اور ادنی ہندوستانی اور فرنگستانی پسند کرتے تھے اور محبت کرتے تھے - وہ افسرونکے لیے واعظ اور ہندوستانیون کے کارفرما اور نگہبان - اونکی عقل و دوربینی نے جو کام کیے ہین وہ بہی تاریخ مین یادگار رہینگے -

(۸) اہالیان انگلستان جو ہندوستان مین آتے ہین اونمین بہت سے ایسے گذرے ہین کہ جنہون نے انتظام و روابط ملکی مین آئین اور قوانین بنانے مین نام پیدا کیا - اور میدان جنگ مین بہادری اور جوانمردی مین شہرت پائی اور کارنامے شجاعت کے ایسے دکھائے کہ قلم نے بڑے اہتمام سے اونکو لکہا - مگر بہت تہوڑے انگریز ایسے ہوئے ہین جنہون نے علم ادب یا علوم حکمیہ مین ناموری حاصل کی ہو اور یہی ہونا بہی چاہیے تھا اسلیے کہ اہالیان انگلستان جو یہان آتے ہین اونکو اپنے عہدونکے کامون سے مطلق فرصت نہین ہوتی کہ وہ اوسکی طرف توجہ کرتے اور پادریون کا فرقہ جو یہان آتا ہے اونمین اول تو بہت تہوڑے آدمی ہوتے ہین اور سوا اسکے اونکو یہان اپنی محنت اور مشقت کے صلہ ملنے کی امید نہین ہوتی کہ وہ اپنی علم ادب اور علوم حکمیہ مین جان مارین اور ریاضت کرین اور پہل پائین اسلیے اونمین چند ہی نامور اور مشہور آدمی ہوئے ہین - البتہ بشپ ہیبر نے اپنے کام مین سرگرم ہوکر نام پیدا کیا - اونہون نے انگلستان اور ہندوستان مین باہم اختلاط پیدا کرنے کی تدبیرین کین - اونکے بعد ڈاکٹر ڈانیال ولسن مقرر ہوئے وہ بہی نیک مزاج - مستعد - سادہ مزاج - مستقیم الطبیعت - صاف باطن تھے - مگر اونکے اطوار کبہی اپنے مرکز سے منحرف بہی ہو جاتے تھے - اونکی بڑی یادگار یہی ہے کہ کلکتہ مین ایک بڑا گرجا اونہون نے بنوایا - یہ معبد ہندوستان مین جہان دیکھیے کچھہ خوبصورت اور عالیشان نہین ہین - یہ گرجا بہی مشرقی دار السلطنت کی شان کے لائق نہین تھا مگر پہر بہی غنیمت تہا - یہ ڈاکٹر صاحب اپنے مذہب مین نیک خیال تہے عابد زاہد متقی پرہیزگار سب کچھہ تہے مگر پہر بہی کوئی اثر اونکا عیسائیون پر نہوا - ڈاکٹر مڈلٹن صاحب جو ایک آرچ بشپ کلکتہ کے تھے اونہون

نے بشپ کالج کی بنیاد ڈالی اور ڈاکٹر کے صاحب نے اوسکو پورا کیا۔ اس کالج مین ہندوستانی عیسائی تعلیم پاکر پادری کا درجہ پاتے اور رورنڈ ہو جاتے۔ بعد ڈاکٹر ولسن صاحب کے ڈاکٹر کوٹن صاحب بشپ کلکتہ مقرر ہوئے۔ وہ سب طرح سے لائق تھے کہ ایسی سلطنت عظیم کے واسطے بشپ مقرر ہوئے اونکی صحت اور قوا جسمانی ایسے درست او زبردست تھے کہ وہ اپنے علاقہ کی جو دو ہزار میل ایک جانب مین اور ڈہائی ہزار میل دوسری جانب مین پہیلا ہوا تہا خوب خبرگیری سے دورہ کر سکتے تہے۔ وہ جید فاضل عالم تہے اور کلیسا کے خیالات اونکے بہت وسیع تہے۔ منظر اونکی نظر کا مذہب مین فراخ تر تہا۔ جسوقت وعظ فرماتے تہے اونکی خوش آوازی اور شگفتہ بیانی دلونپر بڑا اثر کرتی تہی۔ اونکی ذکاوت وعلمیت اور سرگرمی اور کارطلبی کے مناسب یہ ملک اونکو ملا تہا جسمین اونہون نے اپنی لیاقتون سے وہ کام کر دکہائے کہ کبھی کسی بشپ نے نہ کیے تہے۔

پادری جو اونکے سامنے کے لڑکے تہے اون سب کو معلوم ہو گیا کہ ایک ایسے زبردست افسر کے ہم زیردست ہین کہ جسکے احکام کی سرتابی کر کے ہم کہین اہل سیف اور اہل قلم کی پناہ نہین ڈہونڈ سکتے۔ بشپ صاحب ایسے کمانڈر انچیف کے دلی دوست تہے جیسے کہ گورنر جنرل کے پیارے رفیق تہے۔ بشپ صاحب کا سب ادب کرتے تہے اور تہوڑے ہی ایسے عیسائی ہونگے جو اونسے ڈرتے نہ ہون۔

ہندوستان مین کلیسا کا حال ایسا تہا جیسے کہ کسی ناسور کا حال ہوتا ہے اوسکی مرہم پٹی کے واسطے ڈاکٹر کوٹن کا یہان آنا ایک ضروری امر تہا۔

جنہون نے تاریخ پڑہی ہے یا قصہ خوانی کی ہے وہ ان پادریونکا فرقہ کا حال خوب جانتے ہین کہ ایک پادو نسل پہلے حال اونکا ایسا تہا کہ اگر آج کے حال سے ملایئے تو یہ معلوم ہی نہین ہوتا کہ یہ فرقہ وہی ہے اور اوسکا کام بہی وہی ہے۔ مگر جو اصلاح اور درستی کلیسائے انگلستان مین ہوئی تہی اوسکی ہوا بہی یہان ہندوستان کو نہین لگی تہی۔ یہ ڈاکٹر کوٹن صاحب ہی کا دم تہا کہ اونہون نے وہ اپنی اصلاح اور درستیونکا دریا بہا دیا کہ دین کا سرچشمہ جو اٹا ہوا پڑا تہا بالکل پاک صاف ہو گیا۔ یہان تو واعظان دین اور پاسبان کلیسا کا یہ حال تہا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک پادری گرجا گہر مین وعظ کی کتاب ہاتہ مین

لیکن بٹہی (نمازیون مین جناب کمانڈر انچیف صاحب کی لیڈی بہی تہین) انکو می پرستی کی ایسی عادت تہی
کہ اس عبادت مین بہی اوسکے اندر ایسی محو ہیئے کہ سجدہ سہو مین تشریف لیگئے ورردنیا او رمافیہا سے بیخبر ہوگئی
اس دیندار فرقہ کو خواب غفلت سے جناب بشپ صاحب کی بیدار مغزی نے خوب جنجہوڑ کر اوٹہایا اور انکو
خوب سمجہایا کہ اگر تم اپنے کام کو احتیاط اور راستی سے نکروگے تو سزا پائے بغیر نرہوگے۔ وہ ہر مقام پر خود
دورہ کرتے اور وعظ وپند ونصائح ارجمند کو اس فرقہ کی دینداری کا تعویذ بازو بناتے۔ بہت سی تعلیمگاہین
اور مدارس ایسے ہین کہ اونکے ہی نام سے مشرف ہوئی ہین کہین اونکا علاقہ تہا جہان وہ خود نہ تشریف
لیگئے ہون۔ ملک آسام کے دورہ مین گئیے تہے اور دورہ کو تمام کرکے کوشٹیا مین پہنچے تہے اور کلکتہ
مین اپنے جلد آنے کی خبر تار پر بہیج چکے تہے کہ شام کو جہاز پر سوار ہونے کو آئے اور تختہ پر جو جہاز اور کنارہ کے
درمیان لگا ہوا تہا چڑہکر جہاز مین جاتے تہے کہ پیر پہسلا اور سمندر مین یہ دُر نایاب غائب ہوگیا معلوم نہین کہ کونسا
نہنگ منہہ کہولے بیٹہا تہا کہ اونکو گرتے ہی نگل گیا۔ نہ اونکی لاش تلاش سے ملی نہ اونکی ٹوپی نے سر اپنا
پانی سے تیر کر نکالا۔ معلوم نہین خداوند عالم نے اسمین کیا حکمت رکہی ہی کہ بعض اوقات ہم دیکہتے ہین کہ
ایک شخص وہ کام بندگان خدا کے نفع اور بہبود اور سود کے لئیے کر رہا ہی کہ دوسرے سے ہونے مشکل ہین ابہی
یہ کام اونکے ثمر نہین لاتے ہین کہ دفعتہً دنیا سے وہ اوٹہہ جاتا ہی۔ غرض بشپ صاحب کا تمام ہندوستان مین
وہ غم والم ہوا کہ شاید پہلے کسی بشپ کا ہوا ہوگا۔ گورنر جنرل نے اونکے ماتم کا اشتہار دیا کہ جسکا خلاصہ
یہ تہا کہ کوئی عیسائی ایسا نہوگا جسکو ایسے دیندار حق پرست عابد زاہد کا رنج اور الم نہوگا۔ جو قابلیتین اخلاق
اور علم کی اونکی ذات مین جمع ہوئی تہین وہ شاذ ونادر ہوتی ہین۔ اونکا رنج اون لوگون کو بہی ہی جو عیسائی
مذہب سے کچہہ تعلق نہین رکہتے۔ غرض جہازون کے علم سمندر مین نیچے ہوئے۔ گرجاؤن مین اونکا نغمۂ ماتم
گایا گیا۔ نالۂ غم سے کسی عیسائی کا سینہ خالی ہی نہوگا۔ جو عیسائی نہ تہے وہ بہی اونکو یاد کرکے افسوس
اور رنج کرتے تہے۔ یہ اونہین کا دم تہا کہ اونہون نے غیر مذہب والون کو بہی وہ مذہب عیسائی کی شان
دکہادی جو اونکی سان گمان مین بہی نہ تہی۔

(۹) اس سال کے شروع مین چیف کورٹ پنجاب لاہور مین قائم ہوا۔ اوسکو وہی اختیارات

حاصل تھے جو ہائی کورٹ کو حاصل ہوتے ہین فقط نام کا فرق ہے۔ اخیر سال مین ممالک مغربی کا
ہائی کورٹ حکم شاہی سے آگرہ مین قائم ہوا اور اوسکے پریزیڈنٹ سر والٹر مورگن چیف
جسٹس مقرر ہوے۔ اس ہائی کورٹ کے قائم ہونے سے رعایا کو بڑا فائدہ ہوا۔ اس عدالت کو رعایا پر
اعتماد ہے اور اوسکا ادب کرتی ہے۔

باب ہشتم

سنہ ١٨٦٦ء

(١) سنہ ١٨٦٦ء کے شروع مین کرنیل اسٹریچی انگلستان سے آئے اور سپرنٹنڈنٹ نہرون کے
مقرر ہوتے اور نہرون کے بنانے کا کام بالکل اونکی راے پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ جسطرح سے چاہین
اور جب چاہین اس کام کو جاری کرین۔ غرض جس کام سے گورنمنٹ نظر بچیے بیٹھی تھی اب
اوسکے واسطے اوٹھی اور ہمہ تن مصروف ہوئی کوئی دقیقہ اس کام کے انصرام مین فرو گذاشت نہین کیا
ضروری کامون کے واسطے رقمین کی رقمین منظور کرلین۔ ہندوستان کی خواہ کچھ ہی
آبادی مثلاً بیس یا بائیس کروڑ آدمیون کی فرض کرو اونمین سے کروڑون آدمی ایسے ہونگے ہین
کہ مہد سے لحد تک کچھ تھوڑا ہی وقت اونپر ایسا گذرتا ہے کہ وہ جسمانی محنتون مین مبتلا ہون
اونکی حالت کچھ بہتر بیلون سے جو اونکے شب و روز شریک محنت رہتے ہین ہوتی ہے۔ غرض اونکی
رنج و خوشی جسمانی حیوانون ہی کی سی ہوتی ہے۔ اونکی بیکسی اور بےبسی اوسوقت دیکھنے سے دل کے ٹکڑے
اوڑتے ہین جسوقت کہ تقدیر اپنا غضب اونپر نازل کرتا ہے اور اپنے شکنجہ مین کھینچکر اونکو نہایت بیرحمی سے
دباتا ہے اور تازیانے پر تازیانہ لگاتا ہے اور ستم سا ستم کرتا ہے۔
سنہ ١٨٦٦ و ٦٧ء مین جو قحط کے سبب سے ملک اوڑیسہ پر قہر کا آسمان ٹوٹ پڑا اوسکے تصور سے کلیجہ
کانپتا ہے جیسا کہ لاکھون چیونٹیون کو ایک چلو پانی بہا کر فنا کردیتا ہے اسی طرح انسانون کی لاکھون جانون کو
قحط اوڑا لیجاتا ہے یہ وہی مصائب ہین کہ جنمین انسان کا ایمان لرزنے لگتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ
کوئی خدا ارحم الراحمین نہین ہے اگر ہوتا تو ظلم و ستم کیا انسانون پر گوارا کرتا۔ اور اس بیرحمی سے

قحط اوڑیسہ اور وبا۔

معصوم بچون اور عورتونکو بہوک کے مارے گہلا گہلا کر نہ مارتا۔

(۴) شروع سال مین سر جان لارنس نے کلکتہ مین ایک مجلس اس غرض سے منعقد کی کہ سب بلازم اور غیر بلازم ملکر اس کام مین سرکار کی معاونت کرین اور زبان سے ایک مختصر کیفیت مصائب اہل اڑیسہ کی یہ بیان کی کہ ملک اڑیسہ کے تینون ضلعو نمین ۱۸۶۵ع مین فصل خراب ہوئی اور کچھ پیدا نہوا۔ اور ۱۸۶۶ع مین بہی ربیع کی فصل کا حال کہین کچھ تہا کہین کچھ۔ خزان کے موسم مین ضلع کا بڑا حصہ پانی کی طغیانی سے خراب ہوا۔ مہاندی اور اور دریاؤنکی طغیانی ایسی ہوئی کہ وہ اپنے کنارون سے اوبل کر بہت دور دور پہیل گئی اور اپنے قرب وجوار کی زمینونکو ڈبو دیا فصل تمام خراب ہوگئی خشک سالی نے تو کچھ چھوڑ بہی دیا تہا مگر طغیانی آب نے سب پر پانی پہیر دیا۔ اس طور سے کٹک کا نصف ضلع جسکا رقبہ پندرہ سو مربع میل ہی غارت اور تباہ ہوگیا۔ نہایت معتبر اور مستند طور سے یہ تحقیق ہوا ہی کہ کہین آبادی کا چوتہا حصہ اور کہین پانچوان حصہ نہنگ اجل کا طعمہ بنا۔ اب یہ ضرور ہی کہ ہم اس صوبے مین ۲۰۰۰۰ من چاول پہنچائین۔ ایسا انتظام کرلیا گیا ہی کہ پہلی اپریل کو نصف چاول وہان پہنچ جائین اور باقی نصف بہی جسوقت ضرورت ہو اوسی وقت وہان داخل ہو جائین پندرہ سو یتیم بچے وہان بالفعل موجود ہین اور دو ہزار تک یقین ہی کہ اور بڑہ جائینگے دس لاکھہ روپیہ اونکی پرورش کے لیئے چاہیئے۔

جناب گورنر جنرل نے وزیر اعظم ہند کو تار برقی مین پیغام بہیجا تہا کہ انگلستان مین ان مصیبت زدونکے واسطے چندہ کیا جاے۔ جسکا جواب ۱۲ جنوری کو یہ آیا کہ تمہارا پیغام تار برقی پر پہنچا اور لارڈ ڈربی کے پاس پہنچا دیا گیا۔ اونکے نزدیک یہان چندہ زر نہین ہوسکتا جب مین نے اسکی تحقیقات کی تو مجہے معلوم ہوا کہ اونکا ارشاد درست ہی۔ یہان خود ہی بہت سی مصیبتون پہ مصیبتین آتی ہین اور شکست و ریخت حادثات کی ہوتی رہتی ہی کہ جنکے لیئے چندہ کی ضرورت ہی۔ سر جان لارنس نے اس پیغام اور جواب پیغام کو بیان فرماکر ارشاد کیا کہ اب ہم کو خود ہی اس آفت کو ٹالنا چاہیئے اور اوسکے لیئے یکدل و یک رو و یک راہ ہو کر کوشش کرنی چاہیئے۔ آٹھہ آدمیون نے اوسی وقت

پچیس ہزار روپے کا چندہ لکھدیا اور دس ہزار روپے جناب ممدوح نے جیب خاص سے مرحمت فرمائے۔
اگرچہ یہ ناممکن ہے کہ اس قحط کے مردونکا شمار ٹھیک ٹھیک ہو۔ مگر تخمینہ جو نہایت جانچ پڑتال
اور چھان بین سے کیا گیا ہے وہ بیس لاکھہ آدمیونکا ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس تخمینہ مین ہم کمی کا خیال کرین

(۳) بڑا ملکی واقعہ اس سال کا یہ ہے کہ لائسنس ٹیکس جناب بیسی صاحب فنانشل ممبر نے
ہندوستان مین جاری کیا۔ یہ ٹیکس اہل پیشہ اور حرفہ پر لگایا جاتا ہے گو اوسکو عوام نہین پسند کرتے
مگر اوسکے اصول پر کوئی اعتراض نہین ہو سکتا مگر جس طرح کہ وہ یہان داخل ہوا اور جس وسعت کے
ساتھہ وہ پھیلا وہ نہایت قابل اعتراض ہے۔ اس قانون کا مسودہ ۸ - مارچ کو لیجسلیٹف کونسل مینا
پیش ہوا حسب ضابطہ اوسکے تمام مراتب طی ہوئے کہ وہ اوسی روز قانون بنکر جاری ہوگیا کلکتہ
مین اوسکے خلاف راے دینے کے لیے ایک جلسۂ عظیم ہوا اور وزیر ہند کو جو اوسنے اپنی عرضداشت
بھیجی اوسمین یہ لکھا کہ ایک ایسی تجویز مہتم بالشان کونسل کے روبرو فیصلہ کے واسطے پیش ہوگئی اور
اتنی مہلت نہین دیگئی کہ اونمین اورونکو اظہار راے کا موقع ملتا۔ اور جس شتابی اور جلدی سے اس
مسودہ نے اپنے مراتب کو طی کر لیا وہ بے ضرورت اور نامناسب اور ناشایستہ تھی۔

بڑی خطا جو اس لائسنس ٹیکس مین تھی وہ یہ تھی کہ جس شخص کو کہ پچیس ہزار روپیہ سالانہ سے
زیادہ آمدنی تھی اوسپر کچھہ ٹیکس زیادہ نہوئی تھی اسلیئے ایک ممبر لیجسلیٹف کونسل کا جو ایک لاکھہ روپے
سالانہ پاتا تھا اوسکو بھی وہ ٹیکس دینی پڑتی تھی جو ایک کلکٹر ضلع کو یا بیرسٹر کو جو پچیس ہزار سالانہ
پاتا ہے دس ہزار روپے سالانہ آمدنی والے سے بھی وہی ٹیکس لیجاتی تھی جو ۴ ہزار روپیہ سالانہ والے
سے۔ اور ایسے ہی پانچہزار سے نو ہزار تک ایک ہی ٹیکس اور ایکہزار سے چار ہزار تک ایک ہی ٹیکس
اور پانچسو سے نوسو تک ایک ہی ٹیکس - دو سو سے چار سو تک ایک ہی ٹیکس لیجاتی تھی یہ دولتمندان
ٹیکس اونکی دولت کے موافق نہین لی جاتی تھی۔ اور غریب آدمی جنکی آمدنی دو سو روپیہ سالانہ تھی
اونسے چار روپیہ لیئے جاتے تھے۔ اور علی ہذا القیاس جن کمپنیونکا سرمایہ مشترک تھا اونسے پانچ لاکھہ
سے ۹ لاکھہ تک ایک ہی ٹیکس اور دس لاکھہ سے ایک کروڑ تک ایک ہی ٹیکس لی جاتی تھی خواہ اونکا

حالت ایسی ہو یا نہو کہ وہ منفعت حصص کو تقسیم کرتی ہون۔

کلکتہ کی مجلس نے جو عرضداشت وزیر ہند پاس بہیجی تہی اوسمین کچہہ شکایت یہ نہین کی کہ یہ ٹیکس بیجا تہی۔ بلکہ اوسکو تسلیم کر لیا تہا کہ ملک کی ضرورتین ایسی ہین کہ ایسی ٹیکس لگے مگر نہ اس طرح کہ امیر اوس سے بچ جائین اور غریب پس جائین۔ پچاس لاکہہ روپیہ جو اوسنے حاصل ہوتا تہا اوسکا بوجہہ غریبونکی گردن پر بہت تہا۔ اور جس طریقہ سے کہ یہ قانون جہٹ پٹ جاری ہوگیا وہ بہی ناشایستہ تہا مگر عرضداشت وزیر ہند نے نامنظور کی اور اوسپر کچہہ التفات نفرمایا۔

(۴) بارہا ایسا ہوتا ہی کہ ہندوستان کی گورنمنٹ نے بعض معاملات مین جو کچہہ لکہا۔ وزیر ہند نے اوسکے لکہنے پر ذرا بہی خیال نکیا اور اوسکی راے کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ شاید اوسکا ہی عکس یہان یہ گورنمنٹ پڑا ہی کہ اوسکا یہ حال ہی کہ بعض معاملات مین تینون پریزیڈنسی کے انگریز جو گورنمنٹ سے علاقہ نہین رکہتے ہین کسی معاملہ مین اپنی درخواست بدلائل پیش کرتے ہین تو وہ ذرا بہی اونکی طرف نظر اوٹہا کر نہین دیکہتی اور اوسکے خلاف کام کرتی ہی۔ غرض نیچے سے لیکر اوپر تک پبلک اوپنین (راے عام) پر یہان خیال یون نہین ہوتا جیسا کہ جناب ملکہ معظمہ کی عملداری مین اور ملکون مین ہوتا ہی۔ لائسنس ٹیکس کے بارہ مین کیفیت اوپر دیکہہ چکے۔ اب ایک یہ معاملہ ہوا کہ ہندوستان کی رسم ہی کہ جو صاحب جاہ اور حشمت یہان ہوتے ہین یا کسی اور اعتبار سے وقعت یا خاندانی شرافت رکہتے ہین وہ عدالت دیوانی کی حاضری کو اپنی نہایت ذلت سمجہتے ہین اسلیئے گورنمنٹ ایسے معزز شریف کو حاضری عدالت دیوانی کی تکلیف سے معاف کر دیتی ہی۔ انہین دنون مین لفٹننٹ گورنر بنگال نے اپنی کونسل کے ممبر ونکو جنمین ایک تاجر تہا۔ یہ اعزاز عطا کیا کہ وہ حاضری عدالت دیوانی سے معاف کیئے جائین۔ اسپر چمبر آف کامرس نے درخواست جناب لفٹننٹ گورنر کے روبرو پیش کی کہ جن خاندانکو پشت ہاپشت سے یہ استحقاق عدالت دیوانی مین نہ حاضر ہونیکا چلا آتا ہی وہ قائم رہے مگر اس نئے گروہ کو یہ استحقاق کیون عطا ہوا اونکی شان مین کیا جفت حاضری عدالت سے آتا ہی اونکو تو یہ لازم ہی کہ وہ عدالت مین خود حاضر ہوکر اوس بری رسم کو جو پہلے سے رواج پا رہی ہی موقوف کرین۔ اسپر لفٹننٹ گورنر نے حکم صادر فرمایا کہ تم

تاجر ہو تجارت سے تعلق تمہارا ہی اس معاملہ مین تمکو کچھ بولنے کا منصب حاصل نہین ہی۔

(۵) ممالک مغربی اور ممالک متوسطہ کی مردم شماری کی کتاب اس سال مین مشتہر ہوئی

چچلی پلوڈن صاحب سکرٹری صدر بورڈ نے ممالک مغربی کی مردم شماری کے نقشون کو

نہایت وضاحت اور خوبی کے ساتھہ لکھا اور بہت سی دلچسپ باتین بیان کین۔ ممالک

مغربی مین ہندو ۰۵۶۷۴۸۱۹ اور مسلمان ۴۱۰۵۲۰۶ رہتے ہین ایک اور چھہ کی نسبت سے

کچھہ ہی زیادہ اونمین نسبت ہی۔ اگرچہ ہندو ۵۶۰ ذاتونکے یہان رہتے ہین مگر اونکے بڑے چار ہی ہین

برہمن۔ چھتری۔ ویش۔ شودر ہین برہمن ۳۴۵۱۶۹۲ اور چھتری ۲۸۱۷۷۶۸ اور ویش

۱۰۹۱۲۵۰ اور شودر ۱۸۳۰۴۳۰۹ رہتے ہین۔

بعض پیشے جو سارے شایستہ ملکون مین ہوتے ہین ایسی تھے کہ وہ خاص کام دیوتا کی خدمت کے

لیئے مخصوص ہین۔

چالیس لاکھہ فقیر اور ۱۴ ازکوۃ خوار رہتے ہین۔ ان فقیرون کی تعداد سے معلوم نہین کہ ملک کا افلاس

ظاہر ہوتا ہی یا تمول۔ اگر یہ خیال کیجیے کہ ان لاکھون آدمیونکو روٹی کھانے کو نہین ملتی تو افلاس

معلوم ہوتا ہی اور اگر یہ خیال کیجیے کہ یہ ملک اتنے فقیرونکو پرورش کرتا ہی تو اوس سے تمول ظاہر ہوتا

ہی۔ قاعدہ ہی کہ گدائی اور توانگری مین کاہ و کہربا کی طرح خواہش اور آویزش ہوتی ہی ہندوستانی

عیسائی ۱۴۱۳۶ اور فرنگستانی عیسائی ۱۶۱۷۷ جنمین سپاہ ہی اور ۵۰۶۹ یوریشین ہی داخل ہین

مدراس مین ہندوستانی عیسائی یہان سے چوچند رہتے ہین۔

سب سے زیادہ دلچسپ بات اس مردم شماری مین یہ ہی کہ کل آبادی مین زراعت پیشہ

۱۷۶۵۶۰۰۴ اور ۳۲۹۶۸۸ مزدور رہتے ہین جنمین ۱۳۵۵۱۵ سنار بھی رہتے ہین۔

ممالک متوسطہ کی مردم شماری ۵۔ نومبر ۱۸۶۶ء کو ہوئی تھی۔ یہانکے آدمی اپنی گنتی کراتے

ہوے بڑے گہبراتے تھے۔ اونمین ممالک مغربی کے باشندون کی طرح شایستگی اور عقل نہین ہی۔ اونکو

اپنا شمار کرانا روز شمار کے مصائب سے کم معلوم ہوتا تھا۔ اسلیئے بڑی احتیاط اور ہوشیاری سے اونکا

ممالک مغربی اور ممالک متوسطہ کی مردم شماری۔

شمار ہوا۔ ہندو اونمین ۶۸۶۴۴۷۰۲ اور مسلمان ۲۲۳۷۹۴۴ رہتے ہین۔ جو اصلی باشندے اس ملک کے گنے گئے وہ بیس لاکھ تھے۔ جو زمین مزروعہ ہی اوسمین تو آبادی آدمیون کی بحساب ۳۶۵ فی مربع میل ہی۔ اور بمقابلہ اسکے ممالک مغربی مین ۱۳۵ ہی۔ مگر ملک ویران اور غیر آباد جنگل بہت سے ہین۔ اگر مزروعہ اور غیر مزروعہ زمینون کو ملاکر آبادی کو پھیلائین تو ۴۰۰ فی مربع میل پہلتی ہی۔ ممالک مغربی کی کل آبادی ۳۰۱۱۰۶۱۵۔ اور ممالک متوسطہ کی ۹۱۰۵۵۱۱ کل ملکر تین کروڑ نوے لاکھ آدمی ہوئے جنمین ۴۵ لاکھ مسلمان ہین۔

(۹) یون تو ہندوستان کی آبادی کا حال کاغذون سے نہین کہلتا۔ مگر اونکے میلون کو کوئی دریاؤن کے کنارے پر دیکہیے تو اونکی ساری کیفیت اور حالت نظرون کے سامنے سے گذر جاتی ہی۔ جب مشتری برج دلو مین آتا ہی تو کومبھ کا نہان بارہوین برس ہوتا ہی اور ایک سو چوالیسوین برس مہا کومبھ ہردوار مین گنگا پر ہوتا ہی۔ ابکی دفعہ مہا کومبھ تہا اور ایسا تھا کہ پھر اوسکے بعد کوئی اور مہا کومبھ نہ آئیگا اسلیئے کہ ہندؤنکا یہ عقیدہ ہی کہ عنقریب گنگا الوپ (غائب) ہو جائیگی۔ نہر گنگ نے اس خیال کو اور بہی پختہ کر دیا کہ وہ ضرور اوسکا پانی سکہا دیگی جس شخص نے یہ کہا کہ گنگا کا تقدس جاتا رہیگا وہ بڑا عقلمند پیش بین تہا۔ گویا وہ یہ سمجہتا تہا کہ انگریزی تعلیم کے سبب سے ہندؤنکی عقل اور تعلیم اور تربیت اور تہذیب اور شائستگی مین اسقدر زیادہ ہو جائیگی کہ وہ گنگا کو بہی مثل اور دریاؤنکے جانینگے اور اوسکے متبرک ہونے کو تسلیم نہین کرینگے۔ اور اوسکے اندر نہانے کو اور گھر مین مٹکون کے پانی سے نہانے کو برابر جانینگے۔ پہلے سے یہ خیال تہا کہ اس دفعہ یہان آدمیونکا ہجوم ایسا ہوگا کہ ضرور کوئی وبا پیدا ہوگی اسلیئے حتے المقدور صفائی کا اہتمام کیا گیا اور یہ بہی انتظام کیا گیا کہ مختلف فقیرون اور جوگیون اور مہنتون کے جو گروہ آتے ہین اونمین بہی آپسمین نہان کے دن لڑائی نہو جس سے جانون کا نقصان ہو۔ آدمیونکا جمع ہونا ۱۰ مارچ سے شروع ہوا اور روز ۷ اپریل تک اوسکا گھٹ بڑہتا گیا۔ اور اس دن سے ۱۱ اپریل تک تو خلقت کے ہجوم کا کچہہ حساب نہتا۔ ۱۳ کو نہان تھا۔ یہ سارا ہجوم خلقت کا نہان کے لیئے اسطرح اوٹھا جیسے کہ کوئی ایک آدمی نہان کے لیئے اوٹھتا ہی۔ اول دریا پر

دس پل بیچ مین فاصلہ دے دے کر بنائے گئے اور اونپر پولیس مقرر کیا گیا اور مختلف رنگ کی جہنڈیان
لگائی گئین - رنگا رنگ کے جوگیونکے گروہ کے گروہ سوار ہوتے اور پولیس کے پیادون کی لین اونکو
رستہ بتاتی تہی اور جہنڈیون کے اشارے ایسے مقرر کر دیئے تہے جس سے معلوم ہو جاتا تہا کہ کب وہ آگے
بڑہین اور پیچہے ہٹین - غرض ایسا انتظام تہا کہ سیکڑون جانین جو دہکا پیل مین جاتی تہین اور ہر ایسا
مچتا تہا کہ نہین تہم پر اور تم مچہیر وہ نہوا - بافراغت سبنے نہان کیا - سوائے ایک آدمی کے اور کوئی تکلیف نہین
نہوا - اس میلہ کے سب آدمیون کا ٹہیک شمار ہونا تو مشکل ہی - مگر ہندوستانیونکا جو یہ حساب ہی کہ ایک
مربع کوس مین سوا لاکہہ آدمی سمایا کرتے ہین اگر اوسکو صحیح مان لین تو چہبیس ستائیس لاکہہ آدمی معلوم
ہوتے ہین کہ اس نہان مین جمع ہوئے تہے -

(۷) جب تک یہ ہجوم خلقت سرکاری ملازمونکے اہتمام مین رہا تو سب آفتون سے محفوظ رہا
حضرت عزرائیل بہی اونکی ہیبت سے آتے ہوئے ڈرتے تہے - مگر جسوقت میلہ ختم ہوا اور خلقت نے اپنا
چارون طرف منہہ اوٹہایا - کوئی کسی طرف چلا کوئی کسی طرف - اوسوقت ہیضہ نے اونکا مزاج شریف
پوچہا کہ آپ کدہر سے چلے ذرا میری سنتے جائیے - مین بہی آپکے پالاگن کے لیئے آیا ہون قدمونکے ساتہہ
سایہ کی طرح ساتہہ ہون - غرض جاتری خود مرے اور اورونکو مارا - یہ امرت وہ گویا گنگا سے لیتے گئے اور
اپنے دوستونکے لیئے لائے - معلوم ہوتا ہی کہ جس روز نہان ہوا اوسی روز سے اس بیماری کا تخم جاتریونکے
چہاتی مین بویا گیا تہا - جس جگہہ نہان ہوتا ہی وہ ۶۵۰ فیٹ لمبی اور ۳۰ فیٹ چوڑی ہی اور لوہے کی
سلاخونسے یہ جگہہ دریا سے جدا کر دی جاتی ہی اسی مین سارا میلہ نہاتا ہی - نہانے سے پانی اوسکا گدلا ہو جاتا ہی
کچہہ اس سبب سے کہ ہندو اپنے مردونکی خاک اوسمین ملاتے ہین کچہہ کپڑے رنگے ہوتے ہین - بال انہین کے
ہین - جتنے جاتری ہوتے ہین اونہین سے ہر ایک اس گدلے پانی مین تین دفعہ غوطہ مارتا ہی اور غضب
یہ کرتا ہی کہ پہر اوسکو پیتا ہی - یہ پینا پلانا ہر جاتری پر فرض ہی اوس سے وہ کسی طرح دست کش نہین ہو سکتا
اور جب ایک گہر کے دو تین رشتہ دار بہائی بند نہاتے ہین تو ایک دوسرے کو اپنے ہاتہہ سے یہ گدلا
پانی پلاتا ہی - غرض دوستون اور رشتہ دارون مین اس رسم کے ہونے سے بہت سا گدلا پانی ہر ایک کے

ہیضہ کا ہردوار کے میلے سے پہیلنا

ہردوار کا میلا (بیماری کا گہر)

پینا پڑتا ہی۔ بھلا ایسا پانی خواہ وہ گنگا ہی کا کیون نہو انسانون مین کیون نہ بیماری پیدا کرے۔ سوا
اسکے باڑ پور مین قریب ہردوار کے پہلے ہی سے ہیضہ موجود تہا۔ وہان سے یہ وبا اوٹھی اور سارے
میلے مین آخر دور پہیل گئی۔ ڈاکٹر برائیڈن صاحب جنہون نے بڑی محنت اور مشقت سے ہیضہ کے
باب مین تحقیقات کی تہی اور اوسکے دورہ کا حساب نہایت ذہانت سے کیا تہا۔ اونہون نے پہلے سے
کہدیا تہا کہ خواہ میلہ ہو یا نہو ہردوار مین ضرور پہیلیگا۔ یون رائین تو ہزارون ہین خدا معلوم کسی کی
راے صحیح ہی یا نہین ہندوستانیون کا یہ خیال ہی کہ ہم جو بہت لنبے چوڑے میدان پر پہیلا دیئے جاتے ہین
اور سب ایک ہی جگہہ ایک دوسرے پر نہین پڑتے اسلیے ہیضہ پہیل جاتا ہی کیونکہ ہم تہوڑی جگہہ مین
پڑاؤ ڈال لیتے تہے۔ کستوری اور گلاب کے پہولونکی خوشبوون سے نجاست گاہونکو زعفران زار بنا لیتے
تھے ہم پر بیماری کچہہ اثر نہین کرتی تہی۔ واللہ اعلم بالصواب اسمین شک نہین کہ ان جاتریون نے سارے
ہندوستان مین ہیضہ کو پہیلا دیا۔ اور موت کے بازار کو گرم کر دیا۔

طوفان کلکتہ

(۸) پہلے جو ہندوستان مین آفتین آتی تہین وہ تو خود انسان اپنے اوپر آپ لاتا تہا۔ لڑائیون کے ہنگامے
برپا کرتا تہا۔ دشمنون سے لڑتا مرتا تہا اونکو مارتا تہا آپ مرتا تہا کبھی اونسے صلح کرکے نچلا ہو بیٹہتا تہا مگر
اب نو برس کے عرصے سے اوسکو ایسے دشمنون سے لڑنا پڑتا تہا کہ جنکو نہ بسر صلح لا سکتا تہا نہ جنکا مقابلہ کر سکنیکا
مقدور رہتا۔ یہ وہ قدرتی دشمن تہے جنکے سامنے ٹھہرنے کے لیئے کوئی پیش بندی نہین ہو سکتی تہی۔ سوا
اونکے ہاتہہ سے مرجانے کے اور کچہہ چارہ نہتا۔ غرض انگریزی گورنمنٹ کے سایہ مین ہم آئے اور یہ سمجہے
کہ کارزار کے آزار سے چہوٹے اب امن عافیت سے بیٹہینگے مگر پر نے اپنا تازیانہ پہر اوٹہایا اور ایسی
بیرحمی سے کوڑے پر کوڑا مارنا شروع کیا کہ خدا کی پناہ ابہی ہندوستان اور ہردوار کے میلہ نے
ہر کوچہ و بازار مین موت کا نرخ ارزان کر رکہا تہا کہ اودہر کلکتہ پر وہ طوفان باد آیا جسکی کیفیت ۱۸۶۴ع
کی تاریخ مین ایک دفعہ پڑہ چکے ہو۔ یہ اوس سے بہی زیادہ خوفناک تہا اسلیے کہ شب تاریک مین آیا۔ عناصر
کی جنگ اور پیکار اوس زور سے شروع ہوئی کہ سب کے دل دہل کے رہ گیے۔ طوفان کا مرکز ساگر کی شرق
کی طرف سے گذرا اور کلکتہ کے شمال مین زور شور کرتا ہوا چلا گیا پہلی تاریخ کی صبح ہی کو اوسکے آثار ظاہر ہو گئے

۳- تاریخ کو ۳ بجے یہ طوفان ختم ہوا جتنی جانین کہ پہلے طوفان مین ضائع ہوئی تہین اوسقدر ایکی دفعہ نہین تلف ہوئین۔ بعد اوسکے سیلاب بہی وہ آئے جو کیننگ کمپنی کے ٹریم وے کا دو ہزار فیٹ لوہا بہا کر لیگئے۔ جیسے دہوبی کپڑے دہوکر بچہاتے اوسی طرح رون نے مکانونکو زمین پر بچہا دیا۔ پولیس کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ کلکتہ کے اردگرد دو ہزار آدمی بادفنا کے چہوکو نہین آئے۔ دو دخانی کشتیان ۲۶ سو ۲۷ سٹھہ اسباب کی کشتیان اور چار پانچ سو اور قسم کی کشتیان غارت اور تباہ ہوگئین تیس ہزار جہونپڑے اور دوسو خشتی مکان بہی اوڑگئے۔ جہازونپر بہت کم آفت آئی۔ دو چار ہی شکستہ خستہ ہوئے باقی خیر رہی۔

(۹) بڑے بڑے ملکونمین ریل بنانیکے خاکے بنائے جاتے ہین اور اونکے تخمینے اور حساب ہوتے ہین تو اکثر یہ حساب اونکے غلط ہوتے ہین اور بن چکنے کے بعد یہ معلوم ہوتا ہی کہ اگر یہ سڑک اس راہ پر بنائی جاتی تو اوس سے زیادہ فائدہ ہوتا اور روپیہ بچتا۔ اس طرح کی غلطیان انگلستان مین بہی ہوئی ہین ہندوستان مین بہی ہوئین۔

بڑے ملکون مین ریل کا اندازہ۔

غرض ریل کے جال بچہانے مین بعض قطعات ہند مین بڑے بڑے انجنیرونکے آپسمین مباحثے ہوئے اور فرمانروایان وقت نے اپنی مختلف رائین ظاہر کین۔ ایسی جگہہ ریل کا بنانا جہان پانی ہنو اور ریگستانی ملک ہو بڑا دشوار ہی۔ ریت تو وہ بلا کی چیز ہی کہ شہرون کو خاک تلے ڈہک دیتی ہی اور گہرون کو گور بنا دیتی ہی۔ ایک جگہہ جمع ہوکر ٹیلے کے ٹیلے پہاڑون کے برابر کہڑے کر دیتی ہی۔ دریاؤن پہاڑون اور وادیون مین جو قدرتی دشواریان ہین اونکو انسان نے اپنا محکوم بنالیا اور فطرتی قوت پر فتح حاصل کرلی ہی۔ مگر ریگستان مین کچہہ بسقدر نہین چلتا۔ وہ وہ خاک اوڑاتے ہین کہ انسان کی ساری محنت کی ہوائی گرد ہو جاتی ہی۔ بیکانیر کے ریگستانون مین کشتی ریگستانی (اونٹ) ہی چلتی ہی وہان یہ آہنی گہوڑا (لوہے کی سڑک) کام نہین دیتا۔ وہان پانی کے عوض اونکا منہہ خاک سے بہرا جاتا ہی۔ غرض سنہ ۶۶ و ۱۸۶۷ع کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہی کہ ریل بہ تفصیل ذیل تیار ہوئی۔

نمبر	لین	طول میلون مین	روپیہ جسکی گورنمنٹ کفیل ہی	جسقدر میل تیار ہوئی
۱	ایسٹ انڈیا	۱۵۰۱ ۳/۴	۲۸۶۵۰۰۰۰۰	۱۱۳۱

نمبر	لین	طول میلون مین	روپیہ جسکی گورنمنٹ کفیل ہی	جسقدر میل طیار ہوئی
۲	گریٹ انڈین پنن شولا	۱۲۶۶ ۳/۴	۱۹۰۰۰۰۰۰	۳۹۳
۳	مدراس	۸۲۵	۱۰۰۰۰۰۰۰۰	۱۹۰
۴	سندہ جسمین پنجاب دہلی شمال کہر	۶۷۵	۱۰۶۲۴۰۰۰۰	۲۶۶
۵	اودہ روہیلکھنڈ	۶۷۲	۴۰۰۰۰۰۰۰	۶۳۰
۶	بمبئی بڑودہ	۳۱۲ ۱/۲	۶۰۰۰۰۰۰۰	۶ ۱/۲
۷	گریٹ سدرن انڈیا	۱۶۰ ۱/۲	۱۲۵۰۰۰۰۰	+
۸	ایسٹرن بنگال	۱۵۹	۲۶۶۲۰۰۰۰	۴۵
۹	کلکتہ اور سوتھہ ایسٹرن	۲۹	۶۰۰۰۰۰۰	+

(۱۰) میسور کے راجہ نے جب اپنے راج مین پرجا کو بہت دکہہ پہنچایا اور ملک کو اندہیر نگری چوپٹ راج بنایا" تو لارڈ ولیم بن ٹنک نے اوسکو راج سے جدا کر دیا اور اوسکے مناسب حال پنشن مقرر کر دی اور راج کا سارا کام کاج جنرل کبن صاحب کو حوالہ کر دیا - جنرل صاحب ایک قدیم ملازم سرکار کمپنی کے تہے اور اداب نظم ممالک کے بڑے رموز دان تہے - اونہون نے اپنی ہمت بلند سے اس ملک کی سرسبزی اور آبادی کے لیے ایسا اہتمام کیا کہ تہوڑے دنون مین وہ کایا پلٹ ہوگیا - دیہات کے دیہات جو بیچراغ پڑے تہے خوب آباد ہوگیے - رعایا کے لیے سارے ہی آسایش اور آرام کے اسباب مہیا ہوئے - غرض ایسا انتظام رفاہ ملک اور اہل ملک کا کیا کہ کبہی نہوا تہا - راجہ نے وسکونٹ ہارڈینج کے روبرو والپسی ملک کا استغاثہ پیش کیا - اونہون نے جنرل کبن سے اس معاملہ مین استفسار فرمایا - جنرل صاحب کو یہان کا حال جزو کل خوب معلوم تہا - اونہون نے لکہا کہ اگر راجہ کو پہر ملک دیا تو رعایا پر پہر غضب کا آسمان ٹوٹ پڑیگا - جو کچہہ محنت اور جانکاہی سے آبادی بلاد اور رفاہ عباد کے لیے سامان کیا گیا ہے [illegible] برباد جائیگا - غرض گورنر جنرل نے بہی اونکے ساتہہ اتفاق کرکے راجہ کی درخواست کو نامنظور کر دیا - راجہ صاحب کو تو اپنے راج کی لو لگی ہوئی تہی وہ اس تلاش مین رہتے تہے کہ کوئی اس لگی کو بجہائے -

برابر اپنے دعوی کو لارڈ ڈلہاوزی - کے ننگ ایلگن - سر جان لارنس کے روبرو پیش کیا مگر کسی نے اوسکے حال پر نظر التفات نہ کی - سر چارلس وڈ وزیر ہند نے بہی ان پانچ گورنر جنرلون کے فیصلہ کو بحال رکہا - پہر راجہ صاحب نے ایک لڑکے کو گود لیا - اور یہ دعوی پیش کیا کہ وہ میرا جانشین ہو اور وارث سلطنت قرار دیا جاوے - سنہ ۱۸۱۰ع مین جو لارڈ ولزلی نے اس ریاست کو قائم کیا تہا تو راجہ کے ساتہہ کوئی معاہدہ نہ تہا کہ آیندہ اوسکی نسل مین راج چلیگا - بلکہ فقط راجہ کی ذات خاص تک یہ راج مخصوص تہا - مگر وزیر ہند نے سنہ ۱۸۶۷ع مین اپنے شاہانہ مکرمت سے حکم صادر فرمایا - کہ راجہ کا لڑکا جب بالغ ہو تو راج اوسکو دیا جاوے اور وہ خود باستقلال راجہ ہو -

باب نہم

سر جان لارنس کا عہد حکومت

سنہ ۱۸۶۰ع

(۱) واگرون اور کاٹہیاواڑ اور دوارکا اور بیت کا حال ہم پہلے باب مین ذکر کر چکے ہین ہندؤن کے جتنے تیرتہہ دشوار گذار مقامات مین واقع ہوتے ہین اتنا ہی اوسکا تقدس زیادہ مانا جاتا ہے - ہمالیہ پہاڑ مین بدری ناتہہ و کیدار ناتہہ و گنگوتری اور جمنوتری ہی جسنے دیکہے ہین وہ یہ سمجہہ سکتا ہے کہ وہان تک پہنچنے مین کیا کیا مصیبتین اور آفتین سر پر آتی ہین - بدری ناتہہ جانے مین سیکڑون جاتریون کی جانین جاتی تہین - مگر برٹش گورنمنٹ نے اونکے حال پر کرپا اور دیا کر کے ہر دوار سے وادی الکنندی اور گنیش گنگا تک سڑک بنا دی ہے - دوارکا بہی بڑے قلب جنگہہ مین واقع ہے - بیت بہی بیت الصنم اوسکے پاس ہے - یہ دونون بڑے تیرتہہ ہین - اور واگر اونکے مالک ہین - چارون طرف سے وہان جاتری آتے ہین - واگرون کی مدتہائے دراز سے گذر اوقات ان تیرتہون کی آمدنی یا لوٹ مار سے ہوتی تہی - گو واگرون کو بہت دفعہ برٹش گورنمنٹ نے سرزنش کی تہی مگر اونہون نے اپنی پرانی عادت غارتگری کی چہوڑی نہین - سال گذشتہ مین اونہون نے دہا سا کا ٹوٹنا

اور ہاتیون کو مارنا شروع کردیا۔ کرنیل انڈرسن پولیٹکل ایجنٹ چالیس سوار اور تین سو پیادے اور
ہندوستانی کنٹنجنٹ کو لیکر اونکی سرکوبی کے واسطے گئے۔ کپتان لائچ اور کپتان ہبرٹ اونکے ہمراہ
تھے۔ ان دونون افسرونکی جانین وا گرونکے ہاتھ سے گئین مگر اونکا علاج بہی خاطر خواہ ہوگیا یقین ہے
کہ پھر کبہی اونکو حوصلہ سرکشی کا نہو گا۔

چند مہینے کے بعد فروری ۱۸۶۸ع بہیلون نے بغاوت اختیار کی کپتان میک لوڈ نے اونکو
شکست دی۔ کچھہ دنون بعد برٹش گورنمنٹ کی غایت انتہا پر کوہاٹ مین ایک جوانمرد افسر کپتان
رکسلٹن کی جان گئی۔ وہ سپاہ لیکر نیروسٹون سے لڑنے گئے تھے۔ صاحب نے ہوا شعاری کو کام فرماکر
اپنی جان کھوئی اور جسم دشمنونکے حوالہ کیا جسکو اونہون نے پھر سپاہ انگریزی کو واپس کردیا۔

(۴) کوہ سیاہ ایک مستطیل کی شکل کا سلسلہ پہاڑون کا ہے جو شمالاً اور جنوباً تقریباً پہیلتا ہے۔
وہ دریاے سندہ کے ساحل چپ کی جانب مقابل مہابن اور ملکا کے واقع ہے اور بہت نزدیک
سرکاری سرحد کے ہے مغرب مین اوسکے کشمیر ہے اور جنوب مین ہزارہ۔ اس ضلع مین مشہور مقام
ایبٹ آباد ہے۔ اس مقام اور کوہستان سیاہ کے درمیان ایک ملک کا قطعہ ہے جسکو وادی اگرور
کہتے ہین اوسمین ایک گانو اوگہی واقع ہے۔ وہان سرکار انگریزی کا تھانہ تہا۔ اس تہانہ پر حسن زئی
قوم نے مئی کے مہینے مین حملہ کیا۔ ایبٹ آباد سے فوراً کرنیل روتھنی صاحب تہوڑا سا لشکر لیکر روانہ
ہوئے اور نواب امب کی کنٹنجنٹ سے جو اوگہی مین تہا جا ملے اور بڑی جوانمردی سے اس سپاہ نے
دشمنونکا مقابلہ کیا اور اونکو نقصان پہنچا کر پرے ہٹا دیا اور ان لوٹیرون کو وادی اگرور مین قرار
نہ لینے دیا۔ اب گورنمنٹ کو ضرور معلوم ہوا کہ کوہ سیاہ کی قومون کو زور سپاہ دکہانے کے واسطے ایک
سپاہ جرار روانہ کرے۔ موسم گرما تو اس مہم کی تیاریون مین صرف ہوا۔ سرحد کی سپاہ کو جنبش نہین
ہوئی کہ جس سے وہ ضعیف ہوتی بلکہ دور دور کے مقامات سے لشکر اتنا جمع کیا کہ خواہ ان تہمون مین
کتنی ہی متفق و یکدل ہو کر لڑنے آئین تو اونکے مغلوب کرنے مین بہی غالب ہو۔ غرض اکتوبر کے مہینے
مین چودہ ہزار پانچسو برٹش اور ہندوستانی لشکر جمع ہوا۔ ۲۶ توپین اونکے ساتھہ تہین۔ اوس مین

مہاراجہ کشمیر کی سپاہ بہی داخل تہی ساس سپاہ کا سرکار کی امداد کے واسطے دینا موافق عہدنامہ کے
مہاراجہ پر ضرور تہا۔ اوگہی مین یہ لشکر ۳۔ اکتوبر کو پہنچا اور وہان اوسکے دو برگیڈ بنے ایک لشکر
کے برگیڈیر جنرل برائٹ صاحب تہے اور دوسرے برگیڈ کے برگیڈیر جنرل واگن صاحب تہے
اور کل سپاہ کے سپہ سالار جنرل وائلڈ صاحب تہے۔

وادی اگرور مین داخل ہونے کی راہ درہ سوسل مین تہی۔ یہ درہ گو لنبا تہا مگر آسانی سے
اوسمین گذر ہوسکتا تہا۔ کوہ سیاہ کی بلندی پر گانو کون گلی اور اوسکی ایک چوٹی پر موچی تہے
یہ تجویز ہوئی کہ اول ان مقامون پر قبضہ کرنا چاہیے۔ دونون برگیڈ کی سپاہ نے مختلف جانبون سے
اپنا کام شروع کیا۔ دشمنون نے اپنے سارے مقامات نہایت خفیف سا مقابلہ کرکے خالی کردیے سپاہ نے
کچہہ تہوڑے ہی سے دیہات جلاکر خاک مین ملائے تہے کہ دشمنون نے اطاعت کے لیے التجا کی۔ ۸ اور ۹۔
اکتوبر کو صلح کی گفتگو رہی۔ ۱۱ و ۱۲۔ کو سپاہ اوٹہی اوگہی مین آگئی۔ اکازئی کو اطلاع دیگئی کہ
موضع شہتوت جو انگریزی عملداری مین واقع ہے وہ اوس قوم کے پاس پہلے معافی مین تہا اب
اوسپر سرکار زر مالگزاری لیگی اور وہ سرکار رعایا کی طور پر شمار کیے جاینگے اور آزاد نہ رہینگے۔ بعد
تحقیق کے یہ معلوم ہوا کہ اگرور کے عطا محمد خان کے اغوا سے یہ حملہ تہانہ پر ہوا تہا۔ اوسکو مخالفت
اور دشمنی انگریزی گورنمنٹ سے بہت سی وجوہ سے تہی وہ گرفتار ہوکر لاہور مین بہیجدیا گیا۔ یہان
معزز قیدیون کی طرح وہ رہتا تہا۔ جبتک وہ قید رہا حسن زئی اور اکازئی اپنی شرارت سے باز
نہین آئی کچہہ نہ کچہہ فساد برپا کرتی رہی۔ شہتوت کو تو گورنمنٹ نے جلادیا۔ پہر ۱۸۶۸ع مین عطا محمد خان کو
اگرور مین بہیجدیا اور اوسکی ساری جائداد دیدی مگر جاگیر ضبط کرلی۔ اور خوب کان کہولکر سمجہا دیا کہ اگر
آیندہ کسی طرح کی شرارت اور شورش تم کروگے تو ساری جائداد تمہاری ضبط ہوجاویگی اور اپنے ملک
سے نکال دیے جاؤگے وہ ۱۸۸۵ع مین مرگیا۔

جب آناً فاناً یہ سماں بدل گیا کیا سپاہ کی لڑائی کے لیے تیاریان ہورہی تہین یا واپسی کا حکم
ہوا اس لشکر کشی عظیم کو لوگ سمجہے بیٹہے تہے کہ کیا کیا نتیجے پیدا ہونگے مگر کوئی شخص آگاہ نہ تہا کہ

گورنمنٹ کی اسمین کیا حکمت ہی۔ گورنمنٹ کے اوربہائی بند تو اتنا گورنمنٹ پر الزام نہین لگاتے تھے مگر
جو افسر اس سپاہ مین شریک مہم تھے وہ گورنمنٹ کی اس بزدلی پر بہت صلواتین سناتے تھے بعض انگریزی
اخبار نویسون کی یہ رائے ہی کہ یہ ہندوستان کی بڑی بدنصیبی ہی کہ گورنمنٹ جو انتظام اور کام کرنا چاہتی
ہی اوسکی اطلاع پبلک (عوام) کو نہین ہوتی۔ یورپ مین جب گورنمنٹ کوئی مہم اختیار کرتی ہی تو سب کو
معلوم ہوتا ہو کہ اوسکا منشا کیا ہی کیا وہ اپنے قیدیون کو چھڑانا چاہتی ہی یا وہ اپنی سرحد کا استحکام کرنا
چاہتی ہی یا کوئی اور خیال ہی غرض پبلک خوب واقف ہوتے ہین کہ گورنمنٹ کس انتظام کا سرانجام
دینا چاہتی ہی جو یہ مہم اختیار کرتی ہی۔ مگر یہان گورنمنٹ کے ملازمون کا پیارا یہ اصول ہی کہ ہندوستان
مین پبلک ہی نہین۔ مگر یہ ایک غلطی عظیم ہی اسلیئے کہ گورنمنٹ کے ہر ایک کام کو عوام خوب غور سے دیکھتے
ہین۔ گو وہ کوئی خاص ترکیب اپنے اجزا کے خواص کی نہین رکھتی مگر وہ تعداد مین کروڑون ہین جسوقت
اس لشکر عظیم کی تیاریان کوہ سیاہ کی مہم کے لئیے ہو رہی تہین تو ہندوستانیونکے دلون مین یہ خیال تہا
کہ سرکار روس سے لڑنے جاتی ہی پشاور اور کابل مین اور دور دور یہ خبر مشہور تہی کہ اس لشکر
عظیم کے جمع ہونیکا مقصد اعظم اور مطلب اہم یہ ہوگا کہ ایشیا مین کچہہ جا کر کام کرے اور
اپنے شان شکوہ دکہائے۔ مگر جب دفعۃً یہ جہگہٹ لشکر کا ٹوٹا اور چارون طرف وہ اپنی اپنی چہاونیونکو
روانہ ہوا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ سرحد کی قومون نے انگریزی لشکر کو آگے نہ بڑہنے دیا۔ اگر گورنمنٹ اپنے
گزٹ مین پہلے سے اشتہار دیدیتی کہ مقصد اس فراہمی لشکر کا یہ ہی اور اپنے اصل مطلب کو ظاہر کردیتی تو
برٹش گورنمنٹ کی کسرشان کی بدگمانی وہم غلط بین ذہنون مین نہ پیدا کرتا۔ مگر اسمین کچہہ شک نہین کہ
گورنمنٹ نے جو کام کیا وہ نہایت عقلمندی اور ہوشمندی اور ہوشیاری کا کیا اسواسطے کہ ان سرحد کی
قومون کی دشمنی سے اسقدر نقصان نہین پہنچتا جسقدر اونکی دوستی سے فائدہ حاصل ہو سکتا ہی۔
اونکی دشمنی تو فقط اسقدر ہوسکتی ہی کہ وہ اپنے ہمسایہ کے مقامون پر کبھی کبھی حملہ کرین۔ دیہاتیون کو دق
کرین اونکے مال و اسباب کو لوٹ لین۔ قافلون اور کاروانون کو سفر نہ کرنے دین۔ مگر یہ سب باتین
بے حقیقت ہین۔ ایسی خفیف باتونکا تدارک غالباً بالکلیہ تو کبھی نہو گا۔ ہان اوسمین تخفیف ہو جائیگی

اور اوسکی سزا دیجائیگی - مگر اوس سے کچھہ خلل سلطنت مین نہین پیدا ہو سکتا - ان قومون کو کبھی یہ خیال
بھی نہین ہو سکتا کہ وہ میدانی ملکون مین چڑھکر انگریزون سے لڑنے آوینگی اسباب کا گورنمنٹ کو یقین ہے
کہ وہ اونکو کبھی اکیلے اپنی ذات سے اس کام کے کرنیکا حوصلہ نہین پیدا ہوگا اور نہ وہ اس کام مین کوشش
کرینگے ہان اگر کوئی اور دوسرا دشمن اونکو بھڑکائے اور اونکو اپنا شکار اس سبب بنائے کہ اونہین اوسکے
مقابلہ کی قدرت نہو تو وہ البتہ میدانی ملکون مین پھیلینگے - اگر کوئی ایشیائی دشمن سرکار اونکی حمایت پر
کھڑا ہوگا - تو وہ کیسا ہی لشکر لیکر پہاڑ ملکون کے اندر انگریزون سے لڑنے آئے تو پانچ منٹ بھی وہ انگریزی
لشکر کے مقابلہ مین نہین ٹھہر سکتا - یہ کوہستانی قومین میدانی ملکون مین ایسی بیکس اور بےبس ہین
جیسے کہ مچھلی خشکی مین - مگر وہ اپنے پہاڑون مین شیر نر ہین - سرکار کے لیئے خطرناک دشمن ہین دوستی
کی حالت مین یہ قومین برٹش انڈیا کے لیئے مستحکم حصار اور سارے ہندوستان کے دروازون کے
قفلون کی کنجی اور ایک روک تمام دخل کرنیکے لیئے بن سکتی ہین - اس سے برٹش گورنمنٹ کو کچھہ نہین
حاصل ہوتا کہ تیغ اور آتش سے اونکی خانہ ویرانی کرین - خونریزی کے تخم کا بونا جسکی جڑ کبھی مانند قطع
نہین کر سکتا - کینہ بغض و دشمنی کی شاخون اور پتیون کو اونکے سینہ مین پھیلاتا ہے جسمین کبھی مصالحت کا پھل
نہین لگ سکتا -

برٹش گورنمنٹ کا فقط یہ دکھانا کافی ہے کہ اوسکا لشکر اونکی بلند پہاڑیون پر کیسا آسانی سے چڑھ جاتا
ہے اور اونکے سنگ گاہون اور کمینگاہون کو کسی طرح لے لیتا ہے اور زمانے کی حالت کے مناسب اونکو سخت سزا
دے سکتا ہے مگر ایسی سخت تدبیرین مناسب نہین جب ہے اونکو یہ معلوم ہو کہ برٹش گورنمنٹ ایسی
صاحب قدرت ہے کہ اونکو سزا دے سکتی ہے ایسی صاحب صولت ہے کہ اوسکے نام سے بدن مین لرزہ آتا ہے
خواہ جانور وحشی ہو خواہ انسان اوسکے بلانے مین جب سختی کیجائیگی مقصد ہاتھ سے جاتا رہیگا - تشدد
اور تطاول سے خوف پیدا ہوتا ہے مگر صرف خوف سے اعتبار اور اعتماد نہین پیدا ہوتا - بھڑکے ہوئے وحشی گھوڑے
بلانے سے پاس نہین آتے - صرف فتحیابی سے اس سرحد پر کام نہین چل سکتا - اگر ان قومون کے
ملکون کو گورنمنٹ اپنی عملداری مین نہ داخل کرے اور اونکو بالکل مطیع اور تابع نہ بنائے جبتک مقصد

گورنمنٹ کا حاصل نہین ہو سکتا۔ اس مقصد کے حاصل کرنیکے واسطے ضرور ہی کہ گورنمنٹ ہر ایک گانو مین
آگ لگائے اور دہاقین کو تلوار سے اوڑائے۔ اور سارے سنگ گاہون اور پہاڑونکے اندر اونکو ڈہونڈہ کر
نکالے بیشک گورنمنٹ کو اسقدر قدرت ہی کہ وہ ان کامونکو کرسکتی ہی۔ وہ ان قومونکو بالکل بتدریج
خاک مین ملا سکتی ہی۔ اونکے ملکونکو اپنے قبضہ مین کرسکتی ہی اور رکہہ سکتی ہی۔ غرض جن تدبیرون سے روسیون
نے سرکیشیا کو اپنے قلمرو مین داخل کیا اوسی طرح انگریزی گورنمنٹ بہی ان قومونکا حال کرسکتی ہی۔
مگر روسیونکا تو مقصد اس کام کے کرنے مین یہ تہا کہ وہ مشرق مین آگے بڑہنا چاہتے تہے اسلیئے وہ
اپنے پیچہے کسی خطرناک دشمن کو چہوڑنا نچاہتے تہے۔ جب ہی مقصد برٹش گورنمنٹ کا ہوگا تو اوسکو بہی یہی
کرنا پڑیگا۔ لیکن یہ سرحدی قومین جو اپنے پہاڑون مین نہایت قوی اور زبردست ہین ایک قدرتی سپر
اور ایک دیوار مستحکم برٹش گورنمنٹ کے لیئے ہے۔ یہ گورنمنٹ کی خود خطا ہی کہ وہ اوسکو کام مین نہ لائے۔
گورنمنٹ کا ابتک یہ دستور عمل رہا ہی کہ وہ ان قومون کے ساتہہ ایسا تعلق رکہتی ہی جو اوسکے مقاصد کو پورا
کرتی ہی۔ برٹش انڈیا کی سرحد ہزارہ سے لیکر ساحل بحر سندتک ایسی مستحکم ہی کہ دشمنون
کے آنے سب دروازے بند ہین۔

(۴) تمکو یاد ہوگا کہ ہندوستان سے سپاہ انگریزی کی ملک مصر کو سر ڈیوڈ بیرڈ لیگئے جب سے
ابتک پہر یہان کی سپاہ کو اتفاق نہین ہوا کہ وہ مغرب کی طرف جاتی۔ اس سال مین یہان سے سپاہ
ابی سینیا کی مہم مین روانہ ہوئی۔ بمبئی کے گورنر سی موفٹز جرالڈ نے وزراے انگلستان کو یقین
دلایا کہ ۱۸۶۷ء کے ختم ہونے سے پہلے سپاہ یہان سے آسانی سے جاسکتی ہی۔ یہ لشکر بادشاہ تہیوڈور سے
لڑنے کے واسطے سر روبرٹ نپیر کمانڈر انچیف بمبئی کے حوالہ ہوا۔ اس مہم مین دشمنون کے ہتہیار کا
خوف ایسا نتہا جیسا کہ قدرتی مزاحمتون کا اندیشہ تہا۔ اب اسپر ایک مباحثہ شروع ہوا کہ ہر پریزیڈنسی
کی فوج کتنی کتنی روانہ کیجاے۔ اسپر سر روبرٹ نپیر نے لکہا کہ میرے نزدیک یہ فائدہ مند ہوگا کہ ایکہی
پریزیڈنسی کی ہندوستانی سپاہ بہیجی جاے۔ جو بالکل متفق ہوکر کام کرینگے اور ایک دوسرے پر اعتماد
کرینگے۔ اگر وہ مختلف احاطون کے ہونگے تو آپسمین رشک و حسد ہوگا اور اسپر آپسمین طرفداری کا

الزام لگایا جائیگا کہ کیون ایک سپاہ پیچھے چھوڑ دی گئی اور دوسری مقابلہ مین لائی گئی۔ اونکے نزدیک بارہ ہزار سپاہ اس کام کے لیئے کافی تھی۔ وہ ساری بمبئی کی سپاہ مین سے سوائے ایک بلوچی رجمنٹ کے جہازون پر روانہ ہوئی اور اونمین شاہی توپخانہ اور ایک ڈرگیون گارد بھی تہا۔

مہم ابی سینیا کی تاریخ اس ملک کی تاریخ سے فقط اتنا تعلق رکھتی ہے کہ کہان سے سپاہ اس طور سے روانہ ہوئی اور اس مہم مین شریک ہوئی کچھ زیادہ حال لکھنے کی ضرورت نہین ہے۔ البتہ خلیج فارس اور مسقط مین ایسے انقلابات پیش آئے کہ اونکے سبب سے معاملات ملکی مین برٹش گورنمنٹ کو ایسا تعلق پیدا ہوا کہ اونکا بیان کرنا ضروری ہے جس سے لوگ یہ سمجھین کہ اگر آئندہ برٹش گورنمنٹ اون کے معاملات مین کچھہ عمل کرے تو اوسکا کیا مقصود ہوگا۔

عمان مین امام مسقط فرمانروا تہا۔ شروع صدی مین سرکار انگریزی وہان کے امام سعید کے ساتھہ شریک ہوکر اون قزاقون سے لڑی تھی جو خلیج فارس مین بحری قزاقی اور رہزنی کرتے تھے۔ جب سے برابر اتحاد امام کے ساتھہ سرکار کا چلا آتا تہا۔ یہ پیر بزرگ پچاس برس فرمانروائی کرکے اپنے باپ دادا کی پہلو مین چلا گیا اور کئی بیٹے پیچھے چھوڑ گیا اونمین سے ایک زنجبار کا حاکم بنا اور دوسرا مسقط کے تخت سلطنت پر بیٹہا پہر ان دونون بھائیون مین آپسمین فساد شروع ہوا۔ سلطان مسقط نے حاکم زنجبار سے خراج مانگا جو ہمیشہ دیا جاتا اور امام مسقط کو دیا کرتا تہا۔ جب یہ دونون بھائی اپنے جہگڑے کو آپسمین نہ سلجہا سکے تو اونہون نے لارڈ کیننگ کو حکم بنایا۔ اور اونکو اختیار دیدیا کہ جو چاہین فیصلہ کردین۔ اوس نیک منش نے ایسا فیصلہ کردیا کہ فریقین راضی خوشی ہوگئے۔ زنجبار کو خود مختار بنا دیا مگر خراج گزار امام مسقط کا رہنے دیا۔ ۱۸۶۵ء تک تو یہ معاملہ اسی طور سے رہا مگر پھر امام مسقط قتل کیا گیا۔ اور یہ خیال کیا گیا کہ اوسکے بیٹے سلیم نے اپنے باپ کے خون سے اپنا منہہ کالا کیا ہے مگر اوسنے رعایا اور امیرونکے نزدیک اپنی بیقصوری اس قتل کے اندر ظاہر مین ثابت کی اور اسلیئے وہ اورنگ آرا ہو گیا سرکار انگریزی کو کچھہ اس سے سروکار نہ تہا کہ وہ اس جرم مین مجرم تہا یا بیخطا تہا۔ اسلیئے اوس نئے سلطان کی حکومت کو مسقط مین تسلیم کرلیا مگر

حکمران زنجبار کو جو سلطان مسقط کا چچا تہا بہتیجے کو خراج دیتے ہوئے شرم آئی ۔ کچہہ شاہ ایران نے اوسکی طرف نظر التفات کی اسلیئے اوسنے خراج سے انکار کردیا ۔ شاہ ایران نے مدت سے بندر عباس امام مسقط کو تجارت کے کاروبار کے لیئے دے رکہا تہا کہ وہ اوس سے کچہہ محصول لے لیتا تہا ۔ اس بندرگاہ کے پٹہ و قبولیت پر اسقدر عرصہ گذر گیا تہا کہ امام مسقط کو اوسپر دخیل ہونیکا استحقاق پیدا ہوگیا تہا ۔ گو شاہ ایران اپنا اوس سے پیچہا چہٹانا چاہتا تہا مگر مجبور اس سے تہا کہ اوسکے پاس بحری کارخانہ امام مسقط کے برابر نتہا ۔ اب شاہ ایران نے یہ بہانہ کرکے کہ سلیم بدر کش ہی وہ امام مسقط نہین ہی بندر عباس اپنا قبضہ کرلیا ۔ امام مسقط نے بہی اوسکو حصار بندی کا خوف دکہایا ۔ اسوقت برٹش گورنمنٹ کو ضرور تہا کہ وہ اپنے اغراض کے اندر فتور نہ آنے دے اور شاہ ایران کو بندر عباس امام مسقط کے ہاتہہ سے نہ چہیننے دے ۔ بندر عباس کے خراج پر مباحثہ ہو رہا تہا کہ مسقط مین ایک اور انقلاب واقع ہوا کہ سلطان سلیم کو اوسکے بہنوئی نے معزول کردیا اور آپ اورنگ آرا ہوگیا ۔ سنہ ۱۸۶۶ء کے آخر مین یہان کی یہ صورت تہی ۔ اسے یاد رکہو کہ آگے جو بیان ہو اوسے سمجہو ۔

(۴) برٹش برہما کے نقشے کو دیکہہ لو کہ دریائے ایراوتی کے کنارے پر خاص برہما کا دار السلطنت منڈلے واقع ہی اور اوسکے شمال مین اسی دریا کے کنارے پر سوٹے حرفون مین ایک اور شہر بہامو لکہا ہوا ہی ۔ پہلے زمانے مین یونان اور برہما کے درمیان خوب تجارت ہوتی تہی ۔ یونان چین کے جنوب مغرب مین واقع ہی ۔ مگر یہ تجارت مسدود ہوگئی تہی اب یہ ارادہ ہوا کہ اس مردہ تجارت کو پہر زندہ کیجیئے ۔ اس مطلب کے لیئے ضرور تہا کہ اوس ملک کا اور اہل ملک کا حال دریافت کیا جاتا جسمین اس تجارت کی راہگذر ہو ۔ اور ضلع یونان کا حال تحقیق کیا جاے ۔ اس مقصد کے پورا کرنے کے واسطے کپتان سلیڈن کچہہ تہوڑے اور محققین کے ساتہہ بہامو سے مومین مین بہیجے گیئے ۔ یہ پہلا شہر تہا جو یونان کی راہ مین پڑتا تہا ۔ یہان سے پہر ارادہ تہا کہ اگر ممکن ہوا تو ضلع تالی کی راجدہانی تک جاینگے ۔ شاہ برہما کے حسد نے ان محققین کی راہ مین ہر قدم پر سنگ راہ رکہا اور فریب اور دغا کی راہ سے وہ اپنا مقصد پورا کرکے ستمبر مین واپس آگیئے ۔ جنوری مین

گئے تھے موملین کو دیکھہ آئے۔ آگے اس سبب سے نہین بڑھے کہ ملک مین فساد برپا ہو رہا تھا۔ وہان شاہ چین کی سپاہ کا ہجوم اسلیئے ہو رہا تھا کہ وہ صوبہ یونان کے انقلابونکو دور کرنے آئی تھی۔ موملین مین جو عہدہ دار تھے وہ بہت اخلاق اور تواضع کے ساتھہ کپتان سلیڈن سے پیش آئے اور اونکی بڑی دہوم دہام سے دعوت کی۔ قدیمی تجارت کے پھر جاری ہونیکا بڑا شوق ظاہر کیا۔ اور واپس جانے کے لیئے ایسا سامان کر دیا کہ جو دشواریان راجہ برہما کی ریاکاری اور مکاری کے سبب سے واقع ہوئی تھین وہ نہین واقع ہوئین۔

افغانستان کا حال۔

(۵) ۱۸۶۳ء مین دوست محمد خان نے اس دنیا سے رحلت کی اور اپنے پیچھے بہت سی اولاد چھوڑی کہ خوب لڑو مرو کٹو۔ بائیس (۲۲) بیٹے تھے جنمین سے بارہ ایسے معزز تھے کہ اونکے نام گورنمنٹ انگریزی کے فارن آفس مین درج ہوئے اور گیارہ پوتے تھے۔ امیر دوست محمد خان نے مرنے سے پہلے امیر شیر علیخان کو اپنا ولیعہد مقرر کیا تھا۔ مگر امیر کے مرنے کے بعد یہ بات توخوب ظاہر ہوگئی کہ کوئی افغانستان کا اورنگ آرا جبتک نہین ہو سکتا کہ اپنے بھائی بندون کے خون مین ہاتھہ نہ رنگے۔ غرض پانچ برس تک ان بھائیون مین کیسمین کشت و خون ہوتا رہا کبھی کوئی ہارا کبھی کوئی جیتا۔ امیر شیر علیخان ہمیشہ مدعی سلطنت رہا۔ مگر رقیبونکے ہاتھہ سے شکست پاتا رہا اور دیتا رہا۔ سرجان لارنس نے اپنا یہ شعار اختیار کیا کہ ان بھائیونمین جو افغانستان کا حکمران ہو اوسکی فرمانروائی کو تسلیم کیجیے یہانتک وہ اپنے اس دستور العمل کے پابند تھے کہ ایک دفعہ اونھون نے افغانستان مین دو امیرونکو تسلیم کر لیا اونھون نے امیر دوست محمد خان کے بیٹون سے صاف صاف کہدیا کہ کوئی تم مین سے افغانستان کے جس حصے کا فرمانروا حقیقت مین بنیگا۔ برٹش گورنمنٹ اوسکو اوسی حصہ کا فرمانروا تسلیم کریگی ۱۸۶۶ء مین امیر شیر علیخان کو اوسکے بھائی محمد افضل خان نے کابل سے مغربی اضلاع ہرات اور قندہار مین دہکیل کر نکالدیا۔ تو اوسنے برٹش گورنمنٹ سے استدعا کی کہ مجھے افغانستان کا فرمانروا تسلیم کیجیئے۔ اس درخواست کا جواب سرجان لارنس نے یہ دیا۔ کہ ہنوز امیر شیر علیخان قندہار اور ہرات مین فرمانروائی کر رہا ہے۔ اے میرے دوست برٹش گورنمنٹ کے تعلقات افغانستان کے

حقیقی حکمران ہین۔اگر جناب نے کابل کو اپنی سلطنت مین درحقیقت داخل کرلیا ہی اور دل سے برٹش گورنمنٹ کے اتحاد اور اخلاص کے خواستگار ہین تو مین بہی حاضر ہون کہ آپ کو برٹش گورنمنٹ کا محب خالص سمجہون مگر اوسکے ساتہہ یہ بہی ہی کہ امیر شیر علیخان کو بہی مین افغانستان کے ایک حصہ کا حکمران مانونگا۔اور اوسکے ساتہہ بہی رشتہ اتحاد نہ توڑونگا۔

سنہ ۱۸۶۷ع مین بہی امیر شیر علیخان کی حالت کچہہ بہتر نہوئی بلکہ وہ اور پرے ہرات مین ہٹا دیا گیا۔ محمد افضل خان نے پہر برٹش گورنمنٹ سے یہ چاہا کہ اوسکو افغانستان کا فرمانروا مانے۔اسپر پہر جواب جناب گورنر جنرل نے یہ دیا کہ میرے دوست برٹش گورنمنٹ نے اب تک یہ طریقہ اختیار کیا ہی کہ افغانستان مین جو فریق آپسمین برسر جنگ ہین اونمین سے وہ کسی کی طرف نہ بولتی ہی نہ کسی کی جانب کو اختیار کرتی ہی۔مجہے معلوم ہوا کہ دربار کابل مین یہ خبر پہنچی ہی کہ مین نے امیر شیر علیخان کی معاونت کی ہی مگر مجہی یہ موقع ملا ہی کہ آپ سے یہ استدعا کرون کہ ایسی واہیات باتونکو آپ ہرگز یقین نکرین۔میرے گورنمنٹ کی طرف سے امیر شیر علیخان کی کسی قسم کی اعانت نہین کی گئی ہی نہ روپیہ دیا گیا نہ آدمی بہیجے گئے نہ ہتہیار۔جناب اور امیر شیر علیخان بغیر میری استعانت کے اپنے اپنے حصول مقاصد کے واسطے میدان جنگ مین اپنے بل پر لڑتے ہین۔میرا طریقہ جو ابتک کسی طرف جانبدار نہونے کا رہا ہی وہی آیندہ بہی رہیگا۔ اگر خدانخواستہ افغانستان مین یہ فیصلہ جلد نہوا کہ کون سب مین سے اعلی حاکم ہی اور ہنگامہ جنگ برپا رہا تو بہی مین کسی فریق کا جانبدار نہونگا۔میرے دوست جو مین نے پہلے خط مین تمکو لکہا تہا وہی اب مین پہر لکہتا ہون کہ برٹش گورنمنٹ کے تمام روابط اتحاد اور تعلقات افغانستان کے اصلی فرمانروا ہون کے ساتہہ ہین اسواسطے امیر شیر علیخان پاس جبتک ہرات ہی اور وہ ہماری گورنمنٹ کے ساتہہ اخلاص اور اتحاد رکہتا ہی مین بہی اوسکو ہرات کا فرمانروا مانونگا اور اوسکے ساتہہ اخلاص اور محبت رکہونگا۔اسی اصول کے موافق مین جناب کو کابل اور قندہار کا امیر تسلیم کرونگا۔اور برٹش گورنمنٹ آپکی اس حیثیت کے موافق مدارات کریگی اور نیک اندیش اور خیرخواہ آپکی رہیگی۔سنہ ۱۸۶۶ع مین سر جان لارنس نے خلاصہ اپنے دستور العمل کا اس طرح لکہا کہ ہم بیٹہے ہوئے افغانستان کے واقعات کو دیکہا کرین اور

اس بات کو صاف طور سے دکہادے کہ ہمکو افغانستان کے آپسکے جہگڑون اور فسادون سے کچہہ کام نہین ہے۔ ہم کسی فریق کے جانب دار نہین ہے۔ افغان آپس کا جہگڑا آپ فیصل کر لین۔ ہم ساری قوم کے نیک خواہ اور خیر خواہ ہین اور جو حاکم وہان درحقیقت ہون اونکے دوست ہین سر جان لارنس نے یہ فیصلہ قطعی کر لیا تہا۔ باوجودیکہ افغانون نے بہت چاہا کہ وہ ہمارے فسادون کو اپنی مداخلت سے مٹادین ایک دفعہ افغانون نے اپنے سردار کی معرفت برٹش گورنمنٹ سے عرض کیا کہ ہمارے سب خاندان کے آدمی اور ہماری سب قومین بالاتفاق یہ کہتی ہین کہ جبتک برٹش گورنمنٹ اپنا قدم درمیان نہین رکہیگی ہمارے ہان فساد اور عناد نہ مٹے گا اور کچہہ فیصلہ نہوگا اور اس خیال سے اونکا ارادہ تہا کہ سب اپنی ایک یادداشت برٹش گورنمنٹ کے فرمانروا کے روبرو پیش کرین۔

۱۸۶۷ء کے نصف آخر اور ۱۸۶۸ء مین افغانستان کی ہوا پلٹی اور دوسرے سال کے موسم خزان مین امیر شیر علیخان افغانستان کا ایسا فرمانروا ہوگیا کہ سر جان لارنس کو اوسنے یقین دلا دیا کہ مین درحقیقت مستقل حکمران افغانستان کا ہون اوسوقت سے برٹش گورنمنٹ نے بہی تسلیم کر لیا کہ وہ فی الحقیقت فرمانروا افغانستان کا ہی پہر سر جان لارنس نے ایک خط برٹش گورنمنٹ کی طرف سے بہیجا۔ نیکخواہی اور مصالحت کی یہ علامت تہی کہ دو لاکہہ روپے بہیجے اور دس لاکہہ روپیہ دینے کا اور وعدہ کیا۔ اور امیر کی اس درخواست کو بہی منظور کر لیا کہ وہ برٹش گورنمنٹ کی عملداری مین ملاقات کے لیئے آئے اوسکی خاطرداری اور تواضع اور تکریم ایسی کیجائیگی جو افغانستان کے لیے سزاوار ہے۔

اسی سال مین روسیون نے بخارا کو جسے ازبکستان بہی کہتے ہین ممالک محروسہ مین اپنے داخل کیا امیر بخارا کا بیٹا باپ سے لڑتا تہا۔ اسلیئے باپنے روسیون کی حمایت سے خالی تخت پر بیٹہا رہنا غنیمت جانا۔ رعایا بہی امیر سے برگشتہ خاطر تہی۔ اب بخارا پر تسلط ہونے سے روسی افغانستان کے قریب آگئے افغانستان ایسا ملک ہے کہ جسمین ہمیشہ آپسمین لڑائی جہگڑے فساد برپا رہا کرتے ہین اسلیئے روسیون کو اونکے معاملات مین دخل دینے کے واسطے خوب موقعے ہاتہہ لگ سکتے ہین۔ ایک افغان اپنی کوہستانی سپاہ لیئے ہوئے روسیونکی طرف سے لڑتا تہا وہ اونکی سپاہ مین گویا ملازم تہا۔ اور یہ یقین تہا کہ اوسکو

افغان بہی شکست یافتہ اور اپنے اپنے ملک سے خارج شدہ روسیونکا دامن پکڑینگے۔ جناب سر جان لارنس نے یہہ طریقہ افغانستان کے باب مین یہ اختیار کیا کہ کچہہ اونکے آپسکے جہگڑون مین نہ بولے۔ اسکے بعض بہت ثنا خوان ہوئے بعض نے اوسکا نام ماسٹرلی ان اکٹوٹی یعنی استادانہ کاہلی رکہا۔ جسکا مطلب یہہ ہی کہ کچہہ کام نکرنا سب سے زیادہ عمدہ ترکیب ہی۔ مگر روسی بخارا مین ایسی لمبی ڈگین بہرتے ہوئے چلے آتے ہین کہ گورنمنٹ کو مشکل ہی کہ وہ اپنے طریقہ پر مستقل طور پر قائم رہے۔ جب سر جان لارنس ہندوستان سے تشریف لیجانے کو ہوئے تو ایک معتبر اخبار ٹائمز مین یہ لکہا گیا کہ اونہون نے جو افغانستان کے فسادون مین کسی طرف نہ بولنے کا عزم مصمم کر لیا تہا اوسکی وہ کچہہ اصلاح اور ترمیم کرنے کو تہے۔ یہ افسوس کی بات ہی کہ ایسے وقت مین اونکا قائم مقام ایک ناتجربہ کار ہوتا ہی کہ جسمین سب وقتون سے زیادہ ہندوستان کے لیے ایسا حاکم مقرر ہونا چاہیئے جو ایشیائی ملکونکے رموز سلطنت اور آداب مملکت سے خوب ماہر ہو۔ بالفعل روسیون کے بخارا مین آنے سے گورنمنٹ ہند کو کوئی محل تردد نہین ہی۔ روسیونکی ایسی قوت عظیم نہین ہی کہ وہ اپنے مرکز قدرت سے اسقدر دور دراز فاصلہ پر ایسا کام کرین کہ جس سے برٹش گورنمنٹ کو کسی وقت مین خطر اور خوف پیدا ہو۔ مگر ایک دوسری فرنگستانی سلطنت کے پاس ہونے سے البتہ معاملات ملکی مین الجہیڑے اور پیچ پر پیچ اس سبب سے پڑتے ہین کہ ناراضی رعایا سے اور ہمسایہ سے جو ہمیشہ پر سر شورش و شر رہتا ہی پالا انکو پڑتا ہی۔

اسی زمانے مین چینیون سے ایک چہڑپ ہوتے ہوتے رہگئی۔ تہوڑی سی بحری سپاہ کو اوس جانب مین اسلیئے جنبش ہوئی کہ چینیون نے مشنریون کے ساتہہ گستاخی اور بیباکی کی تہی۔ یہ امر مشتبہہ تہا کہ آیا جو سلطنت چین سے برٹش گورنمنٹ کا معاہدہ ہی اوسکے موافق اس فوج کشی کا حق بہی پہنچتا ہی یا نہین خواہ یہ حق پہنچتا تہا یا نہتا مگر قومی حق جو سب پر غالب ہو جاتا ہی وہ اسکا مقتضی تہا۔ گو بعض سخت و درشت مزاجون نے ناک بہون چڑہا کر اور منہہ بنا کر یہ کہا کہ برٹش گورنمنٹ اون سب انگریزون کی محافظ نہین ہو سکتی جو اپنی اولوالعزمی سے کام کرتے ہین اور دور دراز غیر ملکون مین تجارت کے خیال سے یا مذہب کے رہنمائی مین چلے جاتے ہین مشنریونپر یہ فرض نہین ہی کہ وہ یون موت کے منہہ مین جانیکے لیئے یا شکنجہ مین کہنچنے کیواسطے

منہہ اوٹھا کے غیر ملکون مین چلے جائین۔ اگر وہ اس جان جوکہون کو اپنے اوپر گوارا کرتے ہین تو وہ ایک انگریزی رسالہ بہی نوکر رکہہ کے اپنے پیچہے رکہا کرین۔

(۶) سر جان لارنس کے عہد حکومت کی جو بڑی یادگار ہی وہ قانونی تدبیرین ہین جو اونہون نے اودہ اور پنجاب کی زمینداری و تعلقداری اور کاشتکاری کے باب مین کین یعنی ایکٹ نمبر ۲۸ سنہ ۱۸۶۸ء متعلقہ دخل رعیتانہ اراضی واقع ملک پنجاب اور ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۶۹ء دربارہ حقوق اور سلسلہ جانشینی تعلقہ داران اودہ ہی۔ وہ اسبات کو دل و جان سے چاہتے تہے اور اپنی ساری ہمت اس کام مین صرف کرتے تہے کہ کاشتکاران موروثی کے حقوق محفوظ رہین اور اونپر نہ زمیندار کی نہ تعلقہ دار کی کسی طرح دست درازی ہوسکے۔ سنہ ۱۸۶۵ء مین ان قوانین کی نسبت جو سر جان لارنس کے ذہن نقاد اور طبع وقاد نے ایجاد کیئے تہے بڑا غل مچا اور واویلا ہوئی کہ گورنمنٹ نے جو معاہدے زمینداروں کیساتہہ کیئے تہے وہ سب شکست ہوتے ہین اور پہر سب مین نارضامندی اور ناخوشی پہیلتی ہی۔ تحقیقات کرنے سے یہ ثابت ہوا کہ رعایا ے ملک اودہ جنکی خاطر کے لیئے گورنمنٹ نے اپنے تئین جوکہون مین ڈالا تہا وہ ایام غدر مین تعلقہ داروں سے مل گئی اور وہ اونکے سارے ظلم و ستم جنکے لیئے کئی برسون سے روتی چلی آئی تہی بہول گئی اور درحقیقت وہان کوئی جماعت ایسی نتہی جسکو کاشتکاران موروثی کہہ سکین۔ اس معاملے مین مباحثہ عظیم نہایت سرگرمی کے ساتھہ ہوا اور آخر کو سر چارلس وڈ کے مراسلہ نے سبکو چپکا کردیا۔ اونہون نے لکہا کہ یہ میری آرزو ہی کہ لوکل گورنمنٹ اس امر مین نہایت احتیاط اور حزم اختیار کرے کہ کسی کی حق تلفی نہو۔ تعلقہ داران اودہ کو اوسی عزت اور آبرو کے ساتہہ جس درجہ اور مقام پر لارڈ کیننگ کی گورنمنٹ نے بٹہایا ہی بٹہا رہنے دے اور اوسمین فرق نہ آوے۔

اودہ و پنجاب مین اول اول بندوبست قانون ہفتم سنہ ۱۸۲۲ء کے موافق ہوا تہا۔ اس قانون مین تمام اصول بندوبست اراضی لکہے ہوئے ہین اوسکی دفعہ سب سے زیادہ واجب التعمیل یہ تہی کہ جسمین یہ اصول لکہا ہی کہ عہدہ داران مال و بندوبست اون لوگون کے کہ اراضی سے تعلق رکہتے ہین سب حقوق مرافق اور استحقاق جیسے کہ وہ تحقیق ہون قلمبند کرین۔ گویا یہی قانون تہا یہی ضابطہ تہا جب

پنجاب و اودہ کے قوانین۔

پنجاب کا قانون بندوبست اراضی پیش ہوا تو کونسل مین یہ مباحثہ ۱۴- اکتوبر کو پیش ہوا کہ عہدہ داران مال کو یہ اختیار رہے یا نہین کہ جو بندوبست اولین مین حقوق مزارع اور استحقاق قلمبند ہوئے ہین اونکی ترمیم اور اصلاح کرین یا نہین- اس بندوبست دوم کو سر جان نہایت پختگی کے ساتھہ کرنا چاہتے تھے اسلیئے بڑی سرگرمی سے مباحثہ ہوا اور آخر کو ۲۱ اکتوبر کو ایکٹ نمبر ۲۸ ۱۸۶۸ع مین پاس ہوگیا-

ملک اودہ مین ۱۸۵۶ع مین پھر تسلط ہوگیا تھا اس ملک کے چند علاقون کا حق ملکیت بپابندی بعض شرائط سرکار انگریزی کی جانب سے بعض تعلقہ داران وغیرہ کو عطا ہوا تھا- اونکے قسم حقوق اور دربارہ سلسلہ جانشینی کے اندر شکوک واقع ہوتے تھے اور جھگڑے اوٹھتے تھے اون شکوک کے دور کرنے اور جانشینی کے قواعد منضبط کرنیکے لیئے اور بعض اور مطالب کے لیئے ان معاملات سے متعلق ہین ایک عمدہ مباحثہ کے بعد بنایا گیا اور وہ ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۶۹ع کے نام سے موسوم ہوا- ان دونون قانون کے سبب سے سر جان لارنس کا عہد بڑا مشہور ہے

(۷) عمارات سرکاری جنسے کہ رفاہ عام ہو اور جنسے کہ سلطنت کو استحکام ہو- اور جنسے آیندہ بہت سا فائدہ ہو وہ جسقدر سر جان لارنس کے عہد حکومت مین تعمیر ہوئین ایسی کسی عہد مین نہین ہوئین ۱۸۵۷ع کے غدر کے بعد یہ امر ضروری معلوم ہوا کہ گورون کے واسطے بارکین بننی چاہئین اور قلعے جہان خطر کی جگہہ ہو حفاظت کے واسطے تعمیر ہونے چاہئین- ان سب عمارات کا تخمینہ جسکو جنگی عمارتون کا تخمینہ کہتے ہین ۱۸۶۳ع مین دس کروڑ روپے کا ہوا تھا- اور اسی زمانے مین نہرونکے بننے کا تخمینہ تیس ۳۰ کروڑ روپے کا ہوا تھا- ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ نہرونکی تعمیر ہونی کی تدبیر ادہار کے روپے پر ٹھہری تھی اسلیئے جیسا سامان روپے کا ہوتا جاتا تھا ویسا ہی یہ کام چلتا جاتا تھا- سوا ان نہرون کے اندر تیس کروڑ روپیہ خرچ کرنیکے ریلوے کی وسعت دینے کے واسطے اور چالیس کروڑ روپیہ تجویز ہوا تھا- غرض ایسے کامون کے واسطے تخمینہ اسی کروڑ روپیہ کا خرچ ہونا تجویز ہوا تھا- اس سال کے آخر مین بارکون کے اندر پانچ کروڑ روپیہ کے قریب خرچ ہوچکا تھا گویا آدہا کام بن چکا تھا- اور آدہا روپیہ بارکون اور قلعون کے واسطے تقسیم ہوچکا تھا اور یہ امید تھی کہ ۱۸۷۰ع مین یہ سارا کام پورا ہو جایگا- پھر اوسکے بعد تمام توجہ

اور سعی اس امر کی طرف کیجائیگی کہ ایسی عمارات تعمیر ہون کہ جنسے آئندہ فائدہ ہو اور ملک کی آسودگی اور بہبودی اور دولتمندی زیادہ ہو۔ یہ بارکین پرانی بارکون سے کہین شاندار تعمیر ہوئین نصف صدی سے گورے عمارات کا ہی مین رہا کرتے تہے چہوٹی پریزیڈنسیون مین یہ بارکین کرکی اور بنگلور مین بنی شروع ہوئین۔ مگر زیادہ تر اہتمام اس کام مین بنگال پریزیڈنسی مین ہوا۔ یہان کی بڑی بڑی چہاونیون مین بہت ترقی اوسکی ہوئی۔ پونے سات کروڑ روپیہ تو خاص بنگال پریزیڈنسی مین خرچ ہوا اور باقی روپیہ دو چہوٹی پریزیڈنسیون بمبئی اور مدراس مین تقسیم ہوا۔ پنجاب گورنمنٹ مین سیالکوٹ جالندہر۔ انبالہ کے اندر دمدمے بنائے گئے اور اگے اونکے برج بارہ لگائے گئے۔ اور ممالک متوسطہ مین نوگانو مین اور حیدرآباد کے متصل سکندرہ مین دکن کے ابادی یہ دمدمے تعمیر ہوئے ملتان اور راولپنڈی مین بہی وہ تیار ہونگے۔ پشاور مین ایک نہایت مستحکم اور متین قلعہ تعمیر ہوا ہے۔ ان سب کے اندر بارکین اور بڑے بڑے سلحہ خانے بہی تعمیر ہوئے ہین۔

یہ تعمیرات تو سرکاری تہین اب غیر سرکاری طور پر دو بڑے کام ختم ہوئے۔ ۱۵۔ نومبر کو انبالہ اور دہلی کے درمیان ریل جناب لارڈ میو نے خود کہولی۔ پانچ چہ سو مہمان موجود تہے۔ یہ آخری وقت تہا کہ جناب سر جان لارنس اپنے پرانے رفیقون اور دوستون سے ملے۔ اس جلسہ مین تقریرین اور اسپیچین اونہون نے فرمائین اون سے معلوم ہوتا تہا کہ اس ملک کے جانے سے کیسا اونکا دل کڑہتا ہے۔ اور اونکو یہان کی باتین کیسی یاد ہین۔ ایک اسپیچ مین جسوقت اونہون نے اپنے بہائی سر ہنری لارنس کا نام لیا تو زبان لڑکہڑانے لگی۔ اس ریل کے جاری ہونے سے یہ بڑا فائدہ تہا کہ دامن کوہ ہمالیہ صرف ۳۵ میل رہگیا۔ کسولی ڈگشائی اور سپاٹو اور شملہ کی آمد و رفت انگریزون کو بڑی آسانی ہوگئی۔

اب دوسرا غیر سرکاری کام ایسٹ انڈین اریگیشن کمپنی کا اڑیسہ مین ۱۸۶۹ء کے آخر مین یہ بات ٹہہر گئی کہ کمپنی اس کام سے بالکل دست کش ہو۔ گورنمنٹ نے اس سارے کام کو کمپنی سے خرید لیا۔ جو کچھ اوسکا خرچ ہوا تہا وہ روپیہ اور اوسکے ساتھ پانچ روپیہ سیکڑا سود دیدیا۔

(۸) ابہی ۱۸۶۸ء پورا ختم نہوا تہا کہ ارل میو۔ بمبئی مین آگئے۔ اور سر جان لارنس کے

چلنے کی تیاریان ہونے لگین۔ گورنر جنرل ہونے سے مابعد اور ماقبل کے کامون مین سرجان لارنس کے تمیز کرنی ضرور ہی۔ اوسکے ماقبل کے کام اوس فروشکوہ کے تہے جو مابعد کے نہ تہے اسلیئے اونکے بعض ہمصورت بہائی ہندون کی یہ راے ہی کہ اگر وہ ہندوستان مین گورنر جنرل ہوکر پھر نہ آتے تو اونکا نام زمانہ آیندہ مین زیادہ عظمت وشوکت اور بزرگی کے ساتھہ یاد کیا جاتا۔ اونہون نے گورنر جنرلی کا کام بہی اونہین اصول کے موافق کیا جنکے موافق پنجاب کی چیف کمشنری کا کام کیا تہا۔ جو ان اصولون کے عیب وصواب دیکہہ کر اونکے عہد حکومت کی تعریف کرنی چاہتے ہین یا ہجو۔ اونکو فقط وہ قوانین دیکہنے چاہئین جو اونہون نے بندوبست ومالگزاری اراضی کے باب بنائے ہین۔ آج تک کسی بنگال کے حاکم متعہد کو وہ شہرت اور ناموری نہین حاصل ہوئی جو سرجان لارنس کو حاصل ہوئی۔ درحقیقت زمین کی مالگزاری کا صیغہ تمام گورنمنٹ کے سررشتون کی جان ہی۔ جو حاکم اس صیغہ مال مین اپنی ذکاوت وفراست کو دکہاتا ہی وہ جلد شہرت وترقی پاتا ہی۔ جو مال کے صیغہ مین کلکٹر یا کوئی اوسنے ماتحت کا حاکم شہرت حاصل کرتا ہی وہی جلد کمشنر ہوجاتا ہی۔ اور جو اس کام مین سست اور کاہل ہوتا ہی وہ جج ضلع بنایا جاتا ہی حقیقت مین پنجاب اور اودہ کے قوانین مالگزاری جو اونہون نے بنائے وہ اونکے بڑے کارنامے ہین۔ اور کوئی کام اونکا اس سے بڑا نہین ہی۔ اونکا نام ہندوستان مین بڑا تہا۔ اونسے تمام راجہ رئیس اور خودمختار نواب اور مہاراجہ ڈرتے تہے اور جو ہندوستان کے مضافات مین فرمانروا تہے وہ بہی اونسے خوف کہاتے تہے۔ اونکے عہد سلطنت مین کسیکو یہ حوصلہ نہوتا تہا کہ کوئی درپردہ سازش کرے۔ اور فتنہ وفساد کی سرنگ اندر ہی اندر اوڑانے کا قصد کرے بہوٹان کی مہم کا آغاز اونکے آنے سے ہوچکا تہا اور اوسکو آتے ہی بہت خوبی کے ساتہہ اونہون نے ختم کردیا۔ کوہ سیاہ کی مہم اونکے عہد مین ہوئی جسکا حال پہلے بیان کرچکے ہین کہ اوس سے ایک عام ناراضی اونکی ہم قومون مین اوس سے پیدا ہوئی۔ وہ سپاہ کی آسایش اور آرام کے اسباب مہیا کرنے کا بڑا شوق رکہتے تہے۔ اسلیئے سپاہ اور افسران سپاہ کے دلون مین اونکی بڑی جگہہ تہی۔ افسران سول کو اونپر ایک طرح کا رشک تہا۔ وہ انگریز جو ملازم سرکار نتہے وہ اونسے کچہہ راضی نتہے۔ اسلیئے کہ اونکی یہ راے تہی کہ جہانتک ہوسکے ہندوستان مین انگریز زیادہ تر اپنی دولت اور ہنرمندی اور محنت کو صرف نکرسکین۔

یہ راے کچہ اونہین کے ساتہہ خصوصیت نرکہتی تہی بلکہ بالعموم تمام پرانے سول کے حاکمون کی بہی تہی کہ وہ
یہ نچاہتے تہے کہ بہت سے انگریزونکے گہر یہان آباد ہون اور ایمپون کی لمبی لمبی بتیون کی روشنیون
کے سامنے ہندوستانیون کے چراغ زیادہ تر بے نور معلوم ہون ۔ مگر ریل کی شرکت جب ایک میل بنتی
ہی تو انگلستان کا اثر اوسکے ساتہہ زیادہ ہوتا جاتا ہی ۔ اوسمین اونکی دولت خرچ ہوتی ہی اوسمین اونکی
ہنرمندی اور صنعت ظاہر ہوتی ہی اسلیئے ہندوستانی رئیس ریل کے بننے کو اپنے ملک مین ایک مصیبت
جانتے ہین وہ یہ نہین چاہتے ہین کہ اونکی رعایا انگریزون کے پاس ہوکر بہی گذرے ۔ اور اونکا سایہ اونپر
پڑے ۔ اپنی عملداری مین وہ انگریزون سے ملنے سے خائف رہتے ہین ۔ سول کے حاکم بہی ہندوستانی رئیسون
کے ساتہہ اس معاملہ مین کسیقدر دلسوزی اور ہمدردی کرتے ہین ۔

سرجان لارنس نے مدت تک ہندوستان بالا مین ریل نہ جاری ہونے دی اور بڑی منت سے کلکون
سے لاہور اور پشاور کے درمیان ریل بننے کو منظور کیا ۔ اگر وہ اوسکے حارج نہوتے تو اتبک وہ
بن چکی ہوتی ۔ اور اوسکے بنجانے سے وہ فائدہ ہوتا جو پچاس ہزار سپاہ کے سرحد پر رکہنے سے ہوتا ۔
سرجان کو اپنے اخیر عہد سلطنت مین عیسائی مذہب مین زیادہ غلو ہوگیا تہا وہ یہ ارمان اور حسرت
اپنے ساتہہ انگلستان لیگئے کہ انجیل مقدس مدارس سرکاری کے درس مین نہ داخل ہوئی ۔ وہ یہ چاہتے
تہے کہ کتب درسیہ مین وہ داخل ہوجائے اور اوسکا پڑہنا یا نہ پڑہنا ہندوستانیونکی مرضی پر چہوڑ دیا جائے
خلاصہ یہ ہی کہ اگر اس ملک مین کوئی فساد برپا ہو یا کوئی باہر سے غنیم اس ملک مین فساد برپا کرنے کا
ارادہ کرے تو اوسکے دور کرنے کے واسطے فقط جناب سرجان لارنس کا یہان موجود ہونا ایک لشکر
عظیم کے برابر ہی ۔ اگر انگلستان کا فقط یہ مطلب ہو کہ ہندوستان کو اپنے قبضے مین رکہے تو اس سے
بہتر کوئی تدبیر نہین کہ سرجان لارنس جیسا کوئی گورنر جنرل ہندوستان مین مقرر کرے اور اگر
اوسکا یہ مطلب ہو کہ اس ملک کی ترقی ہو اوسکے اخلاق اور عادات کی اصلاح ہو ۔ یہانکے باشندے
طرز تمدن اور معاشرت مین سربلند ہون ۔ اہالیان انگلستان کا سرمایہ یہان صرف ہوکر تجارت کا
بازار گرم ہو اور اونکو دیکہکر ہندوستانیون کا حوصلہ فراخ ہو اور نظر فراخ تر ہو اور اونکے دلون مین

وہ خیالات پیدا ہون جنسے کہ آج انگلستان کو یہ دولت اور حشمت عظمت حسن سیرت وصورت حاصل ہوئے بغیر تو اوسکو یہان کا گورنر جنرل اور وِیسرائے کہین اَور سے مقرر کرنا چاہیے یہان کے سول کے حاکمون مین سے وہ نہ منتخب کرے جسکی حکومت شخصی کی عادت سے ہندوستانیون کے دلون مین اس گورنمنٹ کی نہ عزت اور نہ دلی محبت پیدا ہو۔

جب سر جان ولایت مین تشریف لے گئیے تو ۲۴ - مارچ ۱۸۶۹ء کو اونہون نے پیر کا خطاب پایا۔ پنجاب اور کریٹ ٹی کے سو تھم ٹن مین بیرن لارنس ہوئے۔ غرض اونکو بہت سے امارت کے القاب وخطاب اور دولت کے سرمایہ وہان عطا ہوئے جنکے وہ سب طرح سے مستحق تھے۔

باب دہم

برٹش انڈیا کے جزائر

جب ہندوستان کی تاریخ لکھی جاتی ہے تو اوسمین برٹش انڈیا کے جزائر کا حال ایسا چھوٹ جاتا ہی کہ گویا وہ یہان کے فرمان روایون کے قلمرو ہی مین نہین ہین۔ لنکا کا نام تو یہان سب چھوٹے بڑے جانتے ہین رام لیلا یاد دلاتی ہے۔ لنکا مین چھوٹے سے چھوٹا وہ بھی باون گز کا روزمرہ کی بول چال مین ہی۔ انڈمان کا نام جب کوئی ہمارا ہموطن جلاوطن ہوکر وہان جاتا ہے یا قید بھگت کر وہان سے آتا ہے تو کیا کہتے ہین ہم کو جاننا چاہیے کہ ان کے سوا باقی جزائر منار۔ رامیشور۔ لکدیپ۔ مالدیپ۔ مرگوئی کا مجمع الجزائر اور نکوبار کے جزائر ہین۔ منار۔ رامیشور رام تو لنکا اور ساحل دکن کے درمیان واقع ہین۔ منار کا طول اٹھارہ میل ہے اور وسط عرض ۲ میل۔ اور وہ لنکا سے سمندر کے بازو سے جدا ہوتا ہے۔ جب پانی کم ہوتا ہے تو وہ خشک بھی ہوتا ہے باز ناریل کے درختون سے بھرا پڑا ہوا ہے سیاہ رنگ کے مویشی اوسمین خوب ہوتے ہین۔ اس جزیرہ کے مغربی انتہا سے رامیشور تک ریگ کا ایک گریوہ ہے جسکو پل آدم کہتے ہین۔ اور ہندو اوسکو اوس پل کا بناتے ہین جو رام چندر جی نے لنکا پر حملہ کرنے کے زمانہ مین بنایا تھا۔ منار مین اول پرتگیزون نے ۱۵۶۰ء مین اپنا سلسلہ جمایا پھر ڈچ نے اوسکو ۱۶۵۸ء مین اونسے بعد ایک سخت کارزار کے چھین لیا۔ وہ اپنے ملک سے

جنکو جلا وطن کرنیکو یہان بھیجتے ہین۔ یہان کے موتی مشہور تھے مگر اب کچھہ اونکا یہان سراغ نہین ملتا۔
رامیشور کا جزیرہ سیلون کی غایت شمال مین ہے۔ دس میل طول مین ہے سیت بند رامیشور یا
پل آدم اسی مین ہے۔ ٥ ہزار آدمیون کی آبادی ہے یہان ایک مندر ہے جسکا تعلق جزیرہ کے مالک سے ہے
اوسمین خزانہ بیشمار ہے اس مندر مین کوئی فرنگی قدم نہین رکھنے پاتا۔ اوسمین راما کا بت ہے جسکو ہر روز
گنگا کے پانیمین اشنان دیا جاتا ہے۔ یہہ پانی گنگا سے ہزار میل فاصلہ پر وسکے پجاری لیجاتے ہین۔
سیکڑون قسم کے جوگی اور لکہوکہا جاتری یہان آتے ہین اور روپیہ پیسا اپنے مقدور کے موافق بہینٹ
چڑہا جاتے ہین۔ مندر کے اخراجات کے بعد جو کچہہ وپیہ بچتا ہے وہ ایک برہمنون کے خاندان کو ملجاتا ہے
اس خاندان کا نام پنڈرام ہے۔ انگریزی گورنمنٹ اوسکے کامون مین کچہہ دخل نہین دیتے۔ یہہ جزیرہ
گویا تمام عبادت خانہ ہی ہے کہ سواء مذہبی رسوم ادا کرنیکے وہان اور کوئی کام نہین ہوتا۔ ہل کا کیا مقدور
کہ یہانکی مقدس زمین کے کلیجے مین اپنی پہال چہو سکے۔ مگر چودہوین صدی مین حسام اسلام یہان اپنا کام
کر گئی اور ایک مسجد اس دیر خانہ مین بھی قائم کر گئی۔
بحر ہند مین دکن سے ۲۰۰ میل کے فاصلہ پر ایک دیپون کا گنج کا گنج ہے جسکو سیدرہ گنجون مین تقسیم کرتے ہین
جنمین سے ہر گنج مین دو یا تین یا اونسے زیادہ جزیرے ہین اونکو ویسکو دی گاما نے ۱۴۹۹ء مین دریافت
کیا تھا۔ مگر اٹھارہوین صدی کے اخیر مین کنارا اور یہہ جزائر انگریزون کے ہاتھہ لگے۔ دس ہزار کے
قریب عربی نسل کے باشندے یہان رہتے ہین۔ یہان جہازون کا پہنچنا ذرا مشکل ہے اسلئے اہالیان یورپ
کا وہان گذر کم ہوتا ہے۔ جو انمین بڑے جزیرے ہین اونمین ناریل کے درخت بکثرت ہین۔ مچھلیون کے شکار پر
اور چاول کی زراعت پر یہان کے باشندے اپنا گزارا کرتے ہین۔ وہ نہایت مسکین اور غریب اور کم آزار
ہوتے ہین نہ کسی سے لڑتے ہین نہ کسی اور طرح کی تکلیف دیتے ہین۔ متقدمین مین سے دمی للاول
صاحب لکھتے ہین کہ یہانکے باشندے جو دیر تک دوپہر کو دہوپ مین رہتے ہین تو اونکی آنکہون مین بینائی
شام کو نہین رہتی۔ اوسکا علاج وہ یہ کرتے ہین کہ ایک مرغ کو اوبال کر اور اوسپر کچہہ نقش لکھکر کہا جاتے
ہین اوس سے انکی انکہونکی روشنی پہر آجاتی ہے۔ مین نے بہی اس نسخے کو بغیر نقش لکہنے کے آزمایا تو بہت

فائدہ اوٹھایا۔ تیس روز کے خرچ کے لائق چاول یہان کل پیدا ہوتا ہے باقی باہر سے آتا ہے۔ کوڑیون کا سکہ چلتا ہے وہ اونکے جزیرون کے کنارون پر کثرت سے ہوتی ہین۔

راس کماری کے جنوب مغرب مین دو سو میل پر ایک گنج جزیرون کا ہے جسکو **مالدیپ** کہتے ہین۔ اوسمین سترہ گنج ہین ان سب کا طول ۴۲۹ میل ہے۔ اوسکے درمیان جو چھوٹی چھوٹی رود بار ہین اونمین جہازونکا لیجانا اندیشہ سے خالی نہین۔ یہان سمندر کا بڑا زور شور رہتا ہے۔ بعض ان جزیرون کے گنجون کو توڑکر لیجاتا ہے بعض بعض گنجون مین ناریل کے درخت پانی مین کھڑے ہین ایک جزیرہ بالکل غائب ہوگیا ہے مگر فقط ایک بڑکا درخت کھڑا ہوا اپنے تئین دکھارہا ہے۔ اور اپنے تقدس کو جتلا رہا ہے۔ مالدیپ مین دو لاکھ باشندے رہتے ہین وہ اہل افریقہ کی نسل سے معلوم ہوتے ہین۔ یہان کے اشرافون کی گوری رنگت یہ گواہی دیتی ہے کہ وہ ایرانی ہین وہ ہندوستان مین آنکر خوب تجارت کرتے ہین۔ کوڑیان لاتے ہین اور ایک روپیہ کی ۱۲۰۰ اسو بیچتے ہین۔ وہ بالکل بے شر اور غریب ہوتے ہین اونکی تلوارون اور برچھون کا بے ڈول ہونا اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ اونکو کبھی استعمال مین نہین لاتے فقط اونکا سپاہیانہ کام اسقدر ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے محل پر پاری باری سے پہرہ چوکی لگاکر دیا کرتے ہین۔ وہ شایستہ اور مہمان نواز ہین ۱۸۱۱ء مین ایک فرانسیسی جہاز آوارہ ہوکر جزیرہ ہمٹی مین چلا گیا تھا اوسمین بہت سی میمین تھین اونکے ساتھ وہ نہایت تواضع اور اکرام سے پیش آئے۔ ان جزیرونکا افلاس اہل یورپ کے ہاتھ سے اونکو بچائے ہوئے ہے۔ اگر کچھ بھی دولت اونکے پاس ہوتی تو کسی نہ کسی کی طمع خام اپنی سلطنت کو پختہ کرتی۔ پرتگیزون نے ایکدفعہ اوسمین قلعہ بنایا۔ مگر پھر وہ وہانسے بھاگ آئے۔ حیدر علی نے بھی اپنی تدبیر سے اوسکو فتح کرنیکا بیڑا اوٹھایا۔ مگر پھر اوسکو انگریزون سے لڑائیون سے فرصت نہین ملی کہ وہ اس کام کو ختم کرتا۔ بڑے تعجب کی بات اس جزیرہ مین یہ ہے کہ ہر پیشہ کے آدمی جدا جدا رہتے ہین کلالون کا ایک گنج جزائر جدا ہے۔ سونارونکا جدا۔ جلاہون کا جدا۔ کمہارون کا جدا غرض ہر پیشہ ور فرقہ والے جدا ہی اپنا گنج رکھتے ہین۔

مرگوئی کا مجمع الجزائر ایک سلسلہ جزیرونکا ہے وہ ساحل **تناسرم** کے مغرب جنوب مین بیسیون ہین اور وہ اسکے نزدیک مین [illegible] واقع ہین یہان کے باشندے مچھلی کا شکار کرتے ہین مگر اونکے پاس جال نہین ہوتے۔

ہاتھ سے مچھلیون کو پکڑ لیتے ہین۔

پیگو کے جنوب مغرب مین جزائر نکوبار واقع ہین۔ اونکا طول ۱۸۰ میل ہے۔ وہان انگریزی عملداری ہے
اونمین سیم بلونگ بڑا گنج جزائر ہے کارنی کوبار و نکوری مین اکثر اطالیان یورپ جایا کرتے ہین
ایسے گنج ہین کہ اونکا نام ہی کچھہ نہین ہے۔ اگرچہ یہان بڑے بڑے اونچے درخت ہین مگر وہ کسی کام کے
نہین ہوتے۔ ۱۸۴۸ع مین ڈینمارک نے نکوری مین اپنی ایک بستی بسائی تھی۔ مگر ۱۸۴۸ع مین سب بستی والے
معدوم ہو عدم کو چلے گئے اور کوئی زندہ باقی نرہا۔ یہ بستی والے مشنری تھے جنکا مطلب بستی سے یہ تھا کہ یہان کے
باشندون کو عیسائی بنائین۔ باشندے یہان کے ہندوؤن کی نسل سے معلوم ہوتے ہین مگر اونمین
ملایا والون کا بھی میل ضرور ہے۔ رات کو اوس اتنی پڑتی ہے کہ موسم کو نہایت گزندرسان بنا دیتی ہے۔
۱۸۴۶ع مین جہاز برک رسد لینے کے لئے آئے تھے۔ اونکے ہمراہیون مین اکیس آدمی جو رات کو اس جزیرہ کے
کنارہ پر سوئے تو پندرہ سوتے کے سوتے رہ گئے۔ اور چار کو بخار شدت سے چڑھا۔ صرف دو آدمی جو
رات بھر ٹہلتے رہے موت و مرض کے ہاتھ سے بچے رہے۔

عورتین یہان کی بدصورتی مین جواب نہین رکہتین کھیتی باڑی کرتی ہین۔ ہندوستان کے
ساحلون سے یہان جہاز ناریل خریدنے کیواسطے آتے ہین۔ ایک تمباکو کی پتی کے بدلے مین چار ناریل اور
اور ایک گز نیلے کپڑے کے معاوضہ مین ایک سو ناریل دیتے ہین۔ غرض ان ناریلون سے سب چیز کا مبادلہ
کرتے ہین اونکے روپیہ پیسہ یہی ہین۔ ناگر سے بہت یہان پیدا ہوتی ہین اور خوش ذائقہ کے ہوتے ہین
اور زمین قندرتالو اروی یہان سے بہتر کہین نہین پیدا ہوتی۔

جزائر انڈمان وہ جزیرے ہین جہان ہندوستان سے قیدی جلاوطن ہوکر بھیجے جاتے ہین۔ یہہ گنج
جزائر خلیج بنگال مین واقع ہے۔ سب سے بڑے جزیرہ انڈمان کا طول ۱۵۰ میل ہے اور عرض اٹھارہ میل
سے ۳۰ میل تک۔ چھوٹے انڈمان کا طول ۲۸ میل اور عرض سترہ میل ہے۔ پہلے جزیرہ مین ایک پہاڑ
۲۴ ہزار فیٹ اونچا ہے۔ آب و ہوا یہان کی معتدل ہے۔ بڑ اور بادام کے درخت اور روغن دار درخت اور بہت
خوبصورت لکڑیون کے درخت یہان پیدا ہوتے ہین۔ اونمین سانپ بچھو گرگٹ چھپکلیان عجیب و

غریب کثرت سے رہتے ہین۔ ایک چڑیا ان درختون کے اندر ایسا گھونسلا بناتی ہے کہ وہ گھونسلا کھانیکے قابل ہوتا ہے اوسکی تجارت ہوتی ہے۔ اصل باشندے یہان کے ۲۵ ہزار سے زیادہ ہونگے۔ وہ بھی منجملہ عجائبات دنیا سے ہین۔ شاید اونسے بدتر وحشی دنیا مین کہین اور نہ رہتے ہونگے۔ کہتے ہین کہ پہلے یہ جزیرہ غیر آباد تھا انسان کا وہان نشان نہ تھا۔ افریقہ والونکا ایک جہاز یہان آکر شکستہ ہوگیا اوسکے آدمی یہان بس گئے اونکی نسل یہان پھیل گئی۔ اونکا رنگ بالکل سیاہ الٹا توا ہوتا ہے پانچ فیٹ سے اونچا اونکا قد نہین ہوتا۔ سر اونکا بہت بڑا بالکل وراعضا سے غیر مناسب ہوتا ہے اور اعضا اونکے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین۔ وہ اپنے جسم کو گل آلود رکھا کرتے ہین۔ تاکہ زہریلے کیڑے مکوڑے اونکے بدن کو نہ کاٹین خاک نے پہلے ہی کو اپنی عریانی کا لباس بنا رکھا ہے۔ وہ اپنے گھونگروالے بالون کو سرخ رنگتے ہین اپنی جھونپڑے درختون کے پتون سے بناتے ہین۔ اونکو چار بلیون پر پھیلا کر رکھ لیتے ہین پتون ہی کا بچھونا بناتے ہین۔ اونکے پاس برتن ایسے نہین ہوتے کہ وہ آگ پر قائم رہ سکین۔ تیر اونکے سرکنڈے کے بنے ہوئے ہوتے ہین اونمین مچھلیون کے کانٹے لگا لیتے ہین۔ کمانین اونکی بانسون کی ہوتی ہین جنمین درختون کے رسون سے چلّے چڑھاتے ہین۔ بندرون کی طرح ناریل کے درختون پر چڑھ جاتے ہین۔ اور پھر بڑی پھرتی سے نیچے اتر آتے ہین جب موسم طوفان خیز ہوتا ہے تو وہ نہایت محتاج ہوجاتے ہین اور چوہے چھپکلیان گرگٹ سانپ کھاتے ہین اور جب اونکو یہ بھی نہین ملتے تو بھوکے مرجاتے ہین۔ اونکی زبان کچھ مناسبت ہندو کی کسی زبان سے نہین رکھتی ہے۔ اونکا مذہب یہ ہے کہ وہ اجرام فلکی کی پرستش کرتے ہین اور طوفان اونکا ایک دیوتا ہے جسکی وہ پوجا بڑے دل سے کرتے ہین۔

مشرقی بنگال کے جہازون کی عافیت کیواسطے اور قیدیون کے جلا وطن کرنے کیلئے ضرور تھا کہ اس جزیرہ مین انگریزونکی اقامت ہو۔ اسلیے سنہ ۱۷۹۱ء مین بندر چاتھم مین انگریزون کی ایک آبادی آباد ہوئی۔ پھر اسی جزیرہ مین اس قسم کی آبادی کے بسانے کی تدبیر بندرگاہ کورنوالس مین ہوئی مگر یہان کی آب ہوا اور باشندون کی وحشت ناکی نے اس ارادہ کو پورا ہونے دیا۔ اب اس جزیرہ کا پھر ایک دفعہ ذکر کرینگے یہان سر جان لارنس کے جانشین پر وہ آفت آئی جو کسی گورنر جنرل ہند پر نہ آئی تھی۔

باب یازدہم

ارل میو کا عہد حکومت

سنہ ۱۸۶۹ تا ۱۸۷۰ء

(۱) رچرڈ سوتھ ویل بورک ارل میو۔ ہندوستان کے گورنر جنرل اور ویسرائے مقرر ہوئے۔ یہ والا نژاد ڈبلن مین سنہ ۱۸۲۲ء مین پیدا ہوئے تھے علمی مذاق خوب رکھتے تھے اور ادب سلطنت سے کما حقہ ماہر تھے۔ بیس برس تک پارلیمنٹ کے ممبر آئرلینڈ کی طرف سے رہ چکے تھے اور نہایت قابلیت و دانشمندی کے ساتھ اپنے اس بزرگ منصب کا کام سرانجام دے چکے تھے۔ چند سال جو انکی زندگی باقی تھی وہ ہندوستان کے عہدہ جلیلہ گورنر جنرلی کے فرائض کے ادا کرنے مین صرف ہوئی۔ ان دو زمانون کے درمیان اکتوبر سنہ ۱۸۶۸ء سے جنوری سنہ ۱۸۶۹ء تک انکو ایسی فرصت مل گئی کہ وہ اکتوبر سنہ ۱۸۶۸ء مین پامرسٹن مین اپنے عزیز و اقارب سے ملنے گئے۔ ایک دن اس سے پہلے کہ وہ احباب سے ہمیشہ کے لیے جدا ہون نہ وہ انہین نہ یہ اونہین دیکھین وہ اپنی ریاست کل ڈیر مین گئے اور وہان گرجا کے صحن مین ایک سایہ دار مقام تلاش کرکے ارشاد کیا کہ اگر مین زندہ نہ پھرون تو میری لاش یہان آنکر دفن ہو۔ اس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نیک ضمیر عالی دماغ کے دل مین پہلے ہی سے خطرہ مرگ ناگہانی کا گذرا تھا اور یہ خطرہ کیون نہ گذرتا کہ لارڈ لارنس کے پہلے تین گورنر جنرل لارڈ ایلگن۔ لارڈ کیننگ۔ لارڈ ڈلہوزی ہندوستان کی آب وہوا کی تاثیر اور اپنے منصب کی محنت جانکاہ سے مر چکے تھے بسنہ ۱۸۳۵ء سے سنہ ۱۸۶۸ء تک دس گورنر جنرل ہوئے جنمین سے فقط لارڈ لارنس سنہ ۱۸۶۸ء مین زندہ تھے۔ اسلیئے اس عہدہ جانستان عائد انگلستان قبول کرتے ہوئے ڈرتے تھے۔ اور یہانتک آنا گویا موت کے منہ مین جانے کو برابر جانتے تھے۔ ۱۲۔ اکتوبر کو وہ پامرسٹون سے روانہ ہوئے اسوقت کچھ نہ پوچھو کہ انکی احباب اور عزیزون کو کیا قلق انکے جانے کا تھا۔ انکی آنکھون مین آنسو بے اختیار چلے آتے تھے سینون سے آہین درد کے سبب بھی نہین رکتی تھین۔ غرضکہ اس رنج و غم کے ساتھ سبنے انکو خداحافظ کہا۔ ۲۵ کو جناب نے

ارل میو گورنر جنرل ہندوستان مین ۱۸۶۹ء

پرنس ویلز کے ساتھ مارل بورو مین کھانا کھایا - ۱۱ - نومبر ۱۸۶۸ء کو لندن سے ہند کی طرف جہاز مین سوار ہوئے - ۴ - دسمبر ۱۸۶۸ء کو وہ بمبئی مین اور ۱۱ جنوری ۱۸۶۹ء کو کلکتہ مین رونق افروز ہوئے جناب سر جان لارنس نے اونکا استقبال کیا - اس جلسہ مین سر جان کا چہرہ مبارک گو ہندوستان کی چالیس برس کی محنت شاقہ سے اوترا ہوا تھا - اور شکل اجمند مین فرق آگیا تھا مگر سر و گردن کی استقامت اور آنکھونکی انگارون کی سی چمک دمک وہ روشنی دکھلاتی تھی کہ جسنے غدر کے اندھیر اور تاریکی کو دور کیا تھا -

(۲) لارڈ میو نے بمبئی سے چلکر اس طرح ہندوستان کے گرد دورہ کیا کہ جن کارکنان و منتظمان سلطنت سے اونکو ورسے بیٹھکر کام لینا پڑتا اونسے واقفیت حاصل ہو گئی اور اونکی رایون اور خیالات علم ہو گیا کسی صیغہ کا کوئی اعلی افسر باقی نہین رہا کہ جس سے اونہون نے باتین کرکے دو چار رموز دقیق اوس صیغہ کے اپنے روزنامچہ دانش آموز مین تحریر نہ فرمائے ہون - ابھی ایک سال اونکے عہد سلطنت پر نگذرا تھا کہ ہندوستان کے ۵۲۶۶ مربع میل رقبہ مین دخانی جہاز اور ریل اور گھوڑے پر دورہ کیا - وہ اس بات کو نہایت ضروری جانتے تھے کہ اس سلطنت وسیع مین بہت سے ملک ہین جو از روئے جغرافیہ آپسمین جدا جدا ہین اونکے باشندے ایک دوسرے سے رنگ روپ چال ڈھال رسم و رواج مذہب ملت مین جدا جدا ہین - اونکی گورنمنٹ کے انتظام علیحدہ ہین پس جو فرمانروا اونکے مرکز مین بیٹھکر فرمانروائی کرے تو اوسکو ضرور ہے کہ سارے محیط کو اپنی آنکھون سے دیکھے - اپنے تین سال کے عہد حکومت مین اونہون نے ۱۳۷۶۳ میل دورہ کیا کبھی کبھی روز ساٹھ میل سے چھیاسی میل تک مسافت اس گرم ملک مین طے کی - اور پھر جو سواری ہاتھ لگ گئی اوسپر چڑھ لیے کبھی پنجاب کے اونٹون پر کبھی ہمالیہ پہاڑ کے کا یو پر کبھی دریاے سندہ مین مشکون پر سفر کیا - ہر چیز کو اونہون نے بہت غور سے دیکھا اور اپنی یادداشت مین قلم بند کیا اور اوسی پر اپنے نظم و نسق کا مدار رکھا - جس ضلع مین گئے وہان اپنی عقل دور اندیش سے یہ سمجھ لیا کہ کیا اوسکی اصلی حالت اور خاصیت ہے اور وہان کس چیز کی ضرورت ہے یہ اونکی ذکاوت و ذہانت تھی کہ تھوڑے عرصے مین بہت کچھہ معلومات اونہون نے ہر صیغہ مین

حاصل کرلی۔ جو صاحب الرائے اونکے ماتحت تھے اونکی تمام رایون اور خیالون پر علم حاصل کرلیا۔ مردم شناس وہ ایسے تھے کہ صاحب لیاقتون کی لیاقت کو نظرون مین تول لیتے تھے۔ غرض ہر وقت اونکی مسرت اور انبساط خاطر اسمین تھی کہ کچھہ سیکھتے رہیئے۔

جہان وہ گیے اونکو اسپر تعجب ہوتا تھا کہ حکومت انگریزی جہان قائم ہوئی ہی وہ کیسی محنت اور جانکاہی سے قائم ہوئی ہی ایسے وسیع ملک مین جسکے اندر اتنی مختلف قومین رہتی ہین کہ سارے یورپ مین نہین رہتین صلح اور آشتی کے ساتھہ سلطنت کا قائم کرنا اہل انگلستان کا اعجاز ہی جس سرگرمی اور دیانت مندی اور ہوشیاری اور قابلیت سے ہر مقام پر افسرون کو کام کرتے ہوئے دیکھا اوسپر اونکو تحیر ہوتا تھا کہ وہ کیا اتفاق سے ایک ہی مطلب اور غرض کے لیے کام کررہے ہین کہ کہین اونکی مثال یورپ مین بھی نہین۔ ہر ایک افسر کار طلب اور کار خدمت مین ہوشیار اپنے کام مین ہر وقت بیدار رہتا ہی اور مراسم خدمت غائبانہ کو برابر حاضرانہ کے کرتا ہی۔ اور ایک دربار مین زبان سے فرمایا کہ ہم سب ہندوستان مین سخت محنت کرتے ہین اور مجھہ سے زیادہ کوئی اس بات کو نہین جانتا کہ ہر صیغہ کے اعلی افسر اور سکرٹری کے سررشتہ مین ہر ممبر کو کیسی کیسی سخت شدید محنت کرنی پڑتی ہی۔ جہان مین گیا وہان سب جگہہ ایک ہی سا حال دیکھا۔ خواہ ہمالیہ پہاڑ کی برف ہو خواہ جنگل بخار انگیز گرمی کی آگ سے تپ رہا ہو وہان ایک ہی گروہ کے آدمیونکو ایک ہی طرح نیک کام کرتے ہوئے دیکھا۔ مجھے یقین ہی کہ تاریخ کے اندر کوئی بادشاہ ایسا نہین گذرا کہ جسکے ملازم جناب ملکہ معظمہ کے ملازمون سے شوق و سرگرمی سے اور فائدہ مند طور سے کامیابی بطور کامروائی کے ساتھہ اپنی خدمات کے سرانجام دینے مین سبقت لیگیے ہون۔

(۳) ارل میونے ۱۲ جنوری ۱۸۶۹ء کو اپنے منصب جلیلہ کا حلف اوٹھایا۔ یہان کی سپریم گورنمنٹ کی ترکیب یہ ہی کہ اوسمین ایک کونسل گورنر جنرل کی ہوتی ہی اور اسی کونسل کا پریزیڈنٹ گورنر جنرل ہوتا ہی اور وہ تابع سکرٹری آف اسٹیٹ یعنی وزیر ہند کا جو انگلستان مین رہتا ہی ہوتا ہی اور اوسکے ماتحت بارہ پروونشیل گورنمنٹ اور ۱۵۳ ہندوستانی ریاستین ہین۔ ہر ایک حکم گورنر جنرل مع کونسل کے نام سے جاری ہوتا ہی۔ سرکار کمپنی کے عہد مین ہر مقدمہ اور معاملہ کے کاغذات مہاگنی صندوقون مین

[illegible]

بند ہوکر ہر ایک ممبر کے پاس جاتے تہے جتنا کام پہلے گورنر جنرل مع کونسل کرتا تہا اوتنا کام اب ایک
انڈر سکرٹری کرتا ہے۔ لارڈ کیننگ نے اب یہ انتظام کردیا کہ ممبرون مین سے ہر ایک کو جدا جدا
ایک صیغہ ملکی دیدیا اور سارا اہتمام اوسکے سپرد کردیا وہ فقط اونہین معاملات مین کہ عظیم الشان
ہوتے اونکو گورنر جنرل کے روبرو پیش کرتا اور اوسکا فیصلہ جو گورنر جنرل کی رائے مین آتا وہ کردیتے
ہر ممبر پاس اپنا ایک صیغہ جدا ہی تہا۔ گورنر جنرل نے فقط ریاستہاے غیر کا صیغہ اپنے پاس رکہا تہا جسکو
فارن آفس کہتے ہین مگر لارڈ میو کو کام کا شوق حد سے زیادہ تہا اور کسی طرح اونکی طبیعت کو
کام سے سیری نہین ہوتی تہی اسلیئے اونہون نے دو صیغے فارن آفس اور پبلک ورکس کے اپنے پاس
رکہے اسوقت بہ تفصیل ذیل کارکنان سلطنت تہے۔

ڈپارٹمنٹ یعنی صیغہ	ممبر کونسل	چیف سکرٹری
فارن ڈپارٹمنٹ	ویسرائے	سی یو ایٹچیسن سی ایس آئی
پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ یعنی تعمیر عمارات	ایضاً	دو شاخون مین بٹا ہوا تہا۔
ہوم ڈپارٹمنٹ (یعنی جو معاملات انگلستان سے تعلق رکہتے ہیں)	آنریبل بیرد ایلس	کلائو بیلی سی ایس آئی
ڈپارٹمنٹ ریونیو (اخراج ملکی) اگریکلچرل (کاشتکاری) کمرس (تجارت)	آنریبل سر جی ایچ ٹریچی کے سی ایس آئی	اے او ہیوم سی بی
فینانشل ڈپارٹمنٹ (خزانہ کا کام)	آنریبل سر رچرڈ ٹیمپل کے سی ایس آئی	ریکلی چیپ مین۔
ملٹری ڈپارٹمنٹ (جنگی)	میجر جنرل آنریبل سر ایچ نورمن کے سی ایس آئی	کرنل برن
لیجسلیٹیف کونسل ڈپارٹمنٹ (قانونی)	آنریبل مسٹر جیمس سٹیفن کیو سی	وٹلی سٹوکس

ان ساتون صیغون کی نگرانی گورنر جنرل کے ذمہ پر تہی جب کوئی ممبر کسی صیغہ کا کسی امر کو گورنر جنرل کے
روبرو پیش کرتا اور اوسکی رائے کے ساتہہ گورنر جنرل کو اتفاق ہوتا تو وہ امر طے ہوجاتا اور سکرٹری
اوسکا رزولیوشن بناکر جاری کردیتا اور اوسپر حکم گورنر جنرل مع کونسل لکہدیتا۔ مگر جو معاملات کہ نہایت
عظیم الشان ہوتے تو گو گورنر جنرل کو اوس صیغہ کے ممبر کونسل سے اتفاق رائے اوسمین ہوتا مگر دوسرے

گورنر جنرل کا یہ حکم ہوتا کہ اوسکے تمام کاغذات تمام ممبرونکے پاس یا خاص کسی ممبر کے پاس جائین تاکہ اوس معاملہ مین رائے اوسکی بھی معلوم ہو کہ کیا ہی۔ اور اگر گورنر جنرل کی رائے اوس ممبر کے ساتھ جس نے ابتدائی معاملہ پیش کیا ہی موافق نہوتی تو وہ معاملہ ہر ممبر کونسل کے روبرو پیش کیا جاتا اور سب کاغذات ساری کونسل کے اجلاس مین پیش ہو کر فیصل ہوتے۔ جو ضروری کام ہوتے وہ جس صیغہ سے متعلق ہوتے اوسکا سکرٹری گورنر جنرل کے روبرو پیش کرتا۔ اوسپر گورنر جنرل کیا خود لکھدیتے یا یہ کہدیتے کہ اوس صیغہ کے ممبر کونسل کے روبرو پیش ہو۔ یہ سب کاغذات مہاگنی مستطیل صندوقون مین مقفل ہو کر ہر صبح انڈر سکرٹری۔ ڈپوٹی سکرٹری چیف سکرٹری اور ممبر کونسل کے پاس جاتے اور اونمین ہر ایک اپنا اپنا کام کرتا۔ اور نوٹ لکھکر مثل مین رکھدیتا۔ غرض پھر ساری صندوقین ساتون صیغونکے سارے دن مین مختلف اوقات مین گورنر جنرل کے پاس آتے۔ پھر ان سب کاغذات کا ملاحظہ اور دونپر صیغونکا کام کرنا پڑتا اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جناب لارڈ میو کو کسقدر دماغ سوزی اور محنت کرنی پڑتی ہوگی۔

پھر ہر ہفتے مین ہر ایک ممبر انگریزی سے اور اگزکیٹیو کونسل اور چیف جسٹس کونسل سے بذات خاص ملنا ضرور رہتا۔ ہر سکرٹری کے واسطے ایک دن مقرر رہتا کہ وہ اوسدن ملاقات کرے۔ ہر ہفتہ مین ایکدفعہ اگزکیوٹو کانسل کا اجلاس ہوتا اوسکے کمرہ کے چارون طرف سے دروازے بند ہوتے اوسمین تمام رازداری کے معاملات پر مباحثہ ہوتا۔ سکرٹری علیحدہ کمرون مین باہر بیٹھے رہتے۔ جب اونکے صیغہ کا کام پیش ہوتا تو وہ اوس صیغہ کے ممبر کونسل کی اعانت کرنیکے لیے کمرہ مین تشریف لیجاتے۔

اسی طرح سے ہر معاملہ عظیم الشان مین جو کچھ رائے ہر ممبر کی ہوتی وہ تحریری صورت مین موجود ہوتی۔ جو انگلستان سے گورنمنٹ انڈیا سے معاملات متعلق ہوتے اونمین جو اختلاف رائے ممبرونکا ہوتا اونپر سب ممبرون کی تجویزین بجنسہ وزیر ہند کے پاس بھیجی جاتین۔ اب ہم اس سارے کام کو ایک مثال دیکر سمجھاتے ہین جس سے خوبی اس حسن انتظام کی سب سمجھ جاوینگے۔ فرض کیجئے کہ گورنر جنرل مع کونسل نے قطعی فیصلہ کر دیا کہ سرحد پر لشکر کشی کیجاے۔ اب کمانڈر انچیف یہ درخواست کرتا ہے کہ اوسکی تیاری کے واسطے بہت سا روپیہ دیا جاے۔ کمانڈر انچیف کا کام تو یہ ہے کہ مہم کا اہتمام اس طرح سے کرے

کہ اوسمین کامیابی کا ہونا یقینی ہو۔ اب اس افزایش زر کے لیئے جو کمانڈر انچیف دلائل بتلاتا ہی اوسکی
تائید وہ اور افسر جنگی ایجیوٹنٹ جنرل اور کوارٹر ماسٹر جنرل بہی کرتے ہین۔ جیسا کمانڈر انچیف کا کام یہ ہی
کہ وہ مہم کا اہتمام ایسا کرے کہ فتحیابی یقینی ہو ایسا ہی گورنمنٹ انڈیا کا یہ فرض ہی کہ وہ اوس روپیہ کو
جو کچہہ بہی مہم کی یقینی فتحیابی مین کام نہین آسکتا خرچ نہونے دے اور اوسمین احتیاط کرے۔ اب اس مقصد
کے واسطے کمانڈر انچیف نے جو تدابیر صرف زر اور تخمینہ خرچ پیش کیا ہی اوسکا امتحان اول گورنر جنرل پہر
ملیٹری ممبر کونسل اور اوسکے سکرٹری کرینگے۔ کچہہ ضرور نہین کہ کمانڈر انچیف اس ملک کی تمام خصوصیات اور
جزئیات سے ماہر ہو۔ مگر ملیٹری ممبر کونسل اور اوسکے سکرٹری ہندوستان کے بڑے تجربہ کار اور آزمودہ کار
ہوتے ہین۔ وہ سپاہیانہ کامون مین بہی ممتاز اور سرفراز ہوتے ہین اور وہ اس کام کو بہی خوب سمجھتے ہین کہ کہان
کہان اور کس کس طرح روپیہ کا صرف جنگ مین ہونا چاہیئے۔ مثلاً کمانڈر انچیف کہتا ہی کہ ہاتہی اس مہم کے واسطے
چاہیئین مگر وہ اپنے تجربہ سے جانتے ہین کہ یہان کام کشتیون یا بلک ٹرین (بیلون کی گاڑیون) سے خوب
چلیگا۔ غرض یہ اختلاف رائے آخر کو یون کم ہوجائیگا کہ ہر کارکن اپنی اپنی رائے کو نگاہ درست اور غور زرد بینا
سے کاغذات مین لکہدیگا۔ پہر جب یہ سوال مباحثہ کیواسطے کونسل مین پیش ہوگا تو وسیرائے اور ملیٹری
ممبر کونسل ایک شخص ہوگا اور غالباً فینانشل ممبر بہی اوسکے ساتہہ ہوگا۔ اور کمانڈر انچیف کے ساتہہ وہ ارکان
کونسل ہونگے جنکو اونکی لکہی ہوئی دلیلون پر یقین آگیا ہی اور وہ یہ سمجہہ گئے کہ جس شخص کا یہ کام ہی کہ وہ اپنی
ضرورتونکو پہچانے کہ وہ کیا ہی وہی اونکو اچہی طرح جانتا ہی۔ تو اس صورت مین اگر گورنر جنرل دیکہیگا کہ اوکی
کونسل مین کمانڈر انچیف کا پلہ بہاری ہی تو وہ غالباً اوسکی درخواست کو منظور کریگا۔ اور اگر اوسکے خلاف
اپنی دلائل کو پرزور اور قوی پائیگا تو کمانڈر انچیف کو ضرور ہوگا کہ وہ اصلی منصوبونکو بدلے یا اونمین ترمیم کرے
ہفتے کے اندر پہر ایک دن گورنر جنرل لیجسلیٹف کونسل مین جلوس فرماتا ہی۔ اس کونسل کا کام
قانون بنانا ہی اوسمین گورنر جنرل کے اکزیکیوٹو کونسل شامل ہوتی ہی اور جہان گورنر جنرل کا مقام ہو
وہان کا لفٹننٹ گورنر ایک ممبر ہوتا ہی اور خاص غیر ملازم گورنمنٹ کے ممبر ہوتے ہین جو ہندوستانیون اور
اہالیان یورپ کے قائم مقام ہوتے ہین۔ وسیرائے پریزیڈنٹ ہوتا ہی۔ وہ اپنی طرف سے کمتر ابتداً کسی

قانون بنانے کی کرتا ہی اکثر بارہ ماتحت گورنمنٹون بہی قانون کی ضرورتین اور اونکی صورتین ایکٹ بننے کے واسطے پیش ہوتی ہین اول اونپر وائسرائے اور جو ممبر کہ اوسپر خیال کرنیکا حق جائز رکہتا ہی غور کرتا ہی اور پھر وہ تمام اکزیکیوٹو کونسل کے ممبرون کے پاس جاتے ہین جب اوسکا فیصلہ اکزیکیوٹو کونسل مین ہوچکتا ہی تو پہر اوسکا مسودہ لیجس لیٹیف کونسل کے روبرو پیش ہوتا ہی۔ پھر یہ لیجس لیٹیف کونسل اپنی ایک کمیٹی مقرر کرتی ہی کہ وہ مسودہ قانون خوب امتحان کرتی ہی اور مسودہ کئی دفعہ گزٹ مین چھپتا ہی اور اوسکی تردید اور تائید و ترمیم کچھہ ہوتی رہتی ہی۔ بعد ان تمام مراتب کے طی ہوجانے کے وہ ایکٹ بنتا ہی۔

(۴) ہمنے اوپر بیان کیا ہی کہ فارن آفس اور پبلک ورکس کے دو صیغے گورنر جنرل نے اپنے پاس رکہے ہین اونمین سے فارن آفس کا کام بیان کرتے ہین جس سے معلوم ہوجائیگا کہ گورنر جنرل کو کیا دماغ سوزی اوسکے کام مین کرنی پڑتی ہوگی۔ گورنمنٹ انڈیا نے فارن ڈپارٹمنٹ کی بنیاد سنہ ۱۷۸۴ء مین یون ڈالی کہ ہندوستانی ریاستون سے سرکار کمپنی کے معاملات ایچ پیچ کے ہوتے تہے اسلیئے وارن ہیسٹنگز نے یہ صیغہ جدا ہی قائم کیا۔ اوسکی تین شاخین تہین۔ ایک فرع مین رازداری کے کام۔ دوسری فرع مین ملکی معاملات۔ تیسری مین غیر ریاستون کے متعلق کام۔ رازداری کی فرع مین جنگ و آشتی اور عہد و پیمان و سفیر بھیجنے کے معاملات طی ہوتے تہے۔ ملکی معاملات کی فرع مین ہندوستانی ریاستون کے مقدمات فیصل ہوتے تہے۔ تیسری فرع مین اوہن ریاستونکے معاملے جو ہندوستان سے باہر ایشیا مین واقع ہین یا یورپ کی سلطنتون کے انفصال ہوتے تہے جسقدر ہندوستان مین سرکار کمپنی کی عملداری بڑہتی گئی۔ ہندوستان کے اندرونی حالات سے جسقدر فارن ڈپارٹمنٹ کا تعلق تہا وہ کم ہوتا گیا۔ مگر اور ایشیا کی سلطنتون کی تعلقات کا کام بڑہتا گیا۔ اب تو سو برس کے بعد بہی اس صیغے کے کامون کی وہی صورت چلی جاتی ہی۔ بالفعل اوسمین یہ کام ہوتے ہین اول اون علاقون کا بندوبست جو انگریزی گورنمنٹ مین شامل کیئے جاتے ہین۔ جب کوئی ہندوستانی ریاست ضبط ہوکر خاص انگریزی عملداری مین آتی ہی تو اوسکا انتظام تمام فارن آفس سے نکلکر ہوم ڈپارٹمنٹ مین چلا جاتا ہی مگر خاص کام اوسکے انتظام کے اسی فارن آفس سے متعلق رہتے ہین۔ دوسرا کام پولیٹیکل یہ ہی کہ ہندوستان مین تمام ہندوستانی ریاستونکی خبرگیری اور نگرانی

فارن ڈپارٹمنٹ کا کام

کیجاے - سوم ریاستہاے خارجیہ کے ساتھہ تعلقات مثلاً افغانستان - مشرقی ترکستان - خلیج فارس - زنجبار - آوا - قاعدہ یہ ہی کہ فارن ڈپارٹمنٹ اپنا کام لوکل گورنمنٹ کی معرفت کرتا ہی جو اوس ریاست خارجیہ کے قریب ہو - مثلاً افغانستان کے معاملات اور سرحد کی ریاستون کے سارے مقدمات لفٹنٹ گورنر پنجاب کی معرفت ہوتے ہین - آوا کے سارے معاملات چیف کمشنر برٹش برہما کی معرفت خلیج فارس کے معاملات گورنمنٹ بمبئی کے فارن آفس کی معرفت -

(۵) ہندوستان مین ہندوستانی ریاستین ١٥٣ ہین - انمین چھوٹی چھوٹی جاگیرین اور ریاستین شامل نہین ہین - یون تو فقط ایک کاٹھیاوار ہی مین ١٨٧ چھوٹی چھوٹی جاگیرین ہین - تمام جزیرہ نماے ہند اور برٹش برہما کا رقبہ پندرہ لاکھہ مربع میل ہی اور اوسمین ٢٥ کروڑ آدمی رہتے ہین اوسمین سے نو لاکھہ مربع میل تو خاص برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ہی اور چھہ لاکھہ مربع میل ہندوستانی رئیسون کے پاس ہی - ١٨٨١ء مین جو مردم شماری ہوئی تو اوس سے معلوم ہوا کہ خاص برٹش گورنمنٹ کے ماتحت ١٩ اونیس کروڑ ساٹھہ لاکھہ آدمی رہتے ہین اور ہندوستانی عملداری مین چار کروڑ اسی لاکھہ (جہانتک ممکن تھا یہ تحقیق کیا گیا ہے) ہم آسانی سے یاد رکھنے کے لیے اور نیز روز افزون آبادی کے خیال سے بیس کروڑ آدمیون کی آبادی برٹش گورنمنٹ مین خیال کرتے ہین جو چھیالیس کروڑ روپیہ برٹش گورنمنٹ کو دیتی ہی اور ہندوستانی عملداری مین پانچ کروڑ آدمی تصور کرتے ہین جو پندرہ کروڑ روپیہ ہندوستانی رئیسون کو دیتی ہی - ان ہندوستانیون کے پاس کل سپاہ تین لاکھہ پندرہ ہزار اور پانچہزار تین سو تقوپین (توپین) ہین - انگریزی سپاہ ہندوستان مین ایک لاکھہ اسی ہزار ہی جسمین ساٹھہ ہزار گورے ہین - یہ سپاہ اس وسیع ملک کی محافظت کرتی ہی اور روساے ہند کی سپاہ کثیر کی نگاہبانی کرتی ہی اور پچیس کروڑ آدمیون کو جنمین تھوڑے بہت جنگجو بھی ہین اپنے حد سے قدم باہر نہین رکھنے دیتی ہی -

لارڈ میو کے دل مین جو ان ہندوستانی رئیسون کی نسبت خیال تھا وہ اجمیر کے دربار مین اونہون نے اپنی زبان فیض بیان سے خود راجپوتانہ کے رئیسون کے روبرو فرما دیا - کہ

مین جناب ملکہ معظمہ بالقابہا کا قائم مقام یہان آیا ہون آپ سے وہی باتین کہتا ہون

جو پہلے آپ سے کہی گئی ہین کہ جناب ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی یہ مرضی اور خوشی ہی کہ تم اور تمہارے جانشین
اپنے آبائی اور قدیمی حقوق سے مسرور اور محظوظ رہین اور اپنی تمام رسم و رواج جو قانوناً جائز ہین
پابند رہین۔ وہ تمہاری عزت اور آبرو کی ہمیشہ حامی رہی اور وہ تمہاری فرمانروائی کی جو اس زمین پر
تمہارے آبا و اجداد سے چلی آتی ہی محافظ رہی۔ لیکن گورنمنٹ کا جو یہ مستقل ارادہ ہی اوسکا موثر ہونا
تمہاری معاونت پر موقوف ہی۔ اگر ہم تمہارے حقوق اور فائدونکا پاس و لحاظ کرتے ہین تو تم پر بھی
یہ فرض ہی کہ تم اونکے حقوق اور فائدونکا پاس و لحاظ کرو جو تمہارے ماتحت ہین۔ ہم جو تمہاری قوت
کے یار اور یاور ہین تو اس امید پر کہ تمہاری گورنمنٹ اچھی ہو۔ ہم یہ چاہتے ہین کہ ہر ایک جگہہ تمام راجواڑہ
کے طول اور عرض مین عدالت اور نظم و نسق شیوع پائے۔ ہر ایک شخص کا مال محفوظ ہو۔ مسافر بےخوف و خطر
آمد و رفت کرین۔ کاشتکارونکو اپنی ریاضت کا پہل ملے۔ تاجر اپنی تجارت سے متمتع ہو۔ تمکو چاہیے
کہ سڑکین بناؤ اور وہ کام بناؤ کہ جس سے تمہارے ملک مین آبپاشی بخوبی ہو اوس سے تمہاری رعایا
مرفہ الحال ہو۔ اور تم دولت سے نہال ہو۔ تعلیم کی اشاعت کرو۔ بیمارونکے واسطے دار الشفا بناؤ۔ یہ سب
کام ہم تمہاری ہی فائدہ کے واسطے چاہتے ہین کچھہ اور مقصد اور مطلب ہمین نہین ہی۔ اگر ہماری
یہ آرزو ہوتی کہ تم ضعیف اور کمزور ہو جاؤ تو ہم یہ کہتے کہ مفلس اور جاہل اور بدنظم رہو۔ لیکن ہم تو
یہ چاہتے ہین کہ تم قوی اور زبردست ہو اسلیئے یہ نصیحت کرتے ہین کہ دولتمند صاحب علم اور نیک منتظم ہو۔
جناب ملکہ معظمہ کے تمام ملازمین کا مقصد اقصی یہی ہی کہ تم ایسے ہو جاؤ۔ خدا اون حاکمونکا حامی ہوتا
ہی جو اوسکے بندونکی بہلائی اور بہبودی سب طرح سے چاہتے ہین۔

مین یہان تہوڑے دنون رہونگا۔ جو لائق اور مستعد افسر میرے گرد بیٹھے ہین بہت عرصہ نہین لگیگا
کہ وہ ولایت چلے جائینگے مگر وہ سلطنت جسکے ہم قائم مقام ہین مدتون تک قائم رہیگی۔ ساعت بساعت
یہ سلطنت عظیم جناب ملکہ معظمہ کے تخت سے قریب ہوتی جاتی ہی۔ سال بسال دخانی جہاز اور ریل کی
سڑکین انگلستان کو اس قابل کرتی ہین کہ وہ ہندوستان سے بغل گیر ہوتا جائے۔ مگر یہ آہنی سلسلے وہ
نہین ہین کہ جنہین ہندوستانکو وہ جکڑنا چاہتا ہی۔ بلکہ محبت اور مصاحبت کی طلائی زنجیرین ہین جو وہ

اوسکے گلے مین ڈالنا چاہتا ہے۔ فتح کرنیکے دن گیٔے۔ ترقی کے دن آئے۔

اے سرداروا ور شاہزادو صراط مستقیم پر قدم رکھو۔ اور اپنی اولاد کے لیے اور اپنی رعایا کے لیے نسلاً بعد نسل اوس سلطنت کی دوستانہ نگاہبانی حاصل کرو جو صرف تمہاری صلاح اور فلاح کی جستجو مین رہتی ہے۔

اس واعظ اور کار فرما اور نگاہبان کے کہنے کا اثر رئیسونپر ہوا۔ وہ اوسکو فقط اپنا حاکم اور خداوند ہی نہین سمجھے بلکہ اوسکو اپنا دلی دوست اور محب صادق سمجھے۔

جناب ملکہ معظمہ کے ایک وزیر کو ۲۳۔ نوامبر ۱۸۶۹ع کو لارڈ میؤ نے ایک چٹھی لکھی جسکا مطلب یہ تھا۔ ہندوستانی رئیسونکے ساتھ جو ہمارے تعلقات ہین بحیثیت مجموعی قابل اطمینان ہین مگر وہ کسی طور سے محدود اور مصرح نہین۔ ہم اون اصول پر عمل کرتے ہین جو عدم مداخلت سے متعلق ہین مگر ہمکو یہ ضرورت ہوتی ہے کہ مداخلت کرین۔ ہم رئیسونکو اختیار دیتے ہین کہ وہ اپنے ملک کی حفاظت اور حراست کے واسطے سپاہ نوکر رکھین مگر یہ اجازت نہین دیتے کہ وہ اوسکو کہین لڑنے کے لیے بھیجین۔ انصاف گستری کے لیے عدالتون کے مقرر کرنے پر اونکی ہم دلداری کرتے ہین مگر اونکو اپیلیان یورپ پر نالشین سننے کو گوارا نہین کرتے اونکے بادشاہ ہونے کو تسلیم کرتے ہین مگر اونکے نام ہم احکام جاری کرتے ہین اور بلا عذر اونکی تعمیل اونسے چاہتے ہین۔ ہم اونمین سے اوسکو معزول کرتے ہین جو ہماری حرمت کرتا ہے یا کسی جرم عظیم کرنے کا حکم دیتا ہے جیساکہ ٹونک کے مقدمہ مین ہوا۔ جب اونمین سے کوئی رعایا پر سخت ظلم کرتا ہے اور انتظام ملک کا نہین کرسکتا ہے تو اونمین ہم اپنی طرف سے انتظام کرتے ہین جیساکہ الور کے مقدمہ مین ہوا۔ بعض ریاستون مین ہم پولیٹکل ایجنٹ مقرر کرتے ہین بعض مین نہین۔ بعض کے ساتھ مثلاً جیپور۔ بھوپال۔ پٹیالہ۔ کے راجاؤن کے ساتھ دوستی اور دلی موانست کی شرائط خط وکتابت مین برتی جاتی ہین۔ دھولپور اور الور کے ساتھ بہت کم خط وکتابت ایسی ہوتی ہوگی کہ جسمین اونکی قصورون اور خطاؤنپر تنبیہ اور تہدید نہوتی ہوگی۔ حقیقت مین ہمارے سب تعلقات ان چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستونکے ساتھ زمانہ کی مصلحت اور رئیس کے مزاج وخصلت پر موقوف ہین۔ اگر ہم یہ چاہین کہ اونمین نکوکاری ہمارے

سبب سے پیدا ہو تو ہمیشہ اسی طور کا برتاؤ اون سے کرنا چاہیئے - مگر بہت سے اونمین سے اس ہمارے
برتاؤ کو پسند نہین کرتے - مجھے یقین ہی کہ بعض اونمین سے فلان فلان بہت سا روپیہ صرف کرنیکو موجود
ہین کہ گورنمنٹ پر نالش پارلیمنٹ مین پیش کرین - اسمین بعض لحاظ سے مبالغہ ہو شاید بالکل جھوٹ ہو
مگر یقینی وہ بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہی - چھ مہینے مین اوسکے جھوٹ ہونے یا سچ ہونے کا حال کھلجائیگا -

اس چٹھی سے معلوم ہوتا ہی کہ اونہون نے ہندوستانی ریاستونکی خوبیونکو بھی اور اونکی برائیون کو
بھی خوب نگاہِ درست اور غور رزرف سے ملاحظہ کیا - ہندوستانی ریاستونکی بدنظمی اونکے پہلو مین کانٹے چبھو تی
تہی - وہ عدم مداخلت کے مطابق کچھہ اوسکی اصلاح نہین کر سکتے تہے - دوسرا ہی سال اونکے عہد حکومت کا
تہا کہ اس غریب پرور کو یہ معلوم ہوا کہ راجپوتانہ مین ترقی بہت سہج سہج ہوتی ہی - راجاؤن کا اختیار
ٹہاکرونپر اس سے زیادہ نہین چلتا جو قدیم زمانہ سے چلا آتا ہی - جودھپور اور الور مین مین رہزنی
ہوتی ہی اور بہت سی برائیان ہین کہ وہان خوب پانو پھیلائے ہوئے کام کر رہی ہین - ان تمام اضلاع مین
مجرم اکثر کم گرفتار ہوتے ہین بہت سے جرمونکی تحقیقات ہی نہین ہوتی - لارڈ میو کی تمام تحریرات کو ان
ہندوستانی ریاستونکے باب مین غور سے پڑہیئے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ اونہون نے اپنے کام کرنیکے یہ تین
اصول قائم کیئے تہے - **اول** کوئی ریاست ضبط نہو - اگر ہندوستانی ریاست مین بدنظمی ہو اور رئیس سے
اوسکا انتظام نہو سکے تو اوسکے ملک کی ضبطی سے انگریزی عملداری نہ بڑہائی جاوے - **دوم** کسی ہندوستانی
ریاست کی بدعملی کی جوابدہی ساری **برٹش گورنمنٹ** کے ذمہ ہونی چاہیئے - برٹش گورنمنٹ کا یہ
فرض ہونا چاہیئے کہ جسوقت کسی ریاست مین بدنظمی پھیلے تو اوسوقت وہ اپنی مداخلت کرکے اسکا علاج
کرے مگر یہ مداخلت اس طرح سے نہین کرنی چاہیئے کہ ریاست ضبط کیجاے بلکہ رئیس معزول کیا جاے
اور جو کوئی اوسکا وارث مستحق ریاست ہو اوسکو ریاست دیجاے - اور کوئی انگریزی افسر وہان مہتمم
متعین کیا جاے یا ہندوستانی مدار المہام مقرر کیئے جائین - ان دونون باتون مین سے وہ بات کرنی
چاہیئے جو اوس ولدیت ریاست کے حق مین مفید ہو - **سوم** جو ہندوستانی رئیس اپنی ریاست کا عمدہ
انتظام کرتے ہین اور اپنی رعایا اور ملک کی خبرگیری کرتے ہین اونکے معاملات مین مداخلت نہین کرنی

چاہیئے اور بہت ہی ہلکا بوجہہ اپنے دباؤ کا اونکے سر پر رکھنا چاہیئے۔ ہندوستانی رئیسون کے دل مین یہ بٹھا دینا چاہیئے کہ اونکی آزادی اور خود مختاری اپنے ہاتھہ مین ہے جسقدر وہ اپنی ریاست کا عمدہ نظم و نسق اور بندوبست کرینگے اوسیقدر وہ آزاد اور خود مختار ہونگے۔ اب ہم وہ معاملات لکھتے ہین کہ جنسے معلوم ہو کہ ان اصول پر کس خوبی کے ساتھہ اس رئیس پرور غریب نواز نے عمل کیا۔

(۶) **کاٹھیاوار** کے صوبہ مین تیس ہزار میل رقبہ اور ۲۳ ½ لاکھہ آبادی ہے اور چھوٹی چھوٹی جاگیرین اور ریاستین ۱۸۷ ہین وہ سب ایک پولٹیکل ایجنٹ کے ماتحت ہین جسکے پاس احکام بمبئی کی گورنمنٹ کے اور گورنمنٹ انڈیا کے فارن آفس سے جایا کرتے ہین۔

جب سے شاہی فرمانروائی شروع ہوئے تو کچھہ دنون بعد ایک نہایت درست اندیش اور راستکیش منتظم **کیٹنگ** صاحب یہان پولٹیکل ایجنٹ مقرر ہوئے اونہون نے اپنی خاطر انتظام بخش سے اس ملک مین ایسا بندوبست کیا کہ اوسکا نام ہی بندوبست ۱۸۶۳ع مشہور ہوا۔ اس سال مین اونہون نے یہ سرکاری طور پر گورنمنٹ کو لکھا کہ کاٹھیاوار کی کسی ریاست مین جیوڈیشل سسٹم (عدالتونکا انتظام) نہین ہے نہ کوئی تحریری قانون ہے نہ کوئی کچہری فوجداری کی ہے نہ دیوانی کی ہے۔ اونہون نے اس بدانتظامی کے مٹانے کے لیئے سردارونکے درجے مقرر کیئے۔ ہر درجہ کے لیئے خاص اختیارات عدالت گستری کے لیئے تجویز کیئے۔ اور ریاستونکو قسمتون مین تقسیم کیا اور ہر قسمت مین انگریزی افسر اونکی نگرانی کے واسطے مقرر کیئے کہ وہ رئیسونکو دیکھتے رہین کہ کام تندہی اور توجہ دلی سے کرتے ہین یا نہین۔ پولٹیکل ایجنٹ ان سب پر حاکم اعلی رہے۔ رئیسونکے فیصلہ کا اپیل نہو مگر جہان وہ اودہادہند کام کرین تو اوسکی بازپرس کیجاے اور تجویز ثانی کے لیئے حکم دیا جاے۔

لارڈ میو نے یہان آنکر ان ۱۸۷ ریاستونکا یہ انتظام پایا تھا۔ اب اونکی عقل باریک بین نے دیکھا کہ اگرچہ انتظام سے بعض نیک نتیجے پیدا ہوئے ہین مگر وہ برائیان جنکی جڑ دور تک ہندوستان کی پانچسو سال کی بدنظمی نے اور انگریزی پچاس برس کی اس بے پروائی نے کہ اونکو اکیلا چھوڑ دیا پھیلی ہوئی ہے اوسکا استیصال نہین ہوا۔ اونہون نے دیکھا کہ زمین کی حقیقت کے باب مین بہت سے فساد آمیز دعوی موجود ہین

اور بہت سے ایسے زمرے ہین کہ وہ غارتگری کو اپنا حق سمجھتے ہین۔جن پرانے خاندانون کی حکومت جاتی
رہی تہی اونکی اولاد زبردستی بیدخل اپنے حقوق سے کی جاتی ہے۔اور جو سردارونکے چھوٹے بہائی ہین وہ اپنے
حق وراثت قلیل پانے سے گذر اوقات نہین کرسکتے۔آوارہ گرد قومین اور وہ خوفناک زمرے جنکا
روزینہ بہی غارتگری ہی موجود ہین۔اصلی باشندے تہیا ہونکے خوفون سے ہمیشہ پہاڑون مین غارنشین ہوتے
جاتے ہین۔غرض یہ سب مواد فساد کا کاٹہیاوار مین موجود ہے۔پرانی بُری کارسمین بہی وہان جاری ہین
ارل میئو سب یہانکا حال معلوم کرکے اوسپر متوجہ ہوئے۔مگر یہ مزاج شناس زمانہ جانتا
تہا کہ بمبئی گورنمنٹ کے اہتمام سے روز بروز کاٹہیاوار کا انتظام اچہا ہوتا جاتا ہے کچہ تہوڑے دن
اور صبر کرنا چاہیئے۔صرف یہ حکم دیا کہ ایک اسکول رئیس زادون کی تعلیم کے لیئے مقرر ہونا چاہیئے
کہ وہ زمانہ صحبت سے محفوظ رہکر مدرسہ مین تعلیم پائین۔اونکے نزدیک راجپوتانہ اور کاٹہیاوار دونون
مین یہ مشکل معلوم ہوتا تہا کہ جبتک یہ رئیس زادے تعلیم نپائین لعل علم وہنر کے زیور سے آراستہ نہون
انتظام ملکی کرسکین اسلیئے اونہون نے دونون جگہہ مدرسون کے لیئے تجویز فرمائی۔وہ زندہ رہتے
معلوم نہین کیا کیا اصلاحین وہ ان ملکون کی فرماتے۔وہ اس بات کو بہی خوب سمجہتے تہے کہ یہ ایکدن کا
کام نہین ہے کہ آدمیون کی عادت و رسوم و خیالات و خصائل تبدیل کردیئے جائین۔اونکو یقین ہوگیا تہا
کہ ہندوستانی ریاستون کی جو پرانی جلد بدعملی و بے انتظامی کی ہے وہ اوسپر سے سہج سہج عمل کرنے سے
اوترتی جاتی ہے جس ہندوستانی ریاست مین اونہون نے دیکہا کہ ترقی کا رستہ کہلا ہوا ہے اور بلندی پر
زینہ لگا ہوا ہے تو وہان وہ خاموش بیٹہے رہے۔وہ اسبات پر خیال کرتے تہے کہ جس ریاست مین
انگریزی نگرانی سب کامون مین حتی الامکان اپنا اثر کررہی ہے وہان کوئی میرا حق نہین ہے کہ اوسکے رئیس
کی شکایت کرون۔وہ اسکو فرض سلطنت سمجہتے تہے کہ کسی ہندوستانی ریاست مین بدنظمی پہیلی تو
اسباب پر اول غور کرنی چاہیئے کہ یہ صورت برٹش رزیڈنسی کے افسرونکے ضعف عقل اور تلون مزاج
سے تو نہین پیدا ہوئی۔پہلے اس سے کہ کسی ہندوستانی رئیس کو اوسکی ریاست کی بدنظمی پر بعض
ملامت کیجائے یہ سوچنا ضرور ہے کہ انڈین فارن آفس نے اوسکو ایسی حالتون مین بہی رکہا ہے

کہ وہ اچھی طرح حکومت کرے۔ یہ خیال اونکا روز بروز ایسا پختہ ہوگیا کہ جب راجپوتانہ مین ایسے معاملات
پیش آئے کہ وہ اونکو ناگوار خاطر تھے تو اونھون نے یہ ارادہ کیا کہ قبل ازین کہ ہندوستانی ریاستون کے اندر
مداخلت کیجائے ایسی تدابیر کرنی چاہیئین کہ جس سے انگریزی رزیڈنسی کی نگرانی اور خبرگیری کو ترقی ہو۔
اسلیئے اونھون نے ایسی تدبیرین سوچین کہ ممالک متوسطہ اور راجپوتانہ کی ایجنٹی ٹوٹ جائین
اونکی جگہہ ایک لفٹنٹ گورنر مقرر ہو کہ خوب ان ریاستونکا نگران حال رہے اور اوسکے نیک و بد کو سمجھتا رہے
(۷) **الور** ایک چھوٹی سی ریاست راجپوتانہ کے شمال مشرق مین واقع ہے۔ تین ہزار مربع میل رقبہ ہے
۷۷۸۵۹۱ آبادی اور ۵۹۴۷ سپاہ اور بیس۲۰ لاکھہ روپیہ آمدنی۔ ایام غدر مین یہانکے راجہ **بنے سنگہ** نے
ایسے حال مین کہ شدت مرض سے بدن بیحس تھا ضعف سے آنکھین بند تھین اپنی چیدہ چیدہ سپاہ سرکار
کی اعانت کے لیئے **آگرہ** روانہ کی۔ مگر یہ سپاہ باغیون سے مل گئی۔ راجہ کو یہہ خبر نہ پہنچنے پائی تھی کہ وہ دنیا سے
رحلت کر چکا تھا۔ اوسکا بیٹا راجہ **شیودان سنگہ** ساڑھے بارہ برس کی عمر مین جانشین ہوا۔ اوسکے دربار مین
دو فرقے تھے۔ ایک ٹھاکرون کا دوسرا پیٹے دغا مسلمانونکا۔ مسلمانون نے راجہ کو اپنی طرف کرلیا۔ بدعملی اور
بےانتظامی شروع ہوئی۔ راجہ نے اپنی راجپوتون کی وضع اور لباس کو چھوڑکر مسلمان کی طرز اور عادات
اختیار کین۔ ٹھاکرون کو اسپر غصہ آیا اونھون نے راجہ کو جو مسلمان عزیز تھے الور سے نکال دیا۔ اس پر
برٹش گورنمنٹ نے یہ مداخلت کی کہ ایک پنچایت ہندوستانیونکی مقرر کرکے اوسکو مدارالمہام ریاست
بنا دیا۔ مگر راجہ مسلمانونکے ساتھہ عشق رکھتا تھا۔ اوسنے ۱۸۵۹ع مین ایک سازش کرکے ہندوستانی پریزیڈنٹ
کونسل کو مارنا اور برٹش رزیڈنٹ کو خارج کرنا چاہا۔ مگر رزیڈنٹ کی ہوشیاری سے راجہ اپنے کام مین
کامیاب نہو سکا۔ رزیڈنٹ نے اس نوعمر راجہ کو کبھی محبت سے اور نرم کلامی اور میٹھی زبان سے سمجھایا۔
کبھی دھمکایا۔ مگر اس بُرے بھلے کہنے کا کچھہ اثر راجہ پر نہوا۔ ۱۸۶۳ع مین راجہ بلوغ کی عمر کو پہنچا اور وہ
خودمختار راجہ بنا۔ رزیڈنٹ اور پنچایت دونون موقوف ہوے۔ راجہ کا حال اوباشی اور عیاشی کے
سبب سے روز بروز ابتر ہوتا تھا۔ اور سب سے زیادہ یہ بیہودہ حرکت کی کہ اوسنے اٹھارہ رجپوتونکی پلٹنونمین
پندرہ موقوف کردین اور اونکی جگہہ مسلمان بھرتی کرلیئے۔ یہ راجپوت وہ تھے جنھون نے اوسکے باپ دادا

کی ریاست قائم کرائی تہی۔

جب لارڈ میو ہندوستان مین آئے ہین تو الور کی یہ کیفیت تہی۔ مارچ سنہ ۱۸۷۰ء مین گورنر جنرل
پاس خبر آئی کہ دو ہزار راجپوت راجہ سے لڑنیکے لیے میدان جنگ مین موجود ہین۔ آدہے ٹہاکر راجہ کے
ساتھہ تہے آدہے باغیونکے ساتہہ دست بشمشیر تہے۔ پولیٹکل ایجنٹ کی یہ رائے تہی کہ ان دونون کو لڑنے دیجیے
جس سے یہ معلوم ہو جائے کہ کون فریق غالب ہے۔ مگر لارڈ میو نے اس رائے کے ساتہہ اتفاق نہین کیا۔ مگر یہ
فرمایا کہ کوئی اعلیٰ درجے کا آزمودہ کار جیسے مہاراجہ جیپور ہین الور مین جائین اور راجہ اور ٹہاکرون کا
ملاپ کرا دین۔ اور راجہ سے کہدین کہ یہ حرکت اوسکی کہ جاگیرین ٹہاکرون کی ضبط کر لین بہت نامناسب ہے
مگر یہ تدبیر نہین چلی۔ پولیٹکل ایجنٹ نے لکہا کہ راجہ اور ٹہاکرون مین صفائی نہین ہوسکتی۔ تحقیقات کرنے
سے معلوم ہوا کہ سنہ ۱۸۶۳ء مین جب راجہ خود مختار ہوا تو خزانہ مین ۱۱۷۲۲۸۰ روپیہ نقد موجود تہا۔ سات
برس کے عرصے مین یہ سارا روپیہ اور بیس لاکہہ روپیہ سال ملک کی آمدنی کا اور سولہ لاکہہ روپیہ قرض لیکر
یہ سب اڑا دیا۔ اوسکے خرچ کی یہ کیفیت تہی کہ چالیس ہزار روپیہ سال فقط مہراسونکا تہا جنکا کام سوائے سلام
کر جانے کے اور کچہہ نہین تہا۔ پچاس ہزار روپیہ سال کا خرچ نجومیون اور گویونکا اور رنڈیون کا تہا اور انیس
ہزار روپیہ کا خرچ پہلوانونکا تہا۔

مہاراجہ دن رات شراب کے نشے مین مخمور اور مست اور رند مشرب مسلمانونکے ساتہہ ہم صحبت رہتا تہا۔ جو روپیہ
پہلے انتظام ملکی اور عدالتون اور پولیس مین خرچ ہوتا تہا۔ اب وہ راجہ کی خاص بدافعالی مین صرف ہوتا تہا۔ راجہ نے خود
ڈاکہ زنی سے بہی یارانہ جوڑ رکہا تہا۔ سپاہ کے لیے جو جاگیرین مقرر تہین۔ اور محتاجون اور مندرونکے لیے جو
مواقف تہے سب ضبط کر لیے۔ ایک جاگیر وہ ضبط کی کہ ۴۰۰ برس سے وقف چلی آتی تہی۔ اور اوسکی
آمدنی اپنے لہو و لعب مین صرف کرنی شروع کی۔

بعد اس تمام تحقیقات کے پہر لارڈ میو نے اس کمبخت راجہ سے کہا کہ وہ اپنے آپ کوئی پنچایت
انتظام ریاست کے لیے مقرر کر دے جنپر رعایا کو اعتماد اور بہروسہ ہو۔ مگر یہ بہی اوسنے نہ سنا۔ آخرکو مجبور ہوکر
یہ فیصلہ لارڈ میو نے کر دیا کہ انگریزی ایجنٹ وہان رہے اور جو اعلیٰ درجہ کے ٹہاکر ہین وہ مدار المہام ریاست

رہین اور راجہ کی ذات خاص انکے خرچ کے واسطے ایک لاکھہ اسی ہزار سال یعنی پندرہ ہزار روپیہ مہینا ملا کرے بعد اس انتظام کے ریاست مین سب طرح امن امان ہوگیا۔ رعایا کی مرفہ الحالی کا آغاز ہوا۔ راجہ اپنی خلوت مین بھی پیٹ بھر کے شراب پیتا۔ آخر کو اس بادہ پرستی نے ٢٩ برس کے سن مین اوسکا کاسہ عمر لبریز کیا۔

یہ ایک بدنظمی کی صورت لارڈ میئو کے عہد سلطنت مین پیش ہوئی تھی جسمین اونہون نے نہایت مجبور ہو کر یہ انتظام کیا۔ دوسری صورت یہ پیش ہوئی کہ اجمیر کے دربار مین مہاراجہ جودہپور نے رانا اودیپور کے بعد بیٹھنے سے انکار کیا۔ شراب نے ایسا نشۂ نخوت اوسکے دماغ مین پیدا کیا کہ وہ دربار شاہی مین حاضر ہوا۔ اسپر لارڈ میئو نے یہ عتاب فرمایا کہ فوراً وہ انگریزی عملداری سے دیرے خیمے اوکھیڑ کر لیجاے اور سترہ توپون کی سلامی کی جگہہ پندرہ توپونکی سلامی آیندہ اوسکی ہوا کرے۔ جناب ممدوح کی عادت مین داخل تھا کہ اپنے دربار والامین بعض رئیسونکی جو حقیقت مین لائق اور منتظم و مدبر ہوتے زبان سے ستایش فرماتے اور آفرین اور تحسین کرتے۔ حسن انتظام کے اندر ریاست **بھوپال** سب پر سبقت لیگئی تھی اسلیئے یہان کی رئیسہ عظیمہ کی تعریف اور رئیسونکے روبرو سب سے زیادہ ہوتی۔

(٨) سرحد شمالی و مغربی پر امن و امان اور انتظام قائم کرنیکو بھی لارڈ میئو گورنمنٹ کے فرائض عظیمہ مین سے سمجھتے تھے۔ وہان ایسی نیک اور کامل تدبیرین کرنی چاہتے تھے کہ جس سے سرحد پر فسادانگیزونکے فساد کا پورا انسداد رہے یہ نہین کرنا چاہتے تھے کہ ہمیشہ انتقام ستانی کے لیئے اونپر حملے دھمکانے کے واسطے کیئے جاوین۔ گورنمنٹ **پنجاب** کا یہ منشا رہتا کہ موسم بہار کے شروع مین ایک لشکر عظیم پہاڑونکے اندر مختلف مقامات مین جمع کیا جاے اور بالکل اون افسرونکو اختیار دیدیا جاے کہ جنکو یہ یقین ہو کہ کھڑی ہوئی تیار فصل کو جلا دینا۔ اور دیہات کو پھونک دینا سرحد پر امن قائم کرنیکے لیئے ضرور ہے۔ اگر ذرا سا بھی اشارہ چوری یا رہزنی کا پایا جاے تو سپاہ پہاڑونپر جاکر ٹوٹ پڑے اور قدیمی دستور کے موافق غارتگری اور تاخت و تاراج شروع کرے۔

لارڈ میئو نے اس انتظام کو ناپسند کیا اور منظور نہین فرمایا۔ اونکی یہ راے تھی کہ سرحد کا انتظام جنگ سے ہرگز نکرنا چاہیئے۔ بلکہ ایک پولیس شاندار اور صاحب اقتدار مقرر کرکے ان قومونکو خوف دلانا چاہیئے

کیونکہ جو اونکے کام ہین وہ رہزنون اور غارتگرون اور چورونکے سے ہین ایسے کامونکے واسطے پولیس کافی ہی۔ اگر اونکے کام سپاہیانہ ہوتے تو ضرور سپاہ کی کارزار کیلیئے ضرورت ہوتی ساسپر اعتراض یہ ہوتا تھا۔ کہ فقط پولیس کے دہمکانے سے وہ پہلے کام جو گورنمنٹ نے لڑائیون سے کیئے ہین اونکا اثر بہی جاتا رہیگا۔ اوسپر لارڈ میو نے کہا کہ ہمکو اپنا کامونکا پہلا سا اثر دکہانے کیواسطے خون مین ہاتھہ رنگنے نہین چاہئین۔

(۹) ۱۸۷۱ء مین ویسرائے نے حکم دیا کہ شمال مشرقی سرحد پر **لوشیائی** قومونپر فوج کشی کیجائے۔ ان قومون سے ہمیشہ سے سرکار کو تکلیف پہنچتی رہتی ہی اور اونکے سبب سے روپیہ خرچ ہوتا رہتا ہی۔ اونکے سارے ضلع کوہستانی ہین اور اون مین وحشی جنگ جو کینہ خو قومین آباد ہین۔ **کچار** ایک ضلع ہی جو **بنگال** اور **آوا** کے بیچ میان واقع ہی اوسکے شمال مین **آسام** ہی اور جنوب مین **کیسی** مغرب مین **سلہٹ** اور مشرق مین **جیری** دریا ہی۔ اوسمین پہاڑ اور جنگل بہت ہین اوسکا پرانا نام ہیرمبو ہی۔ یہانکے باشندے ہندو ہین اونکی قوم کا نام **کہوٹی** ہی۔ کچار کے باشندے غریب ہین اور کسی کو تکلیف نہین پہنچاتی وہانکا راجہ برٹش گورنمنٹ کا خراج گزار ہی۔ اس ضلع مین انگریز چاہے کی کاشت کرتے ہین جسکا ذکر پہلے ہم نے کیا ہی۔ ۱۸۶۹ء مین وحشی قومون نے جنوبی کچار مین چاہے کی زراعت کو برباد کیا جنوری ۱۸۶۹ء مین لوشیا کی قومون نے **نوار بند** پر حملہ کیا۔ دہات کو جلاکر خاک مین ملایا اور بہت سے دہقانون کو مار ڈالا۔ مونا زکبل کے باغون پر حملہ کیا اور ایک حصار مین پولیس سرکاری تہا اوسکو بہی مار کر نکال دیا۔ اور سب مکان اسباب کو غارت اور تباہ کردیا اسلیئے گورنر جنرل نے عزم مصمم کر لیا کہ ان فساد انگیز قومونکی تنبیہ اور سرکوبی کے واسطے سپاہ بہیجی جائے۔ اب تک تو تدابیر ان قومون کے ہاتہہ سے بچنے کے لیئے کی گئی تہین اونمین کوئی کارگر نہوئی تہین اسواسطے ان وحشیون کو یہ یقین ہوگیا تہا کہ برٹش گورنمنٹ کیا تو ہمارا کچہہ کر نہین سکتی یا اوسکو پرواہ نہین ہی کہ کارگر تدبیرین ایسی کرے کہ جنسے اونکو سزا ہو۔ اسلیئے گورنر جنرل نے اس مہم کے خرچ کا تخمینہ دس لاکہہ روپیہ کیا اور ایسی تیاری کی کہ جسکے اندر کامیابی مین ذرا سا بہی شبہہ نرہے۔ لارڈ نیپیر اسوقت کمانڈر انچیف تہے وہ لڑائیونمین روپیہ کے صرف کرنیمین دریغ نہین کرتے تہے۔ اسبات کا اونکو بڑا خیال تہا کہ لوشیامین سپاہ اسقدر بہیجی جاوے کہ وہ کافی اس کام کے واسطے ہو۔

لارڈ میو نے اس مہم کو اہم سمجھکر اختیار کیا۔ اور یہ ارقام فرمایا کہ اس مہم مین دو طریقے اختیار
کیے جائین کہ سرحد شمالی مغربی پر کسی ایک قوم یا خیل کے فساد انگیزی کے دور کرنے کے لیے کیے جاتے ہین۔
یہ نہین معلوم ہوتا کہ تمام دہات یا قومین لوشیا کی ان حملون مین شریک ہین۔ یہ مشکل ہی کہ کوئی خاص حملہ
خاص قوم کے ساتھہ منسوب کیا جاے۔ یہ نہین معلوم ہوتا کہ ہیولونگ نے یہ حملہ کیا یا سے لوکا نے
یا کسی اور قوم نے۔ اسلیے اس مہم کا خاص موضوع بتلانا مشکل ہی۔ یہ نہین ہو سکتا کہ ہیولونگ کے ملک مین
ایک لشکر بھیجا جاے اور اوسکو حکم دیا جاے کہ توچپ و راست دہات کو جلاتا اور فصل کو پامال اور برباد
کرتا ہوا چلا جاے۔ اگر ہم اکازئی یا وزیری قومونکو یہ سزا دیتے تو سزاوار تھی۔ اگر ہمارے لشکر کے
بڑہنے مین کوئی قوم مقابلہ کرے تو اوسکو سخت سزا دینی چاہیے۔ اور باقی ان مطالب اہم کو اس مہم مین
مقدم سمجھنا چاہیے۔ اول قیدیونکا رہا کرانا۔ دوسرے جن دہات کے باشندونے فساد مچایا ہو اور غارتگری
کی ہو اوسپر جرمانہ کرنا۔ سوم آئندہ نیک چلن رہنے کے لیے اونسے اولونکا لینا۔ چہارم جن گروہون
نے جرم کیے ہین اونکے سرغنون کو حوالہ کرنا اور اون مفسدونکا حوالہ کرنا جو مفسدہ انگیزی مین مشہور
ہون۔ پنجم جہان مقابلہ ہماری سپاہ کرے وہان کے دہات کو غارت کرنا اور فصل کا برباد کرنا۔ مگر ان سب باتون
سے زیادہ اس امر پر توجہ کرنی چاہیے کہ ان وحشیون سے ایسے تعلقات مستقل پیدا کیے جائین کہ اونکے دہات
مین وقتاً فوقتاً ہندوستانی گماشتے انگریزون کی طرف سے رہا کرین۔ اونکو سوداگری اور تجارت
کے فائدے اسطرح بتلائے جائین کہ اونکی خاطرنشین یہ امر ہو جاے کہ اونکو انگریزونکے ساتھہ دشمنی کرنے
مین ایک پیسہ کا فائدہ نہین ہے اور نقصان سب چیزونکا ہی۔ اس خیال کے سبب سے یہ ضرور ہوگا کہ جو قومین
ہمارے ساتھہ آشتی رکھتی ہین اونکے سردارونکو بھی اس مہم مین شریک کرین۔ ایک تجویز یہ تھی کہ کچھار
سے چاٹگام تک سڑک بنائی جاے۔ اوسکی نسبت گورنر جنرل نے یہ تجویز کی کہ بالفعل یہ سڑک
مہم کی زنجیر یا نہ بنائی جاے۔ بالفعل اوسکے بننے مین مصارف اور مصائب بہت اٹھانے پڑینگے۔
بہتر ہوگا کہ جب امن امان ہو جاے تو ان قومون ہی کے ہاتھون سے بنوائی جاے کہ جسمین کام ارزان
ہے اور کچھہ خوف و خطر بھی نہو۔ خرچ کے خیال سے اونہون نے یہ بھی منع کیا کہ لشکرون کو دور دراز

فاصلون سے حرکت نہو۔ راہون کی حفاظت کا کام پولیس کے سپاہیون سے لیا جاے۔

اس غرض سے چاٹگام اور کچار سے دو لشکرونکو داہین باہین طرف سے جنبش ہوئی ہر ایکیا لشکر مین تین پلٹنین پیادہ دیسی اور نصف توپخانہ۔ اور ایک کمپنی سایپر ماینر کی تہی۔ غرض لشکر دو ہزار سپاہیونکا تہا اور اسی قدر بہیر کے آدمی اوسکے ساتہہ تہے۔ برگیڈیر بورچیر صاحب کچار سے لشکر کو لیکر چلے اونکو حکم تہا کہ لالپورا پر حملہ کرین۔ راجہ منی پور اونکے ہمراہ پانچسو سپاہ کے ساتہہ تہے اور میجر جنرل نٹال پولیٹکل ایجنٹ تہے۔

غرض نوامبر اور دسمبر مین لشکر دشمن کے ملک مین داخل ہوا اور جا بجا دہات کو غارت کیا یکم جنوری ۱۸۷۲ء کو کچہہ خفیف سی لڑائیان ہوئین جنمین لوشیون کی جانونکا بڑا نقصان ہوا۔ کسی طور سے انگریزی لشکر کا مقابلہ ان وحشی قومون سے نہو سکا۔ وہ کہین بر سر مقابلہ نہ آئی۔ آخر کو مجبور ہوکر اونہون نے ان شرائط پر صلح کرلی کہ وہ اپنے دہات مین ہندوستانی ایجنٹونکو (گماشتون) انگریزون کی طرف سے رہنے دینگے۔ جسقدر آتشی ہتہیار لے گئے ہین وہ واپس کردینگے۔ لڑائی کے جرمانہ مین اپنا نقارہ اور باجے اور دس ہتہیار اور پہند اور ۴۰ من دہان دینگے۔ اس مہم مین سب طرح سے کامیابی رہی۔ اور مارچ مین کچار کے اندر پہر سپاہ واپس آگئی۔ انگریزی سپاہ نے ماہ نوامبر سے آخر تک نہایت محنت اور سخت جفاکشی کا کام نہایت مسرت اور انبساط کے ساتہہ کیا۔ باوجودیکہ اون کو کڑی کڑی منزلین پیش آئین اور راہین بڑی ٹیڑہی ٹیڑہی اون پہاڑون مین طی کرنی پڑین جو چہہ ہزار فیٹ سطح سمندر سے اونچے تہے۔ مگر کبہی اونکی تیوری پر بل نہ آیا۔ جسقدر محنت پڑتی تہی اوتنی ہی وہ خوش ہوتی۔ ۱۰۰ میل سڑک بناتے ہوئے چلی گئی۔ کہین ہاری تہکی نہین۔ کوئی پیادہ کہین درماندہ نہ تہا۔ افسر استراحت نکرنے کو اپنی استراحت سمجہتے تہے۔ نوجوان افسرون کو ان سرحدی لڑائیون مین بڑا تجربہ حاصل کرنے سے بڑی مسرت حاصل ہوئی۔

(۱۰) لارڈ میونے جو ہندوستانی ریاستونکے ساتہہ ہندوستان کے اندر اور سرحدی قومونکے ساتہہ سرحد پر برتاؤ برتا اوسکا حال ہمنے اوپر بیان کردیا۔ اب اون ریاستونکے ساتہہ جو ایشیا مین

ہندوستان سے باہر واقع ہین جو دستور العمل اونہون نے اختیار کیا تہا اوسکو بیان کرتے ہین - ریاستہاے
خارجیہ کے معاملات مین روسیون اور ایشیائی سلطنتون کا معاملہ بڑا پیچدار ہے - اور وہ سلطنت کے
اسرار مین جنپر علم مورخ کو مشکل ہے کہ حاصل ہو - پہلے ہم سب سے معاملہ **افغانستان** کا بیان کرتے
ہین - پہلے بیان ہو چکا ہے کہ ۱۸۶۸ء مین **سر جان لارنس** نے **امیر شیر علی خان** کو
افغانستان کا امیر تسلیم کر لیا تہا - اور امیر نے اونسے درخواست ملاقات کی کی تہی - مگر ترکستان کے
معاملات اوسکے آگے ایسے پیش آگئے کہ وہ ملاقات نہوئی - مگر جب وہ اپنے کام سے فارغ ہوا تو اوس نے
اب پہر درخواست ملاقات کی - ۱۸۶۹ء مین ۲۹ - مارچ کو بمقام **انبالہ** اس امیر کی ملاقات کا دربار ہوا
امیر شیر علیخان جب پنجاب مین داخل ہوا اور انبالہ گیا تو یہان کی رعایا کی دولتمندی اور آسودگی امن و
عافیت و استحکام انتظام یہ سب ہر منزل مین اوسکو متحیر کرتے تہے - اوسنے کہا کہ یہ انگریز بہی عجیب و غریب
آدمی ہین - ہم جانتے ہین کہ وہ خوب لڑتے ہین اور ایسے شدائد سختی کے متحمل ہو سکتے ہین جیسے کہ اور جانور
ہوتے ہین باوجود اسکے وہ اپنے گہرونکو کیسا پاک صاف اور سارا اسباب عیش و آرام اپنے پاس مہیا رکہتے ہین
معلوم نہین ہم کس لیئے اپنے گہرون مین میلے کچیلے رہتے ہین اور کوئی آرام کا اسباب نہین رکہتے ہین -
انگریزی گورونکی بارکین دیکہکر تو وہ ششدر اور حیران رہگیا - اور کہنے لگا کہ ان بارکون کے برابر کوئی
مکان سواے میرے محل کے افغانستان مین کوئی اور عمارت نہین ہے - وہ ہر جگہہ انتظام سلطنت اپنی
نظر غور سے اور نگاہ ژرف سے دیکہتا تہا - اور سمجہتا تہا کہ انگریز جہان جاتے ہین اپنے قدمونکے ساتھ
اقبالمندی کو بہی لیئے جاتے ہین - مگر اوسکو انگریزون کی بے پردگی پسند نہ آئی - اونکی حسانت سے
چشم افغان نا آشنا تہی - ایک فقرہ بڑی ذہانت کا امیر نے یہ کہا کہ باوجودیکہ انگریزونکی آزادی اور
مطلق العنانی تسلیم کی گئی ہے مگر خاوندونکی جرائی پر شاباش ہے کہ وہ ایسی خوبصورت بیویون کو اپنے
گہر مین رکہتے ہین - انبالہ کے دربار کی شان اور شکوہ کا کیا بیان کرین - لباسہاے زرین سے سارا دربار
جگمگا رہا تہا - ہندوستانی سپاہ اور گورون کی سپاہ - اعیان سلطنت اور ہر دیار کے سردار اور شریف
اور راجہ مہاراجہ نواب رئیس سب انبالہ کے میدانون مین موجود تہے - اس دربار کے مفصل حال لکہنے

کے واسطے ایک کتاب چاہیئے۔مگر ہم مختصر حال چند فقرون مین لکہتے ہین۔امیر نے جسوقت سے انگریزی عملداری مین قدم رکہا ہر منزل پر اوسکی تواضع اور تکریم کا وہ سامان کیا جاتا تہا کہ جسکو دیکہکر امیر نے یہ کہا کہ اب مین بادشاہ ہوگیا ہون۔

لارڈ میو نے ایک چٹہی کسی وزیر سلطنت کو لکہی تہی جسمین اونہون نے اپنے یہ خیالات ظاہر کیئے کہ امیر کے ساتہہ عہد و پیمان اور اعانت زر کا وعدہ ہمیشہ کے لیئے کرنا نامناسب ہے اور قرین مصلحت نہین ہے مگر ہمکو امیر شیر علیخان کی معاونت اور استعانت وہان تک کرنا چاہیئے جہان اوسے کچہہ فائدہ ہو مجہے یقین ہے کہ اور قومونکی پیشقدمی دشمنانہ آگے بڑہنے مین تجارت سے روکی جائے۔یہ تجارت شمال کی طرف بڑہائی جائے۔مجہے یقین ہے کہ کوئی دانشمند ان دونون باتونکو پسند نہین کریگا کہ ہم بالکل کوئی کام اس معاملہ مین نکرین یا اعانت زر سے اور سفیرونکے بہیجنے سے معاملات افغانستان کو ہاتہہ لگائین اور اونمین دخل دین۔سب سے زیادہ عمدہ طریقہ یہ ہے کہ ہم ہمیشہ ہوشیار اور نگہبان رہین اور اپنے ہمسایہ کی سلطنتون اور قومون کے ساتہہ دوستانہ آمد و رفت رکہین۔اب یہان لارڈ میو کے تو یہ خیالات تہے۔اب امیر کی سنیئے کہ وہ کیا کیا آرزوئین دل مین لیکر آیا تہا۔اول وہ یہ چاہتا تہا کہ ایک عہدنامہ لکہا جاوے۔دوم سالانہ اعانت زر ہمیشہ کے لیئے مقرر کیجاوے۔سوم سلاح اور سپاہ سے جسوقت اوسے ضرورت ہو اور وہ طلب کرے تو دیئے جائین یہ استعانت اس بات پر موقوف نرکہی جاوے کہ جب برٹش گورنمنٹ مناسب جانے تو اوسکو کرے۔چہارم صاف صاف ایک وعدہ کیا جاوے کہ برٹش گورنمنٹ اسکو اپنا فرض سمجہے کہ افغانستان کی سلطنت کی ہمیشہ وہ مصیبت اور ضرورت کے وقت یار و یاور ہوگی۔سلطنت افغانستان بہی علی العموم نہین بلکہ خاص سلطنت افغانستان جو امیر اور امیر کی اولاد سے متعلق ہو اور کسی اور کی نہین۔پنجم سب سے آخر یہ درخواست تہی کہ اوسکے چہوٹے بیٹے عبد اللہ جان کو جسکو وہ اپنے ہمراہ لایا تہا اور اوسی کو اپنا ولیعہد بنانا چاہتا تہا اور امیر یعقوب علی خان کو جسنے اوسکو تخت سلطنت پر بٹہایا تہا محروم سلطنت سے کرنا چاہتا تہا برٹش گورنمنٹ بہی اِن دونو باتونکو تسلیم کرے۔ان آرزون مین ایک بہی آرزو اوسکی برٹش گورنمنٹ سے نہ بر آئی۔چار اول کی درخواستین

نامنظور ہوئین - پانچوین پر شاید کچھ مباحثہ ہی نہین ہوا - لارڈ میو نے صاف صاف امیر کو سمجھا دیا
کہ کسی حالت مین ہماری سرحد سے پرے ایک سپاہی اوسکی معاونت کرنیکے لیے نہ جائیگا کہ وہ اپنی سرکش
اور فتنہ پرداز رعایا کو مغلوب کرے - معین سالانہ اعانت زر کے لیے کوئی وعدہ خاص مدت کے لیے
نہین کیا جائیگا - یعنی یہ وعدہ نہین کیا جائیگا کہ فلان مدت تک اسقدر روپیہ ہر سال امیر کو دیا جائیگا نہ
کسی اور طور کی اعانت کا اقرار کیا جائیگا - نہ کوئی ایسا عہد و پیمان ہو گا کہ جس سے گورنمنٹ پر یہ فرض ہو
کہ ہر حالت مین اوسکو اور اوسکی اولاد کو ہم امیر افغانستان تسلیم کرین -

لارڈ میو نے گو اوسکی درخواستین نامنظور کین مگر اونہون نے فرمایا کہ جہان اور جب ہمکو مناسب
معلوم ہوگا ہم اوسکی اعانت روپے سے ہتھیارون سے اور اسباب حرب سے اور ہندوستانی کاریگرون سے
کرینگے اور جہانتک اخلاق اجازت دیتا ہے اوسکی تعظیم اور تکریم کرینگے اوسکے حقوق کو تسلیم کرینگے -
اوسکی مدارات اور خاطر یہان ہندوستان مین ایسی ہوئی جیسے کہ کسی برابر کے دوست کی ہوتی ہے ہندوستانیون
کے دلون مین اوس سے یہی خیال پیدا ہوا کہ یہ دو برابر کے دوست آپس مین ملے ہین کوئی امیر افغان
ہندوستانی راجہ مہاراجہ اور نوابون کی طرح برٹش گورنمنٹ کا ماتحت نہین ہے - لارڈ میو نے جو
وعدے امیر سے کیے وہ یہ تھے کہ اگرچہ برٹش گورنمنٹ افغانستان کے معاملات اندرونی مین کسی طرح
کی مداخلت نہین کریگی مگر چونکہ امیر اور برٹش گورنمنٹ کے درمیان رشتہ اتحاد اور وداد نہایت مستحکم
اور استوار ہے تو اوسکو یہ امر حد سے زیادہ ناگوار خاطر ہوگا کہ امیر کے رقیب اوسکے افغانستان کے امیر
ہونے مین خلل ڈالین اور فتور پیدا کرین اور فساد اور فتنہ اوٹھائین - وقتاً فوقتاً گورنمنٹ کی یہ
کوشش رہیگی کہ بمقتضاے زمانہ اور مصلحت امیر کی سلطنت کو تقویت دے جس سے وہ اس قابل ہو جاے
کہ اپنی حکومت کو عدالت اور انصاف کے ساتھ کام مین لا سکے - اور اوسکی اولاد کی وہی عزت اور تعظیم
کرتی رہیگی جسکا مستحق خود امیر ہے - آخر کو لارڈ میو نے یہ اپنی آرزو بیان کی کہ وہ ہمیشہ اپنے معاملات
ملکی کی اطلاع گورنمنٹ انڈیا اور اوسکے افسرونکو کرتا رہے اور اسبات کو یقین جانے کہ وہ جسکو
اپنا قائم مقام کرکے بھیجیگا اوسکا پاس اور لحاظ اور ادب یہان کیا جائیگا -

اوپر کے وعدے لارڈ میو کی عالی دماغی اور روشن ضمیری کو ظاہر کر رہے ہین سب سے زیادہ عمدہ نصیحت لارڈ میو نے امیر کو بہی وہی کی جو وہ یہان ہندوستانی رئیسون کو کرتے تہے کہ اگر وہ برٹش گورنمنٹ سے اتحاد چاہتے ہین تو وہ سلطنت اس طرح کرین کہ جسمین رفاہ اونکی رعایا کا ہو اور بندگان خدا کو چین اور آرام ہو۔ اپنے تئین رعایا کی بہبودی اور فلاح کے لیئے سمجہین رعایا کو اپنے عیش اور آرام کا سامان نسمجہین۔ اس دربار کے نتیجے سے لارڈ میو بہی خوش تہے۔ امیر کو بہی یہ فائدہ ہوا کہ اوس سے افغانستان کی سرحد شمالی پر جو بغاوت کی آگ بہڑک رہی تہی وہ بہی ٹہنڈی ہوگئی اور سب امیر کے مطیع اور فرمانبر ہوگئے سب جگہہ امن امان ہوگیا۔ امیر بخارا مشرقی **ترکستان** اور بڑی بڑی ریاستونکے سفیر **برٹش گورنمنٹ** کی خدمت مین حاضر ہوئے جب **امیر**۔ **کابل** مین گیا تو اوسنے اپنی سلطنت مین انگریزی گورنمنٹ کی نقل اوتارنی شروع کی۔ اوسنے حکم دیا کہ کوئی سپاہی اور آدمی ہتہیار دس اور چار بجے کے درمیان نہ باندہا کرے شب کی نگاہبانی کے لیئے چوکیدار مقرر کیئے ایک جوڈیشل افسر مقرر کیا کہ وہ شہریونکی داد فریاد سنا کرے۔ ڈاکخانہ اوسنے مقرر کیا سپاہیونکو بجائے جاگیر اور زمین دینے کے نقد تنخواہ مقرر کی۔ کابل کے تمام موچیونکو حکم دیدیا کہ وہ اپنے پرانے جوتے بیچ ڈالین اور نئے جوتے انگریزی بوٹ کی طرح بنایا کرین۔ خود انگریزی لباس کوٹ پتلون پہننا شروع کیا اور تمام امیرون اور افسرونکو بہی حکم دیا کہ وہ انگریزی لباس پہنا کرین۔ ایک کونسل تیرہ ممبرونکی مقرر کی کہ وہ اوسکے تمام انتظامات ملکی مین مشیر اور صلاح کار ہون۔ تعزیرات کے طریقے جو سخت تہے وہ چہوڑ دیئے اور بعض پرانے دشمنونکے قصور معاف کردیئے۔ غرض اپنے حتی المقدور اوسنے وہ کام کیئے کہ جس سے عمدہ انتظام ہوا اور رعایا اوس سے خوش و خرم رہے۔ مگر قاعدہ ہی کہ جو جلد اصلاحین ہوتی ہین۔ وہ جلد مٹ بہی جاتی ہین۔ جاگیرون اور زمینون کے بجائے نقد روپیہ ملنے کی مخالفت سب ادنی اعلی نے ایسی کی کہ وہ تدبیر امیر کی چل نہ سکی۔

(۱۱) اس اوپر کے معاملہ پر روسیون نے بڑی آنکہون سے دیکہا۔ ایشیا کے اندر ملک گیری مین سلطنت عظیم الشان روس کو بہی اعزاز کسی طرح سے کم **انگلستان** سے نہین حاصل ہوا۔ مشرق مین

روس اور انگلستان کے معاملات ایشیا مین

اوسکی فتوحات کا آغاز تین سو سال سے شروع ہوا ہی۔ اول ۱۵۵۲ء مین ایوان چہارم کے عہد مین اونہون نے **کاشان** کو فتح کیا اس بادشاہ نے پورے پچاس سال سلطنت کی۔ پہر تاتار کے سب مقامات جنوب مین سوائے کریمیا کے فتح کیے ۱۵۵۴ء مین **استراخان** اوسکے ہاتھہ آیا اور **باشکرس** ۱۵۵۶ء مین اوسکی سلطنت مین شامل ہوا ۱۵۸۱ء مین **سائبیریا** کے دار السلطنت **ٹوبولسک** کی بنیاد اونہون نے رکھی۔ **پیٹر اعظم** کے عہد مین **بحر کیسپین** کے مغربی صوبے فتح ہوئے اور ۱۷۲۳ء مین ایران والون نے اونکی اس فتح کو تسلیم کر لیا اور ایک عہد نامہ اونکے درمیان لکھا گیا۔ اب روسیونکا تنزل **ایشیا** مین شروع ہوا۔ وہ جو آگے قدم اونکے بڑہتے جاتے تہے وہ پیچہے ہٹنے شروع ہوئے ۱۷۳۲ء مین بحر کیسپین کے چار صوبے اونکی حکومت سے باہر ہوگئے۔ لیکن اس صدی کے آغاز مین پہر اونکی فتح اور فیروزمندی کے دن آئے ۱۸۰۶ء مین ایک بڑا ملک **دربند** کا اونکے ہاتہہ آیا ۱۸۱۳ء مین ایرانیون نے بحر کیسپین کے دو صوبے **داغستان** اور **شروان** واپس کیے ۱۸۲۸ء مین **اران** کو فتح کر لیا۔ جو بالفعل اونسنے ملک فتح کیے وہ سب کو معلوم ہین۔ وسط ایشیا مین تو اوس نے میدان معرکہ مین دیوون کی طرح لمبی ڈگین رکہی ہین۔ سب جگہہ قلعے اوس نے تعمیر کر لیے۔ چہاونیان اپنی جابجا ڈالدین۔ تار برقی اوسنے لگا لیا۔ پہاڑون اور جنگلون اور ریگستانونکے درمیان ہی بانتک کہ **چین** کی سلطنت اور اوسکی سلطنت کے درمیان فقط ایک برزخ اعظم رہگیا۔ تمام ممالک متوسط ایشیا روسیونکے گورنرون کے ماتحت ہین۔ اوسکی سلطنت کے نقشون کو دیکہو تو وہ چینیون کی سلطنت کے ساتھہ متحد الحد ہین۔

روسیونکی سلطنت تین سو برس سے ایشیا مین بالاستقلال بڑہ رہی ہی۔ گو کچہہ زمانہ اوسمین ایسا بہی گذرا ہی کہ اونہون نے ہاتہہ پیر نہین ہلائے۔ اورون کے ملکون پر پیشقدمی حملہ آوری مین نہین کی یا اورون کے ملکونکو ضبط کر کے اپنی سلطنت مین شامل نہین کیا مگر اسمین شک نہین کہ اونہون نے حکومت مستقل اور بہتر انتظام ان ملکون مین کیا۔ جن قومون پر اونکو حکومت حاصل ہوئی اونکا فساد مٹ گیا۔

انگلستان اور **روس** کی فتوح کا ایشیا مین مقابلہ کرنا ہی تاریخ کا ایک ایسا مضمون ہی

کہ اوس سے زیادہ دلچسپ اور دل آویز کوئی اَور مضمون نہین ۔ جن ترکیبون اور حکمتون اور فطرتون سے برٹش انڈیا ۔ انگلستان کو حاصل ہوا وہ ہم پہلے تاریخ مین لکھ آئے ہین ۔ اس ملک کی آبادی بیس کروڑ ہی ہندوستانی ریاستین جو اوسکے ماتحت ہین اونکی آبادی پانچ کروڑ ہی ۔ جس عرصہ مین ملک حاصل ہوا وہ مدراس کی معرکہ آرائیون اور پلاسی کی لڑائی سے شروع کیا جاے اور ۱۸۵۶ء مین لارڈ ڈلہاوزی کے زمانے پر ختم کیا جاے ۔ تو ایکسو برس کا عرصہ ہوتا ہی ۔ غرض انگلستان کی یہ ساری کمائی سو برس کی ہی ۔ جسمین اوسکو وہ سلطنت حاصل ہو گئی کہ وہ وسعت مین اور پیداوار مین سارے یورپ سے باستثناے روس بڑی ہی اور اوسمین ممالک متوسطہ ایشیا کی طرح کم آباد صحرا اور پہاڑ اور ریگستان نہین ہین ۔ اب جو نقشے المینک دی گوتھہ مین روس کی سلطنت کے باب مین روس کے اندر چھپے ہین اونکے موافق ممالک متوسطہ ایشیا مین روسیون کی عملداری مین ۵ کروڑ آدمی ۱۸۸۱ء مین تھے ۔ اب اگر حال کی ملک گیری کو بھی اوسمین شامل کر لیا جاے تو دس کروڑ بیس لاکھ آدمیون کی آبادی اونکے زیر حکم ایشیا مین ہی ۔ تین سو برس مین اتنے آدمیون پر اوسکو حکومت نصیب ہوئی ہی ۔ انگلستانکو سو برس مین ۲۵ کروڑ انسانون پر سلطنت حاصل ہوئی ہی ۔ روسیونکی آمدنی ایشیا مین پانچ کروڑ روپے سالانہ کی ۔ انگلستانکی آمدنی ایشیا مین پینتالیس کروڑ روپے کی ۔ روسیون کو اپنی سلطنت کی حفاظت کے واسطے ان ممالک مین ۱۶۳۰۵۹ سپاہ رکھنی پڑتی ہی جسکی آبادی دس کروڑ بیس لاکھ آدمیون کی اور انگلستان کو پچیس کروڑ آدمیونکی آبادی پر اپنی سلطنت کی حفاظت کے واسطے ایک لاکھ اسی ہزار سپاہ جسمین ساٹھہ ہزار سپاہ انگلستان زا ہی رکھنی پڑتی ہی ۔ ہندوستان کی تجارت کی راہ ساری دنیا مین کھلی ہوئی ہی ۔ سمندر اوسکے واسطے قدرتی سڑک ہی جسکی تعمیر و مرمت کی کچھہ ضرورت نہین ہی ۔ روسیون کی عملداری مین پہاڑ اور ریگستان ایسے واقع ہین کہ وہ تجارت کے واسطے ہر قدم پر سنگ راہ ہین ۔ ہندوستان مین دریا اور سمندر سڑک ہی ۔ روسی ایشیا مین ریگستان ہین جنکے اندر انجنیر جبتک خاک نہ چھانین اور زمین کے گز نہ ناپین تو سپاہیونکے آمد و رفت کے لیے بھی سڑک نہ بنے ۔ یہان دخانی جہاز اور ریلوے ۔ وہان کاروان اور کشتی ریگستانی (اونٹ) ہی ۔

روس اپنے اس انگلستان کے نوجوان حریف اور نوزاد رقیب خوش نصیب کو نظر التفات
سے نہین دیکہتا۔ اوسکے پاس لائق جرنیل اور عمدہ منتظم سلطنت اور مدبر مملکت ایسے ہین جیسے انگلستان کے
پاس ہین۔ اوسکے سپاہیون نے میدان رزم مین اپنے خون کو ایسا ہی بیدریغ بہایا ہی جیسا انگلستان نے۔
اوسنے اپنی فتوح اور انتظام مین اوسی طرح کا صبر و استقلال ظاہر کیا ہی جیسا کہ انگلستان نے۔ اوسکا تعلق
ایشیائی رعایا کے ساتہہ اوسی وضع اور انداز کا ہی جیسا کہ انگلستان کا اپنی ایشیائی رعایا سے ہی۔ جیسے
انگریزونکی بقا ہندوستان مین فتوح پر موقوف تہی۔ اسی طرح ممالک متوسطہ ایشیا مین روسیونکا قیام لڑائی
فتوح پر منحصر تہا۔ اگر ان دونون سلطنتون مین فرق ہی تو اتنا ہی کہ انگلستان کی گورنمنٹ ہندوستان
بہلمنسایت کی ہی اور وہ رعایا کی رفاہ اور آسودگی کے لیئے ہی روسیونکی سلطنت جنگی سپاہیانہ ہی۔

روس اس خوش نصیب اور اقبالمند رقیب کو حسد اور رشک کی نگاہ سے دیکہتا ہی۔ انبالہ کے
دربار ۱۸۶۹ء نے سینٹ پیٹرس برگ مین ایک کلبلی ڈالدی اور اوسپر سیکڑون طرح کی بدگمانیان
ہونے لگین غرض اس بار نے روسیون کی آنکہہ مین ایک کانٹا چبہو دیا۔

(۱۳) جسوقت لارڈ میو یہان فرمانروا ہوئے تو ہندوستان مین کیا اور انگلستان مین کیا
پنجاب کی سرحد کی طرف روسیون کے آگے بڑہنے سے تردد اور تفکر پیدا ہو رہے تہے۔ یورپ کی تمام
سلطنتون نے اپنی آنکہین ان دونون سلطنتون پر لگا رکہی تہین کہ اب اونمین معرکہ آرائی ہوتی ہی۔
ہندوستان تو روسیونکے آگے بڑہنے کی گپین رات دن اوڑتی رہتی ہین وہ سنتے ہین جس روز یہان
لارڈ میو کا دربار انبالہ مین ہوا اوسی دن سکرٹری اسٹیٹ فارن آفس کا یورپ مین شاہزادہ
گارچیکاف سے عہد و پیمان کی سلسلہ جنبانی ہو رہی تہی۔

ان دونون سلطنتونکے اندر یورپ مین افغانستان کے باب مین بڑی بحث رہی آخر کو اسپر فیصلہ
ہوا کہ افغانستان جو دو سلطنتونکے درمیان واقع ہی اوسکی شمالی سرحد اوسی ملک تک رہے جو بالفعل
امیر افغانستان کے قبضہ مین دریائے آکسس تک ہی۔ مگر امیر کبہی اس دریا سے عبور نکرے اور
بخارا کے معاملات مین کچہہ نبولے۔ برٹش گورنمنٹ ہمیشہ یہ نگاہبانی امیر کی کرتی رہے روسی

اسکے عوض مین جنوب کی طرف نہین بڑہینگے۔ اور افغانستان کے کسی معاملہ مین نہین بولینگے۔ مگر
افغانستان کی شمالی سرحد کو دوست محمد خان ہی ایسی چھوڑ گیا تہا کہ وہ نہ معلوم ہوتی تہی
کہ کہان تک ہی اور کتنا ملک اوسمین شامل ہی۔ پھر اسپر ایک مباحثہ روس اور انگلستان کے
اراکین سلطنت مین شروع ہوا۔ سر ڈگلس فورسایتھ صاحب ان معاملات وسط ایشیا
سے خوب ماہر تہے۔ اور اونہون نے بڑے بڑے کارہاے نمایان کیئے تہے۔ اونہونے اس کام کو بھی اپنی
عقل و دوراندیشی سے عمدہ طرح سے انجام دیا۔ آخر کو اسپر مباحثہ ہوا کہ واکیان اور بدخشان پر
امیر کا قبضہ رہنا چاہیئے یا نہین۔ روسیونکے جنرل کافمین کی یہ راے تہی اگر یہ ملک امیر کے پاس
رہیگا تو ممالک متوسطہ فتنہ پردازی سے کبھی خالی نہوگا۔ برٹش گورنمنٹ اسکے بالکل برعکس
خیال کرتی تہی۔ آخر کو دونون سلطنتون نے سنہ ۱۸۷۳ع مین آپسمین یہ عہد و پیمان کر لیا کہ جن ملکون پر مباحثہ
ہو رہا ہی اونمین سے طرفین سے کوئی حملہ آوری پیشقدمی نکرے اور کسی طرح کا اونمین فساد نہ اوٹھنے
دے۔ لارڈ میو نے اپنے ذمہ یہ کام لیا کہ وہ افغانستان والون کو اوس سرحد سے پرے نہ بڑہنے دین
جو اونکے واسطے مقرر ہوئی ہی۔ روس والون نے اپنے ذمہ یہ کام لیا کہ جو ملک اونکے ماتحت ہین اونمین
کسی کو افغانستان کے معاملات مین دخل انداز نہونے دین۔ لارڈ میو کے اب دو کام تہے ایک یہ کہ
جو سینٹ پیٹرسبرگ مین عہدنامہ ہوا ہی اوسکی پوری تعمیل ہو۔ دوم سرحد کی سلطنتون کے ساتھ
روابط اور تعلقات کا قائم کرنا۔ اسبات مین ایک مہینا پیشتر اپنی وفات سے یہ مختصر سا فقرہ لکھا تہا
کہ ہمکو چاہیئے کہ سرحد کی ریاستون قلات۔ افغانستان یارقند۔ نیپال۔
برہما کے ساتھ رابطہ اتحاد کو ہمیشہ مستحکم رکھین ہمکو اونہین یہ یقین دلانا چاہیئے کہ باوجودیکہ ہمکو
قدرت حاصل ہی لیکن ہماری یہ آرزو ہی کہ اونکی سلطنتین اور قوتین قائم رہین۔ جب ضرورت ہو تو ہم
اونکو روپیہ اور اسلحہ سے امداد کرین شاید بعض اوقات کا ایسا ہی مقتضا آن پڑے کہ ہم سپاہ سے
بھی امداد کرین۔ ان ریاستون سے اس طرح سے اپنی سلطنت کے باہر ایک حصار مستحکم بنائین اور انکو
یقین دلائین کہ اپنی سلطنت مین ملکون کے شامل کرنے کا زمانہ گیا۔ اونکو بتلا دین کہ اگر وہ ہمارے

سایہ لطف وکرم مین رہینگے تو اونکو سوائے فائدہ کے کسی طرح کا نقصان حاصل نہوگا۔ اگرچہ اس
حسن انتظام کا ظہور برسون مین ہوگا مگر جب وہ ہوجائیگا تو سلطنت بالکل محفوظ اور مامون ہوجائیگی
(۱۳۱) **افغانستان** کے معاملات کا حال ہمنے بیان کردیا اب **قلات** اور **یارقند** کے
مقدمات کو بیان کرینگے۔ قلات نادر شاہ کی وفات تک ایرانیونکے قبضے مین رہا پہر وہ افغانستان
زیر حکومت ہوگیا پھر یہان کے خان آزاد ہوگیے اور فقط افغانستان سے اتنا اونکا تعلق رہا کہ جب
امیر کو ضرورت پڑے تو خان قلات اوسکی سپاہ سے اعانت کرین اور اوسکا خرچ امیر سے لین آخر کو
سنہ ۱۸۵۴ء مین خان قلات نے **برٹش گورنمنٹ** کے ساتھہ عہد وپیمان کیا کہ وہ اوسکا ماتحت ہوکر
اوسکے دشمنون سے لڑیگا اور کسی کے ساتھہ عہد وپیمان بغیر اجازت برٹش گورنمنٹ کے نکریگا۔ اور اگر برٹش
گورنمنٹ کو ضرورت اسکی پڑیگی کہ وہ اپنی سپاہ کو کہین اوسکے ملک مین رکہے تو اوسکو کچہہ عذر اوسمین نہوگا
اسکے عوض مین برٹش گورنمنٹ نے اس شرط پہ پچاس ہزار روپیہ سالانہ دینے کا وعدہ کیا کہ وہ اپنی
رعایا کو برٹش گورنمنٹ کے اندر اور متصل غارتگری اور فتنہ پردازی نکرنے دے۔ لارڈ میو نے دیکھا
کہ قلات کے معاملے مین دو طرح کی دشواریان ہین ایک داخلی دوسری خارجی۔ خارجی تو یہ کہ سلطنت
ایران کے ساتھہ اوسکی سرحد ملی ہوئی ہے جسکے فیصلہ کے واسطے ہمیشہ خونریزی اور فتنہ پردازی موجود
ہے۔ **ناصر الدین** شاہ ایران تمام ملک کا دعوی سندہ اور مکران کے درمیان کا کرتا تہا۔ داخلی خرابیان
یہ تہین کہ اس امر کا کچہہ فیصلہ نہین ہوا کہ امیر قلات کیا منصب اور اقتدار رکہتا ہے۔ ایک گروہ کے موافق
وہ ریاست کا بالکل فرمانروا اور حکمران تہا۔ دوسرے گروہ کے نزدیک فقط وہ سردارونمین ایک ممتاز
سردار تہا۔ غرض یہ بخوبی ظاہر نہوتا تہا کہ ملک کی حکمرانی کس سے متعلق ہے۔ اب لارڈ میو نے اندرونی
اور بیرونی جہگڑونکے فیصلہ کرنیکے واسطے انگریزی سفیر ایران کو بعد ہوم گورنمنٹ کو لکہا کہ ایران کی
شرقی سرحد کا فیصلہ کیا جاے۔ شاہ ایران مکران یعنی مغربی قلات پر قبضہ کرنا چاہتا تہا اور کئی
دفعہ اوسپر وار کرچکا تہا۔ اور سندہ اور بندر عباس کے درمیان جو ملک واقع تہا اوسکو وہ
اپنا بتلاتا تہا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا تہا کہ شاہ ایران کا ارادہ تہا کہ وہ اپنی سلطنت کی سرحد کو

برٹش گورنمنٹ کی سرحد سے ملادے - اور اون سرحدونکا ملنا برٹش گورنمنٹ کے نزدیک مناسب تھا اور وہ یہہ بھی نہ چاہتی تھی کہ شاہ ایران کی زبردست سلطنت اپنے ہمسایہ کے غریب امیرون کی ریاستون پر قبضہ کرتی چلی جاے - لارڈ میو نے حتی المقدور اس معاملہ کے فیصلہ کرنیکے واسطے ہوم گورنمنٹ کو لکھا - آخر کو وہ اپنی سعی مین کامیاب ہوئے - شاہ ایران کا خط ہوا - اپریل ۱۸۷۰ء کو اس مضمون کا آیا کہ ایران کی سرحد مشرقی کا فیصلہ ثالثی طور پر کیا جاے - ایران اور انگلستان - قلات سے کمشنر آئین اور اونکا فیصلہ کردین - جنرل فریڈرک بولڈ سمتھہ کمشنر ہوکر ۱۸۷۱ء مین گیے اور راہ مین ایسی واقفیت ملک کی جغرافیہ سے حاصل کرلی کہ سرحد کے باب مین اونکی راے کو سب نے تسلیم کرلیا - اور کپتان سینٹ جان بادشاہی انجنیر نے خود جاکر نشان سرحد کے بنادیئے - لارڈ میو نے جسطرح قلات اور ایران کے درمیان سرحد کا فیصلہ کرایا تھا اسیطرح وہ یہ چاہتے تھے کہ افغانستان اور ایران کی سرحدونکے درمیان فیصلہ ہوجاے - مگر عمر نے اونکی وفا نہ کی ورنہ یہ کام بھی تمام ہوجاتا گو ان قومونکا خونریزی ایک پیشہ مدتون سے چلا آتا ہے اوسکو بالکل دور کرنا تو مشکل تھا - مگر لارڈ میو نے اپنی نیک نیتی سے ان وحشی سوشنون کی امن نالی مین جو آرام نکیا کچھہ عرصہ کے لیئے ان قومونکو سنبھالا تھا اونکے ہاتھونکو خون سے رنگین ہونے دیا - لارڈ میو کا اصلی ارادہ یہہ تھا کہ وہ شاہ ایران سے رشتہ اتحاد اور وداد کو زیادہ تر مستحکم کرین -

(۱۸) دسمبر ۱۸۶۹ء کو لفٹننٹ گورنر پنجاب نے لارڈ میو کو تار برقی مین پیغام بھیجا کہ ایک سفیر کش بیگی اتالیق غازی کا لیہہ مین آیا ہے اور گورنمنٹ کی سرحد مین آنے کا ارادہ رکھتا ہے مشرقی ترکستان کے حاکم نے اوسے بھیجا ہے - یعقوب کش بیگی کا حال ہمکو صرف میجر چارلس صاحب کی تحقیقات سے معلوم ہوا جو سرونیگ کے محکمہ مین نوکر تھے اور بے اجازت گورنمنٹ اس ملک مین چلے گیے تھے - یا ہورڈ اور شا صاحب کی زبانی حالات اس ملک کے کھلے تھے - یہ دونون صاحب سیاحی کے طور پر وہان گیے تھے - یہ پہلی دفعہ ہے کہ اس نئی سلطنت مشرقی ترکستان کا علم گورنمنٹ کو ہوا تھا - لارڈ میو نے فقط یہ حکم بھیجدیا کہ اس سفیر کی خاطر داری اچھی طرح کیجاے -

یعقوب بیگ کی سفارت کی بابت -

اور سوا اسکے کچھہ اور حکم نہین دیا - ۲۹ - جنوری سنہ ۱۸۷۰ع کو یہ سفیر لاہور مین داخل ہوا - اوس پاس
خطوط یعقوب کُش بیگی کے لفٹننٹ گورنر پنجاب اور ویسرائے اور جناب ملکہ معظمہ بالقابہا
کے نام تھے - وہ مارچ کے مہینے مین کلکتہ کے اندر لارڈ میو کی ملازمت سے مشرف ہوا اور اوسنے
یہ درخواست کی کہ کوئی انگریزی افسر اونکے ہمراہ یعقوب کُش بیگی مشرقی ترکستان پاس میرے
ساتھہ چلے اور اوس سے دوستانہ ملاقات کرے -

لارڈ میو نے اس سفیر سے وہان کے حالات استفسار کرکے اور استقلال سلطنت کا حال پوچھہ کر
اونکی درخواست کو قبول کیا - سر طامس ڈگلس فورسایتھ صاحب کو اوسکے ہمراہ بھیجدیا اور
جو اختیارات صاحب کو دیئے گیے اوسکی تصریح اور توضیح خوب کردی - وہ مشرقی ترکستان کے سلطنت دار
یارقند کی طرف منزل پیما ہوئے - مطلب اصلی تو یہ تھا کہ یہان کے بادشاہ سے دوستانہ ملاقات کیجیئے اور
اوسکے ساتھہ یہ بھی خیال تھا کہ اس ملک کا حال دریافت کیجیئے اور وہانکے باشندون کی چال ڈھال دریافت
کیجیئے اور اون اسباب کو معلوم کیجیئے جو تجارت کو چلنے نہین دیتے معاملات ملکی مین دخل دینے سے کچھہ
سروکار نہ تھا - ۱۶ - اپریل سنہ ۱۸۷۰ع کو فورسایتھ صاحب پنجاب سے چلے اور کشمیر ہوتے ہوئے لیہہ
مین پہنچے - وہان سے یارقند کے سفیر کے ساتھہ ہم سفر ہوئے - اور درہ ماسی لک سے گذر کر
ہمالیہ پہاڑ کے پار ہوئے - یہ درہ ۱۹۴۰۰ فیٹ سطح سمندر سے اونچا ہی - یہان برف ہمیشہ پڑتا
رہتا ہی - ۷ - اگست کو وہ ملک یارقند مین پہنچے - یہان اونہون نے دیکھا کہ یارقند اور کاشغر کے صوبون
مین امن امان ہی مگر اتالیق غازی کہین لڑنے کے واسطے اپنے ملک مین گیا ہوا ہی - لارڈ میو کی
ہدایتونکے موافق فورسایتھ صاحب نے مراجعت کا قصد کیا مگر وہ جنوب مین یارقند کے شہر تک گیے - اس شہر
کی آبادی چالیس ہزار سے دو لاکھہ تک تخمینہ لوگ کرتے تھے - اوسکے گرد سنگین فصیل تین میل کی طول
کھنچی ہوئی تی - اوسکے نواح مین میوہ دار درخت اور دہانون اور جوار باجرہ کے کھیت ہرے بھرے
تھے اور ریشم بھی وہان پیدا ہوتا تھا - یہان اونہون نے اپنا زادراہ جانورون پر لادلیا - اور ہمالیہ کے پار
جانیکا قصد کیا - ولیعہد اتالیق غازی نے صاحب ممدوح کی بہت تعظیم اور تکریم کی اور اس بات کا افسوس کیا

کہ اتالیق غازی سے آپ کی ملاقات اس سبب سے نہین ہوئی کہ وہ میدان جنگ کو گیے ہوئے تہے بہت
کچہہ منت اور التجا اونکی کی کہ آپ اونکے آنے تک یہان تشریف رکہین مگر فورسایتہہ صاحب نے یہ
دیکہا کہ یہ نئی سلطنت کچہہ دیرپا اور مستقل نہین معلوم ہوتی اونہون نے یہان ٹھہرنے کا ارادہ نہ کیا
اور ایک اور راہ جدید سے ہندوستان کی طرف مراجعت کا قصد کیا صاحب ممدوح نے اس نئے ملک کا
خوب حال لکہا ہے۔ انکے جانے سے یہان سبکو معلوم ہوگیا کہ برٹش گورنمنٹ اونکی دوست ہے ۱۸۷۰ع
سے یہ سمجہنا چاہیئے کہ وسط ایشیا مین روسی تجارت کی کساد بازاری انگریزی تجارت کے روبرو ہونی
شروع ہوئی۔ اگرچہ وسط ایشیا کے بازارونمین دونون کی تجارت کرنے کی گنجایش ہے مگر انگریزی تجارت
وہان روز بروز چمک جائیگی۔

(۱۵) ہندوستان سے باہر بڑا کام لارڈ میو کی تدابیر اور انتظام کا مغربی اور مغربی شمالی
سرحد پر تہا جناب سر جان اسٹریچی نے ایک کاغذ مین اس کار عظیم الشان کو اسطرح بیان کیا ہے
کہ ہماری سلطنت ہند کی سرحد پر ایک ریاست بہی ایسی نہین ہے جسکی نسبت یہ کہنا سچ نہین ہے کہ اونمین
امن امان اور مستقل اور مستقر گورنمنٹ کو مدتون سے کوئی جانتا بہی ہے کہ کیا ہوتی ہین عمان سے
یارقند تک ہر ایک ریاست کی تاریخ ایک سلسلہ لڑائیونکا ہے کہ وہ کبہی ختم نہین ہوتا۔ ایک انقلابونکا
تار ہے کہ وہ کبہی ٹوٹتا ہی نہین۔ خاندانونکا تغیر و تبدل ایسا جلدی جلدی ہوتا ہے کہ دیکہنے والے متحیر ہوتے
ہین۔ فتنہ پردازی اور بدنظمی کا ہمیشہ رہنا۔ قدیمی سرحدون اور ملکی حدود کا مٹنا۔ ضعف اور پریشانی کا
پیدا ہونا یہ سب باتین ایسی ہین جو ہمکو غصہ دلاتی ہین اور اپنے ملک مین اور ملکونکی ملا لینے پر ترغیب
دلاتی ہین۔ جو اونکے لعنت کے مارے ملک ہین اونمین وہ تجارت کو غارت کرتے ہین۔ زمین کی پیداوار کو
خاک مین ملاتے ہین وہ اون تاجرون کو کمیاب بناتے ہین جو امن امان اور مستقر و مستحکم سلطنت کے
آرزومند ہوتے ہین اور اوسی گروہ کو با استقلال پیدا کرتے ہین جنکا بڑا مطلب یہ ہوتا کہ بدنظمی ہمیشہ پہیلی رہے
اونکو بیدا رہا کہتے ہین اونمین حسد و کینہ اور بے اعتباری و بدگمانی پیدا کرتے ہین۔ انہین باتون سے
برٹش گورنمنٹ کو دلسیر زیادہ کرایا کہ کوہستانیون پر دریاے سندہ سے پار اپنی عملداری کو پہیلاے

طمع فتح سے زیادہ یہی باتین تہین کہ جنہون نے روسیون کو اپنی مرضی کے خلاف مجبور کیا کہ وہ ایشیا مین سلطنت کو پھیلاتے ہین۔

لارڈ میؤ نے ان برائیون کا علاج یہ سوچا کہ اپنے اس دستورالعمل کو دیانت داری سے اشتہار دین اور اوسپر عمل کرکے دکہا دین کہ ہمارا کبھی ارادہ نہین ہے کہ اورون کے ملکون کو اپنے ملک مین شامل کرین اپنے ہمسایون کو اسکا یقین دلا دین کہ کوئی بات ہم سے ڈر کی نہین ہے۔ تمام سرحدی ملکون مین کوئی بہانہ لڑائی کے واسطے اور حملہ آوری مین پیشقدمی کرنیکے لیے اونمین باہم اور ہم سے باقی نہ رہے۔ ان رئیسون کی ایسی امداد کیجاے کہ جس سے وہ اپنی ریاست کی گورنمنٹ کو تقویت دین۔ اور اپنے رعب داب اور برٹش گورنمنٹ کی خوش اخلاقی کی تاثیر سے ایسا سہارا ان ریاستونکو دیا جاے کہ وہ بغاوتون اور غدرون اور فتنہ پردازیون کو بالکل فرو کر دین۔ مستحکم اور رحمدل اور انصاف پسند گورنمنٹ قائم کرین۔ تجارت کے راستونکے کہولنے سے اور اوسکو تقویت دینے سے وہ تمام رکاوٹین ٹوٹ جائین اور آڑین اوٹھہ جائین۔ جنہون نے اونکے ملکونکو ہم سے جدا کر دیا ہے اور اوس سے ہماری سرحد کے اندر اور باہر نیک انتظام کے پیدا کرنے مین سب کے اغراض متعلق ہو جائینگے۔ جب یہ دوستانہ آپسمین آمد و رفت آزادانہ جاری ہو جائیگی تو وہ جہالت جو ہمارے دستورالعمل پر اونکو ہے جاتی رہیگی اور ہمارے ارادونپر جو اونکو حسد و بغض ہے وہ دور ہو جائیگا۔ اس جہالت اور حسد ہی کے سبب سے پہلے سالون مین بڑا شور و شر برپا ہوا تہا

لارڈ میؤ کی بڑی سعی اور کوشش اسمین تہی کہ روسیون سے آزادانہ اور عمدہ طریقے سے اسپر مباحثہ کیا جاے کہ وہ بہی طریقہ اور دستورالعمل برٹش گورنمنٹ ہی کا سا اون ملکون کے ساتھہ جو اونکی سرحد پر ہین یا جنپر اونکا رعب داب اثر کرتا ہے ایشیا مین اختیار کرین۔ اس ستودہ صفات و نیک منش کو امید تہی کہ اس طرح سے جو ایشیائی ملک برباد اور تباہ اور بیجان ہو گیے ہین اون مین پہر از سر نو جان آجائیگی اور وہ پنپ جائینگے۔ اور اونکی جو جان برٹش اور روس کے خوف سے عذاب مین آرہی ہے اوسکو نجات ہو جائیگی۔ یہ اتحاد دیکر نگ ان قومونمین حملہ روباہ اور خوی پلنگ کو

دور کر دیگا - یہ دستور العمل خود لارڈ میو نے اپنے ذہن نقاد سے ایجاد کیا تہا - مگر اونکے صلاح کار بہی سر ہنری دیورنیڈ بڑے عالی دماغ اور دانشمند تہے جو فارن آفس کے ممبر اونکی کونسل مین تہے اور اونکے سکرٹری بہی چارلس ایچی سن صاحب سی ایس آئی تہے -

(١٦) جسوقت جناب لارڈ میو اس ملک کے دولت آرا ہوئے تو اس ملک کی آمدنی سالانہ چہیالیس کروڑ روپیہ اور قرض نوامبر ١٨٦٩ء مین ٩٠٩٠٩٠٩ ٣٤٦ روپیہ تہا - یہ روپیہ وہ ہی جو سو برس کے عرصہ مین ہندوستان کے اندر حکومت مستقل قائم کرنے مین خرچ ہوا ہے اسمین ٣٣٣٣٣٣٣٣٦٧ روپیہ ملکون کے فتح کرنے مین صرف ہوا اور علاوہ اس کے ٣٨١٦٦٦٦٦٦ روپیہ بغاوت اور غدر کے مٹانے مین اور اوسکی اصلاح کرنے مین اور باقی روپیہ ریل اور نہرون اور آبپاشی اور عمارات مین -

اب لارڈ میو کی عقل اور تدبیر کے لیئے دو کام تہے اول - یہ کہ آمدنی کو بڑہا کر اور خرچ کو گہٹا کر افزایش آمدنی خرچ پر کر دین - دوم جو عیب اس حساب کے دفتر ومنین ہین اونہین دور کر دین - ١٨٥٦ء مین ہندوستانی سپاہ ٢٤٩١٥٣ تہی اور گورون کی ٤٥٢٢٢ - غدر کے حادثہ نے گورنمنٹ کو یہ سوجہایا کہ ہندوستانی سپاہ کی قوت آدہی کر دیجائے اور بادشاہی سپاہ کی قوت دو چند کر دیجائے جب بغاوت کا خوف نرہا اور زمانہ امن امان کا آگیا تو ہندوستانی سپاہ کی تعداد ١٤٠٥٠٠ تہی اور گورون کی ٧٣٤٥٧ رہی مگر سلطنت مین امن امان رہا اور لارڈ لارنس نے ایسا عمدہ انتظام کیا کہ اول اپریل ١٨٦٩ء کو ہندوستانی سپاہ کی تعداد ١٢٣٣٥٨ تہی اور گورون کی ٦١٩٤٢ -

جناب لارڈ میو کو کلکتہ مین دو ہی ہفتہ آئے ہوئے تہے کہ اونکے نام ڈیوک آرگائیل سکرٹری آف اسٹیٹ یعنی وزیر ہند نے ایک مراسلہ بہیجا کہ ابہی سپاہ کی اصلاح کا معاملہ ناتمام ہے آپکو اسپر غور کرنی چاہیئے کیا باعث غدر کے بعد سے تعداد سپاہ مین کمی ہوئی مگر اوسکے خرچ مین افزایش ہوئی - ١٨٥٦ و ١٨٥٧ء مین پونے تیرہ کروڑ روپیہ خرچ تہا ١٨٦٨ و ١٨٦٩ء مین سولہ کروڑ روپیہ سے زیادہ خرچ ہی اور تاکیداً لکہا کہ جب ایک نیا ہندوستانی پولیس جسکا خرچ بہت زیادہ ہی تیار ہوا ہی تو مصارف جنگی کی

تخفیف مصارف فوجی -

تخفیف کی پیش بندی سے مایوسی ہوتی ہی۔ مگر امید ہی کہ آپ ایسی کوشش کرینگے کہ ڈیڑہ کروڑ روپیہ کی تخفیف ادسمین ہوجایگی۔ اب لارڈ میؤ نے اس خزانہ کی طرف توجہ کی اونکے صلاح کار اور مشیر اس کام مین بڑے بڑے تیز ہوش اور اس ملک کے تجربہ کار تھے۔ جناب کی یہ عادت تھی کہ وہ ہر معاملہ مین اون دانشمندون سے جو اوس سے ماہر اور واقف ہوتے حالات استفسار کرتے اور جب ان حالات کا علم ہوجاتا تو اپنی طبع وقاد سے ایک ایسی بات ایجاد کرتے کہ وہ سارا کام یہ معلوم ہوتا کہ اونہین کی فکر و تحقیق کا نتیجہ ہی۔ لارڈ سینڈہرسٹ کمانڈر انچیف اور لارڈ نیپیر مکڈالا اور کرنیل نورمن کے صلاح اور مشورہ لیکر اونہون نے سپاہ کے خرچ مین ۱۵۲۴۴۳۱۰ روپیہ کی تخفیف کردی اور اس خوبی سے کہ سپاہ کی قوت مین سر مو فرق نہین آیا۔

جناب کے حسن انتظام کا نتیجہ نقشہ ذیل سے معلوم ہوتا ہی۔

سال جسمین کمی آمدنی خرچ سے رہی	سال جسمین آمد و خرچ برابر رہا	سال جسمین آمدنی خرچ سے زیادہ رہی
سنہ ۱۸۶۶ و ۶۷ع — ۲۳۰۷۷۰۰ پونڈ	سنہ ۱۸۶۹ و ۷۰ع — ۱۰۸۷۱۹ افزایش	سنہ ۱۸۷۰ و ۷۱ع — ۱۳۵۹۴۱۰ پونڈ
سنہ ۱۸۶۷ و ۶۸ع — ۹۲۳۷۲۰ پونڈ		سنہ ۱۸۷۱ و ۷۲ع — ۲۸۶۳۸۲۶ پونڈ
سنہ ۱۸۶۸ و ۶۹ع — ۵۴۲۸۶۱		سنہ ۱۸۷۲ و ۷۳ع — ۱۶۱۶۸۸۸ پونڈ
کل کمی تینون سالونکی — ۳۷۷۴۲۸۱ پونڈ		تینون سالونکی افزایش — ۵۸۴۰۱۲۴ پونڈ

یہ تینون سال جنمین افزایش آمدنی خرچ پر ہی وہ لارڈ میؤ کے عہد سلطنت کے تھے۔

اب دوسری اصلاح جو اونہون نے خزانہ کے حسابون مین کی وہ یہ تھی کہ اونہون نے لوکل گورنمنٹونکو سخت تاکید کی کہ وہ کفایت شعاری سے کام کرین پہلے ہر لوکل گورنمنٹ آمد و خرچ مین بالکل مطیع گورنر جنرل مع کونسل کی تھی وہ سال آیندہ کے واسطے آمد و خرچ کا بجٹ بناکے بھیجتی اور جب وہ گورنر جنرل منظور کرلیتے تو پھر لوکل گورنمنٹ کے اختیار مین نتہا کہ اوسکے اندر ایک مد کا روپیہ دوسری مین خرچ کرسکے۔ ان ضوابط سے بہت سی خرابیان پیش آتین اور قاعدے توڑنے پڑتے۔ لوکل گورنمنٹ اس بجٹ کی بندشون مین ایسی جکڑی ہوئی رہتی کہ وہ ہاتھ پیر نہ ہلاسکتی۔ لوکل گورنمنٹ کو کچھ ضرور

نہین تہا کہ وہ اپنی آمدکے موافق خرچ کا تخمینہ کرتی بلکہ وہ آمد سے زیادہ خرچ کا تخمینہ کرکے اَوْر گورنمنٹون کا روپیہ آمد کا لینے ملک مین خرچ کرنا چاہتی اور یہ نہ جانتی کہ جو روپیہ کہ ہماری کفایت شعاری اور حسن انتظام سے توفیر مین رہیگا وہ ہماری ہی گورنمنٹ کے کام آئیگا۔ ہر لوکل گورنمنٹ کو اپنے ملک کی ترقی کا خیال تہا اسلیے اوسکے واسطے بہت سے روپے کی درخواستین کرتے اور یہ نہ سوچتے کہ وہ روپیہ کہان سے آئیگا جس تہیلی سے روپیہ نکالنا چاہتے تہے اوسکے عمق کو نہین دیکہتے۔ مگر لارڈ میو نے ان سب خرابیون کو دیکہکر ۱۴۔ دسمبر ۱۸۷۰ء کو ایک رزولیوشن جاری کیا جسکو سپرنشیل گورنمنٹ کا کارٹر (سند عظیم) کہنا چاہیے اوسکو وزیر ہند نے بہی منظور کرلیا۔ اوسکے موافق ہر لوکل گورنمنٹ کو ایک رقم بالمقطع اوسکے ہر قسم کے اخراجات کے واسطے دیجاتی اوسمین سپاہ کا خرچ خارج ہوتا مگر پبلک ورکس کا خرچ شامل ہوتا۔ پس اس رقم کے خرچ کرنے مین جو بچت ہوتی تو وہ خزانہ گورنمنٹ مین نہ جمع ہوتی۔ بلکہ سال آئندہ مین وہ اس لوکل گورنمنٹ کے کامون مین صرف ہوتی۔ بعد اسکے پہر لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہوتا کہ وہ اس رقم منظور شدہ کو جس طرح چاہتی صرف کرتی اوسمین گورنر جنرل مع کونسل کو کچہہ دخل نہوتا۔ فقط اوسکے اندر وہی شرائط لوکل گورنمنٹ کے اختیارات کے مقید کرنے مین کام آتین جو جناب ملکہ معظمہ کی پارلیمنٹ نے مقرر کر رکہی ہین۔

لوکل ٹیکس

(۱۷) ٹیکس ایک قسم کی جو سارے ملک مین لگتی ہے وہ امپریل ٹیکس کہلاتی ہے۔ اور جو ٹیکس لوکل گورنمنٹ کی طرف سے لگتی ہے تو وہ خاص ٹیکس لوکل گورنمنٹ کی کہلاتی ہے۔ لوکل گورنمنٹون کو اختیار دیا گیا تہا کہ وہ جن خاص کامونکی ترقی چاہتی ہین خاص ٹیکس کی آمدنی سے ترقی دین۔ اور اوسکی منظوری کے واسطے گورنر جنرل سے درخواست کرین۔ یہ ظاہر تہا کہ مختلف ملکون کی مختلف حالتین تہین ایک قسم کا ٹیکس سب جگہ نہین لگ سکتا کہین کسی قسم کی ٹیکس کہین کسی قسم کی تہی اس لوکل ٹیکس کا قاعدہ گو مدت سے چلا آتا تہا مگر اوسکی تعمیل کو لارڈ میو نے بڑی رونق دی۔ ۱۴۔ دسمبر ۱۸۷۰ء کے رزولیوشن مین اونہون نے لکہا کہ رعایا سے اونہین کے صوبون کے مقاصد کے واسطے ٹیکس بہت جلدی جلدی نہ بڑہایا جاے اور وہ اپنی حد سے پرے نہ نکلجاے۔ اسبات کو کبہی نہین بہولنا چاہیے کہ ہمکو

بوجہ اسقدر لینا چاہیے جسقدر وہ بل سکتے ہین ٹیکس کا بوجہ سارا رعایا کی گردن پر ہوتا ہی اور اوسکو وہ
سخت ناگوار ہوتا ہی- اگرچہ پروونشیل گورنمنٹ اپنے علاقون کی احتیاجون اور ضرورتون کو پہچانتی ہین
اور خوب سمجھتی ہین کہ کسقدر رعایا مین سکت ٹیکس کے بوجہ اوٹھانے کی ہی- مگر وہ رعایا کی آرزون کو
ایسا ہی کم ظاہر کرتی ہین جیسے کہ سنٹرل گورنمنٹ ہندوستانی سیول سیل- پرونشیل- ایمپریل ٹیکسون مین
بہت کم تمیز کرتے ہین- وہ سبکو ایک ہی تھیلی کا بٹا جانتے ہین اور اوسکو دیکھنا پسند کرتے ہین- بعض مدبر اور
منتظمان سلطنت یہ خیال کرتے ہین کہ ٹیکس ہندوستان مین اوسیقدر مضر ہوتی ہی جس قدر کہ وہ قوت حکومت
جس سے وہ پیدا ہوتی ہی زیادہ اوسکے نزدیک ہو- جناب ملکہ معظمہ کی طرف سے جو ٹیکس کہ خود مختاری سے
کسی بادشاہی مطلب کے لیے نہایت گران رعایا پر لگائی جاے- اور اوسکی وجہ بھی نہین بتلائی جاے
تو اوسکو رعایا قبول کریگی کہ یہ قسمت کی بات ہی- مگر ایک ہلکی سی ٹیکس گانو کا حاکم اوس گانو کے
رہنے والون کی آسودگی کے واسطے لگاے تو وہ دنگہ اور فساد پر آمادہ ہوجاینگی-

خلاصہ یہ ہی کہ لارڈ میو نے خود ہی کفایت شعاری کا طریقہ اختیار کیا اور لوکل گورنمنٹون کو بھی بتلایا
کہ وہ اس طرح کفایت کیا کرین-

(۱۸) انکم ٹیکس کے باب مین تحریرون کے طومار کے طومار لکھے گئے ہین- پندرہ برس سے وہ
معرض بحث مین آرہی ہی- جسوقت لارڈ میو یہان کی گورنری کی کرسی پر بیٹھے ہین تو یہ ٹیکس جاری
تہا- اونکے نزدیک یہی ٹیکس ایسا تہا کہ وہ کمی خرچ کا پورا ڈال سکتا تہا- اونکی سلطنت کے عہد مین
پھر انکم ٹیکس نے عقل کے پہلوانون کو خزانہ کے اکہاڑے مین اوتار کر خوب کشتی لڑوائی-

ایک گروہ اس انکم ٹیکس کا طرفدار ہی اور وہ اوسکی دلیل یہ بیان کرتا ہی کہ جب تک یہ ٹیکس
نہ لیجاے تو ہندوستان کے دولتمند جو اس ٹیکس کو اچھی طرح دے سکتے ہین وہ اوس بوجہ کے اوٹھانے
مین شریک نہین ہوتے جو ساری رعایا اوٹھاتی ہی- مشرقی دستور جو ہمیشہ سے چلا آتا ہی کہ سارا محصول
زمین ہی سے لیا جاتا ہی وہ اس لحاظ مین پر خطا ہی اور اس خطا کا علاج مشرقی حاکمون نے یون کیا تہا
کہ وہ جب چاہتے تہے ساہوکارون اور سوداگرون سے منہہ مانگا روپیہ اٹکل پچو لے لیتے تہے- پس یہ

آمدنی جو محصول اراضی کا ضمیمہ مشرقی حاکمون نے بنا رکہا تہا یہ وہ تو شایستہ گورنمنٹ جیسی انگلستان
ہندوستان مین ہی کب گوارا اپنے اوپر کر سکتی تہی اوس سے ایسی حرکات کا صادر ہونا ناممکنات سے ہی
برٹش انڈیا مین بہت بڑے بڑے دولتمند ساہوکار ہین سوداگر و تاجر و پیشہ ور اور بہت سی قسم کے
اہل سرمایہ ہین جنکی تمام یہ ثروت اور دولتمندی اس سبب سے پیدا ہوئی ہی کہ برٹش گورنمنٹ نے عمدہ
انتظام ایسا کر رکہا ہی کہ سارے کام اونکے بخوبی چلتے ہین پس اس وجہ سے کہ زمیندار نہین ہین
برٹش گورنمنٹ کے خرچون مین اپنے حصہ رسدی کے موافق کچہہ بہی وہ امداد نہین کرتے - اسمین شک نہین
کہ اس ٹیکس سے خواہ انگریز ہون یا ہندوستانی حد سے زیادہ ناراض ہوتے ہین مگر برک صاحب کا
قول یاد رکہنا چاہیئے کہ ٹیکس بہی لگانا اور خوش بہی رکہنا ایسا ہی دشوار ہی جیسا عاشق ہونا اور
عاقل بہی ہونا مشکل ہی - اجنبی گورنمنٹ جیسی برٹش ہندوستان مین ہی جو ٹیکس لگائیگی وہ رعایا کو
از حد ناگوار ہوگی - پس بہتر ہی کہ وہ ٹیکس کے اصول اختیار کیے جائین جو عدالت اور صداقت پر مبنی ہین
اور عام ناپسندی پر کچہہ اضافہ ہونے دین اور دون ہمتی اور کمینگی سے اپنے آرام کے لیے اور امرا کے
خاموش رہنے کے واسطے غریبون پر ستم نہ روا رکہین اور وہ یہ بہی کہتے ہین کہ ابتک جو انکم ٹیکس سے آمدنی
ہونی چاہیئے وہ نہین ہوئی اسکا سبب یہ ہی کہ ابہی ہمکو اوسکا تجربہ نہین ہی اور یہان کے افسرونکے ماتحت جو
یہ کام گورنمنٹ نے بیڈ ہینگے طور سے رکہا ہی اور یہ دستور العمل کہ وہ ایک خاص مدت کے لیے لگائی جاتی ہی
بیجا ہی - رعایا اوس ٹیکس کو جیسے جانتی ہی کہ ہماری دہائی دینے سے موقوف ہو جائیگی چپ چاپ بہی
نہین قبول کرتی ہی اور اوسکے ہونے سے اپنا اضطراب اور اضطرار ظاہر کرتی ہی -

اب اونکی سنیئے جو ہندوستان مین انکم ٹیکس کے مخالف ہین اونہین سے آنریبل ڈرمنڈ
لفٹننٹ گورنر ممالک مغربی ۸ - مارچ ۱۸۶۲ء کو تحریر فرماتے ہین کہ بالفعل ہندوستانیون کی سختی کا
جو حال ہی اوسمین اس انکم ٹیکس کو اس طرح لگانا کہ افسوسناک ظلم ہو اور وہ لوگو پر اوتنی ہی لگائی جاے
جسکے وہ مستحق ہون ہماری قدرت سے باہر ہی اور نہایت ہی مشکل ہی - وہ ٹیکس جو بواسطہ ہو بلاواسطہ
ٹیکس سے زیادہ پسند کرتے ہین خواہ نمک کے محصول پر عقلاً کیسے ہی اعتراض ہون - اگر وہ زیادہ

کردیا جاے تو وہ حقیقت مین رعایا کے حال پر ایک رحم ہوگا اور وہ اوسکو خوشی سے قبول کرینگے اور
یہ سمجھینگے کہ بلا واسطہ ٹیکس کی آفتون سے اونکو نجات ہوئی۔ سر ہنری ڈیورنڈ نے ۱۸۶۰ء مین بڑے
جوش وخروش سے یہ کہا کہ ٹیکس بلا واسطہ ایسی نفرت انگیز ہی کہ پہلے اوسمین بالکل ناکامیابی ہو چکی ہی
اوس سے رعایا کو بالکل نفرت ہی اور وہ اونکے لیے آزار رسان ہی۔ سو برس سے جو گورنمنٹ کی کوشش
رعایا کی تعلیم کے لیے اور پادریونکی سعی جو ہندوستانیون کو عیسائی بنانے کے لیے ہو رہی ہی اوس سے
نتیجہ رعایا کی نیک اخلاقی کا ایسا پیدا نہین ہوا ہی جیسا کہ اس ٹیکس سے بداخلاقی کا نتیجہ پیدا ہوگا خلاصہ
اونکی تقریر کا یہ تہا کہ اس انکم ٹیکس سے زیادہ سے زیادہ رعایا افروختہ خاطر ہوتی ہی اور کم سے کم اوس سے
آمدنی ہوتی ہی۔ سر ولیم مینس فیلڈ جو کمانڈر انچیف تھے اونھون نے یہ فرمایا کہ اس انکم ٹیکس نے رعایا کو
برٹش گورمنٹ سے نفرت دلا دی ہی اور اوسپر تمام ہندوستان مین گالیان پڑتی ہین۔ پس جب
ایسے بڑے بڑے ارکین سلطنت اور اعیان مملکت کی رائین اس ٹیکس کے باب مین کونسل کے کمرہ کے اجلاس
مین ایسی ہون تو اوسپر خیال کرلینا چاہیے کہ ہندوستانی اپنے گھرون مین کیا کہتے ہونگے۔ یہ ہم پہلے
بیان کر گئے ہین کہ جناب ولسن صاحب نے چار روپیہ سیکڑہ انکم ٹیکس پانچ سال کے لیے لگائی تہی اور
اس عرصہ کے اندر ہی گھٹا کر دو روپیہ سیکڑہ مقرر ہو گئی اور بعد پانچ سال کے وہ موقوف ہوگئی۔ مگر
۶۶-۱۸۶۵ء مین ۶۵۰۵۵۰۰ روپیہ کی کمی تہی۔ سر جان لارنس کو میلان یہ اس انکم ٹیکس
لگانے پر تہا۔ مگر سر چارلس ٹریولین نے اوسکو نہ لگانے دیا اور وہ جب ولایت چلے گئے تو جناب
میسی صاحب اونکی جگہ مقرر ہوئی ۱۸۶۶ء مین ۶۶۷۰۰۰ کی کمی تہی۔ مگر اوسکا ایفا اونھون نے
لوکل ٹیکس سے چاہا۔ مگر اوس سے کام نہ چلا لایسنس ٹیکس ۶۸-۱۸۶۷ء مین لگائی گئی۔ اور پھر سرٹیفکیٹ ٹیکس
۶۹-۱۸۶۸ء مین لگائی گئی۔ حقیقت مین یہ ٹیکسین بہی انکم ٹیکس تہین مگر اونکے نام جدا تھے اوس سے فقط
آمدنی اراضی اور پبلک فنڈ کی آمدنی بری الذمہ تہین باقی آمدنیون پر ایک روپیہ سیکڑہ ٹیکس تہا۔ رعایا کو
اوس سے بہی نفرت قلبی تہی۔
آخر کو ہیر پہیر ہو کر ۶۹-۱۸۶۸ء کے آخر مین یہ تجویز ٹھہری کہ ایک روپیہ سیکڑہ ٹیکس لگائی جاے۔

اوسکی منظوری سکرٹری آف اسٹیٹ نے بہی کرلی۔ اب لارڈ میو کا یہ کام تہا کہ اوسکو جاری کرین سنہ ۱۸۶۹ء کے واسطے ایک روپیہ سیکڑہ انکم ٹیکس لگائی گئی۔

اس ٹیکس کی آمدنی کا تخمینہ ۲۵۰۰۰۰۰ روپیہ ہوا تہا۔ مگر جب یہ معلوم ہوا کہ سنہ ۱۸۶۹ء مین کمی واقع ہوگی تو اوسکے دور کرنیکے واسطے نصف آخر سال مین ڈہائی روپیہ سیکڑہ کردیا۔ سنہ ۱۸۷۰ء مین نصف آنہ فی روپیہ انکم ٹیکس کا لگایا گیا۔ لارڈ میو گو یہ جانتے تہے کہ اس انکم ٹیکس سے رعایا ازحد ناراض ہی مگر وہ اپنے دستورالعمل کے لیئے ایک ضروری کام سمجہتے تہے۔ بعد ایک سال کے لارڈ میو کو جب تحقیق ہوگیا کہ خزانہ سرکاری دِوالہ سے بچ گیا تو سنہ ۱۸۷۱ء مین سال آیندہ مین وہ یہ سوچ رہے تہے کہ سلطنت کا کام بغیر اس ٹیکس کے بہی چل سکتا ہی یا نہین۔ غالباً اگر وہ زندہ رہتے تو اس ٹیکس کو مردہ بنا دیتے۔

ہندوستان مین ہمیشہ سے تین فریق تہے اور ہین جو انکم ٹیکس پر مختلف طور سے خیال کرتے ہین اور جدا جدا رائین رکہتے ہین ایک کی راے یہ ہی کہ جسوقت خزانہ کا حال خستہ اور تباہ ہو اوسوقت اس انکم ٹیکس کی آمدنی کو مخزن آمد بنانا چاہیئے۔ یہی ایک کل ہی جو کمی آمد کا مقابلہ کرسکتی ہی دوسرا گروہ یہ راے رکہتا ہی کہ انکم ٹیکس عقلاً درست ہی اور عملاً وہ ہندوستانیون کے حال کے مناسب نہین ہی۔ اور اوسمین ایک اجنبی گورنمنٹ کے واسطے نہایت اندیشہ اوسکے لگانے مین تیسرا گروہ یہ کہتا ہی کہ ایک ہلکی سی انکم ٹیکس ہمیشہ کے واسطے لگانے مین کچہہ اندیشہ نہین ہی۔ اوس سے ایک اعتدال کے ساتہہ خزانہ کی آمدنی زیادہ ہوتی رہیگی وہ پہلے گروہ پر اعتراض کرتا ہی کہ اس طرح ٹیکس لینا حقیقت مین غنی کا پیٹ چیر کر سونے کے انڈے نکالنے ہین۔ جناب سر جان اسٹریچی کی بہی یہی راے ہی کہ ایک ہلکی انکم ٹیکس ہماری ملکی آمدنی کا مستدام اور مستقل ایک حصہ ہونا چاہیئے۔ وہ ایک اپنی تحریر مورخہ ۱۹۔ اکتوبر سنہ ۱۸۶۸ء مین لکہتے ہین کہ مجہے یقین ہی کہ سنہ ۱۸۶۲ء مین ایسی عام ناراضامندی ٹیکس دینے والون کو نہی جیسی کہ ناخوشی اون انگریزی افسرون کو تہی جنکو یہ قانون تعمیل کے لیئے دیا گیا تہا۔ اسکا سبب وہ طریقہ تہا جسکے موافق ٹیکس لگائی گئی تہی اور وہ وسائل اور آلات تہے جسکے مطابق عمل کیا جاتا ٹیکس

بالکل نئی تہی۔ نقشے جو خانہ پری کے لیئے ہر جماعت کو دیئے گیے وہ ایسے پیچیدہ اور دقیق تہے کہ سمجہہ مین اچہی طرح نہین آتے۔ یہ کمبختی تو ہر قسم کی ٹیکس لگانے کے پیچہے لگی ہوئی ہے۔ آدمی اس سے بہت گہبراتے تہے کہ اونکی خانگی آمدنی مین دست اندازی کیجاتی تہی اور وہ اوسکے برے نتیجونکو پہچانتے تہے وہ ہمیشہ یہ خیال کرتے تہے کہ یہ وبال چندروزہ ہے جسقدر ہم اوسکے واسطے غل اور واویلا مچائینگے اوسی قدر جلد وہ ہمارے سر سے ٹل جائیگی۔

لارڈ میو کے خطوط خانگی سے معلوم ہوتا ہے کہ جو ہندوستانی عملہ کے ہاتہ سے ظلم وستم اس ٹیکس لگانے مین خلق خدا پر ہوتا تہا اوس سے وہ خوب ماہر تہے اور بمجبوری اس ٹیکس کے لگانے کو گوارا کرتے تہے۔

نمک کا محصول

(۱۹) نمک کے پیداوار کے ہندوستان مین چار مخزن ہین۔ اول پنجاب مین نمک کے پہاڑ ہین جنکا لاہوری نمک مشہور ہے۔ دوم راجپوتانہ اور ممالک متوسطہ مین نمک کی جہیلین اور شورستان ہین۔ سوم سمندر کے پار سے برٹن اور اور مقامات سے بنگال مین جہازون مین نمک نہایت ارزان آتا ہے۔ چہارم مدراس اور اڑیسہ کے ساحلون کے نمک زارون سے اور بحری پایاب زمینون سے جو بمبئی کے شمال مین واقع ہین۔ وہ انسان کی غذا کے لیئے ایسا ضروری ہے کہ بغیر اوسکے سب کہانا اوسکا بے مزہ ہے اوسپر محصول کئی گنا اوسکی قیمت سے لیا جاتا ہے۔ نمک سے آمدنی گورنمنٹ کو سوا پانچ کروڑ روپیہ ہے اوسکا اثر جمہور انام پر ہوتا ہے اسلیئے اوسکی بحث کا مائدہ ہر گورنر جنرل کی کونسل کی میز پر بچہتا ہے گورنمنٹ نے اس اپنی آمدنی کے حاصل کرنیکے لیئے ایسی قیدین اور روکین لگائی تہین کہ نمک کی تجارت اونلے برے الجہاؤن مین پڑی ہوئی تہی اور نمک کی اصلی قیمت بلالحاظ محصول کے گران ہوگئی تہی۔ اس گورنمنٹ کے محصول نمک کے سبب سے ہندوستانیونکے جو نمک بنانے کے کارخانے تہے وہ سب بند ہوگیے تہے۔ ملک اودہ مین پہلے ہندوستانی عملداری مین بہت نمک بنتا تہا اور ارزان بکتا تہا جب انگریزی عملداری مین سارے کارخانے اوسکے بند پڑے تہے سیکڑون آدمی جو اوس سے روٹی کماتے تہے اب اونکو نمک بہی مشکل سے میسر ہوتا تہا۔ لارڈ میو نے سب حالات پر خوب غور کی

اس محصول کا معاف کرنا تو اونکے دست اختیار سے باہر تھا۔ مگر اونہون نے ایسی تدبیرین کین کہ نمک کی تجارت
مین جو الجھیڑے اور بکھیڑے پڑے ہوئے تھے وہ باقی نرہین۔ اصل قیمت جو اوسکی بڑہ گئی تھی وہ کم ہوجاے۔
محصول نمک کی مختلف شرحین تہین۔ بمبئی و مدراس مین بیس سیر پر اور بنگال زیرین مین ساڑہے
بارہ سیر پر ایک ایک روپیہ محصول کا لیا جاتا تھا۔ اس اختلاف شرح محصول سے رعایا کو بڑی تکلیف
اوٹھانی پڑتی تھی اور اونکی تجارت مین خلل پڑتا تھا۔ مگر یہ اختلاف محصولون کی شرح کا کچھہ برٹش گورنمنٹ
کے سبب سے نہین پیدا ہوا تھا۔ اوسکی وجہ یہ تھی کہ پہلے اس ملک مین مختلف حکومتین تہین۔ سب فرمانرواؤن کا
ایک فرمانروا نہ تھا۔ بادشاہون کا کوئی شہنشاہ نتھا۔ اور اگر کوئی ہوتا بھی تو اوسکی دور بیٹھے کون سنتا تھا۔
اسلیئے ہر فرمانروا کی جو مرضی مین آیا وہ محصول لگایا۔ اسلیئے اختلاف محصول پہلے سے چلا آتا تھا جب برٹش
گورنمنٹ نے سبکو یکجا کیا اور سارے ملک کی خود فرمانروا بنی تو وہ پہلے اختلاف محصولات کو نہ مٹا سکی۔
گو وہ سارے ملک مین ایک ہی مجموعہ قوانین سے حکمرانی کرتی ہے۔ مگر پھر بھی ہر پریسیڈنسی اپنی اپنی جدا
مجلس قانونی رکھتی ہے۔ ہر پریسیڈنسی بعض خصوصیات جدا ہی رکھتی ہین۔ یہ اختلاف مسلمانون اور ہندوون
کی سابق گورنمنٹون کے سبب سے ضروری رکھنا پڑا۔ ارل میو نے اول تحقیقات اوس لین کی شروع کی
جو بنگال اور مدراس کے درمیان ہے اور نتیجہ تحقیقات یہ ہوا کہ اس لین پر بیٹھے ہوئے جو پرمٹ کے افسر
محصول کی زیادہ ستانی کرتے تھے اور رعایا کو دق اور تجارت کو بے مزہ بناتے تھے وہ موقوف ہوگیے
اس کام مین جارج بٹن صاحب کمشنر نمک کی زیادہ تعریف ہے جنہون نے ایسی تدبیرین کین کہ بغیر
لین بیٹھانے کے اضلاع اڑیسہ کے درمیانی اضلاع مین جو نمک چوری چوری جاتا تھا اوسکو بند کردیا۔

لارڈ میو کا حسن انتظام خزانہ کے باب مین۔

(۴۰) لارڈ میو نے خزانے کی معموری مین نہایت عمدہ تدابیر کین جب ۱۲۔ جنوری ۱۸۶۹ء کو
یہان آئے تھے اور اپریل ۱۸۶۹ء مین اونہون نے ایک اپنے دوست کو لکھا تھا کہ انڈیا کے خزانے کے
باب مین دو باتین ظاہر ہین۔ اول یہ کہ اگر ہم ہندوستان کی رعایا کے حقوق کو ادا کرین تو معمولی آمدن
ملک کی ملکی اور جنگی کارخانونکے بالفعل کے خرچون کے واسطے کافی نہین ہے۔ دوم بہت سے کام
ایسے ہین کہ جنسے آیندہ بہت فائدہ ہو اور اون سے ہماری سلطنت کی قدرت اور طاقت اور دولت

اور رعایا کی آسودگی اور بہبودی زیادہ ہو۔ مگر اونکے کرنے کے لیے جو خرچ چاہیے وہ معمولی آمدنی ملک سے نہین بہم پہنچ سکتا۔ پس اول کام کے واسطے ہمکو چاہیئے کہ ایسی کفایت اختیار کرین اور امن امان کے زمانہ مین خرچ کو ہرگز آمدنی سے زیادہ نہ رکھین دوسرے کام کے واسطے ہم روپیہ قرض لین۔

ظاہر تہا کہ ان دونون کامونکے کرنے مین کیسی دشواریان تہین۔ مگر اونہون نے محنت و مشقت کرکے یہ چاہا کہ خزانے کا دیوالہ نہ نکلنے دین جب اونکو معلوم ہوا کہ تخفیف خرچ کے باب مین اوسکے مخالف کھڑے ہوئے ہین تو اونہون نے لکہا کہ خزانہ ہند بہت بیمار ہی۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہین کہ دو برس مین اوسکے سارے امراض دور ہو جاینگے وہ بہلا چنگا تندرست ہو جایگا۔ اونہون نے خوب نسخہ لکہدیا ہے دوا ایسی ہوگی ملنے کا حکم دیا ہی پیتے وقت تو دوائین زہر معلوم ہونگی اور بہت دست آئینگے اور قیین ہونگی لیکن اگر مریض کے عزیز اپنی محبت کے سبب اس تلخی علاج کو گوارا نکرینگے یا اس دوا کے دینے مین مقدار اوسکی گہٹا دینگے تو کیا مریض مر جایگا یا اوسکو پہر ایسی تلخ اور بدمزہ دوائیان کہانی پڑینگی جس سے اور زیادہ تکلیف ہوگی۔ جسقدر مقابلہ اس خاص معاملہ مین اونکا زیادہ ہوتا گیا اوسی قدر وہ اوسکے سنبھالنے کے واسطے کمر بستہ ہو کر آمادہ ہوئے۔ اونہون نے صاف صاف کہا کہ جسقدر ہمکو خرچ کی ضرورت ہی اوس سے زیادہ خرچ کر رہے ہین ہمکو چاہیے کہ کسی صیغے مین ایک کوڑی کو زیادہ خرچ ہونے دین۔ قرض مین روز بروز نہ زیادہ پہنستے جایین جو کچہ اونکے انتظام کا نتیجہ تہا وہ اس نقشے سے معلوم ہوگا۔

سنہ	آمدنی		معمولی خرچ
سنہ ۱۸۶۶و۶۷ء	۴۸۴۲۹۶۴۴۰	چہ سال کمی کے تہے وہ لارڈ میو کے عہد سے پہلے تہے	۴۹۴۳۶۳۳۹۰
سنہ ۱۸۶۸و۶۹ء	۵۱۶۵۶۶۵۸۰	سال جسمین آمد و خرچ برابر تہا وہ پہلا سال لارنس کے عہد کا تہا	۵۴۴۳۱۶۸۸۰
سنہ ۱۸۶۹و۷۰ء	۵۰۹۰۱۰۸۵۰		۵۰۷۷۲۴۱۳۰
سنہ ۱۸۷۰و۷۱ء	۵۱۴۱۳۹۸۵۰	سال جنمین آمد خرچ سے زیادہ ہوا وہ	۵۴۹۹۳۰۶۹۵۰
سنہ ۱۸۷۱و۷۲ء	۵۰۱۰۹۰۹۲۰	لارڈ میو کے اخیر دو سال تہے	۴۶۹۸۴۹۱۵۰

لارڈ میو کے عہد مین تین سال کے اندر ۴ ½ کروڑ روپیہ کی بچت ہوئی۔ اور پہلے ۵ ½ کروڑ روپے کی کمی کا علاج کیا گیا۔ یہ توفیر کچھ تھوڑی ہی سی ٹیکسون کے سبب سے تھی۔ اونکے عہد سہ سالہ مین اوسکی مقدار ۵۰۰۱۹۵۳۰ روپیہ تھی اور پہلے دو سالون مین ۵۰۰۴۳۶۵۱۰ روپے تھے صرف یہ توفیر کفایت مندی کے سبب سے تھی اوسط خرچ سہ سالہ ۴۰۷۶۳۳۹۴ روپیہ تھا اور پہلے اوسط خرچ ۵۰۰۱۵۴۳۹۱۵ روپے تخفیف خرچ کے باب مین بعض کی رائے یہ ہی کہ اگر لارڈ میو آمد و خرچ کو برابر رکھتے اور توفیر رکھنے مین کوشش نہین کرتے تو ہم اونکے حسن انتظام کی زیادہ تعریف کرتے اور اس کام مین وہ نیکنام بہت ہوتے۔ مگر وہ خود اس سے مجبور تھے کہ وزیر ہند کے احکام اونکے نام تاکیدی چلے آتے تھے کہ ایسی بجٹ بناؤ کہ جسمین آمدنی کی توفیر خرچ سے ہو۔

(۲۱) لارڈ لارنس نے جو تدابیر ریل کے باب مین کین تھین اونکی طرف بھی لارڈ میو کا نگاہ باریک بین سے دیکھنا ایک بڑا کام تھا۔ اس کام مین اونکے مشیر اور صلاح کار بڑے لائق جناب جنرل رچرڈ اسٹریچی صاحب تھے حقیقت مین ریل کے باب مین ساری تدابیر اونہین کے ذہن عالی کی ایجاد تھین۔ پہلے گورنمنٹ ریل کے بنانے کی کمپنیون کو پانچ روپے سیکڑا سود دیتی تھی۔ اس انتظام سے گورنمنٹ نے اون تمام اتفاقی فائدون سے جو اس کام مین ہون اپنے تئین محروم کر دیا تھا اور جو نقصان ناگہانی ہون اونکو اپنے ذمہ لے لیا۔ وسمین حصہ دارون ہی کو سب طرح سے فائدہ تھا اون کو کچھ نقصان نہ تھا۔

اب نیا انتظام اسطرح شروع کیا گیا کہ ریلوے کے واسطے چار روپیہ سیکڑا روپیہ قرض لیا جائے پس اس طرح دس کروڑ روپیہ کے اندر سالانہ بچت دس لاکھ روپے سال کی تھی۔ پہلے جو ریل بنتی تھی اوسمین ہر ایک میل مین ایک لاکھ ستر ہزار روپے لاگت لگتی تھی۔ اور دو طرح کے سررشتہ اوسکے واسطے قائم کرنے پڑتے تھے۔ اس نئے انتظام مین فقط ایک سررشتہ اوسکی نگرانی کا کافی تھا۔ تعمیر اوسکی یون ہوتی تھی کہ سرکار اوسکا ٹھیکہ دارونکو دیدیتی تھی۔ اب ساٹھ ہزار روپیہ فی میل صرف ہوتا تھا مگر اس ریل کا پیمانہ پہلی ریل سے چھوٹا تھا۔ پس جب یہ نیا انتظام ریل کا لارڈ میو کے عہد مین ایجاد ہوا

تو اونہون نے اون تدابیر کو جو مارکوئیس ڈلہاوزی اور لارڈ لارنس نے ریلونکے بنانے مین
کی تھین اونکی تعمیل بہت جلد و جہد کے ساتھہ شروع کی۔ یہ جو دونون ریلونکے خرچون مین بڑا فرق دیکھنے مین آتا ہی
اوسکا سبب یہ ہی کہ ریلون کی اصلی قیمت مین فرق ہی کچھہ اونکے بنوانے مین کفایت نہین ہی۔ سرکاری
ریلین اکثر تین فیٹ اور تین انچ چوڑی بنائی گئی ہین اور پہلی ریلین ۵ فیٹ ۶ انچ چوڑی بنائی گئی تہین
سرکار کی ریلون کے بنانے مین تمام مصالح ہلکے لگائے جاتے ہین اسلیئے اونمین لاگت کم لگتی ہی ہندوستان
مین ایسا تجارت کا بازار گرم نہین ہی جیسا کہ انگلستان مین۔ سوا ے اسکے اسباب تجارت کے لانے اور
لیجانے کے واسطے بڑے بڑے دریا اور نہرین موجود ہین اسلیئے ریلوے والے اسباب تجارت اور مسافرون
کی آمد و رفت کے واسطے کرایہ کی شرح اعتدال کے ساتھہ تجویز کرنے مین مجبور ہین۔ اگر کرایہ کو بڑہا دین
تو اور راہین مسافرون اور تجارت کے لیئے کھلی ہوئی ہین۔

لارڈ میو نے ان ریلونکے باب مین یہ تحریر فرمایا کہ ان دو باتون مین سے ایک بات ہونی چاہیئے کہ
کیا تو ریل ارزان بنین یا بالکل نہ بنین۔ ریلین بالکل نہ تعمیر ہون یہ امر مجھے اس سے زیادہ تر پسند ہی
کہ ہمیشہ خرچ بڑہتا جاے اور اوسکے سبب سے رعایا پر ٹیکس لگائی جائین۔ جنسے کہ ہمارے اصلی خوف زیادہ
ہون اسلیئے مین نے اونکو بند کر دیا ہی۔ اسمین شک نہین کہ رعایا کے سر پر ٹیکسونکا بوجھہ ہلکا ہی مگر وہ
ہلکا ہونا چاہیئے۔ ہماری سلطنت اس ملک مین اجنبی ہی اسلیئے ہمکو بہت سے محل خطرات ہین فقط ہم
اپنے خصائل اور حسن انتظام کی قوت سے سلطنت کرتے۔ جبتک ہندوستان کے باشندونکو یہ یقین
ہی کہ ہمارے بعد کوئی سلطنت ہو خواہ ہندوستانی یا کسی اور غیر کی جو ہوگی وہ ہم سے بڑہکے بہاری
محصول لیگی۔ تب تک ہماری خیر ہی۔ اگر اونکے دل مین اور طرح کے خیالات غلبہ پائینگے تو ہمارا تسلط
ملک پر سے اوٹھہ جائیگا۔ ہندوستانی مین حقیقت مین محبت قومی اور ملکی نہین ہی۔ ہندوئون کی عادت
مین غیرون کا محکوم رہنا داخل ہوگیا ہی اگر یہ غیرونکی سلطنت عدالت اور فراست کے ساتھہ ہو
وہ اونکے حسب حال ہی اور اونکے حق مین مفید ہی۔ جو حالت ہماری گورنمنٹ کی ہندوستان مین ہی وہ
مقتضی اسکی نہین کہ ہم اونکی جیبون مین دور تک ہاتھہ دوڑائین۔ اسلیئے مین کہتا ہون کہ وہ ریلین

بنائی چاہیے کہ وہ اپنے خرچ کو بالکل یا تقریباً ادا کریں۔ اگر اونکے بنانے کا یہ نتیجہ ہو کہ گورنمنٹ پر سال
دس یا پندرہ لاکھہ روپے کا بوجھہ مستدام زیادہ ہوتا جاوے تو اوسکو بالکل بنانا نچاہیے۔ لیکن ہم
ریلوے ایسی بنا سکتے ہین کہ اوسکا بوجھہ بالکل گورنمنٹ کے سر پر نہ پڑے اور اگر پڑے تو بہت تھوڑا سا۔
ہم پچاس ہزار فی میل ریل بنا سکتے ہین۔ وہ اپنے خرچ کا سود ادا کرینگے اور سوا اسکے ہماری تمام ضرورتونکو
رفع کرینگے۔ ہماری رائے ہے کہ ریل کم عرض کی جنکو ہم چھوٹے پیمانے کی ریل کہتے ہین بنائی جائین۔
ہمکو یقین نہین کہ برسون کی بعد بھی تجارت کی ایسی صورت ہوگی کہ ریل کی فی میل آمدنی بیس ہزار روپے
سال کی بڑے پیمانے کی ریل پر ہوگی (اس ریل کی آمد ایک میل مین دو لاکھہ روپے صرف ہوتے ہین
جسکا سود بحساب چار روپیہ سیکڑہ بیس ہزار روپیہ سال ہوتا ہے) اگر چھوٹے پیمانے کی ریل نہ بنائین تو
پھر اس امید سے ہاتھہ دھوئین کہ یہان ارزان ریل بنائی جاوے۔ چھوٹے پیمانہ کی بڑی نقصون کی جو
برائیان بیان کیجاتی ہین اور یہ کہا جاتا ہے کہ صرف وہ ملکی تجارت کے لیئے کافی ہونگی۔ مجھے یقین ہے کہ وہ
مبالغہ کے ساتھہ بیان کیجاتی ہین۔ جہانتک اوسکو ہندوستانیون کی تجارت سے تعلق ہے اوسمین کوئی
برائی نہین پیدا ہوگی۔ اناج۔ تخم روغندار۔ کوئلہ۔ نمک کے لانے اور لیجانے مین تکلیف بہت کم ہوگی
اوسکو جہازون تک لیجانے مین وہ صرف ہوگا جو بارہ میل کا کرایہ جہاندنکا ہوتا ہے۔ سپاہیون کی گاڑیون
اور گھوڑونکے لیجانے مین کچھہ دقت ہوگی۔ جب وہ ریل مین بڑا سفر کرینگے تو وہ آرام اور خوراک
اوسی طرح پا سکتے جس طرح کہ ایسے سفرون مین وہ تبدیلی کے وقت پاتے ہین۔ البتہ ایسی راہون مین
اسباب جنگ اور آلات حرب کے لیجانے مین دشواری واقع ہوگی۔ فقط اس کام کے واسطے یہ کہنا کہ
دو لاکھہ روپیہ فی میل خرچ کیا جاوے بیہودگی سے خالی نہوگا۔ ہمارا مقصد اصلی یہ ہونا چاہیئے کہ بالفعل
ہم اپنی ضرورتون کے موافق اس ریل کو آمد و رفت کے لیئے بنائین۔ اور ہمین اگر ضرورت اس کام کے بڑہانے
کی پڑے تو اوسکے لیئے ہمکو زیادہ کرنے کی قدرت آسانی سے حاصل ہو تو ہمین یقین ہے کہ جو ہمکو کرنا چاہیے
وہ ہم نے کیا اور اس سے زیادہ ہمکو نہ کرنا چاہیئے۔

خلاصہ یہ ہے کہ گورنر جنرل کی یہ رائے تھی کہ چھوٹے پیمانے کی لین بنائی جائین اور ایک دوسرے

کے ساتھ بلائے جائین اور اون بڑے بڑے صوبون کے مرکز مین وہ پہنچ جائین جنکو بڑے پیمانون کی ریلون کے مثلث نے گھیر رکھا ہی ۔ بمبئی ۔ کلکتہ ۔ لاہور ۔ اس مثلثی ریل کے انتہا پر ہین ۔ اونکے معاون اور مددگار ریلین کم خرچ والی اضلاع اجمیر ۔ راجپوتانہ ۔ ممالک متوسط مین بنجائین جہان جہان آسانی ہو وہان یہ ریلین بڑی ریل کے مثلث کو چہوئین ۔ تاکہ یہ سارا کام پورا انجام پائے ۔

نہرگنگ

(۴۲) ۱۸۶۲ء مین لارڈ میو نے نہرگنگ کی طرف توجہ فرمائی ۔ یہ نہر بہت بڑی بنی تہی سترہ برس تک اوسمین سرکار کو گہاٹا رہا ۔ مگر بعد اوسکے یہ گہاٹا جاتا رہا ۔ اب لارڈ میو نے اوسکا نیا انتظام کیا دوابہ زیرین مین علیگڑہ کے پاس سے ایک نہر نکالی گئی جو دوابہ زیرین کو فتحگڑہ سے لیکر الہ آباد تک سیراب کریگی ۔ نصف مشرقی حصہ رہیلکہنڈ کا اور مغربی اضلاع اودہ کے لیئے تجویز قحط سالی اور قحط کے بچنے کے واسطے یہ تجویز ہوئی کہ سارودہ کی نہر بنائی جاے اور مغربی روہیلکہنڈ کے واسطے بہی دریاے گنگ سے نہر نکالنے کی تجویز ہوئی ۔ نقشے بنائے گیے اور وزیر ہند کی منظوری ایک کام کے حصہ کے واسطے حاصل کی گئی کہ جمنا کے پانی سے دہلی کے مغربی اضلاع خشک کو فائدہ پہنچایا جاے ۔ دریاے سون سے بہار مین بہی نہرین بنانیکے ارادے ہوئے ۔ دکن مین گوداوری سے نہرین بنی شروع ہوئین ۔ مغرب مین ملک سندہ مین نہرون سے آبپاشی کے منصوبے ہوئے ۔ سواے انکے بمبئی اور مدراس اور اور اضلاع مین چہوٹے چہوٹے کام اس قسم کے شروع ہوئے اور بعض ختم بہی ہوگیے ۔

یہ ظاہر تہا کہ ان سب کامونکے واسطے روپیہ درکار تہا ۔ شمالی ہند مین نہرونکے بنانے کیواسطے بیس کروڑ روپے کی ضرورت تہی ۔ صرف اڑیسہ کی نہرون مین دسمبر ۱۸۶۹ء سے لیکر ۱۸۷۱ء تک اتنا روپیہ خرچ ہوا کہ وہ ان سالونکی کل آمدنی ملک کے برابر تہا ۔ اس ملک کو آیندہ قحط سے بچانے کے واسطے دو کروڑ روپیہ چاہیے جسکا سود چار روپیہ سیکڑہ کے حساب سے آٹھہ لاکھہ روپیہ سال ہوتا ہی اور یہ خرچ ملک کی نصف آمدنی کے برابر ہی ۔ یہ ظاہر ہی کہ اگر ایسے کامون سے اتنا فائدہ نہو کہ اونکے خرچ کے روپے کا سود نہ ادا ہو تو پہر گورنمنٹ کے خزانے کا کہان ٹہکانا ہی ۔ اوسکا تردد الہ

نکلجاے اور یہوٹی کوڑی اوسمین باقی نرہے۔ تجربہ سے یہ معلوم ہوگیا تہا کہ ایسے کامون سے سر دست فائدہ
نہین ہوسکتا کیونکہ یہان کے آدمی ہر نئے کام سے بھڑکتے ہین خواہ وہ کیسا ہی کام اونکے فائدہ کے واسطے
کیا جاے۔ کسانونکو ایک مدت چاہیئے کہ اس کام کی عادت ڈلائی جاے کہ وہ نہرونکا پانی اپنے کھیتون
مین بہرین کاشتکار نہرونکے پانی لینے مین مینہہ کا منتظر بیٹھا رہتا ہی کہ دفعتہً قحط اوسے آن گھیرتا ہی اوسوقت
البتہ وہ نہرونکے پانی پر گرتا ہی پہر ہزارون ایکر اوس سے سرسبز ہوتے ہین۔ خلاصہ یہ ہی کہ نہر بنانیکے بعد
بہت سے سال گذرتے ہین کہ جنمین گورنمنٹ کو اوسکی لاگت کا سود اور اوسکے درست رکھنے اور انتظام
کے لیئے افسرون اور عملے کا خرچ خزانہ عامرہ سے دینا پڑتا ہی۔

ان باتون کو دیکھکر لارڈ میونے اس عقدۂ مشکل کو یون حل کیا کہ کوئی ہندوستانکا فرمانروا آیندہ
یہ بیٹھا ہوا دیکھا کرے کہ اوسکی رعایا ہزارون لاکھون ہوکی قحط سالی مین مرا کرے۔ مگر بالفعل ہندوستان
کی حالت ایسی ہی کہ گورنمنٹ ایسے ضروری کام کو کہ جس سے انسداد قحط ہو بغیر اسکے نہین تیار کرسکتی کہ
خزانہ سرکاری کا دوالہ نکالے اسلیئے ضرور ہی کہ پانی کا محصول بشرح معقول بالجبر لیا جاے۔ لارڈ میو اور
جو اونکے اعیان سلطنت مشیر تہے سبکے نزدیک یہ ایک امر ضروری تہا کہ جن لوگون کے لیئے نہر کا بنانا
اونکو مصیبت قحط سے بچانے کے لیئے ضروری ہو اور وہان نہر بنائی جاے تو اوسکے خرچ کا سود انہین
لوگون سے وصول ہونا چاہیئے اور اوسکا بوجہ اون دور دراز کے باشندونپر جو کچھہ فائدہ اس نہر سے
نہین اوٹھاتے نہین پڑنا چاہیئے۔ یہ انصاف نہین ہی کہ جو کام پنجاب اور ممالک مغربی کے باشندونکے
لیئے بنایا جاے اوسکا خرچ مدراس اور بمبئی کے باشندون سے لیا جاے۔ جن مقامونمین یہ کام بنایا جاے
وہان کے باشندے اوسکے خرچ کے سود کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہونے چاہیئین۔ خواہ وہانکے باشندے پانی کو
کام مین لائین خواہ نہ لائین مگر اون سے اوس روپیہ کا سود ضرور لینا چاہیئے جو نہرونکے بنانے مین صرف
ہوا ہی۔ یہ اصول آخر کو پنجاب کی نہرون کے لیئے قانونی صورت مین نمودار ہوئے اور وہان پانی کی
ایک شرح مقرر ہوئی جو زبردستی کاشتکارون کو دینی پڑتی۔ خواہ کسی قسم کا محصول بالجبر لیا جاے تو
اوسپر اعتراض بہت سے ہوتے ہین۔ مگر لارڈ میو نے اس بالجبر محصول کو اسطرح لگایا کہ اوسمین

کوئی ناانصافی کا اعتراض نہین ہوسکتا تہا۔ اونہون نے یہ تجویز کی کہ یہ محصول کسی کسان سے جب تک بالجبر
نہ لیا جاے کہ اوسنے بالقصد پانچ برس تک پانی لینے سے فائدہ اوس حالت مین نہ اوٹہایا ہو کہ وہ اوسکو
اوٹہا سکتا تہا۔ غرض جبتک یہ نہ ثابت ہو کہ کاشتکار کو پانی لینے سے نقد فائدہ بعد ادا کرنے محصول آبکے
ہوتا ہی تو اوس سے محصول بالجبر لینا چاہیئے۔ لارڈ میو نے دیکہا کہ قحط سالی سے رعایا کے بچانیکے خرچ
سے قرض بڑا بہاری ہوا جاتا ہی اسلیئے اونہون نے اس قحط کو بہی خزانہ عامرہ کی ایک فرع مقرر کیا۔ اونہون
نے فرمایا کہ مجہے یقین ہی اگر تمام لون جو اون کامونکے واسطے لیے جاوین جنسے آیندہ فائدہ ہو (یعنی قرض
جو ایسے کامونکے واسطے لیا جاتا ہی جنسے آیندہ فائدہ ہو جیسی نہرین اور ریلین ہین) معمولی خزانہ عامرہ
سے نہ خارج کیا جاے تو یہ ناممکن ہی کہ ہم اون نفع رسان کامونکو بنا سکین جو اس ملک کے لیئے لابدی اور
ضروری ہین۔ ہم دیکہتے ہین کہ انتظام ملکی کے معمولی خرچ کے واسطے بہی آمدنی ملک مشکل سے مکتفی ہوتی
ہی۔ تو ہم نفع رسان کامون کے واسطے روپیہ قرض لیکر اوسکے سود کو جب تک نہین بڑہا سکتی کہ سپاہ کو
نہ موقوف کرین۔ عدالتین بند کرین تعلیم کی اشاعت نکرین اور بہت سی باتین جو ملک کی حفاظت اور
امن امان اور بہبودی اور آسودگی رعایا کے ہین اونکو جانے دین۔ اسلیئے ضرور چاہیئے کہ ایسے کامون کے
خرچ جدا ہی ہون اور جو اونسے فائدہ ہو تو وہ اوس قرض کے ادا کرنے مین کام آئے جو اونکے لیئے لیا گیا ہی۔
اونہون نے صاف صاف یہ دستور العمل مقرر کیا کہ جبتک کل خرچ جو ان کامونکے لیئے لیا گیا ہی وہ بالکل
اونکی آمدنی سے نہ ادا ہوا ہو تو اوسکو ملک کی آمدنی مین ہی نہ شمار کرنا چاہیئے اور نہ اوسکے سبب سے ٹیکسون
مین تخفیف ہونی چاہیئے۔ جسوقت یہ قرض ادا ہو جاے تو اوسکی آمدنی سے اور آیندہ نفع رسان کام
بنانے چاہیئین۔ اس کام کے واسطے جدا کمشنر مقرر کیئے جائین جنمین سے ایک کمشنر ایسا ہو کہ وہ گورنمنٹ کا
ملازم نہو کہ وہ تمام کمشنرون کے خرچون کی جانچ پڑتال کیا کرے کہ جن مطالب کے لیئے روپیہ قرض
لیا گیا تہا وہ اوسی مین صرف ہو۔

(۳۴۴) تعلیم کا باب ایسا وسیع ہی کہ اس کتاب مین اوسکی گنجایش نہین۔ جسقدر تجارت کی ترقی
مین یا حفظ سلطنت کے معاملات مین مشکل عقدے آنکر پڑتے ہین اونکی گرہ کشائی صرف تعلیم سے ہوسکتی ہی۔

بہت سے مشکل سوال ایسے ہین جنکا جواب مختصر سا یہ ہو کہ تعلیم۔ اگر یہ کہا جاے کہ کاغذ زر کیون زیادہ نہین مستعمل ہوتا اور خزانہ کی مشکلو نکو سہل نہین کرتا ان بیماریونکے دور کرنے کا کیا آسان علاج ہو تو اوسکی دوا سواے اسکے نہین ہو کہ تعلیم کی اشاعت ہو۔ سپاہ کی حفاظت اور ملک کی حراست کیلیے واسطے جو عمارات اور قلعے ہوتے ہین اور کروڑون روپیہ اونمین خرچ ہوتا ہو جس سے ملک کی آمدنی کا بڑا حصہ مٹی گارے کے تعارونمین غارت ہوتا ہو اور سپاہ کا ایک خرچ کثیر رکہنا پڑتا ہو اور جسکے بغیر ہندوستانیونکا محکوم رکہنا دشوار ہو ان سب بیماریونکے دفع کرنیکا علاج کیا ہی؟ ۔ تعلیم ۔ تعصب ہٹ دہرمی ۔ جہالت توہمات باطلہ کے امراض دور کرنیکی دوا کیا ہی؟ تعلیم ۔ کیا سبب ہو کہ آج ٹیکا لگانیکے قانون کے لیے ہزارون مزاحمتین پیش ہورہی ہین۔ اور چیچک پرستی کے لیے لاکھون بچونکا خون گردن لیا جاتا ہی اور علاج مرض سمجہا جاتا ہی۔ جواب. تعلیم کا نہونا۔ غرض مجہے اسباب کے بیان کرنے کی ضرورت نہین کہ تعلیم کن کن زہرون کی تریاق ہو وہ خود ظاہر ہی۔ اگر برٹش گورنمنٹ یہ چاہے کہ ہندوستانی اپنی حکومت شخصی اور ظلم کی بہری ہوئی وحشیانہ سلطنت سے اوسکے عمدہ منتظم گورنمنٹ کو بہتر سمجہین تو وہ ضرور تعلیم کو اشاعت دے اور یہ سمجہہ لے کہ یہ تعلیم ہی کی قدرت ہو کہ ہندوستانیونکے دلون سے وہ پردہ اوٹہا دے جو روشنی کو نہین جانے دیتے۔ اب ہم پوچہتے ہین کہ وہ کیا چیز ہو کہ زراعت پیشون کو ایک آزاد گروہ بنادے تو جواب یہی ہو کہ تعلیم ۔ وہ کونسی چیز ہی جو ذات کی اوس پابندی کو توڑ دے جسنے لاکہون کروڑون آدمیونکو زنجیرونمین جکڑ کر کہونٹے سے باندہ رکہا ہی جواب اسکا یہی ہو کہ تعلیم ۔ ہم پوچہتے ہین کہ وہ کونسی شی ہی کہ فساد اور شور شر کو ملک کے اندر مٹا دئے جواب اسکا یہی ہو کہ تعلیم ۔ اگر یہ پوچہا جائے کہ کیا سبب ہو کہ ڈیڑہ سو برس انگریزی عملداری کو ہوئے پھر بہی ہندوستانی اور انگریز باہم متنفر اور غیر مانوس ہین اور یہ سمجہتے ہین کہ نیچر ہی نے ہمارے اور اونکے درمیان کوئی چیز ایسی نہین رکہی کہ ہم اور وہ ملین تو اسکا جواب یہی ہوگا کہ تعلیم نے بہت سہج سہج ترقی کی ہو۔ خواہ تعلیم ہو خواہ اور معاملات ترقی ہند ہون اونمین بڑی دشواری یہ ہو کہ گورنمنٹ کو اپنی سعی اور کوشش کو بڑی وسعت مین پہیلانا پڑتا ہی اور اس سبب سے اوسکا اثر نمایان نہین ہوتا اور

یہ نہین معلوم ہوتا کہ ترقی اچھی طرح ہوئی۔ سوائے اسکے جنکو حرکت دینی چاہتے ہین وہ بالکل اچل ادر
اٹل ہو رہے ہین جب اونکو زدبان ترقی پر چڑہنے کے لیئے گورنمنٹ کہتی ہی تو وہ یہ کہتے ہین کہ ہم اس
پایہ پر پانو کیسے رکہین وہ تو ہلتے ہی نہین۔ غرض جو کاہلی اور سستی اور مرپل ہین خواہ جسمانی ہو خواہ
روحانی یہان کے باشندونمین ہی وہ اہالیان یورپ کے تصور مین بہی نہین آسکتا۔ ایشیا اور
یورپ مین وہ نسبت ہی جو ایک بوڑہے اور جوان مین ہوتی ہی۔ ایک کا عہد شباب ہی۔ وہ آگے بڑہنے
کے لیئے ہر وقت بیتاب ہی۔ اوسکو اپنی قوت اور طاقت پر اعتماد ہی اوسکے بل اور بہروسے پر وہ بڑے بڑے
ارادے کرتا ہی۔ دوسرے بڑے میان زمانہ کو دیکہہ چکے ہین اپنی ساری ہوسین بجہا چکے ہین۔ جو کچہہ سامنے
پیش آتا ہی اوسکو صبر اور قناعت سے بیٹہے دیکہتے ہین جو کوئی اونکے سامنے کہانے کو رکہدیتا ہی کہالیتے ہین جو
پہننے کو دیدیتا ہی پہن لیتے ہین۔ کسی تغیر اور تبدل کو اپنی حالت مین پسند نہین کرتے۔ کوئی قوت ہی
نہین رکہتے کہ حرکت کرین۔ غرض وہ کوئی کام لینے لیئے نہین کرسکتے جو کچہہ خدمت کرے وہ گورنمنٹ
صدسالہ ہی کرے۔ پہر اوسمین ایک یہ اور عذاب ہی کہ بڑے میان کی آسایش اور آرام کے لیئے جو کام کرے
اوسمین اونسے مشورہ لینا بہی ضرور ہی اگر اوسمین ذرا غفلت کرے تو بڑے میان جہنجہلاتے ہین اور چڑچڑا
کے کچہہ سے کچہہ بکنے لگتے ہین۔ گورنمنٹ کی خدمت گزاری پر کچہہ اور شبہے کرنے لگتے ہین اور اوسکے معنی
کچہہ اور ہی بیان ہونے لگتے ہین۔

پس جب یہ میدان ایسا وسیع ہو اور صاحب میدان ایسے ہون تو ضرور ہی کہ اوسمین ترقی تعلیم
نہایت سہج سہج ہو۔ اور امید نہین کہ اوسکے جلد نتایج ظاہر ہون۔ گو ایک خاص گروہ کی ترقی تعلیم کے
اثر سے ہوتی ہی مگر جمہور اوس سے ابتک محروم ہین۔ گو فطرت نے جسمانی قوا ارین یہانکے آدمیون کو
ضعیف بنایا ہی مگر اوسکے عوض قواء عقلیہ کو نہایت قوی عطا کیا ہی۔ گو یہ قوتین گہری نیند مین سوتی ہین
مگر جب تعلیم اونکو جہنجہوڑکر اوٹہائیگی تو وہ ہوشیار ہو کر اپنا کام بڑی ہوشیاری سے کرینگی۔ ابہی اشاعت
تعلیم پر اتنی مدت نہین گذری کہ اوس سے ہمارے ذہن مین صحیح خیالات اوسکی ترقی کے آجائین ابرل
منٹو کو معلوم ہوا کہ یہان ذات کی پابندی ایک انسان کو دوسرے انسان کے ساتہہ ہمدرد نہین ہونے دیتی

پبلک اونہین ہندوستان مین نہین پیدا ہونے دیتی - جو تحریری قانون سے زیادہ انگلستان مین ہمسایہ کو
ہمسایہ کے ساتھہ نیک چلن رکھتی ہی ہندوستان مین ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہی کہ زبردست زیردست پر
ظلم کرتا ہی - دیہات مین دولتمندونسے ویسے ہی آدمیون کو نفرت ہی جیسی کہ سودخوارون سے - دونون کی
دولت کو جب گنوارون نے چاہا لوٹ لیا ہی - مگر اب ضلع کا افسران کامونکو کب ہونے دیتا ہی - بمبئی کے ساہوکار
اور ممالک مغربی کے بنیئے اور بنگال کے مہاجن کے قتل کرنے والونکو گرفتار کرکے پھانسی دیتا ہی - اب
زمینداروں کا کیا مقدور ہی کہ وہ کاشتکار سے لگان کو ہاتھہ پیر باندھکر اور چھت کے قلابون مین لٹکا کر یا
کھنب سے کس کر روپیہ وصول کرے - دونون کے لیئے قانون موجود ہی اوسکی پابندی مین وہ مجبور ہین کاشتکار
اور زمیندار دونون کچہری مین کھڑے ہوکر اپنا نیاؤ پا سکتے ہین تعلیم انگریزی نے تعلیم یافتہ آدمیونکا ہاتھہ
عدالت قانونی مین بڑا زبردست کر دیا ہی - گورنمنٹ نے بعض اضلاع مین متوسط اور اعلیٰ درجہ کے
آدمیونکو اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرکے قومی بازو بنا دیا ہی - اور غریبون کے واسطے کچھہ نہین کیا -
لارڈ میو نے دیکھا کہ سررشتہ تعلیم کا انتظام مختلف صوبونمین مختلف طرح کا تھا - بمبئی مین مدرسون
کی کثرت ہی اور اونمین عوام وخواص تعلیم پاتے ہین - ممالک مغربی مین دیہات کے اندر مدارس حلقہ بندی
جناب سر ولیم میور کے سی ایس آئی کے حسن تدابیر اور توجہ عالی سے خوب پر رونق ہین - برخلاف
ان دونون کے بنگال کا یہ حال ہی کہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم تو کلکتہ یونی ورسٹی کے ماتحت بڑی پر رونق
ہی اور دولتمند تعلیم سے بہرہ یاب ہوتے ہین مگر غریب رعایا کے لیئے کوئی سامان تعلیم موجود نہین - جو
مدارس اعلیٰ درجہ کے ہین وہ اون دیہاتی پاٹ شالاون کے تباہ کرنے سے معمور ہوئے ہین جنمین معلم مدتہائے
دراز سے لڑکون کو بوریونکے چھونپڑون مین بٹھاتا اور حرفونکے نقش بھربھری مٹی پر کھینچواکے سکھاتا -
لڑکے جو مقدور والے تھے وہ گورنمنٹ کے مدرسون مین اوٹھکر جا بیٹھے اور تعلیم کے خرچ سے بچگئے - جو
بیچارے غریب تھے وہ مکتبونمین رہگئے - پہلے معلم مذہبی خیالات سے تعلیم کرتے تھے - دولتمندون کی اولاد سے
کچھہ لیکر اپنی بسر اوقات کرتے تھے - مفلس غریبون کو خیرات مین پڑہاتے تھے - جب دولتمندون کے
لڑکے اوٹھہ گئے تو اونکی بسر اوقات مین فرق آیا - اونہون نے مفلسونکا بھی پڑہانا چھوڑا یا - یون پیشہ

معلمی ہی خاک مین مل گیا۔ تو معلمون نے بہی زبان درازیان انگریزی تعلیم پر شروع کردین۔ اور کہنے لگے کہ فرنگیون نے دولتمندونکو اپنے علم سے نہال کردیا اور غریب مفلسون کو اور جہالت کے گڈہے مین دہکیل دیا۔ یہ حال دیکہکر جناب لارڈ میو نے اول ہی عہد سلطنت مین توجہ فرمائی۔ بنگال گورنمنٹ کا یہ اصول تہا کہ جب اعلی درجہ کو تعلیم ہوگی تو وہ ادنی درجہ مین خود پہیل جائیگی۔ وہ تعلیم کو ایسا خیال کرتی تہی جیسے چہلنی پتہر مین پانی اوپر سے نیچے چہنتا ہی۔ مگر اوسکا یہ اصول غلط تہا۔ خواص کی تعلیم سے عوام کی تعلیم نہین ہوتی اگر ایسا ہوتا تو ساری دنیا مین تعلیم پہیل جاتی کیونکہ خواص تو بہت سے ملکون کے تعلیم یافتہ ہوتے ہین۔ بلکہ اسکے بالعکس تعلیم کا حال یہ ہی کہ نیچے سے اوپر چڑہتی ہی جیسے نان پاؤ مین دودہ۔ عوام کی تعلیم خواص مین تعلیم کو پہیلا دیتی ہی۔ بنگال گورنمنٹ اپنے اصول کی پابند ہوکر کہتی تہی کہ چہ کروڑ و ریہتر لاکہ آدمیون کو ۱۸۶۰۰۰ روپیہ مین تعلیم کرنا یعنی ہزار آدمیونکو ۳ روپیہ بارہ آنہ مین تعلیم دلانا کچہ اثر نہین پیدا کریگا اسلیئے وہ اپنی ساری توجہ متوسط اور اعلی درجہ کے آدمیونکی تعلیم کی طرف کرتی تہی۔ یہ سمجہتی تہی کہ سارا ملک انہین کے طفیل سے تعلیم یافتہ ہوجائیگا۔

مگر لارڈ میو اس اصول کے خلاف رائے رکہتے تہے۔ اونہون نے اپنے ایک دوست کو لکہا کہ بنگال مین کئی سو بابو تعلیم پاتے ہین اور اونکی تعلیم مین سرکاری روپیہ بہت خرچ ہوتا ہی۔ بہت سے بابو اونمین ایسے ہین کہ اپنی تعلیم کا خرچ آپ دیسکتے ہین مگر اونکی خاص غرض تعلیم سے صرف یہ ہی کہ سرکاری ملازمت کے قابل اپنے تئین بنائین۔ اابتک ہمنے جمہور اور عوام کی تعلیم کے واسطے کچہ نہین کیا۔ بابو خود اوسکے لیئے کوئی سامان نہین کرینگے۔ جسقدر ان بابوونکو زیادہ تعلیم دیجائیگی اوسی قدر وہ علم مین بخل کرینگے۔ اور اپنے افزایش علم کو غریب جاہلونکی کاہش کے لیئے کام مین لائینگے۔ اگر تم اس انتظام مین بیٹہے رہوگے کہ چار سو بابو کلکتہ مین انگریزی زبان ٹوٹی پہوٹی سیکہکر چار کروڑ آدمیونمین اشاعت علم کرینگے جس طرح کہ پانی پتہر مین اوپر سے نیچے کو چہنتا ہی تو تم ایک چہلنا پتہر بنجاؤگے۔ بابو انگریزی سب طرح سے سیکہیں اس سے کچہ بحث نہین ہی۔ مگر ہمکو بنگال کے دہقانون کی تعلیم سہ روپیہ کے لیئے بہی کچہ کرنا چاہیئے۔

غرض لارڈ میو کے ان خیالات نے اور سر جارج کیمبل لفٹننٹ گورنر بنگال نے بنگال کے سررشتہ تعلیم کو بہت رونق دیدی اور اوسکے تمام عیبونکو دور کردیا۔ اور اونہون دیہاتی مدارس سرکاری کو پُرانے پاٹہ شالون سے زیادہ پُر رونق کردیا۔ نتیجہ اوسکا یہ تھا کہ ۱۸۷۰ء میں ۱۶۳۹۵۴ طالب علم مدارس مین پڑہتے تہے اور ۱۸۶۵۹۰ روپیہ گورنمنٹ کا اوسمین خرچ ہوتا تہا۔ ۱۸۷۴ء مین جب سر جارج نے استعفا دیا ہی ۴۰۰۷۱ طلبہ مدارس مین پڑہتے تہے اور ۸۱۵۱۰ روپیہ اونمین گورنمنٹ کا خرچ ہوتا تہا۔ ابتک بنگال مین عوام الناس مین علم کے پہیلانے والے مشنری تہے خواہ وہ کسی قسم کے کلیسا سے متعلق ہون۔ اونکا شکریہ لارڈ میو نے ادا کیا اور فرمایا کہ گورنمنٹ نے اونہین کے طریقہ پر عوام کی تعلیم کا آغاز کیا ہی۔

سرکاری مدارس کی تعلیم سے مسلمان بہت کم مستفید ہوتے تہے۔ اسلیئے وہ سرکاری عہدون سے بالکل محروم ہوئے۔ ساری نوکریون کے ٹہیکے ہندوُن کے ہاتہہ مین آتے جاتے تہے۔ لارڈ میو نے اونکی تعلیم کی طرف بہت توجہ فرمائی۔ اور باجلاس کونسل اس امر پر افسوس ظاہر فرمایا کہ ہمارے سررشتہ تعلیم کے فوائد اور فیضان سے ایک بڑا فرقہ مسلمانونکا علٰحدہ رہے۔ یہ خواہش ظاہر کی تہی کہ تمام اسکولون اور کالجون مین مسلمانونکے قدیمی اور دیسی زبانونکو بڑے اہتمام اور قاعدے کے ساتہہ ترقی دیجاے۔ چنانچہ یہ رزولیوشن تمام لوکل گورنمنٹون کے پاس اس امر کی نسبت اونکی رائے دریافت کرنیکے واسطے بہیجا گیا تہا کہ تعلیم و تربیت کے ذریعے اس خوبی کے ساتہہ کس تدبیر سے بدلے جاسکتے ہین کہ اوسکے اصلی مقاصد مین تو ترقی ہو اور ہمارے اصول تعلیم مین گو کچہہ تغیر آوے مسلمانون بہی اس سے اعلٰی درجہ کے علوم حاصل کرسکین۔ اور بالتخصیص اس امر کی نسبت صلاح اور تجویز دریافت کی گئی تہی کہ آیا دیسی زبان کے علم ادب کی ترقی مین سرکار کو مدد دینا اور یونیورسٹی کے طریقہ تعلیم مین عربی اور فارسی کثرت سے جاری کرنا مناسب ہی یا نہین۔

(۲۴) لارڈ میو نے جب رعایا کے واسطے سامان تعلیم مہیا کیا۔ اسی طرح حاکمونکی تعلیم کے لیئے بہی اسباب تیار کیا۔ اونکی تشریف آوری سے پہلے گورنمنٹ کو اپنے سب اعلی درجہ کے صوبہ بنگال کی

آبادی بہی ٹہیک نہین معلوم تہی جب اول اونکے حکم سے مردم شماری ہوئی ہی تو یہ معلوم ہوا کہ اوسمین
پونے سات کروڑ آدمی رہتے ہین پہلے چار کروڑ ہی شمار ہوتے تہے۔ جب کوئی آفت ارضی اور سماوی
آتی تہی تو پہلے ہی سے مقدمات مرتبہ موجود نہوتے تہے کہ اونسے اونکے نتائج سمجہہ مین آتے کہ کیا ہونگے
سنہ ۱۸۶۶ع مین جب اڑیسہ مین قحط پڑا تو گورنمنٹ یہ نہین جانتی تہی کہ اوسکے باشندون کے واسطے
کتنے غلہ کی ضرورت ہوگی اور اس آفت کے کیا کیا نتائج پیدا ہونگے۔ تجارت کے نتائج سے آگاہی
گورنمنٹ کو نہ تہی کہ اوس سے کیونکر دولت پیدا ہوتی ہے اور ایک ملک دوسرے ملک کی استعانت اور
معاونت کرسکتا ہی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوس ملک کی تحقیقات مین ہمیشہ کوشش کی جو اوسکے
ملازمون نے فتح کیا۔ خاص منتظمان سلطنت کو اسکا شوق ہوا اور اونہون نے اوسکے اندر بہت سی معلومات
حاصل کی۔ اول ہندوستان کے اندر بندوبست اراضی نے مختلف اضلاع کے لیے سرمایہ اس زراعت
کے کامون مین جمع کیا۔ پہر سر رچرڈ ٹمپل نے ممالک متوسط مین تجارت اندرونی کے اوپر توجہ
فرمائی۔ گو یہ بیقاعدہ تحقیقات اور معلومات ہوتی رہی مگر کوئی گورنمنٹ کی طرف سے ایسا سررشتہ نہتا
کہ جسکے سبب ایسی معلومات کے لیے ضابطہ اور قوانین اور اصول مقرر ہوتے۔ کسی صوبہ کا یا کسی
ضلع کے ایسے کاغذات جن سے بالکل حال اوسکا معلوم ہو اگر کسی افسر کے پاس ہوتے تو اوسکے مرنے پر
وہ بہی ردی ہوجاتے۔ ایسے ملک مین جہان دو چار انچ بارش کی کمی سے ملک کی کیفیت کچہہ سے کچہہ ہوجاے
وہان بارش کی پیمایش کے نقشون کا نہونا کیسا غضب تہا۔ لارڈ میو کے آنے سے بیس برس پہلے
ایسے معاملات مین گورنمنٹ توجہ کررہی تہی جیولوجیکل ٹوپوگریفیکل سروے کے سررشتے قائم
ہوچکے تہے بندوبست کے افسرونکی تحقیقات سے بہت سا سرمایہ جمع ہوچکا تہا حقیقت مین [illegible] انڈیا
کے ساتہہ لارڈ میو نے یہ ایک بڑا نیک سلوک کیا کہ علم کا سررشتہ عظیم قائم کیا۔ جسکے آرزومند پہلے سے
بہی گورنر جنرل چلے آتے تہے۔ مگر اوسکا اہتمام کامل طور پر پہلے کبہی نہوا تہا۔ کہ ہندوستان اور ہندوستانیون
کے باب مین ہر قسم کی تحقیقات کے صیغے یکجا جمع ہون سا ایک جنرل رجسٹریشن کا آفس بنایا گیا
جسمین حکم دیا گیا کہ بندوبست اراضی کے لئے جو پیمایش کیجاے اور قطعات زمین کی تحقیقات علمی سے

جو حال معلوم ہو۔ دولت معادن جو دریافت ہون۔ استعداد اور قابلیت تجارت جو ہندوستان مین ہو
زراعت کی پیداوار۔ موسم کی حرارت برودت و بارش وخشکی و ہوا کی تبدیلی۔ کسانون کے طریقہ تمدن
یہ سب باتین اوس آفس مین رجسٹر ہوا کرین۔ اب اس سررشتہ سے نہایت بکارآمد اور سودمند تحریرات
ہندوستان کے واسطے لکھی جایا کرتی ہین خصوصاً ان تحریرات مین ہندوستان کی پیداوار کا بیان ہوتا ہی
ریا۔ ریشہ دار چیزین۔ ریشم۔ روئی۔ سونا۔ چاندی۔ لاکھہ وغیرہ کا ذکر بہت تفصیل سے لکھا جاتا ہی۔
لارڈ میو ایسی تحقیقات کو بھی منجملہ انتظامات ملکی سمجھتے تھے۔ زراعت۔ تجارت کو جانتے تھے کہ اہالیان
یورپ اپنے آپ اوسمین کوشش اور سعی کرین۔ مگر گورنمنٹ کی طرف سے بھی اوسمین ابتدا ہونی چاہیئے
مانچسٹر والے بہت سی روئی مانگ رہے تھے۔ شمال مشرقی سرحد پر چاے بونے والے انگریز روز بروز
بڑہتے جاتے تھے اور کام اونکے سرسبز ہوتے جاتے تھے۔ جیوٹ (سن کی قسمین) اور روغندار چیزون
کی زراعت بنگال مین زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ آبادی روز بروز بڑہتی تھی۔ اسلیئے چاولون اور اناجون
کی احتیاج زیادہ ہوتی جاتی تھی۔ منتظمان سلطنت یہ چاہتے تھے کہ ہندوستان مین مویشی کی نسلون کی
ترقی ہو۔ زراعت علم و ہنر کے موافق یورپ کے آلات سے ہو۔ غرض لارڈ میو نے چارون طرف ان
کامون کی جانب حکام اور رعایا کو راغب کیا۔ لارڈ نیپیر گورنر مدراس کو بھی ان باتون کا بڑا شوق تھا
اونہون نے پمپ اور وخانی اور خاص کھاد کو ہندوستان کی زراعت مین داخل کیا۔ گو یہان کے آدمی اپنی
پرانی باتون پر مرتے تھے۔ ایک بڑا اصول یہ تھا کہ ہندوستانیون سے اہالیان یورپ کی تقلید مین وہ کام
نہ کرانے چاہئین جو اونسے نہو سکین یا اونسے اونکو کچھہ فائدہ نہو۔

لارڈ میو کی اس تحریر سے ان سب باتون کا مفصل حال معلوم ہو جایگا۔ جو نسلین اب آیندہ پیدا
ہونگی اونکے واسطے ہندوستان مین ترقی دولت اور شایستگی اور تہذیب زراعت کی ترقی پر منحصر ہے۔
ہندوستان سے پیداوار ارضی کی نکاسی مدت تک ہوتی رہیگی۔ جسقدر مقدار اور خوبیان ان اشیائے
مزروعہ کی بڑہتی جائینگی۔ اوسی قدر تجارت کی افزایش ہوتی جایگی۔ یا نئی پیداوار یہان آئیگی اور صناعون
کی صنعت سازی اور کاریگری مین وہ کام آئیگی جس سے سوداگری کے بازار چمک جائینگے۔ گورنمنٹ نے جو

کوشش کی اور سوا اسکے جو اہل یان یورپ نے یہان کے حال پر توجہ کی اوس سے ملک کو فائدہ ہوا مثلاً
روئی کی رونق بازار کو دیکھنا چاہیے کہ کتنی ہوئی۔ بہت سارا روپیہ اسمین صرف کیا گیا کہ عمدہ قسم کی روئی
کی پیداوار ہو مگر اوسکا نتیجہ بہت تھوڑا ہی ہوا تو اوسکا سبب یہ تہا کہ جو اوسکے واسطے ضوابط مقرر کئے گئے
تھے اونکے اصول غلط تھے۔ مثلاً روئی کا بیج غیر ملکون سے یہان آنکر بڑے اہتمام سے بویا گیا ظاہر تھا کہ ایک
مدت کے بعد اوس سے ثمر ترقی کے ہاتھ لگنے کی توقع ہو سکتی تھی۔ اب از سر نو ان بیجونکی زراعت پر توجہ
کی گئی ہی اور اوسکا نتیجہ بہی اچھا ہوتا ہوا نظر آتا ہی۔ چاے۔ قہوہ۔ سن کونا کی کاشت کی ترقی یہ بشارت دیتی
ہی کہ ہندوستان مین کیا کیا نئی چیزین داخل ہو کر اپنے برگ و بار سے متمتع کر سکتی ہین۔ جیوٹ پہلے بہت ہی
کم کام مین آتا تہا۔ مگر اب وہ تجارت کے اندراول درجہ کی اشیا مین شمار ہوتا ہی۔ نیل تو ساری دنیا مین
ہندوستان ہی سے جاتا ہی۔ اوسکی ترقی کلکتہ کے پرانے نوشتون سے معلوم ہوتی ہی کہ کمپنی ہی کے سبب سے
ہوئی۔ چند مہینے سے خاص توجہ ریا کے ریشونکے تیار کرنے پر ہوئی ہی۔ شاید دنیا مین کوئی ملک نہین ہی
کہ جسمین ایسے کامونمین گورنمنٹ خود توجہ کرے اور اپنا دل و جان لگائے گورنمنٹ ہند فقط گورنمنٹ ہی
نہین ہی بلکہ وہ بڑی زمیندار بہی ہی۔ اراضی سے جو گورنمنٹ کو بیس کروڑ روپیہ سالانہ کی آمدنی ہی وہ اوس
ارضی سے ہی جسکی گورنمنٹ ہی خاص مالک ہی اور اوسکے مالک خاص اشخاص نہین ہین۔ ہندوستان کے
حصہ اعظم مین ہر مقام پر ایسی تدبیرین کیجاتی ہین کہ اراضی کی ترقی ہو جس سے گورنمنٹ کے مال کی
قیمت بڑہی۔ برٹش مین جو کام ایک بڑا زمیندار کرتا ہی وہ یہان خاص گورنمنٹ کو کرنا پڑتا ہی۔
یہ چند کلمے سارے مطلب کو ادا کرتے ہین کہ ہندوستان کی زمیندار جسکے اختیار مین علم اور اقتدار مین سرمایہ
ہی وہ فقط گورنمنٹ ہند ہی ہی۔

اس اپنے نو ایجاد سر رشتے کے ذریعہ سے گورنر جنرل نے یہ بہی چاہا کہ مویشی اور دواسکی نسل
مین ترقی ہو خصوصاً گھوڑون کی نسل کے تیار کرنے مین زیادہ تر اہتمام ہو۔ چونکہ سپاہ کے واسطے گھوڑون
کی بڑی ضرورت ہوتی ہی اسلیئے گورنمنٹ کے سٹڈمین گھوڑون کی عمدہ نسل پیدا کرنے مین کوشش کی گئی مگر اوس مین
چندان کامیابی نہین ہوئی۔ مویشی مین جو وبائین پہیلتی تہین اور جنسے ہزارون حیوان بیجان ہوتے تھے

اور زمینداروں کو تباہ کرکے حیوان سے بدتر بنا دیتی تہین - اونکے روکنے کے واسطے بہی تدبیرین کی گئین - لارڈ میو کو خوب اسبات کو سمجھے ہوئے تھے کہ اور ملکون مین جو کام کہ ایک زراعت کی کمپنی کرتی ہی وہ یہان گورنمنٹ کو کرنا چاہیئے اور اگر گورنمنٹ اونکو نکریگی تو وہ کبہی نہو سکینگے - یہ گورنمنٹ ہی کا کام تہا کہ جسنے چاے اور سنکونا کی کاشت کا نمونہ ایسا دکہایا کہ پہر اوسپر غیرون نے توجہ کی اور وہ نہایت سرسبز اور شاداب ہوگئی - جو بڑے بڑے جنگل درختستانون کے تھے وہ پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ (سررشتہ تعمیرات) کے حوالہ کیے گئے - کیونکہ کوئی جدا سررشتہ اس کام کے واسطے گورنمنٹ کا نتہا کہ وہ اوسکی نگرانی کرتا اور مہتمم بنتا - ایسے جنگلون مین زراعت کا طریقہ ایسا ہی بیڈہنگا تہا جو ایسے جنگلون کے لیے ہوا کرتا ہی کہ اوس سے کچہہ پیدا نہین ہوتا تھا بلکہ ناپید ہوتا تہا - آوارہ گرد خانہ بدوش قومین ان جنگلون مین کسی قطعہ کو آگ لگاکر درختون سے صاف کرتین - نہ زمین مین کچہہ کہاد ڈالتین نہ کچہہ اوسکے لیے کرتین - فصل پر فصل بوتین اور تین برس کے عرصے مین اوسکی قوت نمو کو ضعیف کر دیتین - پہر کسی اور نئے درختستانون کو جلا کر سیاہ کرتین اور جو پہلے کیا تہا وہی پہر یہان کرتین -

(۳۵) گورنمنٹ فقط بڑی زمیندار ہی ہندوستان مین نہین ہی بلکہ وہ معادن کی بہی مالک ہی - جیولوجیکل سروے پر لارڈ میو نے خوب غور فرمائی - اور اس سررشتہ کی اعانت اس باب مین کی کہ وہ لوہا - کوئلہ - چونہ کی تحقیقات مین نہایت سرگرم ہوئے - ان چیزونکی تحقیقات ابتدائی تہی وہ گویا زمانہ آئندہ کی صبح تہی - ظاہر ہی کہ یہ تینون چیزین تجارت مین کسقدر کام مین آسکتی ہین - سر جارج کیمبل کوئلے کے باب مین لکہتے ہین کہ سنہ ۱۸۵۸ع مین ۳۲۲۲۴۴۳ ٹن کوئلہ نکلا تہا - اور سنہ ۱۸۶۸ع مین ۳۳۹۴۴۶۵ ٹن کوئلہ نکلا - جو کوئلہ باہر سے آتا تہا وہ سنہ ۱۸۶۸ع مین ۱۶۴۴۳ ٹن آیا تہا اور سنہ ۱۸۶۹ع مین ۱۴۸۷۴ ٹن - رانی گنج اور چہوٹا ناگپور کے ضلعون مین ۳۴ کوئلہ کی کانین تہین جنمین سے کہین کوئلہ دخانی کلون سے نکالا جاتا تہا کہین مزدور نکالتے تہے - یہ کیفیت تو کوئلہ کی صرف بنگال مین تہی - ہندوستان مین اور جگہہ بہی اوسکی کانین ہین - ایک دو نسل بعد لوگ دیکہینگے کہ ان معدنیات سے کیا دولت زمین اوگلنے لگیگی - چاندا کے کانون تک ایک چہوٹی سی ریل کی بنانے سے

ممالک متوسطہ اور مغربی ہندوستان مین سے کوئلہ ملنے مین آسانی ہونے لگی جناب لارڈ میو
نے ہندوستان کی سونے۔ چاندی۔ تانبے۔ ٹین سیسہ کی کانون پر ایسی توجہ نہین فرمائی جیسی
کوئلہ اور لوہے کی کانون کی تفتیش اور تحقیق مین سرگرمی ظاہر فرمائی وہ یہ جانتے تھے کہ یہی کانین ایسی
ہین جنمین اہالیان یورپ اپنے سرمایہ کو صرف کرینگے اور اوس سے دولت کمانے مین کوشش کرینگے۔
چنانچہ مغربی ہندوستان مین بہت سی دخانی کلون کے کارخانے ہین جنمین کوئلہ یہین کا کام آتا ہے

(۲۶) جیلخانونکا معائنہ کرنا کوئی کام ایسا نہین ہے کہ اوسکی طرف گورنر جنرل توجہ کیا کرین۔
مگر لارڈ میو کو ان جیلخانونکے ملاحظہ فرمانے کا بڑا شوق تھا وہ ہمیشہ اپنے دورہ مین اونکو دیکھتے
اور بڑا تعجب کرتے کہ کہین اونکو قیدی جلساز نظر آتے کہ جنکی شکل بڑی ٹھری ہوتی مگر وہ کسی کو
تکلیف نہ دیتے۔ کہین ٹھگ ایسے نظر آتے کہ بڑے شریف بھلے مانس معلوم ہوتے۔ کہین دس بارہ برس
کے لڑکے وہ غضب کے قیدیون مین ہوتے کہ اونھون نے خون کیئے تھے اور اونگلیون کو انگوٹھیونکے واسطے
اور پیرون کو کڑونکے لیئے کاٹا تھا اور لڑکیونکی ناکون کو نتھنیون کے لیئے چیرا تھا ہندوستان مین
جیلخانون کے اندر پہلے زندگی بسر کرنی بڑی کٹھن اور مشکل تھی۔ مگر ڈاکٹر میوٹ صاحب نے اپنے
حسن انتظام سے اونکی حالت کو بالکل بدل دیا تھا جو سخت مجرم نہوتے وہ ان جیلخانون مین رہکر
کوئی پیشہ اور حرفہ سیکھ جاتے۔ وہ اونکو کام سکھاتے اور آئندہ کام کرنے کی ترغیب دیتے۔ مجرمونکو
معمار۔ جولاہا۔ باغبان جلد بنادیتے۔ سر جارج کیمبل لفٹننٹ گورنر کی راے بالکل اسکے خلاف تھی۔
جہانتک اون سے ہوسکا اونھون نے یہی کیا کہ قیدیونکو سزا کی عقوبت پہنچے۔ نہ کسی پیشہ کی تعلیم ہو۔ سنا ہے
ہندوستان مین عجیب بات ہے کہ ایک کانسٹبل کہین نہ کہین مجرم کا سراغ ایسا لگا لیتا ہے جیسے کہ
شکاری کتا اپنے شکار کا پتا کہین نہ کہین سے لگا لیتا ہے۔ یہانکے مجرم ایک خاص حد تک اپنے جرم کے
چھپانے مین ہوشیاری کام مین لاسکتے ہین مگر پھر ایسے احمق ہوجاتے ہین کہ ساری سیانپت
اونکی اکارت جاتی ہے۔ اونکی عقل کا طلسم پولیس کے چھو منتر سے ٹوٹ جاتا ہے۔ جیلخانون مین جو
قیدی ہوتے ہین حکام انگریزی نہ اونپر کچھ تشدد کرتے ہین نہ اونپر اوس حال زار مین بھی رحم کرتے ہین

کہ جنمین وہ قریب المرگ ہوجاتے ہین۔ صرف ڈاکٹر صاحب صبح کو ہوا کہانے جب جاتے ہین تو ان قیدیونکو بہی دیکہ لیتے ہین بعد پہر اپنے بنگلہ پر آنکر حاضری نوش فرماتے ہین۔ یہ جو مجرم قیدیونکے ساتہہ بیہری دکہائی جاتی ہی وہ دیکہنے والونکے دلون کو بیہر بناتی ہی۔ یہ تو ہندوستانی قیدیون کی نسبت تہا اب فرنگستانی قیدیون کے باب مین لارڈ میو نے یہ خیال کیا کہ یہ امر نہایت نامناسب ہی کہ جن مجرم فرنگیونکو گورنمنٹ سزا دے وہ باآسایش اور آرام اپنے وطن کو قید بہگتنے کے لیئے پہنچائے جائین اسلیئے اونہون نے یہ تجویز کی کہ ہندوستان ہی مین فرنگستانی قیدیونکے واسطے جیلخانے بنائے جائین جہان وہ سزا کی قید سخت کو بہگتین مگر اونکے ساتہہ یہ بہی لحاظ رہے کہ اونکے واسطے ایسا سامان صحت کیا جاے کہ یہ معلوم ہو کہ گویا وہ جزائر برطانیہ مین ہی ایام قید کو بہگت رہے ہین۔ کیونکہ اونکو ایسے قیدخانون مین رکہنا کہ جس سے اونکی صحت جسمانی مین فرق آجاے اونکے جرم کی سزا نہین ہی بلکہ اونپر قتل کا فتوی دینا ہی۔ اب اسپر مباحثہ شروع ہوا۔ ضلع کے افسر و حاکم ایک طرف تہے اور ڈاکٹر دوسری طرف۔ ایک طرف یہ دہائی تہی کہ ہندوستان مین جیلخانہ فرنگیونکے لیئے بنانا اونکو انگلستان مین پہانسی دیدینے سے بدتر ہی۔ دوسرا گروہ یہ کہتا تہا کہ یہان جیلخانے ایسے بن سکتے ہین کہ اوسمین موت کا وہی حال ہوسکتا ہی جو برٹن مین۔ خلاصہ یہ ہی کہ جناب لارڈ میو کے عہد مین جیلخانون کی اصلاح ایسی ہوگئی کہ وہ پہلے سے بہتر ہوگیئے۔ قانون جیلخانہ دیکہو۔

(٤٣) فرنگستانی مجرمونکے سوا ایک اور گروہ اونسے زیادہ بدنصیب گورے لنگون کا تہا کہ نہ جنکو رزق تہا نہ موت۔ اونکے حال زار پر جناب لارڈ میو نے رحم فرمایا۔ اور ایک قانون ویگرینسی ایکٹ جاری کیا۔ اونکے واسطے ایک اسکول اور ایک اسائلم قائم کیا کہ اوسمین اہالیان یورپ اور یوریشین کے لاوارث غریب بچے تعلیم پایا کرین مگر اس سے کام نہین نکلا۔ سنا جاتا ہی کہ کلکتہ مین بہت سے انگریزون اور یوریشین کے بچے ننگے بہوکے پڑے پہرتے ہین۔ ہندوستانی رحم کرکے کہانے کو بہات دیدیتے ہین یہ بچے کبہی تو ماباپون کے مرنے سے ایسی بیکسی کی حالت مین ہوجاتے ہین۔ کبہی بدکاری مین اسطرح پرورش پاتے ہین کہ دنیا مین کسی کام کے نہین رہتے۔ ہندوستان مین لوفر اونکو کہتے ہین جنکو کسی طرح سے رزق

نہین ملتا۔ وہ بے ادب گستاخ خشمناک ہوتے ہین۔ اگر کوئی اونکے ساتھہ ایسا سلوک کیا جاے جو بدمست ہاتہی یا مردم خوار شیر کے ساتہہ کیا جاتا ہی تو بہی غیر مناسب نہین ہی۔ لارڈ میو نے یہ چاہا کہ ایسی بیرنین کیجائین کہ یہ گروہ بڑہ نجاے اور اونسے تکلیف لوگون کو نہ پہنچے۔ اس کام کے واسطے سرکار سے بہت تہوڑی امداد ہوئی مگر چندہ مین اونکے ہموقون نے بہت روپیہ دیدیا جس سے لو فیر ہوس (محتاج خانہ انگریزونکے واسطے) بنگیا مگر اتبک اوسکا خاطر خواہ انتظام نہین ہی۔

(۲۸) لارڈ میو کا دستور العمل مہمات کلیہ مین خود اپنے ذہن وقاد کا ایجاد تہا۔ ایک ملکہ خداداد اونکو ایسا تہا کہ وہ ہر معاملہ مین سب سے پوچہہ کچہہ کر اپنے آپ ایک بات پیدا کر لیتے تہے کہ اوروں کو نہ سوجہتی تہی۔ کانٹونکو جدا کر کے پہول چُن لیتے تہے مغز نکالکر بہوسی پہینک دیتے تہے۔ ابیات

چو آید مشکلے پیش خردمند ۔۔۔ کزان مشکل فتد در کار او بند

کند عقل دگر با عقل خود یار ۔۔۔ کہ تا در حل آن باشد مددگار

مگر اونکے مشیر بہی بڑے صاحب تدبیر تہے۔ ہر ایک اونمین سے عالی دماغ اور عقل و فراست مین پایہ بلند رکہتا تہا۔ رموز سلطنت ہند سے خوب ماہر تہا۔ اول اونکے دو ہوم منسٹر سر جان اسٹریچی صاحب اور سر ہنری ڈیلہرٹ ایلس صاحب تہے۔ سر جان نے تو اضلاع کی افسری و حاکمی مین وہ کارہاے نمایان کیے تہے کہ بنگال کے تمام افسرون سے زیادہ قابل وہ سمجہے جاتے۔ پہر وہ چند مدارج ترقی کو پہلانگ کر گورنمنٹ کے مرکز مین جاگزین ہوے۔ اور ہندوستان کی ترقی اور بہبودی اور آسودگی کے معاملات مین اونہون نے اپنی راے عالی کی تاثیر دکہائی۔ اونکا خاندان مدت سے اس ملک کی خدمات بزرگ کا اہتمام کرتا رہا ہی۔ اور ہر پہیری مین اوسکی ترقی ہوتی رہی ہی۔ اونکے دادا پرایویٹ سکرٹری لارڈ کلایو کے تہے۔ سر ہنری ڈالس کو سلطنت کے کارہاے خطیر و بزرگ مین بڑا تجربہ تہا۔ وہ مدت سے بمبئی پریزیڈنسی کے عادی تہی۔ اور لوکل گورنمنٹ کے اون رموز سے خوب واقف تہے جنسے کہ اوسکا کام خوب چلتا ہی۔ وہ یہ خوب سمجہتے تہے کہ گورنر جنرل کے احکام کے مختلف انتظامات پر یقینی کیا اثر کرینگے۔ غرض اونکی اعانت لارڈ میو کے حسن انتظام مین بڑے معین تہے۔ ہوم ڈپارٹمنٹ

کے سکرٹری ایڈورڈ کلائو بیلی سی ایس آئی تہے وہ بہی ایسے لائق تہے کہ اس منصب عالی کو
اون سے زیبایش تہی۔ اونکو بڑا تجربہ اون امور مین تہا جو سنٹرل گورنمنٹ سے متعلق تہے۔ ریفنیو
(خراج اراضی) اگری کلچرل (زراعت) کمرس (تجارت) کے سررشتہ مین چیف سکرٹری ایلن
اوکٹون ہیوم صاحب تہے۔ یہ سررشتہ گورنمنٹ نے نیا ہی قائم کیا تہا اوسکے واسطے یہی بیدار مغز عالی دماغ
زیبا تہا جو ضلع ضلع کے اصلی حالات سے ماہر تہا۔ اور جو علم کہ ان کامونکے واسطے ضروری تہا وہ اونکو
حاصل تہا بنگال مین نیچرلسٹ (نیچر کا جاننے والا) اس زمانے مین کوئی اونکے برابر جا کم ستعد نتھا۔
غرض لارڈ میو کے عہد کے ساتھہ یہ امر مخصوص تہا کہ ایسے لائق لائق مشیر اونکے گرد جمع ہوئے تہے جنکے
قوت بازو ہونے کے سبب اونکے کامونکو بڑی رونق حاصل ہوئی۔

(۲۹) لارڈ میو اسکو بڑی خوش نصیبی اپنی سمجھتے تہے کہ اونکے عہد مین عالی جناب شاہزادہ
ڈیوک ایڈنبرا کے آنیکا اتفاق ہندوستان مین ہوا جب سے دہلی کے بادشاہونکا خاندان
تباہ اور غارت ہوا تہا ہندوستانیونکی آنکہین شاہزادونکے دیکہنے کے لیئے ترستی تہین۔ کو مدت سے
شاہزادون کے خیال کا ساز ہندوستان مین معدوم و موہوم ہوگیا تہا۔ مگر اس شاہزادے کے
آنے نے پہر اوس ساز کے تارون کو ایسا چہیڑا کہ اوسمین سے شادی اور خوشی کے نغمے نکلے کہ سارے
ہندوستان مین بساط انبساط بچہہ گیا۔ اہل ہند نے اپنی سچی اطاعت اور حقیقی خیرخواہی کو اسطرح ثابت
کیا کہ جو پہلے کبہی نہین کیا تہا۔ اونہون نے تمام فساد انگیزیون اور خونریزیونکو جو برٹش گورنمنٹ کو
ہندوستان کے تسخیر کرنے مین پڑی تہین بہلا دیا۔ جن باتونکی یاد دلونکو دکہاتی تہی اونکو بالکل
مٹادیا۔ غرض اس شاہزادے کے آنے ہندوستانیونکے دلونکو شادی سے مالامال کر دیا۔ اور ادنی
اعلی کو سمجہا دیا کہ جناب ملکہ معظمہ نے اپنے فرزند ارجمند کے بہیجنے سے رعایا کے حال پر شفقت مادری کو
ثابت کردیا۔ اس شاہزادہ کے تمام دورہ ہند کے حال لکہنے کے لیئے ایک جدا کتاب کی ضرورت ہے
اسلیئے ہم نے فقط ان چند سطرون ہی مین اونکے آنے کے نتیجے کو بیان کر دیا۔

(۳۰) ہم پہلے جزائر کے باب مین بیان کر چکے ہین کہ انڈمان مجمع جزائر ہند کی بستی تہی

ورود شاہزادہ ڈیوک اڈنبرا بہندوستان مین

جزائر انڈمان -

۱۸۷۱ء کے موسم بہار مین گورنر جنرل کو یہ معلوم ہوا کہ اس جزیرہ مین کوئی شخص نہایت ظلم وستم سے
قتل ہوا ہی اور اوسکا حال کچھ نہین کھلا ہی۔ وہان کے حاکمون نے اوس قتل کا حال مفصل نہین بتلایا ہی
یہ صاحب نظر تمام معاملات گورنمنٹ کو نظر غور سے دیکھتا اور اونکی خوب تفتیش اور تحقیق کرتا۔ فقط
اس خون کے مقدمہ سے لارڈ میو کے دل مین یہ خیال آیا کہ اس مجرمون کی بستی کا انتظام از سر نو کرنا چاہیے
جب قاتل کی تحققات کے درپے وہ زیادہ ہوئے تو اوس سے بہت سے ایسے حالات منکشف ہوئے
جس سے سوپریم گورنمنٹ کی توجہ اس طرف ہوئی کہ وہان کے انتظام مین اصلاح و ترمیم ضرور ہی
انڈمان ایک گنج جزیرون کا خلیج بنگال سے ۵۹۰ میل پر دہانہ گنگ سے ہی اور برہما سے
قریب تر فاصلہ اوسکا ۱۲۰ میل ہی۔ برٹش گورنمنٹ کا تعلق اوس سے ۱۷۸۹ء سے شروع ہوا
بنگال گورنمنٹ نے اوسکو مجرمون کی بستی اور پناہ گاہ اون جہازونکا کہ اپنی راہ سے بیراہ ہو جائین
مقرر کیا تھا۔ سات برس کے عرصے مین یہان جو آدمی آنکر مقیم ہوئے اونکو جنگلی بہار نے نہ رہنے دیا
غرض اور بہت طرح کی تکلیفین ایسی پہنچین کہ یہان بستی بسانے کا ارادہ ۱۷۹۶ء مین چھوڑ دیا گیا پھر
نصف صدی تک کاغذات سے معلوم ہوتا ہی کہ انڈمان ایک مجموعہ جزائر ہی جسمین باشندے مردم خوار
رہتے ہین۔ وہ وحشی ہین اور مچھلیان کہاتے ہین جو آدمی اونکی تحققات حال کے لیے بھیجے گیے اونکو
اونہون نے اپنا طعمہ بنایا۔ اور جو جہاز مصیبت کے مارے وہان گیے اونکو بہی اونہون نے چٹ کیا۔ جب
ان وحشیون کا حال یہ گورنمنٹ نے دیکھا تو مجبور ہو کر ان جزیرون مین پھر اپنی بستی بسانے کا ارادہ کیا
۱۸۵۸ء مین پھر یہان جنم قیدی آباد کرنے شروع کیے ۱۸۵۷ء کے غدر نے ایسے مجرمون کی تعداد
اور زیادہ کر دی۔ یہان پھر جینا بستے والون کو مشکل تھا عرب کے جغرافیہ دان اس جزیرے کا
حال یون لکھتے ہین کہ انڈمانی ایسے وحشی درندے ہین کہ انسان کو زندہ کھا جاتے ہین اونکا رنگ
سیاہ ہی۔ بال اونکے گھونگروالے ہین۔ اونکی آنکھون اور چہرہ سے وحشت ناکی برستی ہی۔ ننگے پھرتے
ہین کشتی پاس نہین رکھتے ہین۔ اگر یہ کشتیان اون پاس ہون تو ضرور جو کوئی اون پاس ہو کر
گذرتا اوسکو بھنبھوڑ کہاتے۔ اونکے چہرے کتونکے چہرون سے بہت مشابہت رکھتے ہین۔ غرض ان

مجرمون کی بستی ان وحشیون سے چارون طرف گہری ہوئی تہی - پانچ برس تک اس آبادی کے سخت دشمن رہے - جو کوئی دہوکے اور فریب سے اون پاس جاتا تو وہ اوسکو تیرون سے چہلنی بناتے - اگر جنگل مین بہولے سے جاتا تو اوسکو بہی اپنا طعمہ بناتے مگر برٹش افسرون نے ان وحشیون کو بہی اپنی عقل اور تدبیر کے زور سے اہلی بنایا اور اونکے گہر اپنی آبادی کے قریب بنوا دئے - اونکو غذا امداد دوا وہ دین جو اونکو کبہی میسر نہین ہوئی تہین - وہ بیماری کو خدا سمجہتے تہے جب ان انگریزی دواؤن نے اونکی بیماریونکو دور کیا تو وہ اونکو خدا کا خدا سمجہنے لگے -

یہانکی آبادی کو وبائی بخار ہمیشہ ویران کرتا تہا سنہ ۱۸۶۸ء مین فی ہزار ۱۰۱ آدمی مرگیے غرض انگریزی افسرونکو یہان دوہری مصیبت تہی ایک بیماری سے روز لڑائی - دوسرے مجرمونکی حفاظت - پہر اونکے واسطے خوراک اور اور اشیاء ضروریہ کا سمندر پار سے ہزارون میل کے فاصلے سے منگانا - لارڈ لارنس کا عہد ہنوز ختم نہین ہوا تہا کہ جنگل تمام کٹ کر صاف ہوگیے - اور وہان کہانے پینے کی چیزین پیدا ہونے لگین - گویا مجرمونکے لیئے زندگی بسر کرنیکا ایک نوری سامان ہوگیا سنہ ۱۸۷۰ء مین دس فی ہزار موت مجرمونمین تہی - جب یہ دقتین دفع ہوگئین تو اب انتظام کیطرف توجہ ہوئی - پہلے چند انگریز اور تہوڑی سی سپاہ یہان ایک بند جزیرہ مین آٹہہ ہزار سخت مجرمون کی نگاہبانی کرتی تہی - بہت سے اونمین ایسے تہے جو سرحد کی غضبناک قومون مین سے جنم قیدی تہے - وہ یہان بہی اپنی شرارت سے باز رہنا نہین چاہتے تہے - سنہ ۱۸۷۱ء مین لارڈ میو نے یہانکے تمام حالات کے باب مین تحقیقات کا حکم دیا - آخر کو یہ معلوم ہوا کہ کسی طرح سے یہان کا مونکا انضباط قواعد کے ساتہہ نہین ہے - قیدیون کو ایسے موقعے ملتے ہین کہ وہ شراب بہت جمع کر لیتے ہین اور اوسکو پیکر خود دیوانے بنتے ہین اور اور ونکو دیوانہ بناتے ہین جس قتل کا اوپر ذکر ہوا تہا وہ بہی اسی سبب سے ہوا تہا - اسلیئے گورنر جنرل نے یہان کے انتظام و بندوبست کو از سر نو کرنا چاہا -

لارڈ میو کا انتظام انڈمان -

(۱۳) لارڈ میو نے سوچا کہ اگر یہان فقط جنم قیدی بہیجے جائینگے تو بیس ہزار قیدی یہان آباد ہو جائینگے - اور حضور ممدوح نے یہہ چاہا کہ ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ جہان انگریزون کو حکومت اس

جزیرے کی سپردکیجاے اونکی جان اور مال کے لیے کوئی خطرہ نہ باقی رہے - دوسرے جو قیدی یہان آئین وہ جلاوطنی کی سزا مین سختی اوٹھائین مگر اونمین جو نیک رویہ اور خوش سلیقہ اور جفاکش ہون اون کو موقع دیا جاے کہ وہ اس جزیرہ کے باعث رونق ہون - سوم آمد و خرچ اس جزیرہ کے لیے صحیح اصول کے موافق تجویز کیا جاے - ایک مجموعہ قوانین اس جزیرہ کے واسطے مرتب ہوا اور اوسکی اصلاح خود لارڈ میو نے اپنی قلم سے فرمائی - ایک افسر جو سیف و قلم دونون کے کام خوب جانتے تھے اس مجموعہ قوانین کو ساتھہ لیکر ۱۸۷۱ع کے موسم بہار مین اس جزیرہ مین آئے -

اس جزیرے کا خرچ گورنمنٹ کے ذمہ پندرہ لاکھہ روپے سالانہ کا تھا - ہر قیدی کے واسطے چھتیس روپیہ مہینا خرچ کرنا پڑتا تھا بنگال کے جیلخانون مین خرچ ہر ایک قیدی کا پانچ روپیہ بارہ آنہ کے قریب ہوتا تھا - لارڈ میو نے اس جزیرے ہی سے اس خرچ کے نکالنے کی یہ تجویز کی کہ اوسمین چاول اور مٹر کی زراعت ہو - بھیڑین وہان پالی جائین - اور کفایت کے ساتھہ گوشت وہان بھیجا جاے - روئی اور سن کی کاشت ہو - جو جیلخانونمین کام قیدی کرتے ہین وہ وہان بھی کیا کرین - لکڑی کے درخت وہین پیدا ہوا کرین - یہان سے لکڑی نہ جایا کرے - پولیس کی جگہہ وہین کی سپاہ نوکر رکھی جاوے - دخانی جہازون کی آمد و رفت نہایت کفایت کے ساتھہ وہان کیجاے - ان سب کامون کے سبب سے بجٹ کا تخمینہ تین لاکھہ روپے سال کا کم کیا گیا -

یہ سب قوانین شملہ مین دو ہزار میل پر ان جزائر کے لیے بنائے گئے تھے - اسلیے لارڈ میو نے اونکو سپرنٹنڈنٹ کے ہاتھہ یہان بھیجدیا کہ اونکے تجربہ کے موافق بھی وہ اصلاح اور ترمیم کرے - اور اونھون نے اس سپرنٹنڈنٹ ہی کو گورنر اس جزیرے کا بنادیا - صاحب سپرنٹنڈنٹ کو یہ اختیارات ساتھہ لائے مگر اونکو اپنے کام مین بڑی دشواریان پیش آئین - مشکل کام تھا کہ مجرمون کو ایک ایسا مجمع انسانون کا بنانا کہ جو ضوابط اور قواعد کے پابند ہون اور قیدیون کی طرح محنت بھی کرین - اخلاق بھی اونکے درست ہون - غرض صاحب سپرنٹنڈنٹ نے جو رپورٹ بھیجی اوسمین سوا اور باتون کے یہ بھی درخواست گورنر جنرل سے کی کہ آپ یہان تشریف لائین اور یہانکا حال خود دیکھہ جائین جس سے

یہ معلوم ہو کہ آیندہ ہم نے کیا کیا ترقی کی ہے۔

(۱۴۲) جنوری ۱۸۷۲ء کو ارل میو نے دورہ موسم زمستان کا شروع کیا۔ اور کلکتہ سے منزل پیما ہوئے۔ اونکا عزم یہ تھا کہ اول برہما کو ملاحظہ فرمائین۔ پھر انڈمان کو دیکھین اور بعد اوسکے اڑیسہ کو۔ اسوقت اونکو معاملات قلات مین تشویش دامنگیر تھی۔ وہان سے سفر سیستان کی راہ سے واپس آتا تھا۔ یہ امر اونکی عادت مین داخل تھا کہ وہ دورہ مین ایسے مقامات مین چلے جاتے تھے کہ تین تین چار چار روز تک اون پاس تار نہ پہنچتا اور کاغذات کے صندوق سامنے نہ آتے تھے۔ اونہون نے فرمایا تھا کہ اگر قلات سے کوئی خبر اچھی نہ آئی تو مین انڈمان اور اوڑیسہ نجاونگا۔ برہما مین جب وہ پہنچے تو کلکتہ سے اون پاس خیر و عافیت کا تار آیا۔ اسلیئے اونہون نے انڈمان کا قصد کیا مولمین سے ۵۔ فروری کو وہ چلے۔ ۸ بجے آٹھوین فروری کو گلاسکو جہاز مین انڈمان مین ہوپ ٹون مین پہنچے۔ یہان جلد پہنچ جانے سے خوشی ہوئی۔ اور اونہون نے جہاز سے اوترکر سیر کرنی شروع کی۔ اونکی جان کی حفاظت کے واسطے سب طرح کا اسباب مہیا تھا۔ جب سے عبداللہ نے چیف جسٹس نورمن صاحب کو مارا تھا تو گورنر جنرل کی جان کی حفاظت کے لیئے زیادہ اہتمام ہونے لگا تھا۔ گو جناب ممدوح کی یہ رائے تھی کہ ایسی حفاظت کرنی محض عبث ہی کیونکہ جو دحشی ایسے کام کرتے ہین وہ ایسے آناً فاناً مین کرتے ہین کہ یہ سارے سامان یون ہی دہرے رہتے ہین۔ غرض جناب ممدوح نے سارے دن سب کارخانون کی خوب سیر کی۔ بندوق بند سپاہی آگے پیچھے اونکے تھے اور صاحب اونکے ساتھ ایک ہاتھ کے فاصلے پر رہتے تھے جب سیر سے فارغ ہوئے اور چراغون کا وقت آیا تو مشعلین اونکے آگے روشن ہوئین اور وہ جہاز پر سوار ہونے کے لیئے تشریف لیچلے کشتی پر قدم رکھنے کو تھے کہ پیچھے سے ایک آواز ایسی آئی جیسی کسی جنگلی جانور کے آنے کی ہوتی ہے کہ اتنے مین مشعلونکی روشنی مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک ہاتھ ہی اور چھری ہی اتنے مین کیا نظر آتا ہے کہ وسیرائے کی پیٹھہ پر ایک شخص درندے شیر کی طرح چڑھا ہوا ہے۔ اوسی لمحہ بارہ آدمی اس قاتل پر گر پڑے ایک افسر نے اوسکو کھینچکر جناب وایسرائے کی پیٹھہ پر سے ہٹایا۔ مشعلین بجھہ گئین۔ جناب وسیرائے پانی مین

دورہ ۱۸۷۲ء و موت لارڈ میو صاحب کی۔

گر پڑے اور اوسمین بالون کو جو ابرو پر آگئے تہے ہاتھ سے اوٹھاتے ہوئے نظر آئے - پرایوٹ سکرٹری
برن صاحب اونکو پانی سے نکالکر کنارے پر لائے - اسمین زبان مبارک سے اونہون نے ارشاد فرمایا
کہ برن اونہون نے مجھے ضرب لگائی - پھر ایک زور کی آواز سے اونہون نے ارشاد کیا کہ مین خیال کرتا ہون
کہ مجھے زیادہ ضرب نہین پہنچی ہے سب طرح سے اچھا ہون - اسکے بعد دیکھا کہ کوٹ مین سے خون جاری ہو گیا
دوستون نے کوٹ کو پھاڑا اور اوسکے ٹکڑون سے زخم کو پوچھا مگر لہو نہ تہما - اپنے رومالون سے اون کے
خون آلودہ پانْون کو صاف کیا - آخر لفظ اونکے منہ سے یہی نکلا کہ میرے سر کو اوٹھاؤ بعد اسکے وہ کچھہ
نبولے اور اس دنیا سے عالم جاودانی کو رحلت فرما ہوئے - اوسوقت کا حال نپوچھو کہ کیا تھا سب ارکان
اونکے ہمراہی سکتے کے عالم مین تہے - ایک ایسی خاموشی چہا رہی تہی کہ اوسکی کیفیت بیان نہین ہو سکتی
ارا کین گورنمنٹ انڈیا نے باہم مجتمع ہو کر نئے ویسرائے کے مقرر کرنیکے لیے مشورہ کیا - قاتل کی
بہی تحقیقات شروع ہوئی - جناب مرحوم کی لاش کفن کے اندر جہاز مین رکہی گئی - قاتل سے پوچھا گیا
کہ یہ کام تو نے کیون کیا اوسنے کہا کہ خدا کے حکم سے یہ کام کیا - اوس سے سوال کیا گیا کہ کوئی تیرے
ساتھہ اس کام مین شریک تہا اوسنے جواب دیا کہ کوئی آدمی میرے ساتھہ اس کام مین شریک نتہا مگر خدا
شریک تہا - قاتل نے اقرار کیا شہادت لیگئی - غرض حسب ضابطہ جیسے اور قاتلونکی مثل مرتب ہوتی ہے
وہ مرتب ہوئی - ہائی کورٹ کلکتہ کا حکم پہانسی کا ہوا جہان اوسنے قتل کیا تہا - ۲۰ - فروری کو
پہانسی دیا گیا -

قاتل کا نام شیر علی تہا - وہ کوہستانی سرحد شمال مغربی کا رہنے والا تہا - پہلے سرکاری پولیس
کے سوارون مین وہ نوکر تہا - پشاور مین اوسنے انگریزی عملداری مین ایک دشمن کو مار ڈالا اسلیئے
اوسکے واسطے اول پہانسی تجویز ہوئی تہی مگر شہادت مشاہدہ قتل کی نتہی اسلیئے وہ دائم الحبس ہو کر
انڈمان مین بہیجا گیا جسوقت اس قتل کی نسبت اوس سے پوچھا گیا تو اوسنے یہ کہا کہ مین نے خود
قتل نہین کیا تہا مگر قتل کی سازش مین شریک تہا جو اوسکے نزدیک کوئی جرم اور گناہ نتہا - سنہ ۱۸۶۷ع
مین وہ جلا وطن ہوا تہا - اوسوقت سے اوسکا ارادہ تہا کہ مین کسی بڑے عالیجاہ انگریز کو قتل کرون

تین برس تک وہ اسی شکار کے انتظار مین رہا - ۸- فروری کو جب اوسکے کانون مین گورنر جنرل کے
آمد کی سلامی کی آواز آئی تو اوسنے اپنی چہری تیز کی اوسکا ارادہ دونون ویسرائے اور سپرنٹنڈنٹ
کے مارنیکا تہا - غرض شام کو وہ اپنے کام مین کامیاب ہوا - وہ بڑا زورآور تہا باوجودیکہ بہاری بہاری
بیڑیان اوسکے پیرون پڑی ہوئی تہین مگر بیر سے ایک ڈہیلے کو توڑ ڈالا اور پہرہ کے سنتری کو اپنے روز
سے گرا دیا اور سنگین اوسکی اپنے ہتکڑیدار ہاتہون سے چہین لی - اس قاتل کو بہی لارڈ میو کے کہنے کی طرف
سے پیغام گیا کہ خدا تم کو معاف کرے جیساکہ ہم تمکو معاف کرتے ہین -

جسوقت یہ خبر قیامت اثر ہندوستان مین پہیلی ہے تو ایک حشر برپا ہوگیا شاید ہندوستان مین کسیکا
غم اور الم ایسا ہوا ہوگا جیساکہ لارڈ میو کا ہوا - کوئی بڑا شہر ہندوستان کا خالی نہتا جہان اونکے واسطے
مجلس عزاانہ منعقد ہوئی ہو اور اونکی یادگار کے واسطے اہتمام نہ کیا گیا ہو - اخبارون کے ہزارون صفحے
اونکے نوحون سے سیاہ ہوئے - شاید کوئی زبان ہندوستان مین ایسی باقی رہی ہوگی کہ جسمین اون کی
وفات کا مرثیہ نہ لکہا گیا ہو - کوئی جرم اس سے بڑہکر نہین ہوتا کہ بادشاہ کی ذات خاص پر یا اوس کے
قائم مقام کی نسبت کیا جاے - سب سے زیادہ نمکحرامی اوسمین پائی جاتی ہی اسلیئے ہر خیرخواہ اوسکی نسبت
اپنی نفرت قلبی اوس سے ظاہر کرتا ہی - خدا سے ایسی دعا مانگی جاتی تہی کہ اس رنج مین صبر دے - غرض کوئی
عام آفت ایسی نہین آئی تہی کہ جسمین اسقدر رنج اور افسوس کا اظہار ہوا ہو جیساکہ اس قتل پر ہوا
جسوقت یہ اندوہناک خبر اس ملک مین پہنچی تہی - ابتدا لوگونکو اوسکی صحت پر یقین نہوتا تہا بلکہ
نہایت ہیبتناک معلوم ہوتی تہی - اور سب لوگ حواس باختہ ہوکے چارون طرف پہرتے تہے اور جب
اس خبر وحشت اثر کی تصدیق ہوگئی تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا ہر ایک شخص کا ایک دلی دوست بلکہ ایک
قریب اور عزیز جاتا رہا - ہندو مسلمان دونون کو برابر رنج تہا - غرض سارے ہندوستان مین ایسی
رنج والم کی گہٹا چہائی کہ کبہی نہ چہائی تہی - لیڈی میو کے ساتہہ ہمدردی اور قیدی کی اس حرکت پر
نفرت سبہی ظاہر کی - اس ہمدردی کا اثر لیڈی میو کے دل پر اس اندوہ اور رنج کے زمانہ مین نہایت
تسکین اور تسلی بخش تہا جب ہندوستان مین یہ رنج وغم ہر شخص کو تہا ایسا ہی انگلستان مین ہوا - زمانے

ارل میو کے اوصاف

جسوقت اس واقعہ جانکاہ کا حال سنا تو نہایت تاسف سے کہا کہ ہائے میرا ایک دوست جاتا رہا۔

(۳۴۳) اگر جناب ممدوح کے اوصاف کو اون اصول کے موافق جانچیے جو انگلستان زا کارکنان سلطنت ہند کے واسطے تجویز ہو چکے ہین تو ارل میو اون وبسرایون سے جو پہلے ہو گیے ہین اسبات مین کم نتہے کہ وہ اپنے کام کے سرانجام دینے مین سعی بلیغ کرتے تہے۔ اونکو اپنے تمام ملکی کارروائی مین سلطنت کے مطالب کا دل سے خیال رہتا تہا اور جب اونکو کسی طریقہ کارروائی کی خوبی کی نسبت اعتقاد کلی ہو جاتا تو وہ دلی مستعدی کے ساتہہ اوسکی پیروی کرتے تہے۔ اپنی کونسل کے کارپردازونکے لیے ہمیشہ نیک اندیش رہتے تہے اور اون سے بتواضع اور اخلاق پیش آتے تہے یہ اوصاف کچہہ ادنی درجہ کے حکام کی صفتین نہین بلکہ اونکے باعث سے جناب مرحوم بڑا استحقاق اسکا رکہتے ہین کہ ہم لوگ انکی تعریف اور توصیف اور قدر و منزلت کرین۔ اونکی بڑی توجہ دلی اس طرف تہی کہ جناب ملکہ معظمہ کی رعایا کے تمام فرقونکے درمیان زیادہ تر دلی ربط و اتحاد کا پیدا ہونا اوس ملکی اور اخلاقی ترقی کے واسطے نہایت ضرور ہے جو ان شخصونکا مقصود ہے جو ہندوستان کی بہبودی کے دل سے خواہان ہین اور اس قسم کے ربط و ضبط کو ہمارے باہمی فائدونکا ذریعہ سمجہتے تہے۔ اونکے دوستون کے نام خط موجود ہین جنمین اونہون نے یہ لکہا ہے کہ کڑورون روپیہ فتح کرنیوالون کی قوم مین صرف ہو گیا جو یہان کے دولتمند کرنے مین خرچ ہونا چاہیے تہا۔ اگرچہ ہم نے بہت کچہہ کیا ہے مگر اوس سے زیادہ تر کرنا باقی ہے۔ ہمکو ہر بات مین یہانکے باشندونپر خیال کرنا چاہیے۔ ہندوستان کی رعایا کی بہبودی اور آسودگی ہمارا سب سے زیادہ مطلب اہم ہونا چاہیے۔ اگر ہم اونکی بہلائی کے واسطے یہان نہ آئے ہون تو بہتر ہے کہ یہان ہم بالکل نہون۔ اور وہ اپنی رایون کو بہی عمل مین لاتے تہے یعنی وہ اس ملک کے امرا کی تواضع قبول ہی کرتے تہے اور پہر خود بہی اونکی تواضع کیا کرتے تہے۔ ہندوستانی افسرونکے ساتہہ اوسی عزت کے ساتہہ پیش آتے تہے جیسے کہ وہ اوسی رتبہ کے انگریز افسرون کے ساتہہ پیش آتے تہے۔ ہندوستانی سوداگرون کے ساتہہ وہی خوش اخلاقی برتتے جیسی کہ لندن کے سوداگرون کے ساتہہ برتتے۔ وہ ملکی خراج کو بڑہا کر افزایش آمدنی نہین چاہتے تہے بلکہ خرچ کو کفایت سے کرتے تہے۔ ہمنے اونکے کامونکی خوبیونکو تفصیل اوپر بیان کردیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے

کہ جو معاملات اونہون نے ہندوستان کی سرحد پر اور سلطنتہاے خارجیہ ہندوستان سے کیئے وہ اونکی صداقت عدالت پر مبنی تہے۔ کوئی امر دہوکا اور سازش اور فریب وریا کا اوسمین نہ تہا۔ ملک کے انتظام اندرونی مین اپنے دستور العمل کی چار شاخین اونہون نے مقرر کین تہین۔ اول پبلک ورکس کے کارخانون مین کفایت کے ساتہہ روپیہ خرچ کرکے اوسکے بچت اور ترقی ملک کے کام کیئے جائین۔ دوم قدرتی آفتون سے اس ملک کے بچانے کی تدابیر کیجائین۔ اس گرم ملک مین بڑی آفت کمی بارش لاتی ہے۔ سو جسقدر پانی ہندوستان مین موجود تہا اوسکے واسطے ایسی تجویزین کی گئین کہ وہ خشک سالی مین کاشتکاری مین کام آئے۔ سوم تعلیم عوام کی طرف توجہ فرمائی۔ اساس تعلیم کو نہایت مستحکم کیا۔ چہارم اونہون نے یہ خیال کیا کہ ہمارے اغلاط کا بڑا سبب ہمیشہ ہماری لاعلمی ہوتی ہے اسلیئے اونہون نے ایسا انتظام کیا کہ ہر ایک ضلع کے حالات اصلی تمام سلطنت مین معلوم ہوجائین اور وہ سب تحقیق ہوکر تحریر مین آیا کرین جس سے حکام اور عوام سب مستفید اور مستفیض ہون۔ سوا اسکے اور اونکی مختلف تدابیر انتظام اندرونی مین تہین ہم فقط نمونے کے طور پر خزانہ عامرہ کی نسبت اونکے عمل کی ہدایتون کو بتلاتے ہین۔ اونہون نے اپنا ارادہ مصمم کرلیا تہا کہ کبہی ایک روپیہ بہی بیفائدہ کسی گورنمنٹ کی کسی قسم مین نہ صرف ہو۔ جب اونکو یہ معلوم ہوا کہ پروانشیل گورنر ایک ہی کام کے واسطے اور ایک ہی نتیجہ پیدا کرنے کے لیئے مختلف قسمین روپیے کی طلب کرتے ہین تو اونہون نے اونسے اونکے وجوہ دریافت کرنے شروع کیئے۔ اور اکثر فضول خرچونکو اونہون نے مسترد کردیا۔ مثلاً ۱۸۸۱ء مین مختلف گورنمنٹون نے نمایش گاہون کے واسطے مختلف قسمین روپیون کی طلب کین۔ ایک گورنمنٹ نے کلکتہ سے دوچند اور مدراس سے چوچند روپیہ اس کام کے واسطے مانگا تو اونہون نے یہ استفسار فرمایا کہ کیا تم بنگال سے دوچند اور مدراس سے چوچند چیزین دکہاوگے مین خیال کرتا ہون کہ ان نمایش گاہونکے واسطے اسباب کا خرید کرنا محض بیہودہ حرکت ہے۔ اپنا بوڈی گارڈ کو موقوف کرکے اونہون نے اور گورنرون کو بہی تخفیف مصارف ذاتی کے لیئے نمونہ دکہادیا۔ عالیجناب شاہزادہ ڈیوک اڈنبرا۔ کلکتہ مین آئے تو اونکی مہمانداری کا خرچ سب اپنے ذمہ لیا اور اونکے دربارون کے واسطے ایک لاکہہ روپے کا خرچ تجویز کیا اور یہ کہدیا کہ یہ کفایت ایسے خرچونکی نہین خود

اختیار کرتا ہون جو میرے بعد کوئی گورنر جنرل آئیگا اوسے اختیار ہوگا کہ وہ اوسکو بدل دے ۔ مہمان نوازی اونکی جبلی عادت تھی ۔ ادنی اعلی سب اونکے ہان مہمان رہتے ۔ وہ ان مہمانون کے دو چار یا تین مہمان نوازی کی کرتے ۔ پھر مہمان سے جس سررشتہ کا ہوتا اوسی سررشتہ کی باتون کا ذکر چھیڑ دیتے ۔ اور مغز سخن نکال لیتے ۔ اپنے ماتحتون کی خدمات مستحسنہ کی ستایش اور تعریف کرتے اور اونکو صلہ دیتے یہ اونکے اخلاق کا نتیجہ تھا کہ اونکی وفات کا رنج والم یہان اور ولایت مین ایسا ہوا کہ کسی کا پہلے کبھی نہوا تھا ۔ اونکے نزدیک گورنمنٹ کے معنی یہی تھے کہ خدمات بزرگ پر وے بیدار مغز مقرر کرنے چاہئین جو اوسکے واسطے سب طرح سے لائق ہون ۔ آج اس نام نامی کی بہت سی یادگارین ہندوستان مین یاد دلا رہی ہین ۔ اونکا جنازہ ولایت گیا اور وہین اونکا مدفن بنا جو اونہون نے آتے وقت اپنے لیے تجویز کیا تھا ۔ جسوقت یہ جنازہ مدفن پر پہنچا اور جسم مبارک قبر مین رکھا گیا ہی تو آہ و نالہ کا ایک شور و فغان برپا تھا ۔

باب دوازدہم

لارڈ نارتھ برک کا عہد سلطنت

سنہ ۱۸۷۲ء

(۱) جسوقت لارڈ میو کا حادثہ ہوش ربا واقع ہوا تو ایک جہاز وہان سے مدراس کو روانہ ہوا کہ جہین رائٹ آنریبل فرنسس لارڈ نیپیر گورنر مدراس کلکتہ مین جا کر گورنر جنرل اور ویسرائے کا کام کرین ۔ جناب ممدوح سنہ ۱۸۶۶ء سے سنہ ۱۸۷۲ء تک گورنر مدراس رہے تھے ۔ اب وہ گورنر جنرل اور ویسرائے ہند چند روز کے واسطے مقرر ہوئے ۔ وہ اسکاٹلینڈ کے پرانے شریف خاندان مین سے تھے آداب حکمرانی اور رموز سلطنت سے خوب ماہر تھے ۔ بہت ہی تھوڑے دنون اس منصب عالی پر وہ سرفراز رہے ۔ کہ آنریبل ٹامس بیرنگ بیرن نارتھ برک آف سٹریٹن واقع ضلع سوتھمٹن دیرونٹ سلطنت برطانیہ عہدہ ویسرائے و گورنر جنرل ہندوستان کے فروری ہی کے مہینے مین مقرر ہو گیے ۔ وہ انگلستان مین عہدہ ہائے بزرگ پر ممتاز رہے تھے سر چارلس ووڈ

وزیر ہند کے بہی پراویٹ سکرٹری تہے اور انڈر سکرٹری جہان ۱۸۵۹ء سے جنوری ۱۸۶۱ء تک رہے تہے۔
گویا یہ اونکے مشرقی ملک کے تعلق کی ابتدا تہی۔ پہر سکرٹری آف وار دسمبر ۱۸۶۵ء تک رہے۔
جسوقت وہ یہان تشریف لائے تو اونکی عمر چہیالیس برس کی تہی۔ گو وہ خود کونسل کے پریزیڈنٹ
ہوکر کبہی نہین بیٹہے تہے۔ مگر ہندوستان کی وزارت کے انڈر سکرٹری رہنے کی حالت مین اونکو بڑا تجربہ
ہندوستان کے معاملات کے اندر حاصل ہوگیا تہا۔ اور اونکو اس ملک کے معاملات کا شوق ایسا لگ گیا تہا
کہ وہ روز بروز بڑہتا ہی گیا جب وہ کلکتہ مین تشریف لائے تو اونہون نے یہان کے حالات پر علم حاصل
کرنے مین نہایت دلی مستعدی کے ساتہہ کوشش کی اور آخر کو وہ ایسے گورنر جنرل ہوئے کہ ہندوستان کی
تاریخ مین اونکا نام نامی نیکنامی کے ساتہہ لکہا جاتا ہی۔ اونہون نے رعایا کے ساتہہ وہ نیک سلوک کیے
کہ حقیقت مین وہ برٹش گورنمنٹ کے ساتہہ گرویدہ ہوگئے۔ اسوقت ہندوستان مین گورنر جنرل
وہ ہونا چاہیے کہ جو بڑا مدبر اور منتظم ہو کیونکہ روسی ہندوستان کی سرحد کی طرف قدم بڑہاتے چلے آتے
ہین۔ اسوقت روسیون نے مشرقی ترکستان سے تجارت کے باب مین عہد پیمان کیے تہے جسکا بیان
آگے ہوتا ہے۔

(۲) حضور وایسرائے نے دورہ زمستان مین شروع کیا۔ اور آگرہ مین ۱۴۔ نومبر کو رونق افروز
ہوئے۔ اور ۱۵ کو ایک دربار خاص منعقد ہوا۔ اوسمین خاص راجہ و مہاراجہ باریاب ملازمت ہوئے۔
۱۷۔ کو باز دید راجون کی فرمائی۔ ۱۸۔ کو دربار بڑی دہوم دہام سے اور شان و شوکت سے منعقد
فرمایا۔ جسمین ہر قوم اور مذہب کے آدمی اور اعلی درجہ کے سرکاری ملازم بہی شامل ہوئے۔ پہر سہ پہر کو
سپاہ کو ملاحظہ فرمایا۔ ۱۹۔ نومبر کو جلسہ دعوت نہایت پر تکلف جناب گورنر جنرل کی طرف سے منعقد ہوا۔
۲۰۔ نومبر کو میونسپل کے کمشنرون کی طرف سے تاج گنج مین بڑی دہوم دہام سے روشنی ہوئی۔ اس
روشنی نے روضہ کے گنبد کو کرہ ماہتاب بنادیا۔ آتشبازی بہی چہوڑی گئی اور دریا مین ہزارون
چراغ روشن ہوئے۔ ۲۱۔ کو مٹکاف ہال مین ایک بڑا بہاری دعوت کا جلسہ ہوا جسمین آگرہ کے تمام
انگریز اور لیڈیان شریک ہوئین۔ ان سب کی دعوت حضور وایسرائے کی جانب سے ہوئی ۲۲۔ نومبر

۱۸۶۹ء

حضور لفٹننٹ گورنر بہادر اور جناب لیڈی میور صاحبہ کی جانب سے سکندرہ مین دعوت کا جلسہ ہوا-۲۴-کو کونسل کا اجلاس ہوا-اور اوسی روز آگرہ کی میونسپل کی اڈریس پیش ہوئی جسکا جواب ہم قحط بنگال کے بیان مین لکہینگے-۲۵-کو فتحپور سیکری تشریف لیگیے-۲۶-کو بھرتپور-۲۷-نوامبر کو متھرا-اور ۲۹-کو ہاتھرس مین رونق افروز ہوئے-

(۳) ۹-دسمبر روز سہ شنبہ کو حضور ویسرائے بہادر میور سنٹرل کالج الہ آباد کی بنیاد کا پتھر رکہنے کے واسطے تشریف لیگیے جب حضور ممدوح اس موقع پر رونق افروز ہوئے تو ٹہیک چار بجے تہے اس جلسہ کی سیر کے واسطے بہت سے تماشائی بہی جمع ہوئے تہے چنانچہ اونکی آسایش کے واسطے نہایت عمدہ انتظام کیا گیا تہا اور اون لوگون کی یہ خوش نصیبی تہی کہ اس پتہر کے رکہے جانے سے پیشتر اور چند بنیادین مدرسہ کے متعلق ایسی قائم ہوچکی تہین کہ اون وسیع بنیادونکے باعث سے ایک نہایت عمدہ چبوترہ سا بن گیا تہا جسپر سیکڑون آدمی بیٹہہ گیے اور اوسکے وسط مین ایک بہت بڑا شامیانہ استادہ کیا گیا تہا اور بجاے فرش کے ایک سرخ کپڑا بچہا یا گیا اور اوسپر بہت سی کرسیان تہین مگر باینہمہ کثرت جسقدر جنٹلمین اور لیڈیان وہان جمع ہوئین تہین اون سب کے واسطے یہ کرسیان کافی نہو ئین رجمنٹ نمبر ۱۹ اکہری صف باندہے ہوے چبوترے کے گرد کہڑی تہی اور پلٹن بنگال کیولری نمبر ۱۸ اور توپخانہ کالج کے احاطہ مین خاص مدرسہ اور ایلفرڈ پارک کے درمیان جابجا متعین تہا-

قریب ساڑہے تین بجے کے تمام تماشائی جمع ہوگیے اور ایک اسسٹنٹ مجسٹریٹ کی سعی وکوشش سے وہ سب ایسے موقعون پر بٹہا دیئے گیے جہان سے وہ اس رسم کو بخوبی دیکہہ سکتے اور تقریرون کو سُن سکتے تہے اس قسم کے تمام جلسونمین صرف تماشائیونکا بہی علیحدہ ایک تماشا ہو جاتا ہی اور خصوصًا جبکہ ہندوستان کے کسی شہر مین تمام باشندے اون سپاہیونکی قواعد دیکہنے کے واسطے جو اپنی وردی سے آراستہ ہوتے ہین جمع ہو جاتے ہین تو پہر ایک عجیب رونق معلوم ہوتی ہی ایسے موقعہ پر ایسی زرق برق کے ساتہہ پوشاکین پہنتے ہین جنکو ہمارے بہادر سپاہی اپنی سچی بہادری کی شرم سے الماری سے باہر نہین نکالتے اور وہ اسقدر چمکتے دمکتے ہین جسکو دیکہکر حیرت ہوتی ہی پس جبکہ الہ آباد کے دو تہائی باشندے اسطرح جیسا کہ ہم نے

بیان کیا عمدہ عمدہ پوشاکین پہنکر آئے اور بہت سی لیڈیان بہی جو آرایش اور زیبایش مین کبہی کسی سے نہین ہارتین جمع ہوئین تو یہ بات آسانی سے خیال مین آسکتی ہی کہ جو جلسہ چار بجے کے حضور وایسرائے بہادر کی تعظیم و تکریم کے واسطے جمع ہوا تہا وہ درحقیقت اوس مکان کے جو آیندہ تیار ہونے والا ہی اور جو جلیل القدر شخص اوس دن وہان مہمان تہا اوسکی شان کے کیسا مناسب تہا وقت معینہ سے پہلے چند سوار ایلفرڈ پارک کے احاطہ مین نظر آئے اور اکثر لوگون نے خیال کیا کہ اسوقت ایوان گورنری کی گہوڑیان شاید الہ آباد کی اور گہوڑیونکی بہ نسبت زیادہ تیز چلتی ہین مگر معلوم ہوا کہ اوس گاڑی مین حضور وایسرائے بہادر کی پارٹی کی لیڈیان یعنی لیڈی میور صاحبہ اور مس ہیرنگ صاحبہ اور مسس میور صاحبہ تشریف لاتی ہین ہم اس موقع پر اون ناموںکو بیان کرنا نہین چاہتے کیونکہ اگر ہم ایک مرتبہ اونکا بیان کرنا شروع کردین تو جبتک کہ اضلاع شمال و مغرب کی دار السلطنت کی کامل ڈائرکٹری تیار نہو جاویگی اوسوقت تک اپنے قلم کو روکنا ممکن نہوگا حضور وایسرائے بہادر کی سواری ٹہیک چار بجے نظر آئی اور اول توپ سلامی کی سر ہوئی اور قرمی جہنڈا دکہایا گیا اور بہت سے آدمی عمدہ عمدہ پوشاک پہنے ہوئے حضور ممدوح کے استقبال کے واسطے ٹہیر ہیونپر جمع ہوئے چونکہ اس بیان سے ہماری یہ مراد ہی کہ جو شخص اس جلسہ مین موجود نتہے اونکو اوس کی صحیح صحیح کیفیت معلوم ہوجاوے اسوجہ سے اس امر کا بیان بہی فرو گذاشت نہین کرنا چاہیئے کہ حضور لارڈ نارتہبرک صاحب بہادر اور حضور سر ولیم میور صاحب بہادر نہایت سادہ لباس پہنے ہوئے تہے صرف ستارہ ہند زیب تن تہا جسکے دیکہنے سے اون ہندوستانی راجاؤن کو جو نہایت زرق برق کے ساتھ پوشاکین پہنے ہوئے بیٹہے تہے اسبات کا خیال ہوا ہوگا کہ ہم ہندوستان مین اپنی گورنمنٹ کے اقبال کے قائم رکہنے کے واسطے ظاہری تزک و شان پر بہروسہ نہین کرتے حضور وایسرائے بہادر اوس مقام سے جہان بنیاد کا پتہر رکہا گیا تہا تہوڑے فاصلہ سے مقابل کی کرسی پر رونق افروز ہوئے اور سر ولیم میور صاحب بہادر حضور ممدوح کی جانب راست اور سر رابرٹ اسٹوارٹ صاحب چیف جسٹس جانب چپ رونق افروز ہوئے بعد اسکے کالج کے عہدہ دار اور اور شخص حضور وایسرائے بہادر کی خدمت مین پیش کیے گئے اور چونکہ ہم بالفعل اس جلسہ کی عام کیفیت کو بیان کرنا چاہتے ہین اسوجہ سے ہم اون شخصونکی

کوئی مفصل فہرست درج نہین کرتے جو حضور ویسرائے بہادر کی خدمت مین پیش کیے گئے تہے جسوقت سب لوگ پیش ہو چکے تو ازیبل سی اے ٹرنر صاحب بہادر جج عدالت ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی نے حضور ممدوح کے روبرو کہڑے ہوکر ایڈریس مندرجہ ذیل پڑہنی شروع کی۔

ایڈریس

جناب معلی القاب

اس موقع پر کہ ہم سب ایسے مدرسہ کے قائم کرنے کی تقریب سے جمع ہوئے ہین جس سے ممالک مغربی و شمالی کے مدارس موجودہ کی تکمیل مقصود ہی اختصار کے ساتھہ بیان کرنا اوس کارروائی کا جو سرکار کی جانب سے بتدریج تعلیم عامہ خلائق کے واسطے عمل مین آئی بیمحل نہوگا۔ یہ کام جو ہمارے فرمانروایان و منتظمین کے نہایت شایان ہی (کیسے فرمانروا جنہون نے اس ملک کے باشندون کا تربیت کرنا اس غرض سے تدبیر مملکت کا جزو اعظم قرار دیا ہی کہ وہ انتظام ملک مین معین ہون اور ہر قسم کے سرکاری عہدے اپنی لیاقت کے موافق پائین) پچہلی صدی ہی کے آخر مین شروع ہو گیا تہا اکتوبر ۱۷۹۱ء مین مسٹر جانتہن ڈنکن صاحب نے سنسکرت کا مدرسہ بمقام بنارس جناب مستطاب لارڈ کارنوالس کی عنایت سے قائم کیا اور اس مدرسہ سے غرض خاص یہ تہی کہ تحصیل سنسکرت کا شوق زیادہ ہو تاکہ دہرم شاستر کی مستند کتابین فراہم کیجاین اور ضائع نہون اور اعانت عدالت کے واسطے اس ملک کے پنڈت تربیت پاوین چنانچہ جناب مستطاب طامسن صاحب مرحوم کے عہد مین اس مدرسہ کے منشاء تقرر کو وسعت دیگئی اور ایک ایسا شعبہ علیحدہ قائم کیا گیا جسمین زبان انگریزی کے علم ادب کے ساتھہ تحصیل سنسکرت کے علوم قدیمہ کی شامل کردیگئی۔ بنارس کے کالج کو جو ان ممالک مین سنسکرت کے اعلی مدرسہ ہونیکی خصوصیت حاصل تہی وہ ابتک قائم ہی اور بالفعل وہان وہ چیزین بہی پڑہائی جاتی ہین جنکا درس اور سرکاری کالجون مین ہوتا ہی سنہ ۱۸۲۴ء مین بمقام آگرہ ایسا مدرسہ قائم کرنے سے جسمین ہر مذہب اور فرقہ کے آدمی انگریزی اور مشرقی زبانون مین عمدہ تربیت ہر قسم کی پاسکین گویا سرکار نے یہ امر زیادہ صراحت کے ساتھہ تسلیم کیا کہ بادشاہ وقت پر عامہ خلائق کی تربیت کا انتظام کرنا فرض ہی اسی منشاء سے سنہ ۱۸۲۵ء مین بمقام دہلی جو ہند مغربی و شمالی کے

حصہ مین علوم اسلامی کا مرکز ہی اور اوس زمانہ مین اس گورنمنٹ کے تابع تہا ایک کالج قایم کیا گیا
اس کالج سے غرض یہ تہی کہ جو مکاتب اوسوقت مین موجود تہے اونکی ترقی ظہور مین آوے اور تصنیفات
اہل فرنگ کی مشرقی زبانون مین ترجمہ ہونے کی ترغیب ہو تاکہ علوم بخوبی شایع ہوجاوین - بریلی کالج
۱۸۳۷ء مین جاری ہوا اور اوسکا انتظام ابتدا سے اصول وسیعہ پر ہی - اگرچہ یہ مکاتب ان مدارس مین
سب داخل ہو سکتے تہے مگر ظاہر ہی کہ وہ شہرون کے ادنی درجہ کے آدمیون کے خصوصاً دیہات کے لوگون
کے واسطے کافی نتہے اور یہ فخر جناب طامسن صاحب ہی کو جو اوس زمانہ مین ان ممالک کے لفٹننٹ گورنر تہے
حاصل ہی کہ اونہون نے اپنے عہد حکومت دہ سالہ مین یعنی ۱۸۴۳ء سے ۱۸۵۳ء تک ایسا طریقہ قومی
تربیت کا جاری کیا جسکے ذریعہ سے مبادی علوم کی تحصیل مین سبکو آسانی ہوگئی اور نواب ممدوح نے
بمنظوری بورڈ آف ڈائرکٹرز کے آٹھہ ضلع کے پرگنہ مین امتحاناً دیسی زبان کے چھوٹے مدرسے قایم کیے جو
اب تحصیلی اسکول کہلاتے ہین اور اونہین سے ابتدا حال کے دیہاتی اسکولون کی ہی جنکا صرف زمین کے
بعض ابواب سے چلتا ہی - جو اصول جناب طامسن صاحب نے اختیار کیے اونکی تائید سر چارلس ووڈ صاحب
نے جو بالفعل لارڈ ہیلی فیکس کے خطاب سے ملقب ہین اپنے مراسلہ ۱۸۵۴ء مین کہ وہ قابل یادگار ہی فرمائی اور
بعدہ لارڈ اسٹانلی نے بہی جو اب ارل آف ڈربی ہین ۱۸۵۹ء کے مراسلہ مین اوس تجویز کو پسند کیا اور جو
طریقہ جناب طامسن صاحب نے تجویز کیا تہا اوسپر وہ قواعد مستقر کیے گئے جو امداد سرکاری کے نام سے
معروف ہین - جو ہدایتین کہ بذریعہ مراسلات مذکورہ بالا ہوئی تہین انکی تعمیل باہتمام مسٹر ہنری اسٹوارٹ ریڈ
صاحب و مسٹر ٹیتھو کمپسن صاحب کے ان اضلاع مین ایسی سرگرمی کے ساتہہ ہوئی ہی کہ اب ہر ضلع مین
ایک ایسا اسکول موجود ہی جہان انگریزی اور دیسی زبانون مین تعلیم ہوتی ہی - اور ان ممالک کے اضلاع مین
چار ہزار سے زیادہ دیسی زبان کے سرکاری مدرسے ہین اور وہ اسطرح تقسیم کیے گئے ہین کہ ہر ضلع مین
اونکی تعداد قریب قریب ہی اس امر کے ظاہر ہونیکے واسطے کہ سرکاری کوشش سے کیا کیا نتیجے پیدا ہوے
ہین اور خلایق کے شوق کو ان ذریعون سے مستفید ہونے مین جو اونکی تربیت کے واسطے تجویز کیے گئے
ہین کیسی ترقی ہوئی یہ ضرور ہی کہ حضور مراتب مندرجہ ذیل پر لحاظ فرماوین ۱۸۵۵ء و ۱۸۶۱ء مین ممالک مغر

مین تین گورنمنٹ کالج اور ۲۲۰ دیسی زبان کے سرکاری اسکول تھے اور ایک اسکول غیر سرکاری تھا جسکی
اعانت گورنمنٹ سے ہوتی تھی کہ اس حساب سے کل چھتر مدارس تھے جنکا صرف کلاً یا جزاً گورنمنٹ سے
متعلق تھا اور جنمین پانچہزار آٹھہ طلبہ تعلیم پاتے تھے ۱۸۶۱ء و ۱۸۶۲ء مین تین گورنمنٹ کالج اور تین
سرکاری ضلع اسکول اور دوہزار آٹھہ سو چھتر دیسی زبان کے سرکاری مدرسے اور تین گورنمنٹ نارمل اسکول
واسطے تعلیم مدرسان دیسی مکاتب کے جاری تھے اور نو اسکول غیر سرکاری تھے جنکی گورنمنٹ سے اعانت
ہوتی ہی یعنی کل دو ہزار آٹھہ سو ترانوے مدرسے تھے اور طلبہ کی تعداد پچانوے ہزار پانسو ننانوے تھی
۱۸۷۲ء و ۱۸۷۳ء مین چار گورنمنٹ کالج اور ۲۷ سرکاری ضلع اسکول اور چار ہزار تین سو چوبیس
دیسی زبان کے سرکاری مدرسے اور ۷ گورنمنٹ نارمل اسکول جاری تھے اور تین سو چھہتر اسکول
غیر سرکاری باعانت گورنمنٹ قائم تھے یعنی کل چار ہزار سات سو چھتیس مدارس تھے اور طلبہ کی تعداد
ایک لاکھہ اسی ہزار تین سو چھبیس تھی گورنمنٹ مغربی کا صرف تعلیم رعایا کی بابت بارہ لاکھہ روپیہ سالانہ ہی
منجملہ اوسکے ایک ثلث سے زیادہ اون مدرسون کی اعانت مین صرف ہوتا ہی جو سرکاری نہین ہین مگر
سرکار کی مدد سے جاری ہین ہمکو امید ہی کہ حضور کو اس حساب سے اطمینان اس امر کا حاصل ہوگا کہ نہ صرف
جناب وزیر اعظم کی ہدایتونکی تعمیل ارادت مندی کے ساتھہ ہوئی ہی بلکہ ملکہ عالیہ کی رعایاے ممالک مغربی و
شمالی بھی روز بروز سرکار کی کوششونکی قدر زیادہ جانتی ہی اور جو مدد تصنیفات اہل فرنگ کی دیسی بانون
مین ترجمہ ہونے سے اشاعت علم کو خواہ مخواہ پہنچتی ہی وہ بھی نظر انداز نہین ہوئی ہی اور چونکہ نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر حال پر یہ بات روشن ہی کہ موفق مبادی علوم کی اشاعت بھی عوام الناس مین
بغیر اسکے نہین ہوسکتی کہ ایک ایسا گروہ مصنفون کا پیدا ہو جو ملک کی زبان مین خیالات علمی کو صحت کے
ساتھہ ظاہر کر سکے لہذا جناب ممدوح ہر سال زر کثیر بطریق انعام اس غرض سے عطا فرماتے ہین کہ
ذی علم شخصونکو ملک کی زبان مین کتابین تصنیف کرنے کی ترغیب ہو اسکے علاوہ جب ۱۸۵۷ء مین بمقام
کلکتہ یونیورسٹی قائم ہوئی تو اوسکے ذریعہ سے ان اضلاع اور نیز بنگالہ مین اعلی درجہ کی انگریزی تعلیم کا
بہت شوق پیدا ہوا اور واسطے امتحان حسن تعلیم سرکاری اور غیر سرکاری مدرسون کے طریقہ واحد تجویز

کیا گیا لیکن اگرچہ بہت کچھ ظہور مین آیا ہی ہنوز بہت کچھ اور ہونا چاہیے جب الہ آباد دار الحکومت قرار پایا
اور محکمہ ہائی کورٹ کا بھی یہان آگیا تو اوسوجہ سے بہت ملازمان سرکاری اور وکلاء بھی آئے اور چونکہ وہ
خود تربیت یافتہ تھے اونھون نے سمجھا کہ جسقدر تعلیم یہان کے ضلع اسکول مین ہوسکتی ہی اوس سے
اعلی درجہ کی تربیت سے اونکے لڑکونکو کیا نفع مترتب ہوگا چنانچہ اونھون نے باتفاق دیگر روساء شہر کے
نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی خدمت مین عرضداشت اس التماس کے ساتھ پیش کی کہ الہ آباد مین ایک
کالج قائم ہوا اور اوسکے مصارف مین شریک ہونا قبول کیا نواب ممدوح نے اس درخواست پر بنظر التفات
لحاظ کیا اور شہر الہ آباد کالج کے واسطے نہ صرف روساء کی خواہش سے بلکہ بوجہ بعض ایسے مراتب کے بھی
جو خاص اس مقام سے متعلق ہین قابل انتخاب متصور ہوا جو شخص فن قانون مین نہایت ماہر ہین اون کا
تقرر درس قانون کے واسطے ایسے مقام پر جہان عدالت ہائی کورٹ ہی کم صرف کے ساتھ ممکن ہی کیونکہ
اور جگہہ مدرسین قانون کو تنخواہ کے علاوہ وکالت سے منفعت حاصل کرنیکا کم موقع ملتا ہی اور اس امر کی
ضرورت ثابت ہوچکی ہی کہ ان اضلاع کے باشندونکی ایسی تعلیم عمدہ کیجاوے کہ وہ نظم ونسق عدالت مین
شریک ہوسکین کیونکہ باشندگان ملک بنگالہ کہ جنکی تعلیم اصول قانون مین انگریزی طریقہ پر بہت اچھی
ہوتی ہی اکثر عہدہ ہای حکومت عدالت پر مقرر ہوئے حالانکہ اونکو بالعموم زبان و اوضاع و مراسم ممالک مغربی
وشمالی سے واقفیت تامہ حاصل نہین ہوتی اسکی شکایت بھی بہت ہوئی ہی چونکہ عدالتہاے ضلع مین وکلاء
تربیت یافتہ کی تعداد کافی نہین ہی لہذا قرار واقعی انصاف ہونے مین ہرج ہوتا ہی پس یہ مستحسن متصور
ہوا کہ درجہ قانون کے طلباء کو ایسا موقع دیا جاوے کہ علوم متداولہ مین اعلی درجہ کی تعلیم حاصل کرین
اور اوسکے ساتھ خاص فن قانون مین بھی تربیت پاوین مدرسہ طبی کا بھی الہ آباد مین لانا مد نظر تھا اسلیئے
مناسب سمجھا گیا کہ ایسا ہی موقع مدرسہ مذکور کے اون طلباء کو بھی دیا جاوے جو یونیورسٹی کا خطاب یا علوم
متداولہ مین اعلی درجہ کی لیاقت کہ حصول اوسکا صرف کالج کے درجون مین ممکن ہی حاصل کرنا چاہتے ہون
علاوہ اسکے ایسا معلوم ہوا کہ الہ آباد مین مدرسہ مقرر ہونے سے نہ صرف اون اضلاع ممالک مغربی وشمالی کے
جو مقام مذکور کے نزدیک واقع ہین بلکہ اور مقامات قرب وجوار کی بھی ضرورت جو تحت حکومت دوسری گورنمنٹ

سکے ہین رفع ہوجائیگی ڈاکٹر ولمسٹ صاحب انسپکٹر جنرل سابق سررشتہ تعلیم ممالک متوسطہ نے یہ راے
ظاہر کی تھی کہ اگر الہ آباد مین مدرسہ قائم کیا جاے تو جو اضلاع ممالک متوسطہ الہ آباد کے قریب ہین اون مین
کالج کے درجے مقرر کرنے کی ضرورت باقی نرہیگی علاوہ حالات متعلقہ خاص اس مقام کے جناب لفٹنٹ گورنر
بہادر کی یہ راے قرار پائی کہ اب اسکا موقع بھی ملتا ہی کہ ایسا مدرسہ قائم کیا جاے جسکے ذریعہ سے زیادہ
فوائد بہ نسبت اونکے حاصل ہون جو آگرہ و بنارس و بریلی مین مدارس جاری کرنیکے وقت مد نظر تھے چہ اس
بالفعل ان ممالک مین موجود ہین اونکی تکمیل و انضباط کے واسطے ایسے مدرسہ کا قائم ہونا ضرور تھا جسمین
اون طالب علمون کو جو یونیورسٹی کلکتہ کا امتحان دے چکے ہون نہایت اعلی درجہ کی تعلیم ہو اور جسکے ذریعہ
سے دیسی زبانون کا طرز تعلیم باقاعدہ ہوجاے اور اونکی کارروائی کا امتحان ہوسکے اسکی بھی نہایت درجہ
کی ضرورت تھی کہ کالجون اور ضلع اسکولون کے واسطے مدرس بہم ہونے کا انتظام کیا جاوے اور اسکی تدبیر
سب سے بہتر یہ تھی کہ ایک اعلی درجہ کا مدرسہ مقرر ہو جسمین طلبا کی ایسی تعلیم کیطرف خاص توجہ کیجاوے جس سے
ایک قاعدہ معینہ کے مطابق کار مدرسہ کے انصرام کی لیاقت اونکو حاصل ہو جب اس امر کا اطمینان ہوگیا
کہ ایک اعلی درجہ کا مدرسہ قائم کرنا مناسب ہی تب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے ایک کمیٹی مقرر کی جسکو حضور سے
ان حالات کے عرض کرنیکا اعزاز حاصل ہی اور ارشاد فرمایا کہ ہم حصول چندہ کی فکر اور مکان معقول کی
تعمیر کی تدبیر کرین ہماری استدعا ممالک مغربی و شمالی کے ہر مقام اور بعض دیگر مقامات قرب و جوار مین
عالی ہمتی کے ساتھ پذیرا ہوگئی ہم بمسرت تمام حضور کو اس امر کی اطلاع خاص دینی ضرور سمجھتے ہین کہ نواب
صاحب رامپور و مہاراجہ صاحب ریوان علی الخصوص مہاراجہ صاحب وزیانگرم نے امداد رئیسانہ کی مہاراجہ
وزیانگرم نے ایک لاکھ روپیہ اس کام کے واسطے دیا کل دو لاکھ نو ہزار کا چندہ ہوا منجملہ اوسکے ایک لاکھ
۹۸ ہزار روپیہ وصول ہوگئے ہین اور امید ہی کہ باقی روپیہ بھی عنقریب وصول ہوجائیگا منجملہ اس روپیہ کے چندہ
دینے والون نے سینتالیس ۴۷ ہزار روپیہ اس غرض سے دیا تھا کہ اوسکے سود سے طالب علمون کو تنخواہ ملے اور
باقی روپیہ تعمیر مکان کے واسطے ملا ہی اور جسقدر روپیہ تعمیر کے واسطے مجتمع ہوا ہی اوسی قدر گورنمنٹ ممالک
مغربی و شمالی نے بھی عطا کرنا منظور کیا ہی ڈبلیو امرسن صاحب ساکن لنڈن سے بغرض تعمیر مکان معقول

کے نقشہ جات حاصل ہوئے ہین اور حضور کے ملاحظہ کے واسطے وہ میز پر رکھے ہین امید ہی کہ حضور اون کو
پسند فرمائینگے۔ یونیورسٹی کے درجونکا درس اس مدرسہ مین شروع ہوگیا ہی علوم متداولہ کی تعلیم باہتمام
اگسٹس ایس ہیرسن صاحب پرنسپل و ڈبلیو ایچ رایٹ صاحب و جان ایلیٹ صاحب و منشی ذکاء اللہ
و پنڈت ست آوت رام پروفیسرون کے اور قانون کی باہتمام مسٹر ایچ ایچ ہل صاحب و پنڈت اجودھیا ناتھ
کے ہوتی ہی اور طالب علمون مین ممالک متوسطہ کے باشندونکی تعداد بھی مناسب ہی دیسی زبان کے مدرسون
کی طرز تعلیم کا جانچنا ۱۸۷۳ع مین شروع ہوا اور آج بھی اس مدرسہ کے پرنسپل کی ہدایت کے مطابق ہر ضلع
مین امتحان ہو رہا ہی ہمکو اس امر کا ظاہر کرنا ضرور نہین ہی کہ یہ کام جو یونیورسٹی کلکتہ نے ہنوز شروع نہین کیا
ہی ہر مقام پر ایسے ممتحنون سے بخوبی انصرام ہو سکتا ہی جو اوس جگہہ کی ضرورتون اور امور ممکن الوقوع سے
بخوبی واقف ہین ظاہر ہی کہ جن طالب علمون نے خطاب ماہر العلوم یعنی بی اے حاصل کیا ہی اون سبکا
ایک دار العلم مین مجتمع ہونا مناسب ہوگا تاکہ سرکار اون طلبا کی تعلیم کے واسطے جو اعلی درجہ کے علوم
تحصیل کرتے ہین متعدد ذی لیاقت مدرس مقرر کرسکے اور اون کالجون کے پرنسپل اور مدرس جنہین
بالفعل یونیورسٹی کے درجہ ہین اون جماعتونکے کثیر التعداد طلبہ پر جو اسکول کے درجہ کہلاتے ہین زیادہ توجہ کرسکینگے
جو کالج بالفعل موجود ہین اونمین اب تک یونیورسٹی کے درجہ موقوف نہین کیے گئے ہین اگر اسقدر روپیہ فراہم
ہوجاوے کہ اوسکا سود بے استطاعت طالب علمونکی تنخواہ کے واسطے کافی ہو تو یہ امر قابل غور ہوگا کہ
آیا بلحاظ آسانی سفر کے جواب حاصل ہی سرکار کو کل یا بعض مدرسونکی یونیورسٹی کے درجونکا الہ آباد کے اسی
اعلی مدرسہ مین جمع کرنا مناسب ہی یا نہین۔

یہ مدرسہ جو حال مین جاری ہوا ہی اوسکے آغاز اور منشار تقرر کی کیفیت حضور مین عرض کیگئی اور
یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ یہ مدرسہ تعلیم یونیورسٹی کے مرکز ہونیکے قابل ہی اب التماس کیا جاتا ہی کہ حسب نام
سے اسکا موسوم کرنا ہم چاہتے ہین اوسکو حضور پسند فرماوین ہندوستان مین اکثر ایسا ہوتا ہی کہ امر
رفاہ عام کو کسی ایسے نامی رکن سلطنت کے ساتھ منسوب کرتے ہین جسکے حسن کارگزاری کا یادگار رہنا
رعایا کو اپنی ممنونی کے اظہار کے واسطے منظور ہوتا ہی جیسے ہمارے نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ہندوستان مین

مامور ہوئے ہین اوس زمانے سے نواب ممدوح نے رعایا کی تعلیم مین برابر ایسی بے بدل اعانت کی ہے کہ
اوسکی وجہ سے کمیٹی کے ذہن مین یہ آیا کہ اونکے نام نامی سے مدرسہ کو منسوب کرنا مناسب ہوگا سر ولیم میور
صاحب کے کار سرکاری کے انصرام مین اور اگر جناب ممدوح معاف فرماوین تو یہ کہنے کو بھی جی چاہتا ہے
کہ اپنی ذاتی سخاوت سے تعلیم عوام الناس کی اشاعت و ترقی سے رفاہ خلائق مین ایسی افزایش کی ہے
اس باب مین اونکا مرتبہ اپنے کسی نامی ہمسر سابق سے کم نہین ہے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر حال کی شان
مین یہ کہنا بجا ہے کہ جیسا ہمارے کاغذات سے بھی ظاہر ہوتا ہے نواب ممدوح کو افتخار حاصل ہے کہ جناب معصوف
نے اس امر کی تحقیق کرنے مین کہ اہل اسلام کو تعلیم سرکاری سے مستفید ہونے کی طرف میلان خاطر نہین ہے
اور اونکے تعصبات کے رفع کرنے کی غرض سے کوشش کرنے مین اور اون واقعی یا فرضی موانع کے دور
کرنے مین جو اونکو ایسے فوائد سے محروم رکھتے ہین جنکا حاصل ہونا جمہور خلائق کو مقصود سرکار ہے اور مدبران
ملک سے سبقت کی ہے رفاہ عام کے واسطے جو ایسی عمدہ کوششین نواب ممدوح نے کی ہین اوسکی یادگار
دائمی کے واسطے کمیٹی نے یہ التماس کیا کہ اس مدرسہ کا نام میور سنٹرل کالج رکھا جاوے اور جناب ممدوح
کی اجازت اس باب مین حاصل کی۔ اب حضور سے صرف یہ عرض کرنا باقی ہے کہ جس مکان مین میور سنٹرل
کالج قائم ہوگا اوسکا سنگ بنیاد اپنے دست مبارک سے نصب فرماکر حضور ہمارے اس کام کو اعزاز
بخشین ہمکو یقین ہے کہ حضور اس رسم کو اس قابل تصور فرماوینگے کہ اوسکے ادا ہونیکے وقت ایسا رکن سلطنت
رونق افروز ہو جو مملکت برطانیہ مین اوس زمانہ مین رکن حکومت تھا جب نہایت اہم قوانین تعلیم رعایا کے باب
مین جاری ہوئے اور اوسکو ایسا نہ تصور فرماوینگے کہ نائب السلطنت ہند جو اوس عظیم الشان فرمانروا کا
قائم مقام ہے جسکے عہد دولت مین قومی تربیت کے طریقے ملک برطانیہ اور مملکت ہند مین قائم ہوئے نظر
التفات اوس پر مرعی نفرمائے۔

بعد اسکے حضور سر ولیم میور صاحب بہادر نے حسب تفصیل ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر حضور سر ولیم میور صاحب بہادر

"عالیجناب — آپ نے جو اس مکان کی بنیاد کا پتھر اپنے دست مبارک سے رکھنا منظور فرمایا

اوسکا شکریہ ادا کرنے مین مین بھی مسٹر ٹرنر صاحب اور کمیٹی کا شریک ہوا ہون —

جبسے مین اس عہدہ پر مقرر ہوا ہون اوسوقت سے میری یہی دلی تمنا تھی کہ الہ آباد مین ایک سنٹرل کالج مقرر کیا جاے کیونکہ اس مقام پر آنے سے چند روز بعد مجکو معلوم ہوا کہ الہ آباد کے خاص خاص لوگون کو تعلیم و تربیت کی عمدہ ذریعہ کی نہایت خواہش ہی اور چونکہ مجکو بھی اسبات کا بڑا خیال تہا لہذا مین نے اپنے پہلے دربار مین جو مین نے ۲۴ مئی ۱۸۶۸ع کو ملکہ معظمہ کی سالگرہ کے دن یہان منعقد کیا تہا موقع پاکر حاضرین جلسہ سے کہا کہ اگر اونکو اس قسم کی تعلیم کا دل سے شوق ہی تو اوس شوق کے پورا کرنے کی فکر ضرور ہی اور اونکو مناسب ہی اور ضرور ہی کہ وہ اس کام کے واسطے چندہ دین چنانچہ اس درخواست پر بہت سے لوگون نے نہایت فیاضی کے ساتھ عمل کیا اور بہت سا چندہ ہوگیا اور ۱۸۶۹ع مین اس مضمون کی ایک ایڈریس میرے روبرو پیش کی گئی کہ اس شہر مین ایک کالج قائم کیا جاوے مین نے اس درخواست کو نہایت خوشی سے قبول کیا اور ایک کمیٹی مقرر کی چنانچہ جو ایڈریس اسوقت مسٹر ٹرنر صاحب نے پڑھی ہی اوس سے کمیٹی کی کارروائی واضح ہوئی ہوگی پس میرے لیئے یہ امر نہایت خوشی کا باعث ہی کہ میری دلی تمنا آخر کار ایسے حسن و خوبی کے ساتھ پوری ہوئی اور اس مدرسہ کا پتھر ایک ایسے دانشمند شخص نے اپنے ہاتھ سے رکھا جو خود اوس فرمان اعظم کی ترتیب مین بڑا شریک تھا جسپر آجکل اس ملک کی تعلیم کا انتظام مبنی ہی مسٹر ٹرنر صاحب نے بیان کیا کہ یہ کالج ہمارے انتظام تعلیم کا کامل کرنے والا ہی شاید ہم ہنوز اس کالج کی نسبت کسی بڑی تعریف کا دعوی نہین کرسکتے مگر بہرکیف ہم یہ بات کہہ سکتے ہین کہ یہ اوس انتظام کے پورا کرنیکا سامان ہی اسبات کا معلوم کرنا ممکن نہین ہی کہ شمالی ہندوستان کی آیندہ ترقی مین یہ کالج کسقدر مدد دیگا اور مین یہ بات بھی کہتا ہون کہ ہمارا یہ ارادہ نہین ہی کہ اس کالج سے یونیورسٹی کا کام لیا جاے کیونکہ جو ترقی ہمنے اپنے اعلی درجہ کے علم ادب مین کی ہی اوسکے لحاظ سے بالفعل کسی طرح یہ مناسب نہین معلوم ہوتا اے میرے لارڈ ہمارے نزدیک درحقیقت یہ بات ہمیشہ نہایت مفید ہوگی کہ یونیورسٹی قائم رکھی جاوے اور صرف وہی ایسا جلسہ ہو جو ہندوستان کے اس نواح کے تمام صوبون کے باشندونکو درجے عطا کیا کرے اور گویہ امر ہمارے خود علیحدہ بحث طلب رہا کہ آیا اس کالج کو آیندہ کسی زمانہ مین مشرقی علوم کی

استعداد اونکے لحاظ سے بھی درجہ عطا کرنے کا استحقاق حاصل ہو سکتا ہی یا نہین مگر بالفعل میرا یہی خیال ہی کہ
کلکتہ یونیورسٹی کو اعلی اعزاز اور درجونکا موقع قرار دینا ہمیشہ مناسب ہو گا اس سنٹرل کالج کی بھی بالفعل
کچھہ کم ضرورت نہین ہی بلکہ مین بالیقین یہ بات کہہ سکتا ہون کہ وہ ہمارے انتظام تعلیم کے پورا کرنیکے واسطے
نہایت ضروری ہی اور اوسکے یہ دو بڑے مقصد ہین کہ کلکتہ کی یونیورسٹی کے لحاظ سے وہ اعلی درجہ کی تعلیم
کی نگرانی اور ہمارے دیسی اور اوسط درجہ کے مدرسونکی بھی تعلیم کی نگرانی کرے چنانچہ مقصد اول کی نسبت تو
ہمارا یہ ارادہ ہی کہ اعلی درجہ کے جو معلم اب تک جا بجا متفرق طور پر مقرر رہتے اور اونکی محنت سے اسوجہ سے
کوئی بڑا فائدہ مترتب نہین ہوا کہ وہ بیرونجات کے مختلف کالجونکی چھوٹی چھوٹی اور معین جماعتونکو درس
دیا کرتے تھے وہ سب یہان جمع کیے جاوین اور اونکا انتظام نہایت عمدہ طور سے کیا جاوے بنارس کالج جیسا
کہ ابھی مسٹر جسٹس ٹرنر صاحب نے فرمایا ہی خاص کر سنسکرت کے علم ادب کی جانب زیادہ مائل ہی اور اوسکے
حالات اور نیز اس امر کے لحاظ سے کہ گویا وہ ہندوونکے ایک بڑے دار العلم مین واقع ہی یہ مناسب معلوم
ہوتا ہی کہ اس باب مین اوسکو بھی یہ رتبہ ہمیشہ حاصل رہے اور الہ آباد کا سنٹرل کالج بتخصیص مسلمانون کی
کتابونکی زیادہ تعلیم دے اور اسمین عرب اور ایران کی زبانین سکھائی جاوین تو غالباً بڑا فائدہ ہوگا پس
ہمارے نزدیک سنٹرل کالج کا اول فرض یہ ہی کہ وہ اس باب مین کوشش کرے اور یونیورسٹی کی تعلیم
کے واسطے کافی تعداد لایق معلمون کی مقرر کرے رہا دوسرا مقصد یعنی دیسی اور متوسط درجے کے مدرسون
کی نگرانی کرنے پر شاید اس مقصد سے بھی بہت بڑی غرض متعلق ہی میرے لارڈ اعلی درجہ کی تعلیم کے
لحاظ سے ہم ان اضلاع مین اوروں سے اب بھی پیچھے ہین اور جو ترقی بنگالہ مین ہوئی ہی اوسکی برابری کا
ہم دعوی نہین کرسکتے مگر تاہم ہمکو فخر ہی کہ ہم نے اپنے دیسی اور ادنی درجہ کے اون مدرسون مین جو عوام
کی تعلیم سے متعلق ہین نہایت بڑی ترقی کی ہی اور مین خیال کرتا ہون کہ جو تفصیل مسٹر جسٹس ٹرنر صاحب
نے ابھی بیان کی ہی اوس سے اس بات کا کافی ثبوت حاصل ہوتا ہی اب سنٹرل کالج کا مقصد ادنی
درجہ کے مدرسونکی نسبت یہ ہی کہ امتحانونکے ذریعہ سے اونکی ترقی کو جانچے اور اونکے طریقہ خواندگی کی
اصلاح کرے اور اونکے انتظام کو مکمل کرنے اور اونکی حالت کو ترقی دینے مین گورنمنٹ کو مدد اور مشورہ دے

پس ہم اپنے ادنی درجہ کے مدرسون کی ترقی اور دیسی تعلیم کے بڑے معاملہ مین سنٹرل کالج کو مثل ایک حقیقی اور موثر قوت کے سمجھتے ہین۔

میرے لارڈ میری دانست مین لوکل گورنمنٹ کا خاص فرض یہ ہی اور ہمیشہ ہونا چاہیئے کہ گورنمنٹ مذکور عوام الناس کی تعلیم و تربیت کی ذمہ دار ہی اور چونکہ وہ دیسی اور اوسط درجہ کے مدرسونکی ترقی کے باب مین ہدایت کرنے اور نگرانی کرنیکا نہایت مناسب ذریعہ ہی (بلکہ مین کہہ سکتا ہون کہ صرف وہی ایک ذریعہ ہی) لہذا مین خیال کرتا ہون کہ اونکی ترقی کے جانچنے اور لیاقت کے لحاظ سے درجون کے دینے کا کام بہی گورنمنٹ مذکور ہی پر ہونا چاہیئے بعد اسکے جو طالب علم ان مدرسون سے نکلتے ہین اور امتحان داخلہ کے لائق علمی اعزاز اور درجہ حاصل کرنے کے لیئے اپنے کو امتحان کے لائق ثابت کرتے ہین اونکی ذمہ داری کلکتہ کی یونیورسٹی ہی پس اس طرح پر جبکہ ہر ایک گورنمنٹ ادنی درجہ کی تعلیم کے لحاظ سے اپنی خاص ضروریات کی جانب متوجہ ہوگی تو یونیورسٹی کو اوسوقت ہی یہ مناسب اختیار حاصل ہوگا کہ اعلی درجہ کی تعلیم کے نتیجون کو دریافت کرے اور جن لوگون کو گورنمنٹ اس غرض سے تعلیم دے کہ وہ اپنے کو علمی اعزاز کے امتحان کے لائق ثابت کرین اونکے لیئے مناسب رتبہ قرار دے۔

میرے لارڈ مجھکو ایک بات کا افسوس ہی اور مجھکو اوسکا ظاہر کرنا بہی لازم ہی مسٹر ٹرنر صاحب نے سنٹرل کالج کے متعلق علم طبابت اور فن جراحی کی تعلیم کے مدرسہ کی تجویز کا بہی ذکر کیا ہی اور درحقیقت میری بہی یہ دلی تمنا تہی کہ ایک مدرسہ اس قسم کا قائم کیا جاوے اور اس مقصد کے واسطے مین نے دو برس تک بڑی کوشش بہی کی چنانچہ ایک مرتبہ میرے دوست مہاراجہ صاحب وزیانگرم کی فیاضی سے جو اسوقت یہان تشریف رکہتے ہین اور جنہون نے مجوزہ میڈیکل کالج کے واسطے نہایت بڑا اڈونیشن یعنی دو لاکہہ روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا تہا مجھکو اس تجویز کے پورے ہونے کی امید ہوگئی تہی مگر مجھکو اس کوشش مین ناکامیابی حاصل ہوئی میری رائے مین ان اضلاع کے باشندے بنگالہ اور لاہور کے باشندونکی مانند اسبات کا برابر استحقاق رکہتے ہین کہ اونکے لڑکون کو فن طبابت مین درجہ کی تعلیم کے لیئے آسان تدبیرین کیجاوین اور مجھکو بھروسہ بہی ہی کہ میرا قائم مقام اس تجویز کو پورا کریگا اور جسوقت یہ تجویز پہر شروع ہوگی تو

مہاراجہ صاحب موصوف اور اون سردارونکی فیاضی مین کوتاہی نہوگی پس مین نہایت دل سے درخواست
کرتا ہون کہ آپ بہی اس تجویز پر التفات فرماوین۔

اب مین نہایت خوشی سے اون سردارون اور رئیسون کا دلی شکریہ ادا کرتا ہون جنہون نے بڑی
مستعدی کے ساتہہ اوس درخواست پر جو درباب امداد کے مین نے اون سے کی تہی عمل کیا اور مین اس سے
بہی زیادہ خوشی کے ساتہہ اوس امداد کا ذکر کرتا ہون جو باعتبار مقدار کے گو قلیل ہے لیکن بلحاظ چندہ ہونے
کے ہرگز قلیل نہین ہے اور جو اس ملک کے تمام باشندون سے وصول ہوئی ہے کیونکہ وہ اسبات کا ثبوت ہے کہ
لوگ اس مدرسہ کو بڑا ضروری سمجہتے ہین۔

خاتمہ پر مین کمیٹی اور خاص کر پریزیڈنٹ اور مسٹر سٹرل صاحب سکرٹری کا دلی شکریہ اس لحاظ سے
ادا کرتا ہون کہ جس کام کو مین نے تہوڑا عرصہ ہوا آپکے متعلق کیا تہا اوسکو آپنے نہایت لیاقت اور سرگرمی
کے ساتہہ انجام دیا اور جو اعزاز آپ نے سنٹرل کالج کو میرے نام سے نامزد کرنے اور ایسی بڑی عزت سے
باب تعلیم مین میری عاجز کوششون کا صلہ دینے سے مجکو دیا ہے اوسکا بہی مین شکریہ ادا کرتا ہون مجکو ہمیشہ
اسبات کے خیال کرنے سے فخر ہوگا کہ میرا نام ایسے مدرسہ کے ساتہہ شامل کیا گیا جس سے میری دانست مین
بالفعل اور آیندہ زمانے مین بہی اضلاع شمال و مغرب کو بڑا فائدہ حاصل ہوگا میری یہ دلی دعا ہے (اور مین
یقین کرتا ہون کہ تمام آدمی جو اسوقت یہان موجود ہین خواہ ہندو یا مسلمان یا عیسائی سب اوسمین شریک
ہونگے) کہ اس مدرسہ پر ہمیشہ خداوند تعالی کی برکت رہیگی اور اوسمین سے سچے علم کی روشن شعاعین تمام
ملک پر پہیل جاوینگی اور گویا وہ شمالی ہندوستان کی ایک آنکہہ ہوگا اور جو بات فنون اور علم ادب مین پاک
صاف اور عمدہ اور سچی اور نیک اور خوبصورت ہے وہ سب ہمیشہ اس مکان کے گرد محیط رہیگی اور وہ لوگون کے
علم و عقل اور معاشرت کی ترقی اور تہذیب مین ایک بڑا ذریعہ ہوگا اور ان اضلاع کے باشندون کے حق
مین ایک نہایت بڑی برکت ثابت ہوگی۔

بعد اسکے حضور وایسرائے بہادر نے حسب تفصیل ذیل تقریر فرمائی۔

تقریر حضور وایسرائے بہادر

سر ولیم میور صاحب و مسٹر جسٹس ٹرنر صاحب و لیڈیان و جنٹلمین ——— اس مکان کی بنیاد کا اول پتھر
رکھنے کی درخواست جو کمیٹی نے مجھسے کی اوسکے لحاظ سے مجکو نہایت عزت ہوئی پس مین اسکو نہایت خوشی سے
قبول کرتا ہون اور گو ہم سب درحقیقت اس کالج کی بنیاد کا پتھر رکھنے کے واسطے ہی جمع ہوئے ہین تاہم جو کچھ
مسٹر جسٹس ٹرنر صاحب اور سر ولیم میور صاحب بہادر نے اپنی اپڈریسون مین بیان کیا ہے اوس سے آپکو
یہ خیال پیدا ہوگا کہ ہم کچھ آج ممالک مغربی و شمالی کی تعلیم کی بنیاد نہین قائم کرتے اگر ہم یہ خیال کرین کہ
ان اضلاع مین سرکاری طریقہ تعلیم کو جاری ہوئے کسقدر قلیل عرصہ گذرا ہے (اور یہ عرصہ ایسا قلیل ہے کہ بعض
آدمی ایسے یہان موجود ہونگے کہ اونکے سامنے یہ انتظام جاری ہوا ہوگا) تو ہمکو یہ بات تسلیم کرنی چاہیے کہ
اس عرصہ مین خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے اعلی درجہ کی تعلیم کے مدرسون کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی ہے اور اونکا
انتظام بھی نہایت عمدہ ہوگیا ہے اور عوام الناس کی تعلیم کے مدرسے بھی بہت زیادہ ہوگئے ہین اور ایک صاحب
یہان ایسے موجود ہین جنکے نام کو اوس ترقی خصوصاً دیسی تعلیم کی اشاعت کے ساتھ شامل کرنا چاہیے اور وہ
مسٹر ریڈ صاحب ہین جو منجملہ اون شخصون کے ہین جنھون نے سب سے پہلے اس قاعدہ کو جاری کیا تھا جس سے
ایسے عمدہ عمدہ نتیجے پیدا ہوئے ہین —

ہم دیکھتے ہین کہ سرکاری طریقہ تعلیم کی وسعت کے ساتھ پرائیوٹ اسکولون کو بھی سرکاری امداد
کثرت سے دیجاتی ہے اور مین اسکا اسوجہ سے ذکر کرتا ہون کہ گورنمنٹ کے نزدیک ہندوستان مین تعلیم کو
اسقدر شائع کرنے مین جسقدر کہ اوسکو ضرورت ہے اور [مین یقین کرتا ہون کہ آخرکار وہ کثرت سے شائع
ہوجاویگی] بہت کچھ لوگون کی سعی و کوشش پر بھروسہ رکھنا چاہیے علاوہ اسکے عورتونکی تعلیم کے ضروری
کام مین بھی غفلت نہین ہوئی بلکہ اس باب مین مستقل ترقی ہوئی ہے چنانچہ مین یقین کرتا ہون کہ ان
اضلاع مین بالفعل عورتونکے پانسو مدرسے جاری ہین اور جبکہ مین یہ بات کہون کہ ان مدرسونکی ترقی کو
خاطر خواہ سمجھنا چاہیے تو اس سے کسی طرح میری یہ مراد نہین ہے کہ جو کچھ ہوچکا ہے وہ کافی ہے بلکہ جو کچھ آیندہ
ہونیوالا ہے اوسپر یقین کرتا ہون کہ جلد وقوع مین آویگا اور اوسکے آثار مین اور آج کی تقریب ہمکو بنسبت گذشتہ
کے آیندہ کا زیادہ خیال دلاتی ہے جس کالج کی بنیاد کا پتھر آج رکھا جاویگا اوسکا مقصد یہ ہے کہ چار قسم کا علم دینا ہو

اول یہ کہ یونیورسٹی کے امتحانون کے واسطے طالب علمونکی تعلیم کے لیئے ہوشیار معلم ایک جگہ مقرر کیئے جاوین اور یہ بہی مقصود ہی کہ ان تمام ضلاع مین دیسی زبان کی تعلیم کے انتظام کو بہی استحکام دیا جاوے بعد اسکے یہ یقین کیا گیا ہی (اور مین خیال کرتا ہون کہ یہ یقین صحیح ہی) کہ جو کالج اس مقام پر قائم کیا جاویگا اوسکے ذریعہ سے اون شخصون کو جو قانون کی تحصیل کرنا چاہتے ہین بنسبت حال کے زیادہ آسانی ہوجاویگی قانون کی تحصیل ایسی ہی کہ اوسکے باعث سے ہم یقیناً روز بروز اون ہندوستانیونکو زیادہ تر روزگار دے سکینگے جنہون نے اوسکو اپنا پیشہ بنالیا ہی آخر کار یہ امید کیگئی ہی (اور مجکو یقین ہی کہ یہ امید پوری ہوجاویگی) کہ اس کالج کے متعلق ایک میڈیکل کالج مقرر کیا جاویگا تاکہ ان ضلاع کے وہ طالب علم جو علم طب کی تحصیل کرتے ہون اس مقام پر ان درجون اور سندون کو حاصل کرسکین جنکے واسطے اونکو بالفعل لاہور یا کلکتہ کو جانا پڑتا ہی اور مین یقین کرتا ہون کہ یہی اس کالج کے خاص مقاصد ہین اور جن شخصون کو تعلیم کی ترقی دل سے منظور ہی وہ اون کو پسند کرتے ہین اور گورنمنٹ ہند بہی اونکی دل سے تائید کرتی ہی۔

اس کالج کے مقاصد کے بعد اگر اون اغراض پر نظر کیجاوے جو خاص اوسکے مکان سے متعلق ہین تو چونکہ سر ولیم میور صاحب بہادر نے ان ضلاع کی لفٹننٹ گورنری پر مقرر ہونے سے چند روز بعد فرمائی اوسکے نتیجون کے لحاظ سے مجکو صاحب ممدوح کو مبارکباد دینی چاہیئے صاحب موصوف کو اس بات کے دیکہنے سے بڑی خوشی ہوئی ہوگی کہ ان ضلاع کے باشندون نے اونکی درخواست پر نہایت خوشی سے عمل کیا اور مدرسہ کے مکان کی تعمیر مین بذریعہ چندہ کے مدد دی مسٹر جسٹس ٹرنر صاحب نے اون شخصون مین سے جنہون نے اس کالج کو بڑی مدد دی ہی بعض کے نام بہی بیان کیئے ہین اور چونکہ اونمین سے اکثر اسوقت یہان موجود ہین لہذا اونکے نامونکو مکرر بیان کرنا میرے نزدیک نامناسب ہوگا مین صرف یہ بات کہنا چاہتا ہون کہ جن شخصون نے اس قسم کے کامون کی امداد دیکر اپنے ہموطنون مین تعلیم کے فوائد کی اشاعت کی خواہش ظاہر کی ہی اون کی گورنمنٹ ہند نہایت ممنون ہی۔

خاتمہ پر مین اوس نام کا ذکر کرتا ہون جو اس نئے کالج کے واسطے قرار دینا تجویز کیا گیا ہی مسٹر جسٹس ٹرنر صاحب نے بیان کیا ہی (اور اونکا بیان بالکل صحیح ہی) کہ ہندوستان مین یہ نئی بات نہین ہی کہ جس

معزز عہدہ دار کی خدمتون کی یادگار کو لوگ بڑی احسانمندی کے ساتھہ قائم رکہنا چاہتے ہین اوسکے
نام کو وہ کسی عام جلسہ کے ساتھہ متعلق کرتے ہین چنانچہ ملکہ معظمہ کی قلمرو ہندوستان کے مغربی ساحل کے
شہر بمبئی مین ایک کالج موجود ہی جو الفنسٹن کے معزز نام سے مشہور ہی اور یہ نام صرف اسی وجہ سے ممتاز
نہین ہی کہ اس نام کا ایک مشہور و معروف شخص ایسٹ انڈیا کمپنی کے اہلکارون مین سے تہا بلکہ اسوجہ سے
بہی ممتاز ہی کہ اوس شخص کے ایک قریب رشتہ دار نے پچہلے دنون مین ہندوستان کی دو پریزیڈنسیون مین
عمدہ گورنری کا کام نہایت خوبی کے ساتھہ انجام دیا تہا اور ان اضلاع مین بہی نہر گنگ کے کنارے پر
(جو منجملہ اون نہایت عالی شان کامون کے ہی جو گورنمنٹ انگریزی نے اس ملک مین بنوائے ہین) ایک
نہایت عمدہ مدرسہ طامسن کالج کے نام سے رڑکی مین واقع ہی شہر لکہنؤ مین ہم کیننگ کالج کو دیکہتے
ہین جو صوبہ اودہ کے اعلی درجہ کے لوگونکی تعلیم کے واسطے ہی اور وہ ایک ایسے دانشمند کے نام سے
ممتاز ہی جسکے عہد مین صوبہ مذکور کا تسلط ہوا تہا اور آخر کار راجپوتانہ کے وسط مین اجمیر کالج جو اوس
نواح کے راجاؤن اور سردارون کے لڑکونکی تعلیم کے واسطے قائم ہوا ہی وہ لارڈ میو صاحب کے معزز
نام سے مشہور ہی جنہون نے اگر اون گورنر جنرلون کی بہ نسبت زیادہ نہین جو اونسے پہلے ہوئے تہے تو
اونکی برابر ضرور ہندوستان کے راجاؤن اور سردارون کو اپنا دوست اور خیرخواہ بنایا تہا مین یقین کرتا ہون
کہ آپ اس باب مین مجہسے اتفاق کرینگے کہ سر ولیم میور صاحب کے نام کو بہی اونہین معزز شخصون کے
نامونمین زیادہ کرنا نہایت درست اور مناسب ہی جنکی خدمتین نہایت احسانمندی کے ساتھہ یاد کیجاتی
ہین پس اس مکان کے واسطے میور کالج سے بہتر کوئی نام تجویز نہین ہو سکتا تہا جو خدمتین سر ولیم میور صاحب
نے ان اضلاع مین تعلیم و تربیت کے متعلق ہین اونکی نسبت صاحب موصوف کے روبرو گفتگو کرنا مناسب
نہوگا کیونکہ مسٹر جسٹس ٹرنر صاحب نہایت ٹہیک ٹہیک اونکو بیان کر چکے ہین مگر تاہم مین بہی ایک یا
دو باتین کہنا چاہتا ہون ایک تو یہ کہ ہم سر ولیم میور صاحب کو اون شخصونکا ایک ممتاز جانشین پاتے ہین
جو خواہ ملکہ معظمہ کی ملازمت مین تہے یا ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم تہے جنہون نے مشرقی زبانون اور
مشرقی علم ادب مین اپنی واقفیت کے باعث سے نیکنامی حاصل کی ہی اور اونکا نام آیندہ سر ولیم جونس

اور لارڈ مٹین موصوف اور کولبروک اور ہورس ہیمن اور ولسن اور ایلپسٹ کے زمرہ مین داخل ہوگا دوسری
بات یہ ہی کہ اگرچہ ہم سب لوگ جنکو اونکے دوست ہونے کی عزت اور خوشی حاصل ہی یہ بات جانتے ہین کہ
سر ولیم میور صاحب نہایت سچے عیسائی ہین اور جو مدرسے اونکے خاص مذہبی اعتقاد سے متعلق ہین اونکو
اونہون نے حتی الامکان نج کے طور پر مدد دی ہی مگر گورنمنٹ کے رکن اور ان اضلاع کے لفٹننٹ گورنر ہونے
کی حیثیت سے اونہون نے کسی خاص فرقہ یا مذہب کی نسبت رعایت و محبت نہین ظاہر کی بلکہ ملکہ معظمہ کی
تمام رعایا کی تعلیم مین برابر سرکاری امداد دی ہی اگر اسکے واسطے کسی ثبوت کی ضرورت ہو تو وہ ثبوت اس
بات سے مل سکتا ہی کہ جو امور بالفعل اسبات کے مانع ہین کہ ہماری مسلمان ہمعصر رعایا سرکاری مدرسون کی
بخوبی قدر شناسی کرین اور اونسے پورا فائدہ اوٹھاوین اونکے رفع کرنے مین صاحب ممدوح نے بڑی کوشش
کی ہی اور اب بھی کر رہے ہین سر ولیم میور صاحب میرے علم و یقین کے موافق اب اس قسم کی کوئی اور
رسم عنقریب پیش آتی نہین معلوم ہوتی بلکہ بہرحال ظن غالب ہی کہ ان اضلاع کی گورنمنٹ سے آپ کے علحدہ
ہونے سے پہلے یہی رسم آخری رسم ہوگی اور اگر یہ بات ہی تو یہ رسم مجکو نہایت مناسب معلوم ہوئی کیونکہ
جو دربار آپ نے اپنے عہدہ کا کام شروع کرنے کے بعد منعقد کیا تھا اوسمین آپ نے بالتخصیص تعلیم کی اشاعت کا
ذکر کیا تھا پس اب آپ کو اسبات کے دیکھنے سے بڑی خوشی حاصل ہوگی کہ آپ کی دلی تمنا اس مکان کے
تعمیر شروع ہونے سے پوری ہوگی جبکہ مین یہ بات کہتا ہون تو مین یہ بات بخوبی جانتا ہون کہ بہت سے
شخصون کو جو اسوقت یہان موجود ہین اوس خوشی کے ساتھ کسی قدر افسوس ہوگا جو اونکو اس
موقع پر شریک ہونے سے اور طرح حاصل ہوئی ہوگی اور بلاشبہہ سر ولیم میور صاحب کی طبیعت مین بھی
اس رسم کے سبب سے اس قسم کے خیالات پیدا ہونگے لیکن چونکہ مین ملکہ معظمہ کی تمام قلمرو کی بہبودی کی
نسبت اور گورنمنٹ ہند اور خاص اپنی نسبت کچھہ گفتگو کر رہا ہون اسوجہ سے اور نیز اس خیال سے کہ
سر ولیم میور صاحب نے گورنر جنرل کی کونسل کی ممبری کی حیثیت سے ہندوستان مین اپنے بادشاہ کی
خدمت کا حق اپنے ذمہ رکھنا قبول کیا ہی یہ بات کہتا ہون کہ جس شراکت سے کمیٹی نے ازراہ مہربانی
آج مجکو معزز کیا ہی اوسکو مین اس کالج کی نسبت نہایت دلی خوشی سے قبول کرنے پر آمادہ ہون۔

اسکے بعد جناب سر ولیم میور صاحب بہادر حضور ویسرائے بہادر اور اونکے مصاحبونکو اوس موقع پر لے گیے جہان بنیاد کا پتھر رکھے جانے کی تجویز تھی پس حضور ممدوح نے نہایت خوشی کے ساتھ اپنے مبارک ہاتھ سے اوس پتھر کو رکھا اور ایک بوتل جسمین سکہ رائج الوقت اور چند کاغذات رکھے ہوئے تھے بنیاد کے اندر رکھدی اور تقریب ختم ہوئی اسکے بعد ایک اور دلچسپ تقریب عمل مین آئی یعنی آنریبل سی اے ٹرنر صاحب نے کالج کی کمیٹی کی جانب سے جناب سر ولیم میور صاحب کی خدمت مین اوس عمارت کا ایک بڑا نقشہ جسکی بنیاد پر صاحب ممدوح اوسوقت کھڑے ہوئے تھے چند منتخب اور موثر لفظون کے ساتھہ پیش کیا اور صاحب ممدوح نے ایک جوش کے ساتھہ یہ فرمایا کہ مین اس نقشہ کو بطور ایک ارث کے اپنے خاندان مین رکھونگا بعد اسکے دوسری سلامی توپونکی سر ہوئی اور یہ عمدہ جلسہ برخاست ہوا منقول گورنمنٹ گزٹ

(۴) خیوا پر روسیون کی چڑھائی

خیوا پر روسیون کی چڑہائی کی تیاریان ہورہی تہین کہ خان خیوا نے والسیرائے سے درخواست کی کہ وہ بیچ مین واسطہ بنکر معاملہ کو فیصلہ کرادین - لارڈ نارتھبروک نے اس درخواست کا جواب پند آمیز ناصح بنکر یہ دیا کہ وہ روسیونکی درخواستونکو منظور کرلین - یہ درخواستین ایسی ہی تہین جیسی کہ ایک شایستہ گورنمنٹ اپنی وحشی روش و فساد انگیز ونگیئے ہمسایہ سے کیا کرتی ہے -

شاید یہان کے لوگ ملک خیوا کا نام سنتے ہین مگر اوسکے حال سے واقف نہین اسلیئے اوسکی کیفیت کچھہ سناتا ہون کہ ترکستان تین سلطنتون مین منقسم ہے - اونمین سے جو مغرب کی طرف واقع ہے اوسکو خیوا کہتے ہین اور اوسکے دو حصے ہین ایک تو اوسمین نہایت سیراب اور شاداب ہے اور دوسرے حصے مین ریگستان ہے - ان دونون حصونکا پرانا نام خوارزم ہے اور نیا نام خیوا - اور وہ صرف اوسکے شاداب حصہ سے متعلق ہے - دریاے آکسس (بحر اموں یا جیحون) کوہ ہندوکش سے نکلتا ہے اور اپنے منبع سے چھہ سو میل کے فاصلہ پر بخارا کے بیابانون مین علحدہ ہوتا ہے اور مغرب کی جانب خوارزم کے بیابانون مین گذر کر اسّی میل آگے ایک سیراب وادی مین گزرتا ہے جو چالیس میل سے لیکر ساٹھہ میل تک چوڑا ہے یہ وادی گوشہ شمال و مغرب مین دریاے مذکور کے دہانے تک (جو بحیرہ ارل مین ہے) قریب دو سو میل کے فاصلہ مین پہیلا ہوا ہے اور وہی خیوا کہلاتا ہے اوسکا رقبہ چار ہزار میل ہوگا - دریاے آکسس کی

اس ملک مین کئی شاخین ہوگئی ہین اور طغیانی کے وقت ان سب شاخونکا پانی جابجا ملک مین پھیلجاتا ہی جسکے باعث سے زمین نہایت سیراب اور شاداب ہوجاتی ہی اس دریا کی شاخین نہرونکے سلسلہ کے ذریعہ سے باہم ملی ہوئی ہین اور آبپاشی اور زراعت وغیرہ وہان نہایت عمدہ ترکیب سے ہوتی ہی اور جابجا سبز چراگاہین پرفضا نظر آتی ہین اور اونمین بلند درختونکے سبب سے ہمیشہ سایہ رہتا ہی اس نخیز وادی مین یورپ اور ایشیا کی تمام چیزین برابر پیدا ہوتی ہین۔ چاول اور گیہون دونون نہایت کثرت سے اور نہایت عمدہ قسم کے ہوتے ہین۔ اور رویان سے (یہ ایک قسم کی چیز ہوتی ہی اور اوسکے سرخ رنگ کے باعث سے لوگ اوسکی بڑی قدر کرتے ہین) کاشتکارونکو وہان ناج کی نسبت بیش گنا فائدہ ہوتا ہی۔ اور وہان کے سیب اور آڑو وغیرہ روس کے سردارون اور ترکستان کے بادشاہون کی میزون پر بطریق تحفہ بھیجے جاتے ہین اور خیوا کے خربوزے اور انار شاہنشاہ چین کی دعوتون مین نہایت لذیذ چیزین خیال کیجاتی ہین۔ اور شاہباد کے ریشم کو ترکستان کی امیرزادیان اوس ریشم سے زیادہ پسند کرتی ہین جو خاص وہان پیدا ہوتا ہی۔ نہرونکے کنارے پر میلون تک میوے کے درخت خصوصاً شہتوت کے درخت لگے ہوئے ہین اور دہات مین بید اور چنار کے درخت کثرت سے ہین۔ ایم ڈیمبری صاحب بیان کرتے ہین کہ اس مختصر سیراب اور آباد وادی کے اندر سوائے دارالسلطنت کے اکتیس ۳۱ شہر ہین اور ہر ایک شہر کے قرب وجوار مین بہت گانوٴن ہین جنکا وہ صدر کہلاتا ہی۔

دارالسلطنت خیوا مین پانچہزار گھر مٹی کے بنے ہوئے ہین کیونکہ ایک ایسے ملک مین جہان دریا کی طغیانی کے باعث زمین ہمیشہ گھٹتی بڑھتی ہی اور جابجا باغ اور میوے کے باغچے اور کھجور اور ایلم کے درخت لگے ہوئے ہین مٹی ہی سے زیادہ کام لیا جاتا ہی اس جگہہ خان خیوا کا محل ہی۔ شہر کے گرد ایک اونچی کچی فصیل ہی۔ چھہ مسجدین سفید پتھر کی اوسمین بنی ہوئی ہین اور عرب کا علم فلسفہ پانچ دارالعلومون مین چھہ سو طالب علمونکو سکھایا جاتا ہی۔ مقام اورنبرگ اور استراخان سے سوداگر لوہے کے آلات اور بندوقین اور لوہے کے برتن اور سوتی کپڑے اور جالی اور چھینٹ اور شکر وغیرہ وہانکے بازارون مین لاتے ہین اور اونکے بدلہ مین خیوا کا چمڑا اور ریشم اور روئی اور میوے اور خشک مچھلی اور

نمدا وغیرہ لیجاتے ہین سواے روس کے اور ملکون کے ساتھہ اوسکی بہت کم تجارت ہوتی ہی۔ آبادی ملک پر سیاحون کے مختلف قیاس ہین کوئی پانچ لاکھہ بتلاتا ہی کوئی پندرہ لاکھہ علی ہذا القیاس سپاہ کے باب مین بہی اختلاف ہی کوئی بیس ہزار سوار بتلاتا ہی کوئی ایک لاکھہ آٹھہ ہزار کہتا ہی۔ ازبک تاتاری یہان کثرت سے رہتے ہین۔ وہ ایک قوم تمام ترکستان پر قابض اور قدیمی ایران اور خراسان کی فتح کرنے والی ہی اگرچہ اونکے باپ دادا گلہ بانی اور صحرانوردی مین اپنی اوقات بسر کیا کرتے تہے مگر اونہون نے اب اوس طریقہ کو چہوڑ دیا ہی اور شہرون مین رہنے سہنے لگے ہین۔ یہ قوم بہادر اور دلیر اور ایماندار تو نہایت ہی مگر کاہل اور متکبر اور عیاش ہی۔ قزلباش اور سُرت یعنی خراسان کی وہ قدیمی قوم جو ابتدا مین خوارزم مین آباد ہوئی تہی بہ نسبت ازبکون کے کم رتبہ ہین۔ خاص خیوا مین ترکمانون کے بہی چند فرقے آباد ہین اور کچھہ کچھہ اور قومین بہی رہتی ہین۔

خیوا کے دوسرے حصہ مین خوارزم کے وہ وسیع بیابان شامل ہین جو خیوا خاص کی سیرابی وادی کے چارون طرف بجز گوشہ شمال و مغرب کے جہان دریاے آکسس بحیرہ ارل مین گرتا ہی واقع ہین۔ یہ بیابان تخمیناً ایک لاکھہ پچاس ہزار مربع میل مین واقع ہونگے اور یہہ فرقے صحرانورد ترکمانون کے اونمین آباد ہین جنکی تعداد قریب پانچ لاکھہ کے ہوگی۔ ترکمان ایک قوم ایسی ہی کہ بلا تکلف دوسری قوم پر حملہ کرتی ہی اور لوگون کو پکڑ کر خیوا اور بخارا کے نخاسون مین لیجا کر بیچ ڈالتی ہی وہ بالکل خودمختار ہی اور کسی کی حکومت کو تسلیم نہین کرتی۔ اونمین ہر ایک شخص بجاے خود بادشاہ ہی اور براے نام خان خیوا کا مطیع ہی۔ اوسکو صرف چند غلام اور گہوڑے بطور خراج دیتا رہتا ہی۔ تمام دنیا مین خیوا کے ریگستان نہایت پرخطر ہین چنانچہ جہانتک نگاہ پہنچتی ہی ریگستان ہی ریگستان نظر آتا ہی۔ ہوا اسقدر گرم چلتی ہی کہ گویا آگ کی لپٹ معلوم ہوتی ہی چرند پرند کی آواز کہین نہین سنائی دیتی ہی کہین کہین قافلون کے مُردون کی ہڈیان نشان بتلاتی ہین کہ اس راہ سے وہ گیا تہا۔

روسیون کو ان خیوا کے وحشی سوارونکی یہہ شکایت تہی کہ وہ اونکی رعایا کو تاخت و تاراج کرتے ہین آدمیونکو پکڑ لیجاتے ہین اسواسطے یہ امر تو ناممکن تہا کہ گریٹ برٹن ایسی بیڈہنگی قومون

کی ایسے دور دراز ملک مین وسط الیشیا کے اندر حامی اور مددگار اوسکی بنتی اور اسمین بہی شک نہین کہ روسیونکو جوان کی شکایت تہی وہ بجا تہی کچہہ بیجا نہ تہی۔ ماسکو اور سینٹ پٹرس کے اخبارون سے معلوم ہوتا ہی کہ روسیون کو خان خیوا اور لارڈ نارتہ بروک کے درمیان یہ پیغام و سلام ازحد ناگوار خاطر ہوئے اور اونہون نے اوسکو اپنی حملہ آوری کی پیشقدمی کا ایک مقدمہ سمجہا۔

سنہ ۱۸۷۲ع کے موسم خزان مین یہ امر پایۂ تحقیق کو پہنچگیا تہا کہ سال آیندہ مین خیوا پر روسیونکی لشکرکشی ہوگی۔ اسی زمانے مین بدنصیب خان خیوا کو برٹش گورنمنٹ کی طرف سے صاف جواب پہنچگیا تہا کہ ہم تمہاری مساعدت اور معاضدت نہین کر سکتے۔ ارل گرین ول سکرٹری فارن آفس انگلستان نے روسی گورنمنٹ کے ارادونکا حال پوچہا جسکے جواب دینے کے لیے کونٹ سکووالوف بہیجے گیے۔ اور اونہون نے یہ اطمینان کرایا کہ خان خیوا کو اوسکی بداعمالی کی سزا دینے کے بعد روسی سپاہ پھر خیوا سے واپس چلی آئیگی۔

اب روسیونکی سپاہ کو جنرل کافمین لیکر خیوا کی طرف گیے۔ جنرل صاحب پہلی فروری سنہ ۱۸۷۳ع کو تاشقند کی طرف چلے۔ یہ شہر پہلے آزاد تاتاریون کے پاس تہا۔ مگر اب وہ قوقند کے ماتحت تہا چہہ دستہ سپاہ کے چہہ راہون سے خیوا کے دارالسلطنت کی طرف بڑہی۔ پانچ منزل مقصود پر پہنچے ایک ناکام رہا۔ موسم نہایت سخت تہا اس مہم مین روسیونکو وہی مصائب پیش آئے جو انگریزونکو مہم ملکڑلا مین رونما ہوئے تہے۔

جسوقت خان خیوا کو یہ معلوم ہوا کہ درحقیقت روسی آتے ہین تو اونہون نے مقام کزالا کو جو دریاے جگزارٹس (سیحون) پر واقع ہی ایک ایلچی جنرل کافمین کی ملاقات کے واسطے بہیجا۔ یہ ایلچی روسی قیدیونکو اپنے ہمراہ لایا تہا اور اوسکو خان خیوا نے یہ ہدایت کردی تہی کہ جو کچہہ روسی کہین اوسکو قبول کرلینا چاہیئے۔ مگر چونکہ اسکی روانگی مین اوسی قدر زیادہ تامل کیا گیا جیسا کہ اسکا مرتبہ بڑا تہا اسوجہ سے جنرل کافمین کے روانہ ہونے سے چند روز بعد کزالا مین پہنچا۔ توپونکی فیر کے شروع ہوتے ہی خان خیوا نے بلاکسی شرط کے اطاعت قبول کرلینے کا اقرار کیا مگر خود حاضر نہوا

بلکہ دار السلطنت سے بھاگ گیا اور اپنی بیگمات اور غلامونکو یہ حکم دے گیا کہ وہ پیچھے سے چلے آئین مگر ترکمانون اور خیوا کے باشندون نے انکو جانے ندیا۔ اگرچہ انکے حاکم نے تاکیدًا یہ کہدیا تہا کہ وہ کسی کی مزاحمت نکرین مگر وہ برابر فیر کرتے رہے۔ چنانچہ جو عہد نامہ خان خیوا اور روسیونکے درمیان ہوا اوسمین خان موصوف نے بائیس ۲۲ لاکھہ روبل کے قریب تاوان جنگ دینا قبول کیا تہا (روبل ایک روسی سکہ ہوتا ہی جو قریب ایک روپیہ دس آنے کے ہوتا ہی) اسمین سے آٹھہ لاکھہ تیس ہزار روپیہ ترکمانونکے ذمہ تجویز ہوئے تہے منجملہ اسکے مبلغ چار لاکھہ دس ہزار روپیہ یعنی فی کس قریب آٹھہ روپیہ فرقہ لونڈ کے ترکمانون سے دو ہفتے کے اندر طلب کیے گئے اور اون لوگون نے اس روپیہ کے دینے سے کچھہ انکار نہین کیا صرف دو ہفتے کی زیادہ مہلت چاہی تہی مگر اونکے ایلچی گرفتار کر لیے گئے اور میجر جنرل گارٹچاف کا یہ حکم ہوا کہ سپاہ روسی اونکی سخت سرزنش کرین تاکہ اور شخصون کو انکو دیکھکر عبرت ہو۔ ۱۵۔ جولائی کو دار الخلافہ پر توبے مقابلہ قبضہ ہوگیا تہا اسلیئے روسی سپاہ خون کی پیاسی تہی اب اوسکو موقع ملا اور اوسنے ایک ایسے ملک مین جسکی وسعت قریب سو مربع میل کے ہوگی کشت وخون و نیزہ بازی اور آتش زنی شروع کی نہ بوڑھے کو چھوڑا نہ لڑکے کو۔ دودہ پیتے بچون کو ماؤن کی چھاتیون پر ایسا سلایا کہ پھر وہ نہ اوٹھے۔ اس ظلم وستم کا نتیجہ یہ ضرور تہا کہ باقی قومون نے ایک اوسط تاوان جنگ چالیس فیصدی سے زیادہ ادا کر دیا۔

خان خیوا اور روسیونکے درمیان یہ عہد نامہ ہوا۔ منقول از اخبار انجمن پنجاب

شرط اول۔ سید محمد راحم بہادر خان خیوا نے شاہ روس کی فرمانبرداری قبول کی اور خان وعدہ کرتا ہی کہ حقوق رشتہ محبت کے قرب وجوار کی حکومتون سے بدستور رکہونگا کوئی نیا طریق صلح یا سوداگری کا اون سے نکرونگا اور جو کسی وجہ سے دشمنی بہی ہو تو اوسکو بغیر منظوری حکام روس متعلق ایشیا کے ظاہر نکرونگا۔

شرط دوم۔ کلکٹی سے جہان شاخ بچپان کی طرف دریاے اموکے چشمے کو جدا کرتی ہی حدود درمیان روس اور خیوا کے شمار ہونگی اور انتہاے حدود جو نیچے سے اس شاخ کے کنارے جہیل ارلکک

وہ ساحل ارگیو تک سمجھی جائیگی اور پھر محراب کے طور پر راست ارٹ جسکو پرانا میدان اموکا کہتے ہین محدود رہے ۔

شرط سوم ۔ تمام زمین ساحل راست دریاے اموکی مع حدود متعلق وآبادی جو خیوا کی حکومت مین واقع ہی اوسکو خان خیوا نے روسیونکے متعلق کردیا اور جو اضلاع اوسمین خان نے عالی درجہ کے سرداران کی حکومت مین دے رکہے تہے وہ سب روس کے حوالہ کردیئے حصہ دار اور مالگزار اون اضلاع کے روس کی سنٹرل ایشیائی گورنمنٹ کو کچہہ نقصان لڑائی کا ندینگے مگر خان خیوا کو اختیار ہی کہ وہ بطور خود نقصان لڑائی کا اونکی زمین واقع بائین کنارہ دریاے اموسے وصول کرے ۔

شرط چہارم ۔ اگر شاہ روس کوئی قطعہ حدود ساحل راست دریاے اموکا شاہ بخارا کو بمک جلالی کے صلے مین عطا کرے تو خان خیوا اپنا قبضہ حکومت کا وہان سے اوٹھالے کچہہ کوشش برخلاف اسکے نکرے ۔

شرط پنجم ۔ روسیون کے جہاز اور دہوان کش وغیرہ متعلقہ گورنمنٹ یا خانگی آدمیونکے بلا ادائے محصول دریاے امومین آمد ورفت رکہین انکے سوا اور کسی کو یہ حق نہین دیا گیا اگر خان خیوا یا شاہ بخارا جہاز رانی کا ارادہ کرین تو منظوری حکام اعلی سنٹرل ایشیا کے اجازت دیجاے ۔

شرط ششم ۔ گورنمنٹ روس کو اختیار ہی کہ بائین طرف کنارہ دریاے اموکے جہان کہین ضرورت اور صورت آمد ورفت آدمیونکی دیکہے ستون کارخانجات جہاز یا گہاٹ وغیرہ بنائے ۔ خان خیوا کی حکومت ذمہ دار حفاظت ستونون اور جہازون کی سمجھی جائیگی اور اس کام کے لیئے بعد پسند جگہہ کے منظوری سپریم حکام اعلی سنٹرل ایشیا کی منگائی جائیگی ۔

شرط ہفتم ۔ علاوہ ان جہازون اور ستونون وغیرہ کے روس کو اختیار کارخانون اور گودام وغیرہ کے رکہنے کا بائین طرف کنارے دریاے اموکے رہیگا جو مقام بموجب منظوری حکام اعلی سنٹرل ایشیا کے پسند کیا جائیگا وہ خان خیوا کو دینا پڑیگا اور اس مقام مین آبادی نہونے پاویگی یہ وسیع جگہہ صرف واسطے رکہنے جہاز ستون میگزین دفتر دن مکان سکنی کارخانہ والونکے لیئے یا جو کچہہ متعلق اونکے کافی سمجھی جائیگی ۔ پس روسیونکو اس بندوبست کے موافق یہ جگہہ اپنے تحت مین رکہنی ہوگی یا کچہہ جو ت

اوس نے مین مین شروع کردین کارخانون مین مال و اسباب سوداگری مع باشندون کے بحفاظت حکومت خان خیوا کے رہیگا اور وہی ذمہ دار اسکا سمجھا جاویگا۔

شرط ہشتم ۸ - تمام شہرون - دہات خانات خیوا مین روسیونکی سوداگری ہوا کریگی روس کے سوداگرون اور قافلہ والون کو اختیار ہے خانات کے جس طرف چاہین سفر کرین لوکل حاکم خان کے حفاظت اونکی کرتے رہین اور گورنمنٹ خیوا ذمہ دار حفاظت قافلہ والون اور اونکے اسباب وغیرہ کی ہوگی۔

شرط نہم ۹ - معلوم ہوا ہی کہ خیوا کے سوداگرونے کا سالنگ سٹرک اور نیز کیسپین جہازون پر زکوٰۃ اپنے مال مین کسے کہ یہ بھی ایک طرح کا ٹیکس ہی کبھی نہین دی اسی طرح روس کے سوداگر بھی جو تجارت کرنے خانات مین جاینگے اداے زکوٰۃ یا اور طرح کے محصول تجارت سے بری رہینگے۔

شرط دہم ۱۰ - روس کے سوداگرونکو یہ حال اچھی طرح سمجھا دیا گیا کہ جو مال و اسباب اونکا خانات کے پار جایگا اوسپر وہ محصول سٹرک کا نہ دینگے۔

شرط یازدہم ۱۱ - روس کے سوداگرونکو واسطے حفاظت لینے اسباب اور رکھنے براہ رسم لوکل حکام روس کے اختیار مقرر کرنے گماشتونکا شہر خیوا اور دوسری طرفون خانات کے رہیگا۔

شرط دوازدہم ۱۲ - روس کی رعیت اسبات پر رضامند ہی کہ جو اسباب اونکی ذات خاص کا خانات مین بموجب منظوری سپریم حکام سنٹرل ایشیا روس کے جس طرح چر کہ ٹیکس نہین کا ہی اوسی موافق ادا کرتے رہے

شرط سیزدہم ۱۳ - جو شرطین سوداگری کی درمیان روس اور خیوا کے قرار پا جائین اونپر طرفین ایمانداری سے عملدرآمد رکھین۔

شرط چہاردہم ۱۴ - جب کوئی نالش خیوا کی رعایا پر روس کی رعیت پیش کرے تو خیوا کی حکومت کو فوراً تحقیقات کرنی چاہیئے اور اگر دعوی اوسکا درست ہی تو فیصلہ کرد ے - جب باہمی دعوی روسیونکا روسیون سے اور خیوا والونکا اہل خیوا سے ہو تو خیوا والون سے پہلے روسیون مقیم خیوا کا فیصلہ تحقیقات سے ہو۔

شرط پانزدہم ۱۵ - اگر کوئی دعوی خیوا والے روسیون ساکن خانات پر دائر کرین تو اوسکا فیصلہ

معرفت حکام روس کے جو قریب تر ہون ہوگا۔

شرط شانزدہم۱۶۔ روس کا کوئی آدمی کسی قوم کا بغیر حصول اجازت روس حدود خیوا مین نہ رہنے پائے خان خیوا سے اسبارہ مین اجازت لینے کی ضرورت نہین۔ اگر روسیون کا مجرم خیوا کی حدود مین روپوش ہو تو خیوا کی گورنمنٹ اوسکی گرفتاری حکام روس کے جو قریب تر ہون حوالہ کرے۔

شرط ہفتدہم۱۷۔ جو صلحنامہ ۲۵۔ جولائی کو سید محمد رحیم بہادر خان خیوانے لکھا اوسمین اجازت آزادی رہنے غلامون کی خانات مین اور موقوفی ہر طرح کی غلامی وجود انسان کی بابت درج ہی اوسی بموجب عملدرآمد رہے خان خیوا اون شرطون کے پورا کرنے مین ہر طرح کی کوشش رکھے۔

شرط ہیژدہم۱۸۔ ۲۲ لاکہہ ربل جرمانہ حکومت خیوا کو بابت لڑائی روسیونکے دینا ہوگا اور جو کچھہ اسباب وغیرہ روس کا گورنمنٹ خیوا اور اہل خیوانے جلا کر برباد کردیا وہ سب اسی جرمانہ مین شامل ہی چونکہ اس رقم کے جلد ادا ہونے کی تجویز نہین ہوسکتی کیونکہ خانات اور خزانہ خان خیوا مین اسقدر روپیہ موجود نہین ہی اور اگر چند روز مہلت بہی اسکے لئے دیجاے تب بہی مشکل ہی اسلیئے رقم مذکورہ مفصلہ ذیل قسطون ۵ روپیہ فیصدی کے حساب سے باقیماندہ زر پر مقرر کی گیئن پہلے دو برسون مین ایک لاکہہ ربل سالانہ دوسرے دو برس مین ہر سال سوا لاکہہ ربل۔ تیسرے دو برسون مین ایک لاکہہ ۷۵ ہزار ربل سالانہ ۱۸۸۱ء مین یعنی نو برس بعد ۲ لاکہہ ربل۔ بعد اسکے ۲ لاکہہ ربل سالانہ جبتک قرض ادا نہو دیا جاوے سکہ رائج خیوا کا بذریعہ ہنڈی بہیجتا رہے پہلی قسط ۱۳۔ دسمبر ۱۸۷۳ء کو دیجاے جسکے ادا کی جلد خان کو اجازت ہوئی ہی اور وہ باشندون ساحل راست امو سے قبل از تاریخ مذکورہ وصول کرے اور جبتک کوئی اور تاریخ لوکل حاکم روس اور خیوا کے قرار ندین تب تک برابر ۱۳ دسمبر تک وصول ہوا کرے آئندہ قسط ۱۳۔ نومبر تک تا ادا ے کل رقم مع سود ہر سال دیجاے بعد ادا ہونے ۲ لاکہہ ربل ۱۳ نومبر ۱۸۸۲ء کو صرف ۷۰ ہزار ۵۴ ربل باقی رہجائینگے بشرطیکہ ۷۰ ہزار ۵ سو ۷۰ ربل برابر ادا ہوتا رہے ۱۳۔ نومبر ۱۸۹۳ء تک قسطون کا ادا ہونا چاہیے خان خیوا کو ان اقساط کے بڑہانے گہٹانے مین اختیار ہی۔ یہ تمام شرطین مندرجہ صلحنامہ گورنر جنرل ترکستان

اور اجیٹن جنرل کافمین اور سید محمد راحم خان بہادر خان خیوا نے قبول کین بمقام کیمپ رس واقع خیوا۔ مورخہ ۲۵۔ اگست ۱۸۷۳ء مطابق یکم ماہ رادشاہ بان ۱۲۹۰ھ۔ (دستخط جنرل کافمین سوس۔ دستخط سید محمد راحم بہادر خان خیوا۔)

شاہ ایران

(۵) اسی سنہ مین ناصرالدین شاہ ایران نے تمام یورپ کی بڑی بڑی سلطنتونکا دورہ کیا اور انگلستان مین اوس موسم مین وہ پہنچا کہ سب طرح کے تماشے وہان موجود تھے۔ یہان اوسکی بڑی تواضع اور تکریم ہوئی۔ سپاہ بحری اور بری اور جہازون کی قواعد دکھائی گئی شاہ ایران نے اپنا روزنامچہ اپنا لکھا ہی اوسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ کیسی عظمت اور وقعت انگلستان کی اوسکے دماغ عالی مین سمائی ہی۔ امید ہی کہ شاہ ایران شاہ انگلستان اور برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ہمیشہ دوستانہ برتاؤ برتتا جاہیگا۔ فرانس اور اٹلی مین اس قائم مقام دارا کی آؤ بھگت اوسکی شان کے لائق نہین ہوئی

یارقند کو سفیر جانا

(۶) ۱۸۷۳ء مین گورنمنٹ کا ارادہ مستحکم ہوا کہ یارقند کو سفیر بھیجا جاے۔ اسلیے فورسایتھ صاحب جو پہلے ہی جا چکے تھے برٹش گورنمنٹ کی طرف سے سفیر بناکر بھیجے گیے اور وہ اس سفارت مین ایسی خدمات مستحسنہ بجا لائے کہ نائٹ کمنڈر کا خطاب اونکو مرحمت ہوا اور اونکی عقل و تدبیر سے ۲۔ فروری ۱۸۷۴ء کو امیر یارقند سے یہ عہدنامہ برٹش گورنمنٹ کا ہوا کہ جو مال تجارت ہندوستان سے یارقند مین جاے او سپر اڑہائی روپیہ فیصدی محصول قیمت مال پر امیر یارقند لے۔ اور گورنمنٹ ہند نے یہ شرط کی کہ جسقدر مال تجارت یارقند سے ہندوستان مین آوے اون سب پر محصول معاف ہی انگریزی گورنمنٹ فیاضانہ اصول وسط ایشیا کے معاملات مین کام مین لائی۔ تمام قیدین تجارت کی اوٹھ گیئن اور اتالیق غازی کے ملک اور مشرقی ترکستان مین انگریزی تجارت کا بازار گرم ہوگیا۔ انگریزی سوداگرون کی وہان بڑی عزت ہوتی ہی۔ ۱۸۷۴ء کے آخر مین وہان چھہ لاکھ روپے کا انگریزی اسباب فروخت ہوا۔

لارڈ نارتھ بروک

(۷) جسوقت لارڈ نارتھ بروک یہان تشریف لائے ہین تو یہ ہندوستان کی بدقسمتی تھی کہ جناب لارڈ میو ایک بدکردار قیدی کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ سارے آدمیون کے دلون پر اس قتل کا

اثر ہو رہا تہا۔ ہندوستانیونکو یہ خوف تہا کہ ہمارے بادشاہ کا قائم مقام یہان قتل ہوا ہی۔ بعد اسکے جو گورنر جنرل آئیگا معلوم نہین غصہ مین ہمارے لیے کیا کریگا۔ مگر لارڈ نارتھ بروک نے ہندوستانیونکے ان تمام خیالات کو اپنی چند روزہ حکومت سے غلط ثابت کر دیا اور جس دانشمندی اور عاقبت اندیشی کی اہل انگلستان سے ہندوستانیونکو توقع تہی اوسکو بخوبی دکہا دیا۔ جو اونہون نے ہندوستانیونکی بیکسی کی حالت مین مکرمت اور مرحمت فرمائی وہ دنیا کی تاریخ مین ایک بیمثال مثال ہی۔ اوسکا حال قحط کے بیان سے ظاہر ہوگا۔ بنگال مین ۱۸۶۵ء کا قحط بیس لاکہہ جانونکو چٹ کر چکا تہا اسلیئے گورنمنٹ کو بہت سے سبق اوسنے پڑہا دیئے تہے۔ اوسنے گورنمنٹ کو اسپر مستعد کر دیا کہ خواہ کچہہ خرچ ہو مگر ملکہ معظمہ کی رعایا کی کسی جان کو تلف نہونے دے۔ ۱۸۶۵ء کا قحط اڑیسہ کے ساتہہ ہی مخصوص نہ تہا۔ بلکہ راجشاہی اور بہار کے صوبے بہی اوسمین شریک تہے۔ ایکی دفعہ بہی یہ آخر دو صوبے اس بلا مین مبتلا ہونیوالے تہے۔ اور جسقدر یہ بلا ۱۸۶۵ء مین دو کروڑ چالیس آدمیونپر آئی تہی اوسی کے قریب آدمیونپر ایکی دفعہ بہی خشک سالی کی آفت آئی تہی مگر فرق اتنا ہی کہ ۱۸۶۵ء کا قحط ۱۸۶۴ء کی پیداوار کی کمی کے بعد آیا تہا اور اس سال یہ قحط چند برس تک عمدہ پیداوار کے بعد وقوع مین آیا۔

صوبہ بہار اور راجشاہی مین ماہ اکتوبر و نومبر ۱۸۶۵ء مین چاول کا نرخ بہ نسبت اسکے گران تہا جو اس سال مین اونہین مہینونمین رہا تہا غرض کہ جہانتک کہ گورنر جنرل کو معلوم ہوا اوس سے اونہون نے یہ خیال کیا کہ اس سال کا قحط ۱۸۶۵ء کے قحط سے زیادہ نہوگا بشرطیکہ موسم سرما اور سال آیندہ کے موسم گرما کی بارش عمدہ ہو۔

گورنمنٹ سے قحط کے آثار نمودار ہونے پر فوراً ۲۸۔ اکتوبر ۱۸۷۳ء سے احکام عام جاری ہونے شروع ہوئے۔ منشا ان احکام کا دانشمندانہ اصول پر مبنی تہا۔ اول یہ کہ خشک سالی کے زمانے مین غلہ کے رسد کے تقسیم کے واسطے اس سے بہتر کوئی عمدہ تدبیر نہین ہو سکتی کہ تجارت مین کسی طرح کی مزاحمت سرکار کی طرف سے نہو اور وہ کوئی فعل ایسا نکرے کہ جس سے تجارت کی عام آزادی مین کوئی مزاحمت پیش آئے۔ اگر ایسی صورت پیدا ہو کہ یہ تجارت کی آزادی بہی ملک کے ایسے حصہ کی

ضرورتون کے رفع کرنیکے واسطے کافی ہو تو گورنمنٹ اور چند تدبیرین اختیار کریگی اور آزادی تجارت ہرگز ہاتھہ سے نہ دیگی۔ گو وہ غلہ کی ضرورتون کو نہ رفع کرسکے مگر وہ اجتماع غلہ کی جو سرکار کریگی معین ضرور ہوگی۔ اسلیے اوسکی شکست و پریشان کرنی کی بجاے اوسکو ایسی تقویت دینی چاہیئے کہ جس سے اوس اور جستی اور چالاکی پیدا ہو جاے اسلیے گورنمنٹ نے اشتہار دیدیا کہ ہم غلہ کو اس ملک سے باہر لیجانے کی ممانعت نہین کرتے اور نہ خود خریدتے ہین اور اپنی طرف سے ملک مین تقسیم کرنا مناسب سمجھتے ہین اور پھر اسکے بعد یہ اشتہار عام اطلاع کے واسطے کہ ہم نرخ مین بھی مداخلت نکرینگے ہمکو بیوپاریون کی سعی اور کوشش سے اعتماد کلی ہی کہ جہان ضرورت ہوگی وہین وہ اپنے غلے کو لے پہنچینگے۔

کلکتہ سے جو رپورٹ کے نقشے مرتب ہوتے تھے اونسے معلوم ہوتا تہا کہ نرخ کے گران ہوجانے سے چاولونکی روانگی باہر بہت کم ہوگئی ہی چنانچہ پچھلے دو مہینونمین صرف چار لاکھہ نوے من چاول باہر گیا ہی حالانکہ ۱۸۷۳ع مین اکتوبر اور نومبر مین بارہ لاکھہ پچاس ہزار سات سو من چاول باہر گیا تہا اور وہ بمقابلہ اس مقدار کے جو عموماً پہنچ سکتی ہی بہت کم ہی۔

دوم۔ ایک انسان کی تکلیف دور کرنے کے واسطے دوسرے انسان کو رنج نہ پہنچایا جاے ایک آدمی کے ہاتھہ سے روٹی چھین کر دوسرے آدمی کا پیٹ نہ بھرا جاے اسلیے اگر ایک ملک کے باشندون کے قحط رفع کرنیکے واسطے دوسرے ملک والون سے غلہ لے لیا جاے اور اونکو تکلیف پہنچائی جاے تو کچھہ حاصل نہین ہی اسلیے بہتر ہی کہ ان اضلاع قحط زدہ مین کوئی تدبیر ایسی کیجاے کہ وہان غلہ ہی کا خرچ کم ہو جاے۔ غلہ کے خرچ کی کمی بیشی باشندون کی تعداد پر منحصر ہوتی ہی اسلیے بہتر یہ ہی کہ ان اضلاع سے باشندے خواہ دوام کے واسطے یا ایام قحط کے لیے کسی ایسے ملک مین بھیجے جائین جہان غلہ کی پیداوار کثرت سے ہو اور اس نقل مکانی کے خرچ کے واسطے گورنمنٹ کی اعانت ہمیشہ ہوتی رہے۔

جناب لارڈ نارتھہ بروک نے آگرہ کی میونسپل کمیٹی کے اڈریس کے جواب مین جو تقریر دلپذیر فرمائی اوس سے قحط کی اور گورنمنٹ کی تدبیر کی بالاجمال کیفیت معلوم ہوتی ہی اور اصول مذکورہ بالا کی تصدیق ہوتی ہی اسلیے چند فقرے ہم اوسمین سے نقل کرتے ہین۔

اگرچہ ہندوستان کے آدمی اس باب مین نہایت مشہور ہین کہ جو رشتہ دار اونکے کام کے لائق نہین ہوتے اونکی پرورش فیاضی کے ساتھہ کرتے ہین اور جو شخص مصیبت زدہ ہوتے ہین اونکو بہت کچھہ خیرات دیتے ہین مگر خشک سالی کے زمانے مین یہ امید نہین ہوسکتی کہ جسقدر محتاج آدمی اونکی فیاضی کے خواستگار ہون اون سب کی حاجتون کو وہ پورا کرسکین اور اسی وجہ سے جو شخص کام کرنے کے لائق نہونگے اونکے واسطے پرورش کا کوئی ذریعہ نہو گا پس جہان کہین اس قسم کی تکلیف معلوم ہوگی گورنمنٹ ہر ایک مقام کے ذی رعب باشندونکی مدد سے بہی ضرور ہی مدد دیگی۔

اس قسم کی مدد دینے کا وقت ہنوز نہین آیا لیکن جہان کہین جب کبہی اس امداد کی ضرورت ہوگی اوسکا بہی بخوبی سر انجام ہوگیا ہی ایسا شاذونادر ہی ہوتا ہی کہ مصیبت کے ساتہہ مصیبت کے کم کرنیکا کوئی طریقہ موجود نہو۔ اور ملکہ معظمہ کی وسیع قلمرو مین کسی حصہ مین کبہی کوئی ایسی تکلیف نہین ہوتی ہی جس سے یہ بات نہ ثابت ہوجاوے کہ سلطنت انگریزی مین بہت بڑا اتفاق ہی چنانچہ اس موقع سے زیادہ کوئی عمدہ نظیر اسکی نہین ہوسکتی ہمنے سنا ہی کہ جسوقت بنگالہ کی فصل کے خراب ہونے کی خبر تار برقی کے ذریعہ سے انگلستان کو پہنچی تو لندن کے باشندون نے بنگالہ کے باشندون کی نسبت فوراً ہمدردی ظاہر کی اور اونکی تکلیف رفع کرنیکے واسطے معقول مدد دینے کا وعدہ کیا۔ غالب ہی کہ ہندوستان کے تمام باشندے بہی اس ہمدردی اور فیاضی کی احسانمندی کے ساتھہ قدرشناسی کرینگے اور مین یقین کرتا ہون کہ آپنے جو سب سے پہلے بحالت ضرورت اپنے ہموطنون یعنی بنگالہ کے باشندونکی مدد دینے کا وعدہ کیا ہی اس سے بہی ہندوستان کے باشندونکی طبیعت کی کیفیت صحیح صحیح ظاہر ہوتی ہی۔

پچھلے برسون مین ان مقامون مین سخت تکلیف لوگون کو ہوئی تہی جو تجارت کے شارع اعظم سے فاصلے پر تہے پس ایسے مقامونکے واسطے بندوبست کرنیکے لیے ہم نے لوکل عہدہ دارون کی مدد سے اسباب کا اندازہ کیا ہی کہ کسقدر آدمیونکو غالباً گورنمنٹ کو مدد دینی پڑیگی جس سے ہمکو یہ بات معلوم ہوجاوے کہ گورنمنٹ کو کسقدر روپیہ صرف کرنا پڑیگا اور ہم نے بہت سا غلہ خرید لیا ہی اور خریدے جاینگے

حکم دیدیا ہی چنانچہ یہ غلہ ان مقامون کو بہیجا جایگا جہان غالبًا غلہ کی رسد مین کمی ہوگی۔

جو رائین بنگالہ کے خاص لفٹنٹ گورنر بہادر حال اور اُن افسرون نے ظاہر کی ہین جنہون نے ۱۸۶۷ع کی خشک سالی کی نسبت تحقیقات اور رپورٹ کی تہی۔ ان سب پر گورنمنٹ نے عمل کیا ہی اور جو تجربہ اضلاع شمال اور مغرب سے ۱۸۶۹و۱۸۶۸ع مین حاصل ہوا تہا جہان جناب سر ولیم میور صاحب بہادر کے عمدہ انتظام سے ایک بڑی خشک سالی کا بخوبی بندوبست ہو گیا تہا اس سے بہی ہمکو بڑا فائدہ حاصل ہوا

ان بڑے بڑے انتظامونکے بعد جنکا مین نے ذکر کیا گورنمنٹ کو اس امر مین کچہہ کلام نہین کہ جسقدر غلہ کی ضرورت ان شخصونکے واسطے ہوگی جو اپنی خبر گیری کرنیکا مقدور نہین رکہتے ہین وہ غلہ ہندوستان کے اَور مقامون سے آسکیگا۔ ملک بنگال کے ضلع باقر گنج مین چاول کی پیداوار وہان کے باشندون کے خرچ سے زیادہ ہوتی ہی۔ اور اڑلیسہ کی تمام قسمت مین اس سال عمدہ فصل ہوئی ہی۔ برہما مین بہی اس کثرت سے پیداوار ہوئی ہی جیسی کہ آجتک کبہی نہین ہوئی اور اضلاع شمال و مغرب مین باستثنای چند شرقی اضلاع کے اور مدراس اور بمبئی اور پنجاب مین بہی فصل نہایت عمدہ ہوئی ہی۔ پس ہم یقین کرتے ہین کہ جیسا سابق مین ہوچکا ہی اسی طرح ایک ایسی آبادی مین جو ملک کی کل آبادی سے ایک آٹہوین حصہ سے زیادہ نہین ہی اس قلت پیداوار کا تدارک بخوبی ہو جاویگا۔

مین خوب جانتا ہون کہ ان اضلاع اور نیز اَور اضلاع مین تجارت بڑی مستعدی سے جاری ہی پس گورنمنٹ نے تجارت کی مدد کے واسطے ریلوے کا محصول بہی کم کردیا ہی اور جن مقامون مین ریلوے اسٹیشن سے آبادی تک اَور کسی قسم کی باربرداری کی ضرورت ہوگی تو سرکار اس مین بہی حتی الامکان مدد دیگی۔

ہم یقین کرتے ہین کہ جن اضلاع مین پیداوار کم ہوئی ہی وہان کے افسرون سے مین نے حال مین اپنی گفتگو کی ہی چنانچہ اونکے بیان سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکو گورنمنٹ پر بخوبی بہروسہ ہی اور مجکو بہی اطمینان ہی کہ وہ اپنے فرض کو بخوبی ادا کرینگے۔ گورنمنٹ نے اونکی تمام رایون پر عمل کیا ہی اور اونکو یہ اختیار دیا گیا ہی کہ وقت ضرورت کے جیسا اونکی رائے مین مناسب معلوم ہو عمل کرین۔

غالب ہی کہ کلکتہ کو واپس جانے سے پہلے مین بعض امدادی کامونکو ملاحظہ کرونگا اور اون
افسرون سے مکرر ملاقات کرونگا جنکے علاقون مین خشکی کا اثر ہوتا ہی اس قسم کی زبانی گفتگو سے مجکو
تحریری رپورٹون کی نسبت زیادہ واقفیت حاصل ہوگی مین نے جو یہ آزادانہ گفتگو خشک سالی کی کیفیت
کی کی ہی اور جو تدبیرین اون کی نسبت کی ہین ان سے آپکو معلوم ہوگا کہ گو اندیشہ اور تردد کی
معقول وجہ موجود ہی مگر ہر طرح پر یہ بھی یقین ہی کہ خداوند کریم کی عنایت گورنمنٹ اور رعایا دونون
کامیابی کے ساتھہ اون مشکلات کا مقابلہ کرینگے جو ہمکو اس وقت درپیش ہین۔

گورنمنٹ نے جو طریقہ امداد رعایا کا اختیار کیا وہ فرزانگی پر مبنی تہا۔ جو جوان اور قوی دست
کام کے لائق تہے اونکو مزدوری پر اون عمارات مین لگایا جنسے آیندہ فائدہ ہو۔ مگر یہ کام بڑے بڑے
اضلاع قحط زدہ مین جاری کرنے مناسب نہ تہے اسلیے کہ جب مزدورونکو مزدوری گہر بیٹہے ملتی تو وہ
نقل مکان نکرتے۔ اسی سبب سے اصول دوم مذکورہ بالا عمل مین نہین آتا۔ اسلیئے چہوٹے چہوٹے کام
اضلاع قحط زدہ مین جاری کیئے۔ مزدوری ایسی کم مقرر کی کہ وہی مزدور آئین جنکو کسی اور جگہہ کام
نہ مل سکے۔ گورنمنٹ ہند نے حکم فرمادیا کہ قسمت پٹنہ کے شمال مین گنڈک ندی کا بند بنایا جاوے
اور جنوب مین سون کی نہر اور قسمت راج شاہی مین شمالی بنگال کی ریل کی تعمیر شروع ہو۔
یہ امداد تو تنومند آدمیونکی ہوئی اب وہ لوگ جو کسی کام کے ہی نہین تہے اور محض اپاہج تہے اونکے
لیئے یہ تجویز ٹھہری کہ مفت اونکو خوراک تقسیم ہو اور اس تقسیم خیرات مین کچہہ خرچ نہو۔ تاجرون کی امداد
ترقی تجارت کے واسطے یہ کی گئی کہ مہاجنون اور تاجرون کو بے سود روپیہ گورنمنٹ نے دیدیا۔ صاحب
جائداد جو ایسے تہے کہ اونکو خیرات لینے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا تہا اور کہانے کو بہی پاس نتہا اونکو
بہی گورنمنٹ نے روپیہ قرض دیدیا اور اونکے مزارعین کی امداد بہی غلہ اور زر نقد سے کی۔

جب تجارت غلہ بھوکونکا پیٹ نہ بہر سکے تو گورنمنٹ کی طرف سے غلہ فروخت ہونے لگا اور پھر
روسمین بہی یہ رعایت تہی کہ جو شریف اور معزز قوم کے آدمی مثلاً برہمن وغیرہ تہے کہ نہ وہ چہبڑی
سر پر ڈہو سکتے تہے نہ بہیک کے لیئے ہاتہہ پہیلا سکتے تہے اونکے ہاتہہ یہ غلہ ارزان فروخت کیا گیا اور

دام اونسے حسب استطاعت لیئے گیے بعض کے ہاتھہ روپیہ کا دو من غلہ فروخت ہوگیا یتیمون کی بہی
فہرست بننے کا حکم گورنمنٹ نے دیا کہ آیندہ اونکی پرورش کا انتظام کیا جاے ۔ سب جانتے ہین کہ
زراعت کے لیئے جیسے آدمی ضرور ہین ایسے مویشی بہی ۔ دونون ہی ملکر ہل چلاتے اور بیج بوتے ہین اور
پانی دیتے ہین ۔ ایک کو پالنا اور دوسرے کو مارنا درحقیقت دونون کو مارنا تہا ۔ ان حیوانونکے دانے چارہ کا
انتظام ایسا ہی کیا گیا جیسے کہ انسانون کے لیئے کیا گیا تہا ۔

اہتمام اس تمام کام کا سر رچرڈ ٹمپل صاحب کے سپرد تہا جنکے ہمنے کارہاے نمایان بہت سے
لکہے ہین واقعی اس کام کے واسطے اونسے بہتر کوئی مہتمم اس کار اہم کے واسطے ہندوستان مین موجود
نتہا ۔ اونہون نے ۱۲ ۔ جنوری ۱۸۷۴ء سے حسب منشاء گورنمنٹ رفع مصائب قحط مین کام کا اجرا
شروع کیا ۔ سب مین بڑے ضروری کام غلہ کی بہم رسانی کا تہا ۔

مراسلہ وزیر ہند کی بعینہ ہم اس جگہہ نقل کرتے ہین جس سے تمام حال انتظام قحط کا آئینہ ہو جائیگا ۔
گورنمنٹ ہند نے قحط کے انتظام کے متعلق صاحب وزیر سلطنت ہند کی خدمت مین ۳۰ ۔ جنوری ۱۸۷۴ء کو
مراسلہ مندرجہ ذیل ارسال فرمایا تہا ۔

میرے لارڈ ڈیوک ۔۔۔ ہمنے سابق مین آپکے مراسلہ نمبر ۲ صیغہ مال مورخہ یکم دسمبر ۱۸۷۳ء کا
جواب اس وجہ سے نہین لکہا کہ ہمکو اس جواب مین یہ بات لکہنی منظور تہی کہ ہم ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے
روبرو مختصر طور پر اوس انتظام کی ایک کیفیت پیش کرین جو ہمنے اوس قحط کے دفعیہ کے واسطے
جسکا صوبہ بہار اور بنگالہ کے اکثر اضلاع مین اندیشہ ہے غلہ کی فراہمی کے بابت مین کیا ہے ۔

۲ ۔ ہم ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے شکر گزار ہین کہ اونسنے از راہ دوراندیشی اسبابات کی ہمکو اجازت
دیدی ہے کہ جو تدبیر لوگون کی جان بچانے کے واسطے ہمارے نزدیک ضروری معلوم ہو اوسکو ہم عمل
مین لاوین پس ہمکو ملکہ معظمہ کی اس مہربانی سے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ممدوحہ کو ہمارا
پورا اعتبار ہے اور نیز اس بات سے کہ جو آپ نے ہماری اس راے کو پسند فرمالیا کہ ہندوستان کے
بندرگاہون سے چاول کی روانگی کی ممانعت نہ کیجاوے ایسی حالتون مین جن مین کسی قدر مشکل

معلوم ہوتی تہی بڑی ہی تقویت حاصل ہوئی ہم اس باب مین صاحب لیسرلے بہادر کی ایک راے

ملفوف کرتے ہین اور ہم اوس سے متفق ہین۔

۳ - آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ اگرچہ ہم اپنے ہفتہ وار مراسلون اور جو خط وکتابت ہمنے گورنمنٹ

بنگالہ کے ساتہہ کی ہی اوسمین اوس بندوبست کا کچہہ حال لکہتے رہے ہین جو ہمنے اضلاع قحط زدہ مین غلہ کی

فراہمی کے واسطے کیا ہی مگر ہمنے اوس انتظام کی ہنوز کوئی مفصل رپورٹ نہین کی ہی۔

۴ - جن وجوہ سے غلہ کی خریداری کی نسبت بعض بڑے بڑے انتظامونمین دقتین پیش آئی ہین اونکے

لحاظ سے ہمنے اس معاملے مین سکوت کرنا مناسب خیال کیا ہی اور اس سکوت کی خواہش ہمکو اس بات

کے سننے سے زیادہ تر ہوئی کہ لوگون کو علی العموم یہ یقین ہوتا جاتا ہی کہ رعایا کے واسطے غلہ کی فراہمی کا

بندوبست گورنمنٹ خود اپنے ذمہ لینا چاہتی ہی اور اس بات کا نہایت اندیشہ ہو کہ اس قسم کے خیال سے

خاص لوگون کی معرفت غلہ کی تجارت مین بڑا خلل واقع ہوگا حالانکہ جو کمی غلہ کی اون بازارون مین

جو آمدورفت کے خاص خاص موقعونپر واقع ہون اوسکے رفع کرنیکے واسطے ہمکو خاص لوگون کی ہی

تجارت پر بہروسہ کرنا چاہیے۔

۵ - ہم نہایت خوشی سے یہ بات بیان کرتے ہین کہ گورنمنٹ بنگالہ اور لوکل عہدہ دارون کی

سعی وکوشش سے سوداگرون کو پہر اطمینان ہوگیا ہی اور جو خبرین حال مین ہمارے پاس آئی ہین

اونسے ہمکو یہ یقین ہوتا ہی کہ جو بندوبست ہمنے کیا ہی اوس سے اونکی تجارت کو کچہہ نقصان نہین پہنچا ہی۔

۶ - پس جب یہ صورت ہی اور اگلے تین مہینونکے واسطے ہمارا انتظام پورا ہوگیا ہی تو پہر اب

سکوت کی کوئی ضرورت نہین ہی اور اسی وجہ سے ہم آپکو اس امر سے مطلع کرتے ہین کہ ہم نے کیا کیا

انتظام کیے ہین۔

۷ - جو مراسلہ صاحب لیسرلے بہادر نے ۰ نومبر ۱۸۷۳ء کو آپکی خدمت مین ارسال کیا گیا تہا

اوسمین فقرہ مندرجہ ذیل بیان کیا گیا تہا۔

"علاقہ متضررہ کی گورنمنٹ کو گورنمنٹ ہند پر بہروسہ رکہنا چاہیے کہ وہ حتی الامکان بلا لحاظ

اس امر کے کہ کسی قدر روپیہ خرچ کیون نہو اسباب مین کسی قسم کی تدبیر کرنے سے کوتاہی نکریگی کہ جس
قحط کا بنگالہ مین آج کل اندیشہ ہی اوسکے باعث سے حضور ملکہ معظمہ کی رعایا کی جان تلف ہونے پاوے"

جو تقریر حضور ویسرائے بہادر نے آگرہ کی میونسپلٹی کی ایڈریس کے جواب مین فرمائی تہی اوسمین
صاحب ممدوح نے گورنمنٹ ہند کیجانب سے یہ بیان فرمایا تہا "گورنمنٹ کو اسبات کا بڑا خیال ہی کہ
اوسکے ذمہ بڑی جوابدہی ہی اور ہمنے از راہ دوراندیشی قحط کا بخوبی بندوبست کیا ہی ہمارا مقصد یہ
ہی کہ جہانتک ممکن ہو ملکہ معظمہ کی کسی رعایا کی جان تلف نہونے پاوے"۔

۸ - آپ اس امر سے واقف ہین کہ جہان کہین لوگونکو روزگار کی ضرورت ہی وہان اسبات کا
یہ بندوبست کیا گیا ہی کہ گورنمنٹ بنگالہ اور حکام ضلع فوراً مختلف قسم کی سرکاری تعمیرات کو شروع
کرسکین یہ بندوبست پچھلے تجربہ کے لحاظ سے اسبات کے لیئے کافی معلوم ہوتا ہی کہ جب لوگون کو
اسقدر تکلیف پہنچے کہ امداد مزید بہی اونکے حق مین مفید نہو تو اوسوقت اونکو مصیبت سے بچا دے -

۹ - لیکن اس بندوبست سے علاوہ ابتدا ہی سے ہمکو یہ خیال تہا کہ جو تجربہ سنہ ۱۸۶۴ع اور سنہ ۱۸۶۵ع
مین اڑیسہ اور بہار کی قحط سالی سے حاصل ہوا تہا اوسکی رو سے اضلاع قحط زدہ مین اون مزدورون کو
بعوض نقد مزدوری کے غلہ دینے کے لیئے غلہ جمع کرنے کی ضرورت پڑیگی بشرطیکہ جن مقامون پر وہ متعین ہون
وہان غلہ کی قلت ہوجائے جو اصول اس باب مین ہمنے اپنے عملدرآمد کے واسطے قرار دیئے تھے وہ رزولیوشن
گورنمنٹ مورخہ ۷ - نومبر مین بیان کیئے گیئے تھے رزولیوشن مذکور مین یہ بہی بیان کیا گیا تہا کہ اگرچہ
گورنمنٹ کو بہروسہ ہی کہ جو قلت غلہ کی مختلف مقامون مین ہوگی وہ عموماً برٹش انڈیا کی اندرونی
تجارت کے ذریعہ سے رفع ہوجائیگی مگر شاید ایسی خاص صورتین بہی پیدا ہون جنمین گورنمنٹ کو لوگون
کی خاص تجارت مین مدد دینے کی ضرورت پڑے پس اسوجہ سے یہ تجویز کی گئی تہی کہ جو مزدور سرکاری
تعمیرات پر نوکر ہون اونکی پرورش کے واسطے کافی رسد غلہ کی جمع کیجاوے اور اس رسد کو اسطرح پر
جمع کرنا چاہیئے کہ جہانتک ممکن ہو اوسکے باعث سے غلہ کی تجارت مین خلل واقع نہو پس گورنمنٹ ہند نے
اون ملکون سے غلہ منگانیکا بندوبست کیا جو اضلاع قحط زدہ کی حدود سے باہر تہے اور اسی وجہ گورنمنٹ کی

اور گورنمنٹ مدراس اور صاحب چیف کمشنر برٹش برہما کی معرفت غلہ کے خرید کیے جانیکا حکم دیا گیا۔

۱۰۔ جسوقت یہ رزولیوشن جاری کیا گیا تہا اوسوقت ملک کی حالت ایسی خیال کی گئی تہی کہ کلکتہ مین سنٹرل ریلیف کمیٹی کا جمع ہونا بہت ضرور ہوگا اور ہمارا ارادہ تہا کہ جس وقت یہ کمیٹی قائم ہوجاوے تو اوس سے یہ درخواست کیجاوے کہ جس قسم کے غلہ کی بلاقیمت تقسیم کرنے کی ضرورت ہو اوسکی خرید کا اہتمام کرے مگر چونکہ سنٹرل ریلیف کمیٹی کا ایسی جلدی قائم کرنا پسندیدہ نہ معلوم ہوا لہذا ہمنے صرف اونہین محنتیون کے واسطے غلہ فراہم نہین کیا جو سرکاری تعمیرات پر نوکر ہون بلکہ اون لوگون کے واسطے بہی فراہم کرنیکا بندوبست کیا ہی جو ضروری ثابت ہون

۱۱۔ ہمنے اس نظر سے کہ جو اضلاع آہنی سڑکون اور دریاؤن سے نہایت فاصلہ پر واقع ہین وہان رسد کے جمع کرنے مین تاخیر ہو اول گورنمنٹ بنگالہ کو غلہ کے خرید کرنے کی اجازت دی مگر بعدہ ہم نے رسد کا فراہم کرنا خاص اپنے ذمہ لیا۔

۱۲۔ اب ہم گورنمنٹ کی کارروائی کو مختصراً بیان کرنا چاہتے ہین۔

گورنمنٹ بنگالہ نے پچاس ہزار تین سو اکتالیس ٹن غلہ خرید کیا ہی (ایک ٹن اٹھائیس من کا ہوتا ہی) اور گورنمنٹ ہند کی خرید اور آیندہ خرید کا انتظام حسب تفصیل ذیل ہی۔

مقدار غلہ جو آج کی تاریخ تک کلکتہ مین آیا	۴۷۰۰۰ ہزار ٹن
مقدار غلہ جسکا اگلے تین مہینون یعنی فرض کرو کہ نصف ماہ مئی تک وصول ہونیکا بندوبست کیا گیا ہی یا وصول ہونیکی توقع ہی	۲۴۴۵۰۰ ٹن
میزان	۲۹۱۵۰۰

پس جسقدر غلہ کا بندوبست وسط مئی تک کیا گیا ہی اوسکی مقدار ۳۴۲۰۰۰ ٹن ہی اور یہ علاوہ اوس مقدار کثیر کے ہی جو گورنمنٹ آف وارڈس اور کاشتکارون اور زمینداران اور اور شخصون نے اوس روپیہ سے خرید کی ہی جو گورنمنٹ نے بطور پیشگی اونکو دیا ہی۔

۱۳۔ جو انتظام ہمنے اسوقت تک کیے ہین اونسے اب آپکو مطلع کرکے ہم یہ امر بیان کرنا چاہتے ہین

کہ ہمنے کس حساب کے بموجب عمل کیا ہی ہمنے غلہ کی رسد کے اعتبار پر یہ اندازہ نہین کیا کہ بنگالہ مین عموماً غلہ کی اسقدر قلت ہوگی کہ جو غلہ بذریعہ تجارت کے ہندوستان کے اور مقامون سے بہم پہنچ سکیگا اوس سے وہ پوری نہوگی اور جسوقت سے اول مرتبہ پیداوار چاول کی قلت کے آثار نمایان ہوئے تھے اوسوقت سے ابتک کوئی امر ایسا وقوع مین نہین آیا ہی جس سے ہماری رائے تبدیل ہوسکے -

۱۴ - بلاشبہ ہمکو یہ گمان ہی کہ غلہ کا نرخ گران ہوجائیگا اور اوسکے باعث سے بہت سے آدمیون کو تکلیف ہوگی پس جو تدبیر گورنمنٹ نے سوچی ہی وہ یہ ہی کہ جہان کہین تکلیف ہو وہان تندرست آدمیون کے واسطے امدادی کام جاری کیے جاوین اور جو شخص محنت نکرسکتے ہون اونکو اور بعض خاص لوگون کو مفت غلہ تقسیم کیا جاوے مگر ہمنے کوئی بات ایسی نہین کی ہی کہ جس سے لوگون کو یہ یقین ہو کہ ہم علی العموم غلہ کی تقسیم اپنے ذمہ لینا چاہتے ہین کیونکہ گورنمنٹ کی جانب سے اس قسم کی ذمہ داری کا سرانجام اس حالت مین جبکہ لاکھون آدمیون کے واسطے غلہ کی فراہمی کا بندوبست کرنا پڑے ناممکن ہوتا اور اگر اوسکا ارادہ کیا بھی جاتا تو خاص سوداگر جو ہندوستان مین بکثرت اور نہایت مستعد اور اولوالعزم ہوتے ہین اور جنپر خاص بھروسہ ملک کو ہونا چاہیئے اونکی ہمت اور کوشش پست ہوجاتی -

۱۵ - پس جسقدر سامان ہمارے پاس موجود تھا اوسکے ذریعہ سے ہمنے یہ حساب لگایا کہ غالباً کسقدر آدمیون کو سرکاری امداد کی ضرورت ہوگی جن اضلاع مین قحط کا اندیشہ ہی اونکی کل آبادی تخمیناً دو کروڑ پچاس ہزار شمار کی گئی تھی اور جسقدر آدمی پچھلے قحطون مین امدادی کامون پر آئے تھے یا جنکو رلیف کمیٹیون اور اور شخصون نے بطور خیرات کے مدد دی تھی اونکی تعداد اون اضلاع مین جہان نہایت قحط تھا زیادہ سے زیادہ فیصدی دس تھی پس جن اضلاع مین بالفعل قحط کا اندیشہ ہی اون کی آبادی سے ہمنے یہی نسبت لگائی اور تخمینہ کیا کہ ہمکو غالباً سات مہینے کے واسطے پچیس لاکھ آدمیون کی پرورش کا بندوبست کرنا پڑیگا چنانچہ اسقدر آدمیون کے واسطے فی کس فی یوم آدہ سیر چاول کے حساب سے قریب دو لاکھ چالیس ہزار ٹن غلہ کی ضرورت معلوم ہوتی ہی -

۱۶ - علاوہ اسکے ہمنے یہ بھی خیال کیا کہ کچھہ فاضل غلہ جمع رکہنا بھی مناسب ہوگا اور اسی وجہ سے

تخمینہ مذکورہ بالا کے سوا ہمنے ایک لاکہہ ٹن غلہ اور جمع کیا ہی۔

۱۷۔ غرضکہ گورنمنٹ نے اسی طرح پر قحط زدون کی پرورش کا بندوبست کیا ہی اور جو درخواست اور تخمینے گورنمنٹ بنگالہ نے علحدہ تیار کرکے ہمارے پاس بہیجے ہین اون سے ہمکو یقین واثق ہوگیا ہی کہ جو بندوبست ہمنے کیا ہی وہ موجودہ رسد کے لحاظ سے کافی ووافی ہوگا۔

۱۸۔ جو تخمینہ گورنمنٹ بنگالہ نے اول مرتبہ ہمارے پاس بہیجا تہا وہ ۲۔ دسمبر کا لکہا ہوا تہا اور جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی یہ خواہش تہی کہ اضلاع قحط زدہ مین یا گودامون کے اندر جنوری سنہ ۱۸۷۴ع سے پہلے بطور انتظام ابتدائی کے اسقدر غلہ جمع ہوجاوے جو اون اضلاع کے فیصدی پانچ باشندونکی پرورش کے واسطے تین مہینے تک کافی ہو اور صاحب موصوف کی یہ راے تہی کہ اسقدر غلہ کے جمع ہوجانیکے بعد جہان کہین ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۴ع کے اخیر تک فاقہ کشی یا سخت تکلیف کی نوبت پہنچیگی اوسکو ہم غالبًا رفع کرسکینگے اور قبل اس سے کہ یہ مقدار خرچ ہو ہمکو یہ بات معلوم ہوجاویگی کہ غالبًا کہان تک سخت قحط کی نوبت پہنچیگی اور اوسوقت گورنمنٹ ہند اسقدر چاول اور خرید کرسکیگی جسقدر اوسکے نزدیک ضرور ہو صاحب لفٹننٹ گورنر نے یہ بہی بیان کیا کہ اونکا ابتدائی اسٹیمٹ ایسا ہی اور مختص المقام امدادی کامون اور نیز محتاج خانون کی ضروریات کا بہی لحاظ کیا گیا دوسری چٹہی مورخہ ۱۱۔ دسمبر مین جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ نے یہ بیان کیا تہا کہ جسقدر غلہ وہ طلب کرتے ہین اگر وہ آخر جنوری تک فراہم ہوجاوے تو باقی مہینون مین اس سے بہت زیادہ غلہ جمع ہوجائیگا اور برسات شروع ہونے سے پہلے اوسکو تقسیم کرسکینگے حالانکہ ہم بارش کے شروع ہونے سے پہلے اضلاع قحط زدہ مین سرکاری ایجنٹونکی معرفت دو لاکہہ ٹن سے زیادہ غلہ کے تقسیم کرنے کی امید نہین کرتے صاحب ممدوح نے یہ بات بہی بیان فرمائی کہ اگر بنگالہ کے درمیانی اور مغربی اضلاع مین بہی لوگون کو تکلیف ہو اور وہان سرکاری غلہ کی ضرورت ہو تو بہت ہی زیادہ غلہ تقسیم کرنا پڑیگا۔

۱۹۔ چنانچہ یہ پہلی درخواست جسمین فاضل غلہ مہیا کرنے کی غرض سے ستر ہزار ٹن غلہ کی ضرورت بیان کی گئی تہی منظور کرلی گئی اور گورنمنٹ بنگالہ اور گورنمنٹ ہند نے میعاد مذکورہ کے اندر اسقدر غلہ

جمع کر لیا ہے۔

۲۰ — ۵ جنوری کو گورنمنٹ بنگالہ نے تخمینہ مزید ارسال کیا اور صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر نے یہ رائے لکھی کہ اول تو اسبات کا کہ جو مقام دور واقع ہون اور وہان تک آمد و رفت کا آسان ذریعہ او نمین ہمیشہ غلہ پہنچتا رہے اور دوم اسبات کا بندوبست کرنا چاہیئے کہ جو اضلاع اور ریلوے اور اون دریاؤن کے قریب واقع ہون جنمین کشتیان چلتی ہون او نمین فاضل غلہ ضرورت کے واسطے موجود رہے صاحب ممدوح نے یہ بھی لکھا تہا کہ جو رسد کلکتہ مین آ گئی اور فروری اور مارچ اور اپریل مین روانہ کیجائیگی وہ برسات کے شروع ہونے سے پہلے بیرونجات مین پہنچ جاویگی اور جو غلہ مئی اور جون اور جولائی مین روانہ کیا جاویگا وہ اکثر اضلاع مین نئے غلہ کے آنے سے پہلے پہنچیگا اور صاحب ممدوح نے یہ خواہش ظاہر کی کہ پچہتر ہزار ٹن غلہ اونکے حوالہ کر دیا جاے تاکہ وہ یکم فروری کے بعد تین مہینے کے اندر قسمت پٹنہ اور بھاگلپور اور راجشاہی کے اون مقامونکو روانہ کر دیا جاے جہان آمد و رفت کے ذریعے کم ہین اور یہ بھی رائے دی کہ ایک لاکہہ پچاس ہزار ٹن غلہ فاضل گورنمنٹ کے پاس موجود رہنا چاہیئے اور ماہ مئی و جون و جولائی مین پچہتر ہزار ٹن فاضل غلہ اور بہم پہنچانا مناسب ہے۔

۲۱ — ہمنے گورنمنٹ بنگالہ کو فوراً یہ اطلاع دی کہ پچہتر ہزار ٹن غلہ اور گورنمنٹ موصوف کے حوالہ کر دیا جاویگا اور آپ کو معلوم ہوگا کہ جو زائد غلہ ہم جمع کرتے ہین وہ وسط مئی تک قریب دو لاکہہ ٹن کے ہوگا اور اگر آگے تین مہینون مین اور زیادہ غلہ کی ضرورت پائیگی تو بہی ہمکو اوسکے بہم پہنچانے مین کچھہ دقت نہین معلوم ہوتی ہے۔

۲۲ — ہمکو اس امر کا اطمینان ہے کہ ایسٹ انڈین اور ایسٹرن بنگال ریلوے اپنے بڑے بڑے اسٹیشنون پر کثرت سے غلہ پہنچا سکتے ہین صاحب لفٹننٹ گورنر بنگالہ اور حکام ضلع مفصلات تک غلہ کے پہنچانے کے لیئے باربرداری کا بخوبی انتظام کرنے مین ہر ایک قسم کی کوشش کر رہے ہین مگر اس باب مین خاص طور کی نہایت بڑی مشکلات پیش آتی ہین۔

۲۳ — جو حساب ہم ٹہیک ٹہیک لگا سکتے ہین اوسکے بموجب غلہ کی فراہمی کا اول خرچ

قریب بتیس لاکھہ روپیہ کے ہوگا چنانچہ جس مصیبت کے نازل ہونیکا ملک کے ایک بڑے حصہ مین اندیشہ
ہے اوسکے اثر کو کم کرنے کی غرض سے ہمنے بلا تامل اسقدر خرچ کو گوارا کر لیا ہے۔

آپ کے خادم

دستخط
نارتھہ بروک
بی ایچ ایلس
ایچ ڈبلیو نارمن
اے ہاب ہوس
ای اسی بیلی

۲۔ فروری ۱۸۷۴ء کو جناب کیمبل صاحب لفٹنٹ گورنر بنگال نے غلے کا تخمینہ ۱۹۶۰۰۰ ٹن کیا تھا
اور تجویز ثانی مین ۱۱۔ دسمبر ۱۸۷۳ء کو ۳۴۶۰۰۰ ٹن۔ یہ تخمینہ کر کے اونہون نے گورنمنٹ ہند کے روبرو
درخواست پیش کی کہ سب غیر ملکونمین یہان سے غلہ کا جانا موقوف ہو جاے مگر لارڈ نارتھہ بروک
کی راے اسکے خلاف تہی۔ وہ تجارت کی آزادی مین مخل تہے اونکی راے کے ساتھہ لارڈ سلسبری
وزیر ہند نے بہی اتفاق کیا اسلیئے بدستور غیر ملکون کو جاتا رہا۔ بنگال مین چھہ کروڑ ساٹھہ لاکھہ باشندے
رہتے ہین اور آٹھہ لاکھہ چالیس ہزار ٹن غلے کا روزانہ خرچ ہے پس جسقدر باہر ملکون کو جاتا تہا وہ اس
خرچ کے مقابلہ مین ایسی قلیل مقدار تہا کہ اگر اسکی ممانعت کیجاتی تو کچھہ دنون غلہ ارزان ہوتا جسکے
سبب سے خرچ غلہ زیادہ ہو جاتا اور وہی قحط کی سختی آخر کو رہتی جواب ہوئی گورنمنٹ نے ملک برہما سے
۷۸۰۷۰۲۱۳۰ روپیہ کا ۴۵۶۹۰۰ ٹن غلہ خرید کر کے بہیجا۔ گورنمنٹ مدراس سے بہی التماس ایک
لاکھہ ٹن غلہ کی کی گئی تہی۔ مگر معلوم نہین کتنا غلہ اور کس قیمت پر وہان سے آیا۔

اب غلہ تو بہم پہنچگیا مگر اوسکا ایسے مقامات پر پہنچانا کہ جو ریل سے دور تہے ایک مشکل کام تہا۔
برسات سے پہلے اس کام کا ختم ہونا چاہیے تہا کیونکہ جسقدر برسات کے دن قریب آتے جاتے تہے
اور شاہی باربرداری کے اسباب کے لیئے بہی اندیشہ زیادہ ہوتا جاتا تہا غرض باربرداری کا سامان

اضلاع شمال سے شتر ہزار گاڑیونکا اور ڈیڑہ لاکہہ بیلونکا ہوگیا اور دس دخانی جہازونکے واسطے ولایت کو لکہا گیا۔ غرض بار برداری کا سامان ۸ مئی ۱۸۷۴ع تک اتنا ہوگیا کہ ۸۰۰ کشتی خرد ملک اودہ اور چار ہزار کشتی دریائے گنگ غلہ کے لیجانے کے واسطے چلنے لگین سب سے زیادہ آفت قحط ترہُت اور اوسکے علاقہ دربھنگا مین تہی۔ یہان ۶۰ یا ۷۰ فیصدی آدمیونکی گذران سرکار کے غلے پر تہی۔

اس اندیشے سے کہ مویشیون مین بیماری نہ شروع ہوجاے جس سے وہ خود مرین اور غلہ کے نہ پہنچنے سے آدمی مرین اسقدر سامان بار برداری کیا گیا کہ گاڑیان قریب ایک لاکہہ کے اور بیل زائد دو لاکہہ شتر اکہزار خچر سو ٹٹو چودہ ہزار کشتیان پندرہ سو۔

اس تمام کام کے منتظم افسران اعلی انگریزی پینسٹھ اور سارجنٹ فوجی انگریز نو اور ہندوستانی افسر اڑتالیس اور ہندوستانی سپاہی ۱۴۴۷۔ ان افسرونکی کوشش سے اور بار برداری کی کثرت سے باون لاکہہ من غلہ ایک سو بیالیس مختلف مقامات پر پہنچایا گیا۔ بیماری کے علاج کے واسطے جو قحط کو لازم ہے ڈاکٹر بہی بہت سے موجود تھے۔ خیرات سب غربا و مساکین مین روزانہ موافق اونکے حال کے ہوتی تہی۔ کسی کو کچہی جنس دیجاتی تہی کسی کو پکی خوراک کسی کو نقد۔

ایام قحط مین زیادہ تر تکلیف اون آدمیونکو ہوتی تہی کہ روز اپنا کام کرکے پیٹ بہرتے ہین اونکو اس زمانے مین مزدوری کم ملتی ہے اور سوائے اسکے اور بہت سے آدمی خرچ کی تنگدستی سے مزدور بنجاتے ہین۔ ان مزدورونکو اول جسقدر مزدوری دیگئی۔ مگر جب قحط کی سختی ہوئی اور چاندی سے زیادہ غلہ عزیز ہوگیا۔ بقول سعدی ؒ بیت گر ہمہ زر جعفری دارد + مرد بے توشہ برنگیرد کام + اسلیے مزدورونکا غلہ ہی دستمزد ہوگیا اور ہفتہ مین ایک دفعہ اونکو یون تقسیم کیا جاتا کہ ایک بیل کا ٹکڑا مقدار مزدورونکو ملجاتا جسکی ایک طرف انگریزی مین قحط ہند کا لفظ لکہا ہوتا دوسری طرف یہ تحریر ہوتا کہ بقدر ایک روپیہ کے غلہ اوسکے عوض مین دیا جاوے۔ اگرچہ مزدوری پہلے سے بڑہا دیگئی تہی مگر مزدورونکی تعداد روز بروز کم ہوتی جاتی تہی۔ اور مفت خیرات خورون کی تعداد زیادہ۔

نقشہ ذیل سے اس کا حال معلوم ہوگا۔

تاریخ پندرہواڑہ	اوسط روزانہ خیراتیوں کی تعداد	مزدوروں کی تعداد
یکم اپریل سنہ ۱۸۷۴ء سے ۱۴ اپریل	۱۱۶۴۷۱	۱۱۸۵۴۴۸
۱۵ اپریل سنہ ۱۸۷۴ء — ۳۰ اپریل	۱۵۴۲۴۱	۱۲۳۸۰۹۲
یکم مئی سنہ ۱۸۷۴ء — ۱۴ مئی	۲۰۸۴۰۱	۱۳۸۵۵۹۲
۱۵ مئی سنہ ۱۸۷۴ء — ۲۸ مئی	۲۶۳۶۵۳	۱۵۵۳۰۳۲
۲۹ مئی سنہ ۱۸۷۴ء — ۱۱ جون	۳۲۹۰۰۰	۱۷۲۷۷۶۸
۱۲ جون سنہ ۱۸۷۴ء — ۲۵ جون	۴۰۴۹۰۳	۱۷۷۰۷۳۲
۲۶ جون سنہ ۱۸۷۴ء — ۹ جولائی	۵۲۵۶۲۰	۸۹۳۱۶۰
۱۰ جولائی سنہ ۱۸۷۴ء — ۲۲ جولائی	۶۴۳۵۴۲	۶۳۸۷۶۲
۲۳ جولائی سنہ ۱۸۷۴ء — ۹ اگست	۷۴۹۹۷۳	۴۵۲۴۶۶
۷ اگست سنہ ۱۸۷۴ء — ۲۰ اگست	۶۴۷۵۵۰	۴۲۶۷۳۸
۲۱ اگست سنہ ۱۸۷۴ء — ۳ ستمبر	۵۹۱۸۲۹	۳۹۵۴۰۲
۴ ستمبر سنہ ۱۸۷۴ء — ۱۷ ستمبر	۴۴۴۴۴۸	۳۳۱۹۸۲
۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۴ء — یکم اکتوبر	۳۵۸۴۵۰	۲۷۰۷۰۰
۲ اکتوبر سنہ ۱۸۷۴ء — ۱۶ اکتوبر	۲۱۳۰۰۰	۱۱۵۰۰۰
۱۷ اکتوبر سنہ ۱۸۷۴ء — ۳۱ اکتوبر	۱۰۰۰۰۰	۵۰۰۰۰

رعایاے انگلستان کا بڑا احسان رعایاے ہند پر یہ ہی کہ وہ ایسی مصیبت کے وقت میں اپنی ہمشیر کو بھول نہین گئے بلکہ جس طرح ایک جسم مین دو ہاتھ ایک دوسرے کے دستگیری کرنے مین اسی طرح اوس نے بھی اس پامالی کی حالت مین دستگیری کا حق ادا کیا ایک ولایت کے چلنے کا حال ہم لکھتے ہین جس سے اوپر کے بیان کا اندازہ ہو جائیگا۔

۱۴ - اپریل سنہ ۱۸۷۴ء کو لندن کے لارڈ میئر صاحب نے مینشن ہوس مین ایک جلسہ اس امر پر غور کرنے کے منعقد کیا کہ بنگالہ کے ریلیف فنڈ کو اب کیا کرنا چاہیئے اس جلسہ مین لارڈ میئر صاحب صدر انجمن تھے اور مارکوئیس آف سیلسبری صاحب بہادر وزیر سلطنت ہند اور لارڈ لارنس صاحب بہادر گورنر جنرل سابق ہندوستان اور لارڈ اسٹینلی آف ایلڈرلی اور لارڈ جارج ہملٹن صاحب ممبر پارلیمنٹ وانڈر سکرٹری ہند اور سر بارٹل فریئر صاحب بہادر گورنر سابق بمبئی اور سر چارلس ٹریولین صاحب بہادر اور اور چند معزز رئیس اور عہدہ دار تشریف رکھتے تھے جو تقریر لارڈ سیلسبری صاحب بہادر نے قحط کی نسبت فرمائی تھی اوسکا خلاصہ ہم ذیل مین درج کرتے ہین "مارکوئیس آف سیلسبری نے فرمایا کہ میرے رائٹ آنریبل دوست صاحب صدر انجمن نے مجھ سے اس جلسہ مین شریک ہونے کی درخواست کی تھی چنانچہ مین اس امید سے یہان آیا ہون کہ جو شبہہ اس معاملہ کی نسبت لوگون کو ہوگا وہ میرے بیان سے شاید رفع ہو جاوے - مجھ سے اس امر مندرجہ ذیل کی تحریک کرنے کی درخواست کی گئی ہے۔

"اس جلسہ کو یقین ہے کہ جو تکلیف صوبہ بنگالہ اور بہار کے بعض اضلاع مین لوگون کو قحط کے سبب سے ہے وہ نہایت سخت ہے اور یقیناً وہ کئی مہینون تک باقی رہیگی پس ہم انگلستان کے باشندون سے درخواست کرتے ہین کہ جو کوشش گورنمنٹ ہند اس مصیبت کے رفع کرنے اور لوگونکی جان بچانے مین کر رہی ہے اوسمین مدد دین۔"

اس سخت مصیبت کی بابت ہمارے پاس کثرت سے خبرین آتی ہین چنانچہ جس گورنمنٹ کے ذمہ اوسکا دفع کرنا فرض ہے وہ بھی ہمارے پاس ہمیشہ مفصل خبرین بھیجتی ہے اور اخبارون کے نہایت مستعد اور معقول کارسپانڈنٹ بھی ہمیشہ ایسی خبرین لکھتے ہین جو اونکو معلوم ہو سکتی ہین بعض کارسپانڈنٹ ہمکو یہ بھی یقین دلاتے ہین کہ ہندوستان مین ایسا قحط تو نہین ہے مگر یہ سیاپا شاید اس غرض سے بنایا گیا ہے کہ جو چاول گورنمنٹ نے جمع کیا ہے وہ کسی طرح خرچ ہو جاوے اور اکثر شخص یہ بیان کرتے ہین کہ صدہا آدمی فاقہ کشی سے مرتے جاتے ہین اور آئندہ اس سے بھی زیادہ سخت تکلیف کا اندیشہ ہے

اور ان دونون قسم کی خبرون کے علاوہ خاص گورنمنٹ ہند جو خبرین بھیجتی ہی اونمین وہ سخت قحط سالی
اور فاقہ کشی اور ہر قسم کی تکلیف کا ذکر کرتی ہی مگر تاہم گورنمنٹ موصوف نہایت تحقیق کے ساتھ یہ بات
بیان کرتی ہی کہ سواے چند شخصون کے قحط کے باعث سے ابتک کوئی نہین مرا جو تار برقی کی خبرین
ابتدا مین ہمارے پاس آئی تھین اونمین البتہ کسی قدر مبالغہ معلوم ہوتا تھا مگر میری دانست مین یہ
بات کچھ بری نہ تھی کیونکہ اوسکا یہ اثر تھا کہ یہان کی گورنمنٹ اور نیز گورنمنٹ ہند زیادہ مستعدی اور
سرگرمی کے ساتھ اوسکے دفعیہ مین کوشش کرتی اور سلطنت برطانیہ کے باشندونکے دلون مین بھی
فیاضی کا جوش پیدا ہوتا بخلاف اوسکے یہ بڑی خرابی کی بات ہوگی کہ جو خبرین ہندوستان سے آوین
انگلستان کے باشندے اونپر لحاظ نکرین اور اوس سخت مصیبت کو خفیف سمجھین جسمین آجکل اونکا حصہ
رعایا گرفتار ہی میری دانست مین وہ خبر مطلق صحیح نہین ہی جسمین لوکل گورنمنٹ کے بیان کو غلط ٹھہرایا
جاوے کیونکہ مین سر جارج کیمپل صاحب اور سر رچرڈ ٹمپل صاحب کی خانگی چٹھیان دیکھی ہین جو
نہایت مختلف طبیعت کے شخص ہین اور جنسے یہ امید نہین ہوسکتی کہ جو نیا واقعہ پیش آوے اوسکی نسبت
دونون کی ایک ہی راے ہو صاحبان ممدوح نہایت عالی ہمت اور مستعد ہین اور جو اون تمام اضلاع کا
دورہ کرتے ہین اور جس بات کی نسبت اونہون نے پیشین گوئی کی ہی اوسکو بچشم خود ملاحظہ کیا ہی چنانچہ جس
خوفناک قحط مین یہ بدنصیب رعایا گرفتار ہی اوسکو اونہون نے خفیف طور پر بیان نہین کیا بلکہ جو کچھ
سر جارج کیمپل صاحب بہادر نے معاینہ کیا ہی اوسکی کیفیت اونہون نے نہایت خوفناک اور اندیشہ کے
قابل لکھی ہی مین خاصکر دیہاتی لوگونکے بال بچونکا ذکر کرتا ہون جو بسبب تنگی کے نہایت ضعیف اور
لاغر ہوگئے ہین بقول لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر کے اون لوگون کو اس بات پر مائل کرنا بہت
دشوار ہی کہ وہ عین وقت پر گورنمنٹ کو اپنی تکلیف سے آگاہ کردین اور یہ امر تو نہایت دشوار ہی کہ جو
تنگ حالت بچونکی ہوجاتی ہی اوس سے گورنمنٹ کو مطلع کرین اور خاص خاص ضلعون مین اسکا یہ
نتیجہ ہوا ہی کہ لڑکون اور ناتوان آدمیونکو سخت تکلیف ہی گو مجکو یقین ہی کہ ابتک بہت سی جانین ہلاک
نہین ہوئی ہین لیکن اگر اسی طرح لوگ بے پروائی کرینگے اور اپنی حالت کو چھپا دینگے تو یہ وعدہ کرنا

ناممکن ہو کہ آیندہ لوگون کی جان ہلاک نہوگی۔ اب سر جارج کیمبل صاحب نے اس کیفیت کو بچشم خود ملاحظہ کیا ہی اور یہ بات ہرگز قیاس مین نہین آسکتی کہ اس مصیبت کو مبالغہ کے ساتھہ بیان کرین گو صاحب ممدوح کی کچھہ ہی غرض کیون نہو اوسکے دفع کرنے کی ذمہ داری زیادہ تر خاص صاحب ممدوح کے ہی ذمہ ہی اب جو شخص انگریزون کے روبرو اس امر کی نسبت گفتگو کرے کہ اونکو اس قسم کی مصیبت مین مدد دینا فرض ہی جیسا کہ بنگالہ کا قحط ہی اوسکو ایک یہ مشکل پیش آتی ہی کہ لوگ گورنمنٹ ہند کو ایک طرح پر ذی مقدور سمجھتے ہین اور یہ خیال کرتے ہین کہ جو مصیبت لوگون پر نازل ہوگی اوسکو وہ بخوبی دفع کر سکتی ہی لیکن اگر آپ ایک لمحہ بھی خیال فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ بہت سی تکلیف اس قسم کی ہی جسکو گورنمنٹ اپنی طرز حکومت کی وجہ سے دفع نہین کر سکتی آپ یہ نہ خیال فرمائینگے کہ مین اسوقت انگلستان کے باشندون سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہون کہ جو نقصان گورنمنٹ ہند کی کوششون سے ہو اوسکو وہ رفع کرین مین ہرگز اس قسم کی امداد کی درخواست کرنا نہین چاہتا کیونکہ مجھکو یقین ہی کہ گورنمنٹ نے اس باب مین بدرجہ غایت کوشش کی ہی اور اس مصیبت کے انسداد کے واسطے عجیب و غریب تیاریان کی گئی ہین انگلستان مین لوگون نے کسی قدر یہ اندیشہ ظاہر کیا ہی کہ غلہ کی رسد کافی نہوگی اور لارڈ نارتھہ بروک صاحب نے اس مصیبت کے رفع کرنے کے واسطے کافی غلہ ہی جمع نہین کیا گورنمنٹ سابق اور نیز گورنمنٹ حال کی بھی کسی قدر یہی رائے ہی اور ہمنے لارڈ نارتھہ بروک صاحب بہادر کو اس معاملہ کی نسبت کچھہ لکھا بھی ہی مگر صاحب موصوف نے ہمیشہ یہی جواب دیا ہی کہ ہمنے اسقدر ذخیرہ غلہ کا جمع کر لیا ہی کہ جو تخمینہ سرکاری عہدہ دارون نے پیش کیا تھا اوس سے بہت زیادہ ہی اور علاوہ اسکے برہما اور پنجاب مین بے انتہا ذخیرہ غلہ کا جمع ہی جسکو ضرورت کے وقت فوراً طلب کر سکتے ہین پس آپ یہ نہ خیال فرماوین کہ جو کچھہ گورنمنٹ نے نہین کیا ہی اوسکے سرانجام مین مدد دینے کی مین آپ سے درخواست کرتا ہون بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ گورنمنٹ ضابطہ کی کارروائی کی وجہ سے وہ بات نہین کر سکتی جو لوگون کی نجی خیرات سے حاصل ہو سکتی ہی اور اگر گورنمنٹ قاعدے اور ضابطے نہ قرار دے تو غالباً کل کارخانہ ابتر ہو جاویگا پس جن صورتون مین گورنمنٹ کے ضابطہ کی کارروائی کی رو سے

مدد کا پہنچنا مشکل ہوا ان صورتون مین لوگون کی بج کی خیرات سے بنہایت فائدہ حاصل ہوگا۔ فقط

سختی قحط ماہ اپریل سے شروع ہوئی تہی اسوقت تک غلہ بازارون مین موجود تہا مگر مہنگا بکتا تہا۔ سرکار نے غلہ کے ڈہیر کے ڈہیر جمع کر لیئے تہے مگر اوسکا منشا یہ تہا کہ جبتک مدد زر نقد سے کام چلے سرکار اپنا غلہ امانت رکہے۔ اگرچہ سرکار سے قرض لینا کوئی شخص پسند نہین کرتا۔ زبردست سے معاملہ کرتے ہوئے ہر شخص گہبراتا ہی۔ مگر سرکار غلہ کی خرید کے واسطے بلے سود روپیہ دیتی تہی اسلیئے ساہوکار سرکار سے روپیہ قرض لیتے تہے اور زمیندار بہی اپنے دیہات کے باشندون کے ساتہہ اسی طرح کا انتظام کرتے تہے۔ سرکار نے نہی عمارات فیض رسان کا کام جاری کر رکہا تہا۔ اوسکی تقلید مین سعادتمند اور دولتمند زمیندارون نے بہی اس شعر پر عمل کر رکہا تہا کہ **شعر**

پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا   نام منظور ہی تو فیض کے اسباب بنا

ماہ مئی مین نقد دینے کا بازار کاسد ہوا غلہ اوسکی جگہہ سرکار نے قرض دینا شروع کیا۔ ہر مطلب کے واسطے غلہ ہی روپے کا قائم مقام ہوگیا۔ وہ بہی بمنزلہ ایک سکہ کے ہوگیا۔ اس قحط کے معاملات مین سرکار نے اسٹامپ کے قانون کی دفعات کو بہی دفع کر دیا۔ رجسٹری کو بہی ٹہنڈا کر دیا۔ دستاویزیہ اسٹامپ پہ لکہی گہین نہ اونکی رجسٹری ہوئی۔ پہلے غلہ کی قیمت قرض اور فروخت کے لیئے ایک ہی سی تہی مگر پہر قرض کے واسطے ۱۰ سیر اور نقد کے واسطے ۱۴ سیر کر دیگئی۔ میعاد قرضہ صرف ایک سال تہی۔ وصول قرضہ کا کام اضلاع کے افسرونکے سپرد تہا۔ ملازمونکو پہلے تنخواہ کا نقد روپیہ دیا جاتا تہا اب جس قیمت پر غلہ بکتا تہا اوس سے دو تین سیر زائد اونکو تنخواہ مین غلہ بہی ملنے لگا۔

اول غلہ سرکاری بحساب ۱۰ سیر یا ۱۱ سیر فروخت ہوتا تہا۔ پہر جب سب جگہہ غلہ پہنچگیا تو ۱۲ سیر اور ۱۴ سیر فروخت ہونا شروع ہوا۔ اب ایام بارش آگیے۔ آثار موسم کے اچہے نظر آنے لگے اسلیئے سرکار نے اور غلہ ارزان کر دیا۔ ۱۳-۱۵ سیر بکنے لگا۔ ماہ جون و جولائی مین یہ بارش کی کثرت ہوئی کہ یہ معلوم ہوتا تہا قحط رہیگا اسلیئے سرکار کو اپنے غلہ کے بیچنے مین تامل ہوا جیسا سرکار نے یہ خوراک کا انتظام کیا تہا ویسا ہی غریبونکے لیئے پوشاک کا بہی اہتمام کیا تہا۔ ایک تہان ۱۶ سیلہ گز کا

دو در روپے کو بکتا تہا۔

اب ماہ اگست ایسا مبارک مہینہ آیا کہ سب قحط زدونکی امیدونکے کہیت ہرے بہرے ہوئے۔ کسانون کے دل ہرے اور زمیندارونکے دل باغ باغ ہوئے پیٹ اوسی فصل کرتے تہین لگتی باز + تہوا اوسسے مایوس امیدوار + تو سرکار نے قحط کا انتظام ختم کرنا چاہا۔ خیرات کا دروازہ بند کردیا افسرون کو کہدیا کہ واپس جائین۔ اور جن افسرون نے اپنی خدمات کو اچہی طرح ادا کیا تہا اونکو ایک مہینے کی تنخواہ انعام دی۔ کل رعایا کے واسطے ۱۱۵۰۰۰ ا۱۸۱ ٹن غلہ جمع ہوا تہا جنہین سے گیارہ لاکہہ من غلہ بچ رہا تہا۔ یہ غلہ مختلف مقامات مین جمع تہا۔ ۲۵-۳۰ و ۳۵ سیر کے بہاؤ سے بیچا گیا۔ سر رچرڈ ٹیمپل صاحب نے لکہا تہا کہ اگر غلہ اب بیچا جائیگا تو اٹہارہ لاکہہ روپیہ وصول ہوجائیگا اور اگر ماہ مارچ ۱۸۷۵ء تک یہ جمع رہا تو بارہ لاکہہ روپیہ وصول ہوگا۔ اسلیئے غلہ فروخت کیا گیا۔ جن بورون مین یہ غلہ تہا وہ بہی نصف قیمت پر فروخت ہونے شروع ہوئے۔ کپڑون کے تہان بہی عہ/ فی ۱۶ گز کے بہاؤ سے فروخت ہوئے۔ مکانات جو قحط زدون کے لیئے بنے تہے اونکی فروخت کا بہی انتظام کیا گیا۔ باربرداری کا اسباب بہی فروخت ہوگیا۔ الہ آباد مین پچاس پچاس چالیس چالیس روپے کے سیکڑون گہوڑے ٹٹو تین تین چار چار روپے کو تانگے بکے۔

کل اس قحط کے خرچ کا تخمینہ گورنمنٹ نے چہ کروڑ پچیس لاکہہ روپیہ کیا تہا اور یقینی اسی کے قریب خرچ ہوا ہوگا۔ انگلستان مین اس قحط کے واسطے چندہ بارہ لاکہہ اکانوے ہزار چہ سو روپیہ ہوا تہا اور کل چندہ ۲۳ لاکہہ روپیہ ہوا تہا۔

اسوقت جناب مستطاب نواب لارڈ نارتہہ بروک کی ذات فیض سمات نے برٹش گورنمنٹ کی اوس خوبی کو ظاہر کیا جسکی نظیر دنیا کی اَور گورنمنٹون مین نایاب ہے۔ یہ ایک بے نظیر فیاضی اور الطاف کا رعایا کے حال پر ایک نمونہ ہے۔ یہ طریقہ رعایا پروری کا تو بادشاہان سلف کے خواب مین بہی نہ گزرا ہوگا۔ ایسے امور اوسی وقت سرزد ہوسکتے ہین کہ گورنمنٹ خدا ترس بہی ہو اور اصول ملک داری سے بہی ماہر ہو جبتک یہ دونون وصف کسی گورنمنٹ مین نہون اوسوقت تک

ہرگز یہ امید نہین ہوسکتی کہ رعایا کی طرف اوسکویہ التفات ہو۔ بادشاہ اور رعایا مین وہ تعلق ہوتا ہی جو باغبان اور باغ مین۔ جیسے باغ کے درختونکی سرسبزی اور شادابی باغبان کی توجہ پر موقوف ہی اسی طرح رعایا کی خوشحالی اور فارغبالی اور ورطہ مصائب اور ہلاکت سے نکلنا بادشاہ کی عنایت اور رافت پر موقوف ہی حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کی تو یہ بات مشہور ہی کہ "در خشک سال سیر نخوردے تا گرسنگان را فراموش نکند" مگر لارڈ نارتھہ بروک نے اس سے بھی بڑھکر کام کیا۔ اور اونہون نے اس پند سعدیؒ پر عمل کرکے دکھا دیا کہ درویش ضعیف حال را در خشکی سال مپرس کہ چونی الا بشرط آنکہ مرہمے بر ریش نہی و معلومے پیش۔ قطعہ

خرے کہ بینی و بارے بگل در افتادہ — بدل برو شفقت کن ولے مبر بسرش
کنونکہ رفتی و پرسیدیش کہ چون افتاد — میان ببند چو مردان بگیر دُمِ خرش

حضور لارڈ نارتھہ بروک نے قحط زدون کی امداد کے واسطے تدابیر فرمائین اونکین علاوہ خسروانہ الطاف کے یہ دوراندیشی بھی نہایت تعریف کے لائق ہی کہ حضور ممدوح نے غلہ کی تجارت مین کسی قسم کی دست اندازی کو پسند نہین فرمایا۔ بلکہ تجارت کو اس طرح تقویت دی کہ وہ مصائب قحط کے گھٹانے مین کام آئے۔ باب تجارت مین حقوق رعایا کو بھی ملحوظ رکھا اور اونکو پریشان کرکے اوز رعایا کی پریشانی نہین بڑھائی۔

ہمکو لارڈ نارتھہ بروک کا دل و جان سے شکر و احسان واجب اور لازم ہی۔ اس نے نظیر عہد کو ہمین ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جسمین ہم قحط کی سخت مصیبت مین حضور ممدوح کی شفقت اور محبت لطف سے کامیاب ہوکر چاہ موجہ ہلاکت سے نکل آئے۔ جناب ممدوح نے ایسی خوبی کے ساتھ اس قدرتی دشمن کے زیر کرنے کے لیئے لشکرکشی کی کہ سب طرف فتح و ظفر حاصل ہوئی جو اس مہم مین سپہ سالار اور افسر مقرر ہوئے اونہون نے کار ہائے نمایان معرکہ جنگ مین دکھائیے۔ اور سامان رسد و باربرداری کا بہم پہنچایا کہ وہ دشمن جو لاکھون انسانونکے مارنیکے گھات مین آیا تھا صرف بائیس آدمیونکو مار سکا اور زیادہ آدمیون پر دست درازی نکر سکا شکست پاکر بھاگ گیا مگر اپنے

دشمنو نکا روپیہ بہت خرچ کرا گیا - لارڈ نارتھ بروک نے فقط اپنے ہی ملک کی رعایا پر رحم نہین کی بلکہ جسوقت سر رچرڈ ٹمپل کی یہ رپورٹ آئی کہ حدود ترہت کی اوسطرف ریاست نیپال مین سخت قحط آنے والا ہی - تو گورنمنٹ ہند نے رحمدلی سے حکم دیدیا کہ نیپالیون کو اس طرف کام کرنے کی اجازت دیجاے اور اونکی رعایت سب طرح سے مثل رعایاے سرکار کے کیجاے اور دونو ملکونکو بلا روورعایت ایک ہی طور کی امداد کیجاے - چنانچہ ۱۴ ہزار ٹن چاول بقیمت واجب سلطنت نیپال کو اس شرط پر دیئے گیئے کہ وہ پٹنہ کے اسٹیشن ریلوے سے اپنی حدود مین لیجائین -

(۸) چند اضلاع اودہ و شمال مغربی مین مثل گونڈہ - بھڑائچ - بستی - مرزاپور - غازیپور - گورکھپور مین بھی قحط کی سختی تھی - یہان بھی سرکار کا وہی اصول تھا کہ خواہ کچھہ خرچ ہو مگر کوئی جان تلف نہو - مگر یہانکا انتظام بنگالہ کا سا انتظام تھا - کہ قحط کے واسطے دس ہزار چپراسی نوکر ہین - اور سیکڑون گورنمنٹ کے ملازم اسی کام مین مصروف ہین - غلون کے وہ ڈہیر ہین کہ اگر دو برس تک قحط رہتا تو بھی اوسکے لیئے کافی ہوتا - عطیہ سرکار کا یہ حال کہ اگر کوئی شخص اسقدر استطاعت رکہتا ہی کہ وہ اپنے فضول اسباب سے بسر اوقات کر سکتا ہی اوسکو بھی سرکاری غلہ سے خیرات کے طور پر فیض پہنچتا تھا - تغلب کا حال یہ تھا کہ جو دو چار مہینے کو اس سررشتہ مین نوکر ہو گیا اوسنے دو چار سال کی روٹیان نکالین - غرض آسمان کی طرف سے امساک باران تھا مگر سرکار کی طرف سے باران رحمت برس رہا تھا - ممالک مغربی مین شرح مزدوری نہایت قلیل - مزدوری کے کام محدود - صرف وہی شخص مزدوری کرتے تھے جنکو کسی طرح سے روٹی میسر نہین ہو سکتی تھی خیرات صرف اون شخصون کو دیجاتی تھی جو کسی طرح سے مزدوری نہین کر سکتے - یہ سارا کام صرف ضلع کے حکام کو سپرد تھا صرف انریبل سید احمد خان صاحب بہادر جج مطالبہ خفیفہ بنارس گورکھپور کے اضلاع قحط زدہ کے کمشنر مقرر ہوئے تھے - غرض حسن انتظام سے یہان گورنمنٹ کا ایک روپیہ بھی بے مصرف نہین صرف ہوا -

(۹) سنہ ۱۸۷۴ء مین لفٹنٹ گورنرون مین سے دو لفٹنٹ گورنر تبدیل ہوگیے یعنی ممالک مغربی مین

ممالک مغربی کا قحط

سے سر ولیم میور گئے اور اونکی جگہہ سر جان اسٹریچی مقرر ہوئے۔ اور سر جارج کیمبل بنگال کے
لفٹننٹ گورنر نے استعفا دیدیا اور اونکی جگہہ سر رچرڈ ٹیمپل مقرر ہوئے۔ سر ولیم میور وہ نیک نہاد
نیک سیرت اور نیک صورت ہین جنکا ذکر ہماری مجلسون مین ابتک نیکی کے ساتھہ چلا جاتا ہی۔ جو
اپنے عہد مین جا بجا دورہ کرکے دربارونمین خاص اور عام کو پند حکیمانہ اور نصایح دانشمندانہ فرماتین
آجتک ہم اونکا ذکر کرتے ہین جیسے ہم پہلے اپنی گفتگو مین سعدی و مولانا رومی اور اور
بزرگونکے مقولون کو استعمال کرتے ہین اوسی عظمت اور عزت کے ساتھہ ہم جناب ممدوح کے قولونکو
یاد کرتے ہین اور اپنے مضامین کی سند مین بقول سر ولیم میور بہت افتخار کے ساتھہ نقل کرتے ہین۔ ہم ان
دونون لفٹننٹ گورنرونکا وہ حال جو اخبار ٹیمس لندن نے لکھا ہی اور اوسکا ترجمہ اخبار
سین ٹیفک سوسائٹی مین چھپا ہی نقل کرتے ہین۔ اگرچہ یہ امر نامناسب معلوم ہوتا ہی کہ جیسکے نیک کامون

سر جارج کیمبل صاحب بہادر و سر ولیم میور صاحب بہادر

سر جارج کیمبل صاحب بہادر جو بنگالہ کے عہدہ لفٹننٹی سے ایک نازک وقت مین علحدہ ہوئے ہین
اسکا ایسا چرچا ہی کہ اوسکے سامنے اس زمانہ مین سر ولیم میور صاحب بہادر ممالک مغربی و شمالی کے
عہدہ لفٹننٹی سے کنارہ کش ہونے کی جانب کسی کو توجہ نہین ہوئی لیکن یہانکے باشندونکے لیے یہ بھی
غنیمت ہی کہ وہ ہندوستان کے نہایت بڑے بڑے معاملات مین غور کرنے لگے ہین گو اونکو خاص
ان دو بڑے بڑے صوبون کے معاملات اور ان تدابیر ملکیہ کیجانب توجہ نہو جو باہم ایسا ہی اختلاف
رکھتی ہین جیسا کہ سر جارج کیمبل صاحب اور سر ولیم میور صاحب کی طبیعت مین اختلاف ہی۔

یہ دونون لفٹننٹ گورنر انگلستان مین ڈاکٹری سارٹیفکٹ پر آئے ہین اور گو سر ولیم میور صاحب
بہادر اسوجہ سے کہ اونھون نے عہدہ فنانشل ممبری قبول کر لیا ہی غالباً ہندوستان کو پھر واپس
جاوینگے۔ مگر جو محنت چھتیس ۳۶ برس کے عہد ملازمت مین سر ولیم میور صاحب نے کی ہی (جنمین سے چوبیس ۲۴
برس نہایت سخت محنت مین گذرے ہین) اوسکے لحاظ سے صرف چھہ مہینے کی رخصت فرلو اونکے
آرام کے لیے کافی نہین معلوم ہوتی بلکہ ظاہرا یہ خیال کیا جاتا ہی کہ وہ اس عرصہ مین شاید ہندوستان

مین واپس جانیکے لائق ہی ہونگے جہان اونہون نے اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ صرف کیا ہی اور جہان
اونسے ایسے کارنمایان ظہور مین آئے ہین کہ خواہ اونکی جانب انگلستان مین کوئی متوجہ ہو یا نہو
یا ملکی غرض اون سے متعلق ہو یا نہو مگر بہرکیف معاشرت کے لحاظ سے ہندوستان مین وہ نہایت
مفید اور کارآمد ہوئے ہین۔

جب کبھی کوئی شخص ہندوستان کے کسی صوبہ کا گورنر مقرر ہوتا ہی تو ہندوستانی اخبار اکثر اوقات
محبت کے ساتھہ اوس نئے حاکم کی نسبت عوام الناس کی امیدون اور اندیشون کو بیان کرتے ہین اور
اوسکے عہد کے ہر ایک سال اور اوسکے ہر ایک انتظام کی نسبت ضرور بالضرور بڑے غور سے راے
دیتے ہین چنانچہ یہ ایک عام مقولہ ہی کہ ہندوستان مین انگریز لوگ ایک شیشہ کے مکان مین رہتے
ہین یعنی اگر وہ کھانا کھاتے ہون یا کھیل و تفریح مین مصروف ہون یا اپنے کسی خانگی معاملہ کی نسبت
گفتگو کرتے ہون یا سوتے ہون تو بہی لوگ اونکی تاک جہانک کر لیتے ہین اگر اونمین کچھہ برائیان ہون
تو اونکے چھپانے کی وہ توقع نہین کرسکتے اور نہ اونکے چھپانے کا قصد کرسکتے ہین اور اگر اونمین کوئی
خوبی ہوتی ہی تو کوئی دشمن ایک ایسی قوم کی نظر سے اون خوبیون کو نہین گھٹا سکتا جو ایک حاکم
کی نیکی کی قدر و منزلت کرنیکے واسطے معقول وجہ رکھتے ہین اور انسان کی اون برائیون کا کچھہ خیال
نہین کرتے جو کذب اور سفلہ پن یا ظلم کی قسم سے ہون جنکو نہایت ناخواندہ ہندوستانی بہی اپنے دل
مین معاف نہین کرتا جسوقت سر ولیم میور صاحب بہادر اضلاع شمال و مغرب کے لفٹننٹ گورنر مقرر
ہوئے تھے تو جو تائید و حمایت صاحب ممدوح علانیہ عیسائی پادریونکی نسبت کرتے تھے اوسکی نسبت
ہندوستانیون نے اندیشہ ظاہر کیا تھا صاحب ممدوح کے صوبہ مین اونکی گورنمنٹ کے دار السلطنت کے
نہایت قریب ہندوونکا مقدس شہر بنارس واقع ہی جسمین صدہا نہایت عمدہ عمدہ مشرقی عمارتین اور
مندر اور کنوئین اور تالاب اور ستی کی یادگاریان موجود ہین اور یہ سب مکانات نہایت مقدس شمار
کیئے جاتے ہین جنکے دیکھنے سے اوس مذہب کے قدیم زمانہ کے حالات کی جانب خیال جاتا ہی جسکے سبب
برہمن لوگ آجتک اپنی قوم مین مذہبی پیشوا سمجھے جاتے ہین پس بنارس مین عیسائی پادریون کے

ایک ایسے بڑے دوست کا موجود ہونا اون لوگون کے حق مین کچھہ خفیف معاملہ تہا جو بغیر واقفیت
فن جنگ کے بہ نسبت اسکے کہ مذہب ہنود کو ترک کرین یا اوسکی ہدایتون سے غفلت کرین مرنا پسند
کرتے مگر جسوقت سر جارج کیمبل صاحب بہادر نے عہدہ لفٹننٹ گورنری کا اہتمام لیا تہا تو
لوگون کو اور ہی قسم کا خیال ہوا تہا ایسے لوگ یہ نہین خیال کرتے تہے کہ صاحب موصوف کو لوگون کے
مذہب کے تبدیل کرنے کی کچھہ بہت پرواہ ہی بلکہ لوگ یہ داد دیتے تہے کہ صاحب موصوف اپنے جوش
طبیعت کے سوا اور کسی قسم کے جوش بلکہ اور شخصون کے جوش اور سرگرمی کو ناپسند کرتے ہین۔

جو اندیشہ لوگون کو تہا وہ یہ تہا کہ لوگ صاحب ممدوح کو سخت مزاج سمجھتے تہے اور یہ خیال کرتے تہے
کہ اوسکے ساتہہ وہ اکثر اوقات خودرائی کو ہی کام فرماتے ہین چنانچہ کچھہ عرصہ تک تو لوگون نے اس
رائے کو احتیاط کے ساتہہ ظاہر کیا مگر آخر کار یہ رائے لوگونکے ذہن نشین ہو گئی اور سر جارج کیمبل صاحب
کے عہد کے تین برس مین اوسکو اور وسعت اور استحکام حاصل ہوا دونون لفٹننٹ گورنرونکو ہندوستان
کے حالات سے بڑی واقفیت اور سرکاری عہدہ دار کی حیثیت سے بڑا تجربہ حاصل تہا اور اونکو ہر ایک
صیغے کا تہوڑا بہت کام معلوم تہا اور بعض بعض بڑے بڑے صیغون سے نہایت ہی واقفیت ہو گئی تہی۔
سر جارج کیمبل صاحب بلاشبہہ انتظام ملک کی نہایت بڑی لیاقت رکہتے تہے اور سر ولیم میور صاحب نے
بجائے اسکے کہ اونکی لیاقت منتظمانہ کا لوگون کے دل پر بڑا نقش ہو اپنے عہدون مین اپنے بالادستون
کے نزدیک اعتبار اور اپنے مشیرون اور ماتحتونکے نزدیک عزت حاصل کی صاحب لفٹننٹ گورنر ممالک
مغربی و شمالی کو اپنے نئے عہدے پر مقرر ہوئے کچھہ بہت عرصہ نہین گذرا تہا کہ ہندو اور مسلمانون کے
باہمی جہگڑے سے صاحب موصوف کی بیغرضی اور عدل کے امتحان کے واسطے ایک سخت موقع پیش آیا
اور ۱۸۷۱ع کے آغاز مین بمقام بریلی ایک مفسدہ کے برپا ہونے سے اعلی درجہ کی انتظامی لیاقتون کے
عمل مین لانے کی ضرورت پڑی چنانچہ ہم صرف یہ بات کہنا چاہیئے ہین کہ صاحب ممدوح نے اوسوقت
درحقیقت ایسا ہی کام کیا جیسا کہ شایان تہا یعنی ہنگامہ کا انسداد کیا چند سرغنون کو سزا دی اور
یہ بات لوگونکے دل نشین کر دی کہ جو کچھہ صاحب مجسٹریٹ نے کیا تہا اوسکو اونہون نے کسی طرح بہی خیال

سے نہین بلکہ محض انتظام ملک کی خاطر کیا ہم سر ولیم میور صاحب بہادر کے بندوبست اراضی کا ذکر ترک کر کے اونکی چند کوششونکا جو اونہون نے امور معاشرت کی اصلاح مین کی تہین خال بیان کرتے ہین جو خرابیان شایستگی کی اشاعت مین ہندوستان مین پیش آئین منجملہ اونکے چند ہی باتین شاید ایسی مضر اور خطرناک ہین جیسی کہ شادیون مین کثرت سے روپیہ خرچ کرنا اور دختر کشی کا عام دستور ہی چنانچہ بہت سے لیق منتظمون نے اسباب مین توجہ کی اور ہر ایک عہدہ دار نے یہی رپورٹ کی کہ مین نے اس گانؤن مین کوئی لڑکی نہین دیکہی ہ کیونکہ لڑکیان جو صرف کثیر کا باعث معلوم ہوتی ہین بلا شبہہ وقت پیدایش کے ہی قتل کر دیجاتی تہین مگر اخراجات شادی کا انسداد کئے ہوئے بغیر دختر کشی کا انسداد ناممکن تہا ایس جس دلیری اور توجہ اور مہربانی کے ساتہہ سر ولیم میور صاحب بہادر نے ان دونون مضر دستورونکی موقوفی مین کوشش کی وہ احاطہ تعریف و توصیف سے خارج ہی صاحب ممدوح نے بارہا ہر ضلع کے رئیسونکو جمع کیا اور اونسے دوستانہ طور پر گفتگو کی چنانچہ صاحب ممدوح نے عمدہ عمدہ نظیرون اور مثالونکے ذریعہ سے لوگون سے نامناسب اخراجات شادی کے تخفیف کے وعدے کرالئے بعض اوقات پورے ہوتے تہے اور بعض اوقات لوگ اونسے منحرف ہوجاتے تہے مگر کیف ما بلحاظ معاشرت کے وہ کچہہ نہ کچہہ کارآمد ہوئے اور جہان کہین بچہ کشی کا سراغ لگا وہان بلا اشتبہہ وہ مثال جرم کے سمجہی گئی مگر صاحب ممدوح ہی قانون کی امداد کے واسطے اپنی ذاتی رعب داب کو بہی عمل مین لائے اور دونون سے مفید نتیجے پیدا ہوئے جو تدبیرین سر ولیم میور صاحب بہادر نے تعلیم و تربیت کے باب مین کی تہین اونمین بہی صاحب ممدوح کو ایسی ہی کامیابی حاصل ہوئی یعنی صاحب ممدوح نے لوگون کو اپنا رفیق اور شریک بنالیا اور یہ اونکی قوت کا باعث تہا جو مباحثے انکم ٹیکس سے متعلق ہوئے تہے اونمین صاحب ممدوح نے نہایت مستعدی اور دانشمندی کے ساتہہ صاحب سکرٹری صیغہ محاصل سے مقابلہ کیا اور اونکی رپورٹین ایسی زبردست اور عمدہ تہین اور اونمین ایسی عمدہ دلیلین درج تہین جنکا دور کرنا ناممکن تہا جو ہمدردی صاحب ممدوح لوگون کے ساتہہ کرتے تہے اوسکو لوگ سچی ہمدردی خیال کرتے تہے اور سبکو اسبات کا بہی اطمینان ہی کہ تمام عہدہ دار

صاحب ممدوح لوراونکے عدل وانصاف کا بڑا اعتبار تھا۔

سر جارج کیمبل صاحب کا کام متعدد قسم کا تہا لیکن ہم یقین کرتے ہین کہ کسی لفٹننٹ گورنر کو بہ نسبت صاحب ممدوح کے اسبات کی زیادہ خواہش نتہی کہ جس حالت مین اوس نے اپنے صوبہ کو پایا تہا اوس سے زیادہ تر عمدہ حالت مین اوسکو چھوڑے صاحب ممدوح نے صرف ایک نیا عہد ہی شروع نہین کیا بلکہ نئے طور پر یہی بندوبست کرنا شروع کیا سر ولیم گرے جنکی بجاے صاحب ممدوح لفٹننٹ گورنر مقرر ہوئے تہے پُرانے فرقہ مین سے تہے اور بنگالہ کی اوس زمانے کی کیفیت اونکے ذہن نشین تہی جبکہ وہ خاص صاحب گورنر جنرل بہادر کے ماتحت تہے مگر جب سر جارج کیمبل صاحب لفٹننٹ گورنر مقرر ہوئے تو اونکو یہ یقین ہوا کہ اب بنگالہ کی آبادی بہ نسبت اوسکے بہت زیادہ ہی جیساکہ اکثر لوگ خیال کرتے ہین اور لوگون پر محصول بہت ہلکا ہے اور استمراری بندوبست مین بہرحال اسقدر ترمیم کرنی چاہیئے کہ اراضی پر سڑک اور تعلیم کا محصول لگایا جاوے اور زمیندار اور کاشتکارونکے باہمی تعلقات نہایت ہی ناقص ہین چنانچہ اونکے یہ خیالات بہت جلد جلوۂ ظہور مین آئے اور اوسکا یہ قدرتی نتیجہ ہوا کہ ہندوستان کے باشندون کی طبیعتون مین صاحب ممدوح کی جانب سے نہایت خوف بیٹھ گیا اور اپنے خاص ماتحت عہدہ دارونکے دلونمین بہی صاحب ممدوح نے اپنا خوف بٹھادیا چونکہ وہ بذات خود ہر ایک کام کو گو وہ کیسا ہی بہاری کیون نہو انجام دیسکتے تہے لہذا اونہون نے اپنے ماتحتون کی نسبت جوآب وہوا کی تاثیر یا اور سببون سے اونکی پیروی نکرسکتے تہے بہت جلد سختی کی عادت اختیار کی اور اوس عادت کو کبہی ترک نہ کیا کوئی معاملہ ایسا بڑا یا ایسا خفیف نتہا جسکی طرف صاحب ممدوح کی توجہ نہو سررشتہ تعلیم اور اونکے درمیان تو ہمیشہ جہگڑا ہی رہتا تہا بنگالہ کے جیلخانونکا ایک نیا افسر مقرر ہونے سے جیلخانونکے انتظام کی نسبت جو مدت سے بنگالہ مین جاری تہا گرفت کرنیکا موقع پیدا ہوا اور صاحب ممدوح فوراً اوسکی جانب متوجہ ہوئے دیہاتی مدرسون کا انتظام جدید اس طرح پر کیا گیا کہ اوسکا خرچ محصول کے ذریعہ سے ادا کیا جاوے بعض منتخب مقامونمین صاحب لفٹننٹ گورنر کے قلم کے ایک اشارہ سے رعایا کی جانب سے میونسپل ممبرون کے مقرر ہونیکا قاعدہ جاری کیا گیا شاید ہندوستان مین جہان کہ انتظام کا کام اکثر

اوقات بڑے جوش سے ہوتا ہی ایسے قلیل عرصہ مین اسقدر کام نہین ہوا خانہ شماری سے (گو وہ نہایت ناکامل تہی مگر سچی نیت سے شروع کی گئی تہی) صرف یہی بات نہین معلوم ہوئی کہ جسقدر آبادی خیال کیجاتی تہی اوس سے دو چند بنگالہ کی آبادی ہی بلکہ یہ بات بہی معلوم ہوئی کہ مسلمان ہندوؤن سے بہت زیادہ ہوتے جاتے ہین پہر دریاے برہمپتر سے آگے دورہ کرنے سے اراضی کی نسبت بعض پرانے جہگڑونکا تصفیہ کیا جو ناکامل معاہدون اور دریاؤن کے راستہ کے بدل جانے اور سیکڑون سبب سے پیدا ہوئے تہے لیکن جہان کہین سر جارج کیمبل صاحب تشریف لیگئے یا جو کام اونہون نے کیے لوگ بدستور اونکی بے پروائی اور شتابی اور اس امر کی شکایت کرتے رہے کہ جن شخصونکی امداد وہ حاصل کرنا چاہتے تہے اونسے مشورہ لینے مین وہ غفلت کرتے تہے اور اسمین کچہہ شبہہ نہین ہی کہ انمین سے بعض الزام معقول وجہ پر مبنی تہے اور بہت سے بلاشبہہ ناواجب تہے سر جارج کیمبل صاحب تحکم کے ساتہہ لوگون سے کام لیتے تہے مگر ہم یقین کرسکتے ہین کہ اونکی نیت مین یہ بات نہتہی کہ وہ کسی کو نقصان پہنچائین صاحب ممدوح نے صریح یہ ارادہ کر لیا کہ جو کام ایک مدت مین انجام کو پہنچے اوسکو اپنے عہد کے تین یا پانچ برس مین پورا کرین مگر صاحب ممدوح کو اسبات مین ناکامیابی ہوئی اور یہ قاعدہ ہی جہان کسی خیال سے دفعتہً ایک ایسے مضبوط سلسلہ معاشرت کو تبدیل کرنیکا قصد کریگا جیسا کہ بنگالہ کا انتظام معاشرت ہی وہ کامیاب نہوگا گو وہ کیسا ہی طاقتور کیون نہو صاحب ممدوح ان سب کامون کے انجام دینے مین سرگرم تہے اور یہ تمام منصوبے کر ہی رہے تہے کہ بنگالہ مین قحط پڑا اور اونہون نے اوسکی حقیقت کو صاف صاف سمجہکر نہایت عمدہ راے ظاہر فرمائی اور اونکی راے اسوجہ سے اور بہی زیادہ کارآمد تہی کہ صاحب ممدوح نے اوس زمانے مین جبکہ وہ اوڑیسہ کے قحط کے وجوہات دریافت کرنیکے واسطے کمشنر مقرر ہوئے تہے بڑا تجربہ حاصل کیا تہا اس زمانہ سے کبہی ایسا نہین ہوا ہی کہ لوگ عرصہ تک سر جارج کیمبل صاحب کو بہول گئے ہون اور اسمین کچہہ شبہہ نہین ہی کہ وہ ہمیشہ محنت و جانفشانی مین نہایت ثابت قدم رہے ہین جو اندازہ ٹہیک ٹہیک صاحب ممدوح نے قحط کا کیا تہا اوسکی تصدیق اب واقعات کی رو سے ہوتی ہی پس ان صوبون گورنمنٹ کے دو نہایت لائق مگر نہایت مختلف طبیعت

کے ملازم ہندوستان سے ولایت کو واپس آئے ہین اگر ان مین سے ہر ایک مین علاوہ اپنے صیغون
کے دوسرے کی بعض صفتین بہی موجود ہوتین تو وہ نہایت عمدہ گورنر ہوتے لیکن دونون مین سے
کوئی یہ بات نہ کہیگا کہ ہندوستان یا انگلستان مین لوگ اونکی صفتون اور خدمتون سے واقف
نہین ہین یا اونکو بہول گیے ہین۔

(۱۰) ریاست بڑودہ کے جو تعلقات گورنمنٹ انگریزی کے ساتہہ ہین وہ ہم نے پہلے بیان
کر دیئے۔ ۱۹۔ دسمبر ۱۸۴۷ع کو سیاجی راؤ گایکوار نے وفات پائی۔ اور اونکے بعد اون کا بیٹا
گنپت راؤ جانشین ہوا جنہون نے ۱۹۔ نومبر ۱۸۵۶ع کو وفات پائی۔ کوئی لڑکا اونکے نہ تہا
اسلیئے اونکا بہائی کہانڈے راؤ ۱۲۔ دسمبر ۱۸۵۶ع کو مسند نشین ہوا۔ کہانڈے راؤ ۱۸۷۰ع
مین مر گیا اوسکا بہائی ملہر راؤ اوسوقت مقید تہا۔ مگر وہ اوس قید سے رہا ہو کر مسند نشین ہوا
مسند پر بیٹہتے ہی ظلم و ستم رعایا پر برپا کرنا شروع کیا کہ رعایا مین ایک کہل بلی پڑ گئی اور رعایا
رزیڈنٹ اور گورنر بمبئی تک استغاثہ کے واسطے دوڑ ہی گئی۔ غرض مہاراجہ صاحب کی بد انتظامی اور
ظلم و جبر کی شکایت یہانتک ہوئی کہ رزیڈنٹ صاحب کی رائے پر گورنمنٹ بمبئی کی استدعا اور
بڑودہ کی رعایا کے غل غپاڑے پر گورنمنٹ ہند نے کمیشن روانہ کیا تا کہ وہ بڑودہ مین جا کر وہانکے
حالات ٹہیک ٹہیک دریافت کرے جسوقت کمیشن بڑودہ مین پہنچا اور انگریزونکی صورت لوگون
نے دیکہی تو خیر خواہون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ دیکہیئے مہاراجہ راجہ رہتے ہین یا نہین اور خود مہاراجہ
صاحب کو بہی خدشہ گذرا۔ اور جو مہاراجہ سے منحرف تہے اونکے ہان تو خوشی کی انتہا نہی جسوقت
کمیشن نے اجلاس فرمایا جوق جوق گواہ موجود تہے۔ جب گواہونکے اظہار کمیشن لے چکا تو اوس کے
ممبرون نے اپنی اپنی رائے لکہی۔ اس کمیشن کے میر مجلس جناب کرنیل میڈ صاحب تہے اونہون نے
یہ رائے دی کہ کرنیل فیر صاحب جو مہاراجہ صاحب کو ریاست کے استحقاق سے باز رکہنا چاہتے تہے
وہ نہین ہو سکتا ہی اور ممبرونکی نسبت ہم یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ اونہون نے کیا رائے دی کیونکہ ہمنے
اونکی رائے نہین دیکہی مگر اتنا البتہ ہم جانتے ہین کہ جس ممبر نے جو رائے دی ہوگی وہ گواہون کی

گواہی کے نتیجے پر مبنی ہوگی۔ ہندوستانیون کی گواہی جو اعتبار رکھتی ہے وہ ۔ ۔ ۔ یہ ظاہر ہے لیکن جب
گواہون نے جہوٹی اور دل سے بناکر گواہی دی۔ تو انکی گواہی پر جو رائین بیان کیجائینگی وہ بہی
ٹہیک نہین ہوسکتی ہین۔ کیا کمیشن بنجر اور شور زمین مین درخت نصب کرکے اوسکو سبز اور شاداب
کرنا چاہتی تہی۔ غرض گورنر صاحب بمبئی اور حضور ویسرائے اور سکرٹری آف اسٹیٹ نے متفق الرائے ہوکر
یہ فیصلہ کیا کہ مہاراجہ بڑودہ اگر ڈیڑہ برس تک اپنی ریاست کا عمدہ انتظام نکرینگے تو ہم دست اندازی
کرینگے۔ یہ خیال کیا گیا تہا کہ اس ڈیڑہ برس مین مہاراجہ صاحب اپنے کو تکون سے باز آوینگے اور
اوس سے انتظام اچہا ہوجاویگا۔ اونکے وزیر بہی دادابہائی نوروجی اور قاضی شہاب الدین وغیرہ
ایسے لوگ نہین تہے کہ جنکے سبب سے بڑودہ کے انتظام مین کوئی خرابی اور نقص رہجاتا۔
مگر راجہ صاحب اپنی خام خیالیون مین ایسے پختہ کار تہے کہ اونہون نے اپنی اس مربی گورنمنٹ کی
پند حکیمانہ اور نصیحت مشفقانہ پر کان نرکہا۔ ریاست پر جو مہاراجہ کی سفلہ پروری اور رند مشربی سے
قرضہ ہوگیا تہا اوسکو یہ چاہا کہ رعایا پر ایک نئی ٹیکس لگاکر ادا کردین۔ مگر وزیر نیک نہاد دادابہائی
نوروجی نے جب اسکو نہ مانا اور اوسنے یہ نہ چاہا کہ بچون کے ہاتہ سے روٹی چہین کر کتون کو دیجاے اور ایک
جفاکار کی بدشعاری کا خمیازہ ناحق رعایا بہگتے۔ تو مہاراجہ اور منتری مین رنجش ہوگئی اور وزیر نے
استعفا دیدیا۔ غرض جو میعاد گورنمنٹ نے مہاراجہ کو اپنی ریاست کی اصلاح کے لیئے دی تہی اوس مین کچہ
امید باقی نرہی تہی کہ ملک مین سے کوئی خرابی بہی دفع ہوگی۔ ہنوز یہ مدت اصلاح ختم ہونے پائی تہی کہ
کرنیل فیر صاحب رزیڈنٹ گایکواڑ کی زہرخورانی کا مقدمہ ہوگیا۔ جو راجہ کے حق مین آخر کو
سم ہوگیا۔
اول گورنمنٹ نے یہ اشتہار دیا کہ مہاراجہ نظربند کردیا جاے۔ اور اوسکا ملک ضبط ہوکر چند
روز کے واسطے گورنمنٹ انگریزی کے اختیار مین ہے۔ پہر ایک کمیشن تحقیقات مقدمہ کے لیے مقرر ہوا
جسکے ممبر سر رچرڈ کوچ صاحب چیف جسٹس بنگال پریزیڈنٹ کمیٹی اور ہز ہائینس جناب مہاراجہ سیندہیا
جیاجی راو سیندہیا جی سی ایس آئی وعالی جناب مہاراجہ سوائی رام سنگہ جی سی ایس آئی

وکرنیل سر رچرڈ میڈ صاحب چیف کمشنر میسور اور مسٹر ملول صاحب سی ایس آئی جج چیف کورٹ پنجاب - راجہ سر ٹی مادہو راؤ سی ایس آئی تھے -

۲۳ - فروری ۱۸۷۵ء کو پہلا اجلاس کمیشن کا بمقام بڑودہ ہوا سب کے روبرو ملہر راؤ بٹھائے گیے چہرہ اونکا زرد تھا اور خوف زدہ معلوم ہوتا تھا - مگر لباس راجاؤن کا سا اس حال مین بھی پہنے تھا - تحقیقات مقدمہ کے اجلاس مین مسٹر اسکوبل صاحب وکیل سرکار - اور مسٹر ایوارنی صاحب حضور گورنر جنرل و ویسرائے کی طرف سے - اور سر جنٹ بیلن ٹائن اور مسٹر برنیرم اور مسٹر پنسل اور مسٹر سیتارام نراین گائکوار کی طرف سے جوابدہی مقدمہ کے واسطے آئے - باجازت کمیشن ایک مہر رنے وہ اشتہار سرکار جسکا اوپر ذکر ہوا ہی اور جسکا ترجمہ مرہٹی اور ہندوستانی زبان مین ہوا تھا پڑہا - اور پھر اسکوبل صاحب نے مقدمہ کی صورت کو بیان کیا -

اسپیچ وکیل سرکار مقدمہ زہر خورانی گائکوار

مسٹر آر اسکوبل صاحب کہڑے ہوئے اور ایک اسپیچ ملہر راؤ گائکوار پر جرم قائم کرنے مین سرکار کیطرف سے پڑہی -

میرے لارڈ پریزیڈنٹ اور آپ مہاراجہ صاحبان اور اراکین کمیشن -

سب صاحب میری تقریر پر غور فرمائین اب مین سرکار کیطرف سے اون جرمونکا خلاصہ بیان کرتا ہون جو ملہر راؤ پر قائم کیے گیے ہین اور جنکی تحقیقات کے واسطے یہ کمیشن مقرر ہوئی ہی مین نے اکثر لوگون سے شہادتین لین اون سے معلوم ہوا کہ ملہر راؤ پر ایک جرم سنگین عائد ہوتا ہی اور چار قصور اوپر قائم کیے گیے ہین مگر اون چارون کو مین باختصار بیان کرتا ہون - اوّل یہ کہ حضور ملہر راؤ نے اپنے نوکرونکے ذریعہ سے کرنیل فیر صاحب کے خدمتگارون اور ریزیڈنسی کے نوکرون کو ورغلانا - اور دوم یہ کہ اونہون نے خود اور بذریعہ اپنے نوکرون کے کرنیل فیر صاحب کو بلازمان ریزیڈنسی اور اونکے نوکرون سے زہر دلوایا مین کل شہادتون کو جن سے مقدمہ ثابت ہوتا ہی اس جگہہ بیان کرنا فضول سمجھتا ہون کیونکہ رفتہ رفتہ آپکے روبرو کل گواہیان گذر جاینگی مین مختصر حال اس مقدمہ کا آپکے ذہن نشین کرتا ہون کیونکہ یہ کمیشن جوڈیشل نہین ہی یہ رپورٹ بعد تحقیق مقدمہ کے حضور نواب گورنر جنرل کے

اجلاس مین پیش ہوگی آیا لیان کمیشن فیصلہ قطعی کے مجاز نہین ہین پس مین مجمل حال اس مقدمہ کا
آپکے روبرو پیش کرتا ہون ابھی آپ کے سامنے جو اشتہار پڑہا گیا ہے مین اوسکے مطابق اپنی تقریر
اس مقدمہ مین کرونگا مین رزیڈنسی کے نوکرون کی ترغیب دیئے جانے کی تاریخ اوسوقت سے خیال
کرتا ہون جب پہلے کمیشن بڑودہ مین ۲۸ اکتوبر ۱۸۷۳ع کو شروع ہوئی تھی اور دو مہینے نومبر دسمبر تک
مقدمونکی تحقیقات ہوتی رہی ان مہینون مین بذریعہ سالم اور یشونت راؤ کے حضور ملہار راؤ نے رزیڈنٹ
کے نوکرون سے سازش کرکے زہر دیئے جانے کی تدبیر کی صرف رزیڈنسی کے نوکر ہی نہین ملے تھے بلکہ
خاص صاحب رزیڈنٹ کے ملازم بھی واسطے زہر دینے اپنے آقا کے آمادہ کیئے گیئے تھے اوسوقت یہان کے
رزیڈنٹ کرنیل فیر صاحب تھے یہ ذکر اوس زمانے کا ہے کہ جب اونکی میم صاحبہ بھی ولایت نہین گئی تھین
بلکہ مقام بڑودہ مین تہین اول اول حضور ملہار راؤ نے کرنیل فیر صاحب کے زہر دینے کی گفتگو آیا سے
شروع کی یہ آیا کرنیل فیر صاحب کی لڑکی یعنی بیوی صاحب کی میم صاحبہ کے پاس نوکر تھی اس آیا کا
نام امینہ ہے یہ ایک مدت سے کرنیل فیر صاحب کی نوکر تہی اسکو فیر صاحب کی میم صاحبہ کے مزاج مین اسقدر
دخل تہا کہ کل باتین میم صاحبہ اس سے کہدیا کرتی تہین یہ حضور ملہار راؤ کے پاس تین مرتبہ گئی تہی۔
اول مرتبہ اوسوقت گئی تہی جب پہلا کمیشن شروع ہوئی تہی یعنی ۱۸۷۳ع کے اخیر مین۔ دوسری بار
پہلے کمیشن کے اختتام کے وقت گئی تہی جبکہ حضور ملہار راؤ مقام نوساری سے آئے تھے یعنی ماہ مئی ۱۸۷۴ع
مین۔ اور تیسری مرتبہ کرنیل فیر صاحب کے زہر دیئے جانے سے چندروز پیشتر گئی تہی تینون مرتبہ خاص مہاراج
سے اور آیا سے تخلیہ کی گفتگو رہی یہ اون دونون مخبرون مین سے ایک کے ہمراہ جنکا مین پہلے ذکر
کرچکا ہون گئی تہی اس سے جو گفتگو ہوئی وہ آپ کو بروقت اوسکے اظہار لینے کے معلوم ہوگی ایک
مرتبہ اوسکے ہمراہ مسمی فیضو بہی گیا تہا یہ گاڑی مین سوار ہوکر ملہار راؤ کے محل مین گئی تہی اور سالم
اسکو مہاراج کے روبرو لیگیا تہا مہاراج نے اس سے کہا کہ تم اپنی میم صاحبہ سے ہماری سفارش کرو
تاکہ صاحب میم صاحبہ کی فہمایش سے ہمارے حال پر مہربانی کرین۔ دوسری بار اوسکے ساتھ
کریم گیا تہا اور مہاراج سے بڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی تیسری مرتبہ وہ ماہ رمضان مین دا

کی گاڑہی مین سوار ہوگئی تہی اور سالم اپنے ساتہہ اوسکو لے گیا تہا اہالی کمیشن کو معلوم ہو کہ ان تینون دفعہ مین سوائے آیا اور مہاراج کے اور اون دونون مخبرونکے کوئی اَور نتہا - اول دفعہ مین آیا کو کچہہ حضور ملہر راؤ نے نہین دیا مگر سالم نے دو سو روپے کریم اور امینہ کو دیئے دوسری مرتبہ پچاس روپیہ خاص مہاراج نے آیا کو دیئے آنکی تحقیقات کے واسطے اگر آپکی مرضی ہوگی تو بموجب دفعہ ۱۶۷ - قانون شہادت کے مین آیا کے شوہر کو طلب کرونگا اوس شخص کا نام عبد اللہ ہے اس شخص کے اقرار سے پچاس روپیہ کا دیا جانا ثابت ہوجائیگا عبد اللہ کی گواہی کی بہی کچہہ ضرورت نہین ہے کیونکہ آیا کے گھر مین چند کاغذات ایسے پائے گئے جنسے پچاس روپیہ کے دیئے جانیکا ثبوت ہے یہ کاغذات برآمد شدہ چار خط ہین دو تو آیا نے اپنے شوہر کو لکہے ہین اور دو اوسکے شوہر نے آیا کو لکہے ہین ان خطوط مین مفصل کیفیت اوس گفتگو کی جو مہاراج اور آیا سے ہوئی تہی درج ہے اہالی کمیشن کو ان خطونکے دیکہنے سے پہر تحقیقات کرنے کی ضرورت نرہیگی -

اسبات کو سنکر سرجنٹ بلینٹائن صاحب نے نہایت آہستہ سے کہا کہ جو کچہہ اہالی کمیشن منظور کرین وہ سب بجا اور درست ہے مگر ان خطون کو ابہی پیش کرنا خلاف معلوم ہوتا ہے ہان بروقت حاضر ہونے آیا کے اگر یہ خطوط پیش کیئے جائین بشرطیکہ اہالی کمیشن اونکا پیش ہونا مناسب سمجہین تو مضائقہ نہین -

مسٹر اسکوبل نے بجواب اسکے کہا کہ گو وہ خطوط لائق گواہی کے ہین مگر جبتک کہ اہالی کمیشن اون خطوط کو طلب نکرین ہم اونکو پیش نکرینگے

جب امینہ آیا کے اظہار لیئے گیئے تہے تو وہ نہایت ہمارہی اسبات سے اہالی کمیشن کو معلوم ہوا ہوگا کہ اوسکے دل مین اپنے جرم کا بڑا خیال تہا اب مین دو اَور نوکرون کا حال بیان کرتا ہون یہ خاص بنگلے نوکر صاحب رزیڈنٹ کے ہین اونہون نے بہی بسبب سازش کے بہت سا روپیہ حضور ملہر راؤ سے پایا تہا اونمین سے ایک شخص پیڈرو کرنیل فیر صاحب کا خانساماں تہا اوسکو پچاس روپے مہاراج نے دیئے تہے اور یہ آیا کے ہمراہ گیا تہا مگر اب یہ وہان کے جانے سے انکار کرتا ہے -

اب مین وہ حال آپ کے روبرو بیان کرتا ہون جس طرح کرنیل فیر صاحب کو زہر دیا گیا خدا کا فضل شامل حال تہا جو اونکی جان عزیز تلف نہین ہوئی ورنہ کوئی بات ہلاکت کی باقی نہین رہی تہی -

۹۔ نومبر ۱۸۷۴ء کو زہر دینے کا حال معلوم ہوا اوس سے دو روز پہلے بھی زہر دیا گیا تھا مگر کارگر نہین ہوا مسمی راؤجی رزیڈنسی کے حوالدار نے زہر دیا تھا راؤجی سالم کے ساتھ حضور ملہار راؤ کے محل مین جایا تھا اوس سے کل کارروائی کمیشن سابق کی نکوار کو معلوم ہوتی رہتی تھی اسکو پانچسو روپے مہاراج نے دیئے تھے جب مہاراج نوساری سے شادی کرکے آئے تو حوالدار کو آٹھ سو روپے اور دیئے تھے سالم کے گھر کی تلاشی ہوئی تو اوسکے گھر مین ایک میٹھا کاغذ کا جسمین چند چٹھیان ہین برآمد ہوا اونسے زہر کا دیا جانا اور بھی ثابت ہی بوقت ضرورت مین اونکو پیش کرونگا۔

ایک اور بات بھی گرفت کی ہی یعنی راؤجی حوالدار کی تنخواہ تو کم ہی مگر جو صرف کہ اوسنے اسوقت مین کیا تھا وہ بہت زیادہ تھا تو اوس سے ہمکو بخوبی ظاہر ہوا کہ ضرور اسکو روپیہ نکوار سے دستیاب ہوا۔

مین وہ چند خطوط بھی پیش کرونگا جو راؤجی نے اپنی زوجہ کو لکھے تھے جنمین اس ثبوت کا حال درج تھا۔

مین اب اوس کیفیت کو بیان کرنا چاہتا ہون جس طرح زہر دینے کا حال مجھے معلوم ہوا یہ تو مین پہلے ہی بیان کرچکا کہ راؤجی حوالدار نے زہر دیا تھا مگر اب اوسکی کیفیت سنیئے کہ کرنیل فیر صاحب ہمیشہ صبح کے وقت ہواخوری کے واسطے جایا کرتے تھے وہان سے مراجعت کرکے ایک خاص کمرے مین جہان کہ نہانے اور منہ دھونے کا سامان رہتا تھا آتے تھے عبداللہ خدمتگار اونکے آنے سے پہلے چکوترہ کا شربت طیار کرتا تھا اور فیر صاحب اوسکو ہر روز پیا کرتے تھے ۹۔ نومبر کو عبداللہ نے بدستور شربت بنا رکھا راؤجی حوالدار وہان گیا اور کرنیل فیر صاحب کے شربت مین ایک زہر کی پڑیا ملا دی اس زہر مین سنکھیا اور ہیرے کا چورا ملا ہوا تھا کرنیل فیر صاحب جب آئے تو اونہون نے دو تین گھونٹ شربت کے پیئے چونکہ تیز شربت زہر آلود تھا اس سبب سے بدمزہ معلوم ہوا۔ فیر صاحب سمجھے کہ یہ خراب چکوترہ کا شربت بنایا گیا لہذا شربت کو پھینکدیا مگر اونکے سر مین درد ہونے لگا اور جی متلایا کیا اتفاقاً اوس گلاس پر نظر جو پڑی تو دیکھا کہ سیاہ رنگ کی گاد اوسکی تہ مین جمی ہوئی ہی اونہون نے فی الفور ایک چٹھی ڈاکٹر سیوورڈ صاحب کو اپنی نادرستی طبیعت کا حال لکھکر بھیجی ڈاکٹر سیوورڈ صاحب چٹھی کے دیکھتے ہی کرنیل فیر صاحب کے پاس آئے اور دیکھا کہ سنکھیا اور کوئی اور شی چمکتی ہوئی برتن کے اندر تہ نشین ہی مگر اپنے تجربہ پر اونکو

اطمینان ہوا اونہون نے کل کیفیت لکھکر ڈاکٹر گری صاحب کو بمبئی مین بہیجی اور ایک پوڑیا اوس سفوف کی بہی جو اوس برتن مین تہ نشین ہو گیا تہا بہیجی پس ڈاکٹر گری صاحب اور ڈاکٹر سیورڈ صاحب کی رائے متفق ہوئی جب دو ڈاکٹرون کی رائے متفق ہی تو اسمین شک نہین ہی کہ کرنیل فیر صاحب کو ضرور سنکھیا دی گئی ہو گئی سوا ے اسبات کے ایک اور بہی ثبوت ہی کہ سالم اور بشونت راؤ صبح کو رزیڈنسی مین گیے اس بات سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ واسطے دریافت حال زہر دیئے جانیکے گیے تہے انکو رزیڈنسی مین کوئی خاص کام متعلق نتہا یہ ضرور زہر کا حال دریافت کرنیکے واسطے گیے ہونگے جب ان دونون سے اظہار لیئے گیے اور پوچہا گیا کہ تم رزیڈنسی مین کیون گیے تہے تو اونہون نے جواب دیا کہ ہم مہاراجہ کی طرف سے ڈالی لیکر گیے تہے اگرچہ اسمین شک نہین ہی کہ فیر صاحب کے پاس اوس دن ڈالی پہنچی مگر یہ دونون ۶ بجے سے پہلے گیے تہے اور ڈالی بعد آٹھہ بجے کے پہنچی۔ ایک بات اور بہی لائق تحریر کے ہی جب ڈاکٹر سیورڈ صاحب کے نام فیر صاحب نے چٹھی لکہی تہی تو اوسکی اطلاع کے واسطے سالم راؤجی جمادار کے گہر پر گیا تہا۔

مین نے بیان کیا ہی کہ زہر مین سنکھیا ضرور تہی کیونکہ سنکھیا کو سب زہر جانتے ہین اور ہیرے کے چورے کی نسبت مین اسقدر کہہ سکتا ہون کہ ہندوستان مین یہ بہی زہر مشہور ہی۔ آپکو ڈاکٹر سیورڈ صاحب کی کتاب کا حوالہ دیتا ہون وہ تحریر کرتے ہین کہ ہندوستانی آدمی ہیرے کے چورے کو زہر جانتے ہین۔ دامودر پنتہہ کی گواہی قابل لحاظ ہی کیونکہ یہ مہاراجہ گایکوار کا پرایوٹ سکرٹری تہا اسکی تحویل مین خانگی حساب گایکوار کے تہے دامودر پنتہہ نے بحکم ملہر راؤ دو تولہ سنکھیا پہلے فوجداری کے دفتر سے منگائی اور یہ تحریر کیا کہ گہوڑے کے علاج کے واسطے اسقدر سنکھیا کی ضرورت ہی وہان سے سنکھیا نہ ملی لیکن ایک بوہرہ کے یہان سے سنکھیا دستیاب ہوئی دامودر پنتہہ اپنے اظہار مین اقرار کرتا ہی کہ مین نے ہیرے کا چورا ہیم چند فتح چند کی دکان سے پایا تہا مہاراج نے بشونت راؤ کو دیدیا۔ معلوم ہوتا ہی کہ زہر کی پوڑیا مین سنکھیا اور ہیرے کا چورا ضرور ملا تہا۔ مہاراج نے وہ پوڑیہ پہلے سالم کو دی اور سالم نے راؤجی کو دی راؤجی نے چٹھی اور ساتوین نومبر کو یہ پوڑیا کرنیل فیر صاحب کے شربت مین ملائی تہی مگر کرنیل

فیر صاحب کو کچھہ از خود مہاراج نے اسبات کو دریافت کرکے ۹۔ تاریخ کو ایک پڑیا دی اور اوسی پڑیا کا
سفوف اوس برتن مین جسم سے بہتا راوجی کا پرتاہ جو دیکھا گیا تو اور پڑیان سنکھیا کی برآمد ہوئین جو کچھہ مین
بیان کر رہا ہون اسکی تصدیق دامودر پنتھہ اور راؤ کے اظہار پر موقوف ہی گواہون کے اظہارات علیحدہ
لیئے گیئے ہین تاہم متفق البیان ہین اس سے معلوم ہوا کہ یہ سب باتین صحیح ہین دامودر پنتھہ اور راوجی نے
بعد اپنے قصور کی معافی کا اقرار لینے کے اپنا اظہار دیا ہی مسمی نرسو کا اظہار بغیر قصور معاف کرنے کے لیا گیا ہی
اوسکے بیان سے بالکل راست گفتاری معلوم ہوتی ہی یہ رزیڈنسی مین بہت دنون سے نوکر تہا چونکہ اس سے
کار بد سرزد ہوا تہا لہذا اسنے کنوئین مین گر کر خودکشی کا ارادہ اسوجہہ سے کیا تہا کہ اگر اہالی کمیشن اس
باب مین غور فرماینگے تو اونکو بخوبی معلوم ہو گا کہ اس شخص نے ضرور زہر دینے کی کوشش کی دامودر
کی گواہی کی تصدیق گایکوار کے کاغذات سے ہوتی ہی کیونکہ کاغذات مین اکثر خرچ لیسے لکھے ہوئے
ہین جو گایکوار نے رزیڈنسی کے نوکرون کو روپیہ دیا تہا مہاراجہ کے خانگی حساب مین اوسنے تحریر کیا ہی کہ
تین ہزار روپے کے ہیرے خریدے گیئے اور ایک جگہہ تحریر ہی کہ اٹھارہ سو روپے کا ایک تیل گایکوار نے منگوایا
پس سب فرضی حساب معلوم ہوتے ہین ہیم چند جوہری کے اظہار بہی آپکے سامنے لیئے جاوینگے اون سے
معلوم ہوگا کہ کسقدر تغلب اور تصرف دامودر کے حساب مین ہی اور کسقدر روپے کے ہیرے دامودر پنتھہ
نے ہیم چند سے گایکوار کے واسطے خرید کیئے تہے۔

اب مین وہ حال بیان کرتا ہون جس سے گایکوار کے اوپر خاص مقدمہ ثابت ہوتا ہی مہاراجہ گایکوار
ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو کرنیل فیر صاحب کی ملاقات کو رزیڈنسی مین جایا کرتے تہے۔ ۹۔ نومبر دوشنبہ کو
بہی مہاراج حسب دستور کرنیل فیر صاحب کی ملاقات کو گیئے اگرچہ کرنیل فیر صاحب کی طبیعت اوس دن
بسبب زہر آلود شربت پینے کے کسی قدر ناساز تہی مگر مہاراج سے ملاقات کی اور کہا کہ آج طبیعت میری
ناساز ہی مہاراج نے کہا کہ میری طبیعت بہی کچھہ ناساز ہی اور آجکل تمام شہر کو یہی بیمار ہی یہ سنکر کرنیل
فیر صاحب خاموش رہے اگر دامودر پنتھہ کا بیان صحیح ہی تو یہ بات گایکوار کو معلوم ہو گئی تہی کہ کرنیل
فیر صاحب کو زہر دیا گیا ہی کیونکہ اونہون نے واپس آتے وقت راستہ مین یہ کہا تہا کہ کرنیل فیر صاحب

آج زہر دیا گیا ہی اہالی کمیشن کو یہ بہی بات معلوم ہوگی کہ ایسی باتین پوشیدہ نہین رہسکتی ہین
پس تمام شہر مین اوسی دن اسبات کی افواہ اوڑگئی کہ کسی شخص نے کرنیل فیر صاحب کو زہر دیا ہی
جب گایکوار پنجشنبہ کے روز آئے تو انکے ہمراہ مسٹر دادابہائی نوروجی بہی تہے اونہون نے کہا کہ ہمنے
ایسی افواہ شہر مین سنی ہی کہ آپ کو کسی شخص نے زہر دیا ہی تہوڑی دیر کے بعد مہاراج نے ایک یادداشت
کرنیل فیر صاحب کو اس مضمون کی لکہہ بہیجی کہ ہمنے سنا ہی کہ آپکو کسی بدمعاش نے زہر دیا ہی اگر آپ
فرمایئے تو ہم اوسکی تحقیقات کرین اب یہ بات بڑے تعجب کی ہی کہ اگر گایکوار کی کچہہ بناوٹ کی نتہی تو
اتنے روز بعد یہ یادداشت کیون بہیجی اونکو چاہیئے تہا کہ جس روز زہر دیا گیا تہا یا جسدن اونہون نے
سنا تہا اوسی روز یادداشت بہیجتے ۔

مین نے کل کیفیت اس مقدمہ کی اہالی کمیشن کے روبرو بیان کی تا آپ سب لوگ اوسپر غور فرمائین
جب آپ سب صاحب گواہون کے اظہارات سماعت کرلینگے اور سرجنٹ بیلن ٹائن صاحب بہی اپنے سوالات
کرلینگے تب مین اپنی راے اس مقدمہ مین دونگا اور اوسوقت جن امور مین بحث کی ضرورت ہوگی بحث
بہی کرلیجائیگی مجکو اور کچہہ کہنا باقی نہین رہا اب آپ شوق سے گواہونکو بلوائیے ۔

قبل اسکے کہ وکیل سرکار اپنی تقریر کہکر بیٹہین اونہون نے یہ بہی کہا کہ یہان چند گواہ ایسے ہین کہ جو
انگریزی اور ہندوستانی کو مطلق نہین جانتے ہین پس اونکے اظہارات لینے کے واسطے ایک کافی بندوبست
کرنا ضرور ہی سرجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے جواب دیا کہ جس زبان مین جو شخص اظہار دیگا اوسکا ویسا ہی
بندوبست کیا جائیگا اس بات کو صاحب پریسیڈنٹ نے منظور کیا ۔

سولہ [۱۶] روز تک گواہون کے اظہار ہوئے اور سرجنٹ بیلن ٹائن اور وکیل سرکار ایک دوسرے کے
گواہونکے اظہارونپر جرح وقدح کرتے رہے ۔ سرجنٹ بیلن ٹائن نے ایک عمدہ تقریر ملہر راؤ کے
حق مین نہایت فصاحت اور بلاغت سے فرمائی ۔ پہر اوسکی تردید وکیل سرکار نے بڑے شدومد سے
کی تین ہندوستانی ممبرونکے نزدیک ملہر راؤ پر کوئی جرم ثابت نہ تہا ۔ انگریزی ممبرونکے نزدیک
الزام ثابت تہا ۔ جنہون نے بالاتفاق رپورٹ اثبات جرم کی لکہی جو سرکاری کاغذون مین مشتہر ہوچکی ہی

اور ممبران ہندوستانی نے عدم ثبوت جرم کی رپورٹ لکھی ہم وہ ذیل مین سرکاری کاغذون سے نقل کرتے ہین۔

رپورٹ ممبران ہندوستانی

(رائے حضور مہاراجہ جیاجی راؤ سیندہیا عالیجاہ بہادر جی سی ایس آئی)

(بمقدمہ مہاراجہ ملہر راؤ گایکوار بڑودہ)

ارادہ زہر خورانی کا میرے نزدیک پایۂ ثبوت کو نہین پہنچا جہانتک روئداد مقدمے سے میرے علم و یقین تک تحقیقات مین آیا اور مجھکو یقین اس امر کا نہین ہی کہ ملہر راؤ پر جرم زہر خورانی کا عائد ہو۔

معلوم ہوتا ہی کہ ثبوت کافی دربارہ خرید ہونے الماس اور سنکھیا اور تانبے کے نہین ہی اور نہ کوئی کاغذ دستخطی گایکوار کا پیش ہوا کہ جسمین حکم دیا ہو کہ روپیہ بقدر درست خرید ان اشیا کے پا یا جاوے صرف اسبارہ مین دامودر پنتھ کا بیان ہی کہ کوئی کاغذ دستخطی گایکوار کا نہین ہی کہ جس سے وہ اس معاملے مین ماخوذ کیے جائین۔

منجملہ گواہون متعددہ کے جو اس مقدمے سے متعلق ہین صرف تین گواہون نے اسباب مین شہادت دی یعنی راؤجی اور نرسو اور دامودر پنتھ نے لیکن شہادت ان اشخاص مین ہی بہت بڑا اختلاف ہی وجہ اسکی روئداد مقدمے مین درج ہی لہذا یہ گواہ کیونکر قابل اعتبار تسلیم ہو سکتے ہین۔

شہادت پیدرو خانساماں اور عبداللہ کی اور پیش نہ کیا جانا عدالت مین سالم اور یشونت راؤ اور خان ولد گہاوہ اور نور الدین باورہ اور حکیم کا یہ سب امر مفید مطلب مجرم کے ہین۔

مین ہرگز یقین نہین کر سکتا کہ زہر خورانی کے لیے ایسی ایسی کارروائیان عرصہ دراز تک باعلان ہوئین ایسے کام صرف یا ایک شخص جو بہت معتمد ہون اوسنے ہوا کرتے ہین نہ کہ ایک مجمع کثیر شریک کیا جاوے جب تہوڑی سی سنکھیا کے ایک مرتبہ دینے سے آدمی ہلاک ہو سکتا ہی تو وجہ اسکی کیا ہی کہ متواتر سنکھیا دیگئی اور پی گئی لہذا مین کوئی وجہ رد کرنے خاص تقریر ایک لائق شخص یعنی سر جنٹ بیلین ٹائن صاحب کی نہین دیکھتا یہ بات بہی قابل غور ہی کہ ملہر راؤ نے خود ہی سالم اور یشونت راؤ کو سر لوئیس پیلی صاحب

کے حوالہ کر دینے مین تامل نہین کیا۔ بلکہ یہ بیان کیا کہ حتی الامکان سب طرح کی مدد دونگا۔
دربارہ اِس گفتگو کے جو ملازمان سے رات کو یا دن کو ہوئی قابل غور کے نہین ہے۔ ایسی آمد و رفت
اور طلبی انعام بروقت شادی یا اور تیوارون کے ہوا کرتی ہے۔ اور یہ کارروائی صرف بغرض خوشنودی
صاحب رزیڈنٹ کے جو رئیس کیا کرتے ہین اور رئیس بھی اکثر طالب اس امر کے رہا کرتے ہین کہ صاحب
رزیڈنٹ کی کارروائی کے حالات سے مطلع ہون ایسی ہی اطلاع کی خواہش فیمابین رئیس اور صاحب
رزیڈنٹ کے رہا کرتی ہے۔ مین آخر مین لکھتا ہون کہ خاص امور تنقیح طلب یہ ہین۔
اول ارادہ زہر خورانی۔ دوئم سازش ملازمان۔ پس جو کچھ میری رائے معاملۂ مذکورہ بالا
مین تھی وہ پیش کرتا ہون۔

۲۷ - مارچ ۱۸۷۵ع دستخط حضور مہاراجہ گوالیار۔ مقام بمبئی۔

رائے حضور مہاراجہ جیپور جی سی ایس آئی

بعد غور کامل شہادت گواہان بسینہ اجلاس کمیشن دربارہ جرم بذمہ ملہار راؤ گایکوار بڑودہ رائے
مندرجہ ذیل اپنی پیش کرتا ہون۔
وہ بیان جو آیا مسماۃ امینہ نے اور دیگر ملازمان ریاست نے کیا اوس سے یہ ثابت ہوا کہ آیا اور
دیگر ملازمان ریاست کو بہ اوقات مختلف حسب الحکم گایکوار کے روپے دیئے گئے تھے مگر یہ اس سے پایا نہین
جاتا کہ یہ روپے اونکو بغرض سازش کے واسطے ایک ناجائز کام کے دیئے گئے ہون جو کچھ روپیہ
دیا گیا وہ گایکوار نے بطور انعام کے دیا ایسے تقریبات شادی یا تیوارون مین دیئے جاتے ہین۔
جرم سنگین کے باب مین جو گایکوار پر ہے راوجی حوالدار کا بیان ہے کہ مین نے کرنیل فیر صاحب کے
شربت کے گلاس مین حسب ترغیب گایکوار کے زہر ڈالا مجھکو نرسو نے اس زہر کی پوڑیا دی تھی نرسو کہتا ہے
کہ مجھکو سالم نے جو گایکوار کا سوار ہے یہ پوڑیا دی تھی مین نے پوڑیا سالم سے پائی اور راوجی حوالدار کو
دیدی اور دامودر پنتھ پرائیوٹ سکرٹری گایکوار بیان کرتا ہے کہ مہاراجہ نے حکم دیا کہ کچھ سنکھیا اور
الماس منگوا دو اور سرکار نے ہدایت کی تھی کہ الماس تو بشونت راؤ جاسوس نے گایکوار کو دیئے

اور سنکھیا سالم کو۔

سالم اور بشونت راؤ بموجب بیان دامودر پنتھ کے بشونت راؤ اور سالم دامودر پنتھ اور نرسو کے درمیانی تھے لیکن روبرو کمیشن کے یہ لوگ حاضر نہین کیئے گیئے پس اسلیئے دریافت نہو سکا کہ آیا اونھون نے روبروے پولیس بمبئی کے اظہار اسکا کیا تھا یا نہین واسطے ثبوت اس امر کے پوڑیا دامودر پنتھ کے پاس سے نرسو کو پہنچی ہو کوئی شہادت نہین ہی صرف بیان دامودر پنتھ اور نرسو کا ہی۔

دامودر پنتھ کا بیان دربارہ منگوانے سنکھیا اور الماس کے کہ جسکی کوئی شہادت نہین ہی صداقت کو نہین پہنچا۔ وہ کہتا ہی کہ ناناجی وقل دارو غہ جواہرخانہ گائیکوار کی معرفت دکان فتح چند ہیم چند سے یہ ہیرے خرید ے گیئے تھے ہیم چند نے روبرو کمیشن کے بیان کیا کہ مین نے واسطے ملاحظے کے ہیرے پیش کیئے گیئے تھے بعد ملاحظہ کے مجکو واپس ملے کوئی ہیرا خریدا نہین گیا۔ آتمارام ایک کارندہ جواہرخانہ نے روبروے کمیشن کے اظہار دیا ہی کہ واقعی ہیم چند کی دکان سے ہیرے آئے تھے مگر ناپسند ہو کر واپس کیئے گیئے۔

نورالدین بوہرہ جسکی نسبت یہ مذکور ہی کہ اس سے سنکھیا مول لیگئی تھی کمیشن کے روبرو یہ بھی حاضر نہتھا اور اکبر علیخان بہادر پولیس بمبئی نے فیمابین سوال وجواب سارجنٹ بیلین ٹائن صاحب کے جو بروقت اظہارات کے کیئے گیئے تھے اقرار اس امر کا کیا کہ بوہرہ ہنوز مقید ہی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہی کہ بوہرہ نے دربارہ خرید زہر کے صداقت نہین کی جو یادداشتین دفتر دامودر پنتھ سے روبرو کمیشن کے پیش ہوئین اون سے تشریح اسکی نہین پائی گئی کہ کوئی خاص رقم واسطے خرید الماس یا سنکھیا یا اور کسی قسم کے زہر کے لیئے دی گئی ہو اون یادداشتون مین واسطے برہمنون کے کھلانے یا اور خیرات کے حکم منظوری کا ہی اور شہادت کافی اس امر کی ہی کہ واقعی یہ روپیا نہین امور مین صرف کیا گیا۔

دامودر پنتھ ایک شیشی کا ذکر کرتے ہین جسمین ایک شی زہریلی رقیق تھی اور بڑے بڑے سیاہ چیونٹون اور کالے سانپون اور مشکی گھوڑون کے پیشاب سے حکیم نے اوسکو تیار کیا تھا اور ایک شخص مسمی گنگا یا ملازم حضور لکر مہاراجہ کے سالے کے ہاتھ دامودر پنتھ کے مکان پر بھجوا دی تھی مگر نہ حکیم کمیشن کے

روبرو پیش ہوا اور نہ گیا یا آیا جو صداقت اس بیان کی کرتا لہذا یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ کیا بیان کرتے

وجوہات مذکورۂ بالا سے ظاہر ہی کہ جو کچھ دامودر پنتھ نے دربارہ خرید کیے جانے زہر کے بیان کیا وہ سوائے

اوسکے بیان کے کسی اور شخص کا بیان نہین ہی پس کسی طرح پایہ ثبوت کو نہین پہنچ سکتا ہی۔

بیان ہوا تہا کہ تانبا بھی کرنیل فیر صاحب کے شربت مین ملایا گیا تہا کیونکہ وہ بھی ایک زہر ہی لیکن اس

تانبے کا اصلا پتہ نملا کہ شربت گلاس مین تہا یا نہہا اور جب ڈاکٹر سیورڈ صاحب اور ڈاکٹر گری صاحب

نے ٹوٹے گلاس کے اجزا جدا کیے تب بھی اوس سے کچھہ صاف معلوم نہوا۔

تین گواہ۔ دامودر پنتھ۔ راؤجی۔ نرسو جنکی شہادت دربارۂ جرم سنگین گایکوار کے ہی وہ بھی شریک

جرم ہین انکی گواہی کی صداقت کسی معزز شخص نے نہین کی اور نہ اونکی شہادت گمان فاسد اور غلطی

سے بری ہی ورائے اسکے انہین سے دو گواہون نے بشرط معافی جرم ادائے شہادت کی پس بوجہ ان وجوہات

کے مین کوئی درجہ اس شہادت کا نہین قرار دے سکتا۔

کوئی شہادت تحریری قابل التسلیم کے دامودر پنتھ کیطرف سے نہین پیش ہوئی ہرچند کہ پرایوٹ

سکرٹری گایکوار کا تہا اور سنج کے تمام دفتر پر حاوی تھا۔

راؤجی۔ اور نرسو۔ جو شریک جرم ہین اونکا بیان ہی کہ مہاراجہ سے اور ہم سے بالمشافہ گفتگو ہوا کرتی

تہی اور مہاراجہ نے ہم سے کہا تہا کہ تم کرنیل فیر صاحب کو زہر دو خاص خاص باتوں مین ان دونون

شخصون کے بیان ایک دوسرے سے مختلف ہین۔

مثلاً راؤجی نے بیان کیا کہ گایکوار نے وعدہ کیا تہا کہ ایک ایک لاکھہ روپیہ تمکو دینگے۔ نرسو اس

بارہ مین محض ناواقفیت اپنی بیان کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مجکو اصلا نہین معلوم کہ گایکوار نے ایسا وعدہ

کیا تہا یا نہین اور ایک بیان مطول راؤجی کو پیدرو رد کرتا ہی۔ راوجی نے بیان کیا کہ پوڑیا زہر کی

مہاراجہ نے پیدرو وغیرہ کو دی تہی حالانکہ پیدرو قطعی انکار کرتا ہی اور مظہر ہی کہ یہ بیان راؤجی کا

بالکل دروغ ہی ابھی تک یہ نہین معلوم ہوا کہ وغیرہ کون لوگ تھے علاوہ وجوہ مذکورہ بالا کے جو امورات

سارجنٹ بیلن ٹائن صاحب نے بروقت جوابات اظہارات گواہان کے دریافت کیے ہین اور جو اپنی

اسپیچ مین تقریر دربارہ شہادت کے کی تہی وہ سب قابل غور اور لحاظ کے ہی۔

میرے نزدیک مناسب ہی کہ لحاظ کیا جاے بوجوہ مذکورہ بالا مین اپنے تئین ہرگز یقین دلا سکتا کہ گائیکوار کسی طرح سے ماخوذ اس جرم مین تھے ہرچند کہ کرنیل فیر صاحب کے شربت مین زہر ملا او تینون شریک جیدم شہادت۔ یعنی راوجی۔ نرسو اور دامودر پنتھہ کی آپسمین مختلف ہین۔

دستخط۔ راجم سنگہ۔ مقام بمبی۔ ۲۰۔ مارچ ۱۸۷۵ع۔

(راے راجہ ٹنکر راؤ کے سی ایس آئی مقام بمبی بمقدمہ ملہر راؤ گائیکوار بڑودہ)

مورخہ ۲۶۔ مارچ ۱۸۷۵ع

دربارہ ارادہ زہر خورانی کے تمام مقدمے کے دیکھنے اور سننے سے مجکو معلوم ہوا کہ مہاراجہ ملہر راؤ کے ذمہ کسی طرح الزام عائد نہین ہوتا اور کوئی ثبوت دربارہ خرید کیے جانے ہیرے اور سنکھیا اور تانبے کے نہین ہی۔ یا دربارہ تیاری ان زہرون کے ایک روپیہ تک کے صرف کا اسبارہ مین ثبوت نہین ہی اور کوئی تحریر دستخطی مہاراجہ کی یا کوئی اور جسمین ان زہرون کی نسبت کچھہ لکھا ہو پیش نہین ہوا ہرچند کہ اونکا پرایویٹ سکرٹری دامودر پنتھہ مخالف ہو گیا منجملہ بہت اشخاص کے جنکا اس مقدمے سے تعلق تہا صرف تین گواہون یعنی راؤجی۔ نرسو۔ دامودر پنتھہ نے دربارہ خریدنے زہر کے شہادت دی ہی ان سب کا بیان ایک دوسرے سے مختلف ہی۔ دامودر پنتھہ کا بیان درباب خرید ہونے ہیرے کے شہادت آتمارام اور ہیم چند سے رد ہوا اس نے بیان کیا کہ مین نے پوڑیا کہولکر ہیرا اور سنکھیا نہین دیکھی تہی دامودر کا نام نہ راؤجی نے لیا تہا اور نہ نرسو نے کچھہ ذکر کیا اوسکا خود بیان ہی کہ مین نے یہ بیان صرف اس غرض سے کیا کہ مین گودونکے پہرے مین سولہ روز تک مقید رہا اور مجکو نہایت تکلیف اور ایذا تہی پس مین چاہتا تہا کہ کچھہ ایسا بیان کرون جو رہائی پاؤن اور تکلیف سے نجات ملے بیان راؤجی اور کرنیل فیر صاحب مین تاریخونکا اختلاف ہی جبکہ زہر گلاس مین ڈالا گیا تہا راؤجی مظہر ہی کہ مین نے شیشی مہاراجہ سے پائی تہی اور دامودر کہتا ہی کہ مین نے شیشی سالم کو دی تہی۔

راؤجی کہتا ہی کہ یہ پوڑیا زہر کی مین نے اپنی پیٹی مین رکھہ لی تہی اور دامودر کے اظہار مین کہ واسطے

دلادینے اون پوڑیونکے سالم۔ راؤجی کے مکان پر دوڑا گیا تھا راؤجی بھی اوسکے پیچھے پیچھے گیا۔ راؤجی یہ بھی کہتا ہے کہ مہاراجہ نے یہ پوڑیان مجکو اور پیدرو اور اور لوگون کو دی تھین پیدرو کا قطعی انکار ان پوڑیونکے پانے سے ہے یہ نہین معلوم ہوا کہ وغیرہ مین کون کون لوگ تھے اور وہ کسقدر تھے راؤجی بیان کرتا ہے کہ مہاراجہ نے ہم دونون کو ایک ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن نرسو محض لاعلمی اپنی ظاہر کرتا ہے۔ راؤجی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ شیشی شئے زہریلی کی ایک مہینا قبل ۹۔ نومبر کے ملی تھی اور نرسو کے بیان سے ثابت ہے کہ چند روز پہلے ملی تھی۔

نرسو بیان کرتا ہے کہ سب لوگون نے فیضو کا نام لکھوا دیا تھا اسلیئے مین نے بھی اوسی کا نام لکھوا دیا۔

تین گواہ اپنے حاکم کے مخالف ہوگیے اور دو گواہون کو معافی جرم کا وعدہ ہے لہذا اونکی گواہی اور اظہارات کیونکر راست تصور کیے جا سکتے ہین۔

شہادت پیدرو خانساماں اور عبداللہ شربت ساز کی گائکوار کے مفید مطلب ہے اور نہ پیش کیا جانا سالم اور یشونت راؤ اور خنو لکر اور گجابا اور نورالدین بوہرہ اور حکیم کا موجب بریت گائکوار کا ہے۔ ہرگز یقین نہین آسکتا کہ کارروائی زہر خورانی کی ایک مدت تک ہوا کرے۔ یہ کام ایک یا دو معتمد کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے نہ کہ بخلاف اوسکے ایک جماعت کثیرہ کی شرکت سے جب تھوڑا زہر ایک شخص کے مارڈالنے کو کافی ہے تو پھر کیون متواتر زہر دیا جاوے اور پیا جاوے۔ پس انکا اور دیگر امور کا ذکر جو سر جنب [illegible] صاحب نے کیا ہے وہ قابل غور کے ہے۔

دربارہ اوس گفتگو کے جو ملازمونسے رات یا دن کو ہوئی مقام تعجب کا نہین ہے ایسے انعام واکرام ہر خوشی اور شادی مین دیے جاتے ہین اور اکثر مقامات پر ایسا ہوتا ہے کہ رئیس اور رزیڈنٹ چاہتے ہین کہ ایک دوسرے کی خفیہ طور سے ماہیت معلوم ہوتی رہے۔

اب مین اس کلام پر اپنی رائے ختم کرتا ہون کہ بحث صرف زہر خورانی اور گفتگوے ملازمان مین تھی لہذا میری رائے مین جو آیا تحریر کیا۔ فقط

(دستخط) سر دنکر راؤ۔ دستخط۔ سی یو ایچسن۔ سکرٹری گورنمنٹ انڈیا۔

غرض گورنر جنرل نے تحقیقات کمیشن کا خلاصہ لارڈ سیلسبری وزیر ہند کے پاس بہیجا۔ جسکے جواب مین یہ مراسلہ آیا۔ اوسکی نقل ذیل مین کیجاتی ہی

مراسلہ لارڈ سیلسبری صاحب وزیر ہند۔ بنام۔ ہز اکسلنسی رائٹ آنریبل صاحب گورنر جنرل بہادر ہندوستان باجلاس کونسل۔

لندن۔ دفتر ہند۔ ۳۔ جون ۱۸۷۵ء

دفعہ ۱۔ آپکے مراسلات اور وہ شہادت جو حال کی تحقیقات مین سر رچرڈ کوچ صاحب کی کمیشن کے سوبرو لی گئی اور کمشنرونکی رپورٹ اور اوسکی نسبت ہند کا رزولیوشن اور وہ اشتہار جسمین آپ نے گائیکوار کے گدی سے اوتارے جانیکا اشتہار دیا اور آپکی لکھی ہوئی ایک یادداشت جسمین آپ نے ریاست بڑودہ کی حال کی تاریخ کا ذکر کیا ہی یہ سب کاغذات میرے پاس پہنچے اور مین نے کونسل کے جلاس مین اون پر غور کیا۔

دفعہ ۲۔ مین آپکو اطلاع دیتا ہون کہ حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ نے اوس طریقے کو پسند فرمایا ہی جو آپ نے ملہر راؤ گائیکوار سابق کے گدی سے اوتارے جانیکا حکم دینے مین اختیار کیا ہی۔

دفعہ ۳۔ جس کمیشن نے سر رچرڈ میڈ صاحب کے تحت مین اجلاس کیا تہا اوسنے یہ رپورٹ کی تہی کہ ریاست مذکور کی بدنظمی جو گورنمنٹ ہند کے تردد کا باعث تہی اوس درجہ تک پہنچگئی ہی کہ اوسکے اصلاح کی نہایت ضرورت ہی کمیشن نے یہ راے بہی لکہی تہی کہ رئیس حال اور اوسکے مشیرون کی ذات سے اصلاح اور عمدہ بندوبست کے کسی مؤثر تدبیر کی توقع کرنا بے سود ہی اور یہ باتین صرف گورنمنٹ انگریزی کی دست اندازی اور حمایت سے جاری ہو سکتے ہین پس کمیشن مذکور نے ایک ایسے مدار المہام کے تقرر کی سفارش کی جسکو ضروری اختیارات تفویض کیے جادین اور جو بغیر رضامندی گورنمنٹ ہند کے علحدہ نہو سکے۔

دفعہ ۴۔ آپکی یہ راے ہوئی کہ یہ سفارش کمیشن کی قبول نہ کیجادے کیونکہ آپکی راے مین ایک خودمختار وزیر مقرر کرکے ایک ظالم راجہ کو حکومت سے معزول کرنے کی تدبیر اوس حالت مین کہ راجہ بہی براے نام گدی پر بیٹھا رہے اور صورتون مین ایسے کامیاب نہوئے تہے کہ اوسپر بھروسا کیا

واجب ٹھہرتا پس آپ نے یہ تدبیر نہایت مناسب سوچی کہ خاص ٹھہراؤ کے ذمہ فوراً اپنے ملک کی
اصلاح کرنیکا فرض قرار دیا جاوے۔

دفعہ ۵ - ۲۵ جولائی ۱۸۷۳ء کے ایک خریطے مین آپ نے گایکوار کو اوس ذمہ داری سے آگاہ
کر دیا تہا جو اونکی بدعملیونکے باعث سے گورنمنٹ انگریزی پر لازم آتی تہی آپ پر گایکوار کی ریاست کو
بغاوت سے محفوظ رکہنا فرض ہی پس اس لحاظ سے اونکی رعایا کو بدانتظامی سے بہی محفوظ رکہنا آپ کا
ایک فرض عظیم تہا جن فقرون مین آپ نے گایکوار کو اس نتیجے سے مطلع کیا اون سے وہ اصول بخوبی
ظاہر ہوتے ہین جنکے بموجب اون تحقیقات کا ہمیشہ برتاؤ ہونا چاہیے جو آپکو ریاستہاے ماتحت کے ساتہ
ہین آپ نے لکہا تہا کہ آپ نے یہ ٹہیک لکہا ہی کہ گورنمنٹ انگریزی ہندوستان مین بلاشبہہ سب سے افضل
گورنمنٹ ہی اور ہندوستانی ریاستونکی بقا اور بہبودی اوسکی مربیانہ عنایت اور حمایت پر موقوف ہی
چنانچہ ریاست بڑودہ کی اون دونون باتون کے لحاظ سے کہ وہ از روے جغرافیہ کے ایک ایسے موقع پر
واقع ہی کہ سلطنت انگریزی اوسکے ساتہہ ملی ہوئی ہی اور وہان ایک انگریزی فوج ریاست کی حفاظت
اور اوسکے والی کی حمایت اور اوسکی حکومت جائز کے نفاذ کے واسطے رہتی ہی خاصکر یہی کیفیت ہی۔
میرے دوست۔ مین اس بات پر راضی نہین ہوسکتا کہ جو شخص کوئی بیجا کام کرتا ہو اوسکی حمایت کے واسطے
فوج متعین کرون جس سلطنت کی حامی گورنمنٹ انگریزی ہو اوسکی جانب سے اگر بدعملی ہو تو وہ ایسی
بدعملی ہی جسکی جوابدہی مین گورنمنٹ انگریزی بہی کسی قدر شریک ہوتی ہی پس اس امر کی نگرانی کرنے
مین گورنمنٹ انگریزی کا صرف حق کچہ حاصل نہین ہی بلکہ اوسکا خاص فرض ہی کہ جس ریاست کی حالت
اور اوسکے انتظام کی اصلاح کیجاے اور سخت خرابیونکا انسداد کیا جاوے۔

دفعہ ۶ - بعد اسکے آپ نے مہاراجہ گایکوار کو اوس امر سے مطلع کیا کہ ان اصول کے لحاظ سے آپکو کیا
عملدرآمد واجب ہی آپ نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اونکو اپنی ریاست کی اصلاح کا عمدہ موقع دیا جائیگا اور اگر
وہ اوس سے فائدہ نہ اوٹہائینگے تو آپنے اونکو اسکے ضروری نتیجون سے بہی آگاہ کر دیا یعنی آپ نے
مہاراجہ صاحب کو یہ لکہا تہا کہ جو سخت خرابیان آپکے انتظام مین ظاہر ہوئین ہین اونکی

اصلاح کے واسطے مین آپکو ذمہ دار سمجھتا ہون اور مین آپکو یہ اختیار دیتا ہون کہ جس شخص کو آپ چاہین اپنا کارپرداز مقرر کرین مگر یہ امر بخوبی واضح ہو کہ جو نصیحت مین اب آپکو کرتا ہون اور جو مشورہ زیدہ نتیجہ بڑودہ جسپر مجھکو اعتماد کلی ہے میری ہدایت سے آپکو دیگا اگر اوسپر کاربند ہونگے اور اگر اسوجہ سے بڑودہ کے انتظام مین کچھ اصلاح ہوگی تو بجز اسکے اور کوئی چارہ ہوگا کہ آپ حکومت سے علیحدہ کیے جاینگے اور تدبیر جو میرے نزدیک ریاست بڑودہ کی خاطر خواہ انتظام کے واسطے ضروری ہوگی اور جسکے ریاست بڑودہ مین دست اندازی ہو عمل مین آویگی۔

پس آپ نے بغیر اسکے کہ آپ سال روان کے خاتمہ تک مہاراجہ گائکواڑ کو حکمران رہنے دینے کا ذمہ کرین وہ تاریخ ایک محاسبات کی مقرر کی کہ اوس سے آگے آپ مہاراجہ صاحب کے ساتھ رعایت نکرین۔

دفعہ ۔ اگرچہ امتحان اسقدر عرصہ تک پہونچنے نپایا صرف چند مہینے تک کرنیل فیر صاحب کی نگرانی مین جاری رہا اور اگرچہ اوس عہدہ دار کی متکبرانہ تحریر اور آپ کی ہدایتون پر اوسکے کاربند ہونے سے آپکو اوسکا تبدیل کرنا واجب ہوا تاہم اوسکے چال چلن مین کوئی ایسی بات نتھی جو گائکوار کو اپنی ریاست کے انتظام مین ضروری اصلاح کرنے سے باز رکھتی بشرطیکہ وہ دل سے اوسکے خواہان ہوتے لیکن مہاراجہ صاحب کے افعال سے اوس قسم کی خواہش ظاہر نہین ہوتی تھی اوسوقت تک جب کرنیل فیر صاحب کو زہر دینے مین مہاراجہ گائکوار کی ظاہری شراکت نے آپکو اونکے معزول کرنے پر مجبور کیا ریاست کی اصلاح مین کچھ ترقی نہین ہوئی تھی بلکہ برخلاف اوسکے جیسا کہ آپ نے اپنے مراسلہ مورخہ ۲۹۔ اپریل ۱۸۷۴ع مین بیان کیا ہے اسی زمانے مین مہاراجہ گائکوار نے اپنے بھائی کھانڈے راؤ کی بی بی سے ایسی سخت بدسلوکی کی کہ اوسکے سبب سے اوسکی ہلاکت کا اندیشہ تھا اور ایک ایسی شادی کی جس سے سرداران ریاست اور اونکے درمیان نفاق اور زیادہ ہو گیا اور بدستور اوس قسم کی فضول خرچی کرتے رہے جسکے باعث سے ادہر تو کاشتکار لوگ نہایت مایوس ہو گئے اور ادہر بسبب اسکے کہ ہندوستانی سپاہیونکی ضروری تنخواہ ادا کرنے کا کچھ بندوبست نتھا سلطنت مین بڑی ابتری کے واقع ہونیکا اندیشہ تھا پس ان باتون سے ملہار راؤ کی ذاتی نالائقی مین کسی قسم کی تبدیلی ثابت نہین ہوئی تھی اونکے عہد کی تواریخ مین

زہر خورانی کے الزام مین اونکے گرفتار ہونے اور اونکے عہدہ کے ختم ہونے سے پہلے اوس وزیر کا بلا وجہ اپنے عہدے سے مستعفی ہونا تہا جس نے ریاست کے انتظام کی اصلاح کرنی شروع کی تہی اور جو سر رچرڈ میڈ صاحب کی رپورٹ پر مقرر ہوا تہا۔

دفعہ ۸ - اگر یہ بات فرض کیجاوے کہ ملہر راؤ کے ذمہ زہر دینے کا الزام قائم ہی نہوتا تو اب اس امر کا تحقیق کرنا کچھہ ضرور نہین ہے کہ اونکی نالائقی کی ان علامتون کی بنا پر عمل کرنا قرین مصلحت تہا یا سال کے اختتام تک فیصلہ کا ملتوی کرنا مناسب تہا صرف اس بات کا بیان کرنا کافی ہے کہ جو طریقہ اختیار کیا جاتا وہ صرف بڑودہ کے باشندون کی بہبودی کے لحاظ سے ہوتا جو پراگندگی اور خطرہ لوگون کی طبیعت مین دفعتہً کسی تدبیر مملکت کے بدل جانے سے پیدا ہوتا ہے اگرچہ اوس سے درگذر کرنا نسبت اوسکے مناسب ہوتا کہ میعاد کے ختم ہونے سے ریاست مین وہ اصلاح کیجاوے جو بہت سی مصیبت زدہ فرقون کی حالت کے لحاظ سے مناسب تہی مگر والی ریاست کے چال چلن مین کوئی بات ایسی نہتی جو اوس قسم کی رعایت کے مستحق ہوتے یا آپکی گورنمنٹ کو عمدہ انتظام کی امید موہوم مین زیادہ تر انتظار اور توقف کرنا لازم تہا۔

دفعہ ۹ - جو سنگین الزام ملہر راؤ کے ذمہ زہر خورانی کا عائد کیا گیا تہا اور جسکی نسبت مسٹر سوٹر صاحب نے تحقیقات کی تہی اوسکے مقابلے مین اوس قسم کا تامل بلا شبہہ محض ناخیر تہا حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ آپکی اس رائے سے بالکل متفق ہے کہ آپ اس الزام سے ہرگز چشم پوشی نہین کر سکتے تہے ایک ایسے راجہ کے جسکے ذمہ ایسا ہیبتناک الزام ہو اور وہ اون شخصون نے لگایا ہو جو اپنے تئین اوسکا کار بیان کرتے تہے دوستانہ تعلقات اور بظاہر رسم اختلاط جاری رکھنا بڑی رسوائی کی بات ہوتی اور سرکار کے اون لائق ملازمونکے حق مین جو اکثر مشکل اور خطرہ کی حالت مین نہایت نازک ملکی کام کو انجام دیتے ہین تمام دنیا مین اوس امر کا اعلان کرنا کہ آپکی جان کو نہایت ارزان خیال کرتے ہین انصاف سے بعید تہا۔

دفعہ ۱۰ - آپ نے اس امر کا تصفیہ کرنے مین کہ کس طریقہ مین اس الزام کی تحقیقات کرنی چاہیئے بعض امور اہم کے لحاظ سے عمل کیا تہا یعنی آپ سب لوگو نپر یہ بات ظاہر کرنا چاہتے تہے کہ جس شہادت پر

آپ نے کارروائی کی تھی وہ کافی ووافی تھی اوراسی وجہ سے آپنے یہ تجویز کی کہ وہ کارروائی بھی عام طور
سے ہو آپکی یہ بھی خواہش تھی جیسا کہ آپ نے مہاراجہ سیندھیا کو لکھا تھا کہ اس کمیشن کی ترتیب اوس طور پر
ہونی چاہیے جسپر تمام ہندوستان کے باشندونکو اعتبار ہو پس اس خیال سے آپ نے یہ قصد کیا کہ
کمیشن مین ہندوستانی ہون اور اونمین سے ایک ممبر مثل ملہر راؤ کے قوم مرہٹہ کا راجہ اور ایک معزز
منتظم قوم مرہٹہ کا ہو یہ تدبیر آپ نے حضور ملکہ معظمہ کی رعایاے ہند کی اوس دلی فکر کے سبب سے کی تھی جو
ہمیشہ سے آپکے انتظام سے پائی جاتی ہی اور جسکی نسبت حضور ممدوحہ کی گورنمنٹ نے ہمیشہ اپنی بڑی رضامندی ظاہر کی ہی

دفعہ ۱۱ - لیکن اس امر مین کلام ہو سکتا ہی کہ اس طریقہ کی کارروائی کا نتیجہ ہر ایک طرح پر آپکی امید کے
موافق ہوا یا نہین - بلاشبہہ اوس سے بڑی بڑی قباحتین پیدا ہوئی ہین جس سے کافی دلیل اسبات
کی پیدا ہو سکتی ہی کہ اگر خدانخواستہ آیندہ اسی قسم کا موقع پیدا ہو تو اس قسم کی تدبیر کا عمل مین لانا
مناسب ہوگا راجے اور سردار اپنی قانونی تعلیم کی وجہ سے ایک نازک قانونی تحقیقات کے کرنے کے لائق
نہین ہوتے اور ہندوستان کے اون سردارونکو جو انگریزی قانونی عدالت کے دستورون اور ایک
انگریزی وکیل کی لیاقت سے ناواقف ہوتے ہین اس قسم کے نئے کامون کے کرنے مین خاص قسم کی دقت
پیش آتی ہی علاوہ ازین اس مقدمہ کے حالات کے دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ ایک والی ملک
کے جرم کی نسبت خاص اوسکے ملک کے اندر عدالت کے ضابطونکے بموجب تحقیقات کرنا کم مناسب ہی
کیونکہ کارروائی عدالت کے مشتہر ہونے سے اور جو پابندی ملکی مصلحت کے لحاظ سے اوسکی نسبت قرار دینے
مین ابتدا مین لازم ہوتی ہی اون سے اوسکی بڑی ذلت ہوتی ہی جو اوسکی رعایا اور راجاؤن کی نظرون
مین صرف جرم کے ثابت ہونے کے بعد جائز ہو سکتی ہی اور اسی وجہ سے وہ لوگ اوسکے ورثا کے شریک
ہو جاتے ہین اور یہ ہمدردی بہ آسانی اوسکے حق مین بمنزلہ طرفداری کے ہو جاتی ہی بعد اسکے جو قاعدے
کارروائی کے انگریزی قانون کی رو سے جاری کیے گیے ہین اونکا عملدرآمد اون مقدمات مین مناسب
نہین ہوتا جہان گواہون کے ساتھ اونکے پہلے اظہار اور عام عدالت مین اونکے پیش ہونیکے درمیان
مین آسانی سازش ہو سکتی ہی اور جہان اس قسم کے عمل کے واسطے بہت سے ذریعے موجود ہین اور اونکے

عمل مین لانے کے واسطے بہی بہت سی لالچ دلانے والی چیزین ہوتی ہین پس ایسی حالتونمین ہمیشہ اسکا اندیشہ ہوگا کہ جو شہادت وقت تحقیقات مقدمہ کے پیش ہوگی وہ مقابلہ اوس شہادت کے ناکافی معلوم ہوتی جو تجویز اس امر کی کہ فلان امر کی تحقیقات حسب ضابطہ کیجاے حاصل ہوئی ہی -

دفعہ ١٢ - یہہ مختلف دقتین اس قسم کی تہین جنکی وقعت کا اندازہ آپ پہلے سے نہین کرسکتے تہے مگر تحقیقات کے شروع ہونیکے بعد وہ دقتین معلوم ہوئین اور اور زیادہ ہوتی گئین پس جو دقتین ہندوستانی کمشنرونکو پیش آئین اونکی وجہ اس سے صاف معلوم ہوتی ہی اور یہہ بہی معلوم ہوتا ہی کہ اونہون نے اپنے زیادہ تجربہ کار رفیقونکے صاف صاف فیصلے سے اتفاق کرنے مین کس وجہ سے تامل کیا۔

دفعہ ١٣ - جن وجوہات پر ہندوستانی کمشنرون نے اپنا فیصلہ کیا ہی اونکی تشریح کچہہ ہی کیون نکیجاے مگر حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی راے مین یہہ بات نہین ہوسکتی کہ اوس فیصلہ کی جانب سے بے پروائی کیجاے چنانچہ جو بہہ اشتہین مین نے بذریعہ تاربرقی کے آپکے پاس بہیجی تہین اونمین بہی راے ظاہر کی گئی تہی کہ اگر ہندوستانی کمشنرون کے تقرر سے ہندوستانیونکا اسبات کا باور کرانا مقصود نہوتا کہ اس عدالت مین ضرور عدل و انصاف ہوگا تو ہندوستانیونکا مقرر کرنا محض بیمعنی ہوتا اور یہہ بہروسہ بہی صرف دہوکا ہی دہوکا ہوتا اگر نتیجے کے قرار دینے مین ہندوستانی کمشنرونکی راے پر کچہہ لحاظ کیا جاتا علاوہ اسکے ایک ایسے مقدمہ مین جسکا دار ومدار بالکل تین گواہون کے اعتبار پر تہا اسبات پر لحاظ کرنا نہایت ضروری تہا کہ اظہار کے وقت اون گواہون کے کیا ڈہنگ تہے پس جن شخصون نے بچشم خود اس مقدمہ کے حالات کو دیکہا ہوگا اونکی راے کو ترمیم کے واسطے کسی ایسے حاکم کے روبرو پیش کرنا جسکو اوسی قسم کے موقع حاصل نہون (گو وہ حاکم کیسا ہی بڑا کیون نہو) مناسب نہوتا - یہہ بات سچ ہی کہ آپ نے اون احکام مین جنکی رو سے آپ نے کمیشن مقرر کی تہی اوسکی کارروائی کو کچہہ قانونی تحقیقات بیان نہین کیا تہا بلکہ صرف تحقیقات بیان کیا تہا مگر حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی راے مین اس سے کچہہ اون باتونکی خوبی زائل نہین ہوتی جو مین نے سابق مین بیان کی ہین -

دفعہ ١٤ - اگر کمیشن کے نزدیک ملہر راو اوس جرم قبیحہ کے مرتکب ہوے تہے جو اون سے منسوب کیا گیا تہا

توجو سزا کسی غریب آدمی کے واسطے مناسب خیال کیجاتی اوسکی نسبت اونکو کم سزا دینے کی کوئی وجہ نہوتی بلکہ جو رتبہ اونکو حاصل تہا اوسکی وجہ سے اوسکا گناہ اور سنگین ہوجاتا لیکن نہ تو اونکے ذمہ جرم ثابت ہوا اور نہ وہ بری کیئے گیئے اگرچہ کمیشن کی رائے اونکے خلاف پر مائل تہی تاہم وہ رائے قطعی نہ تہی کیونکہ چھہ ممبرون مین سے تین ممبرون کی رائے تو مع صاحب پریزیڈنٹ کے یہ تہی کہ جرم ثابت ہی اور ایک کی رائے بریت پر تہی پس ان صورتون مین یہ لحاظ کیا جاوے کہ تین کمشنر جنہون نے ملہاراؤ کو مجرم نہین قرار دیا تہا اونکی خاص اقوام کے آدمی تہے اور وہ کمیشن مین اس سے شریک کیئے گیئے تہے کہ ہندوستان کے لوگون کو اوسپر اعتبار ہو تو حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی یہ رائے ہی کہ ملہاراؤ کی نسبت اس طرح سلوک نہین کیا جاسکتا کہ گویا زہرخورانی کا جرم اونکے ذمہ ثابت ہوگیا چنانچہ جو اشتہار آپ نے حضور ملکہ معظمہ کی ہدایت سے جاری کیا تہا اوسمین وہ مجرم نہین فرض کیئے گیئے تہے اور وہ اوس سزا سے بچا دیئے گیئے تہے جو غالبًا اوس جرم کے ثابت ہونے پر دیجاتی۔

دفعہ ۱۵ ۔ مگر اس سے خواہ نخواہ یہ لازم نہین آتا کہ وہ پہر گدی پر بٹہائے جاوین تحقیقات کے نتیجے کی نسبت سب سے بڑہکر یہ بات کہی جاسکتی ہی کہ ملہاراؤ کے جرم کی نسبت جو کمیشن نے قطعی رائے نہین دی اسوجہ سے وہ سزا سے بچگیئے اونہون نے اسطرح جو کارروائی کی تہی کہ تین بڑے تجربہ کار انگریزون نے اونکو زہرخورانی کا مجرم قرار دیا اور اونکے دو ہمقومون نے اپنی رائے ظاہر کرتے وقت اونکو بیگناہ قرار دینے سے اجتناب کیا گو اوس فیصلے سے کچھ ہی نتیجہ پیدا کیون نہو مگر وہ کسی طرح پر ایک بڑے رتبہ کے واسطے اونکی قابلیت کی ہرگز ایک دلیل نہین سمجھا جاسکتا اگر صرف اسی نتیجہ پر لحاظ کیا جاتا تو بہی بڑودہ کے باشندون پر حکمرانی کرنے کے واسطے پہر اونکو بحال کرنے مین بڑی دقتین پیش آتین۔

دفعہ ۱۶ ۔ لیکن علاوہ اسکے اور وجوہات ہی جو فی نفسہ کافی و وافی تہین اونکے مکرر بحال کرنے کے واسطے موجود تہین یعنی جو زمانہ سر رچرڈ میڈ صاحب کی تحقیقات کے بعد گذرا تہا اوسمین کسی قسم کی تخفیف اون برائیون مین نہین معلوم ہوئی جو ریاست بڑودہ کی بدنظمی کا باعث تہین ملہاراؤ کے گرفتار ہونے سے پہلے اون وزیرون نے اپنے عہدون سے استعفا دیدیا جنہون نے انتظام کی درستی شروع

کی تہی اور سر لوئیس پیلی صاحب نے آپ سے بڑے دل سے یہ سفارش کی تہی کہ گائکواڑ آفتون سے محفوظ رکہنے کی غرض سے اوسکے سردار کو گدی سے اوتارنا چاہیئے اس سے چند ہفتہ بعد ایسے جرائم کے وقوع کا ثبوت حاصل ہوا کہ اگر وہ اوس سے پہلے دریافت ہوجاتے تو اوس ظالم عہد کا بہت جلد خاتمہ ہوجاتا سر ریچرڈ کوچ صاحب کی کمیشن کی کارروائی کے شروع ہونے کے بعد سر لوئیس پیلی صاحب کے روبرو بہاؤ سیندہیا کا زہر دیکر مہاراجہ کا آنا اور اوس سے بہی زیادہ ایک اور ہیبت ناک قتل یعنی گوبند نائک کا بڑے عذاب سے ہلاک ہونا ثابت ہوگیا تہا یہ دونون جرم اون شخصون نے کیئے تہے جو ملہر راؤ کے تحت مین فدوی اختیار تہے اور پچہلے جرم کی نسبت تو صاف یہ پتا لگ گیا کہ وہ ملہر راؤ کے حکم سے ہوا تہا اگر وہ جرم اسوقت ثابت ہوجاتے جبکہ وہ گدی پر بیٹہے ہوئے تہے تو جس حکومت سے ایسے بڑے کام کیئے جاوین اوسکے تمام کرنے مین گورنمنٹ انگریزی زیادہ عرصے تک توقف نہین کرسکتی تہی۔

دفعہ ۱۷ - پس ان وجوہات پر اگر ملہر راؤ کے ذمہ کرنیل فیر صاحب کو زہر دینے کا الزام بہی نہوتا تو بہی اونکا گدی سے اوتارنا لازم تہا گورنمنٹ انگریزی کو جسنے ملہر راؤ کے سردارون اور رعایا کو اپنے حقوق کے حاصل کرنے کے اختیار سے محروم کردیا تہا یہ بات واجب نہوتی کہ وہ پہر اونکو ایک ایسے راجہ کی حکومت کے قبول کرنے پر مجبور کرے جسکی لاعلاج برائیان تجربہ سے بخوبی ثابت ہوگئی تہین پس آپکو یہ ہدایت کی گئی کہ آپ اپنے ضابطے کے اشتہار مین ملہر راؤ کے گدی سے اوتارے جانے کی یہی عام وجوہات بیان کرین اس اندیشے سے کہ شاید کوئی یہ خیال کرے کہ ایک رزیڈنٹ کو زہر دینے کے جرم مین صرف گدی سے اوتارے جانے کی سزا دیگئی اور نیز کمیشن کے ہندوستانی ممبرون کی رائے کے لحاظ سے یہ امر نامناسب تہا کہ آپ اپنی وجوہات مین اون امور کو داخل کرین جو تحقیقات سے پیدا ہوئے اوس قسم کی کارروائی گویا ایک فضول وجہ ایک ضرورت کی ہوتی اور اوسکے باعث سے اس اصول مین خلل واقع ہوتا کہ سخت بدنظمی ہی فی نفسہ اختیارات حکومت سے محروم کرنے کی کافی وجہ ہی جو فرض عظیم حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ پر رعایاے ہند کو جور و ستم سے محفوظ رکہنے کا ہی اوسکو حضور ممدوحہ نے ایک بڑے مقدمہ مین نہایت دل سے تسلیم کیا ہی۔

دفعہ ۱۸ - مین خاتمہ پر حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کی جانب سے اون خدمات کی نسبت بڑی قدر شناسی ظاہر کرتا ہون جو آپ سے اوس دردناک مقدمہ مین ظہور مین آئی ہین مین آپ سے یہ درخواست بھی کرتا ہون کہ آپ سر لویس پلی صاحب اور جن شخصون نے انکے ماتحت مین کام کیا تھا اون سے کہدین کہ ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کو اون مشکل کامونکا بڑا خیال ہی جو اونہون نے لیاقت کے ساتھہ انجام دیئے فقط

دستخط - سیلسبری -

(۱۰) گورنمنٹ نے ۱۹ - اپریل ۱۸۷۵ء کو اشتہار دیدیا کہ مہاراجہ بڑودہ اپنی مسند ریاست سے معزول ہوئے اور حقوق ریاست سے بھی ہمیشہ کے واسطے محروم کیئے گئے - اوسمین یہ بھی بیان تھا کہ یہ عملدرآمد جو مہاراجہ ملہر راؤ کے ساتھہ گورنمنٹ نے کیا ہی کچھہ کمیشن کی رپورٹ پر مبنی نہین ہی بلکہ اوسکا منشاء مہاراجہ ملہر راؤ کی قدیمی بدنظمی اور بدچلنی ہی جو گورنمنٹ کے نزدیک اسبات کی مقتضی ہوئی کہ رعایائے ریاست بڑودہ کو ایسے رئیس کے تحت حکومت رکھنا قرین انصاف نہین ہی جو اوسکی حفاظت کا متکفل نہین ہوسکتا -

مہاراجہ کھانڈے راؤ کی بیوہ کو بسبب اوسکی خیرخواہی کے یہ استحقاق گورنمنٹ نے عطا کیا کہ وہ ایسے شخص کو ریاست کے واسطے منتخب کرے جو گورنمنٹ کی رائے مین بھی اس لائق ہو -

اب نئے مہاراجہ سیاجی راؤ گائکوار ۲۷ مئی ۱۸۷۵ء کو تخت ریاست پر جلوہ گر ہوئے رسوم مسند نشینی بڑی دہوم دہام سے ادا ہوئین جناب سر لویس پیلی اور جناب جمیس اچی خدمات مستحسنہ اس نازک کام مین نہایت ایمانداری اور خیرخواہی کے ساتھہ بجا لائے اور یہ ایسا بڑا کام اسطرح سرانجام ہوگیا کہ کسی طرح کا فساد نہ اوٹھا - اب اخبار نویسون نے اس مقدمہ پر ایک طومار تحریر باندہ دیا - اونمین سے بعض نے گورنمنٹ انگریزی کی اس کارروائی پر بڑے بڑے اعتراض کیئے اور الزام لگائے - بعض نے گورنمنٹ انگلشیہ کی اس کارروائی پر تحسین اور آفرین کی - ہم کو تو ایک فقرہ ایک صاحب الرائے کا پسند آیا ہی وسیکو لکھتے ہین اور باقی کا خیال نہین کرتے - وہ دانشمند یہ لکھتا ہی کہ اسمین کچھہ شبہہ نہین ہی کہ گورنمنٹ نے جو طریقہ کارروائی کا اختیار کیا وہ پر خطا تھا مگر

معزولی مہاراجہ بڑودہ

سبب اوسکا عدالت اور صداقت پر مبنی تہا۔ نتائج اوس سے جو ظہور مین آئے وہ تر ودہ اور سب سے زیادہ افضل گورنمنٹ کے لیئے اقبالمندی اور خوش نصیبی کے تہے۔ مہاراجہ ملہر راؤ کے رہنے کی جگہہ مدراس مقرر ہوئی

گو ریاست کے جانیکا افسوس مہاراج کو ہوگا اور جسوقت وہ یاد آتی ہوگی چہاتی پر سانپ لوٹ جاتا ہوگا۔ مگر اس حالت مین لچھمی بائی اونکی رانی ہمراہ تہی جو اونکے سب دردونکی دوا اور سارے غمون کی غمزدا تہی۔ اوسکے ساتھہ زندگی بسر کرنے مین مہاراج رات دن لگے رہتے تہے۔ سینٹ جارج کی دیوارونکے پاس وہ خوب قہقہے لگاتے تہے۔ گو اسوقت اونکے چہرہ سے سنجیدگی اور تکبر ٹپکا پڑتا تہا مگر گھر مین پردے کے اندر نغمہ سرائی اور خندہ بازی کے سوا کچہہ کام نتہا۔

ناناراؤ باغی کی گرفتاری

(۱۱) جو لوگ ہندوستان کی تاریخ سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ برٹش گورنمنٹ کا وظیفہ خوار خاندان پیشوا کا قائم مقام ناناراؤ بٹھور مین رہتا تہا۔ ایام غدر ۱۸۵۷ء مین جو ناسزا کام اوسنے کیئے اونکی داستان طول طویل ہے ایام غدر کی تاریخ سے متعلق ہے۔ گورنمنٹ نے اوسکی گرفتاری کے واسطے ایک لاکہہ روپیہ کا اشتہار دیا تہا۔ وہ تو خود نہ گرفتار ہوا۔ مگر اوسکے شبہہ مین اورون کی کمبختی آئی۔

۱۷۔ اکتوبر ۱۸۷۴ء کو مہاراجہ سیندہیا کے پاس ایک چٹہی آئی جسکا کاتب ناناراؤ کا ملازم تہا۔ یہ چٹہی برادرانہ طور پر لکہی تہی۔ اوسکا مضمون یہ تہا کہ مین سالہا سال جنگلون مین پہرتا رہا اور اب ہندوستان مین مرنیکے لیئے آیا ہون اور اپنے آپ کو سیندہیا کی پناہ مین دیتا ہون۔ جسوقت یہ چٹہی آئی مہاراجہ صاحب نے دوسو سپاہی نانا کی گرفتاری کے لیئے روانہ کیئے اور اوسکو گرفتار کر لیا۔ مہاراج نے خود اور اورون نے شناخت کر لیا۔ پولٹیکل ایجنٹ جو اظہار قلمبند کیئے اوسمین اقرار تہا کہ مین ناناراؤ ہون۔ غرض اس شخص پر ایسا یقین ہوا کہ وہ آگرہ مین ہوتا ہوا کانپور مین آیا اور بڑی بڑی دور سے ہندوستانی اور انگریز اوسکے پہچاننے کے لیئے بلائے گیئے۔

پچاس ہزار روپیہ کے قریب گورنمنٹ کا تحقیقات مقدمہ مین خرچ ہوا۔ آخر کو یہ ثابت ہوا کہ وہ
نانا راؤ نہین ہی بلکہ ایک اور شخص جمنا داس ہی۔ معلوم نہین اوسکے دماغ مین کیا خلل ہو گیا تھا
کہ اوسنے یہ اپنے ساتھہ دشمنی کی کہ نانا راؤ کا روپ بھرا اور ایسی قید سخت مین رہا کہ علحدہ کوٹھری
مین قید کیا جاتا تہا۔ کہانیکے وقت حلق دبانیکے لئے گورے کہڑے رہتے تھے وہ اپنے بیٹے اقبال کو یہ کہتا تھا کہ بنگ کے
نشہ مین کیا ہی مین تو ایک فقیر ہون۔ غرض اس بہروپ کے روپ نے اوسکو مزا چکھا دیا ہمارا جم
سینڈ ہیا نے ویسا ہی کیا جیسا کہ کوئی آدمی بھیڑیا بھیڑیا کہکے لوگون کو آواز دے اور حقیقت
مین وہان بھیڑیا چہوڑ بکری کا بچہ بھی نہو۔ گورنمنٹ کو زیر باری ناحق ہوئی۔

(۱۲) ۱۸۷۵ع کے موسم بہار مین قوم ناگا کو سودا ہوا۔ یہ قوم ناگ کو پوجتی ہی اسلیئے ناگہ
کہلاتی ہی۔ آسام کے جنوب مشرق مین جو قومین رہتی ہین اونکا نام ناگا ہی۔ وہ سب وحشی قومون
مین وحشی شمار ہوتی ہی۔ ہمسایہ کا مار ڈالنا تو اونکے نزدیک کوئی بات ہی نہین۔ انسان کے قتل کرنیکے
لیئے کوئی اونکو بہانہ نہین چاہیئے۔ گو وہ قتل کرنے مین ایسی بیباک ہین مگر چوری سے کوسون بہاگے
ہین۔ چوری کرنا اونمین بڑا عیب ہی وہ اپنے گھرون اور باغچون اور جہونپڑون کو یون ہی کہلا
چہوڑ جاتے ہین اور کوئی اونمین چوری نہین کرتا اور اگر کوئی چوری کرے تو پہر اوسپر رحم نہین کرتے
فوراً اوسکے اعضا کاٹنے کا حکم اونکا سردار کہان باؤ دیدیتا ہی۔ اونکی تلوار عجب طرح کی ہوتی ہی۔
ناگونکا قاعدہ ہی کہ آپسمین تیغ بازی کیا کرتے ہین۔ دوپہر کے بعد دو ناگا کہڑے ہوئے اور آپس
مین اونہون نے ایک دوسرے پر تلوار چلانی شروع کی۔ تماشائیونکا جمگھٹ اونکے گرد ہوتا ہی اور اونکے
کرتبون کی بہلائی برائی بتلاتا ہی۔ اگر ان لڑنے والون مین کوئی بے ہنر ہوا تو دوسرے کی تلوار سے
مر کر رہ گیا۔ اگر برابر کی جوڑ ہوئی تو دونو جب زخمی ہوئے تو علحدہ ہو گیئے۔ پہر نہین لڑتے ہین
ناگون مین کوئی ناگا ایسا ہوگا جو ناگ بن کر برٹش گورنمنٹ پر چوٹ کرنی نہ چاہتا ہوگا۔
برٹش گورنمنٹ کی کچھہ حکومت ان وحشیون پر چلتی نہین۔ ۱۸۶۷ع و ۱۸۶۸ع مین میجر گوڈون آسٹن
اور کپتان بٹلر منی پور کی سرحد کی پیمایش سے کے ملک مین قائم کر رہے تہے کہ کہانتک وہ

برٹش گورنمنٹ کی حفاظت مین ہونی چاہیے اور کہان تک ناگا قومون کی سرحد شروع ہونی چاہیے مگر اس جگہہ کے راجہ کو یہ امر ایسا ناگوار خاطر تہا کہ ان افسرونکی تدابیر کو ایک برس تک اوسنے نہ چلنے دیا اور کپتان بٹلر کو ایک ہلکور یلیے ناگہ نے مار ڈالا ۱۸۷۵ع مین ضرور ہوا کہ ان ناگون کا تدارک کیا جاے۔ لفٹنٹ ہول کومب ادنیس سپاہیو اور چوّن قلیون کے ساتھہ وادی آسام مین ان ناگہ کی قومون مین سرحد کی پیمایش کے لیے بہیجے گیے۔ ایک دن لفٹنٹ صاحب ایک ناگہ کو اپنی بندوق دکہاتے تہے کہ کیونکر چہوٹتی ہی کہ ایک عیار ناگہ تلوار سے صاحب کا سر اوڑا کر لیگیا۔ پہر تین تین ناگون نے ایک ایک صاحب کے ہمراہیون پر حملہ کیا۔ کوئی شخص ان مین سے ایسا زندہ نہ بچا جسنے اونکے ہاتہہ کی تلوار کا چرکا نہ کہایا جسوقت یہ خبر کلکتہ مین آئی کہ لفٹنٹ صاحب کو اور ستر اونکے ہمراہیونکو اس بیرحمی سے ناگون نے قتل کیا تو اوسکے عوض لینے مین کچہہ تامل نہوا۔ ہر دو پلٹن ہندوستانی اور پانسو قلی لفٹنٹ کرنیل نٹ ہال صاحب لیکر گیے۔ دبروگڑہ کے قلعہ سے یہ سپاہ روانہ ہوئی اور ایک ہفتے کے اندر وہان پہنچگئی جہان یہ جہگڑا ہوا تہا۔ لڑائی کچہہ تہوڑی سی ہوئی۔ صرف بیس آدمی انگریزی ہارے گیے۔ مگر کرنیل نٹ ہال نے دہات ناگون کے جلانے شروع کیے۔ قریب دس ہزار آدمیونکے گہر انکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ صرف چالیس آدمیون کو گولی سے مارا۔ اور بہت سا ذخیرہ اونکے اناج اور مویشیون اور مال اسباب کا لوٹ لیا۔ غرض صاحب ممدوح نے ان ناگون کو بتلا دیا کہ اگر تم انگریزون پر چوٹ کروگے تو وہ تمکو ان پہاڑون کے بلون مین بہی نہین رہنے دینگے۔ اور تمہارے ہی بلون مین تمہارا سر کچل دینگے۔ اگر تم سانپ بنوگے تو وہ تمہارے لیے سپیرے بنجاینگے۔

(۱۴۱) ۱۸۷۵ع کے عمدہ واقعات مین سے جو انگلستان اور ہندوستان دونون کے اغراض سے متعلق ہین سویز کی نہر کا معاملہ ہی کہ خدیو مصر کے نہر سویز مین جو حصے تہے اوہ برٹش گورنمنٹ نے خرید لیے۔ اس نہر سے جو تجارت کو فائدے ہین وہ عیان ہین۔ وہ حقیقت مین ایک تمہید ایسی ہی جس سے یقین ہوتا ہی کہ ایک دن ایسا ہوگا کہ یہ ساری نہر انگریزون ہی کے پاس ہوگی جو خوشی

اسکی اہل انگلستان کو ہوئی وہ ہندوستانیونکی سمجھہ مین نہین آسکتی - شاید برٹش گورنمنٹ کسی بڑے ملک کو فتح کرتی تو اسقدر خوشی انگلستان مین نہوتی جیسی اس نہر کے حصدون کے خریدنے سے ہوئی - اخبارون مین اوسکا حال نہایت دلچسپ لکہا ہی -

(۱۴) ۱۸۷۵ء کے شروع مین شاہ برہما سے بہی ایسے معاملات پیش آگئے - کہ لارڈ نارتہہ برک کے عہد مین ایک وقت اوٹہین پیدا ہوئی - اور برٹش گورنمنٹ کو ضرور ہوا کہ وہان اپنے لشکر کو زیادہ کرے - اسوقت چین مین مارگری صاحب مع اپنے ہمراہیونکے مارے گیے تہے گورنمنٹ متوجہ اوسطرف بہی تہی - اور اسی وقت یونان مین کرنیل برون صاحب کے گروہ پر حملہ ہوا تہا -

مارگری صاحب کا قتل ہونا -

دربار پیکن مین سر طامس ویڈ سفیر سلطنت انگلشیہ نے سلطنت چین سے پاس پورٹ (پروانہ راہداری) حاصل کرکے یہ ارادہ کیا کہ اس امر کی تحقیق کیجاے کہ ہندوستان اور مغربی چین کے درمیان تجارت قائم ہونیکے باب مین کیا کیا احتمالات ہین - اسلیئے اونہون نے مارگری صاحب برٹش کونسل کو حکم دیا کہ وہ مشرقی جانب جاوین اور برہما کے گروہ سے اوسطرف جلد آملین تاکہ اونکو ایک خاص امداد اپنے کام مین حاصل ہو -

اگسٹیس ری منڈ مارگری صاحب اس کار بزرگ کے لیے منتخب ہوئے تہے وہ اون نوجوانون مین سے تہے جنپر انگلستان کو افتخار ہی - اونہون نے اس خطرناک کام کو نہایت کامیابی کے ساتھہ سر انجام دیا اور اونہون نے اون ملکونمین قدم رکہا جہان کبھی اہالیان یورپ نے قدم نرکہا تہا - اونکی عمر اسوقت ۲۹ - برس کی تہی - اونکی حیات اور وفات نے ثابت کردیا کہ وہ اون جوانمردون اور اولوالعزمون مین تہے جنکے سبب سے تیغ اور قلم ایک دوسرے کے سایہ مین رہتے تہے - اہل سیف اور اہل قلم مین جو اوصاف ہوتے ہین وہ اونکی ذات مین جمع تہے - ہم پہلے مہم مومین کا حال لکھہ چکے ہین کہ آگے اوسمین کارروائی اس سبب سے نہین ہوئی تہی کہ اوسطرف ملک مین فساد برپا تہا ۱۸۷۴ء مین یہ فساد بالکل مٹ گیا تہا - اسلیئے برٹش گورنمنٹ نے یہ ارادہ کیا کہ ان ملکون کے ساتہہ تجارت وسفارت کے تعلقات پیدا کیئے جاوین - کرنیل ہوریس برون اس کام

کے واسطے بھیجے گیے کہ برہماسے چلکر چین سے گذر کر وہ شانگھی مین جائین۔ راہ کی راہداری کے پروانے گورنمنٹ پیکن سے حاصل کرلیے گیے تھے۔ اس گروہ کے ملنے کا حکم مارگری صاحب پاس بھی گیا تھا۔ وہ چھہ برس تک چین مین رہے تھے اسلیئے وہ اس ملک کی زبان اور عادات سے اور خصائل سے خوب واقف ہوگیے تھے۔ راہ مین وہ مصائب اونکو پیش آئین کہ کسی اہل یورپ کو نہ پیش آئی تہین غرض وہ اپنی ہمت مردانہ سے نومبر ۱۸۷۴ع کے آخر مین یونان مین پہنچے۔ یہ ایک شہر چین کا ہے جسکے قالین اور ریشم مشہور چیزین ہین اور یہان عمدہ عمدہ عمارات بنی ہوئی ہین جنکی صورت کو تاتاریون کے حملون نے بگاڑ رکہا ہے۔

۱۳۔ جنوری ۱۸۷۵ع کو وہ مین وین مین پہنچے اور چار روز بعد بہاموؔ مین پہنچے۔ یہان کرنیل بروان اور افسرون سے جنکو لارڈ نارتھہ بروک نے یہان بہیجا تہا وہ ملکر نہایت مسرور اور خوش ہوئے۔ اب یہ سب ملکر ۵۔ فروری ۱۸۷۵ع کو بہامو سے چلے۔ ایک قوم کاکہی لنس یہان آباد تہی اوسنے اس گروہ کے روکنے کا ارادہ کیا جب اسکی خبر کونسل جنگی مین پیش ہوئی تو مارگری صاحب نے اس افواہ کو بے اصل ٹھہرایا کیونکہ وہ ابہی ان پہاڑون سے خود بے تکلف آئے تہے۔ اس جوانمرد دلیر نے یہ کہا کہ مین آگے جاتا ہون اور ساری خبر کرنیل برون پاس بہیجتا ہون۔ ۱۹۔ فروری کو مارگری صاحب مع اپنے ملازمون اور برہما کے خچرون کے ساتھہ چین کی حد سے پار ہوئے۔ کرنیل برون پاس اونکی چٹھی آئی کہ مین سرحد مین بخیر و عافیت پہنچگیا۔ یہان اونکی خاطر خوب ہوئی۔ یہان سے مین وین جانیکا ارادہ کیا۔ کرنیل برون کا گروہ بہی ۱۷۔ کو اونہین کے قدمون پر چلا۔ اوس روز سے پھر کوئی خبر مارگری صاحب کی نہین آئی۔ ۲۲۔ کو اس چھوٹے سے گروہ کے خیمونکو مسلح آدمیون نے گہیر لیا اور یہ خبر برون صاحب پاس آئی کہ مارگری صاحب اور اونکے ہمراہی مویلن کے چینی حاکم کے حکم سے مارے گیے۔ اسوقت برہما والون کی وفاداری پر آفرین ہے کہ ہرچند حملہ آورون نے اونکو رشوت پیش کی کہ وہ ان اجنبی بہوتون کو مار ڈالین مگر اونہون نے قبول نہ کی سکہون نے جو کرنیل برون کے باڈی گارڈ مین تہے شجاعت کو ہاتہہ سے نہ دیا۔ غرض ایک روز لڑ بھڑ کر یہ گروہ سب اپنا اسباب چہوڑ چھاڑ دشواری

سے بہامو مین پہنچا جب یہ قتل تا حق ہوا تو فارن آفس سے ۱۴ - مارچ ۱۸۸۶ء کو خط و کتابت شروع ہوئی - تحریرونکے طومار کے طومار بندہ گئیے - آخر کو گورنمنٹ چین نے اقرار کیا کہ یونان مین تحقیقات مقدمہ کی کیجاٰئیگی اور جو قاتل ہین اونکو سزا دیجائیگی -

(۱۵) ۱۸۶۸ء کے شروع مین منتظمان کشور ہند کو بڑا دہ اس سے پیدا ہوا کہ روسیون نے ممالک متوسطہ ایشیا مین قوقند پر قبضہ کرلیا - اسقدر پیشقدمی روسیونکی اونکو ناگوار خاطر تہی - اب یہان سے پشاور کی مغربی سرحد تک ۳۵۰ میل کا فاصلہ ہی روسیونکے پاس سمرقند کا جنوبی شرقی حصہ بہی ہی - فرغانہ بہی اوسکا ایک ضلع ہی جہان سے بابر ہندوستان مین آیا تہا - اگر روسی قوقند سے پشاور کی طرف بڑہین تو ایسے ملک مین اونکو گذرنا پڑیگا کہ ایشیا مین شاید اوس سے زیادہ دشوار گزار اور پر صعب کوئی ملک نہین ہی - پہاڑ اور جنگل جدا ہین کافرستان مین کہین راہ اور پتہ کا پتا نہین - اسلیئے بعض منتظمان سلطنت کی یہ راے تہی کہ قوقند پر قبضہ ہونے سے ہندوستان پر روسیونکی یورش کا خیال ایک خیال معدوم اور تصور موہوم ہی - مگر روس اور انگلستان کے درمیان جو ممالک متوسطہ ایشیا کے بہت سے تعلقات ہین اور پیدا ہوتے جاتے ہین اونکی تحریر کے واسطے ایک جدا کتاب چاہیئے اسلیئے ہم اوسکا کچہہ ذکر نہین کرتے -

(۱۶) گو بعض لطیفہ سنج عالی منش انگریز ظرافت سے فرمایا کرتے ہین کہ ہندوستان مین جسقدر دربار ہوتے ہین اونمین سواے حماقت اور جہوٹی خوشامد اور اسراف زر کے کچہہ نہین ہوتا - مگر یہ کہنا انکا آداب سلطنت اور نظم مملکت کے خلاف ہی درباروں کا ہونا بہی اصول سلطنت مین داخل ہی کہ جنمین رعایا فرمانروا اپنی شوکت صولت سطوت و قوت کو دکہاتا ہی تاکہ رعایا کو اوسکے ساتہہ خلوص قلب سے محبت پیدا ہو - اور اوسکے ساتہہ وفاداری اور نیکخواہی کا جوش پیدا ہو - جسوقت دربار شاہانہ ہوتا ہی تو رعایا دیکہتی ہی کہ ہمارے بادشاہ پاس کیا کیا سامان موجود ہی - کہان سے کہان تک ملک اوسکی قلمرو مین داخل ہی - کون کون سے رئیس اعظم ہین کہ وہ ہمارے بادشاہ کی عبودیت مین سجدہ ریز رہتے ہین جن خواص کو عوام اپنے سے بڑا اور برتر سمجہتے ہین اونکو دیکہتے ہین کہ بادشاہ کے روبرو کچہہ حقیقت نہین

روسیون کا قبضہ ممالک متوسطہ ایشیا مین

دیسی دربارون کا حال

غرض جب بادشاہ کی شوکت رعایا کی دلمین سما جاتی ہی تو سرکشی کا خیال دل مین نہین آتا خلوص نیت کے ساتھہ اطاعت پیدا ہوتی ہی۔ غرض حضور ویسرائے لارڈ نارتھہ بروک نے مثل اور گورنر جنرلون کے اس اصول جہانبانی پر عمل فرما کر دہلی مین ایک دربار ۲۸۔ مارچ کو منعقد فرمایا جسمین پیرتیس بار یاب ملازمت ہوئے اور اونکے سامنے زبان مبارک سے یہ اسپیچ فرمایا۔

اسپیچ

اے مہاراجہ وراجگان وسرداران۔

جناب ملکہ معظمہ کیطرف سے مین بدل آپکو خیر مقدم کہتا ہون۔ ڈہائی برس ہوئے کہ میری آپ سے انبالہ ولاہور وملتان کے درباروں مین ملاقات ہوئی تھی۔ اوسوقت سے پنجاب مین امن اور خوشحالی رہی فصلین بہت اچھی ہوئین سنگین جرم کم ہوگئے۔ اور تجارت نے رونق پائی ہی۔ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے ملک کا انتظام استقلال اور دانائی سے کیا ہی چنانچہ حال مین اونکو ملکہ معظمہ کے حضور سے ایک امتیاز اور عزت کا خطاب جسکے وہ بخوبی مستحق تھے عطا ہوا ہی۔ ہندوستانی ریاستون کا انتظام یہان کے تاجدار گہرانون کے لائق اور نامور مسند نشینون نے جنکو مین آج یہان مجتمع دیکھتا ہون اچھا کیا ہی۔ امیر کاشغر سے دوستی اور تجارت کا عہدنامہ ہوگیا ہی جسکے باعث مہاراجہ کشمیر کی دلی معاونت سے تجارت کو بہت فائدہ پہنچیگا۔ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے افغانستان کی تجارت کے واسطے ایک نئی راہ نکالنے پر توجہ کی ہی اور اوسمین کامیاب ہونے کی ہر طرح امید ہی۔ ریل کے فوائد اسبات سے خوب عیان ہوگئے ہین کہ سال گزشتہ مین بنگال اور بہار کو جہان فصلون نے جواب دیدیا تہا اس ملک سے کہ جہان غلہ کی افراط تھی بہت سا اناج بہیجا گیا۔ جو ریل ملک سندہ مین ہوکر کراچی بندر تک جائیگی اوسکی تعمیر مین بہت جلدی ہو رہی ہی۔ اس سے پنجاب کی پیداوار کی نکاسی کا ایک اور راستہ کھلجائیگا۔ دولت اور مرفہ حالی کی ترقی سے لابد ہوا کہ اسلاک مین حکام دیوانی کی تعداد بڑہائی جائے۔ اس تجویز سے افسران اعلی کو اپنے اپنے ضلع مین ذاتی واقفیت پیدا کرنے کی زیادہ فرصت ملیگی۔ اور نیز اس ملک کے اون لوگون کو جنھون نے اچھی تعلیم پائی ہی

سرکار مین معزز عہدے حاصل کرنیکا زیادہ موقع ہاتھہ آئیگا۔ بعض معاملات ایسے ہین کہ اگرچہ وہ ہندوستان
کے دور دراز قطعات سے متعلق ہین مگر پھر بھی اونکا ذکر شاید آپکے مرغوب خاطر ہو۔ ریاست بڑودہ
کے معاملات نے کچھہ عرصہ سے بڑی تشویش پیدا کی ہے۔ حال مین جو وہان سرکار انگلشیہ کے قائم مقام
کرنیل فیر صاحب کو زہر دینے کا قصد کیا گیا تھا یہ ایک نہایت سنگین معاملہ ہے اسلیئے ضرور ہوا کہ
فی الفور اوسکی کامل تحقیقات کیجاے چنانچہ اوسکے واسطے ایک کمیشن مقرر کی گئی اور اسبات سے
مجکو بڑی خوشی ہوئی کہ مہاراجہ گوالیار اور مہاراجہ جیپور اوس کمیشن مین شامل ہوے ہین چونکہ کمیشن
نے ابتک اپنی رپورٹ نہین بھیجی ہے اسواسطے اسباب مین مین اور کچھہ نہین کہتا۔ سرکار انگلشیہ
اور شاہ آوا مین ایک تکرار پیدا ہو گئی ہے۔ شاہ مذکور نے اپنے وزیرون کے پہلے اقرار کے خلاف
ملک مغربی کرینی پر جو انگریزی علاقہ سے ملا ہوا ہے اپنا دعوی کیا ہے اور سرکار انگریزی ہمیشہ
سے اوسکو آزاد سمجھتی رہی ہے۔ مین نے سر ڈگلس فورسایتھ صاحب کو سفیر کر کے منڈلے کو بھیجا
ہے اور اگرچہ یہ معاملہ سنگین ہو گیا ہے مگر مجکو امید ہے کہ آخر آشتی کے ساتھہ فیصل ہو جائیگا یہ
معاملات ملکہ معظمہ کی قلمرو ہند کے صرف جزوی قطعات سے تعلق رکھتے ہین سلطنت کی عام امن
اور مرفہ حالی مین اون سے کچھہ فرق نہین آتا۔ اس شہر مین ہر قسم کے لوگون نے ملکہ معظمہ کا
قائم مقام سمجھکر جس طرح وفاداری سے میری تعظیم و تکریم کی ہے اوسکا حال مین بخوبی تمام جناب
ملکہ معظمہ کی خدمت مین گزارش کرونگا۔ ملکہ معظمہ نے مجکو حکم دیا ہے کہ مین اونکی طرف سے یہ ظاہر
کرون کہ اونکو اپنی کل رعایا کی بہبودی کا بڑا خیال ہے اور ہند کے رؤسا اور والیان ملک سے
دلی اتحاد ہے مجکو اس مژدہ کے سنانے سے ایک خاص مسرت حاصل ہے کہ شاہزادہ ویلز خلف اکبر
ملکہ معظمہ اور وارث سلطنت انگلشیہ اگلے جاڑے مین ہندوستان مین آنیکا قصد رکھتے ہین
شاہزادہ ممدوح کو مدت سے یہ اشتیاق ہے کہ سلطنت انگلشیہ کے اس حصہ سے ذاتی واقفیت
حاصل کرین۔ مجکو یقین ہے کہ ہند کے فرمانروایان ملک اور رعایا کی طرف سے اونکی اسطرح تعظیم و
تکریم ہوگی جس سے ملکہ معظمہ کی نسبت اونکی وفاشعاری اور سرکار انگریزی سے اخلاص ثابت ہو۔

باب سیزدہم

عالیجناب البرٹ ایڈورڈ پرنس ویلز ولیعہد سلطنت برطانیہ وہند کی سیر شکار ہندوستان مین

(۱) جب جناب لارڈ کے ننگ یہان ہندوستان مین گورنر جنرل تھے تو اونہون نے پرنس کنسورٹ (شوہر جناب ملکہ معظمہ بالقابہا) سے عرض کیا تہا کہ ولیعہد سلطنت کو ہندوستان مین سیر و شکار کے لیئے بہیجئے ۔ یہان کی سیر ہی اونکی تعلیم کا ایک جزو اعظم ہوگی جب یہانکے مشاہدات اونکی قابلیت اور استعداد علمی کا ضمیمہ بنینگے تو اونکی اوس تحصیل علم کی تکمیل ہوجائیگی جو ایسے شاہزادے کے لیے سزاوار ہے ۔ اگر لارڈ کے ننگ یہ عرض بہی نہ کرتے تو بہی غالبا پرنس کنسورٹ کی عقل دور اندیش اور فہم باریک بین اون فائدون پر ضرور خیال کرتی جو اس شاہزادے کو اوس وسیع سلطنت کی سیر و سیاحت سے حاصل ہوتے جسپر وہ ایک روز فرمانروا ہوتا وہ ضرور جناب ملکہ معظمہ سے سفارش کرتے کہ وہ شاہزادے کے اور ملکونکے سیاحتنامہ مین کشور ہند کے سفر کو بہی مندرج کرین

ہندوستانیون کے خیالات بہی عجیب ہین اور اونکا علم جو انگریزی دماغون مین ہے عجیب ہی ہے ۔ جب یکم نوامبر سنہ ۱۸۵۸ع کو اشتہار جناب ملکہ معظمہ کا الہ آباد مین پڑہا گیا تو بہت تہوڑے رئیس اسبات کو سمجہے تہے کہ وہ کونسی قوت اور حکومت ہے جسنے اس سرکار کمپنی کو منصب حکومت سے معزول کردیا یہانتک اس امر پر لاعلمی تہی کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی گوری سپاہ یہ سمجہتی تہی کہ بادشاہ انگلستان اور پارلیمنٹ کو یہ اختیار ہے کہ بغیر اوسکی مرضی کے وہ اونکی ملازمت مین آسکتے ہین ۔ لارڈ کلائیڈ اور سر ولیم مینس فیلڈ نے جس طرح اس سپاہ کے شور و شر کو مٹایا اوسکا حال ہم بیان کرچکے ہین ۔ لارڈ کے ننگ نے اس خیال سے کہ اوس زبردست قدرت کو وہ ہندوستانیون کو دکہائین یہ درخواست کی تہی کہ ولیعہد سلطنت کا یہان آنا نہایت سودمند مملکت ہند کے حق مین ہوگا حقیقت مین ایشیائی دماغون مین ملک بادشاہ کے

سپہر بغیر و رخ مہر اور گلشن بے گلبن اور عروس بے زیور وطاؤس بے پر ہے۔ مگر اسوقت ولیعہد کا سن مبارک سترہ برس کا تہا۔ لارڈ ایلگن اور جنرل بروک کی وفات اور بعض اور حالات مانع سفر ہوئے۔ مگر یہان آنے کا ارادہ شاہزادہ کی سیاحت نامہ مین لکہا گیا اور اونکے دل مین خود شوق اپنے اس وسیع سلطنت کی سیاحت کا ہوگیا۔ یہ امر مقتضائے طبیعت بشری تہا کہ بادشاہ اپنے ایسے وسیع سلطنت کو کیون نہ دیکہتا جسکے درج مین سیکڑون گوہر جسکے پردہ مین ہزارون آہنگ ہون۔ اور ہر رنگ اوسکا نئے رنگ سے انبساط خاطر کا سبب ہو۔ کہین اوسکی عظمت و شان قدیم کی باقیماندہ نشانیان دل کو تفریح دین اور زمانے کی شکستہ رنگی کا سبق پڑہائین کہین اونکے باشندونکی صورتین اور سیرتین رنگ برنگ۔ بول چال کی بوقلمونی ساری دنیا کے چہرون کا نمونہ دکہا کے دل خوش کرین۔ کہین رعایا کی بچون کی سی اطاعت اوسکے دل کو پیار کرکے مورد عنایت بنائے۔ رئیسون کی زرق برق کی پوشاک بہولی بہولی باتین اوسکے دل کو لبہاتین۔ ہر رئیس کا یہ شوق کہ مین اس وارث تخت و تاج کے ساتہہ اپنی بندگی و اطاعت کا اظہار کرون کہ کوئی مجہسے گوے سبقت نہ لیجائے اور کوئی خدمت ایسی بجا لاؤن کہ اپنے ہمسرون مین سرفراز ہوؤن جو دل و دماغ کو راحت دے۔ الحاصل انتظام سلطنت مین یہ امر خاص ہوگیا تہا کہ کوئی شاہزادہ ہندوستان مین جائے۔ چنانچہ عالیجناب شاہزادہ ایلفرڈ ڈیوک ایڈنبرا ہندوستان مین رونق افزا ہوئے۔ اونکے ساتہہ جو یہان اعلی اور ادنی اور امیر و غریب و راجہ و مہاراجہ و نوابون نے اخلاص عقیدت اور آداب عبودیت کا اظہار کیا وہ سب پر ظاہر ہے۔ اوس سے ولیعہد سلطنت کو معلوم ہوگیا کہ مین جب ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے مشرف کرونگا تو کیا کیا میری خاطر اور مدارات اور تعظیم و تکریم ہندوستانی ہندوستان مین کرینگے۔

اسی اثنا مین حادثہ ہولناک لارڈ میؤ کے قتل کا واقع ہوا تو اس سے ارکین سلطنت کو ولیعہد کے جانے مین جان کا اندیشہ پیدا ہوا کیونکہ ولیعہد کا جانا ایسا نہ تہا کہ وہ ساری دنیا مین آفتاب کی طرح ظاہر نہوتا۔ اس حادثہ خطرناک نے تبلا دیا کہ ہندوستان مین ایسے آدمی بہی ہین

جو اپنے فرمانروا اونکے قتل کرنے مین اپنی جان دینے سے بکمال خوش ہوتے ہین۔ ہندوؤن کا سخت تعصب مسلمانونکی دیوانگی مذہب انتقام کا جوش۔ نفرت قلبی ایسی چیزین ہی یہان تہین کہ وہ بعض ہاتھون مین ایسے ہتھیار دیدین کہ فرنگیون کے قتل مین کچہ دریغ نکرین۔ اس لیئے ولیعہد کے لیئے احتیاط اور حزم کی ضرورت پڑی۔

۱۸۷۵ء کے موسم سرما مین اس سفر کی بابت گورنمنٹ ہند سے تحریر ونکا آغاز ہوا۔ یہ سفر ایسا تہا جو پہلے کبہی کسی ولیعہد نے ہندوستان کا نہین کیا تہا۔ اسلیئے اوسکی ہر ایک بات پر مباحثہ پیش ہوتا تہا۔ یون بادشاہ تو ہمیشہ ہندوستان مین آتے رہے ہین اسکندر سے پہلے بہی بہت سے بادشاہ جنکا نام ہی اب معلوم نہین اپنے لشکرون کو ساتہہ لیکر آئے ہین۔ اسکندر جب بیاس کہ پہنچا تو اوسنے دیکہا کہ اوسکے پار بہی بہت سی دنیا فتح کرنی پڑی ہے اسلیئے وہ بیاس سے بے آس ہوکر اولٹا چلا گیا محمود غزنوی۔ تیمور۔ نادر شاہ آئے جو کچہہ اونہون نے کیا وہ سب پر ظاہر ہی۔ وہ چندروز کے لیئے یہان اس نیت سے آئے کہ لوٹیئے ماریئے۔ صرف جو بادشاہ یا شاہزادہ دوستانہ طور پر آئے اونمین پرنس اڈلبرٹ۔ پروشیا کا شاہزادہ آیا تہا جسنے گریٹ برٹن اور سکہون کے خالصہ کی لڑائیون کی سیر کی۔ بلجیم کا ولیعہد بہی یہان آکر سیر کر گیا۔ شاہزادہ ڈیوک انڈنبراجہٹ پسٹ یہان کی سیر کرکے چلے گئے تہے جس سے یہ معلوم ہوگیا کہ ولیعہد سلطنت برطانیہ کی خدمات کے لیئے ہندوستانی کس طرح حاضر ہونگے۔ مگر یہ سب شاہون اور شاہزادون سے ولیعہد کا مقام اور مرتبہ اور ہندوستان مین آنیکا مقصد جدا ہی تہا۔ اول تو یہ امر اونکی ذات خاص سے مخصوص تہا کہ وہ بادشاہ کی زندگی کی حالت مین سلطنت کے کام مدتون سے کرتے تہے۔ اونکو اپنی مملکت کے کام اسقدر کرنے پڑتے تہے کہ چہہ مہینے تک اونکا اپنے دارالسلطنت سے جدا رہنا خالی حرج اور نقصان سے نتہا اسلیئے اونکے جانے پر بہت سے اعتراض ہوتے تہے مگر ولیعہد کے عزم جزم نے ان سب اعتراضون کا جواب دیدیا اور اونکو رد کردیا جنوری ۱۸۷۵ء مین یہان آنیکا ارادہ مصمم ہوگیا پہلے اسکے کہ عزم سفر ساری دنیا مین مشتہر ہو نقشہ سفر بنایا گیا اور

گورنر جنرل ہند اور یہان کے رزیڈنٹون سے صلاح اور مشورہ اس باب مین کیا گیا۔

۱۶۔ مارچ ۱۸۷۵ء کو لارڈ سیلسبری وزیر ہند نے کونسل ہند کو اطلاع دی کہ ولیعہد ہندوستان کو تشریف فرما ہونگے۔ اوسی وقت کونسل ہند نے رزولیوشن تیار کیا کہ اونکے سفر کا خرچ ہندوستان کی آمد سے دیا جاے۔ پھر ۲۰ اپریل کے اجلاس مین اس کونسل نے یہ رزولیوشن بنایا کہ وہی خرچ جو خاص ہندوستان کے اندر ولیعہد کے سفر مین خرچ ہووے ہندوستان کی آمدنی سے دیا جاے۔ اسوقت انگلستان کے لوگ ہندوستان پر متوجہ تھے۔ سن رہے تھے کہ ابھی یہ ملک قحط کے پنجہ سے چھوٹا ہی۔ گائکوار بڑودہ کا معزول ہوا ہی گو وہ یہ نہین سمجھتے تھے کہ گائکوار کوئی شخص یا کوئی چیز ہی یا کوئی ریاست ہی۔ اسوقت رئیسون اور ریاستون اور حالات ہند پر سب نظر ڈالنے لگے اسوقت کے تمام مضامین مین سے یہ مضمون نہایت دلچسپ معلوم ہوتا تھا کہ ہندو اور اونکے خداوند ایک ہی مٹی سے بنائے گئے ہین دونو ایک ہی برج کے اختر اور ایک درج کے گوہر ایک اصل کی فرع ایک ہی آفتاب کے نور ہین پہلے نہ وہ ایسے کالے تھے جیسے کہ اب کالے ہین نہ یہ ایسے سفید تھے جیسے کہ اب سفید ہین۔ ایک زمانے مین وہ دونون ایک ہی جگہہ ممالک متوسطہ ایشیا مین بستے تھے مگر آجکل یہ کسی انگریز کو سمجھنا نہایت مشکل ہو گیا ہی کہ وہ ہندو کو اپنا بھائی سمجھے۔ غرض اسوقت ہندوون اور انگریزونکے پرانے ناتے رشتون پر ایک مباحثہ اخبارون مین تھا۔

اب بڑے بڑے اخبار نویس انگلستان کے اس معاملے مین راے لگا رہے تھے۔ رایون مین اختلاف کا ہونا ضروری امر ہی۔ ایک طرف یہ بیان ہو رہا تھا کہ ولیعہد کے جانے سے ہندوستان مین بے انتہا فائدے حاصل ہونگے۔ دوسری طرف یہ لکھا جاتا تھا کہ ہندوستان کی گورنمنٹ کو اور زیادہ اوس سے دقت اور دشواری پیدا ہوگی۔ جو اوسکی شان و شکوہ ہی اوسمین بھی فرق آئیگا۔ ابتک تو وہ ہندوستان کی جھوٹی پیغمبر بنی ہوئی ہی۔ مگر آخر کو یہ فیصلہ ہو گیا کہ گو بہت سے کامون کا حرج ولیعہد کے چھہ مہینے کی جدائی سے یہان ہوگا مگر بہت سے وجوہ ایسے ہی ہین کہ ہندوستان کے اندر جانے سے فائدہ زیادہ ہوگا۔ سواے اسکے ولیعہد کو یہان سلطنت کے کامون کی کثرت ایسی رہتی ہی کہ اس چھہ مہینے مین اونکے

واسطے آرام اور راحت کا ہونا اور کاروبار سلطنت کے بارسے سبکدوش رہنا اونکی صحت جسمانی
کے لیئے فائدہ مند ہی سال گزشتہ مین مزاج کی علالت اجازت نہین دیتی تہی کہ وہ آیندہ جاڑے
مین انگلستان مین رہین اگرچہ یہ خیال صحیح نہین تھا کہ کام سے فرصت نصیب ہو گی کیونکہ
یہان ہندوستان مین کیا تہوڑا کام اونکے لیئے تہا۔ مگر ڈاکٹرون نے جناب کی صحت مزاج کے
واسطے یہی صلاح دی کہ وہ یہان انگلستان مین جاڑے کے اندر رہین جب یہ امر طے ہو گیا تو ولیعہد
کے ساتھ جانیکے لیئے ایسے مصاحب تجویز ہوئی جنہین سے بعض کی فرزانگی اور عالی دماغی اور روشن ضمیری
انگلستان مین روشن تہی اور بعض کی ہندوستان مین دہوم تہی۔ ہز گریس دی ڈیوک آف
سدرلینڈ کے جی انگلستان مین انتظام سلطنت مین نامور تہے۔ رائٹ آنریبل سر بارٹل فریر
صاحب جی سی ایس آئی کے سی بی کو سب جانتے ہین کہ وہ ہندوستان مین اپنے نیک کامون کے
سبب کیسے نیکنام تہے۔ اونکو ولیعہد اپنی تمنا اور آرزو سے ساتھ لائے تہے۔ لارڈ سفیلڈ صاحب
حضور ولیعہد کے داروغہ ڈیوڑہی مقرر ہوئے تہے۔ میجر جنرل لارڈ آلفرڈ پیجٹ صاحب جناب
ملکہ معظمہ کا کلارک مارشل مصاحب اور ارل آف ایلزفرڈ مصاحب۔ فرانسس نولس صاحب
پرایوٹ سکرٹری۔ سرجن جنرل فیرر صاحب سی ایس آئی حضور ولیعہد کے طبیب تہے امراض جسمانی
کے ذمہ وار وہ تہے۔ ہندوستان کی آب و ہوا ایسی ہی کہ وہ کسی کو تندرست نہین دیکھ سکتی اسلیئے
اس طبیب حاذق کا ہمراہ ہونا اس زمرہ شاہی کے واسطے آب حیات سے کم نتھا کپتان آنریبل
ایچ کارگل صاحب سی بی سر ایس جہاز شاہی کا کپتان کرنیل اوون ویلیمز جو ولیعہد کے بڑے
دوست تہے مصاحب ہوئے۔ میجر ای سی آر برڈفرڈ صاحب کو ایک خاص خدمت سپرد ہوئی۔
کمانڈر ڈو رائٹ صاحب رائل نیوی شاہی کشتی اوسبرن کے نگہبان افسر لفٹننٹ لارڈ چارلس
برسفورڈ صاحب ایم پی مصاحب۔ کپتان لارڈ کارنگٹن صاحب مصاحب۔ پادری کینن ڈک ورتھ
صاحب چیپلن۔ میجر جنرل پروبن صاحب سی بی وی سی۔ اور لفٹننٹ کرنیل آرتھر ایلس صاحب
یہ دونون صاحب ہندوستان مین کارہائے نمایان کر چکے تہے حاضر باش داروغہ اصطبل مقرر ہوئے

لفٹننٹ اگسٹس فٹز جارج صاحب مصاحب۔ ڈبلیو ایچ رسل صاحب آنریری پرایوٹ سکرٹری (انہین صاحب نے روزنامچہ سفر ہند ولیعہد کا لکھا ہی جس سے ہم نے منتخب کرکے نہایت مختصر حال لکھا ہی) سڈنی ہال صاحب مصاحب و مصور۔ البرٹ گرے پرایوٹ سکرٹری رائٹ آنریبل سر بارٹل فریر صاحب کے۔

اب افق پر ایک بادل باقی تہا جسکی طرف سب کی آنکھین لگی ہوئی تہین یعنی سب ارکین سلطنت کی یہ رائے تہی کہ پرنسس ویلز (بیگم ولیعہد) اپنے خاوند کے ساتہ جائین تو اپنے بچون سے چہہ مہینے کیواسطے جدا ہونگی یہ مناسب نہین۔ اگر بچے ہمراہ جائین تو ہندوستان کی آب وہوا کا اعتبار نہین کہ اونپر کیا اثر کرے۔ گو ولیعہد کو یہ جدائی تلخ اور ناگوار گذریگی مگر مقام مجبوری ہی۔ نقشہ ہند پیش ہوا۔ ہر مقام جو سیر کے لیئے تجویز ہوا تہا اوسکی حرارت اور برودت کا نقشہ بہی موجود تہا۔ غرض مقیاس الموسم نے مقامات سفر ولیعہد کے مقرر کیئے۔ سب اپنے سفر ایسے موسمون مین نہ تجویز ہوئے جنمین امراض کا زور ہوتا ہی اور نہ ایسے مقامات مین سفر تجویز ہوئے کہ جلدی جلدی سردی سے گرمی مین اور گرمی سے سردی مین آنا پڑے۔ ڈاکٹر فیرر نے آغاز ماہ نومبر تو اسلیئے تجویز کیا کہ ولیعہد اوسمین ہندوستان کے اندر قدم رکہین اور مارچ کا مہینا اسلیئے قرار پایا کہ وہ ہندوستان سے واپس روانہ ہون۔ ان موسمون مین کشمیر اور سیلون کی سیر مشکل تہی۔ مگر ان دونون مقامون کی سیر کا شوق ایسا ولیعہد کو دامنگیر تہا کہ وہ بہی دورہ مین شامل ہوئے۔

۱۵ اپریل ۱۸۷۵ء کو ہیلنگی صاحب نے یہ سوال گورنمنٹ مین پیش کیا کہ ولیعہد سلطنت جو ہندوستان مین جاتے ہین وہ جناب ملکہ معظمہ کے قائم مقام بنکر جاتے ہین اور وہ مجاز ہین کہ امورات سلطنت مین دخل دین یا نہین۔ بعد مباحثہ یہ امر طے ہوا کہ ولیعہد ہندوستان مین قائم مقام جناب ملکہ معظمہ بنکر نہین جاتے۔ اونکی تشریف لیجانے کی صورت مین بہی گورنر جنرل ہند قائم مقام جناب ملکہ معظمہ کا رہیگا۔ اب پہر سفر خرچ ولیعہد کا معاملہ پیش ہوا۔ بعض نے کہا کہ اس سفر کا خرچ اوسی طرح ہونا چاہیے جیسے کہ پہلے اون سفرون مین ہو چکا ہی جو اونہون نے ملکہ معظمہ کی

علاوہ ہی مین کیئے ہین۔ اور وہ اونکی تعلیم کا ایک جزو قرار دیا گیا ہی۔ مگر بعض نے یہ کہا کہ یہ سفر
ولیعہد کا مثل اور سفرونکے نہین ہی جو قاعدے کہ کنیڈا کے سفر کے لیئے مقرر ہوئے تھے وہ ہندوستان
کے سفر کے لیئے نہین مقرر ہو سکتے۔ اسلیئے کہ مشرقی ملکون کا دستور ہی کہ وہان مہمان اور میزبان مین
تحفہ تحائف کا مبادلہ ہوتا ہی۔ حضور وسیرائے ہند نے یہ لکھا کہ موافق رسوم دربار کے تحائف نہ لینے
چاہیئین نہ دینے چاہیئین۔ مگر ولیعہد کی طبیعت مین جو فیاضی اور جود داخل ہی اوسکے واسطے ایسا
سامان کرنا چاہیئے کہ جس سے ہندوستانی رئیسون پر اوسکا خود بخود اظہار ہو۔ قاعدہ معمولی یہ ہی
کہ جسقدر تحائف ہندوستانی رئیس نذر پیشکش مین دیتے ہین وہ نیلام ہوتے ہین قیمت اونکی خزانہ شاہی
مین داخل ہوتی ہی اور اوسی قیمت کے تحائف اور خلعت ہندوستانی رئیسون کو گورنمنٹ کی طرف سے
عطا ہوتے ہین۔ مگر اس قاعدہ کے موافق تو برتاؤ ولیعہد اور رئیسون کے درمیان نہایت نازیبا اور
ناسزا تہا۔ لارڈ نارتھ بروک کی یہ دلی آرزو تہی کہ ولیعہد ہندوستان مین تشریف فرما ہون
اور جسوقت سے وہ یہان قدم رکھین اونکے مہمان ہون۔ اس تمام مہمانداری کا خرچ تین لاکھ روپیہ
تخمینہ ہوا تہا جو بجٹ ہند مین درج ہونا چاہیئے تہا۔ مگر سفر بحری کا خرچ آنے جانے مین پانچ لاکھ
تیس ہزار تخمینہ ہوا تہا اسلیئے چھ لاکھ روپیہ ولایت کے خزانے سے دینا تجویز ہوا۔ اور فاسٹ
صاحب نے یہ مباحثہ بہی ۱۵ جولائی کو کمیٹی سب پلائی مین پیش کیا کہ ہندوستان سے شاہزادہ
کے خرچ کا ایک پیسا نہ لینا چاہیئے مگر اسپر چار سو چہیالیس ممبرون مین سے ۳۲ نے اتفاق کیا۔
اگرچہ یورپ اور انگلستان مین اس فرق کو سمجھ سکتے ہین کہ ولیعہد جناب ملکہ معظمہ کا قائم مقام ہوکر
جاتا تو کیا ہونا چاہیئے تہا اور اگر بحیثیت ولیعہدی جائے تو کیا ہونا چاہیئے۔ مگر ہندوستانی اس
فرق کے تمیز کرنے مین بالکل بے بہرہ ہین۔ اونکے نزدیک دونون صورتین ایک سی ہین۔ اب ہم آگے
جناب ولیعہد کے دورہ کا حال لکہتے ہین اور بیکن کی اس تشبیہ اور استعارہ کا استعمال کرتے ہین
کہ شاہزادے اجرام فلکی کی مانند ہین کہ جو سعد اور نحس کا حکم رکہتے ہین اور اونکی تعظیم اور توقیر
بہت ہوتی ہی لیکن وہ خود قرار و آرام نہین رکہتے۔ ہمارے ولیعہد کا دورہ بہی مثل مشتری ہندوستان

مین ہوا جسکے اندر کوئی آثار نحوست زحل کے نہین نمودار ہوئے۔ گویا اونکے آنے کی سعادت و میمنت سے ستارہ ہند (زحل) اپنی نحوست کے کامون سے معطل رہا۔ سارے امور سعد ہی ظہور ہوئے مگر اونکو خود آرام و قرار نہ ملا۔

(۲) ۱۰۔ اکتوبر کو پرنس ویلز اور پرنسس ویلز دونون چیپل روئل مین نماز پڑھنے گئے وہان پادری صاحب نے وعظ مین فرمایا کہ یہ پہلا ہی وارث تخت انگلستان ہی جو ایسے اضلاع دور دراز مین سفر کرنے جاتا ہی جنکی تلاش کی آرزو ایک ہزار برس کا عرصہ گذرا کہ الفریڈ اعظم کو تھی۔ آخر کو اونکے وعظ کا خاتمہ اس دعا پر تھا کہ اگر یہ ولیعہد کی سیر ہند یادگار بنے تو اسطرح بنے کہ اوسکے کرم و فضل کے کام اور محبت اور نوازش کی تقریرین۔ انگریزی عمدگی و شرافت۔ عیسائی مذہب کے اصول۔ فرائض اعلیٰ کی ادا کا خیال۔ ہمدردی کی وسعت اور مقاصد کا اعلیٰ درجہ کا ہونا یادگار رہے۔ جب پیر کا دن ۱۱۔ اکتوبر روز وداع شہزادہ آیا۔ اور وہ ریل کے اسٹیشن پر سوار ہونے کے لئے روانہ ہوئے اوسوقت کا حال نہ پوچھو کہ وہان کی رعایا پر کیا گذرا۔ ایک ہجوم اور ازدحام تھا۔ اسٹیشن پر جسقدر دوست ولیعہد سے ملنے آئے وہ اوسمین سما نہین سکتے تھے۔ ”جاے تنگ و مردمان بسیار“۔ ہزارون ہونٹھ تھے جو ان لفظون کے کہنے مین لرز رہے تھے کہ خدا شہزادہ کی صورت جلد پھر یہان دکھائے۔ ۸ بجے گاڑی ریل پر چلنی شروع ہوئی۔ ایلش فورڈ کے اسٹیشن پر ڈیوک آف ایڈنبرا سے رخصت ہوئے۔ ۹ پر ۲۵ منٹ پر ڈوور پر پہنچے۔ دو گھنٹے مین کیلا مین پہنچے۔ یہان سے پرنسس ویلز اپنے شوہر سے رخصت ہوکر انگلستان کو چلی گئین۔ اس ہجر کی ساعت کا غم جب ہی رفع ہوا کہ وصل کی ساعت مسرت افزا دوسرے سال مین آئی۔ غرض کیلا سے کے اسٹیشن سے ریل مین سوار ہوکر ۷ پر ۲۰ منٹ پر پیرس مین ولیعہد رونق افروز ہوئے۔ یہان اونکے جملہ مراتب تعظیم ادا ہوئے۔ غرض اسی طرح ریل پر کہین ٹھہرتے ٹھہراتے اور ہر جگہ دوستون سے رخصت ہوتے۔ رات کو ۱۵۔ اکتوبر کو برنڈزی مین پہنچے۔ یہان سارپس جہاز جو ہندوستان کے سفر کے لیئے تیار ہوا تھا اور ۹۔ اکتوبر کو روانہ ہوا تھا اوسمین ولیعہد کے سب

برنڈزی سے جہاز سرابیس پر سوار ہونا

مصاحب سوار تہے موجود تہا۔

(۴) ۱۶۔ اکتوبر کو سویرے ہی سے ولیعہد کے استقبال کی تیاریان ہو رہی تہین۔ سراپس جہاز سرتاپا آراستہ تہا۔ اوسکا وزن ۶۲۰۰ ٹن یعنی ۱۷۴۳۰۰ من تہا۔ اور سات سو گہوڑون کی قوت کا انجن اوسے چلاتا تہا کشتی دخانی اوسبرن ساتہہ تہی۔ اب یہی جہاز کئی مہینے تک ولیعہد اور زمرہ شاہی کے رات دن رہنے کا مکان تہا جسوقت ولیعہد اس جہاز مین بندرگاہ برنڈزی سے سوار ہوئے تو تمام بحری مراسم تعظیم جو بادشاہون کے لیے مقرر ہین ادا کی گئین۔ ۱۶۔ اکتوبر کو یہ جہاز ہندوستان کی طرف چلا۔ ۱۸۔ اکتوبر کو پائی رس مین پہنچے جہان بڑے بڑے پرانے عبادتخانے منروا اور سیچون اور بڑی مشہور عمارتین یونانیون کی خاک مین ملی ہوئی نظر آتی تہین یونانیون کی سب چیزون کے دیکہنے سے کیسی عبرت ہوتی ہی اور انکی قدیمی ناموری کیسی حال کے زمانے سے مختلف نظر آتی ہی۔ زمانہ ماضی کی نہ انسانیت کا نہ مذہب کا نہ علم کا نہ قانون کا کوئی دم اوسکی چہاتی سے نکلتا ہی جن سرچشمون سے علم اور حکمت کے دریا بہتے تہے اب قطرے بہی نہین نکلتے۔ بڑی مشکل اور حکمت سے بندرگاہ کے کنارے پر سراپس جیسا بڑا جہاز پہنچا۔ یہان کے بادشاہ اور بیگم نے ولیعہد کا استقبال کیا۔ دعوتون کے جلسے ہوئے۔ پرانی عمارات اور باقیماندہ قدیمی نشانیون کی سیر سے ولیعہد اور اونکے مصاحب مسرور و محظوظ ہوئے۔ تمام صحبتون مین ٹرکی کا ذکر بہت رہا۔ گو رازداری کی باتین کسی کے منہہ سے نہین نکلتی تہین مگر یہ سب کہتے تہے کہ ٹرکی نے اپنا آپ گلا کاٹا۔ اپنے پیر مین آپ کلہاڑی ماری۔ اب اوسکی خیر نہین ہی ضرور اوسکے ٹکڑے اوڑینگے۔ اونسے اپنا آپ دوالہ نکال دیا۔ یہ شیرین گفتار اپنی تقریر و نکو ظرافت کی ملاحت سے بہی نمکین بناتے جاتے تہے۔ ایک مصاحب بولے کہ جسوقت مین سراپس جہاز کی روانی کو دیکہتا تہا تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ کل یونان کے جہازونکو وہ ایک صدمہ مین غارت کریگا۔ ولیعہد نے شاہ یونان کو ایک سانڈ اور گائین اور بہیڑین اور سُور اور دو لنگر جہازی تحفہ مین دیئے تہے۔ اوسپر ادہر کے ایک رئیس نے کہا کہ ولیعہد کی اس فیاضی پر آفرین ہی واہ کیا کہنا ہی۔

غرض جس شان وشکوہ و تعظیم و تکریم کے ساتھہ شاہ اور ملکہ یونان پائی ریس سے اتھینز لے گئے تھے اوسی طرح وہین پہنچا گئیے۔ اور جہاز مین سوار کرا گئیے۔ سرالپس جہاز نے لنگر اوٹھایا اور کپتان گلس جہاز سرالپس کے کپتان نے اپنی جہاز رانی کا کمال اس بندرگاہ کے اندر جہاز کے لانے اور نکالنے مین اور ایک فرانسیسی جہاز کی ٹکر سے بچانے مین دکھا دیا۔ جب جہاز مین سوار ہوئے ہین تو شام ہو گئی تھی چاند نکل آیا تھا وہ زرد نہ تھا چاندی کی طرح چمکتا تھا سورج چاندی کی شکل نظر آتا تھا اور چاند سفید تھیر کی چلتی کی طرح دکھائی دیتا تھا۔ یونان مین مچھلیون کا عجب تماشا تھا اونکے سنہرے روپہلی رنگ ایک عجیب بہار جہاز پر دکھاتے تھے۔

[illegible]

(۴م) ۲۱۔ اکتوبر کو کریٹ سامنے نظر آیا۔ اتبک یہان سرالپس جیسا بڑا جہاز کوئی نہین آیا تھا۔ ۲۳۔ اکتوبر کو جہاز بندرگاہ سعید مین پہنچا۔ یہان کے باشندون نے ان امرا ولیعہد کے آنے کو اوس تعظیم کی نظر سے نہین دیکھا جس نظر سے اور جگہہ کے باشندے دیکھتے آئے تھے۔ اکثر ان مین فرانسیسی نژاد تھے جنکی یاد سے انگلستان اور فرانس کی دشمنی فراموش نہین ہوئی تھی۔ یہ جگہہ بھی دنیا مین عجیب و غریب ہی۔ وہان ایک شہر بالکل لکڑی کا بشکل متوازی الاضلاع ریت پر بنا ہوا ہی۔ اوسمین ہماری یورپ کی چیزین مل سکتی ہین۔ اوسکے باہر گرد عرب والون کی آبادی ہی جسکے دیکھنے سے وحشت ہوتی ہی۔ اس شہر مین سے چوتھائی دنیا کی تجارت کا اسباب ہو کر گذرتا ہی مگر بہت تھوڑے تاجر اوسکے اندر جاتے ہین اور ایک بھی وہان آباد نہین ہوتا۔ آبادی اس شہر کی پندرہ ہزار آدمیون کی تخمیناً ہوگی۔ بڑے تعجب کی بات یہان یہ ہی کہ ایک دخانی کل ساٹھہ میل کے فاصلے سے آب شیرین کی نہر سے پانی کو لاکر اندر اور باہر کے آدمیونکو پلاتی ہی۔ یہ سب کارخانہ یہان فرانسیسی نہر نے جو ڈی لیسپس نے تیار کی ہی پیدا کیا ہی۔ یہان شاہزادہ مصر کے توفیق حسین اور توفیق حسن استقبال ولیعہد کیلئے خدیو مصر کی طرف سے موجود تھے۔ ستبر پاشا۔ مصطفے پاشا اور درجہ اعلی کے افسر بھی حاضر تھے۔

حضور ولیعہد اس نہر کی دونون طرف کی سیر سے مسرور ہوئے۔ بعد اس سیر کے ریل مین شہر

قاہرہ کی جانب تشریف فرما ہوئے۔ خدیو مصر کی طرف سے تمام سامان سفر جو ایسے عالیجاہ ولیعہد کے جاہ و منصب کے مناسب تھا تیار تھا۔ چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ریل چلی۔ اور شوبرا روڈ کے اسٹیشن پر چھ بجے شام کو پہنچی۔ یہاں خدیو مصر بلباس شاہانہ ولیعہد کے استقبال کے واسطے موجود تھے۔ سپاہ سلامی اوتارنے کے لیئے اور توپین شلک کے لیئے حاضر تھین۔ روشنی گیس کی ایسی اسٹیشن پر ہو رہی تھی کہ رات کا دن معلوم ہوتا تھا۔ یہان امیرزادون اور شاہزادون مین بڑے تپاک اور اخلاق سے ملاقاتین ہوئین۔ بڑے تزک و احتشام سے سواری ولیعہدی اور خدیو مصر کی دریاے نیل کے پل پر سے گذر کر اوس قصر شاہی پر پہنچے جو ولیعہد کی اقامت گاہ کے لیئے قرار پایا تھا۔ یہ محل ملکہ یوجین ملکہ نپولین بونا پارٹ شہنشاہ فرانس کی ملکہ کے لیئے تیار ہوا تھا جو نہر سویز کے کھولنے کے لیئے آئی تھین۔ جو جو تیاریان اونکی تعظیم و تکریم کے لیئے کی گئی تھین اوسی قسم کی اب حضور ولیعہد کے لیئے دوبارہ کی گئین۔ اس محل مین بہت سا عمدہ اسباب اور بڑی نمایشگاہ کا موجود تھا جو ۱۸۶۹ء مین ہوئی تھی۔ دعوتون کے جلسے بڑی دہوم دہام سے ہوئے اور شہر مین بڑی گہما گہمی رہی۔ ۲۵۔ اکتوبر کو دربار شاہزادہ توفیق حسین کو اسٹار آف انڈیا ملنے کے لیئے ہوا۔

جسوقت یہ تمغا ولیعہد نے عطا فرمایا اوسوقت زبان مبارک سے یہ ارشاد فرمایا جسکا خلاصہ یہ تھا

جناب ملکہ معظمہ کا حکم مجکو تھا کہ جب مین یہان آؤن تو اس خدمت عطاء تمغاے ستارۂ ہند کو بجا لاؤن۔ مجھے اوسکی بجاآوری سے کمال افتخار و مسرت ہی۔ اگرچہ یہ مرتبہ ہمارے قدیم عزتون مین داخل نہین ہی۔ مگر جناب ملکہ معظمہ کیطرف سے اون شریفون کو عطا ہوتا ہی جو ہندوستان سے متعلق خدمات مستحسنہ کو بجا لاتے ہین۔ خدیو مصر جو خود اس قسم کا تمغا رکہتے ہین وہ ہمیشہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھ ایسا اخلاص دوستانہ رکھتے ہین کہ اونکی توجہ سے بے تکلف ہندوستان اور انگلستان کے درمیان آمد و رفت سپاہ اور اسباب تجارت کی ہوتی ہی۔ پس مجھے امید ہی کہ مصر اور انگلستان کے درمیان جو سلسلہ اتحاد مستحکم اور استوار ہی اوسکو مین اور زیادہ مستحکم کرتا ہون۔ اور اسکے جواب مین

شہزادہ توفیق حسن نے بھی فرانسیسی زبان مین شکریہ ادا کیا۔

ولیعہد نے بازارون اور مینارون کی سیر کی۔ دوکانون سے کچھ سودا خریدا اور ۲۶۔ اکتوبر کو قاہرہ سے عزم سفر ہوا۔ جسوقت امرا مصر کو معلوم ہوا کہ وہ ہندوستان کو اب روانہ ہوتے مین تو اونمین سے بعض نے شوق شکار مین ترک ملازمت کا ارادہ کر کے ہندوستان مین ولیعہد کے ساتھ آنیکا عزم کیا۔ ایک مصری نے اس زمرہ امرا انگلستانی سے کہا کہ آپ کلکتہ مین قاہرہ سے کیا چیز زیادہ دیکھینگے۔ وہان کوئی اوپیرا (ناٹک گانے کے ساتھ) نہین۔ یہان ایک ایسا ہی جو دنیا مین عمدہ شمار ہوتا ہی۔ وہان بالیٹ سواے وینیا کے نہین وہ یہان سب سے بہتر ہی۔ وہان کی آب و ہوا خراب ہی یہان کی آب و ہوا اس موسم مین فرحت ناک ہی۔ وہان کا کھانا یہان کا سا نہین جو چیزین یہان عمدہ ہین وہ وہان نہین۔ خراب شراب وہان ملتی ہی۔ جتنا کچھ وہان ملتا ہی وہ پینے کے قابل نہین اسکے سوا اور بھی تقریر کو بڑھا کر کہا کہ وہان آدمی بھی ایسے نہین ہین جو انگریزون کو پسند کرین اگر وہان کی رعیت کا دیکھنا منظور ہی تو ہم یہان کے فلاح (کھیتی کرنیوالے) کو دکھا سکتے ہین وہان کوئی گورنمنٹ کی صورت نہین ہی جیسے عمدہ آپ دریاے نیل کے کنارے نہین دیکھ سکتے ہین اور اوسپر توجہ کرکے فائدہ نہین اوٹھا سکتے ہین۔

بعد کھانا کھانے کے چلنے کی تیاری ہوئی۔ ولیعہد سے افسران اور امرا مصر رخصت ہونیکے لیے آئے ہر ایک رئیس سے جدا ملاقات ہوئی۔ مصافحہ ہوا محبت کی باتین ہوئین رخصت کے وقت ایک صندوق کسی نہ کسی تحفہ کا اپنی یاد کی نشانی کا ولیعہد کے ہمراہ کیا۔

جو بڑائی دولت کے نگہبان ہوتے ہین اونکے ذمہ بڑا خطرناک کام ہوتا ہی جب ولیعہد ایک سلطنت والی مقام سے یا کسی مقام بزرگ سے تشریف لیجاتے تو اونکے بکھیڑے کے کام کرنے پڑتے کہ اون تحائف کی جو ولیعہد اپنی یاد کی نشانی کے لیے بڑے بڑے آدمیون کو دیتے اونکی فہرست بنائی جاتی اور صندوقون پر ٹکٹ لگائے جاتے۔ اور پھر جو تحفے آتے وہ حفاظت سے رکھے جاتے اور پھر ایشیائی وحشی اون تحائف کے لانیوالے بخشش کے طلبگار ہوتے اور یہ بھی نقد اہل یورپ کا کہاں شغل

اونکو دیتے ۔ یہ کتنے بکھیڑے کے کام ہین ولیعہد تو تحائف اپنے دست مبارک سے دیتے تھے ۔

جو بادشاہون اور شاہزادون کے گرد رہتے ہین اونکے تردداتکو باہر کے لوگ کیا جانین اور اونکی بلا کو غرض ہی کہ وہ اوسکے جاننے کا قصد کرین وہ تو یہ سمجھتے ہین کہ ایسے جلسون مین بساط انبساط اور مائدہ نشاط بچھا ہوا ہی سب مائدہ عیش و سرور سے محظوظ ہوتے ہونگے ۔ مگر وہ یہ نہین سمجھتے کہ مرکب آبی ایک قیدخانہ روان ہی اونکو ولیعہد کی آمد و رفت کے وقت تمام اوسکی درستی اور اصلاح مین کیا کیا اہتمام کرنے پڑتے ہین اور ذرا سے کام کے بگڑنے مین کیسے اونکے چہرے بنتے ہونگے ۔ اور رنگتین بدلتی ہونگی ۔

خدیو اور اونکے بیٹے یعنی شہزادے اور اونکے وزرا ایک بجے ولیعہد سے ملاقات و داعی کے لیے آئے ۔ اونہون نے کہا کہ ہم اسٹیشن پر پھر ملینگے ۔ پھر خدیو مصر تشریف لائے ۔ ولیعہد سے ملے ۔ اور تمغا مجیدیہ اونہون نے ولیعہد کو عنایت کیا ۔

دو پر وس منٹ پر ولیعہد اسٹیشن پر پہنچے اور ولیعہد مصر بھی ہمراہ تھے راہ مین دوستانہ باتین ہوتی رہین جنسے معلوم ہوتا تھا کہ ان دونون مین درحقیقت دلی محبت و اخلاص ہی ۔ جنرل اسٹیفنسن اور نیر پاشا اور مصطفی پاشا ریل مین ہمراہ سویز تک گیے ۔ راہ مین گرد اور گرمی سے تکلیف رہی ۔ جسوقت گاڑی سویز مین پہنچی ہی تو آفتاب ایک سپر کی شکل مین نظر آتا تھا جو دفعتہ سب کو تاریکی مین ڈالکر اس طرح غائب ہو گیا جیسا کوئی گولہ توپ سے چھوٹ کر ریگستان مین چھپ جاتا ہی ۔ یہان پھر وہ مراسم تعظیم شاہانہ بری اور بحری ولیعہد کے لیے ادا ہوئے ۔ یہان صاحب سپرنٹنڈنٹ تار برقی نے ولیعہد کو آج کی دو بجے تک کی خبرین لندن کی دین ۔ سراپس بھی تیار ہوا ۔ وہوئین منٹ پانی پر اوسکو روان کیا ۔

(۲۵) ۲۷ ۔ اکتوبر کی صبح کو سراپس آبنائے جبل طارق مین بحر قلزم کے اندر داخل ہوا اور یکم نوامبر کو عدن مین لنگر انداز ہوا ۔ ان ایام مین ہوا کی تندی اور نرمی اور مقیاس الموسم کے پارہ کے اوتار چڑھاؤ نے ارباب جہاز کے مزاج مین طرح طرح کا اثر کیا اور موسم کے موافق اونکے

شغل اور کھیل تھے۔ کبھی گویے بازی ہوتی۔ کبھی کتب خانہ میں کتاب بینی ہوتی۔ میزون پر نقشے کھلے ہوئے پڑے تھے جنکو لوگ غور سے دیکھتے تھے تاکہ ہندوستان میں جب پہنچیں تو بالکل اوسکے حال سے اجنبی نہون۔ یہ عدن پہلا مقام تھا جو ولیعہد نے ایشیا میں دیکھا۔ عدن میں ولیعہد کے آنیکے لیئے سارے شہر میں آئین بندی بڑی دہوم دہام سے ہوئی۔ سات دروازے بنائے گیئے اور اونکی محرابون میں الفاظ تہنیت آمد ولیعہد کے دو عربی میں اور باقی مختلف یورپ کی زبانون میں نصب کیئے گیئے۔ سمندر میں بہی جہازون اور کشتیون میں سب سامان شادی مہیا تھا۔ عرب کے شریف اور سلطان لحج اور اونکے بہائی اور بہت سے امیر استقبال ولیعہد کے واسطے دست بستہ ایستادہ تھے ولیعہد سے اونکی ملاقات ہوئی اور وہ قلعہ تک ہمرکاب رہے۔ یہان سب ایرانی حبشی پارسی اور اور ملکون کے باشندے موجود تھے۔

اہل عدن کی طرف سے ایک سپاسنامہ پڑہا گیا جسکا خلاصہ یہ تھا کہ سنہ ۱۸۳۹ء میں یہ شہر فتح ہوکر جناب ملکہ معظمہ کی عملداری میں آیا ہی۔ اوسوقت سے ہم کو بے انتہا فائدے حاصل ہوئے ہین۔ پہلے یہ شہر فقط ایک گانو مچہوون کے رہنے کا تہا۔ اب اوسمین تیس ہزار باشندے مختلف مذہب و ملت و رنگ و روپ کے رہتے ہین۔ اور دو کروڑ روپے کی تجارت ہوتی ہی۔ یہ اس حکومت کی عدالت اور میمنت ہی کہ اوسکی آج یہ صورت ہی۔ باقی بہت سی دعائین ولیعہد اور اونکے اہل و عیال اور جناب ملکہ معظمہ کے لیئے تھین۔ ہم آپ کی یادگار کے لیے بیس ہزار روپے مین ایک دار الشفا بنائینگے جسکا نام پرنس ویلز ہسپتال ہوگا۔ یقین ہی کہ آپ اسکو منظور فرمائینگے۔ بیت

ملک مصئون است و حصن ملک حصین ست منت واز خدا را کہ چنین ست

آپسمین گفتگو اس باب میں بہت رہی کہ سلطان روم بہت سپاہ کا خرچ عرب پر حکومت قائم رہنے کے اندر کرتا ہی۔ غرض اور بہت سے سیر اور تماشے رہے۔ یکم نومبر کو سرالیس اور کشتی اوسبرن جو اوسکے ہمراہ رہا کرتی تھی بمبئی کے لیئے روانہ ہوا۔

۷۔ نوامبر کو جب ہندوستان بہت قریب آگیا تو اوسکے خیالات کا جوش طرح طرح سے ولیعہد کے

مصاحبون کے دلون مین اوٹہنا شروع ہوا۔ سر بارٹل فریر تو اس خوشی کے مارے پہولے
نسماتے تہے کہ جس مقام کی آرایش مین اونکی ساری زندگی بسر ہوئی تہی اوسکو پہر دیکہنے والے
تہے۔ اپنے پرانے دوستون سے ملنے والے تہے۔ میجر جنرل پروبن اس خیال سے خوش تہے کہ وہ
اوس ملک مین جاتے ہین جسکو اونکے گہوڑے کی ہمینر نے فتح کیا تہا مگر اونکے ذمہ بڑے تردد کا کام
یہ سپرد تہا کہ وہ ولیعہد کے محافظ جان تہے حقیقت مین سارے ہندوستان کے اندر ہجوم خلائق
مین یہ پہچاننا کہ کہان سے شرارت کا شرارہ اوٹہیگا انسان کی قدرت سے باہر کام تہا۔ ایسی
باتون کو وہ عالم الغیب ہی جانتا ہی۔ ڈاکٹر فیرر اوس سرزمین پر قدم رکہنے کو تہے جہان
اونہون نے برسون سخت محنت اپنے کام مین کی تہی مگر اونکے ذمہ بہی ولیعہد کی صحت جسمانی کا
اہتمام سپرد تہا جو ایک سخت کام تہا۔ لارڈ چارلس بریسفورڈ مشرقی ملکون مین شکار
کہیلنے کا ہنر خوب جانتے تہے وہ بہی اس خیال سے خوش تہے کہ ہمکو پہر شیرون اور سوّرون اور
گینڈون سے مقابلہ کرنا پڑیگا جسوقت ولیعہد کا نیزہ اونپر لگیگا تو کیسا ہمکو مزہ آئیگا۔ لفٹننٹ
کرنیل آرتہر ایلس صاحب ہندوستان مین ملازم رہے تہے اونکو آنکہون کے سامنے یہ معلوم ہوتا تہا
کہ راجاؤن اور مہاراجون اور نوابون کی صفین کی صفین اس امید مین کہڑی ہین کہ ساری
دولت ہند ولیعہد پر نثار کرین۔ اون ہاتہون سے میرے ہاتہہ مل رہے ہین جو زر وجواہر سے
مرصع ہین۔ وہ اس تردد مین تہے کہ کیونکر ہر رئیس اور امیر کو اوسکی شان کے لائق تحائف
پیشکش کیئے جائین۔ ایک روز پہلے فہرست ان روسا کے تحائف کی جو وہ پیشکش مین پیش کرینگے
آگئی تہی اوسکو دیکہکر اونکی عقل حیران تہی کہ کیا اوسکے عوض مین کیا جاے اور دیا جاے لفٹننٹ
فٹز جارج اس خیال سے شادان و فرحان تہے کہ مین نیئے نیئے تماشے اور آدمی اور ملک اور
چیزین دیکہونگا اونکو کسی کام کا فکر نہتا۔ ڈیوک سدرلینڈ ہندوستان کا حال خوب جانتے
تہے وہ اس خیال سے خوش تہے کہ جو کچہہ مین جانتا ہون اوسکو آنکہون سے دیکہونگا۔ قدرتی
مخارج ہند کا مطالعہ کرونگا۔ زراعت اور آبپاشی اور معادن کی ترقی کے اسباب سوچونگا

شاہزادون اور رعایا کے طور وطریق سے واقف ہونگا- لارڈ الفرڈ جیبٹ بڑے اس خیال سے
خوش تھے کہ مین ہندوستانی دربارون کی کیفیت سے آگاہ ہونگا- اور جو انگریز ہندوستان مین
رہتے ہین اونکے طریقہ معاشرت کو بنظر غور دیکھونگا کہ وہ اپنی عقل اور ذہن کو کس طرح ہندوستان کے
اندر کام مین لاتے ہین - لارڈ سفیلڈ بڑے شہسوار تھے- بندوق کا نشانہ خوب لگاتے تھے-
وہ شکار کے لطف کا مزا خیال مین اوڑا رہے تھے- یہی حال سب مصاحبون کا تھا اور نولیس
صاحب تو پرایوٹ سکرٹری تھے لونکی جان تو کامونکے مارے آفت مین آنیوالی تھی- یہ تو سب کا حال تھا
اب ولیعہد کے خیالات کا تصور کرنا چاہیے کہ کیا کیا اونکے دل مین ہوگا- وہی اس تمام محیط کے
مرکز تھے- جس ملک کو وہ چھوڑ آئے تھے وہ جہاز کی راہ پر ابتک نگاہین لگائے ہوئے تھا- گوش
برآواز اس انتظار مین بیٹھا ہوا تھا کہ ہم اسکا حال سنین کہ وہ کہان پہنچا- کوئی ملک یورپ مین
ایسا نتھا کہ جسکے اندر اس سفر کا ذکر روز و شب نرہتا ہو- یہان ہندوستان مین کروڑون آدمی
گورنر جنرل سے لیکر چوکیدار تک اونکے آنے کے لیے چشم براہ بیٹھے ہوئے تھے- اب جس صاحب جاہ
کے ساتھ اسقدر لوگونکا تعلق خاطر ہو اوسکو دیکھنا چاہیے کہ وہ اپنے دل مین کیا خیال کرتا ہوگا-

بمبئی مین ولیعہد کا ورود

(۶) ۸- نومبر کو جناب ولیعہد صبح کے نو بجے سراپس جہاز مین بندرگاہ بمبئی مین پہنچے- اوسوقت
جناب کمانڈر انچیف بحری کے زیر حکم تیرہ[13] جنگی جہاز تھے اونسے اور سلامی کے توپخانہ ہی سے
سلامی کی توپین سر ہوئین- ۱۰ بجے صبح کے حضور ملکہ معظمہ کے بحری افواج متعینہ ہند کے کمانڈر انچیف
ریر ایڈمرل میکڈونلڈ صاحب اور ایڈمرل سکنڈران کمانڈر ریر ایڈمرل لیمبرٹ صاحب
سی بی حضور ولیعہد کی خدمت مین باریاب ملازمت ہوئے - دوپہر کے تین بجے چند کشتیون کا
حضور ولیعہد مع مصاحبین سوار ہوکر سراپس مین تشریف فرما ہوئے- اوسکے بعد آنریبل
سار ٹورس صاحب وی سی کو خیمون اور بارگاہ ولیعہد کا اہتمام سپرد ہوا- اور بعد ایک
کمانڈر انچیف اور گورنر بمبئی مع ارباب کونسل سعادت یاب حضوری ہوئے- پہلے اس سے
ولیعہد کے آسایش اور آرام کی خدمات اسطرح سپرد کی گئین کہ میجر جنرل سام برون صاحب

دی سی کو گاڑی گھوڑے اور بار برداری کا اہتمام اور میجر بن ولیمز صاحب کو اصطبل کا اہتمام اور میجر بریڈ فورڈ صاحب کو ولیعہد کی خاص ذات فیض سمات کی نگہبانی اور تمام پولیس کی افسری سپرد ہوئی یہ چار افسر بظاہر تو چار تھے مگر ہاتھ اونکے چھ ہی تھے۔ براون صاحب اور بریڈ فورڈ صاحب کا ایک ایک ہاتھ تھا۔ مگر دنیا مین تھوڑے ہی ایسے چار ہاتھ ہونگے جو ان صاحبون کے دو ہاتھونکے برابر بھی کام کر سکتے ہونگے۔ میجر بی ڈی ہنڈرسن صاحب زباندانی کمال رکھتے تھے۔ اور مشرقی درباروںکے اوضاع سے خوب ماہر تھے وہ حضور شاہزادہ ویلز کے شاف کے پولٹیکل افسر مقرر ہوئے۔ جسوقت جناب ویسرائے سرایس مین تشریف فرما ہوئے اوسوقت بعض لوگون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ دربارون اور ملاقاتون مین اہلکو اس امر کے دکھانے مین دشواری ہوگی کہ ویسرائے اور ولیعہد مین اعلی رتبہ کسکا ہی۔ ایک قائم مقام ملکہ معظمہ ہی دوسرا ولیعہد سلطنت ہی۔ مگر جن لوگون کو یہ خیال پیدا ہوا وہ اونکی غلطی تھی یہ دونون دانشمند مرتبہ شناس تھے۔ اپنے اپنے درجے کو خوب سمجھتے تھے اول ہی ملاقات مین باہم اونکے یہ معاملہ طے ہوگیا۔

جب وقت جناب ولیعہد کی تشریف آوری کا خشکی مین ہوا تو لوگون کو تردد تھا کہ دیکھیے سب سے آگے پیشوا کون ہوتا ہی۔ لارڈ نارتھ بروک نے اپنے مہمان ہی کو اپنے پر مقدم کیا اور پہلے ولیعہد ہی کشتی مین سوار ہوئے اور جناب ویسرائے اونکے پہلو نشین ہوئے۔ جسوقت لوگون نے یہ دیکھا تو ایک شور و غل تھا کہ وہ شاہزادہ آیا وہ شاہزادہ آیا۔ پھر سلامی کی توپون کی فرناد اور باجون کے بجنے کا شور اور سپاہیونکی دہوم دہام وہ تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بادل گرج رہے ہین۔ تمام جہازران بھی ایسی بلند آواز سے چیرز دے رہے تھے کہ وہ بھی توپون کی آواز سے کچھ کم نتھی اور جو ہندوستانی اپیلو بندر مین اور جہان کہین کنارہ پر ذراسی بھی جگہہ خالی تھی وہان جمع تھے وہ بھی نہایت بلند آواز سے خوشی کے نعرے مار رہے تھے۔ ایک خلقت شاہزادہ عالی مقام کے دیدار سعادت انوار کے انتظار مین بیقرار تھی۔ اگرچہ یہ نہین معلوم کہ یہ بندرگاہ اپنی اصلی حالت مین اس قابل تھا یا نہ تھا کہ ایسے شاہزادے کی وہ فرودگاہ بنتا مگر اب تو وہ ایسا آراستہ پیراستہ تھا

کوئی صنعت اوسکی آرایش اور زیبایش کی باقی نرہی تھی۔ سواے اسکے جو سب سے زیادہ عجیب چیز تھی وہ یہ تھی کہ وہان مجمع آدمیونکا ایسا تھا کہ اس آخر زمانے مین کہین دنیا مین ایسا مجمع نہوا تھا۔ سیکڑون میل کے مضاف قطع مین عورتونکا ہجوم تھا۔ جو نہایت شوق سے اس تماشے کو دیکھہ رہی تہین۔ رئیسون اور راجاؤن اور مہاراجون کے لباس اور زیور اور سواریون کا کیا ذکر کیا جاے وہ سب جانتے ہین۔

اب گفتگو اسمین تھی کہ جناب ملکہ معظمہ کی رعایا کو ولیعہد اپنی شان و شکوہ کس صورت سے دکھائے جو انگریز یہان ہندوستان مین مدت سے رہے ہین اونکے ذہن مین بھی یہ خیال سما گیا ہی کہ شاہانہ شکوہ کے دکھانے کیواسطے فیل کوہ پیکر سے بہتر کوئی سواری نہین اونکی یہ صلاح تھی کہ ولیعہد اور اونکے تمام مصاحب ہاتھیون پر سوار ہون۔ سب ہاتھی تیار تھے۔ مگر آخر کو یہ صلاح ٹھہری کہ ہمکو ہندوستانی طریقہ نہین اختیار کرنا چاہیئے۔ بگہیون اور فٹنون مین سواری مع جلوس جاے۔ اپنی رعایا بھی پاس سے چہرہ مبارک کے دیدار سے اچھی طرح مشرف ہوجایگی۔

جسوقت جناب ولیعہد مع ویسراے کے کشتی سے اترے۔ تو اودہر سردارون کی جان مین جان آئی وہ انتظار مین بہت بیقرار ہو رہے تھے۔ بعض مغرور اپنی جگہ سے اوٹھکر ادہر اودہر بھی چلے گئے تھے۔ ادہر سلامی کی توپین سر ہوئین۔ اور اوسی وقت سارے ہندوستان مین اس سرے سے اوس سرے تک جہان جہان توپخانے تھے یہ سلامی ہوئی۔ دنیا مین یہ پہلی ہی دفعہ تھی کہ ولیعہد سلطنت کے آنے کی مبارکباد کی صدا اسقدر وسیع ملک مین کڑوڑون آدمیون کے کانون مین ایک آن واحد مین پہنچی۔ غرض جب ان توپون اور بندوقون کی آوازین کم ہوئین تو ڈاکیارڈ مین شہر بمبئی کی مینسپل جماعت نے حضور ولیعہد کی خدمت مین یہ سپاسنامہ پیش کیا۔

پسند خاطر بندگان سلطانی ہو۔

ہم چیرمین اور بمبئی کی مینسپل جماعت کے ممبر بڑا فخر سمجھتے ہین کہ ہمکو جماعت مذکور اور اس شہر کے سب باشندون کی طرف سے حضور کے بمبئی مین رونق افروز ہونے پر خلوص اور عقیدت کے

ساتھ خیر مقدم کا سپاسنامہ پیش کرنے کی اجازت ملی ہی۔ ہم اسبات سے نہایت خوش ہین کہ حضور نے ہند کی سیر و سیاحت کو بمبئی سے شروع کرنیکا ارادہ کیا ہی کیونکہ مغربی تہذیب کے مشرقی اوضاع و اطوار اور رسم و آئین سے ملنے کے سبب جو مفید نتیجے پیدا ہو سکتے ہین اور ہند کی مختلف قومون کو انگریزی حکومت سے مانوس کرنیکے واسطے سرگرم اور عاقلانہ کوششون سے جو کامیابی ہوسکتی ہی اوسکا نظیر ہندوستان مین شاید بمبئی سے بہتر اور کوئی نہین ہی۔

بمبئی کو اس امتیاز کا بہی دعویٰ ہوسکتا ہی کہ یہ بادشاہی شہر ہی کیونکہ شاہ چارلس دوم کی پرتگالی دلہن کو جہیز مین ملنے سے یہ جزیرہ (بمبئی) اول شاہ انگلستان کے قبضہ مین آیا تہا اور اوسوقت سے آجتک کہ دوسو برس گذرے ہین بمبئی ہر وجہ سے اس مبارک تبدیلی سے شکر گزار رہا ہی۔ ایک زمانہ وہ تہا کہ بمبئی ایک بنجر چٹان تہا جہان ناریل اور خشک مچہلی کے سوا کچہہ نہوتا تہا۔ جہان کی دس ہزار مفلس رعایا کل ساٹہہ ہزار روپے سالانہ مالگزاری سرکار کو دیتی تہی جسکی تجارت تانا اور بسین کی تجارت کے برابر بہی نہ تہی جسکی آب و ہوا اہل یورپ کے واسطے ایسی مہلک تہی کہ یہ کہا کرتے تہے کہ آدمی دو گرمی سے زیادہ نہین جیتا۔ اب بمبئی پر وہ بہار آئی ہی اور اوسکی آب و ہوا ایسی خوشگوار ہوگئی ہی اور اوسکی آبادی مین ایسی کثرت ہوئی کہ انگریزی سلطنت کے شہرون مین یہ شہر لندن سے دوسرے درجہ پر ہوگیا ہی اور شہر کی سالانہ آمدنی تیس لاکہہ ہوگئی ہی اور غیر ملکون کی تجارت چار کروڑ پچاس لاکہہ تک پہنچگئی ہی اور پرمٹ کا محصول تیس لاکہہ روپیہ سالانہ سرکاری خزانے مین داخل ہوتا ہی۔ یہ سب سرسبزی اور خوشحالی اوس طاقتور اور دانا گورنمنٹ کی بدولت حاصل ہوئی جسنے امن و انتظام کا سامان اوسکے واسطے مہیا کردیا۔ قانون مین مساوات کا درجہ عطا کیا۔ مذہب مین مداخلت کو روا نرکہا۔ تجارت مین آزادی بخشی۔ اور اسیطرح تمام قومون اور مذہبون کے لوگون یعنی فرنگیون۔ ہندی۔ پرتگالیون۔ ہندوون مسلمانون پارسیون اور یہودیون کو بیفکر کردیا کہ انگریزی جہنڈے کے سایہ کے تلے اپنے مختلف پیشون مین اطمینان سے مصروف ہون پس ہم اس موقع کو کہ حضور عالی ہم مین تشریف رکہتے ہین اس امر کے واسطے غنیمت سمجہتے ہین کہ خوشی

اور مسرت کے ساتھہ انگریزی حکومت کی برکتونکا ہمارے دل پر جو نقش ہی اوسکو بذریعہ تحریر ظاہر کرین اور اوس تخت کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حضور کو یقین دلائین جو بہت سی قومون کے حق مین جو ملکہ معظمہ وکٹوریا کی کریمانہ عملداری مین ہین اتفاق، آزادی، اقبالمندی اور ترقی کا مستحکم نمونہ ہی۔

ہماری التماس یہ ہی کہ حضور والاحضرت ملکہ محتشمہ کی خدمت مین ہماری اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کرین اور یہ بھی ظاہر کرین کہ ہم اس بات سے نہایت خوش ہین کہ حضور ممدوحہ نے وارث تاج وتخت کو ہندوستان کے لوگون سے بذات خود واقف ہونیکے واسطے اس ملک مین بھیجا ہی ہم افسوس کرتے ہین کہ حضور کی بیگم صاحبہ شہزادی ویلز جنسے قوم انگریز کو اسقدر انس ہی اور وہ اسکے شایان ہین حضور کے ساتھہ اس سفر مین تشریف نہ لاسکین اور بذات خود معلوم نکرسکین کہ ہندوستان مین اونکا نام کس عزت سے لیا جاتا ہی۔ اب ہم تمام قومون کے خدا سے دعا کرتے ہین کہ وہ حضور کا نگہبان رہے اور حضور نے جو ہندوستان کی سیاحت کا جسکا آج پہلا دن مبارک ہی عزم مسعود کیا ہی اوسکا انجام بخیر ہو اور اوس سے یہ عمدہ اور مبارک نتیجہ نکلے کہ انگلستان اور اوسکی سب سے بڑی مملکت محروسہ ہندوستان مین باہمی تعلق اور اعزاز اور نیک اندیشی کے جو رشتے قائم ہین اونکو اور تقویت ہو۔

اس سپاسنامہ کا جواب حضور شاہزادہ صاحب نے اسطرح زبان مبارک سے فرمایا۔

مین آپکے مہربانی آمیز سپاسنامہ کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون۔ اور حضور ملکہ معظمہ کی سلطنت اور اونکی ذات خاص کی نسبت جسقدر وفاداری واطاعت آپ لوگون نے اس سپاسنامہ مین ظاہر کی ہی مین حضور ممدوحہ کی خدمت مین ضرور گزارش کرونگا اور اوس اطاعت اور وفاداری کا اظہار صرف اس مبارکبادہی مین نہین ہی بلکہ اسوقت آپکے خوبصورت جزیرے مین وارد ہونے پر جسقدر لوگ میرے اردگرد کھڑے ہین سب کے چہرون سے عیان ہی۔ مین اسبات سے بہت خوش ہوا کہ مین ہند کی سیر وسیاحت ایسے مقام سے شروع کرتا ہون جس کو

مدتون سے انگلستان کے شاہی خاندان سے تعلق ہی۔ یہ بہی دیکہکر مجکو نہایت مسرت ہوئی کہ اس
بڑے بندرگاہ نے انگریزی عملداری مین برابر ترقی کی ہی۔ اس بندرگاہ کو وہ قدرتی فائدے حاصل
ہین کہ ہر ایک طاقتور گورنمنٹ کی عملداری مین یہان تجارت کو بڑی رونق ہوتی مگر مین اس شہر کی
مختلف النسل اور محنت کش رعایا مین اوس عملداری کے آثار دیکہکر خوش ہون جو قانون کی متابعت
کرنے والون کو اپنی حمایت کے سایہ مین پناہ دیتی ہی اور تعصبی قومی امتیاز کو روا نہین رکہتی اور
سب کو مذہبی رائے اور اعتقاد مین کامل آزادی دیتی ہی اور تجارت کے معاملات اور سب جائز
پیشون مین بہی آزادی بخشتی ہی۔

آپ لوگون کا سپاسنامہ سنکر جو مجکو اسبات کا یقین ہوا ہی کہ انگریزی عملداری مین مختلف قومون
اور مذہبون کے میل جول اور اتفاق سے رہتے ہین ہر ایک قوم کے آدمی اپنی اپنی موروثی سرگرمیکو
خوب ظاہر کرتے ہین اور سب سلطنت انگلستان کی وفاداری کا دلی خلوص سے دم بہرتے ہین
اور اپنے مقامی معاملات کے انتظام مین ہماری انگلستان کی طرح شریک ہوتے ہین اس سے
مجکو بہت خوشی ہوئی ہی۔

آپ لوگون نے جو اخلاص مندی اور محبت سے ظاہر کیا ہی کہ حضور ملکہ معظمہ نے جو مجکو اس ملک
کی سیر وسیاحت کے واسطے آنے کی اجازت دی اس سے اہل ہند کو بہت خوشی ہوئی مین اسبات کو
حضور ممدوحہ کی خدمت مین خوشی سے عرض کرونگا۔ مین آپ لوگون کو یقین دلاتا ہون کہ مجکو
اور شاہزادی ویلز کو بہی اس بات کا افسوس ہی کہ وہ ہندوستان مین میرے ساتہہ نہ آسکین۔
اس بڑے ملک کی طرف اوائل عمر ہی سے اونکی بڑی توجہ رہی ہی اور آج اس دلی خلوص کے ساتہہ
آپ لوگون کی تعظیم وتکریم کرنے سے جو خوشی مجکو ہوئی ہی اوسمین بذات خاص شریک نہو سکنے سے
اونکو اور بہی زیادہ افسوس ہوگا۔

اے صاحبو مین آپ لوگون کے اون دعائیہ کلمات کا شکریہ ادا کرتا ہون جو آپ نے میری
تندرستی اور مع الخیر سیر وسفر سے واپس آنے کی بابت بیان کیئے۔ مجکو کامل اعتقاد ہی کہ جس

پاک پروردگار نے انگریزی عملداری کو ہندوستان مین سرسبز وشگفتہ کیا ہے وہ ہماری کوششونکو حضور ملکہ معظمہ کی قلمرو کی سب طرفون مین امن وانتظام قائم رکہنے کے واسطے ہمیشہ برکت دیگا۔

جب حضور ولیعہد اس کام سے فارغ ہوئے تو بڑے بڑے ہندوستانی رئیسون کو جو ڈاکیارڈ مین جمع تہے جناب نواب ویسرائے نے حضور ولیعہد کے روبرو پیش کیا۔ جناب عالی خندہ پیشانی سے ہندوستانی رئیسون سے ملے کہ مہارانا اودیپور کی تیوری پر جو بل پڑ رہا تہا کہل گیا۔ وجہ اس بل پڑنے کی یہ تہی کہ اونکی کرسی کا نمبر مہاراجہ گائیکوار کے بعد تہا۔ بہت سے مرہٹون کے سردار جنکے پاس سوائے اس اعزاز کے کہ وہ اس دربار عالی مقام مین حاضر تہے کچہہ اور پاس نہ تہا وہ بہی ولیعہد کے وفور اخلاق سے شکر واحسان کے عوائض پڑہتے تہے۔ خدا نے عالم اشفاق کو بہی کیا عالم بنایا ہے کہ ولیعہد کے دہن کی شیرین کلامی اور خندہ زیر لبی نے ایک لمحہ مین وہ سیکڑون برسون کی بیشمار کدورتین جنسے ہندوستانیون کا دل اٹا پڑا ہوا تہا دور کردین اونکے دل مین جو ناحق کا خیال تہا کہ موٹی گردن اور سنگدل فسرون کی نسل اونکو خفیف کرتی ہے وہ مٹ گیا۔

جو کچہہ سامان آئین بندی کا میلون تک اس شہر بمبئی مین کیا گیا تہا اوسکی ایک ایک گز کے حال لکہنے مین صفحے کے صفحے لکہنے چاہئین اسلیئے فقط ہم اس فقرہ پر اس تمام آرایش اور زیبایش اور سیر ونمایش کو ختم کرتے ہین کہ جو سیر دیکہنے والے تہے اونہون نے جو آج سیر دیکہی وہ پہلے کبہی نہ دیکہی تہی اور نہ آیندہ وہ اپنی زندگی مین دیکہینگے۔

جب سب روساسے ملاقات ہوچکی تو سواریان طلب ہوئین اور ولیعہد اونکی طرف جانے لگے تو پارسیونکی چند خوبصورت لڑکیون نے کہ سفید لباس پہنے ہوئے تہین گلاب اور چنبیلی کے پہولون کے ہارون کو حضور پر نثار کیا۔ ولیعہد اس عجیب اور دلپسند رسم کو جو پارسیونکے یہان دلہن دولہا کے ساتہہ کرتے ہین ملاحظہ فرماکر نہایت محظوظ ہوئے اور ایک لمحہ ٹہہر کر ان لڑکیونکو سلام کیا۔ بعد اسکے اوس ڈنکا سٹھہ پرنس کے ساتہہ گاڑی مین سوار ہوکر گورنمنٹ ہوس پریل کی جانب روانہ ہوئے پرنس شاہانہ ہمراہ تہا جس تزک واحتشام سے یہ سواری گئی اوسکے مفصل حال لکہنے کے لیے ایک

دفتر چاہیئے مختصر سا یہ بیان ہی کہ جیسے شطرنج کے نقشے نئے نئے رنگ کے شمار کرنے کا حساب دقیق اور
دشوار ہی اسیطرح سے آج بمبی مین آدمیونکے انواع اور اقسام کی بوقلمونی اور بوالعجبی کا شمار مشکل تہا پیرل
مین ولیعہد اور سارے مہمان بہ تعظیم شاہانہ اوتارے گئے۔ بعض مہمان مکانون مین بعض خیمون مین ہی
فروکش ہوئے۔ خیمے کیا اور مکان کیا سب ساز سامان سے آراستہ تہے مگر خیمے اس سبب سے کہ زمین نم آلودہ
تہی تختونپر لگائے گئے تہے۔ اسلیئے جب آدمی اونپر چلتے تہے تو وہ ہلکتے تہے جس سے معلوم ہوتا تہا کہ زمین میں اس
چین آگیا ہی سلطنت کا بڑا کہانا جناب گورنر بمبئی نے دیا جسمین ہندوستانی رئیسون سے صرف سر سالار جنگ موجود تہے

۹ - نوامبر کو اگرچہ یہ امر اور جگہہ نہین مگر ہندوستان کے لئے مخصوص ہی کہ جو آدمی یہان کام کرنا چاہتے
ہین وہ بہت سویرے اوٹہتے ہین صبح ہوتے ہی سارے نوکر چاکر کمر بستہ طیار تہے۔ ان نوکرون اور خدمتون کے جانورون
کی بولیون نے مہمانونکو بتلا دیا کہ وہ ہندوستان میں ہین آج حضور ولیعہد کی سالگرہ کا دن تہا دوپہر کا وقت
مقرر ہوا کہ سارے ہندوستان مین اوسکے مراسم ادا کیئے جائین جناب ولیعہد کو اطلاع دیگئی کہ آج اونکو وہ کام
کرنا پڑیگا کہ جسکے لیئے وہ ہندوستان مین آئے ہین۔ اور وہ رسوم ادا کرنی پڑینگی جنمین یہان کے رئیسون
اور امیرون کی ساری عمر بسر ہوئی ہی۔ یہانکے دربارونکی رسوم پر گو اہل یورپ کو ہنسی نہین آتی ہی مگر
وہ اونکو حرکات خفیف اور بیمعنی سمجہتے ہین آٹہہ بجے گرمی ایسی تہی کہ جس سے سارے مہمان گہبرا رہے
تہے۔ اسپر یہ اور غضب تہا کہ حضور ولیعہد کو فرنگستانی لباس لیسدار جسکے بٹن گلے تک لگے ہوئے
تہے پہننا ضرور تہا۔ اور کئی گہنٹون تک رئیسون کی تعظیم کے لیئے اوٹہنا بیٹہنا تہا۔ ہر رئیس کو پہلے سے
تمام مراتب ملازمت کی اطلاع دیدیگئی تہی کہ یہ یہ ہوگا۔ دس بجے جناب ولیعہد نے کرسی شاہانہ پر
جلوس فرمایا۔ اور اونکے مصاحب بہی لباس دربار شاہانہ زیب تن فرما کے اونکے گرد بیٹہے۔

نقشہ ذیل سے معلوم ہوگا کہ اس ترتیب سے ملاقات ہوئی۔ رئیسون نے جو نذرین
پیش کین اونپر ولیعہد نے دست مبارک رکہدیا اور اونکو واپس کردیا۔

نمبر	نام رئیس ریاست	سلامی توپونکی	مراسم تعظیم جو ولیعہد نے ادا کین	وسعت مربع میل	آبادی	آمدنی روپیہ	کیفیت
۱	چترپتی مہاراج سیواجی چہارم مہاراجہ کولاپور	۱۹	تالب فرش استقبال اور بروقت وداع عطر پان	۳۰۰۰	۸۰۰۰۰۰	۳۰۴۷۳۴۳	مہاراج کا سن بارہ برس کا تہا دو چار باتین شفقت آمیز ولیعہد اور اس سیواجی کی اولاد سے ہوئین۔
۲	مہاراجہ میسور	۲۱	ایضاً	۲۷۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰	۱۰۸۲۰۰۰۰ جسمین سے ساڑہے چوبیس لاکہ روپیہ گورنمنٹ کو خراج دیا جاتا ہے	مہاراجہ کی عمر تیرہ برس کی تہی جو صاف انگریزی مین بولتے تہے ولیعہد سے باتین کین اوس سے ولیعہد کا دل بہت خوش ہوا۔ اور اون سے فرمایا کہ مجہی آپ کے ملنے سے بڑی مسرت حاصل ہوئی کہ مہاراج کو گہوڑے پر چڑہنے کا اور گوے بازی اور شکار کا بڑا شوق ہے اور گولی لگانی خوب آتی ہے۔
۳	مہارانا ے میواڑ	۱۹	ایضاً	۱۱۶۱۴	۱۱۶۸۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰ ۲ لاکہ گورنمنٹ کو خراج جاتا ہے	مہارانا کو انگریزی بولنی آتی ہے۔ لونکی ملاقات حضور ولیعہد سے بڑے لطف و التفات سے ہوئی۔
۴	راو سر پراگ ملجی جی سی ایس آئی مہاراجہ کچہہ	۱۵	وسط فرش تک استقبال	۶۵۰۰ جس سے رن خارج ہے جسکی وسعت ۹ ہزار مربع میل ہے	۵ لاکہ	۱۵ لاکہ	مہاراج ابہی علالت سے اوٹہے تہے اسوقت بہی اچہی طرح چل نہین سکتے تہے۔ ریاست مین جب یہان سے واپس گئے تو مرگئے۔

نمبر	نام رئیس و ریاست	سلامی توپونکی	مراسم تعظیم جو ولیعہد کے ادا کین	وسعت مربع میل	آبادی	آمدنی روپیہ	کیفیت
۵	مہاراجہ سیاجی راؤ مہاراجہ بڑودہ	۲۱	تا لب فرش استقبال	۴۳۹۹	بیس لاکہہ	چالیس لاکہہ	بارہ برس کا سن ہے - بدن نازک ہے - سارا جسم ہیرون سے مرصع تہا معلوم نہین کہ اون سب کی قیمت کتنے ملکون کی غنیمت کے برابر تہی ۔ انکے ایک بڑے مشہور نامور سر ٹی مادہو راؤ وزیر ریاست ہین ۔
۶	سر سالار جنگ جی سی ایس آئی نواب نظام حیدرآباد کے قائم مقام	۱۷	وسط فرش تک	•	•		نظام خود ملازمت ولیعہد کے لیئے نہین حاضر ہوئے اونکے قائم مقام یہ تہے حضور کی بات کا جواب دیا اور خود کوئی بات سر سالار جنگ نے نہین کی ۔
۷	کیسری سنگہ مہاراجہ ایدر	۱۵	تین قدم استقبال	معلوم نہین	۲۲۰۰۰	ڈہائی لاکہہ	مہاراج ابہی کم عمر ہین تعلیم پاتے ہین
۸	میر علی مراد خان والی خیرپور سندہ		فقط کہڑے ہوکر	•	•		اگرچہ عمر اکسٹہہ (۶۱) برس کی تہی مگر چہرہ سے بڑا بہادر معلوم ہوتا تہا وہ سر چارلس نیپیر کے بڑے دوست تہے ولیعہد کے سامنے اپنے شکار کہیلنے کی کیفیت بیان کی اور افسوس ظاہر کیا کہ مین پیرانہ سالی کے سبب سے اپنے شکار کہیلنے کو نہین دکہا سکتا ۔

بعد اسکے نواب جوناگڈھ کے سی ایس آئی۔ جام صاحب نوانگر۔ ٹہاکر صاحب بہاؤنگر۔ راجہ صاحب دہرانگدرا۔ راجہ صاحب راج پیپلا۔ عمدۃ الملک دیوان صاحب پالن پور۔ نواب صاحب رادہن پور۔ راجہ صاحب باریا۔ راجہ صاحب لوناوارا۔ نوابصاحب بالاسنور۔ راجہ صاحب چہوٹا اودیپور۔ راجہ صاحب سنتھ۔ سروسائی صاحب سنوت واری۔ نوابصاحب دہرم پور۔ نوابصاحب جنجیرہ۔ باریاب ملازمت ہوئے۔ اخیر نوابصاحب کا نام ابراہیم محمد خان تہا وہ حبشی تہے۔ اونکے خاندان کی تاریخ بہی عجیب وغریب ہی۔ چارسو سال کا عرصہ گذرتا ہی کہ بعض حبشیون کو ساحل ہند سے تعلق تہا اونہون نے یہان حاکم سے اجازت چاہی کہ ہمکو تین سو صندوق اسباب تجارت کے اس جزیرے مین اتارنے دو۔ حاکم نے اجازت دی۔ صندوق اوتارے گیے۔ یہان ہرایک صندوق مین ایک سپاہی تہا۔ اونہون نے اوترتے ہی راجپوری اور جنجیرا کو تسخیر کرلیا۔ اس سے حبشیون کا میر بحر ہونا ایسا چمکا کہ وہ احمد نگر کے نوابون کے ہان وزیر ہونے لگے۔ اور روز بروز اونکی آبادی زیادہ ہونے لگی۔ شیدی فتح خان نے ۱۶۵۹ء مین پیشواؤن کی سپاہ کو شکست دی اور بہت نقصان پہنچایا اور خود آزاد ہوگیا۔ سیواجی نے ۱۶۶۱ء مین خود راجپوری کو فتح کیا۔ مگر جنجیرے کے قلعے کو وہ فتح نکرسکا۔ گو اوسنے سارا کونکن فتح کرلیا مگر اس جزیرے پر قبضہ نکرسکا۔ آخر کو شیدیون نے پیشوا کی اطاعت کرلی۔ غرض ان حبشیونکا اس طرح یہان آباد ہونا اور میربحر ہونا عجائبات تاریخ سے ہی۔ اب اس جزیرہ مین ۳۲۴ مربع میل زمین ہی۔ ترانوے ہزار باشندے تین لاکہ تیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی۔ اول دفعہ یہ نواب بمبئی مین جب سر بارٹل فریر یہان گورنر تہے آیا تہا۔ وہ یہان کے جہازون کے کارخانون کو دیکہکر حیرت مین رہگیا۔ اس حبشی نواب کو اپنے ہمسایون سے بہت خوف لگتا تہا اور وہ کچہ تعلق اونسے رکہنا نہین چاہتا تہا نہ عہدنامہ کرتا تہا نہ خراج دیتا تہا نہ کچہ احسان مانتا تہا اور نہ کسی غیر آدمی کو اپنے ملک مین رہنے دیتا تہا۔ برٹش گورنمنٹ کو جب موقع ملا تو اس نواب کو اوسنے ٹہیک بنالیا۔ ۱۸۶۷ء مین اوسکو حکومت ظالمانہ سے محروم کردیا۔ ۱۸۷۵ء مین ڈیوک آف ایڈنبرا کی ملازمت حاصل کرنے کے لیئے بمبئی مین آیا تہا۔

اب وہ بالکل برٹش گورنمنٹ کی اطاعت کرتا ہی اوسکے حکمون کے موافق کام کرتا ہی۔
غرض یہ سب روساء عظام ولیعہد کے پابوسی سے سرفراز ہوکے اور اونکے حسن اخلاق کے مستفید ہوگئے۔
شام کو ساڑہے چار بجے پیرل ہاوس سے مع اپنے مصاحبین کے ڈاکیارڈ مین ولیعہد تشریف لیگئے اور دخانی کشتیو نپر سوار ہوکر حضور ملکہ معظمہ کی بحری افواج متعینہ کے کمانڈر انچیف کے جہاز مین اور ریر ایڈمرل لیمبرٹ صاحب کے جہاز مین تشریف لیگئے اور اون سے ملاقات فرمائی۔
ولیعہد بہادر نے اوسپر کشتی کے سارے آدمیون کی دعوت کی۔ یہان آتشبازی کا بڑا تماشا ہوا۔
یہان آتشبازی چھوٹ رہی تہی وہان حضور ولیعہد تارون پر اپنی پرنسس ویلز سے باتین کر رہے تہے۔
جہازون کی آرایش اور زیبایش اور اوسکی روشنی باغ وبہار جانفزا کی بہار دکہاتی ہی آتشبازی مین آسمان بناتی تہی۔ سارے خلیج مین روشن جہاز یہ معلوم ہوتے تہے کہ نور کے سایے کہڑے ہین
یہان سے شام کو پونے سات بجے حضور ولیعہد مرگن بندر مین اوترے۔ یہان سے ویسرائے اور گورنر بمبئی اور ہندوستانی رئیس اور بادشاہی ملازم سب پارکاب ہوکر شہر کے اون بازارون اور مقامون مین تشریف لیگئے جنمین اونکی سالگرہ کی تقریب سے روشنی ہوئی تہی۔ اس روشنی کا بہی عجب سامان تہا۔ عورت مرد بچے سب اوسمین مصروف تہے خلقت کے ہجوم کا کچہ حساب نہ تہا۔ غرض یہ سالگرہ کا جشن بہی عجب طرب انگیز تہا۔ لقاے ولیعہد کے دیکہنے سے ہر شخص کا سینہ شادی سے معمور تہا اور رنج وغم دور تہا۔ جابجا خیر مقدم لکہا ہوا تہا کہین یہ عبارت لکہی ہوئی کہ ہما سے کہو کہ ہم اچھے ہین۔
دعوتون کا جلسہ گورنر بمبئی کی طرف سے منعقد ہوا۔ اوسمین ولیعہد کے حسن اخلاق کی شیرینی اور گفتار کی نمکینی نے اور لطف زیادہ کردیا۔ اونہون نے فرمایا کہ مجہے مدت سے یہ ارمان تہا کہ ہندوستان کی سیر کرون۔ اب وہ میرا ارمان پورا ہوا۔ اے سر فلپ وڈہوس گورنر بمبئی مین صرف یہ کہہ سکتا ہون کہ آج یہ میرے چونتیسوین سال کی سالگرہ جو آپ کے ایوان مین ہوئی ہی کیسی مجہے خوشی دیتی ہی جو خاطر اور مدارات اور تواضع آپنے میری کی ہی مین اوسکو جبتک جیونگا نہین بہولونگا۔

مین نے جو کچھ بمبئی مین دیکھا اوس سے مین قیاس کرتا ہون کہ جناب ملکہ معظمہ کی اس وسیع سلطنت
مین آگے چلکر بھی ایسا ہی دیکھونگا - اخیر کا فقرہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ حقیقت مین ایک پیشین گوئی
تھی کسی شخص کے ذہن مین یہ بات نہین تھی کہ جو سامان طرب و آرایش یہان کیا گیا ہی وہ سب کچھ ہوگا
۱۰ نوامبر کو جناب گورنر جنرل بہادر ولیعہد سے رخصت ہوکر اپنے دورہ کو تشریف لیگئے - اب
ان دونون صاحبون مین جب ملاقات ہوگی کہ ولیعہد کلکتہ مین قدم رنجہ فرمائینگے - پھر دوپہر کے
وقت یہ رئیس باریاب ملازمت ہوئے -

اول ٹھاکر صاحب موروی آئے جنکے ۱۲۵ دیہات ہین اونمین اکیانوے ہزار آدمی بستے ہین سالانہ
پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی ہی - چالیس ہزار روپیہ سرکار کو خراج دیتے ہین - اوسکے بعد ٹھاکر صاحب
وان کانیر آئے جنکی آمدنی ساڑھے بارہ لاکھ روپے سالانہ کی تھی اور بارہ ہزار روپیہ گورنمنٹ کو
دیتے ہین - پھر ٹھاکر صاحب پالیتانا آئے - اونکا شہر راجپوتون کا تیرتھ ہی باون ہزار آدمی
انکے علاقہ مین رہتے ہین - پھر بیچارے غریب ٹھاکر صاحب ہرول آئے - ڈیڑھ لاکھ روپے
سال اونکی آمدنی ہی - ۶۱ گانوٴ اون پاس ہین - ساڑھے اٹھارہ ہزار آبادی اونکے گانوٴن مین ہی
بعد اسکے ٹھاکر لمبری آئے یہ نوعمر راجکمار کالج کا طالب علم ہی - دو لاکھ ایکہزار روپے سال کی آمدنی
ہی - پھر ٹھاکر صاحب وڈھوان راجہ راجیری آیا - وہ کم سن طالب علم راجکمار کالج کا ہی -
ساڑھے تین لاکھ روپیہ سال کی آمدنی ہی ساڑھے تیئس ہزار برٹش گورنمنٹ کو اور باسٹھ
ہزار تین سو نواب جوناگڈہ کو دیتا ہی - یہ نواب بھی اس خاندان مین سب سے بڑا ہی - پھر چند
سردار ستارا اور دکن و کانکن کے قدیمی خاندانون کے آئے - اول اونمین سے سوامی صاحب چھپل -
دوم نیت پرتھی ندی صاحب اوندہ (یہ اپنے تئین پیشواؤن سے بھی بڑا جانتے ہین) پنت سچیو
صاحب بھور جاگیردار پانسو مربع میل کا - رئیس پھلٹن (چار سو مربع میل کے جاگیردار) رئیس
وینچر سی ایس آئی - راجہ صاحب جوہر - ان سب سے دس منٹ مین ملاقات سے فراغت ہوئی
اب ایک اور گروہ راجاؤن کا پیش کیا گیا اونمین راجہ صاحب مدہول اور رئیس مرراج اور

رئیس سنکلی - رؤسار کوندوار اور رئیس رام ڈرک - رئیس جم کھنڈی - رئیس خردسانکلی - یہ سب نہایت ادب سے آئے اور گیے -

شام کو چار بجے ولیعہد والاشان نے دفتر گورنری کے جدید مکانمین دربار لیوی کیا جسمین سب رئیسون اور افسرون سے زیادہ اس سعادت سے مشرف ہوئے - اگرچہ ہندوستانی رئیسون کو بلحاظ مراتب لیوی کے بیٹہائیے گئے تہے مگر پہر بہی بعض ایسے دربار شاہانہ کی شان کو دیکہکر بیجا اس ہوئے کہ اونکو اوٹرون کو اوٹہانا پڑا - اگرچہ یہان کے آدمیونکے لیئے یہ موسم سرما تہا - مگر جناب ولیعہد کیلیئے موسم گرما سے یہ کم نہتہا - پہر ایسے موسم مین ایک گہنٹہ کے اندر دو ہزار دفعہ سر جہکانا بہی مشقت سے خالی نہتہا - سوا پانچ بجے ولیعہد بہادر گورنر بمبئی کے ہمراہ اوس میدان مین تشریف لیگیے جہان مدارس کے لڑکے اور لڑکیان سات ہزار کے قریب بلباس مکلف اپنے اپنے مدرسون کے نشان لیئے ہوئے بیٹہے تہے - گو اونکے رخسارون مین گلاب کا رنگ نہ جہلکتا تہا مگر پہر بہی اونکے رنگ کی چمک دمک نظر کو اپنے اوپر سے اوٹہنے نہ دیتی تہی - جس غل اور شور اور سرگرمی و زور سے اپنے ولیعہد کی آمد کی خوشی کو ظاہر کیا اور چیرز دیئے اوس سے ولیعہد نہایت محظوظ ہوئے - ایک پارسی کی لڑکی جوان سب مین زیادہ حسین تہی وہ پہولون کا ہار لیکر ولیعہد کے قریب آئی اونہون نے یہان کی رسم نجاننے کے سبب سے ہار کو ہاتہہ مین لے لیا مگر کارڈ وڈ ہوس نے گردن جہکا دی جسمین اوسنے ہار پہنا دیا -

پہر ولیعہد مہاراجہ کولاپور کی بازدید کی ملاقات کو تشریف لیگیے - مراسم معمولی ادا کی گیئن - ولیعہد نے فرمایا کہ مجہے ہندوستانی رئیسون سے انگریزی بولنے سے نہایت خوشی ہوتی ہی - یہ افسوس ہی کہ آپ کے والد انگلستان جاتے تہے کہ اثناے راہ مین فلورنس کے اندر سفر آخرت پیش آیا مگر مجہے یقین ہی کہ آپ اس خوف سے انگلستان مین کبہی نہ آنیکا قصد ترک نکرینگے - اگر تحصیل علم مین آپ ترقی کرینگے تو مجہے بڑی خوشی ہوگی - جسوقت یہ ملاقات ہوئی تہی تو تحائف ایک جدا کمرے مین رکہے ہوئے تہے - پہر مہاراجہ اودے پور کی بازدید کی ملاقات ہوئی - مہارانا سے

ولیعہد نے فرمایا کہ مجھے آپکے خاندان کی قدامت کا حال سنکر بڑی مسرت ہوئی - مین نے آپکے باپ دادا کے کارنامے تاریخ مین پڑہے ہین - مجھے افسوس ہی کہ مجھے سیر ہند مین اسقدر فرصت نہین نصیب ہوگی کہ مین آپکی مشہور دار السلطنت کی سیر کرون - ولیسرائے راجپوتانہ کے دورہ کو تشریف لیگئے ہین آپکو اپنی دار السلطنت مین موجود ہونا ضرور ہی اسلیئے مین آپکو بمبئی سے جانے کی اجازت دیتا ہون - پھر مہاراجہ گایکواڑ کی بازدیدکی ملاقات کی نوبت آئی - یہ چھوٹا سا راجہ گھوڑے پر ایسا سوار ہوتا ہی کہ اوسکی پیٹھہ سے وصل ہوجاتا ہی اسلیئے ولیعہد نے اوس سے فرمایا کہ اس شوق کو اپنے آپ کبھی نچھوڑیئے - اس سے مہاراج خوش ہوئے مگر تحصیل علم کے لیئے حضور نے ارشاد فرمایا تو اوداس ہوگیا - بعد اسکے جمنا بائی سے ملاقات ہوئی -

ان ملاقاتون کے بعد ولیعہد گورنمنٹ ہوس پیرل مین واپس آئے - خاصہ تناول فرماکر بال مین شامل ہوئے جو بائی کلا کلب کے ممبرون نے بندر بمبئی کے شاہی جہازون کے افسرونکے واسطے کیا تہا -

۱۱ - نوامبر کو حاضری کے بعد ولیعہد نے مداریون اور سپیرون اور بندر وریچھہ والونکا تماشا دیکھا - ان تماشاگرون نے اپنے ہنر کے دکہانے مین کوئی کسر باقی نرکھی - دوپہر کو ڈیڑہ بجے حضور ولیعہد جناب نواب گورنر بمبئی کے ہمراہ مع مصاحبین یونیورسٹی کے سینٹ ہال مین تشریف لیگئے - اور وہان بمبئی یونیورسٹی کی طرف سے ایک سپاسنامہ پیش ہوا -

حضور عالی — ہم ممبران مجلس سینٹ یونیورسٹی بمبئی اپنے تمام ہمعصر ہندوستانی رعایا کے اس ملک مین حضور کی تشریف آوری پر حضور کو دلی خلوص اور عقیدت کے ساتھہ مبارکباد دیتے ہین - چونکہ حضور کو سلطنت برطانیہ کی مختلف یونیورسٹیون کے ساتھہ تعلق رہا ہی اسوجہ سے ہم بہروسہ کرتے ہین کہ حضور کو اسبات کے سننے سے بڑی خوشی ہوگی کہ اس یونیورسٹی مین جسکو قائم ہوئے اٹھارہ ۱۸ برس کا عرصہ ہوا اپنے زمانہ قیام سے اب تک نہایت سچے دل سے اوس بڑے فرض کے پورا کرنے مین کوشش کی ہی جو اوسکو تفویض کیا گیا تہا یعنی یہ کہ وہ اس ملک کے ہندوستانی باشندون مین عمدہ تعلیم کو شائع کرے اور مغرب کے علوم اور تعلیم و تربیت سے اونکو مطلع کرے -

اس یونیورسٹی کے قائم کرنے والونکی امیدین بخوبی پوری ہوئی ہین اور اسکا یہ ایک کافی ثبوت ہی کہ ہر سال بہت سے آدمی اس یونیورسٹی مین داخل ہونے کی درخواست کرتے ہین اور اونمین سے اکثر شخصون کو یونیورسٹی خاطر خواہ امتحان کے بعد درجہ اور اعزاز عطا کرتی ہی۔

سرکار جو اس ملک کے لوگون مین اعلی درجہ کی تعلیم کو ترقی دینے کے واسطے کوشش کرتی ہی اوس مین بمبئی کے ہندوستانی راجہ اور سردارون اور ذی رعب رئیسون دونون نے بڑی اعانت کی ہی چنانچہ اونہون نے اوسکے مقصد کی تکمیل اور کامیاب طالب علمون کو صلہ دینے کے واسطے بڑی فیاضی سے ڈونیشن دیا ہی۔

پس لوگون کی توجہ سے اور نیز اسباب کے دیکھنے سے کہ ہندوستان یونیورسٹیان روز بروز زیادہ عام پسند ہوتی جاتی ہین اس یقین کے واسطے معقول وجہ حاصل ہوتی ہی کہ یہ یونیورسٹیان آیندہ اور بھی بڑا کام دینگی اور اس ملک کی تاریخ مین اوسکا ذکر کیا جاویگا۔ اور لوگون کی صرف عقلی اور اخلاقی حالت کی ترقی مین اونسے مستقل طور پر مدد ہی نہین ملیگی بلکہ جو مختلف فرقے حضور ملکہ معظمہ کی رعایا کے سلطنت کے اس حصہ مین بستے ہین اونمین اس یونیورسٹی کے باعث سے زیادہ اتفاق ہوجاویگا اور وہ اونکو ایک ایسی تعلیم دیگی جسکے ذریعہ سے وہ انتظام گورنمنٹ مین شریک ہونیکے لائق ہوجاوینگے۔

جو توجہ حضور نے ہماری یونیورسٹی کی جانب سے اس ایڈریس کے قبول کرنے سے ظاہر فرمائی ہی اسکا ہم شکریہ ادا کرتے ہین اور یہ امید کرتے ہین کہ حضور کو ہندوستان کی سیر سے ایسی ہی خوشی حاصل ہوگی جیسا کہ اوس سے اس ملک کو فائدہ پہنچیگا۔

عالیجناب شاہزادہ ویلز بہادر نے اس ایڈریس کا جواب حسب تفصیل ذیل ارشاد فرمایا۔

اے صاحبو — آپ نے جو بمبئی مین میرے آنے پر ایک تہنیت نامہ میرے روبرو پیش کیا اوسکا مین شکریہ ادا کرتا ہون۔

میری خاص ابتدائی تعلیم اور اوس زمانہ کے واقعات سے جبکہ مین خود اکسفورڈ اور کیمبرج

مین طالب علم تہا اور یونیورسٹی ایڈنبرا مین درس پاتا تہا میرے دل پر یہ بات نہایت نقش ہوگئی ہو کہ اس قسم کی یونیورسٹیان جیسی کہ آپکی یونیورسٹی ہو ہر ایک قسم کی تعلیم دینے اور ایک اعلی درجہ کی اخلاقی اور عقلی تربیت لوگون مین شایع کرنے مین نہایت کارآمد ہین جس فیاضی کے ساتہہ ہندوستانی راجون اور سردارون اور آپ کے شہر کے دولتمند اور ذی مقدور رئیسون نے آپکی یونیورسٹی کو مدد دی ہو اوس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ آپ کے کام کی بڑی قدر شناسی کیجاتی ہو آپ نے اس طریقہ مین اپنے واسطے اور نیز اون شخصون کے واسطے جو آپکے جانشین ہون اوس کام کا اندازہ جو ابہی ہونے کو باقی ہو اور نیز اون امیدونکو جو آیندہ پوری ہونے والی ہین ظاہر کر دیا ہی اور مجہکو کسی طرح کا شبہہ نہین ہو کہ ان باتون کے پورا کرنے مین بڑی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتہہ کوشش کیجاویگی کیونکہ اگر اس قسم کی کوشش نہ ہوگی تو گو کیسی ہی عمدہ تجویزین کیون نہ کیجائین اور کیسا ہی بڑا سرمایہ کیون نہو مگر وہ سب لوگونکی عقل و لیاقت کو ترقی دینے مین غیر مؤثر ہونگی۔

مجہکو آپ کی ایڈریس سے اور نیز اون واقعات سے جو آپکی یونیورسٹی کی تواریخ مین صاف ظاہر ہین اسبات کے دریافت ہونے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی کہ جو عمدہ مقاصد آپکی یونیورسٹی کے بانیون کے پیش نظر تہے وہ انکی امیدون سے ہی زیادہ پورے ہوگئے ہین۔

گورنمنٹ انگریزی نے آپکو اوس یونیورسٹی اور اوسکی ہمعصر یونیورسٹیون کے قائم کرنے مین جو مدد دی تو گویا گورنمنٹ نے آپکو اپنے واسطے اوس شئے کے حصول کا ذریعہ مہیا کر دیا جسکو اہل یورپ شایستگی اور عقلی ترقی کا نہایت عمدہ ثمرہ اور شایستگی کا کامل محافظ خیال کرتے ہین۔

مین دل سے یقین کرتا ہون کہ جو نتیجے یونیورسٹیون کے قائم ہونے سے مغربی ملکون مین پیدا ہوئے ہین وہی اس ملک مین اونکے جاری ہونے سے پیدا ہونگے اور اب ایک ایسا زمانہ شروع ہوگیا ہو کہ بمبئی کی یونیورسٹی سے جسکو قائم ہوئے تہوڑا عرصہ گذرا ہی لوگون کو بہت فائدہ پہنچیگا منقول از سینٹیفک سوسائٹی۔

ولیعہد مہاراجہ ایڈنبرا اور اونسے ادنی رئیسون کی خیمہ گاہ پر جاکر ملاقات نہین کرسکتے تہے اسلئے

یہ رئیس گورنمنٹ ہوس کے اندر بلائے گئے۔ اور ہر ایک کے واسطے ایک کمرہ مخصوص ہوا۔ آخر
جناب ولیعہد نے جاکر اون سے ملاقات بازدید کی۔ اگر ویسرائے ایسا کرتے تو رؤسا کی بڑی
دلشکنی ہوتی۔ مگر ولیعہد کا اخلاق ایسا مسرت افزا تہا کہ کسی رئیس کو یہ امر ناگوار خاطر نگذرا۔

بمبئی کے آدمیونکا مدت سے ارادہ تہا کہ ولیعہد کی تعظیم مین دعوت اون تمام جنگی جہازون کے
آدمیون کی کیجائے جو بمبئی کے بندر مین ٹہرے ہوئے ہین۔ آج اُس دعوت مین بعد بازدید کی ملاقاتون
کے ولیعہد تشریف لیگئے اور شریک دعوت ہوئے۔ ولیعہد کو جیسا اونہون نے دیکہا تہا وہ اونکو
ایسا دیکہنا چاہتے تہے۔ اسلیئے وہ ایک کرسی پر ایک گلاس لیکر کہڑے ہوئے۔ اور زبان مبارک سے
فرمایا کہ میرے لڑکو مین تم سے بڑا خوش ہون اور جام تمہاری تندرستی کا پیتا ہون۔ خدا تم کو
خوشی خوشی گہر لیجائے۔ بعد اسکے الفنسٹن ڈاکس کی بنیاد کا پتہر رکہا۔ یہ جلسہ بہی عجیب و غریب تہا۔

شام کے ساڑہے چہ بجے **سر سالار جنگ** جی سی ایس آئی اور مہاراجہ میسور اور راؤ کچہہ
سے بازدید کی ملاقاتین ہوئین۔ شام کو گورنمنٹ ہوس پیرل مین ہندوستانی سردار اور رئیس
جو بمبئی مین موجود تہے باریاب ملازمت ہوئے۔

۱۲- نومبر- کل ہی سے خبر سرکاری طور پر آرہی تہی کہ جن مقامون مین شکار کہیلنے کے لیئے
تجویز ہوئے تہے وہان ہیضہ شکار آدمیونکا کہیل رہا ہے اس سے بڑا تردد پیدا ہوا۔ آج ایک لڑکا
سراپس جہاز مین بہی ہیضہ سے مرگیا۔ کہانا ابہی ولیعہد نے تناول نفرمایا تہا کہ سوداگر اسباب سوغات
لیکر حاضر ہوئے اور عمدہ عمدہ چیزین دکہا کر دو دو روپے کی چیزون کے سو سو روپے مانگنے شروع کیے
یہ سوداگر ایسے استاد تہے کہ جو انگریز یہان پہ کیئے اور کائیان مشہور ہین اونکو بہی ٹہگ کر لیگئے دو دو
روپے کی چیزون کے بیس بیس روپے لیگئے۔

آج کی تاریخ شام کو صاحب گورنر بمبئی نے جزیرہ ایلیفنٹیا مین ایک ڈنر شاہزادہ ویلز کو
بڑی دہوم دہام کے ساتہہ دیا جسمین بہت سے معزز مہمان شریک تہے۔ یہ دعوت اون مکانون
مین تہی جو پہاڑ کے اندر تراشے ہوئے تہے اور جہان بودہ مذہب کی اکثر مورتین پہاڑ کے اندر

بنی ہوئی تہین - یہ پہلی ہی دفعہ تہی کہ اس بیت الاصنام مین دعوت انگریزی کا جلسہ منعقد ہوا - وہ برہمنون کو دل مین ایسا ہی ناگوار ہوتا جیسا کہ ویسٹمنسٹر ایبی مین برہمنون کا ہولی کرنا اور مسلمانونکا محرم کرنا اہل انگلستان کو ناگوار ہوتا - مگر وہ زبان سے یہی کہتے تہے کہ شاہزادہ شیو کے چرنون سے لگنے گیا ہے - یہان آیا تہا شیوجی کا جاتری کیسے نہین بنتا - اگرچہ یہان روشنی کا سامان نہایت تکلف سے کیا گیا تہا - مگر اوسکی اندر ایکہزار ایک سٹر ہیو نپر چڑہنا زبردستون کو ہیپا دیتا تہا - یا پسینے مین نہلا دیتا تہا - اور ضعیفون کا تو حال نپوچہو کہ کیا ہوتا تہا - گو یہ مقام صنمون کے دکہانیکے لیئے اچہا اور عجیب تہا مگر دعوت کے لیئے موزون نہ تہا - پانچ میل پہ یہ جزیرہ بمبی سے تہا - جہازون مین سوار ہوکر سب گئے تہے آتی دفعہ یہ سارے جہاز روشنی سے کوہ نور بنے ہوے تہے غرض یہ غارونکا شہر اور اوسکے ساتہہ وہ روشنی کا سامان سیر و سیاحت ولیعہد مین منجملہ اور عجائبات کے شمار ہوتا ہے -

۱۳ - نوامبر کو - ہیضہ کی خبر شکار کہیلنے کے اندر کہنڈت ڈالتی تہی - شرکین جو شکار گاہ تک بنائی گئی تہین وہ بارش کے سبب سے سب برابر ہوگئین -

پونا - بمبی سے ۱۱۹ میل پر ہے - وہان ولیعہد کے لیجانے کے واسطے ایک خاص ٹرین پیرل ہوس مین آئی - ہر گاڑی پر ٹکٹ چسپان تہا جسپر نام اوسکے اندر سوار ہونیوالے کا لکہا ہوا تہا - یہ پہلی دفعہ تہی کہ ہندوستان کی ریل مین عالی جناب کا سفر مبارک شروع ہوا حسب الحکم گورنمنٹ ہند ریل کے سفر کا انتظام ذات عالی کی حفاظت کے واسطے وہی ہوتا تہا جو جناب ملکہ معظمہ کے لیئے انگلستان مین ہوتا ہے کہ ایک انجن آگے آگے اونکی گاڑی کے چلتا ہے اور وہ راہ کی خبر بتلاتا ہے کہ کیا ہے - پہلا اسٹیشن تانا کا آیا - وہان گاڑی ٹہری - یہ مقام ۱۸۰۰ع مین ایک قلعہ سپاہ انگریزی کی اقامت کا تہا - ۱۸۵۱ع مین یہان سے عملداری برٹش گورنمنٹ کی پہلا نیک کر ایکہزار میل پر پشاور مین پہنچی - بعض کی رائے ایسی چلی جاتی ہے کہ اگر بنیاد سلطنت گہری کیجاتی تو اس سے اچہا ہوتا کہ نئی ملکستانی کے لیئے ایسی پہلا نگین لگائی گئین روس نے بہی

پچاس برس مین ایسی کوئی ذقند نہین لگائی جو برٹش گورنمنٹ کی ذقند سے (جو ٹانا اور پشاور کے درمیان لگائی ہی) زیادہ تعجب خیز ہوتی۔

اب گاڑی کرکی پر پہنچی یہ وہ مقام جنگ ہی جو تمکو یاد ہوگا کہ ہم پہلے حصہ مین لکھہ چکے ہین کہ اوس نے خاندان پیشوا کا خاتمہ کر دیا تہا۔ پانچ بجے گاڑی پونا مین پہنچی۔ نہایت تزک اور احتشام کے ساتھہ حضور کا استقبال کیا گیا۔ اثنائے راہ مین ہزارہا ہندوستانی جمال مبارک کو دیکہہ نہال ہوتے تہے۔ جابجا دروازے نصب ہوئے تہے جنکی محرابون پر خیر مقدم کا لفظ لکہا ہوا تہا۔ ایوان گورنری مین جو یہان گنیش کہنڈ نیا بنا تہا رونق افروز ہوئے۔ یہ تمام عمارات جدید ایوان گورنری کی جناب بارٹل فریر صاحب گورنر بمبئی نے اپنے عہد مین ساڑہے ستر لاکہہ روپے مین تعمیر کرائی تہین رات کو صاحب گورنر بمبئی کی جانب سے گنیش کہنڈ مین ایک بڑی دعوت نہایت پرتکلف ہوئی اور اوسمین بہت سے معزز مہمان تہے۔ رقص و سرود نے اس دعوت پرتکلف کو پرلطف کر دیا۔

۱۴۔ نوامبر۔ کپتن صاحب سپرنٹنڈنٹ سفر شاہانہ نے جناب ملکہ معظمہ اور پرنس ویلز کی چٹھیان اور تار کی خبرین دین۔ اونمین ایک خبر یہ بہی تہی کہ روسیون نے تین کمپ سپاہ لڑائی کے لیئے تیار کیئے ہین کہ جسوقت اونکو حکم پہنچے وہ فوراً آگے کو قدم اوٹہائین۔ اس خبر کے سنتے ہی یہ ارادہ ہوگیا کہ اب سیر ہند کے عزم کو موقوف کیجیے کیونکہ جب معرکہ آرائیان ہون تو اوسوقت مصلحت یہ نہین ہی کہ ولیعہد اپنے پایہ تخت سے جدا ہو۔ آج اتوار تہا کپتن ٹوک ورتہہ صاحب نے گرجا مین نماز پڑہائی اوسمین عالیجناب ولیعہد بہی شریک تہے۔ اور شام کو جنرل ہیٹولی کمانڈر انچیف بمبئی کے ہان تشریف لیگئے اور چاے نوش فرمائی

۱۵۔ نوامبر۔ ۹ بجے صبح کے جناب ولیعہد نے پاربتی کا مندر ملاحظہ فرمایا۔ یہان مندر مین ایک پنڈت صاحب نے تقریر معقول مذہب کے باب مین فرمائی۔ جناب ولیعہد نے جب اونکو جیب خاص سے کچھہ عطا کیا تو وہ خوشی کے مارے پہولے نسمائے۔ دوپہر کے بعد شہر کے پرانے قصبہ مین سے گذر کر فوج کی قواعد ملاحظہ فرمائی نہ یہان کچھہ سپاہ زیادہ تہی نہ وہ عمدہ قسم کے سپاہیون مین سے تہے سپاہیون نے

کالے کالے رنگ خوش رنگون کی نگاہون مین نہ چڑھتے تھے - البتہ یہ ایک بات دیکھنے کے قابل تھی کہ سوارونکو
دیسی قواعد سکھائی گئی تھی کہ وہ گھوڑے سے اوتر کر پیادون کی طرح لڑ سکتے تھے گھوڑے اپنی جگہہ پر
کھڑے رہتے ہین - اس قواعد مین لارڈ بر سفورڈ گھوڑے پر سے گر پڑے مگر خیر گذری کہ کچھہ ضرب نہ آئی
ولیعہد شہر کے اندر روشنی کی دیکھتے ہوئے گنیش کھنڈ مین داخل ہوئے - اور کمانڈر انچیف بمبی کے ساتھ
خاصہ تناول فرمایا - اور پھر آدھی رات کو جناب ولیعہد کرکی مین پہنچے - یہان خاص ٹرین تیار تھی -
اوسمین سارا سامان بستر ونکا ایسا تیار رہتا تھا کہ اوسپر لیٹ کر یہ مسافر ایسے سوئے کہ جیسے گھر مین سوتے ہین

۱۶ - نوامبر - پیرل کے باہر ساڑھے سات بجے صبح کی ٹرین پہنچی - اور جناب ولیعہد گورنمنٹ ہوس کو
اوترتے ہی تشریف لیگئے - اب یہان آئندہ سیر کے واسطے بہت سے مقامات پر بحث ہوئی - اخیر یہ
یہ ٹھہرا کہ بڑودہ تشریف لیجائین - یہان ابھی تھوڑے دن ہوئے تھے کہ ایک مقدمہ عظیم ہو چکا تھا -
اور یہ امر بھی تحقیق ہو گیا تھا کہ کسی طرح کا یہان کھٹکا ولیعہد اور اونکے ہمراہیون کے دل وجان کے لیئے نہین
ہے - ملہر راو کی سپاہ سے ہتھیار لے لیئے گئے تھے اور وہ پریشان کر دیئے گئے تھے -

ہندوستانی پیادونکی بحری پلٹن کو آج جناب ولیعہد نے نیا علم عطا فرمایا - اسوقت تمام سپاہی
یہان کے موجود تھے - بعد اسکے اونھون نے کمانڈنگ افسر کرنیل کارنیگی صاحب سے اجازت چاہی
کہ یہ پرانا علم مجھے عنایت کیجیے کہ مین اوس سے اپنے محل سارڈنگ ہم کو زینت دون - اس علم پر
حیدرآباد اور بہت سے نام لکھے ہوئے تھے جبکو انگریز اچھی طرح پڑھ بھی نہین سکتے - آج آغا خان کو
بھی جناب ولیعہد نے اپنی ملازمت اشرف سے مشرف کیا - آغا صاحب کے برابر کوئی ایرانی معزز
بمبئی مین نہین رہتا -

شام کو جناب گورنر بمبی کیطرف سے جلسہ بال منعقد کیا اور بہت سے ہندوستان کے راجہ
اور نواب بھی شریک ہوئے - اونکو یہ موقع ملا کہ وہ دیکھین کہ عالیان یورپ کی لیڈی اور اشراف
کیسے اپنے دل بہلانے کے واسطے ناچتے ہین اوسمین وہ اوروں کو نہین دیکھتے ہین بلکہ اپنے تئین دیکھتے
ہین - اگرچہ بعض ہندوستانی سردار شراب پینے مین مشہور تھے مگر آج وہ میزون کے گرد بھی

آنکو نہ پہنچنگے۔ جب انگریز ہندوستان کے راجاؤن اور نوابون اپنی بہو بیٹیون کے ساتھہ ناچتے ہوئے
دیکھینگے تو وہ زمانہ اس ملک کی اعلی درجہ کی شائستگی کا ہوگا۔ مگر آج تو ہندوستانی راجہ جیسے
خوش لباس عورتون سے بچکر چلتے تھے اوس سے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی وہ دن بہت دور ہیں۔

۱۷۔ نوامبر ۱۸۷۵ع۔ آج ہی سے سفر کی تیاریان ہونے لگین اور وہ جو گرما گرمی بمبئی مین ہو رہی
تھی ٹھنڈی ہونی شروع ہوئی۔ سب قسم کے تحفہ تحائف جو بمبئی مین روسائے ہند نے پیش کیے
وہ چار سو سے زائد تھے اور سب قسم کے تحفے تھے۔ راجہ کولاپور نے علاوہ تحائف کے دو لاکھہ روپے
کی لاگت کا ایک دار الشفا عالیجناب پرنس آف ویلز کے نام پر بنانے کی تجویز کی۔

پیرل مین ولیعہد کی یاد بہی مدت تک رہیگی۔ آج دوپہر کو بگھی مین سوار ہوکر پارسیون کے
مینار دخمہ کو ملاحظہ فرمایا۔ دلکشور کے مندر اور تالاب کو تشریف لیگئے اور وہان سے گورنمنٹ ہوس
ملیبار ہل مین رونق افروز ہوئے اور بعد اوسکے مرگھٹ مین ہندوؤن کے مُردون کے جلنے کی سیر فرمائی
بعد اوسکے بازار کرافورڈ تشریف لیگئے اور جنرل اسپتال کی سیر فرمائی اور ایک جدید مکان بنانے
کی بہیان ہدایت فرمائی۔ بعد اس سیر کے سراپس جہاز مین تشریف لیگئے۔ اور وہان بعض احباب کی
دعوت کی جہازون مین روشنی پھر بڑی دہوم دہام سے ہوئی۔

۱۸۔ نوامبر ۱۸۷۵ع۔ آج رات کو بڑی گرمی تھی جہاز مین ان مہمانون کو نیند نہ آئی بڑی
بےچینی رہی۔ کبھی سوئے کبھی جاگے۔ ساڑھے آٹھہ بجے رات کے زمرہ شاہی اپیلو بندر مین خشکی
مین اوترے کئی سوا سوقت بھی ہندوستانی اور فرنگستانی اور پارسی موجود تھے اور ہزارہا لوگ
آدمی ریل کی راہ مین کھڑے ہوئے تھے جنہین پارسیون کی چمک دمک نگاہ کو اپنی طرف جذب کرتی
تھی۔ پارسیون کے حال پر افسوس ہے کہ نہ وہ کہین انگریزون کی طرف سے میدان جنگ مین
لڑ سکتے ہین نہ خود اپنے لیئے کوئی معرکہ آرائی کر سکتے ہین۔ ساری اونکی دولت اور حشمت برٹش
گورنمنٹ کی بدولت ہے۔ اگر وہ بجائے خود چھوڑ دیئے جائین تو بالکل نام و نشان بھی اونکا باقی نہ رہے
سر جمشید جی سے ملاقات فرمائی اور ایک تمغا طلائی دیا اور ایک کتاب اونکو عنایت فرمائی اور

پہر آغا جان صاحب کے غریب خانہ کو قدوم اشرف سے مشرف کیا اور ایک تمغا دیا اور کتاب عطا کی اور فرمایا کہ مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کی ملاقات کے لیئے مجھے فرصت نصیب ہوئی۔

(۷) ۱۹ - نومبر ۱۸۷۵ء بڑودہ بمبی سے ۲۶۰ میل ہے یہ فاصلہ رات ہی کو ٹرین مین طے ہوگیا صبح سات بجے بہ رسنت پر ریل بڑودہ مین پہنچی۔ مہاراجہ گائکوار اور سر مادہو راؤ اونکے ہمراہ استقبال کے لیئے حاضر ہوئے۔ طول صاحب رزیڈنٹ بڑودہ بہی اونکے ہمراہ تہے۔ ایک خلقت کا ہجوم تہا۔ سب کا عین مدعا لقائے ولیعہد کا دیکہنا تہا۔ جو فیل قوی ہیکل حضور ولیعہد کی سواری کے لیئے تجویز ہوا تہا وہ بالکل سونے چاندی مین غرق تہا۔ چار لاکہ روپیہ سے زیادہ کا اوسکا سامان تہا۔ فیلبان بہی سونے کی مورت معلوم ہوتے تہے۔ سپاہ نے تو سلامی سب جگہہ اوتاری تہی یہان ہاتہی بہی گہٹنا ٹیک کر تسلیم بجا لائے۔ ہاتہیون کا جلوس ساتہہ رہا۔ ایک گہنٹے مین رزیڈنسی تک یہ سواری پہنچی۔ اوسی کوٹہی مین جناب ولیعہد اوترے جسمین چند روز ہوئے کہ کرنیل فیر کو زہر دیا گیا تہا۔ جنرل پروبن تو اوس کرہ مین فروکش تہے جسمین گلاس کے اندر زہر ملایا گیا تہا اور پہینکا گیا تہا۔ حضور ولیعہد نے چند پرند مثل کہٹ بڑہی وغیرہ کے درختون کے اوپر سے شکار کیئے یہ پہلی دفعہ تہی کہ فرصت مین ان جانورون کو حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ ساڑہے تین بجے ولیعہد کی سواری بازدید کی ملاقات کے لیئے بڑے کروفر سے رزیڈنسی سے روانہ ہوکر مہاراج کے دولتسرا کو پہنچی۔ جملہ مراسم تعظیم ادا ہوئین۔ مکان مین تین لڑکے خاندان گائکوار کے موجود تہے جنکو سر مسیڈ صاحب نے ملہر راؤ کی جانشینی کے واسطے منتخب کیا تہا۔ اور اونہین سے کہانڈے راؤ کی رانی نے سیاجی راؤ کو منتخب کیا تہا جو آج مہاراجہ تہے۔ ہر شخص کو اسپر تعجب ہوگا اگر یہ راجہ لینے گانو کے کہیتون مین آزادی سے پڑے پہرنے کو ان زمرد اور ہیرون کی قید مین مقید ہونے کو اچہا جانے۔ ولیعہد نے بڑی تپاک سے باتین مہاراج سے کین۔ سر مادہو راؤ مترجم تہے۔ مہاراج نے ایک ہار ولیعہد کے گلے مین ڈالا۔ پہر مہارانی جمنا بائی کے کمرہ مین ولیعہد رونق افروز ہوئے برس بیس ایک کا سن و سال تہا حسن و جمال اونکا شہرۂ آفاق تہا۔ پہر ودن مین مرصع ہیرون

بڑودہ

اونکو زیادہ چلنے نہ دیتی تہین - چہرہ اونکا بے نقاب تہا - کئی دفعہ اونہون نے اپنی شال کو جو سرسے کھسک کھسک جاتی سنبہالا - اونکی دختر بہی بغل مین بیٹہی تہی جسکو اونہون نے فرمایا کہ اگر وہ لڑکا ہوتی تو آج گایکوار ہوتی - پہر کہا کہ مین بہی کو دیکہکر نہایت خوش ہوئی اوس مسرت اور عزت کو اپنی بیان نہین کرسکتی جو آپ کے یہان قدم رنجہ فرمانے سے مجہی حاصل ہوئی - یقین ہے کہ بڑودہ آپکو پسند آیا ہوگا - اگر حضور کو یہان خوب شکار ہاتہ آئینگے تو مین کمال خوش ہونگی - ولیعہد کے مصاحبونکو دیکہکر خوش ہوتی ہین بعد اسکے اکاڑہ یعنی جانورونکی بازیگاہ مین تشریف لیگئے - یہ اکاڑا ایک احاطہ ہی جو ۹۰ گز سے ۶۰ گز ہی اور اوسکی دیواریں ۱۲ فیٹ اونچی ہین اور ان دیوارون کے اندر چہوٹی چہوٹی محراب دار راہین بنی ہوئی ہین کہ اگر جانور بگڑ کر اپنے لڑانے والے پر حملہ کرے تو وہ اوسکے اندر سے نکل جایئن - مغربی جانب مین اوسکے ایک تماشا گاہ سہ منزلہ بنی ہوئی ہی - پہلوانون کی کشتیان ہوئین - پہر ہاتہیون مین اور مینڈہون اور بہینسون اور گینڈون کی کشتیان ہوئین جب ولیعہد یہ سب ملاحظہ فرما چکے تو حضور نے گایکوار اور سر مادہوراؤ کا شکریہ ادا کیا اور ریذیڈنسی کو تشریف لیگئے - یہ تو ایک معمولی بات تہی کہ جہان ولیعہد تشریف فرما ہوئے وہان وہ روشنی ہوتی کہ تیل تو اوس شہر مین باقی نہ رہتا ہوگا اسلیئے ہم اوسکو معمولی بات سمجہکر آگے کہین اوسکا ذکر نہین کرینگے - آج شب کو یہ پہلی دفعہ تہی کہ ہندوستانی رجمنٹ نمبر ۹ نے ولیعہد کی دعوت کی اور حضور نے اونکے ساتہہ طعام نوش فرمایا -

۲۰ - نوامبر - چہوٹی حاضری تناول فرماکر اور لباس شکار زیب تن فرماکر مہاراجہ گایکوار کے ہمراہ ساڑہے نو بجے جناب ولیعہد مع اپنے چند مصاحبون کے مکن پور جو آٹہہ میل تہا تشریف لیگئے - یہان ولیعہد اور اونکے مصاحب رتہون مین کہ سیم و زر و گوہر مین مرصع تہین سوار ہوئے اور اوس جگہہ پہنچے جہان کالے ہرنون کا رمنا تہا - وہان یہ کالے ہرن ان رتہونکے دیکہنے کے عادی تہے انسے وحشت نہین کرتے تہے مگر جب اونہون نے انگریزی لباس اور ہتہیارون کو دیکہا تو وہ چوکنے ہوکر چوکڑیان بہرنے لگے - یہان چیتون نے ایک سیاہ ہرن کو شکار کیا - پہر جناب ولیعہد نے

بڑی مشکل سے ۱۰ بجے ایک ہرن کو شکار کیا۔ گو اسوقت آفتاب کی تمازت زیادہ ہوگئی تھی مگر جناب ولیعہد نے اوسکا خیال نہ کیا۔ ایک شکار کی مشق اور پھر اوسکا عشق ایسی گرمیون کو کب مانتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ ہمیشہ سے اس حرارت کے برداشت کرنے کے عادی ہین۔ ۱۱ بجے گھوڑے پر سوار ہو کر محل شکارگاہ مکن پور پہنچے۔ راہ مین بھینسون کو دو لڑکے تالاب کے قریب چراتے تھے۔ اونکو انگریزون کی وحشت سے وہ دہشت ہوئی کہ چیخین مارکر بھاگے۔ ایک سوار اونکی تسلی اور تشفی کے لیئے بھیجا گیا۔ ولیعہد نے یہان ایک آبی جانور کو شکار کیا۔ پھر اس مین خاصہ تناول فرمایا اور تین بجے تک آرام کیا اور ساڑھے پانچ بجے پھر ایک کالے ہرن کو شکار کیا۔ یہ سارا دن سیر و شکار مین خوب خوشی کے ساتھ بسر ہوا گو بہت سا شکار ہاتھ نہ لگا۔ ۷ بجے رزیڈنسی مین ولیعہد واپس تشریف لائے۔ رات کو حضور نے مسکوٹ مین رجمنٹ ہندوستانی نمبر ۲۲ کے شریک ہوکر اونکا اعزاز بڑھایا۔

۱۲۔ نوامبر روز سہ شنبہ کو نوین بنگال رجمنٹ کے ہندوستانی افسر حضور ولیعہد کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ اونکی صورت مردانہ اور دلیرانہ تھی مگر عمر اونکی ایسی بڑی تھین کہ اونپر سپاہیانہ عہدون کے کام کا انصرام کرنا تعجب خیز تھا۔

۷ بجے شام کے مہاراجہ گائکوار رزیڈنسی مین تشریف لائے۔ آدہ گھنٹہ کے بعد ولیعہد موتی باغ کو سوار ہو کر تشریف فرما ہوئے۔ یہان مہارانی جمنا بائی نے روشنی اور دعوت کا بڑا سامان کیا تھا۔ یہان بڑودہ کی سونے چاندی کی توپین اور رتھین پھر دوبارہ ملاحظۂ اشرف مین آئین (میدان جنگ مین جو سوار انکو چھین کر لیجائین وہ کیا خوش نصیب ہونگے)۔ غرض جب خاصہ تناول فرمانے کا وقت آگیا۔ سر مادھو راو نے کرسی کے پیچھے کھڑے ہو کر کچھ گفتگو فرمائی۔ مہاراجہ اور مہارانی کی طرف سے کہا کہ جناب ملکہ معظمہ کی تندرستی کا جام پیا جاوے۔ اور بعد اسکے پرنس ویلز کی تندرستی کا جام پیا گیا۔ پھر اوسکے جواب مین عالیجناب ولیعہد نے فرمایا کہ بڑودہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور جو بڑی تعظیم اور تکریم یہان کی گئی اوس سے میرا دل مسرور ہوا۔ مین مہاراجہ اور مہارانی کا شکریہ ادا کرتا ہون اونکی مہربانی اور عنایت کو کبھی نہین بھولونگا۔ مہاراجہ اسوقت کم عمر ہین مگر آئندہ

اونکے واسطے ایک زمانہ آنے والا ہی۔ مجھے یقین ہی کہ وہ اپنے وزیر و مشیر سر مادہو راؤ کی صلاح
اور مشورہ پر چلکر رعایا کی آسودگی اور آسایش کی افزایش مین ساعی ہونگے اور ملک کے مخازن کو
بڑہانے مین کوشش اور سعی کرینگے اور ہمیشہ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ رشتۂ اتحاد اور وداد کو
مستحکم رکھینگے۔ اسکے جواب مین سر مادہو راؤ نے فرمایا کہ مہاراجہ اور مہارانی دونون دل و جان سے
حضور کے احسان و عنایت کا شکریہ ادا کرتے ہین جسکے ساتھہ اونکا جام صحت پیا گیا ہی۔ وہ یہ خیال
کرتے ہین کہ اوس سے زیادہ کوئی ہماری خوشی اور مسرت کا دن زندگی مین نہین آیا۔ انگلستان کی شاہانہ
صورتون کو فوٹو گراف کی تصویرون مین مدت سے دیکھتے تہے اب خدا نے اوس عالی خاندان کی صورت
سے ہماری آنکھون کو نور جان بخشا جسکے ہاتھہ مین اوس سلطنت کا عصا ہوگا جسکی فیاضانہ قدرت اور حسن کا
اثر دنیا کے ہر گوشہ مین موجود ہی۔ جسنے ظلمت کو دور کیا نور کو پہیلایا۔ ظالمون کے ہاتھون کو مفلوج
کیا غلامی کی زنجیرون کو توڑ دیا۔ آزادی کے سواد کو بڑہایا۔ بنی آدم کے درجہ کو بلند کیا۔ انضباط و سیر
مین سرعت پیدا کی۔ ہم اسکے نہایت احسانمند ہین کہ حضور اپنے دولت خانہ شمال سے ایسے دور دراز
کے فاصلے پر بحر اور بر مین سفر کرتے ہوئے جناب مرحمت مآب ملکہ معظمہ کے مکرمت نصاب پیغامبر
ہوکر تشریف لائے حضور کی غرض یہان آنے سے یہ ہی کہ اوس سلطنت کو ملاحظہ فرمایئن جسکو اہل انگلستان
کی شجاعت نے قائم کیا ہی اور جسکا قیام وہان کی حسن تدابیر اور انتظام سے ہو رہا ہی۔ اور اون
دیسی ریاستون کا تماشا دیکھین جو انگریزی عدالت و صداقت پر زیادہ بہروسا کرکے اپنے تئین محفوظ اور
مصئون سمجھتی ہین اور یہ نہین جانتی ہین کہ ہم کو اوس حالت مین کر رکھا ہی کہ جیسے زیر دست تعین اپنے دشمنونکو
قلعہ بند یا شہر بند کرتی ہین۔ حضور کی والدہ کی نیکنامی اور ناموری اور حضور کی عالیہمتی حضور کی
تشریف آوری کی وجوہ حضور کی مکرمت خسروانہ اور مرحمت و اخلاق شاہانہ یہ سب مقتضی اسکے ہین کہ
جہان اس ملک مین قدم رنجہ فرمایئن وہان کی رعایا دل و جان سے اپنی محبت و وفا اور جان نثاری
اور خیر خواہی اور دولت خواہی کا اظہار کرے۔ بڑودہ مین حضور کی تشریف آوری کبھی فراموش خاطر
نہوگی اور ہر وقت حافظہ مین تازہ ہوتی رہیگی۔ حضور کا آنا ہمیشہ تاریخ مین یادگار رہیگا۔ اور اس

سیاست کو ازسر نو زیادہ مستحکم اور استوار کریگا۔ اب مین تہ دل سے یہ دعا دیتا ہون کہ آپکو یہ سفر ہند
دلخواہ کرنا خدا نصیب کرے۔ اور حضور یہان کے امرا اور روسا اور غریب رعایا کی اغراض پر خاص
لطف و کرم کی نگاہ سے دیکھین اور یہان سے جناب ملکہ معظمہ اور نیز تمام انگریزی قوم کی خدمت مین
ہندوستان کی رعایا کی طرف سے خیر خواہی اور جان نثاری اور بندگی و وفاداری کے پیغام لیجائین
گو یہان کی رعایا عقائد اور مذہب مین رسم و رواج اور عادات مین اختلاف رکھتی ہے مگر برٹش گورنمنٹ
کی اطاعت اور بندگی و شکر گزاری اور احسانمندی مین سب طرح سے اتفاق رکھتی ہے۔

بعد خاصہ تناول فرمانے کے سارے مہمان محل مین تشریف لیگئے اور وہان رقص و سرود کچھ دیر تک
رہا۔ پھر رات کے ساڑھے دس بجے ولیعہد کی مہارانی کی ملاقات کو تشریف لیگئے اور وہان زبان مبارک
سے فرمایا کہ مجھے آپکی ملاقات سے نہایت مسرت حاصل ہوئی اور یہان سیر و شکار سے فرحت ہوئی غرض
مہارانی نے ارشاد کیا کہ مجھے حضور کے اس ارشاد سے کمال نشاط ہوئی۔ غرض وہ گاڑی تک ہمراہ لیکر
باہر آئین اور ولیعہد سے رخصت ہوئین۔ سوا گیارہ بجے ولیعہد اسٹیشن پر تشریف لیگئے وہان خاص
ٹرین اونکے لیجانے کے واسطے تیار تھی۔

۲۲۔ نوامبر کو ولیعہد بہادر نے قدیمی شہر احمد آباد کی سیر مین بسر کیا۔ اور بط اور مرغابی اور پرندونکا
شکار کیا۔ ایک سارس بھی مارا۔ ایک مصاحب نے سور کا بھی شکار کیا۔ غرض تھوڑی دیر مین ۱۱۱ پرند شکار
ہوکر بھرے گئے۔ پھر یہانسے اٹھارہ میل پر ڈبکا ایک مقام تھا وہان سور کے شکار کے واسطے روانہ
ہوئے۔ یہان ڈاک بنگلو مین آرام فرمایا۔

۲۳۔ نوامبر کو صبح ہوتے ہی سور کی تلاش مین روانہ ہوئے۔ ایک سور کو برچھی سے ولیعہد نے شکار
کیا۔ بعد دوپہر کے شکار سے واپس آئے۔

سورت کے رہنے والے ولیعہد کیصورت کو ترستے رہے۔ وہان کی حضور نے سیر نفرمائی۔ سورت
مسلمانون کا قدیمی شہر تھا گو طوفان زدگی سے خستہ حال ہو رہا تھا مگر پھر قابل دید تھا۔ پونا والون
اور سورت والون اور احمد آباد والون کے سپاسنامے حضور ولیعہد کی پیشگاہ مین پیش کیے گئے۔ اظہار خیر خواہی

کے اور شکر وسپاس گزاری عدالت شاہی کے اور دعا کے مضامین سب مین ایک ہی سے تہے۔ پونا والون
نے یہ تحریر کیا کہ ہمارا شہر دکن کا پرانا دار السلطنت ہی گو دولتمند نہین۔ سورت والون نے اپنی اس قدامت کو
ظاہر کیا کہ برٹش گورنمنٹ کا سفیر سب سے پہلے ہمارے شہر مین آیا تہا۔ اور ہم ہی سب سے زیادہ خیر خواہ اور قدیم
رعایا برٹش گورنمنٹ کے ہین۔ احمد آباد والون نے کہا کہ گو ہمارا شہر طوفان زدہ ہی مگر پہر بہی اوسکے ملک کا
حصہ ہندوستان مین تجارت کے اندر سب سے سبقت لیگیا ہی اور اونکی زبان علوم سے روز بروز رونق پاتی
جاتی ہی۔ اور ہم ایک کالج بنانے کا ارادہ رکہتے ہین۔

۲۴۔ نوامبر صبح کے ۷ بجے ۴۰ منٹ پر حضور ولیعہد پہر بمبئی مین سونق افروز ہوئے تعظیم معمولی ادا
ہوئین۔ پہر کشتی مین سوار ہوکر سرالپس کو تشریف لیگئے۔

۲۵۔ نوامبر کو عالیجناب ولیعہد اور اونکے مصاحبون مین سے ہر ایک پر کچہہ نہ کچہہ اثر یہان کی آب وہوا کا
تہا۔ ہیضہ کی پہر خبر آئی جس سے یہ ارادہ ہونے لگا کہ دکن مین شکار نہ کہیلا جاوے۔ مگر وہ تقویم کہ ولیعہد
کے دورہ کی بنائی گئی تہی اوسمین ایسی مسلسل تاریخین تمام کام کے انصرام کی لکہی ہوئی تہین کہ اوسمین توقف
کی اوس روز بہی گنجایش نہ تہی کہ خدانخواستہ سر مین درد ہوتا یا مزاج اعتدال سے منحرف ہوتا یا کوئی
اور حادثہ رونما ہوتا۔

ہندوستانی راجاؤن اور سب اعلیٰ ادنیٰ کو ولیعہد کے جہاز دیکہنے کا کمال اشتیاق تہا۔ آج اونکے
غول کے غول اس جہاز کی سیر سے مسرور ہوئے۔ دوپہر کو ولیعہد پہر ایک دفعہ خشکی مین آنکر گورنر سے رخصت
ہونے گئے۔ اور سرمنگل داس نتہو بہاؤ کے ہان شادی تہی اوسمین شریک ہوئے۔ یہان دولہا
دلہن کا سارا تماشا دیکہا۔ اور سیکڑون لکہہ پتی اور کروڑ پتی بمبئی کے ساہوکار وتاجر ایک جا دیکہے۔
سرمنگل داس کو اس عزت خسروانہ پر کمال افتخار اور اعزاز ہوا۔ پہر جناب ولیعہد پیرل کو تشریف
لیگئے۔ حضور گورنر سے ملاقات کی۔ اور اوسمین یہان کے تمام حسن انتظام کی تعریف کی اور پولیس کی
خوش انتظامی کے صلے مین سوٹر صاحب افسر اعلیٰ پولیس کو "نائٹ" کا خطاب عطا کیا۔ خطاب
ان صاحب کا آبائی فرنیک تہا۔ اب وہ سر فرینک ہوگیا۔ کہانا یہان تناول فرمایا۔ فوٹوگراف کی

تصویر حضور کی بنائی گئی۔ پھر وہ سرالیس کو تشریف فرما ہوئے۔ سب چھوٹے بڑے راجہ اور رئیس اُن
آخری ملاقات کرکے اور ہاتھ ملاکر رخصت ہوگئے۔ ولیعہد کا اب اوسی ساحل پر سفر ہوتا ہی جس پر
وسکوڈہی گاما کا سفر ہوا تہا۔

(۸) ۲۶۔ نوامبر کو جب سرالیس جنوب کی طرف چلا تو اوسکو ساحل پر یہ معلوم ہوتا تہا کہ اونچے
اونچے درختوں کی ایک دیوار کھڑی ہوئی ہی۔ سمندر مین کشتیون کی آؤ جاؤ اور اسباب تجارت کی
آمد درفت اور ملاحونکا اونپر مستعدی سے کام کرنا عجیب تماشا تہا۔ سمندر مین چلنا بہی یہ معلوم ہوتا تہا کہ
کسی بازار مین چلے جاتے ہین۔ جہان کوئی تجارت گاہ نظر آتی تو وہان اون پہلی فتحمند قومون کے
نشان بہی دکھلائی دیتے جو آج کل گوشہ عزلت مین بیٹھی ہین۔ پہلے ملوان اور پھر قلعہ ملیگڈی آیا
جو ایک نہایت عمدہ قلعہ تہا۔ گورنر گوا کو پہلے سے ولیعہد کی تشریف آوری کی اطلاع دیگئی تہی۔ یہ گورنر
نائب السلطنت پرتگیز کہلاتا ہی اوسنے اس خبر کے سننے مین سارا سامان تعظیم و تکریم تیار کیا۔ اور
خود استقبال کے لیئے حاضر ہوا۔ ۳۰۔ نوامبر کو قدیمی گوا کی سیر کو تشریف لیگئے۔ گورنر گوا بہی ہمراہ تہا
۲۳۰ برس کا عرصہ گذرتا ہی کہ اس شہر کو آب و ہوا کی خرابی کے سبب سے چھوڑ دیا تہا۔ اب وہ سارا
کھنڈر پڑا ہی۔ ایک بڑا اسلحہ خانہ اور عمارات عالیشان اور معابد اور کلیسا تمام خاک مین لوٹ رہے ہین
ان عمارات کی نسبت احباب مین بڑی بڑی داستانین بیان کی گئین۔ ایک پرتگیز نے اونمین سے کہا
کہ ہم بہی کبہی بڑے تہے اون وسیع ضلعونپر حکمرانی کرتے تہے جنپر اب تم فرمانروائی کرتے ہو۔ دیکھہ لو
کہ اب ہمارے پاس کیا رہا ہی اگر وہ ہندوستانی ہوتا تو ضرور اس شعر مین اپنا مطلب ادا کرتا شعر

اب کیا رہا ہی جس سے رقیبون کا ڈر کرین ۔ ہم تو بُرون کی جانکو پہلے ہی رو چکے

یہ شہر غریب عموماً انگریزونکی سیر کی قابل ہی۔ اور علی الخصوص ایسے شاہزادہ کے لیئے تو ضرور ہی جو آئندہ
ہندوستان کا شہریار ہو کہ وہ ورق گردانی روزگار کا سبق اس شہر سے کہ ایک عبرت نامہ ہی لیوے
اور سمجھے کہ اگر ہمکو افتخار اور نخوت اپنے کامونپر اور اپنی قوم کی اولوالعزمی اور جوانمردی پر ہو تو
ان کھنڈرونکو دیکھکر اون اسباب کی طرف توجہ اور خیال کرنا چاہیئے جسنے بڑی بڑی سلطنتون کو

اور بڑے بڑے شجاع دلیر جوانمردون اور نظموں و مدبرون کے کامون کو خاک مین ملایا ہی۔ بعد اس شہر کے اور مقامات بزرگ کا ملاحظہ فرما کر بارہ بجے ولیعہد گورنر گوا کو ہمراہ لیکر سراپس مین تشریف لائے۔ اور ۲ بجے گورنر گوا کو واپس کیا۔ ۴ بجے کے بعد حضور ولیعہد نے مچھلی کے شکار کا لباس پہنکر ماہی گیری شروع کی۔ ہندوستانیون کا دل اس تماشے سے بڑا خوش ہوتا تھا کہ ایک شاہزادہ مچھلی کا شکار کر رہا ہی اور تیرتا ہی۔ ۲۸۔ نومبر کو سراپس بی پور مین پہنچا۔ یہ وہ جگہہ ہی جہان آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے بحری قزاقون سے جنکا نام انگرائی تھا عہد و پیمان ہوئے تھے۔ اب قطاع الطریقی کا طریقہ ایسا مقطوع ہوگیا تھا کہ باب تجارت مسدود نہین ہوسکتا تھا۔ دوپہر کو گوا سے ساٹھ میل پر نماز جہاز ہی مین پڑھی گئی۔ بی پور مین جناب ولیعہد نے نزول اجلال فرمایا۔ دو ناریل تڑوا کر اونکا دودھ پی کر پیاس کو بجھایا۔ ۲۹۔ ۳۰ نومبر کو بھی جہاز مین بیٹھے بیٹھے ادھر ادھر کی سیر مین لطف سے بسر ہوئی۔

(۹) یکم دسمبر کو سراپس سے کولمبو مین چار بجے حضور ولیعہد نے نزول اجلال فرمایا۔ سیلون مین گورنر رائٹ آنریبل گریگری صاحب تھے۔ اونھون نے سارا سامان آرایش اور زیبایش کا یہان مہیا کرایا۔ تمام اراکین گورنمنٹ حاضر خدمت مبارک تھے۔ یہان سب جگہہ درختون کے پتون اور پھولون کی آرایش تھی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ قدرت نے یہان کی زمین کو کیا نشو و نما کی قوت عطا کی ہی۔ اسکا افسوس تھا کہ سیکڑون درخت برگ و بار و بریدہ اس زیبایش کے لیئے ہوئے۔ جابجا دروازے بڑے بڑے درختون کے کاٹ کر بنائے گئے تھے اور اوسپر پھول اور پتی ایسی روش سے لگائی گئی تھی کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ بھی ایک قدرتی درخت ہی۔ سوا اسکے یہان ہاتھیون کا گھر ہی تھا۔ اونکا جلوس بھی خالی از لطف نہ تھا۔ ۲۔ دسمبر کو جناب ولیعہد ریل مین سوار ہو کر کانڈی مین پہنچے۔ یہان بھی آئین بندی اور آرایش کی وہی کیفیت تھی جو پہلے مقام مین تھی۔ گویا اسبات کو ہر ایک مقام پر سمجھہ لینا چاہیئے کہ حضور ولیعہد کی خاک پا جہان گئی وہان کے رہنے والون نے اپنے حسب مقدور اپنے مکانون اور بازارون اور اپنی آرایش مین کسی بات کو اوٹھا نہین رکھا خواہ ہندوستان

سیلون کا سیر

کے رئیس ہون یا انگریزی حاکم و حکمران ہون اونہون نے ولیعہد کے تعظیم و تکریم مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کیا اسلیئے ہم اس مضمون کو بار بار نہین لکہینگے۔ ہر جگہ ہندوستانی کیا اور انگریز کیا ولیعہد کے قدمون پر
سر رکہنے کو کسب سعادت کے لیئے عید سعید سمجہتے تہے۔ اور جو تعظیم و تکریم ایک بڑے بادشاہ کی شان کے
شایان تہی وہ بجالاتے تہے۔ اور جتنے روز وہان حضور رہتے تہے ایک جشن طرب افزا اور غم کاہ
ہر روز ہوتا تہا۔ لقاے ولیعہد کو دیکہکر کوئی سینہ ایسا نہوتا تہا کہ جسمین غم رہتا ہو۔ پہر جو خوش نصیب
اون سے ہمکلام ہوا وہ تو اونکے خلق جانفزا کا عمر بہر کے لیئے غلام بے درم ہوگیا۔ سیاہ خواہ گوری یا
کالی ہو وہ تو اس خوشی مین پہولی نسماتی تہی۔ رعایا کے غٹ کے غٹ سیکڑون کوسون سے چلے آتے تہے
اسیلئے تماشائین بہی یہ ہجوم ہوتا تہا جو اس شہزادہ کی آمد پر ہوتا تہا۔ سپاسنامے جو گذرتے تہے اونکا مضمون
بہی واحد ہوتا تہا۔ وہی اظہار شکرگذاری اور فرمانبرداری جان نثاری اور اپنے ملک کی خصوصیات کا بیان
ہونا اور ساری خوبیون کا سبب یہ بیان کیا جاتا تہا کہ وہ اس گورنمنٹ ہی کے سبب ہی۔ ۸۔ دسمبر
تک سیر و شکار کے بڑے تماشے رہے۔ کہین بارش مین حضور بہیگے کہین بگہی اولٹی۔ مگر خدا نے خیر رکہی
کہ وہ بال بال بچگیئے۔ کہین راہ مین گہوڑے جو بدلنے کے لیئے لگائے گیئے تہے وہ معلوم ہوئے۔ ہاتہی
کے شکار کا عجب لطف تہا۔ دو ہاتہیون نے جناب ولیعہد کے دست مبارک سے گولیان کہائین مگر زخمی
ہوکر بہاگ گیئے پہر نظر نہ آئے۔ مگر ایک ہاتہی زخمی ہوکر ایک نالہ کے پانی مین گر پڑا اور وہین مر گیا جسکے
مردہ گوشت کے پشتہ پر حضور سوار ہوئے۔ دُم اوسکی کاٹ لیگئی کہ وہ اس شکار کی یاد ہمیشہ دلایا کرے
غرض شکار کے شوق مین بیابان کی گرمی اور بارش مطلق مزاج پر ناگوار نہ گذری۔ یہان لنکا مین
جو پہلے سیاح فرنگستانی آئے اور اونہون نے اپنے سفرنامے لکہے تہے اور اونمین کہین لکہا تہا کہ ایک درخت
تالاب مین ایسا ہی کہ اوسکے چہونے سے ہر چیز سونا ہوجاتی ہی۔ کہین یہ لکہا کہ راتون کو یہان جن اور
بہوتون کی آوازین آتی ہین۔ اونمین سے ایک کی آواز کتے کی سی ہوتی ہی جسوقت یہ آواز آتی ہی
تو سنگالی اونکو غلام گاؤ خور مخاطب کرکے گالیان دیتے ہین تو دور چلی جاتی ہی۔ یہ سب باتین فقط
دل لگی کی تہین نہ کسی کو جن نظر آیا نہ آواز آئی نہ وہ درخت ملا۔ اب اہل یورپ کے دانشمندون کو تو خدا نے

ان بھوت پلید جن پری آسیب کے عذابون سے چھوڑا دیا دیکھیئے کہ خدا یہان وہ دن کب لاتا ہی کہ ہمکو
ایسی عقل و دانش حاصل ہو جاوے کہ یہ ناحق کے وسوسے جن و پری کے دل مین نہ اوٹھا کرین۔ بڑے بڑے
پرانے معابدون مین گذر ہوا۔ وہان سونے کی خاک بچھا در ہوئی۔ بدھ کے دندان مبارک کی بھی زیارت کی

(۱۰) ۹۔ دسمبر کو سراپس کولمبو سے چلکر جہازون کی قیام گاہ ٹیوٹیکورن مین لنگر انداز ہوا۔
۱۰۔ دسمبر کو حضور ولیعہد جہاز سے اوترکر خاص ٹرین مین سوار ہونے کے لیے اسٹیشن پر تشریف لائے
اور مدورا کو روانہ ہوئے۔ یہان زمیندارون اور رئیسون کی طرف سے سپاسنامہ اتنی دیر مین کہ تمام
اسباب کشتیون سے اوترے پیش ہوا اور اوسکا جواب حضور نے بکرمت خسروانہ اور مرحمت شاہانہ
کے ساتھ فرمایا۔ یہان مشنریون اور پادریون کے بڑے بڑے کارخانے ہین اور ہندوستانی عیسائی
اتنے بستے ہین کہ کہین اور ہندوستان مین نہین رہتے۔ پادری اپنے خیالات مذہبی کے سبب سے گورنمنٹ پر
اعتراض کرنے سے نہین چوکتے۔ وہ ہمیشہ اسبات کی شکایت کیا کرتے ہین کہ یہان تاڑی کے درخت
نیلام ہوا کرتے ہین اور سب سے زیادہ بولی بولنے والے کے نام چھوڑا کرتے ہین جسکے یہ معنی ہین کہ اوس سے
سب سے زیادہ تاڑی بناکے آدمیونکو اوسکے نشہ مین دیوانہ بنانے وہ اوسکو مول لے۔ یہ قانون ہندوون
کے ہان تو بڑی بیعزتی اور ذلت کا ہی اور مسلمانون کے ہان تو وہ ایسا جرم ہی کہ جسکی تعزیر و عقوبت
نہایت سخت ہی افسوس ہی کہ یہ قانون روز بروز زور پکڑتا جاتا ہی۔ تاڑی کا نشہ سیکڑون کو پچھاڑتا ہی
ٹیوٹیکورن سے اٹھارہ میل چل کر پادری اور چند ہزار ہندوستانی عیسائی اور ایک ہزار
اونکے لڑکے لڑکیان حضور ولیعہد کے لیے چشم براہ بیٹھے ہوئے تھے۔ مسٹر روبنسن صاحب
اور پادری کینن ڈک ورتھ صاحب نے ان پادریون کو جو عمائد و بزرگ تھے پیش کیا۔ پھر
پادری کالاویل نے ہندوستانی عیسائیون کی طرف سے اڈریس پڑھی جسکا خلاصہ مطلب یہ تھا
کہ ہمکو خدا نے یہ بڑی نعمت دی ہی کہ ہم عیسائی گورنمنٹ کے سایۂ عاطفت مین ہین۔ پھر تمام تاریخ
عیسائیون کی بیان کی گئی تھی کہ کیونکر اوسکا بیج بویا گیا اور کس کس کی آبیاری سے اوس نے
نشو و نما پاکر یہ برگ و بار پیدا کیے۔ اب یہان ساٹھ ہزار ہندوستانی عیسائی تھے جنمین ۹۵ ہندوستانی

کلرجی ہین - ۵۹۰ کٹی کسٹ اور معلم سب قسم کے ہین - مدارس مین تیرہ ہزار لڑکے اور لڑکیان پڑھتے
ہین - تناولی کے عیسائیون نے اپنے گرجاؤن کے واسطے ۲۳۴۸۳ روپیہ خیرات کیا جب یہ
ایڈریس ختم ہوئی تو ایک بائبل تامل زبان مین نہایت عمدہ جلد کی ایک ایسے جزدان مین جسپر
زردوزی کا کام مدرسہ کی لڑکیون کا بنایا ہوا تہا حضور ولیعہد کے خدمت مین پیش کی گئی حضور نے
بہی جواب جو شایان ایسے موقع پر بادشاہونکو ہوتا ہی دیا - پھر لڑکیون نے ایک گیت تامل زبان مین گایا
جسکا مطلب یہ تہا کہ خداے آسمانی اپنے فضل سے یہان ہماری ملکہ وکٹوریا کے بیٹے کو یعنی تجکو
ہمیشہ سب طرح کی خوبیون سے بہرہ یاب اور خوش رکہے - یہ خاص ہماری خوش نصیبی ہی کہ ہم ایسے
بادشاہ کی رعایا ہین جسکی عدالت کے سبب سے شیر بکری ایک ہی گہاٹ پانی پیتے ہین - سمندرون کو
طے کرکے اور پہاڑون مین گذر کر اس ہمارے ملک مین جو غایت جنوب مین واقع ہی تو آیا ہی - اور اونکو
جو چتر شاہی کے سایہ مین بستے ہین اپنے چہرہ مبارک کی روشنی سے منور کیا ہی - تیری سلطنت مین چاند
سورج کبہی غروب نہین ہوتے خدا کرے کہ نسلاً بعد نسل شہرت اور ناموری بڑہتی جاے - علم شمشیر
برٹش قوم کا شان وشکوہ کے ساتہہ بڑی وسعت پر دور دور نصب ہوتا جاے - اور اوسکے ساتہہ
بہ سازگاری خداوند یسوع کا علم صلیب بہی قائم ہوتا جاے - خدا تجکو زندہ رکہے اور تجپر اپنے
فضل کی نگاہ رکہے - درازی عمر عطا کرے دوام کے لیے تجکو برکت دے -

او دانا بادشاہ ہونے والے ہم تجہے تسلیم کرتے ہین تسلیم کرتے ہین تو اپنی دار السلطنت کو
بخیر وعافیت دوبارہ پہنچے - تیری تمام آدمی انصافاً تعریف کرتے ہین -

بعد اسکے حضور ولیعہد نے آنبون کی گٹھلیان اور بیج پادری صاحبون کو دیئے کہ وہ ہر مدرسہ مین
بوے جایئن - اور درختون کے نام شاہزادے کے درخت رکہے جایئن تاکہ ہندوستانی عیسائیون کو
آج کا اعزاز اپنا کبہی دل سے فراموش نہو اور اونکے واسطے اور اونکی بیگم کے لیے اور اونکے خاندان کے
لیئے ہمیشہ دعا کیا کرین -

۱۲ پر ۴۰ منٹ ٹرین کول پٹی پر ۲۶ میل ٹیوٹیکورن سے آدہ گھنٹے مین پہنچی -

ن چھوٹے چھوٹے زمینداروں نے خیمے لگا رکھے تھے۔ اونمین حضور نے خاصہ تناول فرمایا ا
مطلع دیدار سے مشرف کیا۔ اوران زمینداروں کے تحائف قلیل القیمت کو قبول فرما کر سر
۵ بجے ریل مدورا مین پہنچی۔ ایک جو انجن ولیعہد کو لیجاتا تھا اوسکا کچھہ نام نتھا۔ اب حضور ولیعہد نے
اوسکو کرسچان بنایا کہ اوسکا نام الکزنڈریا رکھا

اور آج یہ لین کھولی گئی تھی شہر مدورا جسکا نام ہی اوسکی شیرینی کو بتلا رہا ہی مشہور ہی کا
ہی۔ کہتے ہین کہ زبان تامل کے بولنے والون مین ایک لاکھہ بیس ہزار عیسائی ہین۔ مگر ان عیسائیو
جو پہلے افزایش تھی وہ اب نہین بلکہ اوسکی نسبت کاہش ہی۔ چڑہاؤ کا اوتار ہی۔

ایک گھنٹہ بعد یہان حضور ولیعہد اپنی فرودگاہ پٹہ کولم مین پہنچے۔ یہان ہندوستانی رئیس
ملازمت ہوئے۔ اون سب مین راجہ رامچندر لونڈی مین سب مین سرفراز تھے وہ انگریزی۔
فرانسیسی تیلگو۔ تامل۔ ہندوستانی۔ مرہٹی۔ بولنی جانتے تھے۔ شودر قوم سے تھے۔ وہ کچھہ خراج
برٹش گورنمنٹ کو نہین دیتے۔ مگر قرض کے مرض مین ایسے مبتلا ہین کہ اونکی ریاست نکل
جاتی ہی۔ سوا تین لاکھہ روپے سال کی ریاست اونکی ہی۔ اونھون نے ایک کتاب بڑے فخر سے
جسمین تمام خط و کتابت لارڈ کلایو کے عہد سے پہلے کی جو سرکار کمپنی اور اونکے آبا و اجداد کے د
ہوئی تھی موجود تھی۔

۱۱۔ دسمبر کو ہیضہ کی خبر وحشت اثر کیمپ مین اوڑی دو پولیس کے سپاہیو نکو رات کو ہیضہ ہوا
حاضری سے پہلے مندرا و ترمل نائک کے قصر کا ملاحظہ فرمایا۔ کہتے ہین یہ قصر بائیس برس مین ایک
کروڑ روپے مین بنا تھا۔ اس عمارت کا بدیہہ پن کہے دیتا ہی کہ پہلے کیسے ہندو تعمیر عمارات کے
فن سے بے بہرہ تھے۔ اوسکے اندر راجہ ترمل نائک کا بت کھڑا ہوا ہی اور اوسکی بغل مین چھہ رانیان
کھڑی ہوئی ہین۔ کہتے ہین کہ جب راجہ نے محل بنایا تو وہ اپنی ایک رانی کو جو تنجور کے راجہ کی بیٹی تھی
دکھانے لے گیا۔ اور رانی سے پوچھا کہ کہو کوئی تمہارے باپ کے ہان بھی ایسا محل ہی اوسپر رانی نے
کہا کہ میرے باپ کے ہان مویشی خانہ بھی اس سے اچھا ہی۔ اسپر راجہ کو ایسا غصہ آیا کہ رانی صاحبہ کو

کٹار سے مار ڈالا۔ رانی بھی بڑی چھوٹی تھی اوسکے باپ کے ہان کوئی مکان اس قصر سے اچھا نہ تھا۔
یہان ایک اڈریس ولیعہد کو دیگئی اور نہایت عمدہ تحفے پیشکش مین پیش ہوئے۔ شوگنگا کے سرداران
مین سے ایک سردار کی بیوی جسکا خاوند مر گیا تھا بیٹھی ہوئی تھی اوسنے عرض کیا کہ میری حق رسی قیصر ہند ہی
نے کی ہی اوسکے بیٹے کی شکر گزاری کے لئے حاضر ہوئی ہون اپنی ساری دولت اور گھر بار اور یہ اپنا
لڑکا شاہزادے پر نثار کرتی ہون۔ یہ کہکر اپنے لڑکے کا ہاتھہ شہزادہ کے ہاتھہ مین دیدیا۔ اس عورت
کی تمام حرکات و سکنات سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ قیصر ہند پر عاشق ہی اور اونکی محبت مین دیوانی ہی۔
پھر ایک مندر لنگ سمندر کا ملاحظہ فرمایا۔ یہ بڑا پرانا مندر تھا وہ پانچوین صدی مین بنا تھا۔
اس ملک مین تالاب ہزارون ہین اور اون مین عجیب و غریب صنعتین ہین جب وہ بنے ہونگے تو کرورہا
روپے اونمین صرف ہوئے ہونگے۔ ۱۰ بجے حضور خاص ٹرین مین سوار ہوکر ترچناپلی مین ڈہائی بجے رونق
افروز ہوئے۔ یہان سرنگم کے مندر کا ملاحظہ کیا اور پرانے نواب کے قصر مین تشریف لیگئے۔ وہان ایک
سپاسنامہ شہر کے باشندون کی طرف سے پیش ہوا اور ایک سپاسنامہ تنجور کے معتمدون نے باریاب ہوکر
گذرانا۔ خاصہ تناول فرمانے کے بعد حضور ممدوح نے آتشبازی کا تماشا دیکھا۔ تالابون مین پانی پر آتشبازی
کے سانپ لہراتے تھے اور اکڑ بہون کرتے تھے۔

۱۲ وین دسمبر کو ۱۱ بجے گرجا ہوا۔ پھر یہان کے کاریگرون کی صنعتون کا تماشا ہوا۔ چار بجے خاص
ٹرین مین سوار ہوکر مدراس کو روانہ ہوئی۔ راہ مین ریل کے پہیون کی کہڑکہڑنے اور دو جگہہ گاڑیان
کے بدلنے نے رات کے سونے کا لطف بیمزا کردیا۔ ۸ بجے ریل مدراس کے رایپورم اسٹیشن پر پہنچی
یہان چاے اور قہوہ پیا گیا۔ ڈیوک بکنگھم گورنر مدراس اور راجہ کوچین و ٹراونکور اور
وزیا نگرم اور نواب ارکاٹ اور اور رئیس موجود تھے۔ جناب ڈیوک بکنگھم نے یہ تجویز فرمائی کہ حضور
ولیعہد کے سر پر سونے کا چتر لگا کرے جس سے سارے ہندوستانی پہچان جائین کہ ہم کس کے دیکھنے کے
لیے آئے ہین۔ یہ رائے اونکی نہایت پر صواب تھی کیونکہ بادشاہون کے واسطے ایسی نشانیان نہین دیکھی جاتین
تو عوام الناس نہین پہچانتے۔ تھوڑے ہندوستانی انگریزون کے چہرون مین تمیز کرنا جانتے ہین۔

غرض فقط اس سونے کے چھتر نے لاکھون آدمیونکی دلون کی تمنائین پوری کردین۔

ہندوستانی رئیس ولیعہد کی صورت تکتے کے تکتے رہجاتے دل بہر کے دیکہنا اوسکا نصیب ہوتا تہا۔ ایک رئیس نے کہا کہ مین چھ سو میل مسافت طے کرکے یہان آیا اور فقط ایک لمحہ مجھے یہ دیدار نصیب ہوا ایک اَور رئیس نے دوسرے رئیس کے وکیل سے کہا کہ دیکھو ہم کس فاصلے سے ولیعہد کا جمال مبارک دیکھنے آئے ہین اور فقط اونکی جھلک دیکھتے ہین کہ وہ نظرون سے غائب ہوجاتی ہی۔ اوسپر اس دانشمند نے کہا کہ آپ نہین دیکھتے کہ ولیعہد آپکے دیکھنے کے لئے کتنی دور سے آئے ہین۔ "پل والاجاہ" پر بڑا تماشا تہا ۱۲۶ مدرسون اور کالجون کے ساڑھے بارہ ہزار لڑکے اور لڑکیان اوسکے دونون طرف صف بصف کھڑے تھے اونمین سے کوئی گا رہا تہا۔ کوئی چپ کھڑا تہا۔ کوئی الاپ رہا تہا۔ فقط ایک ہیرس اسکول اونمین سے مسلمان شریفونکا بہی تہا۔ یہ تہا تماشا دیکہکر ۹ بجے گورنمنٹ ہوس مین تشریف لائے۔ ہندوستانی راجاون سے ملاقات ہوئی۔ مدراس مین بہت تہوڑے رئیس ہین اونکے حال بیان کرنیکی ضرورت نہین ہی مسلمان رئیسون مین سے شاہزادہ ارکاٹ ہی تہے جنکے پاس کوئی ریاست اور ملک تو نہین ہی مگر خالی اونکی عزت اور تعظیم اَور رئیسون کے برابر ہوتی ہی۔ مہاراجہ وزیانگرم سب مین زیادہ صاحب لیاقت ان رئیسونمین معلوم ہوتے تہے۔ انگریزون مین اونکی بڑی آؤ بہگت ہوتی تہی۔

حضور ولیعہد نے دربار لیوی فرمایا۔ پہر گنڈی پارک مین تشریف لیگئے۔ ۱۴۔ تاریخ یہان تفریح اور تفرج مین بسر کی۔ باغ اور عجائب خانہ کا ملاحظہ فرمایا۔ ۱۵۔ کو یہان گھوڑدوڑ کا ملاحظہ فرمایا۔ مہاراجہ جیپور کی طرف سے ایک بڑا انعام اور راجاؤن کی طرف سے پیالے جیتنے والون کو دئے گئے دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے مدراس مین تشریف لائے۔ تین بجے مدراس یونیورسٹی کے ممبرون نے گورنمنٹ ہوس مین سپاسنامہ زرین پیش کیا۔ اوسمین یونیورسٹی کی مختصر تاریخ اوسکے ابتداء سنہ ۱۸۵۷ء سے لکھی ہوئی تہی اور اوسمین یہ افسوس ظاہر کیا کہ مدت دراز چاہیئے کہ ہندوستان مین تحصیل علم کا شوق نفس علم کی خاطر سے ہو مگر شوق کے بڑھنے کے اسباب اَور ہین جنسے آگے یہ چلتا ہی حضور ولیعہد نے سندیافتہ طالب علمون کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تم کو ہندوستان کی قدیمی زبانون اور علم ادب

اور علوم حکمت پر توجہ کرنی بہت چاہیئے اور ایسا کام کرنا چاہیئے کہ جس کے سبب سے تعلیم عام کا رواج ہو۔ بعد اسکے فرامسن والون کی جماعت نے سپاسنامہ پیش کیا۔ اور مبارکباد دین اپنے تئین دین کہ آج یہان ہندوستان مین ایسا ممبر اعلی اوسکا تشریف فرما ہوا ہی۔ اوسکے جواب مین حضور نے ارشاد فرمایا کہ مین انگلستان مین جاکر اپنے بہائیون سے کہونگا کہ مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ فرامیسنری سے جو فیاضی ومحبت برادرانہ وجود مرہانہ دنیا مین پہیل رہی ہی اوس سے مدراس بہی محروم نہین ہی۔ پہر میسور رکمیشن کو اجازت ہوئی کہ وہ پیش ہون۔ اونہون نے اپنے سپاسنامہ مین افسوس اپنی اس بدقسمتی کا ظاہر کیا کہ میسور حضور کی تشریف آوری سے محروم رہا۔ اوسکے جواب مین حضور نے بہی افسوس ظاہر کیا کہ مین بنگلور اور میسور کو نہ دیکہہ سکا۔ پہر کُرگ کے باشندونکے معتمد بار یاب ملازمت ہوئے کچھہ اون سے کلمات شفقت آمیز فرمائے۔ کُرگ کے چاقو نذر مین منظور فرمائے۔ پہر اسیوڑم کے باشندونکے معتمدون نے سپاسنامہ پیش کیا اور نقشے اون فضاؤن کے پیش کیئے کہ اگر ولیعہد وہان رونق افروز ہوتے تو اونکو ملاحظہ فرماتے۔ اسکے جواب مین زبان دُرفشان سے یہ ارشاد ہوا کہ مجھے اونکے نہ دیکہنے کا افسوس ہی مگر مجھے بڑی خوشی اس خیال سے ہوئی کہ اس ملک کے باشندونمین سے میرے آنے کے سبب سے کوئی بیمار نہین ہوا۔ اور نہ کوئی موت کے پنجہ مین گرفتار ہوا۔ دوپہر کے بعد بازدید کی ملاقاتین مہاراجہ کوچین اور شاہزادہ ارکاٹ اور راجہ ٹراونکور سے فرمائین۔ ہر جگہہ عجیب وغریب تحائف پیشکش مین پیش ہوئے۔

رانی تنجور سے بہی ملاقات ہوئی رانی صاحبہ کو کچھہ انگریزی ٹوٹی پہوٹی آتی تہی جب اون سے اس زبان مین باتین کرنے کے لیئے کہا گیا تو اونہون مسکراکر انگریزی مین فرمایا کہ آج مین اپنے بہائی شہزادہ سے ملکر بہت خوش ہوئی۔ میری بہن ملکہ کا مزاج کس طرح ہی۔ پہر جہان نیا بندرگاہ تیار ہونیکے لیئے تجویز ہوئی تہی وہان تشریف لیگئے اور یادگار کے طور پر بنیاد کا پتھر رکہا۔ اس جلسے مین پانڈیچری کا فرانسیسی گورنر اور اَور افسر بہی موجود تہے وہ شاہ ولیعہد کے سلام کرنیکے لیئے حاضر ہوئے تہے۔ اسوقت ضرور فرانسیسون کے دل مین شعلے اوٹہتے ہونگے کہ ہمارے باپ دادا

کیا بیوقوف تھے کہ لاپوڈنی کی فتح مین جو کنجیان مدراس کی ہاتھہ آئی تہین وہ امی لاشیبل کے عہدنامہ کے موافق انگریزون کو واپس دیدین۔ شام کو گورنمنٹ ہوس مین ضیافت کا جلسہ ہوا۔ اور اوسکے بعد کمرہ مین ملاقاتین ہوئین۔

۱۶۔ دسمبر۔ دوپہر سے پہلے رام لیلا کا تماشا بعینہ اوس طرح سے کہ دسہرہ مین ہوتا ہی شاہزادہ عالیجاہ کو دکہایا گیا۔ اور ایک پیکر چوبی سیتاجی کی نہایت خوبصورت جسکا رنگ کشمیریون اور انگریزون کے رنگ کے درمیان تہا۔ بندگان عالی کی خدمت مین پیش ہوئی جسکو حضور والا نے انگلستان بہجوایا۔ پہر اَور تماشے مداریون اور بہان متی اور سپیرون کے ہوتے رہے۔ سانپون کا ناچ دکہایا گیا اگرچہ زہر نکال لیا گیا تہا مگر اونکی جبلی عادت چوٹ کرنے کی تو اوس سے نہین جاتی رہی تہی وہ برابر اپنے کہلانے والون پر چوٹین کرتے تہے۔ اور اپنی اکڑ سپون سے بڑا تماشا دکہاتے تہے۔

۱۷۔ دسمبر مدراس کی کری مشہور تہی وہ خاصہ مین چنی گئی اوسے حضور نوشجان فرماکر بہت خوش ہوئے۔ ہندوستانی کہانے ہی تناول فرمائے۔ بعد اسکے بگہی مین سوار ہوکر نزہتگاہ عوام مین تشریف لیگئے۔ یہان ہزارون لڑکے موجود تہے۔ اونکا خوشی خوشی گانا اور تالیان بجانا ہی ایک عجیب بہار دیتا تہا۔ یہان سے حضور عالیجناب جزیرہ مین تشریف لیگئے۔ وہان فورٹ سینٹ جارج کی فوج کی پریڈ سر فریڈرک ہینز کمانڈر انچیف مدراس نے ملاحظہ کرائی۔

انگریزی مراسم و اطوار نسمجہنے سے ہمیشہ ہندوستانیون کو دشواریان پیش آتی ہین۔ اس جہالت سے ناحق کی کاہشین اونکو اوٹہانی پڑتی ہین۔ مہاراجہ وزیانگرم ایک عرب کے گہوڑے پر سوار ہوکر پرنس ویلز کے ساتہہ جانے لگے۔ اونکے ذہن مین یہ خیال ہی نہ گذرا کہ میرا ہمراہ ہونا ایسے محل کے بیموقع ہی جب اونکو اطلاع دیگئی کہ آپ کوئی جنگی افسر نہین ہین کہ اپنے کام پر جاتے ہین نہ خاص آپ طلب ہوئے ہین اسلیئے بہتر ہوگا کہ آپ واپس جائین۔ اوسپر مہاراجہ صاحب مُنہہ بناکر اور رنجیدہ خاطر ہوکر واپس چلے آئے۔ بعد ملاحظہ سپاہ کمانڈر انچیف کے ساتہہ حضور نے خاصہ تناول فرمایا اب پہر گاڑی مین سوار ہوکر گہاٹ پر تشریف لیگئے۔ وہان کی روشنی کی سیر دیکہی یہان روشنی کی

وہ بہار تہی کہ نہ قلم سے بیان کیجاے نہ پنسل سے اوسکی تصویر اوتر سکے - آج ہوا ہی حضور عالیجناب کی تعظیم کے لیئے بڑے زور سے اوٹہی - گہاٹ سے حضور ممدوح اوس جلسہ مین تشریف لیگیے جو اہل مدراس کی طرف سے رایسپورم اسٹیشن مین جو ریل کا منتہا ہی منعقد ہوا تہا - وہان اہل مدراس نے اپنا سپاسنامہ پیش کیا اور حضور ممدوح نے اوسکا مناسب جواب دیا -

۱۵ - دسمبر کو ۲ بجے رات کو والاجناب نے خواب راحت فرمایا مگر چہہ بجے سویرے بیدار ہوئے اور مدراس کے شکاری کتون کو جو سینٹ تامس پریٹ پر جمع ہوئے تہے ہمراہ لیکر شکار کیلئے تشریف لیگیے - پہر وہان سے آنکر تحائف کا جو ایک خیمے مین علٰحدہ جمع ہوئے تہے ملاحظہ فرمایا - افسوس ہی کہ اونکا ولیعہد کی جانب سے کوئی نعم البدل نتہا -

مدراس مین سب سے زیادہ عمدہ پیشکش وہ تہے جو ٹرنکوبار کے ڈینز (ڈنمارک کے رہنے والون) نے جارج اول کے ہاتہہ کی لکہی ہوئی چہٹیان پیش کین جو یہان کے مشنریون کے نام تہین اس بات کے سننے سے پرنسس ویلز (بیگم ولیعہد) نہایت خوش ہونگی اور اپنے شوہر سے فخریہ فرمائینگی کہ میرے ہی ہموطنون اور آباواجداد نے سب سے پہلے یہ کام کیا تہا کہ ایسے دور دراز ملک مین ہندوستان کے اندر نوید انجیل کی اشاعت کے لیے مشنریون کو بہیجا -

۱۵ - دسمبر کو حضور والاجناب نے دو بجے رات کے آرام فرمایا تہا مگر صبح کے چہہ بجے ہی بیدار ہوئے - آج زور وداع تہا جو بہیڑ بہاڑ اور ہجوم خلائق آنے کے وقت تہا وہ اس جانے کے وقت مین نتہا - اسوقت ایک رئیس نے خوب لطیفہ کہا کہ آنے کی تو خوشی تہی ہزارون آدمی آئے مگر اس جانے کے رنج کو وہ دیکہہ سکتے تہے اسلیئے وہ نہ آئے - آج سب جگہہ ایک خاموشی ایسی تہی جیسی کہ کسی عبادتخانے مین ہوتی ہی - نہ تالیان تہین نہ خوشی کے نعرے اور آوازے تہے - اس مہاجرت کا اس شہر پر بڑا اثر پڑا تہا - تین ۳ ہندوستانی افسر جنکے بال سفید تہے حضور کے روبرو پیش کیے گئے جنکی نگاہون سے ادب اور تعظیم اور دولتخواہی اور خیرخواہی نظر آتی تہی - ان اشرافون کی صورتین ہندوستان کی شرافت کو بتلاتی تہین کہ کیا اونمین ادب اور حیا اور شرم ہوتی ہی - وہ کیسی تعظیم

اپنے بادشاہون کے لیے کیا کرتے ہین - دوپہر کے بعد حضور ولیعہد مع اپنے مصاحبین کے جہاز سراپس پر
سوار ہوکر کلکتہ کی طرف نہضت فرما ہوئے حضور کو مدراس سے تشریف لیجانیکا نہایت افسوس
ہوا - یہان کی سیر و شکار اور ڈیوک بکنگھم کی خاطرداری اور مہمان نوازی اس دورہ مین ہمیشہ یادرہیگی

(۱۱) ۱۹ - دسمبر کو اتوار کا دن تھا - ۱۱ بجے جہاز مین نماز پڑہی گئی - دوپہر کو معلوم ہوا کہ
مدراس سے جہاز ۱۶۶ میل چلا ہی - ۲۰ - دسمبر کو ۲ بجے رات کو جہاز کی کسی کمانی مین کچھہ خلل آیا -
سوا گھنٹہ اوسکی مرمت مین صرف ہوا جن صاحبون کو جاگنے کی عادت نتھی اونہون نے بھی نیم خوابی کی
حالت مین پوچھا کہ کیا آفت آئی - اون سے کہا گیا کہ آرام کیجیے سب خیر سلا ہی - دوپہر کو معلوم ہوا
کہ جہاز ۲۱۳ میل چلا ہی - ۲۱ - دسمبر کو دوپہر کو معلوم ہوا کہ جہاز نے ۵۴۴ میل طے کیے ہین ۲۳
دسمبر کو سراپس جہاز ڈائمنڈ ہاربر کے بندرگاہ سے صبح کے ساڑہے سات بجے روانہ ہوا اور دوپہر کو
ایک بجے پرنسپ گھاٹ پر پہنچا جسوقت مستول جہاز شاہی نمودار ہوا تھا اوسیوقت نواب
لفٹننٹ گورنر بنگال سر رچرڈ ٹمپل صاحب مع اپنے پرسنل اسٹاف کے حضور ممدوح کے استقبال
کے لیے بندرگاہ ڈائمنڈ مین تشریف لیگئے تھے - راہ مین جن جہازون مین گذر ہوا وہان خوشیون
کے نعرون کا غل اونٹھا - لمعان برق اجلال کا گذر اون باغون کے پاس سے بھی ہوا جہان اوودہ کا
بادشاہ معزول رہتا ہی - اوسکے نوکرون سے کنارے بھرے ہوئے تھے اور مکانون کی چھتین اون سے
پٹی ہوئی تھین - مگر کوئی خیر مقدم کا نشان عیان نتھا جسوقت جہاز فورٹ ولیم کے پاس آیا تو
توپون کی آوازون نے زمین کو ہلا مارا - مشتاقان دولت دیدار کے ہجوم کا دریا ایسا بے کنار
تھا جسکا کنارہ نہین ملتا تھا جسقدر جہاز دریا مین تھے وہ سب نہایت خوش اسلوبی کے ساتھہ
آراستہ تھے - پرنسپ گھاٹ کے دونون طرف دریا کے کنارہ پر نشست گاہین بنائی گئین اور ہر ایک
نشست گاہ پر تماشائیون کے واسطے اوپر تلے بینچ بچھائی گئی تھی اور اونپر وہ بیٹھتے تھے جنکو ٹکٹ
ملتا تھا اور ایک نشست گاہ جناب والا خطاب کے استقبال کے لیے بنائی گئی تھی - گھاٹ کے قریب جو ا
مین کئی ہزار آدمیون کے کھڑے ہونے کی جگہہ تھی - قریب تین ہزار کے ہندوستانی راجے اور سردار

اور رئیس اور لیڈیان اور صاحبان انگریز وہان پر بیٹھے ہوئے تھے جسوقت جہاز لنگر انداز ہوا تو لارڈ میکڈ لا کمانڈر انچیف کی طرف سے ملاقات کا پیغام آیا - اور ڈیوک سدر لینڈ تو گورنر جنرل کے ایڈی کیمپ بنے اور جنگ بہادر کے صاحبزادہ بیر جنگ تاج فرق سلطنت کے ایڈی کمپ ہوئے - اس جوانمرد کی خوش لباسی اور چستی اور چالاکی اور خوش منظری ایسی تہی کہ ہر ایک کی نظر چشم بد دور اوسپر پڑتی تہی - اسوقت لطف ملاقات کا حال نپوچھو برسون کے بچہڑے ہوئے دوست کیسے پیار اور اخلاص سے آپسمین ملتے تھے - جب خشکی پر سب طرح سے سامان استقبال آراستہ ہوگیا تو جناب نواب گورنر جنرل بہادر نے حضور ولیعہد کی پیشوائی کی - اور ساڑہے چار بجے نور نظر سلطنت ومردمک چشم فتوت جہاز سے اوتر کر اپنا مطلع سعادت انوار اونکو دکہایا جو اونکے انتظار مین بیٹھے ہوئے تھے -

کلکتہ کے باشندون کی طرف سے حضور ممدوح کی خدمت مین سپاسنامہ ذیل پیش ہوا -

ہم چہوٹون کی جماعت اور کلکتہ کے باشندے جنکے نام ذیل مین درج ہین دولت انگلشیہ کی انڈین ممالک مین حضور کی تشریف آوری کے اس مسرت افزا موقع پر نہایت تعظیم او خلوص باطن کے ساتھ خیر مقدم کا سپاسنامہ پیش کرکے حضور کو اور حضور کی وساطت سے حضرت ملکہ معظمہ کو جو وفاداری اور خیر خواہی اور اطاعت ہمکو حضرت ممدوحہ کی ذات اور تاج وتخت کی نسبت ہی اوسکا سرگرمی کے ساتھ یقین دلاتے ہین -

۲ - ہمارے مہربان شہنشاہ کے وارث تاج وتخت کا اس ملک مین رونق افروز ہونا ہر کہ ومہ کیلیے خوشی ومسرت کا باعث ہی - اس موقع پر بہت سے زبردست اور قدیم شاہی خاندانون کا خیال آتا ہی جو اس وسیع ملک پر حکمران رہ گیے ہین اور بڑی خوش قسمتی کی بات ہو کہ اب یہ ملک تخت انگلستان کے تابع ہی اور ہم اس شہر مین جو حضور ملکہ معظمہ کی سلطنت ہند کا دارالخلافت ہی اوس تخت کے وارث کے رونق افروز ہونے سے نہایت سرگرمی کے ساتھ خوشی ظاہر کرتے ہین -

۳ - کچھ شک نہین کہ حضور کی یہ تشریف آوری ہمیشہ یادگار رہیگی اور ہند کی تاریخ مین ایک

بڑا مشہور رہا چرا سمجھا جاویگا - اس سے رعایا کے دل مین اپنے بادشاہ کی اطاعت اور وفاداری تازہ استحکام و تقویت کے ساتھہ قائم ہوگی اور نیز حضور ملکہ معظمہ کو اونکی بہتری اور ترقی کی طرف جو ہر وقت توجہ ہر اسکا بہی اونکو زیادہ تر ثبوت حاصل ہوگا

۴ - اس شہر مین حضور تہذیب اور علم کی ترقی اور اوس اقبال مندی کے بہت سے آثار دیکھینگے جو ہر جگہہ انگریزی عملداری کے قدم بقدم رہتی ہی اور یہان کی بیشمار عمارتون کی وضع اور تعمیرات مفید عام اور وسیع تجارت سے اور یہان کے باشندون مین جو تعلیم اور علم و عقل پہیل رہی ہی اوس سے ثابت ہوگا کہ لوگون مین آسودہ حالی اور سیر چشمی کی کل علامتین موجود ہین -

۵ - حضور کے اس ملک مین تشریف لانے کے ارادہ کی خبر سنکر جو رعایا مین ایک عام خوشی پیدا ہوئی تہی اوسکے ساتھہ اس خبر کے سننے سے افسوس ہوا کہ شاہزادی صاحبہ ویلز ہندوستان مین حضور کے ہمراہ تشریف نہین لائین ہم نہایت ادب سے گزارش کرتے ہین کہ حضور ہمارا یہ دلی افسوس شاہزادی صاحبہ سے ظاہر فرمائین کہ ہم اونکے یہان تشریف لانے کی دلی جوش کے ساتھہ مبارکباد دینے سے اپنی قدیمانہ اطاعت و اخلاص کو اونکی خدمت مین بالمواجہہ ظاہر نہ کر سکے -

۶ - ہم لوگون کی دلی آرزو یہ ہی کہ حضور کو اس دلچسپ سفر سے کامل لطف حاصل ہو اور سرگرمی کے ساتھہ امید کرتے ہین کہ اس ملک اور یہان کی رعایا سے حضور خوش رہینگے -

فدویان و عقیدتمندان ....

حضور شاہزادہ صاحب نے اس سپاسنامہ کے جواب مین یہ ارشاد فرمایا -

اے صاحبو - مین آپکا شکر گزار ہون کہ آپ نے مجھکو سلطنت انگلشیہ ہند کے اس پایتخت مین میرے آنے کی مبارکباد دی -

مجھکو نہایت خوشی ہوئی کہ مین ایسے شہر مین آیا جو ہماری مشرقی سلطنت کے تاریخی واقعات مین مشہور و معروف ہی -

آپ نے میری تعظیم و تکریم مین سلطنت برطانیہ کی نسبت جو وفاداری کا اظہار کیا اوس سے مجھکو

اور بھی زیادہ مسرت حاصل ہوئی اور ہر طرف اقبالمندی اور سیر چشمی اور عقل اور ترقی کے آثار دیکھکر بھی مجھکو نہایت خوشی ہوئی -

آپ لوگون نے حضور ملکہ معظمہ کی بنسبت جو خیرخواہی اور شکرگزاری کے کلمات بیان کیے ہین وہ مین اونکی خدمت مین گزارش کرونگا اور شاہزادی صاحبہ ویلز کے ہندمین نہ آنے سے آپ نے مہربانی سے جو تاسف ظاہر کیا ہی وہ مین اونسے بیان کرونگا -

مین آپکو یقین دلاتا ہون کہ شہزادی صاحبہ کو بھی یہان کے نہ آنیکا بڑا افسوس ہی وہ میرے ساتھ نہایت خوشی سے آتین مگر اسقدر دور دراز سفر کی تکلیفون کے اندیشے اور گھر مین بال بچون کی نگرانی کی ضرورت نے اونکو اس عزم سے باز رکھا -

مجھکو یقین ہی کہ جو توجہ مجھکو ہمیشہ سے اس ملک اور یہان کے لوگون کی طرف رہی ہی اوسکا نقش میرے دل پر جسقدر مین ہندمین رہونگا دن پر دن زیادہ جمتا اور مستحکم ہوتا جائیگا اور آپکی یہ امید کہ مجھکو یہان زیادہ ٹھہرنے سے زیادہ لطف حاصل ہوپر آئیگی - منقول گورنمنٹ گزٹ پنجاب -

اول افسران اعلی انگریز حضور کے روبرو پیش ہوئے - اب گورنر جنرل بہادر نے اون راجہ مہاراجہ کو جو کلکتہ مین تھے اوس سرمایہ شوکت وحکمت کے روبرو پیش کیا - گورنمنٹ ہوس کی طرف سے سواری روانہ ہوئی - شمال مشرقی دروازہ سے اوسمین داخل ہوئے - نواب گورنر جنرل نے اسکی دعوت بڑی دہوم دہام سے کی جو سب طرح مہمان اور میزبان کی شان عالی کے شایان تھی -

۲۴ - دسمبر - آج ہندوستانی راجاؤن سے ملاقات ہوئی گو یہ ملاقات دربار کے طور پر نہ تھی مگر پھر بھی اوسمین شاہزادہ عالی منصب کی ذات خاص کے واسطے ایک محنت کا کام تھا - گورنمنٹ ہوس اس کام کے واسطے بڑی شان اور عظمت کا مکان تھا - پندرہ لاکھ روپیہ مین لارڈ ولزلی نے اوسے تعمیر کرایا تھا - گو وہ بہت وسیع ہی مگر مستحکم نہین ہی - ساڑھے دس بجے مہاراجہ پٹیالہ تشریف لائے آٹھہ دس منٹ تک باہم گفتگو رہی جب اونکے باپ کی خدمات غدر کا ذکر حضور نے فرمایا تو مہاراج نہایت خوش ہوے ہنوز مہاراجہ کے گھوڑون کے ٹاپون کی پٹ پٹ باقی تھی کہ مہاراجہ ہلکر تشریف لائے -

جنکی کفایت شعاری اور دولتمندی ہندوستانی راجاؤن مین جواب نہین رکہتی - بُرے بہلے دن کے واسطے
پانچ کروڑ روپیہ خزانہ مین نقد لگائے رکہتے ہین - اگرچہ مہاراج کی درخواست مدت سے گورنمنٹ مین چلی
جاتی تہی کہ خاندیس کا ایک حصہ اونکو ملجاے - مگر یہ دانشمند اور ہندوستانی رئیسون کی طرح یہ
نہین سمجہتا تہا کہ اس تاج فرق سلطنت کو ملک بخشی اور تاج دہی کا اختیار ہی اسلیئے اور باتین کین مگر
اوسکا ذکر تک نہ آیا - بعد اسکے مہاراجہ جودہپور تشریف لائے - چہرے پر وہ غرور برستا تہا کہ مغرورون
کے چہرہ کو بہی مات کرتا تہا - جسقدر جواہرات وہ پہنے ہوئے تہے اونکی قیمت کے حساب کرنے مین جوہری
عقل بہی چکراتا ہی - بعد اونکے گیارہ بجے مہاراجہ جیپور تشریف لائے - یہ مہاراجہ ہندوستان کے
اعلی درجہ کے شایستہ اور فرزانہ راجاؤنمین سے ہین - بعد اسکے مہاراجہ کشمیر آئے - اونکی سواری کے
تزک اور احتشام نے اور سب راجاؤن کی تزک کو سرد کر دیا - جسوقت مہاراج اوس آویزہ گوش دولت
سے ہمکلامی مین سر کو حرکت دیتے تہے تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ ہوا مین شعلہ نور چمک رہا ہی - بعد اسکے
مہاراجہ سعیندہیا آئے - اونکو سپاہیانہ کامون مین ایسی لیاقت ہی کہ میدان جنگ مین سپاہ کثیر کو لڑا سکتے
ہین - مگر کوئی اونکے واسطے میدان جنگ نہین ہی اسلیئے شاید دل مین کہٹے رہتے ہونگے - جیسے وہ میدان جنگ
کے مرد ہین ایسے ہی وہ معاملات ملکی مین باخبر ہین - جب گورنمنٹ نے اونسے درخواست کی کہ گنگش کمنڈ
کی زمین وہ اونکے ہاتہ بیچ ڈالین تو اونہون نے اسکا یہ جواب دیا کہ کوئی آدمی اپنی ماں کی عزیز چیز
بیچتا نہین مگر دوستون کی خدمت مین ہدیہ کرنیکا مضائقہ نہین - ٹہیک دوپہر پہ اونیس توپون کی
آواز آئی کہ دروازے مین یہ نظر آیا کہ دو نازک شانون پر ایک شال لٹکی ہوئی اور اوسکے اندر سے
ایک چیز ایسی نکلی ہوئی کہ آدمی کا چہرہ معلوم ہوتا ہی مگر کوئی چہرہ اوسکے اندر سے نظر نہین آتا
ارباب مجلس ہنس رہے تہے کہ ایک چہرہ اوسمین ہی مگر وہ اسقدر چہپانے کے قابل نہین ہی - یہ عالیجناب
عفت مآب سلطانجہان بیگم صاحبہ والیہ بہوپال جی سی ایس آئی تہین - اونکا سن مبارک
چالیس برس کا ہوگا جو اس ملک مین پیرانہ سالی کے دن کہلاتے ہین - اونکے ساتہہ صاحبزادی بہی آئی
لباس و پیرایہ مین تہین اونکی عمر اٹہارہ سال کی تہی مگر وہ چہرہ سے اپنی والدہ کی ہمعمر معلوم ہوتی تہین

وہ نہایت آہستہ آہستہ قدم اوٹھاتی ہوئی آئین۔ اونکے ہمراہ کے سردارون مین اشرافانہ لباس پہنے
ہوئے ایک پیرانہ سال مولوی **جمال الدینخان** صاحب بہی تہے۔ جناب بیگم صاحبہ نے حضور والا
سے بہت سی باتین کین اور اونکی صاحبزادی سر بارٹل فریر سے ہمکلام ہوئین۔ اگرچہ نام کو یہ عورت
ہین مگر انتظام ملکی مین وہ سب مرد رئیسون سے سبقت لیگئی ہین۔ برٹش گورنمنٹ کے ساتھہ وفاداری کا
یہ حال ہی کہ لائل بیگم (وفادار بیگم) انگریزون کے ہان اونکا دوسرا نام ہی۔ اسکے بعد مہاراجہ ریوان
آئے۔ وہ بہت پرانے خاندان کے راجہ ہین جب اس کام سے انفراغ ہوا تو لیوی کا دربار تخت شاہانہ
کے روبرو ہوا۔ دو گھنٹے اوسمین صرف ہوئے۔ اس دربار مین اہل لیوی کی ایسی کثرت تہی کہ ترتیب اور انتظام
مین اوسکے کبہی کبہی خلل پڑجاتا تہا۔ رامچندرداس یا کرنیل جونس ہوتے تہے اور بابو شاستری پکارے
جاتے تہے۔ گورنمنٹ ہوس مین خاصہ تناول فرمانے کے بعد حضور ایک تماشے مین شریک ہوئے جو کلکتہ
کے ہندوستانی باشندون کی طرف سے حضور ممدوح کی تشریف آوری کی تقریب سے **بیلگچیا باغ** مین
ہوا تہا۔ جو باتین ہندوستانیونکو خوش کرتی ہین وہ فرنگستانیونکو نہین بہاتین۔ یہان روشنی کا سامان
کئی ہفتے سے کیا گیا تہا اور اس خیال سے کہ بمبئی پر کلکتہ سبقت لیجائے ہر شخص نے جان لڑادی تہی
اور بمبئی مین جو اس کام کے لیئے منصرم تہے وہ بہی بلائے گئے تہے۔ اور اسقدر چراغ جلائے گئے تہے کہ اگر
اونکی مٹی ایک جگہہ اکٹہی کیجاتی تو ایک اونچا ٹیلا بنجاتا اور اگر اونکا تیل اکٹہا کیا جاتا تو ایک نالہ بہجاتا
اگر تار برقی مین برابر برابر کلکتہ سے لگائی جاتی تو پریاگ تک پہنچتی۔ مگر یہ ہندوستانیون کے چراغ انگریزون
کے دود دماغ تہے۔ جو عورتین ناچنے کے لیئے کہڑی ہوئین وہ اسقدر زیور لباس پہنے ہوئی تہین کہ
پیرون کی اونگلیان اور چہرہ ہی فقط نظر آتا تہا اور تمام تانین اور گتین اونکے کپڑون ہی مین ہجاتی
تہین۔ ۲۵ دسمبر آج بڑا دن تہا حضور والا اور جناب نواب گورنر جنرل نماز مین شریک ہوئے
بشپ **مل مین** صاحب (جنکو خدا غریق رحمت کرے) خیرات کے باب مین وعظ فرما ہوئے۔ اسا
حسن طلب مین اونہون نے **پرنس ویلز** کی تشریف آوری کا ذکر نہین کیا۔ نہ اونکو مطلب
ٹہرایا۔ بلکہ سب عیسائیونکو اس نیک کام کی طرف راغب کیا۔ ہر انگریز جو ہندوستان مین ہے

وہ ایک مشنری ہی خواہ وہ خدا کا ہو یا شیطان کا ہو اوسپر حضرت عیسیٰ کا بار ضرور ہی۔ اوسکے افعال سے معلوم ہوتا ہی کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم پر کیا اوسنے عمل کیا۔ غرض آخر کو اس پر خاتمہ تھا کہ ہمارے ہموطن بہت سے یہان تنگدست اور مفلس ہین اونکی اعانت سب پر واجب اور لازم و فرض ہی۔ بعد فراغ نماز حضور معلی پرنسپ گہاٹ کو تشریف لیگئے۔ جہان سیکڑون انگریز اور ہزارون ہندوستانی چشم براہ موجود تہے۔ سراپس جہاز کی آرایش اور زیبایش سے آنکہون کو بہار دامن تا رہی تہی۔ ہر جگہہ ایسی دعائیہ فقرے کہ خدا ملکہ کو سلامت رکہے۔ خدا اوسیعہد کو یہان کی سیر اور اپنے وطن کی مراجعت خیر و عافیت سے نصیب کرے لکہے ہوئے آویزان تہے۔ حضور والا نے یہان آنکر کپتان گیلن کا شکریہ ادا کیا کہ جنگی جہاز رانی سے یہ پانچہزار میل کا سفر طے ہوا تہا۔ پہر یہان سے بعد دوپہر نواب گورنر جنرل کے ہمراہ **بارک پور** مین تشریف لیگئے۔ یہ وہی جگہہ تہی جہان غدر کا شرارہ اول اوٹہا تہا۔ یہان کی سیر فرما کر مراجعت فرمائی۔ ۲۶۔ کو دریائی سفر فرما کر حضور ولیعہد **چندر نگر** تشریف فرما ہوئے۔ یہ شہر فرانسیسون کے پاس ہی ایک زمانہ مین یہ خیال کیا گیا تہا کہ اہل فرانس اسکو انگریزون کو دیکر اوسکے معاوضہ مین زمین **پونڈیچری** کے پاس لے لینگے۔ مگر اب یہ خیال کرنا تکلف سے خالی نہین یہان سے گہاٹ کو مراجعت فرمائی۔ ۲۷۔ دسمبر کو رہتاس کی سیر فرما کر گورنمنٹ ہوس مین تشریف فرما ہوئے۔ بارہ بجے ۵ منٹ پر پندرہ توپونکی سلامی کے ساتہہ سفیر برہما سلام کرنیکے لئے تشریف لائے۔ بعد اوسکے مہاراجہ **پنّا**۔ بعد اسکے سفیر **نیپال**۔ پہلے نیپال والے شکل صورت مین سب سے زیادہ خوبصورت معلوم ہوتے تہے۔ مگر جب سے **رگہبیر سنگہ** مہاراجہ **جنید** آئے اونکی صورت و شکل کے سامنے وہ محجوب ہوگئے۔ پہر مہاراجہ **بنارس** تشریف لائے۔ ۱۲۔ بجے مہاراجہ **ناہن**۔ مہاراجہ **جودہپور**۔ غرض اب زمردی اور الماسی تپلیونکا تماشا ختم ہوا۔ گرمی آج ایسی تہی کہ سارے دن پنکہا کہنچا کیا۔ یاد رکہنا چاہیے کہ نذرین حضور والا کے روبرو پیش ہوتین اور اونپر فقط دست قبول کا اشارہ ہوتا وہ لی نہین جاتی تہین۔

۲۸۔ دسمبر جو اپنی ملاقات کو آئے اونکی ملاقات کو جانا بہی ضرور تہا۔ گیارہ بجے سے بازدید کی

ملاقات شروع ہوئی۔ عالیجناب مہاراجہ کشمیر جی سی ایس آئی کی بارگاہ کہ سرتاپا شال کی تھی اور
گل بوٹونکا گلشن بہار تھا اول وہ طراوسند سلطنت کے فیض مقدم سے گل بدامن بنی اوسکے فرشہاے
نگارین پر پانون کا پڑنا یون معلوم ہوتا تھا کہ ایک گلزار پامال ہو رہا ہے۔ پھر بعد اسکے مہاراجہ جوہور
کے ہان رونق افروز ہوئے اونہون نے جزیرہ نماے ملایا کے عجیب و غریب تحائف پیش کیے۔ بعد اوسکے
مہاراجہ ہلکر۔ اور مہاراجہ جودھپور کے ہان گیے۔ پس آج یہ سب ملاقات بازدید ختم ہوئی۔ ۲۹۔
دسمبر کو ساڑہے گیارہ بجے مہاراجہ گوالیار اور بیگم صاحبہ بھوپال اور مہاراجہ ریوان اور
راجہ جیند و راجہ نابہا سے ملاقاتین فرماکر اپنے دولتسرا پر تشریف لائے۔ دوپہر کے بعد گہوڑ دوڑ کا تماشا
دیکھا۔ بعد اسکے یہ تجویز ہوئی کہ دو روز گوالنڈو مین سور کا شکار کہیلا جاے۔ مگر آج زکام حضور کو
ہوگیا تھا اسلیئے یہی مصلحت ٹھہری کہ گورنمنٹ ہوس ہی مین رہنا مناسب ہوگا جنگل مین تشریف لیجانے
سے اوسکے بڑہنے کا اندیشہ ہوا اسلیئے حضور نے اپنے اور احباب کو اجازت دیدی کہ اگر اونکا جی چاہے تو
وہ چلے جائین۔ آج جہاز سراپس پر جناب نواب ویسراے اور صاحبون اور لیڈیونکی دعوت تفن کی
حضور والا نے سر اینڈرو کلارک کے ہان کہانے مین شریک ہوکر اونکو اس اعزاز سے ممتاز کیا۔
۳۱۔ دسمبر کو سوا دس بجے نیزدن سے خیمونکی میخونکے اوکہاڑنیکا تماشا دکہایا اور بہت سے سپاہیانہ کرتب اس
ملک کے دکہائے۔ ان سب کامونکو غور سے حضور نے ملاحظہ فرماکر اپنے انبساط خاطر کا اظہار فرمایا۔ دوپہر کے
بعد گورنمنٹ ہوس مین جلسہ باغ ہوا پھر گورنمنٹ ہوس مین ضیافت اور بال کا جلسہ ہوا۔ [illegible]
گوالنڈو سے دو مصاحب ولیعہد ہی آگئے جو شکار کو گئے تھے۔ سات آٹھ سور مار کے لائے۔ کوئی
نشانہ خطا نہ ہوا۔

یکم جنوری ۱۸۸۷ء — جب حضور ولیعہد ولایت سے رخصت فرما ہوئے تھے تو اوس وقت ارکان
سلطنت نے اس امر مین غور کیا تھا کہ نواب گورنر جنرل او حضور ولیعہد کے مراتب مین کیا ترتیب رکہی
جاے اور کسکو ترجیح دیجاے۔ یہ امر قرین مصلحت نہین تھا کہ کوئی شخص ہندوستانیون اور ہندؤنکو
سب سے زیادہ علو مرتبگی دکہاے اور وہ قائم مقام جناب ملکہ معظمہ کا ہو۔ یہان قائم مقام جناب [illegible]

تھے۔ وہ کسی طرح ہمسر اور بزرگتر ولیعہد سے نہین ہو سکتے تھے۔ آج نوروز کے روز یہ دقت پیش تھی کہ دربار کس طرح ہو۔ اس مشکل کو لارڈ نارتھہ بروک نے یون حل کر دیا کہ انہون نے یہ ٹھہرایا کہ ایک دربار چیپٹر اورڈر سٹار آف انڈیا منعقد کیا جاے اور ہمین ہائی کمشنر حضور معلی ہون۔

حضرت ملکہ معظمہ کے فرمان واجب الاذعان سے جو فضل الٰہی سے سلطنت متحدہ برطانیہ کلان اور آئرلینڈ حامی دین شہنشاہ طبقہ اعلی ستارہ ہند ہین۔ یکم جنوری ۱۸۶۶ء شنبہ کے دن صبح کے نو بجے طبقہ اعلی ستارہ ہند کا دربار اعظم کلکتہ مین اس غرض سے منعقد ہوا کہ عالیجناب مہاراجہ صاحب جودہپور اور عالیجناب مہاراجہ جیند کو رئیس والا اعظم اور ولیم روز رابنسن صاحب متعین سول سروس ہند اور مہاراجہ صاحب والی پٹیالا اور راجہ صاحب والی ناہن اور راؤ کاشی راؤ ہلکر دادا صاحب والی اندور اور کرنیل آنریبل ہنری رامزی صاحب سی بی اور جنرل نو دیپ سنگھ رانا بہادر سپہ سالار فوج نیپال۔ اور راجہ گنپت راؤ کرکی اور ممتاز الدولہ نواب محمد فیض علیخان بہادر مصاحب طبقہ اعلی ستارہ ہند کو رئیس والا اور طبقہ اعلی ستارہ ہند کا خطاب عطا کیا جاے۔ اور رابرٹ سنکلی جیمین صاحب متعین بنگال سول سروس اور چیمبر رچرڈ بلین اسمتھہ ممبر کونسل گورنر جنرل اور بابو دگمبر متر کو مصاحب طبقہ مذکور کا اعزاز بخشا جاے۔

گورنمنٹ ہوس سے ایک میل پر خیمے بہ ترتیب نمبر درجہ بدرجہ رئیسون کے واسطے قائم ہوے۔

۹۔ بجے دس منٹ پر شاہی توپخانہ کی سلامی سر ہوئی اور تمام ہندوستانی سردار اور افسران انگریز بترتیب بلائے گئے۔ گوہر تاج معدلت تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے۔ دربار کی کارروائی شروع ہوئی۔ اول مہاراجہ جودہپور اور راجہ صاحب والی جیند کو رئیس والا اعظم کا خطاب و خلعت عطا ہوا۔ اور بعد اوسکے رئیسون اور افسران انگریز اس اعزاز سے ممتاز ہوئے۔ پھر بعد اسکے جس ترتیب سے وہ خیمہ شاہی مین داخل ہوئے تھے اوسکے بالعکس ترتیب سے باہر جانے شروع ہوئے۔ آج کے دربار مین کوئی آئین اور قاعدہ مشرقی دربارونکا نتھا۔ اسلیے عوام الناس کی توجہ کسی کو کوئی علامت اس دار السلطنت مین ایسی نمایان نتھی جو ایسے موقعونپر یورپ کے دار السلطنتون مین ہوا کرتی ہے

جسوقت حضور ولیعہد گورنمنٹ ہوس کو واپس آتے تھے تو ایک مستغیث بہی اپنی عرضی کو لیکر دوڑے
جسکو حضور نے دست مبارک مین لے لیا۔ یہان ہندوستانیونکا یہ اعتقاد ہی کہ اگر کوئی رعیت اپنی عرضی
بادشاہ کے ہاتہہ مین دیدے تو حسب مراد یقینی مطلب حاصل ہوجاتا ہی۔ بعد دوپہر کے پیکر اسپ سوار
لارڈ میو کو گورنمنٹ ہوس کے قریب میدان مین بحسرت وافسوس بے نقاب کیا۔ اونکے خاندان
کی طرف سے ارباب کمیٹی کا شکریہ ادا کیا۔ بعد اسکے نواب گورنر جنرل کے ساتہہ گہوڑدوڑ کے میدان
مین پولو دیکہنے چلے گئے۔ پہر یہان آتشبازی کا تماشا دیکہا ۸ بجے میٹیری پر تشریف لیگئے یہان
بہی آتشبازی اور روشنی کی بڑی بہار تہی۔ پہر تہیٹر مین تشریف فرما ہوئے۔

۲ جنوری ۱۸۷۶ء روز یکشنبہ کو فورٹ ولیم مین حضور ولیعہد گرجا کرنے تشریف لیگئے۔ بعد دوپہر
سلحخانہ اور بوٹانیکل گارڈن کو ملاحظہ فرمایا۔ پہر ہورا مین تشریف لائے اور بشپ کالج کا
ملاحظہ فرمایا۔ شب کو گورنمنٹ ہوس مین بعد خاصہ تناول فرمانے کے سماع تقدس مآب سنا۔ ۳ جنوری
۸ بجے کو گہوڑے پر سوار ہوکر اٹہارہوین رجمنٹ سوار بنگال مین خیمون کی میخونکے اکہاڑنے کا اور تیغ بازی کا
تماشا دیکہا۔ ۲ بجے ہگلی مین کشتی بازی کی سیر فرمائی۔ کشتیون کی دوڑ کا اس سبب سے زیادہ
لطف تہا کہ دریا کا پانی صاف تہا۔ اسٹورٹ ہوگ صاحب کو ایسا خطاب عطا کیا کہ جسمین وہ
اپنے نام کے سرے پر سر لگانے لگے۔ ابتک تو حضور ولیعہد اورون کو اعزاز کے خطاب اور القاب دیتے
تہے۔ اب خود یونیورسٹی مین ڈاکٹر کا خطاب لینے تشریف لیگئے۔ حضور ولیعہد کو یہ شوق بہی تہا کہ مین
کسی شریف کے زنانے کا حال دیکہون کہ کیا ہوتا ہی۔ سو اسکی سیر بڑی لطف کے ساتہہ مکرجی
رئیس بہوانی پور کے گہر مین دیکہے جس سے معلوم ہوا کہ ہندوستان مین بہی ایسی شریف زادیان
ہین جنکی یہ خوشی نہین ہی کہ اونکو کوئی نہ دیکہے۔ آج ساری سیر کلکتہ کی ختم ہوئی مہمان نواب گورنر جنرل
سے رخصت ہوئے۔ وقت وداع بہی ایک بڑے افسوس وحسرت کا وقت ہوتا ہی۔

بمبئی۔ پونا۔ سیلون۔ مدراس۔ کلکتہ۔ ان سب مقامون مین محتاجون اور غریب مساکین کو
حضور ولیعہد نے فیاضی کے ساتہہ روپیہ عطا کیا اور ان عطیونکے اندر ایک بڑی رقم خرچ ہوگی۔

پٹنہ۔ بنارس۔ لکھنؤ۔ کانپور کا سفر

(۱۲) ۴۔جنوری کو بانکی پور کے اسٹیشن پر رونق افروز ہوئے اور خیمہ گاہ مین جو شہر پٹنہ کے
قریب تہا تشریف لیگئے۔ یہان کم مایہ اور بے مایہ راجہ اور زمیندار موجود تہے۔ ہندوستان کا یہ ایسا
قطعہ ہی کہ جسمین سب جگہہ سے زیادہ انگریز آباد ہین۔ وہ نیل وغیرہ کی زراعت کرتے ہین۔ وہی سب سے
زیادہ خیرخواہ رعایا شمار ہوتے ہین جسوقت یہ خیال کیا جاتا ہی کہ سارے ہندوستان مین تین لاکھہ
انگریزون سے زیادہ نہین رہتے تو یہان کے انگریزونکے اسوقت کے ہجوم سے استعجاب ہوتا ہی اونکے
رنگ روغن سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ اس ملک مین اونکا آباد ہونا دشوار نہین ہی۔ ابہی یہان کے قحط کی کیفیت
بیان ہوچکی ہی کہ اس میدان کے بڑے جوانمرد سر رچرڈ ٹیمپل تہے جنہون نے انسان کے قوی دشمن
قحط کو چارون شانے چت کردیا تہا۔ اونہون نے ان پہلوانون کو جو اونکے معاون اس اکہاڑے مین
دشمن کے پچہاڑنے مین شریک تہے حضور ولیعہد کی پیشی مین پیش کیا اوسوقت اوس رعایا نے اوس
اپنے شہنشاہ کے فرزند اکبر کو دیکہا جسکی مادرانہ شفقت نے موذی قحط کے پنجہ سے چہٹایا تہا۔ پہر ولیعہد
بنارس کو اسپیشل ٹرین مین روانہ ہوئے۔ صبح کے وقت کہ ابہی تاریکی باقی تہی حضور ولیعہد اعلیٰ جاہ
کہ بنارس کا اسٹیشن ہی رونق افروز ہوئے۔ گو ابہی مطلع صاف تہا اسقدر روشنی تہی کہ خوبصورت گہاٹون کے
واسطے صناعون کے قلم اور پنسل کاغذ پر چلنے لگے۔ اور سچ یہ ہی کہ جیسے یہ گہاٹ رات کی چاندنی مین اچہی
بہار دکہاتے ہین دن کی روشنی مین وہ لطف نہین دکہاتے۔ سواری حضور گنگا کے کشتیونکے پل پر سے
اوتری اور خیمہ گاہ پر پہنچی۔ یہان نواب لفٹنٹ گورنر بہادر سر جان اسٹریچی صاحب فروکش
تہے۔ خیمون کی آسایش کا یہان سامان ایسا کیا گیا تہا کہ ان امراے جلیل القدر نے کبہی نہ دیکہا تہا۔ خیمہ مین
سب طرح کا آرام تہا۔ جو کہانیکے لیے خیمہ گاہ تیار ہوا تہا وہ تو لندن کا بال روم معلوم ہوتا تہا۔
یہان ہموار میز و نیز کہانا تناول فرمایا گیا۔ اسی سے آدمی قیاس کرسکتا ہی کہ حاکمون اور رعیت مین
فرق زمین و آسمان کا ہی کہ یہان چند میل کے فاصلے پر لاکہون آدمیونکی بستی کا ایک شہر تہا جنمین سے
ایک رئیس بہی ایسا نہ تہا کہ وہ اس میز کے پاس لایا جاتا اور رام رام کہکر اوس سے کوسون نہ
بہاگتا۔ اور کوئی انگریز اوس سے ہاتہہ ملاتا تو وہ اپنے تئین نجس نجانتا اور اوسکے دور کرنیکے لیے گنگا

مین غوطہ نہ لگاتا۔

۵ جنوری ۱۸۷۶ع کو بنارس کی میونسپل کمیٹی کی طرف ساڑہے بارہ بجے سپاسنامہ پیش ہوا جسکا خلاصہ یہ تہا۔ "ہم حضور کو مبارکباد دیتے ہین کہ ہمارے شہر مین تشریف لائے یہ شہر ہمارا قدیم سے علوم فلسفہ وحکمت کا مرکز اور مذہب ہنود کا قبلہ وکعبہ چلا آتا ہی جناب ملکہ معظمہ کی رعایا کروڑون بے تکلف ہر سال یہان مراسم عبادت ادا کرنے کے لیے آتی ہی۔ ہم جناب ملکہ معظمہ مین اون صفات کا یقین کرتے ہین جو اون ہمارے راجاؤن مین تہے جنکو مہابہارت آجتک یاد دلاتی ہی ہم جناب ملکہ معظمہ کی شکرگزاری دل سے کرتے ہین کہ اونکو ہمارا ایسا خیال ہی کہ حضور کو یہان ہمارا حال دیکھنے لیے بہیجا۔"

اسکے جواب مین ستودہ خصال شیرین مقال نے ارشاد فرمایا۔ "مجہے کمال خوشی ہوئی کہ مین نے اوس شہر کو دیکھا جو مرجع تمام ہندوؤن کی دو قومون کا ہی اور اون لوگون کی زبانی جو سارے اپنے ہموطنون کے قلب کا حال جانتے ہین یہ سنا کہ جناب ملکہ معظمہ کی فرمانروائی کے طفیل سے آزادانہ اپنی تمام رسوم مذہبی کو ادا کرتے ہین۔ مین جناب ملکہ معظمہ سے آپکی شکرگزاری اور احسانمندی کا ذکر کرونگا۔"

پہر جناب کارمیکائیل صاحب بہادر کمشنر بنارس نے چہ شاہزادون کو جو ذریات تیمور سے باقی ہین پیش کیا۔ ان شاہزادون کو کچہ فکر معاش نہین جو سرکاری وظیفہ ملتا ہی اوسی مین اوقات بسر کرتے ہین سو روز بروز فقیرونسے بدتر ہوتے جاتے ہین جن مکانون مین وہ رہتے ہین اونکی مٹی اونکے سر پر جہڑتی ہی۔ جیسے یہ مکین غریب ہین ویسے ہی یہ مکان ویران ہین۔ ہندوستان مین فیاضی ہندو اور مسلمان دونون مین ایسی ہی جو کاہلی اور سستی کی پرورش کرتی ہی اور نتیجہ اوسکا آخر کو تباہی ظہور مین آتا ہی۔ اگر یہ شاہزادے کفایت سے چلتے اور فکر معاش مین مصروف رہتے تو اس افلاس کے درجے پر نہ پہنچتے۔ بعد اسکے لیوی ہوئی اور پہر اوس اسپتال کی بنیاد کا پتہر رکہا گیا جو چندہ سے بنایا گیا۔ راہ مین چرچ مشن کالج کے لڑکون کا گانا بہی سن لیا۔ پہر مہاراج وزیانگرم کی ملاقات کو تشریف لیگئے۔ اور اوس ٹون ہال کا ملاحظہ فرمایا جو مہاراج نے حضور شہزادہ ڈیوک ایڈنبرا کی یادگار کے لیے بنایا تہا۔ پہر مشہور مشہور مندرون کی سیر فرمائی۔ ہندوؤن کی وہان بڑی بہیڑ تہی۔ بعض مندرونکے

مالک تو یہ بندر ہی معلوم ہوتے تھے۔ یہان کے بندر گند میلے اور بدصورت ہوتے ہین مگر دو ٹانگ سے چلنے والے
جانورون مین سے انسان نے بھی اونکو اپنے سے زیادہ مقدس مان لیا ہی۔ مغروب آفتاب سے پہلے
حضور کشتی مین سوار ہوے جسکے آگے دو اسپ چوبین لگے ہوئے تھے۔ رام نگر کہ چار میل پر تھا تشریف فرما
ہوئے۔ مہاراجہ بنارس نے سب طرح سے اس مقام کو آراستہ کر رکھا تھا۔ روشنی اور آتشبازی کا سب
سامان تیار تھا جسوقت روشنی ہوئی ہی تو دریا کی دو رویہ روشنی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان و سونے
کی دیوارون کے اندر زمین پر چل رہا ہی۔ اس روشنی مین کروڑون سیاہ رنگ آدمی دیو زاد کا تماشا
دکھاتے تھے۔ ۶۔ جنوری کو ۸ بجے سب سے اعلی درجہ کے انگریز اور ہندوستانیون نے اسٹیشن پر حضور ولیعہد کو
رخصت کیا۔ اودہ روہیلکھنڈ کی خاص ٹرین مین لکھنو کو سواری چلی۔ فیض آباد قدیم اودہ کا
نام ہی اور ہندوستان کے مقدس اور متبرک شہرون مین شمار ہوتا ہی ہنومان جی کا سایہ ہمیشہ اوس پر رہتا ہی
ایک بجے یہان سواری پہنچی۔ سر جارج کوپر صاحب بہادر کمشنر اودہ یہان استقبال کے واسطے تشریف
رکھتے تھے۔ تھوڑی دیر یہان توقف فرما کر لکھنو کو سواری روانہ ہوئی۔ ابتک تو سفر اوس ملک مین تھا
جو غدر کی آفت سے محفوظ رہا تھا۔ اب یہان سے اوس ملک مین سفر شروع ہوا کہ اس آگ سے خوب جلا تھا
۴ بجے ۴۴ منٹ پر چار باغ کے اسٹیشن پر حضور والا سواری سے اوترے۔ لکھنو مین ہزارون ایکر
زمین مکانات کو مسمار کر کے صاف کی گئی ہی اور حقیقت مین وہ ایسی آراستہ کی گئی ہی کہ اوس سے روے زمین
کی آرایش ہو گئی ہی۔ اوسکے نیچے ہزارون چیزین ایسی دبی ہوئی پڑی ہین جیسے سمندر کی تہ پر چھپکا ہوئی
ہوتے ہین۔ ۷۔ جنوری کو ہندوستانیون کی لیوی ۱۱۔ بجے ہوئی۔ پھر اوسکے بعد انگریزون کی لیوی ہوئی
پھر حضور دلکشا کو تشریف لے گیے۔ ایام غدر کی لڑائیان جہان جہان ہوئی تھین اونکا ملاحظہ
فرمایا۔ جوانمردون کی قبرون کو دیکھا۔ پھر سکندر باغ مین ہو کر قیصر باغ مین تشریف لیگیے۔ دو
پہر کے بعد اوس یادگار کی بنیاد کا پتھر رکھا جو جناب لارڈ نارتھ بروک نے فیاضی فرما کر اون
ہندوستانیون کے واسطے بنوائی تھی جنھون نے ۱۸۵۷ء مین یہان اپنی جان اپنی گورنمنٹ پر نثار
کی تھی۔ اسوقت حضور والا کو مخاطب ٹھہرا کر جناب سر جارج کوپر صاحب نے یہ تقریر دلپذیر فرمائی

کہ ہم آج اسواسطے یہان جمع ہوئے ہین کہ ہم اون ہندوستانی افسرون اور سپاہیونکی یادگار کو عزت دین جنہون نے اوس مقام کی حفاظت مین جان دی جنکے کہنڈر یہ آنکہون کے سامنے موجود ہین۔ ان لکہنؤ کے سپاہیون کی نیک چلنی کی نظیر تاریخ مین نہین۔ اگرچہ ارکاٹ مین لارڈ کلایو کے ماتحت ہندوستانیون نے اپنے ہمراہ انگریزون کے ساتہہ نہایت تکلیف لینے مایحتاج کے واسطے گوارا کی تہی۔ مگر یہ امتحان وفاداری اور جان نثاری کا ایسا نتہا جیسا کہ یہان ہوا۔ بہلا وہان یہ کب تہا کہ انہین سپاہیونکے بہائی بند اور دوست ہم ذات پچاس گز کے فاصلے پر پکار پکار کے کہہ رہے ہون کہ تم ان کافرون اور بیگانون کو چہوڑ کر چلے آؤ۔ اگر وہ بہاگ جاتے تو ضرور لکہنؤ ہاتہہ سے جاتا رہتا اور ہزارون قواعد آموختہ سپاہ کو فرصت ملجاتی کہ وہ دہلی کو چلی جاتی۔ اگرچہ اوسکا نتیجہ یہ نہوتا کہ سلطنت ہمارے ہاتہہ سے جاتی رہتی۔ مگر اون مٹہی بہر آدمیون کو دشواری زیادہ ہوجاتی جو پہاڑی اپنے قبضہ مین رکہتے تہے۔ قومین تو اپنے آدمیونکی اونکی خدمات کی یادگار بناتی ہین۔ مگر یہ یادگار اوس مجمع شرافت کی خاص فیاضی سے بنائی جاتی ہے جو حضور کی والدہ مقدسہ کا قائم مقام مشرقی سلطنت مین ہے۔ ہندوستانیونکی وفاداری بہادری اور لیاقت وقابلیت کی یادگاری ایک واقعہ تاریخی اوس تہوڑے سے مجمع اور محتاج موقع سرگذشت کا ہوگا اور اوسمین حضور کا تشریف رکہنا باعث عظمت کا ہوگا اور اوسپر اہل انگلستان کیا اور اہل ایشیا کیا۔ افتخار کرینگے۔ گو اسوقت کی یہ شان وشکوہ شاہانہ سے اس رسم کی بجاآوری فراموش ہوجائیگی۔ اسکا جواب حضور ولیعہد نے فرمایا کہ لارڈ نارتہہ بروک نے مجہسے فرمایا کہ مین اون سپاہیون کے یادگار کی بنیاد کا پتہر رکہون جنہونے اس رزیڈنسی کی حفاظت مین جان دیدی۔ مجہے بڑی خوشی ہوئی کہ مین نے آج اونکی درخواست کے موافق کام کیا اور اون جوانمردون کی یادگار مین شریک ہوا جنہون نے ایک عمدہ نمونہ وفاداری اور عقیدت مندی کا اپنے ادائے فرائض مین دکہایا۔ لارڈ نارتہہ بروک نے اس یادگار کے بنانے سے تمام سپاہ کا دل خوش کیا جب وہ اپنی چہاؤنیون کی راہ مین اوسکے پاس آئین جائینگے تو گورے سپاہی اور اونکے افسر اور آدمی دل مین خیال کرینگے کہ اون پاس وہ آدمی تہے جنکے کامون کی یادگار بنائی گئی ہے۔ وہ ایسے لائق ہمارے ساتہی تہے

کہ وہ اونکے پہلو مین کہڑے ہوکر سلطنت کی حفاظت کرتے ہین اور ہندوستانی سپاہیونکو اسپر افتخار ہوگا
کہ جوانمرد سپاہیونکی ایسی قدر ہوتی ہے کہ اونکی بہادری اور نمک شناسی اور ایمانداری اونکے خاندان اور
ملک پر عزت کی روشنی کا عکس ڈالتی ہے۔ اسکے بعد حضور نے بنیاد کا پتھر رکہا۔ اسوقت حضور کو خود خیال
آیا کہ جو پرانے سپاہی یہان شریک تہے وہ پیش ہون میجر کیوٹب صاحب نے جنکے ماتحت ان سپاہیون نے
کام کیا تہا اونکو پیش کیا۔ ایک سپاہی اونمین سے چلا اوٹھا کہ چودہ روپیہ پنشن شاہزادہ۔ ایک سپاہی کا
لڑکا اپنے باپ کا ہاتھ تہامے ہوئے تہا آنکھون سے اوسکو بہت کم دکہائی دیتا تہا۔ اوسنے بہت قریب آکر
حضور کا چہرہ مبارک دیکہا ایک سانس بہر کر کہا کہ شکر ہے خدا کا کہ آج مین شاہزادہ کی صورت اور آج کا وقت
دیکھنے لیئے زندہ رہا۔ اور جب حضور نے ہاتھ اپنا اوسکی تلوار کے قبضے سے اوٹھا لیا تو بے اختیار اوسکی آنکہون
مین آنسو نکل آئے اور وہ روتا ہوا اوٹہا چلا گیا۔ ان پرانے سپاہیونکے دل خوش کرنے سے حضور کمال مسرور ہوئے

آب لکھنؤ اور کانپور اور دہلی کے نام سے جس نسل کا بدن غم واندوہ سے لرزنے
لگتا تہا یا دل مین اونکی فتح کے خیال سے غرور پیدا ہوتا تہا وہ اب پیرانہ سال ہوتی جاتی ہے۔ حال مین
جو صاحب انگلستان سے یہان تشریف لائے اور اونہون نے دیکہا کہ قیصر ہند کے خلف اکبر کے
خیر مقدم مین کیا کیا سامان مسرت کا اظہار رعایا کی طرف سے ہو رہا ہے تو اونکا دل چاہتا تہا کہ ہم برے
خوابون کی طرح اون برے دنون کو بہلا دین۔ مگر کہین منارے کہین گرجا کہین بڑے بڑے صاف
میدان جہان ہزار ہا گہر آباد تہے۔ ولیعہد کی جان کی حفاظت اون جلسون مین جہان سپاسنامے پیش ہوتے
ہین۔ یہ سب باتین پیش نظر ہوتی تہین کہ خواہ مخواہ خیال اوس منحوس وقت کے جرمون اور فسادون
کے نتیجہ کا پیدا ہوتا تہا۔ جناب چیف کمشنر کے ہان خاصہ تناول فرما کر جناب سر جارج کوپر کے ہمراہ قیصر باغ
مین تشریف لیگئے۔ یہان ہندوستانی رؤسا نے اونکے واسطے ایک جلسہ منعقد کیا تہا حضور معلی تخت
شاہی پر جلوس فرما ہوئے۔ تعلقہ دار آداب بجا لائے اور ایک تاج جواہر سے مرصع پیشکش مین پیش کیا۔
اور سپاسنامہ پڑہا جسکا معمولی مضمون تہا جسوقت ان تعلقہ دارون کے نام لیے جاتے تہے اون سے
ایام غدر کے دوست دشمن یاد آتے تہے۔ اونکے نامون کے درمیان مین سکھون کے نام بہی آجاتے تہے۔

میجر ہنڈرسن صاحب نے حضور والا کی طرف سے یہ ارشاد فرمایا کہ حضور کو اسقدر رئیسونکے اجتماع سے مسرت ہوئی مگر افسوس ہی کہ اسقدر فرصت نہین کہ ہر ایک رئیس سے ذاتی واقفیت پیدا کیجاے۔ پھر آتشبازی کا تماشا دیکھا۔ ۱۱ بجے حضور آرام فرمانے تشریف لیگیے۔

۸۔ جنوری کو اناؤ مین سور کا شکار کھیلنے کے لیے تشریف لیگیے۔ انگریزی سوارون کو یہان کے سور کا شکار کھیلنا نہایت مشکل ہی کیونکہ سور کی رفتار خرگوش کیسی ہوتی ہی۔ یہان سورون نے خوب بہادری سے اپنے شکار کھیلنے والون کا مقابلہ کیا۔ اور اپنا طیش دکھایا۔ اور گھوڑون کو نقصان پہنچایا۔ بعض سوار دو دو دفعہ گرے۔ لارڈ کارنگٹن صاحب گھوڑے سے گرے۔ ہنس کی ہڈی ٹوٹی۔ یہ خیر تھی کہ جب زخم پہنچا تو مرہم بھی پاس تھا۔ ڈاکٹر فریر صاحب پاس کھڑے تھے اونہون نے ہڈی کو چڑھا دیا۔ غرض شام تک کئی سورونکا شکار ہوا۔ آج ہی یہ خبر آئی کہ دہلی مین لارڈ ملکہ الا کی گھوڑے سے گرنے سے ہنس کی ہڈی ٹوٹی۔ اس سے اندیشہ پیدا ہوا کہ شاید وہ قواعد سپاہ دہلی مین نہ دکھا سکینگے مگر پھر تار پر یہ خبر آئی کہ جناب ممدوح اوسی طرح قواعد دکھائینگے کہ گویا یہ ہڈی ٹوٹی نہین۔ اس جوانمرد کی بے پروائی سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا یہ ہڈی اوسکے جسم مین محض فضول تھی اور اوسکی حاجت کچھہ نہ تھی۔ ۹۔ جنوری کو ہال صاحب نے کنوجی لال اور انگد کی عکسی تصویرین اوتارین ان دونون جوانمردون نے بڑی بڑی خدمتین ایام غدر مین بیلی گارد مین کی تھین۔ حضور والا گرجا مین نماز کو تشریف لیگیے۔ ۴۔ بجے شام کے رزیڈنسی کے کھنڈرون کے ملاحظہ کے لیے تشریف لیگیے۔ اور مشہور مشہور مقامات جنگ دیکھے سر ہنری لارنس کی قبر کی زیارت کی اور اون معصوم بچون اور عورتون کی قبرونکو دیکھا جنکا ان ایام مصیبت مین وقت اجل آیا تھا۔ گومتی کا لوہے کا پل دیکھا اور عالم باغ مین جاکر جنرل ہیولاک کے مقبرہ کا ملاحظہ فرمایا۔ یہان اودہر اودہر بڑے بڑے تغیر و تبدل ہوگیے۔ شہر مین بہت سی عمارتین بلا لحاظ کسی امر کے مسمار ہوگئین اس بستی کے ویرانہ بنانے مین بعض باتین ایسی ہوئین کہ وہ انصاف نہین معلوم ہوتین مگر جبتک اوسکے ساتھہ یہ خیال نہ کیا جاسے کہ یہ انگریزی گورنمنٹ کا فرض ہی کہ جو امور سنگ بخاطر اور خار در پیرہن

اوسکے ہون اون سے رعایا کو ہمیشہ متنبہ کرتی رہے اور سمجھاتی رہے کہ اگر اوس گورنمنٹ سے سرتابی کروگے تو
کس عذاب اور مصیبت مین پڑوگے - اور مسلمانون کو یہ یاد دلاتی رہے کہ وہ اوس قوم کے تابع اور
مطیع ہین کہ جنکو وہ معزز و مکرم جانتے ہین اونکو وہ ذلیل اور حقیر کرتی ہی اور جن چیزون کو وہ مقدس
سمجھتے ہین اونکو نجس کرتی ہی - یہ امر قرین انصاف تہا کہ قیصر باغ بین گورنمنٹ کے سررشتون کا کام ہو
اور وہ گودام بنے - چہتر منزل جہان کلب کی طرف سے پرنس کو بال دیا گیا تہا خاص کامون مین
کام آئے - مگر امام باڑہ کے استعمال مین ہندوستانیون کا ذرا بہی پاس خاطر نہین کیا - اسکا مضائقہ
نہین کہ وہ توپخانہ بنایا جاوے یا سلح خانہ اور مسجد گرجا بنائی جاوے یا کلیسا مگر عمارت عمارت کی طرح سے
رکہی جاوے - اوسکی صفائی ہوتی رہے سفیدی ہمیشہ پہرتی رہے گہاس کٹتی رہے حضور شہر کے ملاحظہ کے
لیے بازارون کی تنگی کے سبب سے نہین تشریف لیگئے - ۱۰ جنوری کو چہاونی مین آٹہوین پلٹن پیادہ کو علم
جدید مرحمت فرمایا - قواعد سپاہ کی بڑی سیر تہی - سوا بارہ بجے حضور دہلی کو ٹرین مین روانہ ہوئے
۴ بجے کانپور مین سواری پہنچی - اول میموریل چرچ کی سیر کے لیے تشریف لیگئے پہر اوسکے صحن مین
قبرونکا ملاحظہ فرمایا - کرنیل ویل کی تمام مصیبت کے مقامون کو دیکہا - پہر میموریل ویل
(چاہ مقتولان) کو ملاحظہ فرمایا اس کنوئین مین وہ سب عورتین اور بچے اور مرد دفن ہین جو ایام غدر
مین قتل ہوئے تہے جسوقت اوسکے کتبہ کی عبارت باواز حضور ولیعہد نے پڑہی ہی تو ہر انگریز
ایک سکتے کا عالم تہا - اس کنوئین پر ایک فرشتہ کی تصویر بنی ہوئی ہی - اسمین دو آدمی بہی اتفاق
رائے نہین رکہتے کہ وہ رنج یا رحم یا توکل یا انتقام یا فتح کی علامت کو تعبیر کرتا ہی پہر قبرستان کا ملاحظہ
فرمایا - اور جناب پرنسپ صاحب کی کوٹہی مین فروکش ہوئے - ۱۰ بجے رات کے دہلی کو روانہ ہوئے -
(دہلی) ۱۱ - جنوری کو نو بجے صبح کے حضور والا دہلی دار السلطنت قدیم مین رونق افروز
ہوئے - جو بیان حضور کے سواری مین جلوس تہا وہ کہین اور نہتہا - اسکا سبب یہ تہا کہ اٹہارہ ہزار
سپاہ اور بڑے بڑے تجربہ کار افسر دہلی مین جمع ہوئے تہے - وہان اس سپاہ کے فریقون مین آپس مین
لڑائی اس طرح باہم ہوتی تہی کہ گویا حقیقت مین لڑائی ہو رہی ہی - یہ سارا جلسہ آج کے لیے دہلی مین

جمع ہوا تہا اس شہر کی کوئی تزئین اور آئین بندی نہین کی گئی - اوسکی خوبصورت عمارتین اور یہ سپاہ کا ہجوم
سب شہرون سے بڑہکر بہا دیتا تہا - ع حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را + آج چار میل کے اندر یہ
اٹہارہ ہزار سپاہ کہڑی ہوئی تہی - بارگاہ سلطانی بڑے شان و شکوہ کے ساتہہ ایستادہ کیا گیا تہا -
تہوڑی دیر کے بعد تشریف آوری کے میونسپل دہلی کے ممبرون نے سپاسنامہ پیش کیا جسکا مضمون
معمولی تہا فقط اپنے شہر کی نسبت یہ کہا تہا کہ اگرچہ وہ کلکتہ بمبئی - مدراس سے چہوٹا ہی مگر ایکہزار برس
سے وہ دارالسلطنت ہند رہا ہی جسکے اندر بہت سے خاندانون کا عروج اور تنزل ہوا اور کوئی نشان
اونکی شان کا سواے محلون - مقبرون - مسجدون کے نہین رہا - تین ریلین یہان ملتی ہین - ابتک بہی وہ
دارالعلم ہی حضور والا نے بہی بعد معمولی جواب کے شہر کی نسبت یہ فرمایا کہ وہ ہندوستان کے وسط مین
واقع ہونے سے اور ریلون کے ملنے سے ایک عمدہ شہر ہماری سلطنت مین شمار ہوگا اور مین اس خوبصورت
اور قدیمی دارالسلطنت کے دیکہنے سے نہایت مسرت آگین ہونگا -
یہ شہر گو تاریخ مین پایہ بلند رکہتا ہی اور سلطنتہاے قدیم کا دارالسلطنت قدیم سے رہا ہی مگر انگریزی عہد
مین کوئی بڑا واقعہ سواے اسکے نہین ہی کہ ایام غدر مین سپاہ نے محاصرہ کرکے جوانمردانہ اوسکو فتح کیا - اور
تیمور کی بدنصیب اولاد نہایت ذلیل طور پر قید اور حبس کی مصیبت مین پہنسی - مگر ہندو اور مسلمانون کو
شوق ہی کہ وہ اوسکی تاریخی عظمت کے ابتک گیت گائے جاتے ہین - اور اوسکی عمارات شکستہ کی داستانسرائی
کرتے ہین جس سے انگریزونکے کان بالکل ناآشنا ہین - بعد اسکے لیوی ہوئی پہر ہندوستانی افسر پیش
ہوئے - لارڈ نیپیر آف مگڈالا کی دعوت مین شریک ہوکر حضور والا نے اونکو اعزاز بخشا - ۱۲
جنوری کو حضور والا نے ملاحظہ سپاہ کیا - آج ہی کے دن کے منتظر ہزارون سپاہی اور افسر بیٹہے ہوے
تہے - ہزارون طرح کی گفتگوئین اس سپاہ کی قواعد کی نسبت ہوئین - معرکہ جنگ مین جنرلون اور
افسرون نے اپنے کمال دکہائے کسی نے شکست پائی کسی نے فتح - ہندوستان اور انگلستان مین
سپاہ کا برابر خرچ ہی - پندرہ پندرہ کروڑ روپیہ دونون جگہہ اوسمین صرف ہوتا ہی - اس تیس کروڑ
روپیہ کے خرچ مین سلطنت عظیم کی حفاظت ہوتی ہی - رات کو قلعہ کے دیوان خاص مین بال اور دعوت کا جلسہ ہوا -

۱۴- کو قطب صاحب کی سیر کو تشریف لیگئے۔ دہلی کے گرد ۴۵ میل رقبہ عمارات شکستہ سے
معمور ہی۔ بہت سی عمارتین ایسی ہین کہ جنکی شناخت تاریخ سے بھی نہیں ہو سکتی۔ یہان سیکڑون قبرون مین
وہ نامور مسلمان سوتے ہین کہ جنکے نام نقش برآب نہین ہین بلکہ تاریخ کے صفحے اونکی مدتون تک اُسے کر وفر
کے ساتھہ یاد دلایا کرینگے جیسے کہ اور دنیا کے نامورون کی یاد دلاتے ہین۔ آج دہلی مین روشنی ہوئی مگر
حضور پرنور نے اوسکا ملاحظہ اس خوف سے نفرمایا کہ شہر مین ابتک ایسے بدمعاش باقی ہین کہ جو
میجر بریڈ فورڈ صاحب کے گماشتون کے قابو سے باہر تہے۔ ۱۴ جنوری کو ہارویچ اور ریڈ کے
سپاہیونکی لڑائیون کے دیکھنے کے واسطے حضور والا علی پور تشریف لیگئے۔ ۳ بجے یہ ہنگامہ بہی ختم ہوا
۱۵ جنوری کو جمنا کے میدان مین سپاہیون کے درمیان ہنگامہ کارزار شروع ہوا اور شکست اور فتح
کے فیصلے کے لیئے ثالث مقرر ہوئے۔ ہارویچ کے نصف سوارون کو ثالثون نے مرا ہوا خیال کیا غرض
یہ لڑائی بہی ختم ہوئی۔ ۱۶ کو اتوار تہا۔ ۱۷ کو حضور والا نے سپاہیونکے کرتبون اور رقص جنگی کا ملاحظہ
فرمایا۔ آج دہلی کی سیر کا خاتمہ ہوا سارا تماشا ایک خواب ہوگیا۔ لشکر اور رئیس اور افسر اپنے گہرون اور
مقامات کو رخصت ہونے شروع ہوئے۔ کوسون کی آبادی چند روز مین ویران ہوگئی۔

(۱۴) دوپہر سے پہلے دہلی سے حضور والا لاہور کو خاص ٹرین مین روانہ ہوئے۔ ۱۸ جنوری کو
۹ بجے ۴۵ منٹ پر ریل نے لاہور کے اسٹیشن کے فرش اغوانی پر سواری کو جا ٹہرایا۔ سواری بڑے
جلوس سے شاہانہ طور پر چار میل طے کر کے گورنمنٹ ہوس مین پہنچی۔ اس گورنمنٹ ہوس کا بنانا بہی
انگریزونکے حسن عمل کی دلیل تہی کہ ایک مقبرہ کو جنمین مردے آرام سے سوتے تہے اس صورت مین
ڈہال لیا ہو کہ زندہ آرام سے رہنے لگے۔ حضور والا کے وہان رونق افروز ہوتے ہی لاہور کی میونسپل
کمیٹی کی طرف سے خیر مقدم کا سپاسنامہ ذیل سنایا گیا۔

ہم ممبران میونسپل کمیٹی لاہور کے باشندونکی طرف سے اس سپاسنامہ کو کمال ادب و نیاز کے ساتھہ
بحضور بندگان جناب شاہزادہ عالم و عالمیان —— گزرانکر اول سچے دل سے شکریہ اون عنایات
حضور انور کا بصد زبان ادا کرتے ہین کہ حضور والا نے کمال نوازش اور رعایا پروری سے اسقدر سفر دور دراز کا

ذات بابرکات اپنی پر گوارا فرماکر ملک پنجاب کو شرف قدوم میمنت لزوم سے سعادت اندوز فرمایا اس فخر اور عزت عظیم کے حاصل ہونے سے ہم لوگون کو اسقدر خوشی حاصل ہوئی کہ احاطہ بیان سے باہر ہی اور اس نزول اجلال اور رونق بخشی بندگان عالی سے کہ بعد تشریف آوری شاہزادہ والاتبار ڈیوک آف ایڈنبرا بہادر کے ملک ہند کو افتخار عظیم اور اعزاز عمیم مرحمت ہوا ہی یقین کلی اور ثبوت کامل ان عنایات شاہانہ و توجہات خسروانہ کا ہی جو حضور پرنور ملکہ معظمہ دام اقبالہا اور خاندان عظیم الشان شاہی کو واسطے سود و بہبود اس ملک کے مد نظر اور پیش نہاد خاطر عالی ہی اگرچہ یہ ملک دار الخلافہ انگلشیہ سے مسافت بعید پر واقع ہی اور رعایا اوس ملک کی بلحاظ قدامت اس سلطنت عالیشان کے بسبب اسکے کہ تھوڑے عرصہ سے زیر سایہ ہما پایہ سرکار گردون وقار انگلشیہ بہادر کے آئی ہی بہ نسبت دیگر ملکون کے صغیر سن بچون مین ہی الا تاہم بذریعہ صدق ارادت جو ہمارے دلون پر منقوش ہی تخت برطانیہ کی وفاداری عقیدتون مین درجہ اول کے دعویدار ہین کیونکہ ہم لوگ ہمیشہ سے دروازہ شمالی و مغربی ہند پر ملحق الحدود ان ملکون کے رہتے ہین کہ جنہین سے اہل یورپ ابہی تک گزر نہین کیا اسلیئے اپنے زمانہ سلف کی تاریخ کو دیکھکر جو فوائد امن و امان و ترقی اشاعت علوم و تجارت و زراعت و عدل و انصاف زیر حکومت اس سلطنت ابد مدت کے حاصل ہوئے ہین انکو بہ نسبت اور ملکون کے ہم زیادہ تر سمجھہ سکتے ہین اور جیسے ان فوائد عظیم کے حاصل ہونیکے عوض ہم اسوقت نفقل شکریہ تہ دل سے بیان کرسکتے ہین ویسا ہی امید رکہتے ہین اور اپنے پروردگار کی جناب سے دعا مانگتے ہین کہ وہ ہمیشہ اپنے اعمال اور افعال سے اپنے شاہنشاہ والا شکوہ کی نمک حلالی اور وفاداری مین جو رعایا سے نمک حلال پر فرض ہی شکریہ ادا کرتے رہین اب ہم صدق دل سے دست بدعا ہین کہ پروردگار جل شانہ حضور بندگان شاہزادۂ عالم و عالمیان دام اقبالہ کو مدت دراز تک بخیر و خوبی و صحت و تندرستی بہ ترقی اقبال شادان و فرحان سلامت باکرامت رکہے اور جناب ممدوح ملک پنجاب کے مشاہدہ کو ہمیشہ خوشی دل سے یاد فرماتے رہین اور ہم اور ہماری اولاد اسی طرح وفاداری اور خدمتگزاری سرکار گردون وقار انگلشیہ بہادر مین ساعی رہین۔

حضور شاہزادہ صاحب نے اس سپاسنامہ کا مندرجہ ذیل جواب دیا۔

لیے صاحبو۔ مین لاہور مین آنے سے جو سلطنت ہند کے اس بڑے سرحدی حصے کا دار الخلافہ ہے بہت خوش ہوا اور اسباب سے بہی مجکو نہایت خوشی ہوئی کہ یہان کے باشندون نے میرے آنے کی ایسی تہہ دل سے مبارکباد دی۔

جس وفاداری اور اخلاص اور شکر گزاری کا آپ یقین دلاتے ہین مین اوسکو خوشی سے حضور ملکہ معظمہ کی خدمت مین گزارش کرونگا۔ میری تندرستی اور سفر کی خیر و خوبی کی نسبت جو ابتک مجکو حاصل رہی ہے آپ نے جو کلمات دعائیہ سرگرمی کے ساتھہ بیان کئے ہین مین تہ دل سے اونکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ از گورنمنٹ گزٹ پنجاب۔

پھر دربار لیوی انگریزون اور ہندوستانی رئیسونکا ہوا۔ یہان کے شرفا اور روسا کی مردانہ صورتون نے مہمانون کے دل مین ایک اور نیا نقش جمایا۔ دوپہر کے بعد ایک بجے تک روسائے مندرجہ ذیل سے ملاقات فرمائی۔

نواب بہاولپور۔ راجہ نابھہ۔ راجہ کپورتھلا۔ راجہ منڈی۔ نواب مالیر کوٹلہ۔ راجہ فرید کوٹ۔ راجہ چمبہ۔ راجہ صاحب سکیت۔ سردار کلسیہ۔ نواب پٹودی۔ نواب لوہارو۔ نواب دوجانہ۔ راجہ شمشیر سنگھہ بہادر۔

ٹفن کے بعد حضور والا سنٹرل جیل اور قلعہ دیکھنے کو تشریف لیگئے۔ ایک ٹھگ پیش ہوا۔ جسنے بڑے فخر سے کہا کہ مین نے ڈہائی سو آدمیون سے زیادہ کو مارا ہے۔ دوسرے ٹھگ نے کہا کہ مین نے ۵۳ کو خاک مین سلایا ہے۔ بوڑہے ٹھگ نے ڈاکٹر فریر کی کلائی پر پہندا مار کے اپنے ہنر کا کمال دکھایا۔ اسکا اثر کئی روز تک ڈاکٹر صاحب کی کلائی پر رہا۔ پھر اوس قلعہ مین تشریف لیگئے جسمین شیر پنجاب بیٹھکر سیر دریا دیکھا کرتا تھا۔ وہان ایک ننہی سی توپ پر نظر اقدس پڑگئی۔ اوسکا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ مہاراجہ دلیپ سنگھہ کے لیئے لڑکپن مین کھیلنے کے واسطے بنائی گئی تھی اوسکو حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ یہ کھلونا بمبئی بہیجا جائے کہ وہان سے انگلستان روانہ ہو۔ ۱۹۔ جنوری کو۔ ہندوستانی رئیس جو یہان جمع تھے اونکی حکومت کی وسعت ایسی ہی تھی جیسے کہ ضلع

کے جشن بیٹھون کی ہوتی ہی - نواب بہاولپور و راجہ کپورتھلہ و راجہ نابھہ سے بازدید کی ملاقات حضور والا نے فرمائی - گورون کی صنعت و دستکاری کی نمایش گاہ کو کھولا - لاہور مین کچھہ انگریزی عملداری سے رونق نہین زیادہ ہوئی ہی جو شگفتگی اوسمین مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ مین تھی وہ اب نہین ہی - پنجاب اور گرد نواح کے ملکون کے کارخانون کی چیزون کے نمونے ملاحظہ فرمائے - خاصہ تناول فرما کر شالامار باغ کے جلسہ مین شریک ہوئے - یہان روشنی کی بڑی بہار تھی - ۲۰ - جنوری کو سردی بھی ایسی پڑی کہ پانی جم گیا - پارہ خیمہ کے اندر ۲۹ درجہ پر تھا - بعض حضور کے مصاحب علیل ہو گیے تھے وہ لاہور مین رہے اور حضور والا ریل مین سوار ہو کر وزیر آباد کو روانہ ہوئے - یہ چھوٹے پیمانہ کی ریل ان مہمانون کو ایسی ناپسند ہوئی کہ اونہون نے کہا کہ اگر وہ بالکل نہوتی تو اچھا ہوتا - وزیر آباد سے سیالکوٹ مین حضور والا رونق افروز ہوئے - یہان نوین لین سر کے ساتھہ لنچ تناول فرما کر خیمون کی طرف نہضت فرما ہوئے - سات میل پر آکر مہاراجہ نے استقبال کیا - شام کو توی کے کنارے پر حضور والا اور مہاراجہ کشمیر رونق افروز ہوئے - دریا کے دونون کنارون کی سیر ایک بلند مکان پر سے حضور والا نے فرمائی - یہان ہاتھیونکا جلوس مرتب تھا - اس جلوس کے ساتھہ اوس نئے محل مین پہنچے جو مہاراجہ نے ابھی صرف کثیر سے بنایا تھا - اور جسکی چھت دو تین گھنٹہ پہلے ہی بنکر ختم ہوئی تھی - وہ ایسا نازک بنا تھا کہ جسوقت توپون کی سلامی چھوٹتی تھی تو اوسکی دیوارین لرزتی تھین اور نمی اوسمین اسقدر تھی کہ شہر کے قریب مہاراجہ نے خیمہ ایستادہ کرا دیے تھے - رات ہو گئی تھی کہ حضور والا اس قصر معلی مین داخل ہوئے - راہ مین وہ غل شور باجونکا تھا جو اہل انگلستان کے دماغ کو پریشان کرتا ہی اور تکلیف دیتا ہی - یہان سب مراسم دربار ادا ہوئین - اور پھر روشنی اور آتشبازی کی بہار دکھائی گئی - ۲۱ - جنوری کو صبح کو ملیشہ بر ساحل شکار کا لطف جاتا رہا - حضور والا نے کچھہ ہرن مارے - مگر ہندوستانی شکار کی مٹی پلید ہوئی - ایک چیتا ہرن پر چھوڑا گیا وہ کتے کے پیچھے پڑا جب کتا اوسکی طرف پلٹا تو چیتا اولٹا چلا آیا - اور جانورون نے بھی تماشا دکھایا کہ جو آپسمین ایک دوسرے کو مارنے کے لیے چھوڑے گیے تھے وہ آپسمین دوستانہ

مل گیے۔ مگر یلندون نے خرگوشون پر رحم نہ کیا۔ پہلوانون کی کشتیان ہوئین وہ ایسے بدن پر تیل ملے
ہوے تہے کہ مشکل سے ہاتہہ بدن پر ٹھہر سکتا تہا۔ دو پہلوان زمین سے اونٹ کی پیٹہہ پر اوچک کر
مورچال چلنے لگے۔ ایک اونٹ زمین سے ہاتہی کے ہودے پر پہلانگ گیا۔ مگر دوسری دفعہ کہنے سے بہی
نہین پہلانگا۔ پہر تالابون مین مچہلیان پکڑی گئین۔ غرض یہ تماشے رہے۔ پہر قصر قدیم مین مہاراج
کی سواری حضور والا کے جلو کے ساتہہ تہی۔ وہان جلسہ دعوت کا اور رقص و سرود کا ہوا۔ یہان بہت
سی نئی باتین مہمانون نے دیکہین۔ ۲۲ جنوری کو نو بجے خیمون سے روانہ ہو لئے۔ سیالکوٹ مین سپاہ
کے ساتہہ خاصہ تناول فرمایا۔ اور وزیر آباد مین تشریف لائے۔ یہان چناب کے پل کلان کے کہولنے
کی رسم ادا ہوئی۔ اور اس پل کا نام "الکزنڈرا برج" رکہا گیا۔ حضور والا کی بیگم صاحبہ کا نام
الکزنڈریا ہے۔ پہر ٹفن تناول فرمایا۔ تین بجے پر ۴۰ منٹ مین حضور والا لاہور کو روانہ ہوے
اور ساڑہے چہ بجے لاہور مین پہنچ گیے۔ خاصہ تناول فرمانے کے بعد حضور ممدوح اوس جلسہ مین شریک
ہوے جو حضور والا کی تشریف آوری کی تقریب سے نئے کالج مین پنجاب کے رئیسون اور معززین پنجاب
کی طرف سے منعقد ہوا تہا۔ کالج کے بڑے کمرے مین تخت شاہانہ بچہایا گیا اور اوسکی داہنی طرف
پرنسس ویلز کی اور بائین طرف پرنس ویلز کی ایسی عمدہ تصویرین آویزان تہین کہ یہ معلوم ہوتا تہا
کہ اب بول اوٹہینگی۔ یہ تصاویر جناب مہاراجہ پٹیالہ نے پرنس ویلز کی صحت کی یادگار کے لیے تیار کرائی
تہین۔ حضور والا نے تخت پر جلوس فرمایا۔ وہ رئیس جنہون نے اپنے مکرم مہمان کو بلایا تہا پیش ہونے
شروع ہوے۔ راجپوت پٹہان بلوچی سندہی یعنی ۱۳۰ ایک سو تیس رئیسون مین دہلی کے خاندان تیموریہ
کے شاہزادے اور کابل کے شاہزادے اور گرو نانک کی اولاد اور گوبند جی کے خاندان کے آدمی سب
ہی تہے۔ ہر رئیس کو حضور نے تمغا زرین اور فیتہ اپنی نشانی مرحمت فرمائی۔ پہر چہت پر رونق افروز
ہوکر روشنی کو ملاحظہ فرمایا۔ آدمیون کا اسقدر ہجوم روشنی کے ساتہہ تہا کہ معلوم ہوتا کہ سرون کا
سمندر آتشین ساحلون مین تلاطم کر رہا ہے۔ غبارون کے اوڑنے سے آسمان پر ستارے نکلے نئے نئے
پیچ بن گیے تہے۔ پندرہ ہزار روپیہ کو ہوائی ۴۰ منٹ مین اوڑا دیا۔ پہر آٹہہ پنجابی لڑکیان آراستہ پیراستہ

کہڑی ہوئین اور اونہون نے ایک گیت خوب لے سے گایا- یہ گیت بہی جسکے سامنے گایا گیا اوسی کیواسطے بنایا گیا تہا- بعدازین جلسہ برخاست ہوا-

۲۳- جنوری کو اتوار تہا پہلے عبادت آلہی ہوئی پہر دوپہر کے بعد عجائب خانہ اور جامع مسجد اور مہاراجہ رنجیت سنگہ کے سمادہ کی سیر ہوئی-

(۱۵۱) ۲۴- جنوری جناب سر ہنری ڈیوس لفٹننٹ گورنر پنجاب کی مہمانسرائے سے وداع ہوکر اور اونکے ہمراہ سوار ہوکر ریل کے اسٹیشن پر جلوہ افروز ہوئے- یہان شاہی توپخانہ کو ریل مین اوس طریق سے چڑہانیکا ملاحظہ کیا جو میجر سر چارلس ریڈ صاحب کے سی ایس آئی کمان افسر لاہور ڈویژن نے تجویز کیا- ۲۰ منٹ مین یہ توپخانہ جسمین ۸۶ آدمی اور ۹۴ گہوڑے تہے ۱۷ گاڑیون اور ۴ بریک مین سوار ہوگیا- یہ سب گاڑیان حضور والا کی سواری کے ساتہہ امرتسر گئین اور وہان منٹ مین یہ سارا توپخانہ اتر آیا اور گہوڑے توپون مین جُت گئے جس سے ہندوستانیون کو بڑا تعجب ہوا-

امرت سر مین حضور والا بگہی مین سوار ہوکر ٹون ہال مین تشریف لیگئے یہان امرتسر کی میونسپل کمیٹی نے معمولی سپاسنامہ پیش کیا اور جواب معمولی حضور معلی نے فرمایا- پہر ایک کمرہ مین امرت سر کے کارخانون کی مصنوعی چیزونکا ملاحظہ فرمایا- پہر حضور والا نے چرچ اور مشن اسکول دیکہا- پہلے اسکول مین پیرنگ صاحب نے استقبال کیا اور نامور ہندوستانی عیسائیون کو پیش کیا اونمین سب سے زیادہ نامور نیک نہاد پروفیسر اچہندر صاحب اور راجہ کپورتہلہ کے بہائی اور امام الدین تہے- بعد اسکے امرتسر کا مندر سونے کا دیکہا جہان گرونانک کی گرنتہہ رکہی ہوئی ہے- سلیپر حضور والا کے لیے تیار رہتی کیونکہ مندر کے اندر بغیر جوتا اوتارے کوئی نہین جاتا- یہان پوجاریونکو کچہہ ہدیۃً دیا ہی گیا مہاراجہ رنجیت سنگہ کے سمادہ والون کو بہی کچہہ دیا گیا تہا- شام کے ۵ بجے روشنی کی سیر دیکہتے ہوئے گہنٹہ گہر تشریف لیگئے یہان سردار منگل سنگہ رام گڑہیا کو طبقہ اعلی ستارہ ہند کے سوم درجہ کا تمغا عطا فرمایا- یہان سے خاص ٹرین مین آگرہ کو تشریف فرما ہوئے- راستہ مین راجپورہ مین مہاراجہ پٹیالہ نے دعوت کی-

راجپورہ ایک ذلیل سا مقام ہو مگر مہاراجہ پٹیالہ نے اس مقام کو آراستہ پیراستہ کر کے
بارگاہ سلیمانی بنا دیا۔ خیمون کی خوبیان بنارس سے کم نتھین پانچ بہی چودہ ہزار کمر بستہ موجود تھی
روشنی کا سامان بہی بڑے شہرون سے کم نتھا۔ حضور والا کی خاص ٹرین ساڑہے گیارہ بجے یہان
پہنچی۔ نیند کو ایسا زبردست بادشاہ کہتے ہین کہ وہ سب پر غالب ہی۔ مگر مہاراجہ مہندر سنگہ بہی
ایسے بیدار بخت تہے کہ اونہون نے اس بادشاہ کے غلبہ کو شاہزادہ اور امیر زادون پر سے اوٹہا دیا۔ اس
آرام کے وقت مین خواب راحت سے اوٹہنا سب ہی کو ناگوار ہوگا۔ تو ہونکی نادان تکلیف دیتی ہوگی
مگر مہاراجہ کی خاطر اور تواضع نے ان سب آفتون کو راحت بنا دیا۔ حضور والا اور مہاراجہ پٹیالہ
ہاتہہ سے ہاتہہ ملائے ہوئے سوار ہو کر بارگاہ عالی مین تشریف لیگیے مراسم معمولی ادا ہوئین۔ خاصہ
تناول فرمایا گیا۔ اکیس اور صاحبان جلیل القدر حضور والا کے ساتہہ تہے۔ اس جلسہ مین جو مہاراجہ کی
طرف سے ایڈریس پیش ہوئی اور جو اوسکا جواب حضور والا نے ارشاد کیا قابل توجہ ہین۔ اوس سے
ایک ہندوستانی رئیس کی حسن عقیدت برٹش گورنمنٹ کی طرف اور برٹش گورنمنٹ کی طرف
سے عاطفت و شفقت ظاہر ہوتی ہی۔

تقریر حضور سری مہاراجہ صاحب بہادر

حضور عالیجناب پرنس آف ویلز بہادر۔

آج کی تاریخ خاندان پٹیالہ کے لیے کیسی خوشی اور فخر کی تاریخ ہی کہ حضور نے جو ہماری نہایت
ذی شوکت اور نہایت رحیم شاہنشاہ علیا حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے فرزند عزیز اور خود ہمارے
آیندہ شاہنشاہ ہین میری ناچیز دعوت کو قبول فرما کر ریاست پٹیالہ کو ایک بڑا افتخار بخشا خاندان پٹیالہ
اسبات کا بڑا گہمنڈ ہی کہ تہتر برس سے یعنی جب سے کہ اوسکو سرکار عظمت مدار انگلشیہ کے ساتہہ دوستانہ
تعلق پیدا ہوا ہی تمام ریاستہاے ہندوستان مین یہ خاندان اپنے متواتر مسلسل غیر منقطع خدمات کی
حیثیت سے ایک خاص طرح کی برتری امتیاز اور شہرت رکہتا ہی اور ہمیشہ انہین وجوہ سے سرکار
برٹش کی نوازش ہاے بے شمار کا مورد رہا ہی اور امید ہی کہ آیندہ بہی ایسی ہی عنایت اس خیرخواہ

خاندان پر ہوگی۔ یہ راجپورہ اگرچہ اب تھوڑے عرصہ سے دار الریاست پٹیالہ کا دروازہ کہا جاتا ہی
لیکن اس جگہہ نہ کوئی بڑا شہر ہی نہ یہان کوئی عمارت عمدہ ہی جو حضور کے شوق سیر کو اپنی طرف مائل
کرے نہ کسی اور تاریخی واقعہ سے یہ مقام قابل توجہ اور ممتاز ہی پس ایسے مقام مین جو حضور نے محض
میری عزت اور توقیر بڑہانے کے واسطے اپنے سفر کا حرج گوارا فرماکر مجھے اعزاز بخشا ہی یہ معاملہ ایک
نمایان ثبوت اوسی خاص طور کی نظر عاطفت بنظاہانہ کا ہی کہ (جسکے ساتھہ ریاست پٹیالہ کو ہمیشہ حضور
کی گورنمنٹ نے دیکھا ہی) پس مین نہایت صدق دل سے حضور کے اس لطف خاص کا شکریہ ادا کرتا ہون
ہر چند یہ چند خیمے جنمین اس میری ناچیز دعوت کا سامان ہی حضور کے شاہانہ قدر کے لائق نہین ہی مگر
ہمارے اس ملک ہندوستان مین یہ ایک مثل مشہور ہی کہ 'صدر ہر جا کہ نشیند صدر ہست' آج کی رات تاریخ
ریاست پٹیالہ مین ہمیشہ یاد رہیگی اور مجھے اس امر کے خیال کرنے سے بڑی مسرت ہی کہ اپنے خاندان
مین مین ہی وہ اول شخص ہون جسنے اپنے آیندہ شاہنشاہ سے شرف ملازمت حاصل کیا۔

مین اس امر سے واقف ہون کہ حضور اور علیا حضرت ملکہ معظمہ دام ظلہا تواریخ خدمات خاندان
پٹیالہ اور اوسکی وفاداری اور فرمان پذیری سے بخوبی آگاہ ہین۔ خدا نکرے کہ سرکار کو کوئی ویسی ضرورت
واقع ہو لیکن بالفرض اگر کوئی ایسا اتفاق پیش آوے تو مین اس موقع پر نہایت صداقت سے
عرض کرتا ہون کہ مین اپنی فوج سے اور خزانے سے اپنی جان سے سرکار کی خدمات کو حاضر ہون۔ اور مجھے
امید ہی کہ جس طرح میرے بزرگون سے خیر خواہی اور اطاعت سرکار ممدوحہ کے خیالات مجھے میراث ملے
ہین اسی طرح پشت در پشت میری اولاد بھی اب اس امر کو فخر کیا کریگی۔

اب مین اپنی اس التماس کو حضور اور حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا اور تمام خاندان شاہی کی صحت
اور سلامتی اور حضور کی سلطنت کی بقا کی دعا پر جو ہمارے لیے بہت سی برکتون کا باعث ہوئی ہی
ختم کرتا ہون اور سب صاحبان عالی منزلت سے (جو اس مجمع مین میرے ساتھہ اس خوشی مین
شریک ہین) خواہشمند ہون کہ حضور کی سلامتی کے جام پئین۔

جب اسکا ترجمہ ختم ہو چکا تو سبھون نے شاہزادہ عالم کی سلامتی کے جام پئے اور پھر فوجی باجا تعظیماً بجایا گیا۔

پہر شاہزادہ عالم کہڑے ہوئے اور حضور سری مہاراجہ صاحب کو مخاطب فرما ایک تقریر فرمائی جسکا مطلب ذیل مین لکہا جاتا ہی۔

تقریر شاہزادہ عالم

آپ نے جو نہایت گرمجوشی اور صدق دل سے میری دعوت اور مہمانداری اور استقبال وغیرہ کیا مین اوسکی بابت آپکی خدمت مین اپنا نہایت دلی شکریہ ادا کرتا ہون آپ کے خاندان کی خیرخواہی اور وفاداری جو بہ نسبت سرکار انگلشیہ ہی اوس سے حضور ملکہ معظمہ اور مین بخوبی واقف ہون۔ اوس خیرخواہی اور وفاداری کا اظہار جسکے لیے آپکا خاندان مشہور ہی آج جو اس دعوت اور استقبال اور اپنی اس تقریر مین آپ نے کیا ہی مین بہت خوشی سے اوسکا ذکر بحضور ملکہ معظمہ کرونگا اور ہمیشہ آپکی صحت اور سلامتی اور آپکی ریاست کی بقا و بہبودی میری عین مراد ہی۔

منقول از سین ٹیفک سوسٹی

مراسم معمولی جام صحت کے پینے کی عمل مین آئین۔

یہ ریاست ہندوستانی ریاستون مین حسن انتظام مین نیک نام ہی۔ مہاراجہ نوجوان ہین۔ اپنی نوجوانی کے عیش اور کامرانی مین اور خلقت کی فیض رسانی مین دولت بیدریغ صرف کرتے ہین ساری عمر مین جسقدر محنت مہاراجہ نے اوس دن کی کہ سپاہ کی ترتیب اور ترکیب کہڑے رہنے کی تیاری کبہی نہین کی اور ایسی ہی کسی دن مسرت اور خوشی بہی زندگی بہر مین نہین حاصل کی جیسی کہ اوس دن کہ پرنس ویلز کو اپنا مہمان بنایا۔ اس ریاست کے وزیر خلیفہ سید محمد حسن خانصاحب نہایت خوش تدبیر ہین۔ اونکا نام بہی اون ہندوستانی منتظمونکی فہرست مین داخل ہی جنکے حسن لیاقت کو گورنمنٹ بہی مانتی ہی۔ اونہین اپنی سرکار کی خیرخواہی کی بڑی عمدہ صفت ہی برٹش گورنمنٹ کی خیرخواہی کی یا ریاست کے حسن انتظام کی جو تدابیر اصلی اونہین کے فکر عالی کا نتیجہ ہوتی ہین اونکا اظہار اسطرح ہوتا ہی کہ گویا وہ والی ریاست کے دماغ سے پیدا ہوئی ہین۔

(۱۶) ۲۵۔ جنوری شام کے چار بجے ہونگے کہ آگرہ کی سرخ دیوار او سپر خاص ٹرین کے

مسافرونکو نظر آئے - مراسم معمولی تعظیم و تکریم ادا ہوئین - جابجا نشستگاہین ضلع کے رئیسونکی
جدا جدا بنی ہوئی تہین - اور اونپر دس روپیہ فی کس ٹکس مقرر ہوئی تہی - اہل پیشہ اور حرفہ جدا جدا
اپنے کارخانے لیے ہوئے اپنی کاریگری دکہا رہے تہے حضور والا ایک عظیم الشان فیل پر سوار تہے جہول
نہایت زرق برق کی تہی حوضہ طلائی پر نگاہ نہین ٹھہرتی تہی - جو مہاوت آگے بیٹھا ہوا تہا اوسکے دل
مین یہ کب خیال آتا ہوگا کہ مین ایشیا مین گو نہایت ذلیل چرکٹا سمجھا جاتا ہون مگر آج ظل الٰہی کے
سایے مین اوس جانور پر کہ سب جانورونمین قوی ہیکل اور عاقل ہے دولت کثیر کا مالک بنا ہوا بیٹھا ہون
یہ ہاتہی اوسوقت خلقت کے ہجوم مین ایسا جہومتا ہوا چلا جاتا تہا - کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ سمندر مین جہاز
چل رہا ہے - غرض اس فیل کوہ تمثیل پر حضور والا جلوہ افروز تہے اور تمام جلوس کے ساتہ آہستہ آہستہ
سب کا سلام لیتے ہوئے تشریف لئے جاتے تہے - داخل خیمہ گاہ ہوئے - اور جلوس رخصت کیا گیا - تمام
سردار اور راجہ اور نواب اور افسران جلیل القدر مجرا بجا لا کر اپنے اپنے خیمہ گاہونمین تشریف لیگئے -

۲۷ جنوری کو دس بجے دربار لیوی ہوا گو سب طرح سے ہندوستانی رئیسون کو سمجھا دیا گیا تہا کہ
یہ رسم یون ادا ہوگی پہر بہی بعض ننگے پانو ایسے ہوگئے کہ پہر اونکو اپنی جوتیان نہ ملین - ان جوتیون
کے کہونے سے ہندوستانیونکو ایسی تکلیف ہوتی ہے جیسے کہ اہالیان یورپ کو ٹوپیونکے کہونے سے بعد
اس لیوی کے ساڑہے گیارہ بجے دربار شروع ہوا - چودہ رئیس باریاب ملازمت اس ترتیب سے ہوئے
اول مہاراجہ پونڈی تشریف لائے حضور والا نے یہ ارشاد فرمایا کہ آپ نے لارڈ ولیم بنٹنگ کا
دربار دیکہا تہا اور اپنی شہسواری کا تماشا اونکو دکہایا تہا ' راجہ صاحب کا دل خوش کیا - پہر مہاراجہ بیکانیر
جو ریگستان کے بادشاہ اس ملک مین ہین تشریف لائے یہان آنے مین اونہون نے دو سو میل بحر
ریگستان کو کشتیون مین طے کیا تہا - یہ ریگستانی کشتیان اس ملک کی مشہور اور معروف ہین - پہر
مہاراجہ کشنگڑہ - اور پہر مہاراجہ بہرتپور آئے - جسوقت مہاراجہ بہرتپور آئے حضور والا نے ارشاد
فرمایا کہ ہم آپکی دار السلطنت مین چند گہنٹے مرغابیونکا شکار کہیلینگے تو مہاراج کا رنگ بشاشت کے مارے
سرخ ہوگیا - پہر راجہ الور - نواب ٹونک - رانا ے دہولپور - مہاراجہ اودیپور - نواب

رامپور جو شاعر بہی تہے مگر علالت مزاج کے سبب سے ضعیف و ناتوان تہے اسلیئے کلکتہ نجا سکے۔
یہان اونکو تمغا مہی سی ایس آئی کا مرحمت ہوا۔ راؤ مہاراجہ دتیا۔ مہاراجہ چرکاری جنکو لارڈ
کے ننگ نے اپنے دربار مین بیوفائون مین وفادار فرمایا تہا۔ سب سے پیچہے راجہ ٹہری اور مہاراجہ
شاپور اور جاگیر دار علی پور آئے۔ بعد دوپہر کے سیاہ ہندوستانی رئیسون کی حضور والا کے سامنے
سے گذری۔ رات کو قلعہ مین نواب لفٹننٹ گورنر کے ہان خاصہ تناول فرمایا۔
۲۴۔ کو چودہ رئیسونکی بازدید کی ملاقاتین فرمائین۔ جب اس کام سے فراغ ہوا تو گردنواح
آگرہ کی سیر فرماتے ہوئے روضہ تاج گنج مین تشریف فرما ہوئے۔ یہ وہ عمارت عالیشان ہی کہ بہت
سے فرنگستان کے خجستہ قلم اور بدیع رقم اوسکا حال لکہنے کے لیئے بیٹہے اور آخر کو عاجز ہو کر قلم کو توڑ ڈالا
اور کہا کہ ہم اوسکا حال نہین بیان کر سکتے ہین۔ مگر اپنے بیان سے کچہہ اوسکا خیال دل مین پیدا
کر سکتے ہین۔ کرنیل سی مین صاحب کی میم صاحبہ نے وہ ایک بات کہی کہ جس کے سننے مین وہ مزہ آتا
ہی جو تاج گنج کے دیکہنے مین۔ اونہون نے فرمایا کہ مین عیب و صواب تو اس عمارت کی بیان کر نی جانتی
نہین لیکن اگر کوئی ایسا روضہ بنا دے تو مین کل مرنے کو تیار ہون۔ یہ بات ایسی کہی ہی کہ شاید دنیا
کی کوئی شایستہ عورت ایسی ہوگی کہ اوس سے اختلاف کریگی۔ نیلی روشنی ہوئی تہی۔ ناچ ہی ہو رہا تہا
معلوم نہین کہ ممتاز محل کو قبر مین بہی ناچ سے کچہہ اہتزاز ہوتا ہوگا یا نہین۔ ناچ گانا تو سب کچہہ تہا مگر
اسوقت ایک پیر دیرینہ سال کا خوش آوازی سے نماز کا پڑہنا بہی تماشائیونکو بڑا لطف دیتا تہا بعض
تو بالکل اونکی نماز ہی کو دیکہنے لگے۔ اگر شاہجہان دنیا مین پہر آسکتا تو اسوقت سرجان اسٹرچی کا
شکریہ ادا کرتا کہ محبت کی محنت نے آج اوسکی عمارت کو خراب کرنے والون کے ہاتہون سے بچا رکہا ہی بعضے
شاہجہان کی سلطنت پر منہہ آتے تہے مگر انصاف پسند ایسے بہی موجود تہے جو یہ کہہ رہے تہے کہ اسوقت
ہماری سلطنت کی بدنظمی کا حال اور ساری دنیا کا حال ہزار درجہ بدتر اوس کی سلطنت سے تہا۔
ہمارے منہہ نہین کہ ہم تاج کے بنانے والے پر سنگ زنی کرین۔ اسوقت جناجی گو اپنے صاف سینہ پر
ہزارون چراغ لیئے ہوئے لہراتی ہوئی تماشائیون کے روبرو آتی تہتین مگر کوئی اونکی طرف زیادہ

توجہ نکرتا تہا۔ مٹی کے برتن گویا چھوٹی چھوٹی کشتیان تہین تیل اور بتی اونکا اسباب تہا۔ اونکی روشنی کو آئینہ آب کا عکس اَور زیادہ با آب وتاب بناتا تہا۔ پہران سب کے ساتھہ باغ کی آراستگی اَور ہی بہار دکہا رہی تہی۔ قریب آدہی رات کے حضور والا نے اس عمارت دلکش سے جانیکا ارادہ کیا۔

۲۸۔ کو مہاراجہ بہرتپور نے جنگل مین شکار کہیلنے کا سامان حضور والا کے لیئے تیار کہا تہا۔ اسی جانور شکار کی تہیلیون مین بہرے گئے۔

آج رات کو قلعہ مین بال کا جلسہ ہوا۔ دیوان خاص اور عام مین ایسے جلسے کا ہونا خالی از اعتراض سے نتھا مگر پہر بہی روشنی اور اَور سامان وہان ایسا مہیا تہا کہ جس سے اس جلسے کو رونق ہو گئی حضور والا کو یہ جلسہ اسلیئے زیادہ پسند تہا کہ جو اہل انگلستان اونسے ملنے کا اشتیاق رکہتے ہین وہ اس تقریب مین اونکے دیدار سے اچھی طرح مشرف ہو جاتے تہے۔

۲۹۔ کو فتحپور سیکری مین حضور والا رونق افروز ہوتے تا کہ بادشاہونکی خودغرضی اور نفس پروری کی قوت اور انسان کی آرزوونکا بے بقا ہونا ملاحظہ فرمائین۔ اب ساری عمارات یہان کی گیدڑون اور الوؤن کے قبضہ مین ہین۔ **شعر** پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت + بوم نوبت میزند بر کنگرہ افراسیاب + حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے گیارہ صاحبزادون نے ان تمام عمارات کی سیر کرائی۔

۳۰۔ کو اتوار عبادت کا دن تہا آج گرجا بڑی دہوم دہام سے ہوا۔ واعظ مسیحی نے یہ فرمایا کہ وہ وقت قریب آیا ہو کہ عیسائی مذہب تمام دنیا کو سارے انسانون کو آپسمین محبت کرنی سکہا دیگا۔ یہ تو پادری صاحب کا ایسا وعظ تہا کہ اتوار کے دن سنکر پیر کے دن کسی کو خیال بہی اوسکا نہوگا کہ کیا اونہون نے فرمایا تہا۔ یہ بات کبہی دنیا مین نہ ہوئی نہوگی کہ انسان آپسمین بالکل محبت کرنے لگین اور دشمنی نکرین۔ محبت اور عداوت کے ایسے دو مذہب ہین کہ جو ہمیشہ دنیا مین ایک حالت مین ہی رہینگے نہ ایک گہٹیگا نہ دوسرا بڑہیگا۔ مگر اتنا فرق ہو کہ جو عداوت کا مذہب اختیار کرتے ہین وہ محبت کے مذہب کے مختار ہونیکا دعوی کرتے ہین۔ حضور والا نے دسوین حصار کی پلٹن کے ساتھہ کہانا کہایا

مدرسون کی سیر کو تشریف لیگیے - سر ڈنکر راؤ سے بہت دیر تک ملاقات رہی اور باتین ہوتی رہین -
بعد دوپہر کے خیمہ گاہ سے چہہ میل پر سکندرہ مین رونق افروز ہوئے - یہان وہ عمارت عالیشان
بنی ہوئی ہی جو دنیا کی اون عمدہ عمارتون مین شمار ہوتی ہی کہ انسان نے کسی یادگار کے لیے بنائی ہی -
یہ مقبرہ حضرت شہنشاہ اکبر کا ہی جسکو ہندو مسلمان اور ساری دنیا اکبر کہتی ہی - اور اکبر سمجہتی ہی ہی -
یہ مقبرہ ایک عبرت نامہ ہی جس سے سلطنتون کی ترقی اور تنزل اور انسان کی ہرزہ آرزوئی کا سبق
آدمی خوب پڑہ سکتا ہی ڈہائی سو برس کا عرصہ گزرا کہ یہ عمارت تیار ہوئی تہی - آج اس قبر کے سرہانے
اوس ملک انگلستان کے شہنشاہ کا خلف اکبر کہڑا ہوا تہا کہ جسکے چند عالی حوصلہ تاجر اور جہازران اور
بعض آوارہ گرد سیاح یہان آئے تہے - اور جنکو بڑا استعجاب اسپر ہوتا تہا کہ وہ یہان پہنچگیے - غرض ایک
شہنشاہ ہند وہ تہا جو زمین مین دفن تہا دوسرا شہنشاہ ہند وہ ہی جو انگلستان مین بیٹہا ہوا ہی اور جسکے
سایۂ عاطفت مین خلق اللہ ہندوستان کی چین و آرام سے بسر کرتی ہی - تیسرا وہ شہنشاہ کہڑا تہا جو
انشاء اللہ تعالی اوسکا یا اسکا جانشین ہونے والا تہا -

(۱۷۱) - ۱۳ کو آج کا دن گوالیار جانیکے لیے تجویز ہوا تہا - اگرچہ ریل تہی مگر بادشاہون کے
لیے ریل سے زیادہ چلنے والی سواریان تیار ہونے مین کیا دیر لگتی ہی - گہوڑون کی ڈاک چہہ چہہ میل پر
بٹہہ گئی - راہ مین دہولپور آتا تہا وہان کے چہوٹے سے راجہ سے اوس مکان مین ملاقات کی جو ابہی
ناتمام تہا اور وہ خاص ولیعہد کے لیے بنایا گیا تہا جسب مقدور راجہ نے یہان سب کچہہ سامان مہیا
کر رکہا تہا - مہاراجہ انگریزی خوب بول سکتے ہین حضور ولیعہد سے جلد بے تکلفی کی باتین کرنے لگے
اونکی پیاری پیاری باتین سبکو بہاتی تہین - اب اونکی عملداری سے دریاے چنبل سے پار ہوکر
مہاراجہ گوالیار کی عملداری مین داخل ہوئے - یہان کے تمام شاہانہ سامان جو بادشاہون کی شان کے
لائق ہوتا ہی تیار تہا - گوالیار سے سات میل تک سپاہ دست بستہ کہڑی تہی - یہان ایک ایوان شاہی
سولہ لاکہہ روپے مین آج کے دن کے لیے تیار کیا گیا تہا - اوسکا رقبہ ۱۲۴۷۷۱ مربع فیٹ تہا -
اندر کا چوک اوس سے خارج ہی وہ ۴۱۳ فیٹ ۲۲۱ ½ فیٹ تہا - تین لاکہہ سونے کے ورق اس مکان

کی آرایش مین صرف کیے گیے تھے - اوسکے گرد ایک باغ ہی جسکا رقبہ ایک مربع میل ہی - بہت سے جہرنے اور فوارے اوسمین لگے ہوئے تھے - اس مکان مین رات کو جلسہ دعوت بڑی دہوم دہام سے ہوا - جام تندرستی کی رسم ادا ہوئی - یکم فروری کو مہاراجہ سیندہیا کی سپاہ کا ملاحظہ ہوا - قریب دس ہزار کے یہ فوج ہوگی - اوسمین خود مہاراجہ نے سپہ سالاری کر کے سپاہیونکو اوسمین لڑایا اور اسکو ثابت کردیا کہ میدان جنگ مین اون کو سپاہ لڑانے کی قابلیت ایک عمدہ فرنگستانی سپہ سالار کے برابر ہی -

بعد دوپہر کے حضور والا نے قلعہ جو یہان کا مشہور ہی اوسکی سیر فرمائی اور اون میدانون کو دیکہا جہان تاتیا ٹوپی اور سر ہیو روز کی معرکہ آرائیان ہوئی تہین - پہر قدیمی پرانے ایوان مین مہاراجہ سے درباری ملاقات حضور والا نے فرمائی - اب وقت وداع آیا تو مہاراجہ نے یہ تقریر فرمائی کہ میری زبان نہین ہی کہ مین آپکی اس مکرمت اور مرحمت کا شکریہ ادا کرسکون کہ حضور نے مجہے گوالیار مین آنکر ممتاز اور سرفراز کیا - مین کیا کہون - جو سیندہیا پہلے مجہسے گزرے ہین اونکو اور اعزاز حاصل ہوئے ہین مگر کسی کو یہ اعزاز جو آج مجکو حاصل ہوا نہین ہوا - آج کا دن گوالیار مین کبہی نہین بہولے گا - مین کوئی چیز ایسی نہین دکہا سکا کہ حضور کی شان کے شایان ہوتی - میرے قصر اور میرے لشکر و سپاہ یہ سب آپ ہی کے ہین - اس گرمی اور گرد مین میری سپاہ کا پریڈ پر لطیب خاطر اس طرح حضور کا دیکہنا میرے وہم اور خیال مین ہی نہ تہا - مین ایک جاہل ہون کسی طرح کی تعلیم نہین پائی انگریزی زبان مطلق نہین سمجہتا - یہ جو کچہہ مین نے سپاہ کی قواعد سیکہی ہی فقط مشاہدہ اور محنت سے سیکہا ہی اور اوسکو کسی اور چیز نے نہین سکہایا - اب پہر مین بار بار حضور کی مرحمت اور مکرمت کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جب حضور ملکہ معظمہ سے ملین یہ فرمائین کہ ایک مین اونکا ہمیشہ کے واسطے دست بستہ چاکر اور غلام ہون - ان آخر کے لفظون کے کہنے سے سیندہیا کا دل محبت کے جوش مین بہر آیا - تہوڑی دیر بعد جنابِ ڈیلی صاحب سے کہا کہ ایک اور میری عرض حضور ولیعہد سے فرما دیجیے کہ جب وہ شہنشاہ ہون تو سیندہیا کو بہول نجائین - ایوان جدید مین رات کو بڑا جلسہ ضیافت کا ہوا - جام تندرستی کی رسم ادا ہوئی -

۲- فروری کو مہاراجہ سیندھیا کی عکسی تصویر ولیعہد کے حکم سے ہال صاحب نے اوتاری- سواری کے
دس بجے سواری آگرہ کو روانہ ہوئی- وقت رخصت مہاراج نے یہ فرمایا کہ اگرچہ حضور کی ملاقات سے
مسرت ہوتی ہی مگر اوسکے ساتھہ ہی جدائی کی گھڑی ایسی سرپر کھڑی ہوتی ہی کہ دل کو پوری خوشی نہین ہونے
پاتی کہ رنج شروع ہوجاتا ہی- اب امید کہان ہی کہ حضور کے مطلع سعادت انوار کا دیدار پھر میسر ہو مگر
حضور کی نظر التفات میرے حال پر انگلستان مین رہے- مین اور میری ہر چیز حضور ہی کی ہی حضور والا
نے جواب مین فرمایا کہ گوالیار کبھی میری خاطر سے فراموش نہوگا- آپکی شاندار مہمان نوازی کو ہمیشہ
یاد رکھونگا اور سمجھونگا کہ سیندھیا میرا دوست ہی- اگر مہاراجہ سیندھیا اپنی دلی آرزو کو حضور والا کے
روبرو بیان کرتے تو یہ ہوتا کہ قلعہ گوالیار اونکو واپس دیدیا جاے- اس قلعہ کے واپس دینے کا وعدہ
لارڈ کیننگ نے ۱۸۵۹ء مین کیا تہا مگر اوسکے ساتھہ یہ شرط تہی کہ جب وہ دیا جائیگا کہ کوئی
دشواری اوسکے دینے سے نہ پیش آئے- ایسے وعدون سے ہندوستانی رئیس بڑے پیچ پیچ ہوتے ہین- اب
اسوقت سہولت کا مجوز ایک ہندوستانی نہین ہوسکتا اگر کوئی ہی تو انگریز ہو اسلیے یہ ایکطرفہ معاملہ ہی-
دہولپور جسوقت حضور نے ٹفن کہایا ہی اوسی وقت اون پاس خبر آئی تہی کہ جناب ملکہ معظمہ
نے جی سی ایس آئی کا خطاب میجر جنرل پروبن اور میجر جنرل براون اور ڈاکٹر فیر کو
اور باقی اور رفقا کو بہی خطاب بزرگ القاب مرحمت فرمائے ہین-

۳- فروری شام کو حضور والا آگرہ مین سر جان اسٹریچی کی خیمہ گاہ مین پہنچگئے- آج سب
کے لیے آرام کا دن تہا مگر شکاریون کے لیے شکار کہیلنے کی محنت موجود تہی- وہ پچیس میل شکار
کہیلنے گئے- شام کو حضور والا پاس یہ خبر آئی کہ پرنس لوئیس بٹین برگ گہوڑے سے گر پڑے اور
بیہوش ہوگئے- ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ گئی- ڈاکٹر فیر صاحب روانہ ہوئے اور اونہون نے جاکر ہڈی کو
درست بٹھایا- غرض یہان کے سورون نے کئی جلیل القدر رفقا کی ہڈیان توڑین- لارڈ کیرنگٹن
کی ہڈی توڑی اور لارڈ چارلس بریسن فورڈ کا دانت توڑا- لارڈ سفیلڈ اپنی برچھی سے آپ ہی
زخمی ہوسکے-

(۱۸) ۴- فروری جیپور کو سواری حضور والا کی خاص ٹرین مین راجپوتانہ ریل پر روانہ ہوئی -
بہرتپور مین وہی سامان جو سب راجاؤن کے ہان ہوتا ہی اسٹیشن پر موجود تہا - اوسی قلعہ کی توپین
آج تہنیت مین حضور والا کی آمد کی چہوٹ رہی تہین جنہون نے دو دفعہ انگریزی لشکر کو شکست دیکر
پس پا کیا تہا - مین فرش ارغوانی حضور کی پای بوسی کے لیے بچہا ہوا تہا جہان کبہی انگریزی لشکر کے
خون نے فرش ارغوان بچہایا تہا - حضور والا نے یہان کی سیر فرمائی - مہاراج نے حضور والا کو اسٹیشن تک
پہنچایا - اور اون سے رخصت ہوئے - اب سواری حضور کی اوس شہر مین جا پہنچی جسکو دیکہکر حیرت مین رہگئے
کہ یہ شہر کیا مہاراجہ جے سنگہہ سوائی کا بنایا ہوا ہی - کہتے ہین کہ ان مہاراج نے یہ شہر سلپ شاستر
(علم تعمیر) کے موافق بنایا تہا - اگر ایسا ہوا تہا تو افسوس ہی کہ اوس شاستر کی تقلید ہند مین نہین
ہوتی - اور بقول رسل صاحب کے زیادہ تر افسوس ہی کہ انگلنڈ مین اوسکی پیروی نہین ہوتی -
حضور والا نے ریزیڈنسی مین اقامت فرمائی -

۵- فروری - یہ ملک سنگیونکا تہا وہ سنگیون کی پرستش کرتے تہے اونکے ملک مین اوسکی کیا کمی تہی -
شام کو خبر آئی تہی کہ ایک جگہہ پہاڑ مین شیر آیا ہی - صبح ہی مہاراج حضور والا کو ہمراہ لیکر وہان پہنچے
شیر نظر آیا - اوسپر ساٹہہ گز کے فاصلہ سے حضور نے گولی ماری اور قریب تہا کہ اوسکے پیچہے پیادہ دوڑتے
لیکن لوگون نے روک لیا - بعد اوسکے دو گولیان اور مارکر اوسکو مار لیا - جب اس مردہ کو لائے تو معلوم
ہوا کہ وہ شیرنی تہی مگر بڈہی موٹی تہی - اگر کچہہ دنون اور زندہ رہتی تو جنگل مین تین شیر اونکی آبادی کا اور
اضافہ ہوتا - شام کو شہر مین وہ روشنی ہوئی اور آتشبازی چہوٹی کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ شہر پر آگ کا
مینہہ برس رہا ہی - آتشبازی و روشنی سے حضور والا کو کچہہ اہتزاز ہوتا نہ اونکے مصاحبان جلیل القدر کا
دل خوش ہوتا تہا بلکہ ایک درد سر معلوم ہوتا تہا - مگر یہان جو ہندوستانیونکا ہجوم ہوتا تہا وہ خوش
ہوتا تہا اور کہتا تہا کہ شاہزادے کی بدولت آج وہ سیر دیکہلی کہ عمر بہر پہر نصیب نہوگی - مہاراج کے
ایوان مین جلسہ دعوت ہوا جام صحت کے پینے کی رسم ادا ہوئی - یہان ہتیون کا تماشا اور طوائفون
کے رقص اور سرود اور جلترنگ کا جلسہ رہا -

۴۔ فروری   اتوار یادالٰہی کا دن۔ اول نماز بعدہ امیر کے محلون کی سیر فرمائی۔ یہ شہر گو مردہ ہے
مگر پھر بھی اپنی عمارات کی ایک شان و شکوہ دکہاتا ہے۔ ۵۔ فروری کو مہاراجہ نے تحائف پیش کیے وہ مقبول
ہوئے۔ اور باہم مہمان اور میزبان اسٹیشن پر آنکر آپسمین رخصت ہوئے۔ مہاراجہ نے حضور والا سے
بوقت وداع یہ درخواست کی کہ مجھے اجازت ملے کہ مین کبھی کبھی حضور والا کی مزاج پرسی کے واسطے عرضی
بہیجا کرون اور اوسکے جواب سے مشرف ہوا کرون۔ شام کے چھ بجے آگرہ مین سواری پہنچی۔ آج یہان
کچھ ٹھاٹھ نہ تو وہ دربار کا سامان تہا نہ وہ کوسون تک خیمون کی آبادی تہی۔ پھر حضور والا نے تاجگنج کی
سیر فرمائی اور آدہی رات کو خاص ٹرین مین مراد آباد کو روانہ ہوئے۔

(۱۹) کیا تاجگنج اور سکندرہ کی سیر ہو رہی تہی اور سر جان اسٹریچی کے ہان دعوت کے جلسے ہو رہے
یا سب مہمان جلیل القدر ریل کی گاڑیون مین بسترون پر استراحت کرتے تہے۔ روز کے شاہانہ دربار سے
اور ہندوستانی رئیسونکی ملاقات سے اور اونکے زر و زیور کے تماشے سے حضور کا دل سیر ہو گیا تہا اب
اور طرح کی سیر کرنے کو جی چاہتا تو تین ہفتے ۸۔ فروری سے ۶۔ مارچ تک ترائی کا کے سیر و شکار مین تفریح
طبع کے لیے مصروف رہے۔ ترائی مین اس موسم مین آب و ہوا خراب نہین ہوتی لیکن برسات کے موسم
مین وہان آدمی کا جینا مشکل ہوتا ہے نانا راؤ اور بیگم لکھنؤ کے ساتھ ہزارہا آدمیون کو یہان کی بیماری
نے مار رکہا۔ یہ ترائی مثلث ہند کا قاعدہ دامن کوہ مین بن رہی ہے۔ بہت سی ندیان اوسمین بہتی ہین
اور بعض جگہہ ایسی دلدل ہے کہ ہاتھی شانون تک غائب ہو جاتے ہین اور پہر ان ندیون کے آس پاس
گہاس ایسی بلند ہے کہ وہ جانورونکی جانین بچانے کے واسطے قدرتی حصن حصین ہے۔ جنگل کا بادشاہ
شیر کہلاتا ہے مگر اوسنے اپنے در دولت تک کوئی شاہراہ شکاریونکے لیے نہین بنائی۔ مگر اونکی زیارت کرنے
کی یہ راہ ہے کہ جب وہ اودہر سے ادہر جاتے ہین تو نیستان کے سنے اونکی چال مین ہلتے ہین اور اونہین کی
جنبش سے دیکھے بہالے جاتے ہین۔ اور گولیون کے نشانے بنائے جاتے ہین مگر بعض اوقات ان اپنی نیون کو
ایسی سپر بنا لیتے ہین کہ چارون طرف سے گولیان پڑتی ہین اور اونکا بال بیکا نہین ہوتا اور بعض
اونکی آڑ مین ایسے [illegible] چھپ جاتے ہین کہ کسی کو نظر نہین آتے۔ یہان ان بادشاہون کی رعیت مین

اور بہت سی قسم کے درندے رہتے ہین اور چرند اور پرند ہزارون طرح کے حشرات الارض بے شمار بستے ہین۔ اور ان سبزہ زارون کی بہار لوٹتے ہین۔

۸۔ فروری کو سواری حضور کی مرادآباد پہنچی اور رام گنگا سے گھوڑون کی گاڑی پر ترائی کی طرف روانہ ہوئے۔ چھ چھ میل پر گھوڑے بدلتے تھے اور ۱۲ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتے تھے۔ مرادآباد اور نینی تال کے بیچ مین جو سڑک ہے اوسپر بمقام بر فی خیمہ گاہ حضور مرتب ہوا تھا۔ میجر جنرل سر ہنری راھرمی نے جو کمایون کے بادشاہ کہلاتے ہین یہان خیمہ گاہ پر سامان شاہانہ جمع کر رکھا تھا۔ دوسو ہاتھی اور ۱۲۰ گھوڑے اور ۵۰۰ اونٹ ساٹھ بیلون کی گاڑیان اور ۱۵۲۶ قلی اور بہیر بنگاہ اور پچھتر سپاہی ۳ گورکھا پلٹن کے اور تیس۳۰ سوار اور ایک دستہ پولس کے سپاہیون کا تھا۔ خیمہ گاہ کیا تھی ایک شہر تھا جسمین سفید سفید خیمے ایسے دکھائی دیتے تھے جیسے ہمالیہ کی چوٹیون پر برف دکھائی دیتی ہے۔ گو اور مقامات بزرگ کی نسبت یہ سامان کچھ اصل نرکھتا تھا۔ مگر اس جنگل مین یہ سامان سادہ اور خوبصورت بہت غنیمت تھا۔ حضور والا اول نینی تال کی سیر کو تشریف لیگئے اور وہان سے پھر خیمہ گاہ کو واپس آئے۔ سفر کا طریقہ یہ ٹھہرا تھا کہ صبح کا خاصہ تناول فرماکر سوار ہوتے تھے اور جس راہ سے خیمہ گاہ سے روانہ ہوتے تھے اوسپر نہین چلتے تھے بلکہ ہاتھیون پر سوار ہوکر شکار کرتے ہوئے جاتے تھے اور شام کو خیمہ گاہ پہ پہنچتے تھے۔ وہ صاحب جو اس جنگل کے ایک ایک انچ سے واقف تھے وہ ہمراہ ہوتے تھے اور راہ مین رہنمائی کرتے جاتے تھے۔ سر ہنری امز تو شکار کھیلنے مین استاد تھے وہ سب کاموں مین ہادی تھے۔ میکڈونلڈ اور الیٹ کالون صاحب مشہور شکار باز ہمراہ تھے۔ غرض اس طرح منزل بمنزل شکار کھیلتے ہوئے شاردا کے کنارے پر نیپال کی ترائی مین ۱۲۔ فروری کو پہنچے۔ کلکتہ مین اس شکار کی بابت تحریر ہوچکی تھی نقل اوسکی نیچے لکھتے ہین۔

جو خریطہ والی نیپال کیطرف سے بحضور ولیعہد بمقام کلکتہ آیا اوسکا ترجمہ۔

جسوقت سے ملکہ معظمہ نے اس ریاست کی جانب نظر عنایت مبذول فرمائی ہے اوسوقت سے

اس ریاست کی فلاح اور بہبودی مین ہمیشہ ترقی ہوتی رہی ہی اور اوس مہربانی اور عزت کے باعث
سے اوسکا رتبہ فلک تک پہنچا ہو اور مین نہایت سچے دل سے گورنمنٹ انگریزی کے حق مین دعاے خیر
مانگنے اور عاجزی کے ساتھہ اسکی خدمت کرنے مین مصروف رہا ہون جسکے صلہ مین گورنمنٹ موصوف نے
مجکو ایک ملک اور میرے وزیر اعظم مہاراج جنگ بہادر رانا جے سی بی جی سی ایس آئی کو تمغا اور خطاب
عطا فرمایا ہی مین نے اپنے وزیر موصوف کو اس سال کے شروع مین انگلستان کو اس غرض سے روانہ
کیا تہا کہ وہ ملکہ معظمہ کی خدمت مین حاضر ہو کر ہماری جانب سے شکریہ ادا کرین اور یہ التماس کرین کہ ملکہ معظمہ
اس رابطہ اتحاد کے لحاظ سے جو دونون گورنمنٹون کے درمیان جاری ہی اوس عنایت بیغایت کو جاری
رکہین جو اونہون نے ہمیشہ سے نیپال کی نسبت مبذول فرمائی ہی مگر وزیر موصوف کو بمبئی سے بمجبوری واپس
آنا پڑا جسکی وجوہات آپکے گوش گذار ہوئی ہونگی اگرچہ وزیر موصوف کو بفضل ایزدی سے صحت
ہوگئی ہی تاہم اس نظر سے کہ بباعث جلدی کے کسی قسم کی پریشانی یا نامناسب تکلیف نہو وہ بالفعل
ولایت کو نجاوینگے اور عنقریب مغربی ترائی کی جانب آپکے واسطے شکار کا بندوبست کرنیکے لیے روانہ
ہونگے جسوقت انکو آپکی ملازمت حاصل ہوگی وہ آپ کو اس ملک کے تمام حالات سے مطلع کرینگے مجکو
نے وزیر اعظم کی زبانی اسبات کے سننے سے نہایت خوشی حاصل ہوئی کہ جناب ویسراے و گورنر جنرل بہادر
ہندوستان نے یہ تحریر کیا ہی کہ ملکہ معظمہ نے رنودیپ سنگہ کنور رانا بہادر سپہ سالار نیپال کو تمغا ستارہ ہند
عطا فرمایا ہی اور جو جلسہ عظیم ستارہ ہند کا کلکتہ مین منعقد ہوگا اوسمین آپ ضرور اوسکے حال پر مہربانی فرماینگے
وہ اس ملک کے چند تحفہ بہی آپکی خدمت مین پیش کرینگے اور مین آپ سے یہ درخواست کرتا ہون کہ آپ
اون کو قبول فرماوینگے ۔

عالیجناب شاہزادہ ویلز بہادر نے اس چٹہی کا جواب حسب تفصیل ذیل تحریر فرمایا ۔

میرے معزز دوست ۔۔ آپکی چٹہی میرے پاس پہنچی جسمین آپنے اس گورنمنٹ کی نسبت رفاقت
اور دوستی کا اظہار کیا تہا اور جو انتظام آپکے وزیر اعظم مہاراجہ جنگ بہادر جی سی بی نے آپکی قلمرو
مین میری خاطر تواضع کے واسطے کیئے ہین اونسے آپ نے مجکو مطلع فرمایا تہا جس عنایت و مہربانی سے

آپ نے یہ انتظام فرمایا ہی اوسکا میرے دل پر بڑا اثر ہی اور جو اتحاد دونون گورنمنٹون کے درمیان ہی
اور جس کو استحکام دینے کی حضور ملکہ معظمہ کی دلی خواہش ہی اوسکے ثابت کرنے کے واسطے مین آپکو یہ یقین
دلاتا ہون کہ مجکو سر جنگ بہادر کی ملاقات سے نہایت مسرت حاصل ہوگی۔ منقول سائینٹفک سوسائٹی۔

نیپال کے ملک کا وہی حصہ حضور والا کے ملاحظہ مین آیا جو لارڈ کیننگ نے گورنمنٹ کاٹہمنڈو کو
ہدیتہً دیا تہا۔ مہاراجہ نیپال کی سرحد پر وزیر نیپال جنگ بہادر بڑے ٹہاٹہہ سے موجود تھے شاردا
کے کنارے پر خیمہ زن تھے۔ پندرہ ہزار سپاہ اور بہیر بنگاہ اونکے ساتہہ تھے اور چھہ سو ہاتہیون کی
قطارین لگی ہوئی تہین ۔۱۲۔ کو سر جنگ بہادر گہوڑے پر سوار ہوکر آئے اور پرنس کو دیکہکر گہوڑے
سے اوترے اور سلام کیا اور حضور کی تشریف آوری سے کمال اپنی مسرت دلی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ مین
کبہی اوس لطف کو نہین بہولتا جو سنہ ۱۸۵۰ع مین مینے انگلستان کی سیر سے حاصل کیا تہا۔ جناب ملکہ معظمہ
اور پرنس کنسورٹ (شوہر جناب ملکہ معظمہ) نے میرے حال پر مرحمت اور شفقت فرمائی تہی کہ
وہ ہر وقت مجہے یاد رہتی ہی۔ میرا ارادہ تہا کہ سال گذشتہ مین پہر انگلستان کی سیر سے مشرف ہون مگر
ایک اتفاق ناگہانی کے سبب سے جانا نہوا۔ مگر مجہے امید ہی کہ جب مجہے کوئی موقع ہاتہ آئیگا تو مین ضرور
انگلستان کی سیر پہر کرونگا۔ حضور شاہزادہ ویلز نے جواب مین یہ فرمایا کہ مین جنگ بہادر کا شکریہ
ادا کرتا ہون کہ اونہون نے اپنی نیکخواہی کا اظہار میری گورنمنٹ کے ساتہہ کیا۔ اور مین نیپال گورنمنٹ
کی اون خدمات مستحسنہ کا جو ایام غدر مین ظہور مین آئین سپاس گذاری کرتا ہون مجہے مدت سے
آرزو نیپال دیکہنے کی تہی اور اب مجہے بڑی خوشی ہوئی کہ وہ آرزو پوری ہوئی۔ اسپر سر جنگ بہادر نے
کہا کہ مجہے اپنی ساری عمر مین کبہی کسی کام سے وہ جمعیت خاطر اور اطمینان قلب نہین حاصل ہوا جیسا
کہ ایام غدر مین برٹش گورنمنٹ کی خدمتگذاری سے ہوا۔ اگر پہر اون خدمات کی ضرورت پڑے تو
مین دل و جان سے اوسکے کرنے کے لیئے حاضر ہون۔ انگلستان کو جس کام کی ضرورت ہو اوسکے سرانجام
دینے کو مین اپنے اوپر واجب اور فرض سمجہونگا۔ بعد اسکے سر جنگ بہادر نے دو شیر پنجرون مین
بند اور بہت سے نیپال کے پہاڑون کے مشہور پرند پیشکش مین پیش کیئے۔ اور ایک ہاتہی کا

پا اٹھا دیا جو سلام کرتا تھا اور بہت سی کملاڑیاں کرنی جانتا تھا۔ یون تو ہر روز شکار بازی ہوتی رہی مگر اس تاریخ کو سب دنون سے زیادہ شکار کی بہار تھی۔ زمانۂ حال مین کیا پہلے ایک واقعہ ایسا ہوا تھا کہ ایکدن مین آٹھ شیر شکار ہوئے تھے یا آج سات شیر صید ہوئے۔ اور نیپال مین تو بھی پہلے دلیر اور شیر دل ایسا آیا تھا کہ جسنے ایک دن مین اپنی ذات خاص سے ان چھہ قوی پنجہ شیرون کو اپنی گولیون سے موت کے پنجہ مین پھنسایا۔ آج تک کوئی اور ایسا شکاری تو یہان نہین پیدا ہوا۔ اب کوئی شخص زندہ موجود نہین ہے جسنے آج کا سا شکار دیکھا ہو اور یقین ہے کہ پہلے زمانے مین بھی آج کا سا شکار نہوا ہوگا اس شکار مین چھہ سو ہاتھی تو نیپال اور سو ہاتھی حضور ولیعہد کے صید بازی مین مصروف تھے اور اٹھارہ سو آدمی شکار کو اپنی جگہہ سے جنبش کرنے مین مصروف تھے۔ یہ سب ہاتھی بڑے بیش قیمت تھے سر جنگ بہادر نے راہ مین سے دو سو ہاتھی جو کام کے نتھے واپس بھیجدیئے تھے۔ پھر اونکے گننے کہانیکا حساب کیجیے تو معلوم ہوگا کہ کیا ہزار روپیہ روزانہ کا خرچ ہوگا۔ جو آج شیر شکار کیے گئے اونمین سے ایک مردم خوار بھی تھا۔ اوسکے بہٹ کے سامنے آدمی کی ہڈیان پڑی ہوئی تھین یہ شیر اور سب شیرون مین ضعیف و ناتوان تھا معلوم ہوتا تھا کہ مردم خواری نے اوسے ایسا نامرد بنا دیا تھا کہ اور جانورون کے شکار کرنے کی قوت بھی اوسکے پنجہ مین نرہی۔ گویا وہ سمجھہ گیا تھا کہ انسان ہی ایسا ضعیف جانور ہے کہ جسکے خون مین پنجے آسانی سے رنگین ہو سکتے ہین۔ ایک اور شیر تھا جسنے نو بیل اور بھینسین ایک پاس کے گانو کی کہائی تھین ۲۲ فروری کو جاکر کے مقام مین حضور ولیعہد اور سر جنگ بہادر اہلی ہاتھیون کو وحشی ہاتھیون کے پکڑنے کے لیئے گیئے۔ یہ ہاتھی کے پکڑنے کا تماشا انگریزون کی آنکھون کو عجیب و غریب معلوم ہوتا تھا۔ ان اہلی ہاتھیون مین ایک جنگی ہاتھی جنگ پرشاد تھا ایک دانت اوسکا پہلی لڑائی مین جاچکا تھا۔ غرض یہ سپہ سالار اور اوسکا گروہ جو سرخ رنگے ہوئے تھے ایک جنگلی ہاتھیون کے گروہ کے پیچھے پڑا اور خوب آپسمین داؤ پیچ ہوئے اور جولانگاہ مین معرکہ آرائیان ہوئین آخر کو اہلی ہاتھی غالب ہوئے اور رات کو چودہ ہاتھی جنگلی گرفتار ہوئے اونکے پیرون مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتھکڑیان پڑگئین یہ تماشا بڑا اندیشناک ہے۔ روس صاحب کی جان جاتے جاتے بچگئی۔ نیپالیون نے پھر اپنے درخت

کاٹنے کی مشق کو دکھایا۔

(۲۰) ۵ - مارچ کو سر جنگ بہادر سے حضور ولیعہد سے رخصت ہوئے۔ اور نیپال سے رخصت ہو کر بریلی اور لکھنؤ اور کانپور ہوتے ۷ - مارچ کو الہ آباد مین تشریف لائے - یہان وقت تھوڑا اور کام بہت تھا۔ لارڈ نارتھ بروک ہی اپنے مہمان عزیز اور محترم سے رخصت ہونے آئے تھے ایک بجے یہان ایک دربار ہوا جسمین اون افسرون کے تئین اسٹار آف انڈیا عطا ہوا جنکا نام ہم پہلے لکھ چکے ہین - بعد اسکے قلعہ اور کے ننگ ٹون کی سیر فرمائی اور بلکہ کی ملاقات کے باب مین لارڈ نارتھ بروک سے بہت سی باتین ہوتی رہین۔ یہان سے حضور جبلپور کو روانہ ہوئے۔ یہان سات ٹھگ جو پینتیس ۳۵ برس سے جیلخانہ مین اپنی عمر بسر کر چکے تھے ملاحظہ کے لیے پیش کیے گئے - ہر ایک اونمین کا اپنے ہنر مین یکتا تھا - اونسے جب پوچھا گیا کہ تمنے کتنے آدمی مارے ہین تو اونمین سے ایکنے کہا کہ سڑسٹھ ۶۷ آدمی۔ ایکنے اپنی ترکیب مارنے کی بھی ایک صاحب بہادر کے ہاتھہ پر عمل کر کے تبلائی جس سے کئی روز تک اونکا ہاتھہ دکھتا رہا۔ پھر اونہون نے یہ درخواست کی کہ ہم تین روپے مہینا پاتے ہین حضور چار روپیہ مقرر فرما دین اسپر حضور والا نے فرمایا کہ یہ درخواست تمہاری منظور ہی مگر تم اوس سے احتظاظ کتنے دنون تک اوٹھاؤ گے - جب یہ حضور کا ارشاد جناب مورس صاحب بہادر چیف کمشنر ممالک متوسط نے سمجھایا تو وہ ایسے خوش ہوئے جیسے کبھی کسی کو قتل کر کے یا کوئی روپیونکی تھیلی مار کے ہوتے ہونگے۔ بعد اسکے حضور والا نے اندور کے دار السلطنت ہو کر مین قدم رنجہ فرمایا یہان وہی باتین تھین جو اور راجاؤن کی دار السلطنت مین ہوتی تھین کوئی نئی بات نتھی - پھر ممالک متوسط ہند کے رئیس کھڑے ہوئے تھے اونسے ملاقات ہوئی - پھر لال باغ کے قصر عالی مین دربار فرمایا جہان سردار اعظم رتلام و جاورہ وغیرہ باریاب ملازمت ہوئے - ۱۰ - مارچ کو حضور بمبئی کو تشریف فرما ہوئے - ۱۱ - مارچ کو بمبئی کے اسٹیشن پر گیارہ بجے حضور پہنچے - وہان حکام جلیل القدر حاضر تھے - حضور سرا پس جہاز مین رونق افروز ہوئے - تیرہ جنگی جہاز موجود تھے ہر ایک نے سلامی اوتاری - یہان ہندوستانی رئیس باریاب ملازمت ہوئے - ۱۲ - مارچ کو اتوار کی نماز پڑہی - ایڈمرل نے دعوت وداعی کی۔

۱۳- مارچ بندرگاہ مین سرالیس جہاز سترہ ہفتے لنگر انداز تہا۔ اپنی جگہہ سے نہین ہلتا تہا۔ مگر حضور قریب سات ہزار چہہ سو میل کے خشکی مین اور ۲۳۰۰ میل تری مین سفر کیا اور اسقدر رئیسون اور امیرون اور سردارون سے اونکو ملنے کا اتفاق ہوا کہ جب سے عملداری انگریزی ہوئی ہی تمام گورنر جنرلون اور ویسرایون کو بہی نہوا ہوگا اور جتنے ملک کی اونہون نے سیر فرمائی ایسی کسی نے کبہی نہ کی ہوگی۔ سرالیس جہاز وطن کو روانہ ہوا جہان سے آیا تہا حضور والا نے یہ دوستانہ خط لارڈ نارتہہ بروک کو لکہا جسکا ترجمہ یہ ہی

حضرت ملکہ معظمہ کا جہاز سرالیس

بمبئی ۱۳- مارچ ۱۸۷۶ء

میرے پیارے لارڈ نارتہہ بروک۔ جس سچی خوشی اور دلی توجہ کے ساتہہ مین نے اس عظیم اور عجب ملک کی سیر کی ہی جبتک کہ مین آپ سے کہ اس وسیع سلطنت مین حضرت ملکہ معظمہ کے نائب ہین اوسکا اظہار نکرلون ہندوستان سے رخصت نہین ہوسکتا آپ بہی جانتے ہین کہ چند سال سے مجکو ہندوستان کے دیکہنے کا شوق اور ارادہ تہا کہ حضرت ملکہ معظمہ کی سلطنت کے اس دور دراز خطہ کی رعایا سے بہت اچہی طرح واقفیت حاصل کرون اور خود اون قابل دید چیزون کو معائنہ کرون جنکا ہمیشہ سے سیاحون کو بڑا شوق رہا ہی

مین دل سے کہتا ہون کہ جو کچہہ میرے ملاحظہ مین آیا وہ میری امیدون سے زیادہ تہا پس جو جو مین نے دیکہا اور سنا ہی اوسکا نہایت مستحکم نقش اپنے دل پر لیئے وطن کو واپس جاتا ہون۔ مجہے بہروسا ہی کہ جسقدر واقفیت مین نے حاصل کی ہی وہ میرے لیئے نہایت مفید ہوگی اور نیز آیندہ جسقدر حاصل کرنے کی مجہے امید ہی اوسکی یہ بڑی فائدہ مند بنیاد ہوگی۔

ہندوستانی رئیسان و والیان ملک اور عام باشندون نے جیسی میری تواضع اور تکریم کی اوس سے مین نہایت خوش ہوا کیونکہ جو وفاداری اسطرح ظہور مین آئی اوس سے حضرت ملکہ معظمہ اور اونکے تخت و تاج کی نسبت ایک اخلاص ثابت ہوتا ہی جو مجہے یقین ہی کہ سال بسال زیادہ

مستحکم ہوتا جائیگا۔ میری دلی آرزو ہی کہ انگریزی حکومت کے فائدے حضرت ملکہ معظمہ کی کل ہندوستانی رعایا کے روز بروز زیادہ ذہن نشین ہوتے جائین اور اس امر کا زیادہ تر ثبوت ملتا جائے کہ انگلستان کے بادشاہ اور اوسکی گورنمنٹ کو ہندوستان کا فائدہ اور بہبود دل سے منظور ہی۔

ہر قسم کی ہندوستانی سپاہ کو دیکھنے کا مجھے اکثر موقع ملا اور مین اپنی یہ راے ظاہر کرنے سے باز نہین رہسکتا کہ ہندوستانی فوج ایسی ہی کہ اگر ہم اوسپر فخر کرین تو بجا ہی۔ دہلی مین اسقدر نامور افسرون لمحہ اور ایسی عمدہ قواعد دان سپاہ کا سامنے سے کوچ کرتے ہوئے گزرنا ایک بڑا دل پر اثر کرنیوالا نظارہ تھا جسکو مین باآسانی نہین بھولونگا۔

مین یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہون کہ صیغہ ملازمت ملکی کی حالت بھی نہایت پسندیدہ ہی اور مجھے یقین واثق ہی کہ جس طریق سے ملازمان صیغہ مذکور کے مشکل فرائض انجام پاتے ہین وہ رعایا کے ہر فرقہ کی بہبود اور فلاح کی طرف نہایت مائل ہی۔

جن سہولتون کے سبب مین نے ایسے بڑے وسیع ملک مین ایسی جلدی سفر کرلیا اونکی بابت مین آپ کا اور جملہ حکام کا شکریہ ادا کیے بغیر اس تحریر کو ختم نہین کرسکتا اور آپ یقین رکھین کہ آپ نے اور اور صاحبون نے جس گرمجوشی سے میری تواضع و تکریم کی ہی اوسکو مین ہمیشہ ممنونی کے ساتھہ یاد رکھونگا۔ فقط آپکا نہایت صادق۔ البرٹ اڈورڈ۔ منقول از پنجاب گورنمنٹ گزٹ

رسالدار انوپ سنگھ اور رسالدار محمد افضل خان جہاز پر حضور والا کے ساتھ انگلستان گیئے۔ ایکدفعہ اوسبرن کے اندر ہندوستانی جانورونکا عجیب تماشا تھا۔ ہاتھی اور شیر اور عجیب و غریب جانور تھے اور اونکے زندہ رہنے کے لیئے بڑی بڑی حکمتین عمل مین آئین۔

اگر وہ تحریرین جو اخبارون اور رسالون مین اون دانش منش عالی دماغون کی مطبوع ہوئین اونکو ملاحظہ فرمایئے تو معلوم ہوتا ہی کہ گو آنکھہ اور کان مین فرق پانچ چھہ انگشت سے زیادہ نہین ہی مگر دیکھنے اور سننے مین زمین و آسمان کا فرق ہوتا ہی۔ یہ والا منش جو خیالات ساتھہ لائے تھے وہ یہان کے حالات دیکھنے سے کچھہ سے کچھہ ہوگیئے۔ اگرچہ ملک کی ایسی سیر سے کہ جلدی جلدی بیان کیے گئے یہان

پورا پورا حال نہین معلوم ہوتا مگر پہربہی جسقدر سرمایہ دانش یہ اہل دانش لیگئیے وہ بہی تعجب خیز ہی

باب چہاردہم

لارڈ نارتہہ بروک

(۱) ۴ جنوری ۱۸۷۶ء کو لندن مین سرکاری طور پر اشتہار ہوگیا کہ لارڈ نارتہہ بروک نے اپنے منصب عالی کے کامون کو چار سال تک انصرام کرکے استعفا دیدیا۔ سال گزشتہ کے موسم گرما مین حضور وائسرائے نے اطلاع دی تہی کہ سال آئندہ مین مجہے اپنے منصب کے سخت کامون کے کرنیکی برداشت نہین ہوگی۔ غرض سبب استعفا دینے کا یہ تہا کہ یہان کے موسم کی شدت اور اس منصب جلیل القدر کے کامون کی کثرت اور دقت نے اس قابل نہین رکہا تہا کہ وہ سال آئندہ مین اسکے کام کو انجام دے سکتے۔ اب جو اخبار نویسون نے مستعفی ہونیکا سبب یہ لکہا تہا کہ سکرٹری آف اسٹیٹ کی اختلاف راے کے سبب سے یہ کام کیا۔ محض بے اصل تہا۔

(۲) ۴ و ۵ جنوری ۱۸۷۶ء کو دہلی کے میدانون مین سپاہ کی بندوق زنی اور توپ زنی کے تجربہ کا آغاز ہوا۔ سبب اوسکا یہ تہا کہ بہت سے افسرون کی مدتون سے یہ آرزو چلی جاتی تہی کہ تجربہ جنگ اس طرح کیا جاے کہ گویا سپاہ حقیقت مین میدان جنگ مین تہی۔ اب سپاہ کے دو حصے ہوئے ایک وہ تہا جسنے حملہ کیا اور دوسرا وہ جسپر حملہ ہوا۔ اس دوسری سپاہ کے افسر بڑے تجربہ کار سر فریڈرک ہینز صاحب تہے اون پاس ۵ توپخانہ اور تین رجمنٹ سواران اور نو پلٹنین تہین جنمین آٹہہ آٹہہ کمپنیان تہین پہلے لشکر مین ۵ توپخانے اور گیارہ رجمنٹین پیادون کی تہین ان دونون لشکرون مین فاصلہ ۲۶۰۰ گز سے ۱۰۰ گز تک تہا۔ نتیجہ یہ تہا کہ توپخانون سے ۱۱۶۲ گولے مارے گئے جنمین سے ۹۲۱ نشانہ پر لگے۔ مگر بہت سے صورتین ایسی تہین کہ ۸ سے بارہ تک گولے ایک ہی آدمی کو نشانہ بناکر لگائے گئے تہے جب دشمنونکی توپون کا حساب لگائین تو یہ معلوم ہوتا ہی بارہ گولون مین ایک آدمی مرا ہوگا۔ ایک آدمی کے مارنے کے لیئے اوسکے وزن کے برابر سیسہ خرچ ہوا۔ اور تین توپین بہی پکڑ لیہ سے

اوڑ گئین۔ بندوق کی گولیان ۳۴۷۴ نشانہ پر لگین مگر بہت سے آدمی کئی کئی دفعہ نشانہ بنائے گئے۔ اور بہت سے نشانے ایسے بھی لگے ہونگے کہ اونمین سپاہی کے ذرا سی خراش ہی آئی ہوگی یا فقط کسی پوتام کو گولی نے اوڑا دیا ہوگا۔ ۶۸۰۲۴ گولیان لگائی گئین تہین۔ اس سے یہ حساب لگایا جاتا ہی کہ تیس ۳۰ گولیان پہینکی جائین تو ایک آدمی کو وہ ناقابل کام کے کرین۔ دوسری دفعہ مین ۱۰۲۲۵ گولیان چلائی گئین جنمین سے ۱۶۱ نشانہ پر پہنچین اور فاصلہ ۶۰۰ اور ۹۰۰ کے درمیان تہا تو بیس ۲۰ گولیون نے ایک آدمی کو ناقابل کام کے کیا۔ یہ نتیجہ اچہا تہا کیونکہ دشمن کا مقام نہین معلوم تہا۔ اب دوسری منزل مین فاصلہ ۶۰۰ اور ۳۰۰ گز کے درمیان تہا ۳۴۷۴ گولیان ماری گئین اور ۱۷۹۴ نشانہ پر لگین تو تیئس ۲۳ کارتوس چلانے نے ایک آدمی کو بے کام کیا۔ اب تیسری منزل مین ۳۰۰ اور ۸۰ گز کے درمیان فاصلہ تہا اور ۱۹۹۶۲ گولیان چہوڑی گئین اور ۱۷۹۲ نشانہ پر بیٹہین تو بارہ گولیون نے ایک آدمی کو نکما کیا۔ غرض ان نتایج کی نسبت مختلف رائین تہین نتیجہ اسکا یہ تہا کہ کمانڈر انچیف نے حکم دیدیا کہ ایسی مشق ہر چہاونی مین کی جایا کرے۔

(۳) جنوری ۱۸۶۷ء مین ایک عرضداشت لارڈ نارتہ بروک کے حضور مین پیش ہوئی کہ اہالیان یورپ جو شکستہ حال و خستہ بال ہین اونکی طرف توجہ کیجاے اور اونکے واسطے یہ تدبیرین کیجائین اول کہ نئی نئی طرح کی صنعت کے کام جاری کیے جائین جنمین اہل یورپ اور یوریشین کو اپنی مزدوری کرنیکا موقع ملے۔ دوم صنعت کے مدرسے اونکے واسطے بنائے جائین۔ اور ویگرانسی کا جو قانون محدود لنکے واسطے ہی اوسکی اصلاح کی جاے۔ سوم وہ پہاڑون مین یا خلیج بنگال کے جزائر مین آباد کیے جائین۔ یہ بہی اوسمین لکہا کہ افلاس ہندوستان کے کمینون کی صحبت مین ہماری اولاد کو بٹہاتا ہی جس سے اونمین بدکاری اور اوباشی اور بدمعاشی بدرجہ غایت پہیلتی جاتی ہی۔ اور اس سبب سے ہندوستانیون کی نگاہ مین برٹش گورنمنٹ کی وقعت روز بروز کم ہوتی جاتی ہی۔

(۴) ۹۔ مارچ کو میجر سینڈمین۔ قلات کو بہیجے گئے۔ ایکہزار سپاہ اونکے ساتہہ گئے کہ وہ اون کاروانون کی حفاظت کرین جو درہ بولن سے گذرتے ہین۔ اور اونکو یہ کام بہی سپرد ہوا کہ خان

اہالیان یورپ کی غربی اور اونکی عورتونکا انتظام

قلات پر مہم وفوج روانہ

اور اونکی رعایا کے درمیان جو آپسمین فساد ہی اوسکو بہی اپنے طور پر فیصل کردین۔ اسی اثنا مین رس کے ضلع بستر مین تیس ہزار رعیت نے فساد عظیم اوٹہایا اور مسلح ہوگئی۔ مگر وڑیا نگرم کی سپاہ گئی اور اوسنے انتظام کرلیا۔

۱۳ دین ۱۸۷۶ء کو مہاراجہ مہندر سنگہ راجہ پٹیالہ بہی اپنی نوجوانی مین دنیا سے رحلت کرگیے۔

(۵) دسوین اپریل ۱۸۷۶ء کو لارڈ مگڈلا نے استعفا دیدیا۔ حقیقت مین یہ سپہ سالار جوانمرد سپاہیونکا دوست تہا۔ اونہون نے اپنے عہد مین سپاہ کے ہر صیغہ کی ترقی کو دکہا دیا۔ گورنمنٹ انڈیا نے اونکی تحریک سے اس امر کو منظور فرمایا لیا کہ قواعد سپاہ یکجا جمع ہوکر اوس طرح سے ہوا کرے کہ گویا دشمن سے لڑرہی ہی ۱۸۸۲ و ۱۸۸۳ء سے چہوٹی سی قواعد رڑکی مین اور ۱۸۸۵ء مین راولپنڈی و انبالہ و پشاور مین اور ۱۸۸۶ء مین دہلی مین جو معرکہ آرائی سپاہ حضور ولیعہد کے ملاحظہ کے واسطے ہوئی اوسکا ذکر ہم نے کرہی دیا۔ یہ قواعد جسمین جہوٹی مشق آدمیون کے مارنے کی ہوتی ہی حقیقت مین سپاہ کی ترقی کی ایسی اساس محکم ہی کہ اگر اوسپر افسرون کو برا خیال ہے تو وہ اوس دن کہ حقیقت مین دشمنون کے مارنیکا دن آئے بڑے کام آئیگی۔ سپاہ مین انتظام کا یہ حال ہوگیا کہ ایک سو ساٹہہ ۱۶۰ مقدمات سپاہیون کی حکم عدولی کے ۱۸۶۹ء اور ۱۸۷۰ء مین دائر ہوئے تہے یا ۱۸۷۵ء مین فقط اونچاس ۴۹ مقدمات دائر ہوئے۔ اسکا سبب یہ تہا کہ سپاہیون کے اخلاق اور عادات درست کرنیکے واسطے کمپ اکسرسائیز اور بہت سے شغل پیدا کردیے گیے تہے پانچ آخر سال مین اٹہارہ ہزار آدمیون نے جو جرم کیے اونکی تعداد ایسی کم ہوتی گئی کہ ۷۷ اکورٹ مارشل سے نوبت ۱۵ ۲۰ پر آگئی۔ چالیس آدمیون بحساب اوسط ایک آدمی ایسا ہوگا جو اعتدال سے کرتا ہوگا۔ نشانہ بازی مین جو نمبر لگاتے جاتے ہین اونسے معلوم ہوتا ہی کہ بڑی ترقی ہوگئی۔

(۶) جب لارڈ نارتہہ بروک نے استعفا دیدیا تو اونکے قائم مقام لارڈ لیٹن ہوئے اور وہ ۱۵ اپریل کو کلکتہ سے روانہ ہوئے۔ کولمبو مین گورنر سیلون کے ہان مہمان رہکر ولایت تشریف لیگیے۔ لارڈ نارتہہ بروک نے جسقدر کام اپنے عہد سلطنت مین کیے اونسے رعایا نہایت

رضامند و خوش رہی ۔ سب سے اول حضور نے محاصل ملکی کی جانب توجہ فرمائی ۱۹۰۰-۱۸۹۹ء مین باوجود
قحط سالی کے محاصل ملکی پچاس کروڑ سے کچھ زائد تھا اور ۱۹۰۱-۱۹۰۰ء مین اکیاون کروڑ روپیہ
ہو گیا ۔ باوجودیکہ دو کروڑ نوے لاکھ روپیہ قحط مین صرف ہوا ۔ یہ توفیر خزانہ ہند مین تعجب خیز تھی
پہلے دو سالون مین اوسط خرچ غیر معمولی چار کروڑ روپیہ سالانہ تھا اور سال حال مین ۲۰۳۹۰۰۰
روپیہ تھا ۔ زیادہ خرچ کا بار جو گورنمنٹ پر پڑتا ہے وہ تعمیرات سرکاری کا ہوتا ہے جیسے کہ اونکے خرچ کا
سود مدتون تک نہین حاصل ہوتا ہے اور اکثر اس صیغہ مین روپیہ برباد جاتا ہے ۔ اگر خرچ کے سود
کے موافق آمدنی ہو تو اوس سے کچھ حرج نہین ہوتا ۔ مگر حضور کے عہد مین یہ غیر معمولی خرچ عمارات
سرکاری کا نہایت انتظام کے ساتھ قرض سے ہوتا رہا اور سال آئندہ کے واسطے گورنمنٹ نے یہ خرچ
جو قرض لیکر ہوتا تھا کم کر دیا ۔ نہ کسی نئے ٹیکس کی آواز اونکے عہد مین سننے مین آئی نہ قرض سوا
ریل اور اسی قسم کے کامون کے کسی اور کام کے لیے لیا گیا ۔ محصولات شاہی اور لوکل ٹیکس دونون
کے تخفیف سے رعایا کو مرفہ الحالی و آسودگی ہوئی ۔ انکم ٹیکس جو ابتدا مین بطور محصول جنگ اور
نیز ایک معمولی ذریعہ آمدنی کے لیے جاری کیا گیا تھا وہ اوس ملک کے حالات کے بالکل نامناسب تھا
وہ موقوف کر دیا گیا اور اوسکی نسبت تمام ملک کے باشندے نہایت خوش اور ممنون اور مسرور ہوئے
بمبئی مین ایک محصول جو سوائے کاشتکارونکے اور لوگون سے لیا جاتا تھا اور مدراس مین مکانات کا
عام محصول موقوف کیا گیا ۔ بنگالہ مین جو محصول سیران ریل کے اضافہ کی تجویز کیے گئے تھے وہ نامنظور
ہوئے ۔ ضلاع متوسط مین محصول پٹواری مین تخفیف کی گئی اور پنجاب مین پیشکی لین موقوف کی گئی
بس رعایا کے تمام فرقون مین سلطنت کے تمام حصون مین محصولات پر معقول طور پر تخفیف کر دی گئی
اور باوجود ہمہ سرکاری خزانہ کی عمدہ حالت مین اوسکے باعث سے مطلق ضعف نہین آیا ۔ بروقت
حضور کی تشریف بری کے خزانہ کا حال قابل اطمینان تھا ۔ آخیر وقت مین تجارت کے باب مین ایسی
عمدہ تدابیر عمل مین آئین کہ جس سے ہندوستان کی پیداوار کی خوب فروخت ہوتی اور کاشتکارون
کے حوصلے محنت کے لیے اور بڑھے اور اہل سرمایہ کو ہمت ہوئی اور وہ تجارت مین زیادہ دولت لگائین

اونکے عہد مین سارے ملک مین امن امان رہا نہ کوئی ریاست ضبط ہوئی نہ کسی اور طرح سے سلطنت
مین ایک بیگہہ زمین کی افزایش ہوئی - مگر ایک سال تک بڑے قوی زبردست دشمن یعنی قحط بنگال
بہار سے لڑائی رہی جسمین بالکل فتحیابی ہوئی - اڑیسہ کی طرح جہان لاکھون جانون کے جانیکا
احتمال تہا وہان موت کسی کو ہاتہہ بہی نہ لگا سکی اس سخت آفت سے لاکھون جان جانیکا اندیشہ تہا
مگر وہ اس ستودہ صفات عالی نژاد نے فوراً اس بات کو سمجہا دیا کہ بادشاہ ملک کا فرض ان صوبون کے
باشندونکو فاقہ کشی سے بچانا ہے جو کچہہ انتظام کیا اوسکا حال ہم اوپر بیان کر آئے ہین - تاریخ برٹش انڈیا
مین یہ پہلی دفعہ تہی کہ رعایا کی جان بچانے کے لیئے یہ دریادلی ہوئی - رعایا کے دل سے یہ احسان کبہی
نہین بہولیگا - اس نیک خو کے سارے عہد مین امن امان تو یون رہا کہ اونہون نے اوس تدبیر مملکت کی
پابندی پوری پوری کی جو حضور ملکہ معظمہ نے اوسوقت کہ عنان سلطنت ہاتہہ مین لی تہی اشتہار مین
مشتہر کی تہی - ملکہ معظمہ کے اون شفقت آمیز کلمات اور اوس تدبیر مملکت کو جنکا اظہار اوس اشتہار مین
ہوا تہا ہمیشہ اونہون نے اپنا رہنما بنایا اور اوسے فرض عظیم سمجہا اور اوسکے اداکرنیکے واسطے اونکو
نزاع سرحدی کی وجہہ سے خط وکتابت کرنا اور بڑودہ کی ریاست مین دست اندازی کرنا ضروری
خیال فرمایا چنانچہ اوس نزاع سرحدی کے معاملہ مین حضور کی اعتدال مزاجی اور مستقل رائی سے
لڑائی کی مصیبت دفع ہوگئی - سرحد شمال و مغربی اور افغانستان کے ساتہہ لارڈ لارنس کے
دستور العمل پر عمل کیا - سرحد کے مفسدونکو فساد نہ اٹہانے دیا - یارقند مین سفیر بہیجا - اور بڑودہ
کے معاملہ مین اگرچہ اون تدابیر کی نسبت جو مقاصد مطلوبہ کے حاصل کرنے مین کی گئین مختلف رائین ہین
کوئی اونکو صواب بتلاتا ہے کوئی بر خطا مگر اس نیک نہاد کی گورنمنٹ کی نیک نیتی مین کسیکو اختلاف
نہین ہے اور اونکی خوش نیتی کی یون تصدیق ہوگئی کہ ہندوستانی راج کو بحال رکہا اور انتظام
ریاست کے واسطے ہندوستانی اہلکار مقرر کیے -

۱۱ - اپریل ۱۸۶۶ء کو وہ اوس کمیٹی کے پریزیڈنٹ بنے جو لاہور مین ایک نیا عہدہ نشیب
مقرر کرنے کے لیئے تجویز کرتی تہی - اوسمین رزولیوشن پاس کیا کہ عوام اس کام مین معاون ہون

جس سے معلوم ہوتا ہی کہ مذہب کا بھی ادب اور لحاظ اور پاس اونکو تھا۔ یہ سب کام تو عمدہ تھے۔
مگر سب سے زیادہ تعریف کے قابل اونکے طرز انتظام ہی اونکی طرز حکومت مین روشن ضمیری اور فیاضی
اور ہمدردی پائی جاتی تہی اور اوسکا بالکل منشا یہ تھا کہ حضور ملکہ معظمہ کی رعایا کے تمام فرقے ایک ہی
نگاہ سے دیکھے جاوین اور اونکے درمیان قوم اور رنگ یا مذہب کا اعتبار نکیا جاوے۔ اونکی ایالت تابع
عدالت اور رعایا سب مورد عنایت تہی وہ ہندوستان مین اپنی شان وشکوہ لڑائیون سے دکہانے
نہین آئے تھے۔ وہ بالکل صلح پسند تھے۔ رعایا کو نہ نئے ٹیکسون کے لگانے سے نہ ناحق کے قانونون کے
بڑہانے سے پریشان کیا۔ نہ تغیرات بیجا کا نام ترقی رکھکر خلقت کے دلونمین وسوسے اور دغدغے
پیدا کیے۔ عجب چین وآرام کا زمانہ اونکا عہد تھا۔ ملکہ معظمہ کے اشتہار کے معنی اونہین کے عہد مین
بخوبی سمجھہ مین آئے۔ تعلیم کی طرف دلی توجہ تہی مسلمان جو اس سرکاری تعلیم سے استفادہ اور استفاضہ
نہین اوٹھاتے اونکی طرف بھی توجہ کی۔ مدرستہ العلوم مسلمانان علیگڈہ کے ساتھہ بڑا فیاضانہ
سلوک کیا۔ چار سو روپے سالانہ اسکالرشپ نارتھہ بروک اوسکی ہمیشہ یاد دلائیگی اور مسلمانون کو
ممنون احسان بنائیگی۔

لایق ہندوستانیون کو خدمات عظیم حوالہ کین۔ برار مین ایک ہندوستانی ڈائرکٹر مقرر کیا
اور دو ہندوستانی اٹاچی پولیٹیکل ایجنٹون کے مقرر کیے۔ قحط کے بعد وبا بھی ایک لازمی چیز ہی۔
مگر اونہون نے اوسکا بھی ایسا انتظام کیا کہ وبا نہ پہیلنے پائی جسکا نتیجہ یہ تہا کہ حضور پرنس ویلز
سارے ملک کی سیر فرما گیے۔ اگر خدانخواستہ وبا قحط کے بعد پہیلتی تو یہ سیر کہان سے ہوتی۔

گورنر جنرلون کا عہدہ ایسی ذمہ داری اور مشکل کام کے انصرام کرنیکا ہوتا جاتا ہی کہ وہ
اپنے کام کو حتی الوسع نہایت لیاقت اور مستعدی کے ساتھہ انجام دینے کا مستقل ارادہ کیون
نرکہتا ہو اور وہ اوسمین کیسی ہی سرگرمی اور جانفشانی کے ساتھہ مصروف کیون نہو مگر وہ فرائض کو
بخوبی انجام نہین دے سکیگا۔ اسلیئے گورنر جنرل کے عہد سلطنت کے کام دنمین اسکو دیکہنا چاہیئے
کہ جس عہدہ پر وہ مامور ہی اوسکی ذمہ داری کا بڑا خیال رکہتا ہی یا نہین۔ اگر لارڈ نارتھہ بروک کے

عہد سلطنت چار برس کے سارے کام دیکھے جائین تو اونسے معلوم ہوتا ہی کہ اونکو اپنے فرائض منصبی
کے ادا کرنے کا بڑا خیال تھا - اگرچہ کارکنان سلطنت کی فہرست مین اول نام گورنر جنرل کا ہوتا ہی
اور کاروبار سلطنت کا منتظم اول وہی سمجھا جاتا ہی مگر گورنمنٹ ہند ایسی گورنمنٹ ہی کہ جسکا انتظام
گورنر جنرل کو کونسل مین بیٹھکر کرنا پڑتا ہی پس امورات اہم کے انصرام مین یہ شریک بھی پایہ عظیم رکھتے
ہین - یہ خوش نصیبی جناب کی تھی کہ اونکے مشیر وہ صاحب تدبیر تھے کہ جنھون نے انتظام ہند مین بڑی
نیکنامی حاصل کی تھی - سر رچرڈ ٹیمپل اور سر ولیم میور اونمین مشہور تھے - اور کیمبل
صاحب بڑے مرتبہ کے منتظم تھے -

غرض ہندوستان مین بھی رعایا اونکی ذات عالی کی عالی صفاتی سے خوش و خرم اور ممنون و
مرہون رہی اور انگلستان مین بھی اونکی جناب ملکہ معظمہ نے یہ قدرشناسی فرمائی - اونکا القاب یہ ہوگیا
کہ ڈسکونٹ بیرنگ آف لی ملک کنیٹ اور ارل آف نارتھ برک ملک نورتھم ٹن

خاتمہ

جیسا ہم نے اپنی تاریخ کا حصہ اوس مبارک دن سے شروع کیا تھا کہ حضور ملکہ معظمہ نے
اپنے دست مبارک مین عنان سلطنت کی لی تھی - ایسا ہی آج ہم اوس کو اوس والا منش عالی دانش
نیک صفات ستودہ عادات کی سلطنت پر ختم کرتے ہین جسنے اوس اشتہار کی ہر بات پر عمل
کرکے ہمکو دکھا دیا -

جلد پنجم مین لارڈ لٹن کے عہد حکومت کا حال لکھینگے -

تمت